

قرآنی سورتوں کا نظم علی

www.KitaboSunnat.com

◆ زمانہ نزول

◆ کتابی ربط

◆ کلیدی الفاظ اور مضامین

◆ نظری جلی

◆ سورۃ کا خلاصہ

◆ مرکزی مضمون

خلیق الرحمن چشتی





معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب و سنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مَجْلِسُ التَّحْقِيقِ الْإِسْلَامِيِّ کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق و اجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے
کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی
کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے
درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

✉ KitaboSunnat@gmail.com

🌐 www.KitaboSunnat.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

خدمتِ عسکریہ کا حافظ محمد زبیر صاحب مدظلہ

برائے اصلاح

آپ ان فوجوانوں میں سے ایک ہیں

جن سے محبت بھی ہے اور ہمت بھی

زمین بھی والبتہ ہیں۔

علیٰ تاحات کی نشاندہی فرمائیے

تاکہ اگلے ڈیڑھ دن میں اصلاح

کی جا سکے۔

طالبِ دعا ہے فر

صلی اللہ علیہ وسلم

www.KitaboSunnat.com

یکمہ رمضان المبارک ۱۴۳۲ھ
۲ اگست ۲۰۱۱
اسلام آباد

قرآنی سورتوں کا نظم جلی

فہم قرآن میں معاون ایک اہم کتاب

خلیل الرحمن چشتی

www.KitaboSunnat.com

House # 1, Street # 15A,
E-11/4, Golra, Islamabad

Tel: 0300-55-60-900, 051-22 22 455
051-22 22 466

Email: khaleelchishti@yahoo.com

جملہ حقوق بحق خلیل الرحمن چشتی محفوظ ہیں

نام کتاب :	قرآنی سورتوں کا نظم جلی
مرتب :	خلیل الرحمن چشتی
کمپوزر :	حافظ افضل احمد
پہلا ایڈیشن :	جولائی 2011ء
صفحات :	768
قیمت :	700/- روپے
طالع :	دارالکتب السلفیہ اقراء سنٹر غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور

طالع کا پتہ

- 1- خلیل الرحمن چشتی E-11/4، اسلام آباد فون نمبر: 0300-55-60-900
- 2- ادارہ منشورات اسلامی، بالمقابل منصورہ، ملتان روڈ، لاہور۔
- 3- دارالکتب السلفیہ اقراء سنٹر غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور
www.KitaboSunnat.com فون نمبر: 042-378 40 584
- 4- ادارہ معارف اسلامی، Block 5-D-35، فیڈرل B ایریا، کراچی۔
042-37244404, 37361506, 0333-4334804, 0324-4336126
- 5- مکتبہ تحریک محنت، جی ٹی روڈ، واہ کینٹ، پاکستان۔
فون نمبر: 021-3634-9840, 0307-2358829
- 6- انور، لینڈ مارک پلازہ، LGF، شاپ نمبر 40، جیل روڈ، لاہور۔
فون نمبر: 051-453 5334
- فون نمبر: 042- 587 96 56

فہرست مضامین

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
225	بنی اسرائیل ۱۷	6	ابتدائیہ
236	الکھف ۱۸	15	مختصر اصول تفسیر
247	مریم ۱۹	47	الفاتحہ ۱
254	طہ ۲۰	52	مدنی سورت البقرہ ۲
260	النبیاء ۲۱	74	مدنی سورت آل عمران ۳
269	مدنی سورت الحج ۲۲	91	مدنی سورت النساء ۴
279	المومنون ۲۳	101	مدنی سورت المائدہ ۵
287	مدنی سورت النور ۲۴	110	الانعام ۶
295	الفرقان ۲۵	121	الاعراف ۷
304	الشعراء ۲۶	136	مدنی سورت الانفال ۸
314	النمل ۲۷	144	مدنی سورت التوبہ ۹
324	القصص ۲۸	155	یونس ۱۰
336	العنکبوت ۲۹	164	ہود ۱۱
344	الروم ۳۰	175	یوسف ۱۲
352	لقمان ۳۱	183	الرعد ۱۳
359	السجدہ ۳۲	193	ابراہیم ۱۴
364	مدنی سورت الاحزاب ۳۳	202	الحجر ۱۵
371	سبا ۳۴	209	النحل ۱۶

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
509	الواقعه ۵۶	379	فاطر ۳۵
513	الحديد ۵۷ (مدنی سورت)	387	یس ۳۶
519	المجادله ۵۸ (مدنی سورت)	395	الضاللات ۳۷
524	الحشر ۵۹ (مدنی سورت)	402	ص ۳۸
529	المتحنه ۶۰ (مدنی سورت)	409	الزمر ۳۹
533	الصف ۶۱ (مدنی سورت)	421	المومن ۴۰
537	الجمعة ۶۲ (مدنی سورت)	427	حم السجدة ۴۱
540	المنافقون ۶۳ (مدنی سورت)	432	الشوری ۴۲
543	التغابن ۶۴ (مدنی سورت)	439	الزخرف ۴۳
548	الطلاق ۶۵ (مدنی سورت)	445	الدخان ۴۴
552	التحریم ۶۶ (مدنی سورت)	450	الجاثیة ۴۵
555	الملک ۶۷	455	الاحقاف ۴۶
561	القلم ۶۸	461	محمد ۴۷ (مدنی سورت)
565	الحاقة ۶۹	467	الفتح ۴۸ (مدنی سورت)
568	المعارج ۷۰	475	الحجرات ۴۹ (مدنی سورت)
573	نوح ۷۱	479	ق ۵۰
577	الجن ۷۲	486	الذاریات ۵۱
580	المزمل ۷۳	492	الطور ۵۲
586	المدثر ۷۴	496	النجم ۵۳
591	القیامہ ۷۵	501	القمر ۵۴
597	الدھر ۷۶	505	الرحمن ۵۵

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
696	العلق ۹۶	603	المرسلات ۷۷
701	القدر ۹۷	608	النبا ۷۸
704	البیہ ۹۸ مدنی سورت	614	النازعات ۷۹
710	الزلزال ۹۹	620	عبس ۸۰
713	العادیات ۱۰۰	625	التکویر ۸۱
717	القارعه ۱۰۱	630	الانفطار ۸۲
720	التکاثیر ۱۰۲	635	المطففین ۸۳
723	العصر ۱۰۳	641	الانشقاق ۸۴
727	الہمزہ ۱۰۴	646	البروج ۸۵
730	الفیل ۱۰۵	651	الطارق ۸۶
733	قریش ۱۰۶	655	الاعلیٰ ۸۷
736	الماعون ۱۰۷	660	الغاشیہ ۸۸
739	الکوثر ۱۰۸	665	الفجر ۸۹
742	الکافرون ۱۰۹	672	الہلد ۹۰
745	النصر ۱۱۰ مدنی سورت	677	الشمس ۹۱
748	الہب ۱۱۱	681	اللہیل ۹۲
751	الاخلاص ۱۱۲	686	الضحیٰ ۹۳
754	الفلق ۱۱۳	689	الم نشرح ۹۴
758	الناس ۱۱۴	692	التین ۹۵

ابتداء

www.KitaboSunnat.com

إِنَّ الْحَمْدَ لِلَّهِ أَحْمَدُهُ وَأَسْتَعِينُهُ وَاسْتَغْفِرُهُ وَأَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا مَنْ يَهْدِهِ اللَّهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يَضِلَّهُ فَلَا هَادِيَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، أَرْسَلَهُ بِالْحَقِّ بَشِيرًا وَنَذِيرًا. أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّ خَيْرَ الْحَدِيثِ كِتَابُ اللَّهِ، وَخَيْرُ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَشَرُّ الْأُمُورِ مُحَدَّثَاتُهَا، وَكُلُّ مُحَدَّثَةٍ بِدْعَةٌ وَكُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ، وَكُلُّ ضَلَالَةٍ فِي النَّارِ.

قرآن مجید کی ایک سوچودہ (114) سورتوں کا نظم جلی حاضر خدمت ہے۔ یہ کئی سالوں پر محیط کام ہے، جسے بہت پہلے شائع ہو جانا چاہیے تھا، لیکن مختلف داخلی اور خارجی اسباب کے سبب ایسا ممکن نہیں ہو سکا۔ میں مصمم قلب سے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ الحمد للہ اس کام کی تکمیل ہو گئی، اگرچہ یہ سال میری زندگی کے سخت ترین سالوں میں سے ہے۔ نیک لوگوں کے درجات بلند کرنے کے لیے انہیں آزمائشوں میں مبتلا کیا جاتا ہے۔ ہم جیسے گنہگار اور خطا کار معمولی انسانوں پر آزمائشوں سے گناہ جھڑ جاتے ہیں۔

وقت کو اے صفیٰ برانہ کہو
وقت پیغمبروں پہ آیا ہے

میں اللہ تعالیٰ سے قوی اُمید اور توقع رکھتا ہوں اور پختہ ایمان بھی کہ اللہ تعالیٰ معاف فرمائے گا اور اذیت رسانہوں کا صلہ عطا فرمائے گا۔

اس کتاب میں ہر سورت کے حوالے سے پہلے زمانہ نزول کی بحث ہے، پھر سورۃ کی بعض خصوصیات کا ذکر کیا گیا ہے۔ جس سورت کی فضیلت میں صحیح احادیث مل سکی ہیں، انہیں درج کر دیا گیا ہے۔ ہر سورت کا اگلی اور پچھلی سورت سے ربط تلاش کیا گیا ہے۔ سورت کے اہم اور کلیدی مضامین کا خلاصہ درج کیا گیا ہے۔ پھر اس کے بعد سورت کا نظم بتایا گیا ہے کہ یہ کتنے پیرا گرافوں پر مشتمل ہے اور ہر پیرا گراف کا ذیلی موضوع کیا ہے۔ آخر میں تمام پیرا گرافوں کو جوڑتے ہوئے سورت کا مرکزی مضمون بیان کیا گیا ہے۔

اس طرز تفہیم بنیادی مقصد:

اس کتاب کی مربوط تفہیم کا بنیادی مقصد، جدید تعلیم یافتہ طلبہ کو قرآن کے نظم جلی (Macro-Structure) کو تفصیل سے اور نظم خفیف (Micro-Structure) کو اختصار سے متعارف کرانا ہے، تاکہ وہ لفظ کو لفظ سے، جملے کو جملے سے اور پیرا گراف کو پیرا گراف سے جوڑنے کا فن سیکھ سکیں اور ربط کلام اور وحدت کو دریافت کر سکیں، ورنہ عموماً یہی دیکھا گیا ہے کہ طلبہ عربی زبان پر معمولی دسترس کے بعد بہت حد تک صحیح ترجمہ کرنے کی استعداد تو پیدا کر لیتے ہیں، لیکن فہم قرآن سے بہت حد تک محروم رہتے ہیں اور سیاق و سباق (Context) پر گہری توجہ نہیں کرتے۔ وہ عمارت کے لیے درکار تمام خام اشیاء کو پہچان لیتے ہیں کہ یہ اینٹ ہے، یہ لوہا اور یہ سیمنٹ ہے، لیکن عمارت کے مخصوص مقصد کو سمجھنے سے قاصر رہتے ہیں۔ شہتروں (Beams) کا مقصد، عمارت کا استحکام اور ٹرانسفر (Load Transfer) ہوتا ہے۔ ایک مضبوط اور مربوط کلام میں بھی، ابتدائی بات کو کسی اور مناسب جگہ مناسب انداز میں دہرایا جاتا ہے۔ اسے آپ رجوع طلب حوالوں (Cross References) کا نام دے سکتے ہیں۔ قرآن مجید میں یہ چیز بہت عام ہے۔ جیسے سورۃ الرحمن میں ﴿وَالْجَلَالُ وَالْإِكْرَامُ﴾ کا لفظ دو (2) مرتبہ استعمال ہوا ہے۔ درمیان میں بھی اور آخر میں بھی۔

قرآن اللہ کا کلام ہے۔ زندہ معجزہ ہے۔ اس کی تاثیر دراصل اُس کی زبان، اُس کی بلاغت، اُس کے اسالیب، اُس کے مضامین، اُس کی تعریف اور اُس کے خاص کلیدی الفاظ اور خاص اصطلاحات میں پوشیدہ ہے۔ محض ترجموں کی مدد سے قرآن کو گہرائی اور گیرائی کے ساتھ سمجھنا ممکن نہیں ہے۔ بالخصوص مکی سورتوں کی جامعیت اور پختگی، جسے خود قرآن نے ﴿احکام﴾ کا نام دیا، اس کا ثبوت ہے۔

نظم قرآنی کے سلسلے میں افراط و تفریط:

افراط و تفریط کہاں نہیں؟ نظم قرآنی کا معاملہ بھی یہی ہے۔ بعض علماء نے نظم کا سرے سے انکار کیا ہے۔ دوسرے وہ ہیں، جنہوں نے بے جا تکلف اور تصنع سے کام لیا اور یہاں تک آگے بڑھے کہ بعض ثابت شدہ صحیح احادیث کا بھی انکار کر دیا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں افراط و تفریط سے بچائے۔ میں قرآن مجید کا ایک معمولی سا طالب علم ہوں۔ اس موضوع پر جنہوں نے لکھا، وہ ہم سے بہت بڑے تھے، ہم اُن کی خاک پا بھی نہیں،

لیکن ایک سیدھے سادھے مسلمان کی حیثیت سے میں نہ تو کسی آیت کا انکار کرتا ہوں اور نہ کسی صحیح حدیث کا نہ تو میں نظم کا منکر ہوں اور نہ منہج سلف کا۔ قرآن میں تدبر، تفکر اور تعقل کو ضروری سمجھتا ہوں۔ قرآن اللہ کا کلام ہے، اس کے عجائب و اسرار کبھی ختم نہ ہوں گے۔ لوگ قیامت تک نئے نئے موتی چنتے رہیں گے۔ البتہ اس میں سخت احتیاط کی ضرورت ہے، کوئی تاویل و تفسیر ایسی نہ ہو، جو وحی مجلی اور وحی خفی سے یا اجماع سے متصادم ہو۔

اس کتاب کی روشنی میں قرآن کا مطالعہ کیسے کیا جائے؟

اس کتاب کے قاری نے میری درخواست ہے کہ وہ اپنا ذاتی قرآنی نسخہ لے کر ہر سورت کو میری تقسیم کے مطابق سرخ قلم کی لکیر سے بڑے بڑے اجزاء میں تقسیم کر لے۔ میں نے اس کتاب میں جن اہم الفاظ کی نشاندہی کی ہے، انہیں اپنے ذاتی قرآنی نسخے میں پیلے قلم (Yellow high Lighter) کی مدد سے نشان زد کر لے۔ حاشیہ میں ہر پیرا گراف کا ذیلی عنوان اور موضوع لکھ لے۔ پھر بار بار ایک ہی سورت کا مطالعہ کرتا جائے۔ مجھے یقین ہے کہ چند سالوں میں وہ ہر سورت کو ابتداء تا انتہاء جوڑنے کے قابل ہو جائے گا۔ یہ بھی عین ممکن ہے کہ وہ اُن گوشوں کو دریافت کر لے اور اُن مناظر کو دیکھ لے، جو مجھ سے ادھ جھل رہے۔

کبھی غبی بھی ہوتی ہے، اور کبھی پرانی ہوتی ہے ہر اچھی صورت لیکن جانی پہچانی ہوتی ہے نئے مناظر کی دھن میں، آگے بڑھتا جاتا ہوں سفر مزے سے کٹتا ہے، ہمدرد جیرانی ہوتی ہے

اس کتاب میں نظم خفیف سے زیادہ بحث نہیں کی گئی۔ یہ مفسرین کا کام ہے اور تمام بڑی بڑی تفسیروں میں اس موضوع پر اچھا خاصہ مواد موجود ہے۔ وہ مشکل الفاظ کی تشریح کرتے ہیں۔ ایک بڑی آیت میں جو چھوٹے چھوٹے جملے ہوتے ہیں، اُن کے باہمی ربط کی نشاندہی کرتے ہیں۔ اس کے کچھ اشارے میں نے سورت ﴿العنکب﴾ کے نظم کے سلسلے میں کر دیے ہیں، قاری وہاں اُسے دیکھ لے۔

نماز تراویح سے پہلے یا بعد خلاصہ:

رمضان المبارک کے مبارک مہینے میں ہمارے علماء، خطیب اور معلمین قرآن اگر اس خلاصے کی مدد سے قرآنی سورتوں کا جامع تعارف پیش کر سکیں تو اس امت کے ذہین افراد کو قرآن فہمی کے سلسلے میں بہت مدد مل سکتی ہے اور وہ مضامین قرآن سے مناسبت پیدا کر سکتے ہیں۔ ان شاء اللہ

اس طرح کے کام میں غلطیوں کے امکانات بہت ہوتے ہیں۔ جو حق ہے، وہ اللہ تعالیٰ لوگوں کے دلوں میں راسخ کر دے، جو غلط ہے، وہ دلوں اور دماغوں سے محو کر دے۔ لیکن الحمد للہ میں نے کوئی غلطی جان بوجھ کر نہیں کی ہے۔ بشری تقاضوں کے تحت نادانستہ غلطی ہو سکتی ہے۔ فہم کا قصور ہو سکتا ہے، لیکن میں اپنی کسی غلطی پر اصرار کرنا نہیں چاہتا۔ اہل علم سے درخواست ہے کہ وہ غلطیوں کی نشاندہی کرتے ہوئے اصلاح فرمائیں، تاکہ فوراً اگلے ایڈیشن میں تبدیلی کی جاسکے۔

میں اُن تمام حضرات کا شکریہ بھی ادا کرنا چاہتا ہوں اور اُن کے لیے دعا گو بھی ہوں، جنہوں نے کسی نہ کسی طرح میرے کام میں معاونت کی، میرا حوصلہ بڑھایا، مشکل ایام میں ڈھارس بندھائی اور میرے لیے دعا گو رہتے ہیں۔ بالخصوص استاذی مولانا ڈاکٹر سہیل حسن صاحب مدظلہ العالی، مخدومی حافظ محمد ادریس صاحب مدظلہ العالی، بیوی ہما چشتی، بیٹی حسین چشتی، حافظ افضال احمد صاحب، محمد وقاص صاحب، میجر طارق محمود خان صاحب والہیہ بہن یاسمین صاحبہ، ڈاکٹر متور اقبال صاحب والہیہ، ڈاکٹر توصیف الرحمن صاحب، عمران ہادی صاحب، عمران انور چوہدری صاحب، ضیاء اللہ شاہ صاحب، خالد بخاری صاحب، خالد مرزا صاحب، ڈاکٹر سعید خواجہ صاحب، میری بہن ڈاکٹر ریحانہ سعید صاحبہ (جنہیں خود قرآن و سنت سے گہرا شغف ہے) ڈاکٹر شاہد ہاشمی صاحب والہیہ، ڈاکٹر سعید اختر صاحب اور اُن کی اہلیہ ڈاکٹر معصومہ، ڈاکٹر نیر، عالم میاں صاحب، محمود احمد شیخ صاحب، ڈاکٹر اعجاز، غلام قادر عباسی صاحب، زاہد اقبال صاحب، ڈاکٹر آصف جعفری، ڈاکٹر وقاص احمد صاحب، ڈاکٹر مہتاب دین صاحب اور اُن کی اہلیہ محترمہ بہن منور مہتاب دین صاحبہ، ڈاکٹر انیس احمد صاحب اور اُن کی اہلیہ بہن ایشہ صاحبہ، ڈاکٹر احمد خان صاحب (مردان) فیض اللہ خان صاحب (جدہ) وغیرہ وغیرہ۔ اللہ تعالیٰ ان سب حضرات کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

اللہ تعالیٰ اس کتاب کو میرے گناہوں کی بخشش کا وسیلہ بنادے اور اسے مزید بہتر اور نافع بنانے کی توفیق عطا

www.KitaboSunnat.com

فرمائے۔ آمین

طالب دعائے خیر

اسلام آباد

خلیل الرحمن چشتی

4 شعبان 1432ھ

7 جولائی 2011ء

حافظ محمد ادریس صاحب مدظلہ

ڈائریکٹر ادارہ معارف اسلامی

منصورہ، ملتان روڈ، لاہور

تقریظ

الحمد لله رب العالمين ، والصلوة والسلام على سيد المرسلين وعلى آله وصحبه اجمعين
اللہ تعالیٰ جس شخص کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کرتا ہے تو اُسے دین کا فہم عطا فرماتا ہے۔ میرے
بھائی خلیل الرحمن چشتی بھی انہی لوگوں میں سے ہیں۔ فہم دین میں فہم قرآن کو اولیت حاصل ہے۔ یہ اسلامی
علوم اور اپنے قرآنی فہم کو عام کرنے میں عرصہ دراز سے مشغول و منہمک ہیں۔

چشتی صاحب کا اسلوب جدید ہے، مگر اس کی حدود قرآن و سنت کے بحرِ خار سے باہر جاتی کہیں
نظر نہیں آتیں۔ قرآن مجید کی سورتوں کو سمجھنے کے لیے انہوں نے ہر سورت کو مختلف پیرا گرافوں میں تقسیم
کر کے ہر پیرا گراف کو ایک عنوان دینے کی کوشش کی ہے اور ہر سورت کے نظم کی وضاحت کی ہے۔ ہر
سورت کا خلاصہ پیش کر دیا ہے۔
www.KitaboSunnat.com

خلاصہ القرآن پر بہت سی کتابیں لکھی گئی ہیں، لیکن بعض علماء کی یہ رائے غالباً زیادہ صحیح ہے کہ قرآن
کا خلاصہ نہیں لکھا جاسکتا، البتہ قرآن کے مضامین کا خلاصہ ممکن ہے۔ قرآن خود جامع اور بلیغ کلام ہے۔
چشتی صاحب نے سورتوں کے فضائل بھی درج کر دیے ہیں، جو صحیح احادیث سے ثابت ہیں۔ یہ
اُن لوگوں میں سے ہیں، جو موضوع احادیث سے بچتے ہیں اور کسی صحیح اور ثابت شدہ حدیث کا انکار نہیں
کرتے۔

حافظ محمد ادریس

13 جون 2011ء

ڈاکٹر سہیل حسن

صدر شعبہ قرآن و سنت، ادارہ تحقیقات اسلامی

بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد

تقریظ
www.KitaboSunnat.com

الحمد لله رب العالمین، والصلوة والسلام علی سید المرسلین وعلی آلہ وصحبہ اجمعین
ڈاکٹر اسرار احمد مرحوم پر اللہ تعالیٰ اپنی کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے، جنہوں نے قرآن کریم کے حوالے سے دواہم چیزوں کا آغاز کر کے امت پر بہت بڑا احسان کیا ہے۔ پہلی چیز رمضان المبارک میں دورہ قرآن کی ابتداء ہے، جس میں قرآن کریم کے معانی اور مفہیم مختصر طور پر بتا دیے جاتے ہیں، تاکہ نمازیوں کے ذہن میں قرآن کے الفاظ سننے کے ساتھ ساتھ معانی کا استحضار بھی ہوتا رہے۔ دوسری چیز تراویح کے دوران سورتوں کے خلاصے کا اہتمام ہے۔ یہ بھی نہایت مفید اور کارآمد نسخہ ہے، جس کے ذریعے سے کم سے کم وقت میں نمازیوں کو تلاوت کردہ آیات کے خلاصے سے متعارف کرا دیا جاتا ہے۔

درحقیقت یہ دونوں امور افلا یندہیرون القرآن کے تقاضوں کی تکمیل ہے۔ عام طور پر یہی دیکھا گیا ہے کہ زیادہ تر لوگ نماز تراویح بطور رسم ادا کرنے کے لیے ہی مسجد آتے ہیں۔ بیس ہوں یا آٹھ رکعتیں، اصل مقصد تراویح میں شرکت ہوتا ہے۔ تراویح جتنی جلدی ختم ہو جائے، اتنا ہی زیادہ بہتر سمجھا جاتا ہے۔ ڈاکٹر اسرار احمد کے جاری کردہ دونوں امور نے عام مسلمانوں کو قرآن سے قریب کرنے اور قرآن میں تدبیر کرنے کی طرف مائل کیا ہے۔

جناب خلیل الرحمن چشتی صاحب کی یہ کتاب بھی اس سلسلے میں بہت معاون ثابت ہو سکتی ہے، کیونکہ انہوں نے اپنے اس خلاصہ قرآن کے ذریعے سے قرآن کی تفسیر نہیں، بلکہ قرآن کے مفہیم کو نئے انداز سے ذہنوں میں بٹھانے کا تجربہ کیا ہے۔

اس خلاصے میں سورت کے زمانہ نزول، کتابی ربط، اہم کلیدی الفاظ اور مضامین کو بنیاد بنا کر، جو اس سورت میں تکرار سے آئے ہیں، یا اس سورت میں نمایاں انداز میں پیش کیے گئے ہیں، ان کے تمام

معانی اور مفہیم کو انہوں نے عام فہم کر دیا ہے۔

سورتوں کے مضامین کو واضح کرنے کے لیے خاکوں اور نقشوں سے مدد لی ہے، تاکہ اس سورت کا بنیادی پیکل سمجھ میں آجائے۔ مرکزی مضمون کی روشنی میں سورت کا بنیادی محور سمجھ میں آ جاتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ کتاب عمومی طور پر درس قرآن دینے والے حضرات کے لیے نہایت مفید ثابت ہو سکتی ہے، بشرطیکہ وہ درس قرآن سے پہلے یہ خلاصہ پڑھ لیں اور اس کی روشنی میں اپنا درس ترتیب دیں۔ یہ کتاب اُن حضرات کے لیے بھی بہت مفید اور معاون ہے، جو رمضان المبارک میں دورہ قرآن کرتے ہیں یا کراتے ہیں۔ وہ اپنے درس کو ان خطوط پر تیار کریں اور اس منہج پر پیش کریں اور حاضرین بھی ساتھ ساتھ یہ نکات نوٹ کرتے جائیں تو یقیناً یہ طریقہ کار تدریس قرآن کے سلسلے میں ایک بہترین ذریعہ ثابت ہو سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں قرآن مجید، پڑھنے، سمجھنے اور سمجھانے کی توفیق عطا فرمائے۔ قرآن کریم کو صحیح معنی میں اپنی زندگیوں میں جاری و ساری رکھنے کی ہمت اور صلاحیت عطا فرمائے۔ آمین

www.KitaboSunnat.com

(ڈاکٹر) سہیل حسن

۸ رجب ۱۴۳۲ھ

ڈاکٹر قوصیف الرحمن

پرنسٹن یونیورسٹی اسلام آباد

تقریظ

www.KitaboSunnat.com

الحمد لله رب العالمین ، والصلوة والسلام علی سید المرسلین وعلی آلہ وصحبہ اجمعین

کسی شاکر دے کے لیے اپنے استاد کے متعلق کچھ لکھنا باعثِ فخر بھی ہے اور کارِ دشوار بھی۔ استادی و مربی جناب غلیل الرحمن چشتی صاحب ایک بلند پایہ علمی شخصیت ہیں۔ ان کی یہ کتاب ان کی کئی سالوں کی ان تھک اور مسلسل جدوجہد کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ ہمارے اس برق رفتار دور میں وقت کی اہمیت سے کون انکار کر سکتا ہے؟ ایسے میں ایک ایسی کتاب کی ضرورت تھی، جو قرآن مجید کی تمام سورتوں کو محدود وقت میں ایسے سمجھا دے کہ اُس کے تمام بڑے حصوں کا مفہوم بھی سمجھ میں آجائے اور اُن کا آپسی ربط بھی واضح ہو جائے۔ قرآن مجید میں کہیں کسی چیز کا ذکر اجمالاً ہے اور کہیں تفصیلاً۔ سورت کے بڑے اجزاء اور اُس کے عمود کا فہم، قرآن کے مطالب پر تذبذب کو آسان کر دیتا ہے۔ سونے پر سہاگہ یہ کہ چشتی صاحب نے اپنے وسیع تجربات و مشاہدات اور عمیق مطالعہ کو استعمال کرتے ہوئے اپنی قرآن فہمی کو اس درجے تک پہنچا دیا کہ تمام سورتوں کا خلاصہ ایک چارٹ کی شکل میں پیش کر دیا ہے۔ سورت کو اجزاء میں تقسیم کرنے کا مقصد کسی حد تک ﴿رکوع﴾ بھی پورا کرتے ہیں، لیکن یہ کتاب ہر بڑے حصے کے بنیادی تصور کو اجاگر کرتی ہے۔ میرے ناقص علم کی حد تک یہ اس سلسلے کی پہلی کاوش ہے اس جدید طرز کو اپنانے کے بہت سے فوائد ہیں۔

1۔ ایک تصویر ہزار لفظوں پر بھاری ہوتی ہے۔ قرآنی سورتوں کا یہ ایچ ایک دیرپا نقش ہے۔ مغربی دنیا میں اسی طریقے اور اسی پیرائے سے بنیادی تصورات کو اجاگر کیا جاتا ہے۔

2۔ یہاں ٹیٹ اور خالص اسلامی تعلیمات بھی ہیں، اہدِ تدریسی طریقہ کار میں قدیم و جدید کا امتزاج بھی ہے۔ اسلامی ذوق رکھنے والے اُردو دان طبقے کو قرآن کی عربی اور قرآنی اصطلاحات سے مالوس کرنے کی ایک کامیاب کوشش بھی۔

3۔ رمضان کریم کے بابرکت مہینے میں اس کتاب کا مطالعہ کر کے انسان تھوڑے وقت میں پوری سورت کا

نقشہ ذہن میں بٹھا کر نماز تراویح میں شرکت کر سکتا ہے اور قرآن کے اصل متن کی سماعت سے مضامین کے اعادے کو دل و دماغ میں پختہ کر سکتا ہے۔

دروس قرآن دینے والے حضرات کے لیے بھی یہ کتاب نہایت مفید ہے۔

میری دعا ہے کہ اس کتاب کا دوسری زبانوں میں ترجمہ ہو جائے، بالخصوص عربی، انگریزی اور فرانسیسی وغیرہ میں، تاکہ یہ خیر دنیا میں پھیلے۔ اللہ تعالیٰ شیخ کو اپنی بے پایاں رحمتوں میں ڈھانپ لے اور ہمیں توفیق دے کہ ہم ان سے زیادہ سے زیادہ مستفید ہو سکیں۔

﴿وصلی اللہ تعالیٰ علی نبینا محمد وعلی آلہ وصحبہ وازواجه واهل بیتہ اجمعین﴾

(ڈاکٹر) توصیف الرحمن

۸ رجب ۱۴۳۲ھ

مختصر اصول تفسیر

www.KitaboSunnat.com

قرآن مجید کے طالب علم کے لیے ضروری ہے کہ وہ اصول تفسیر سے اچھی طرح واقفیت حاصل کر لے۔ کسی بھی فن کے بنیادی اصولوں کا مقصد یہی ہوتا ہے کہ آدمی فاش غلطیوں سے محفوظ رہ سکے۔ تفسیر کا مطلب وضاحت ہے، قرآن ایک جامع اور بلیغ کلام ہے، جس میں ایجاز ہے اور بے شمار محذوفات ہیں۔ مفسرین پر اللہ تعالیٰ اپنی رحمتیں نچھاور کر دے، جنہوں نے اللہ کے کلام کو سمجھانے کے لیے تفسیریں لکھیں۔ امام طبرئیؒ اور امام قرطبیؒ کے علاوہ بے شمار بڑے نام ہیں۔ یہ سلسلہ قیامت تک ان شاء اللہ جاری و ساری رہے گا۔

اصول تفسیر کے سلسلے میں چار کتابیں بڑی اہم ہیں۔ شیخ الاسلام امام ابن تیمیہؒ کا مقدمہ فی اصول التفسیر، شاہ ولی اللہ صاحبؒ محدث دہلوی کی الفوز الکبیر، مولانا حمید الدین فراہیؒ کے رسائل اور مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ کی کتاب قرآن کی چار بنیادی اصطلاحیں۔ تفہیم القرآن کے مقدمے میں بھی بعض اہم باتیں ہیں۔ علوم قرآن پر بہت لوگوں نے لکھا ہے۔ ابو حیان اندلسیؒ (م 754ھ)، بدر الدین زرکشیؒ (م 794ھ) اور جلال الدین سیوطیؒ (م 911ھ) کی کتابوں سے بھی استفادہ کیا جاسکتا ہے۔ ہم یہاں چند بنیادی باتوں کی طرف اشارہ کر رہے ہیں، جو مندرجہ بالا علماء کی کتابوں سے ماخوذ ہیں۔

1- تفسیر القرآن بالقرآن:

تفسیر کا پہلا اصول یہ ہے کہ قرآن کی تفسیر خود قرآن سے کی جائے۔ (مقدمہ فی اصول التفسیر للامام ابن تیمیہؒ (م 728ھ)

(a) کیونکہ مشکل خود اپنے کلام کی بہترین وضاحت کر سکتا ہے۔

(b) کیونکہ قرآن میں کہیں اجمال ہے کہیں تفصیل۔

(c) کیونکہ قرآن تاقص سے پاک ہے۔

قرآن کریم کلام اللہ ہے، اس لیے اس کی آیات میں کوئی تضاد نہیں ہے، بلکہ یہ ایک دوسرے کی تصدیق و تائید اور تفسیر و تشریح کرتی ہیں، لہٰذا یہ کہ ایک آیت کا دوسری آیت کے لیے ناخ ہونا ثابت ہو جائے اور نسخ کی صورت میں بھی حقیقی تضاد نہیں ہوتا، کیونکہ ناخ دراصل منسوخ کی مدت عمل کے اختتام کا بیان اور اعلان ہوتا ہے۔

مثال: اس کی ہزاروں مثالیں ہیں۔ مثلاً قرآن مجید میں ایک مضمون کئی جگہ آیا ہے کہ انسان کو اُس کی محنت کا صلہ ملتا ہے۔ اگر وہ دنیا چاہتا ہے تو اُسے دنیا مل جاتی ہے، اور اگر وہ آخرت چاہتا ہے تو اسے آخرت ملے گی۔ مسلمانوں سے کہا گیا کہ وہ اللہ سے دنیا بھی مانگیں اور آخرت بھی۔ جو صرف دنیا مانگے گا، اسے آخرت میں کچھ نہیں ملے گا۔ اللہ کے پاس دنیا بھی ہے اور آخرت بھی۔ دنیا ہو یا آخرت ہر ایک کے لیے محنت ضروری ہے، چنانچہ اس کے لیے بھی ﴿حرث﴾ کا لفظ استعمال کیا گیا۔ ان سب چیزوں کا جامع اور صحیح مفہوم صرف اسی وقت معلوم ہو سکے گا جب سورۃ البقرۃ کی آیت نمبر 20، سورۃ نساء کی آیت نمبر 134 اور سورۃ شوریٰ کی آیت نمبر 20 کو ساتھ ملا کر پڑھا جائے۔

2- صحیح احادیث سے قرآن کی تفسیر:

تفسیر کا دوسرا اصول یہ ہے کہ قرآن کی تفسیر احادیث صحیحہ سے کی جائے۔ یہ قرآن کریم کے فہم و تفہیم اور تفسیر و تاویل کا دوسرا آسانی ماخذ ہے، جو وحی پر مشتمل ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے جو اقوال و افعال ثقہ و معتمد راویوں کے ذریعے سند متصل کے ساتھ ہم تک پہنچے ہوں، وہ قرآن کو سمجھنے اور سمجھانے کا دوسرا معتمد ذریعہ ہیں۔ اہل سنت والجماعت کے نزدیک رسول اللہ ﷺ کی ثابت شدہ صحیح احادیث اور غیر منسوخ سنتوں کے خلاف تفسیر کرنا ﴿تحریف﴾ ہے۔

صحیح اور ثابت شدہ احادیث کی روشنی میں تفسیر کرنا اس لیے بھی ضروری ہے کیونکہ

(a) آپ ﷺ پر قرآن اس لیے نازل کیا گیا کہ آپ اُس کی تمہین و تشریح اور وضاحت کریں ﴿لَقَدْ بَيَّنَّا لِلنَّاسِ﴾

(النحل: 44)

(b) آپ ﷺ کو ﴿بِمَا أَرَاكَ اللَّهُ﴾ کی روشنی میں قرآن کے مطابق فیصلے کرنے کا حکم دیا گیا ہے (النساء: 105)

(c) قرآن نبی اکرم ﷺ کے ذریعے ہم تک پہنچا ہے۔۔۔

(d) قرآن کے احکام اجمالی ہیں اور حدیث میں تفصیل۔ جیسے: اقامت صلوٰۃ، ایتائے زکوٰۃ، قطع ید وغیرہ۔

احادیث کے سلسلے میں ایک اہم اصول:

قرآن کی تفسیر میں ضعیف اور موضوع (جموئی، گھڑی ہوئی) روایات سے بچنا چاہیے۔ تفسیر ثلثی، تفسیر واحدی اور زحشری کی تفسیر میں ہر ایک سورۃ کے فضائل کی اکثر حدیثیں موضوع (Fabricated) ہیں۔

دو مثالیں:

(a) ظلم کا مشہور و معروف مطلب نا انصافی ہے، لیکن قرآن میں ظلم کا لفظ کئی معانی میں استعمال ہوا ہے۔ صحیح البخاری کی

حدیث: 32 سے معلوم ہوتا ہے کہ سورۃ الانعام کی درج ذیل آیت میں ظلم کا مطلب شرک ہے۔

﴿الَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ يَلْبِسُوا إِيمَانَهُمْ بِظُلْمٍ أُولَٰئِكَ لَهُمُ الْأَمْنُ وَهُمْ مُهْتَدُونَ﴾ (الانعام: 82)

”حقیقت میں تو امن انہی کے لیے ہے اور راہ راست پر وہی ہیں جو ایمان لائے اور جنہوں نے اپنے ایمان کو ظلم کے

کے ساتھ آلودہ نہیں کیا۔“

رسول اللہ ﷺ نے اس آیت میں ظلم کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا کہ اس سے مراد شرک ہے، جیسا کہ سورہ لقمان

میں ہے: ﴿يَبْنِي لَا تُشْرِكْ بِاللَّهِ إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ﴾ (لقمان: 13)

اے میرے بیٹے! اللہ کے ساتھ کسی اور کو شریک نہ بناؤ، یقیناً شرک بہت بڑا ظلم ہے“

(b) اسی طرح سورۃ الحجر کی مندرجہ ذیل آیت میں ﴿سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِي﴾ کا مطلب سورۃ الفاتحہ ہے۔

﴿وَلَقَدْ آتَيْنَاكَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِي وَالْقُرْآنَ الْعَظِيمَ﴾ (الحجر: 87)

صحیح البخاری میں حضرت ابوسعید بن العلی کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ فرمایا:

﴿الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ هِيَ السَّبْعُ الْمَثَانِي، وَالْقُرْآنُ الْعَظِيمُ﴾

(صحیح بخاری، کتاب التفسیر، سورۃ فاتحۃ الكتاب، حدیث: 4,204)

3- اقوال صحابہ سے قرآن کی تفسیر:

تفسیر قرآن کا تیسرا اصول یہ ہے کہ قرآن کی تفسیر اقوال صحابہؓ سے کی جائے۔ بالخصوص حضرت عبداللہ بن مسعودؓ

(م 32 ھ) اور حضرت عبداللہ بن عباسؓ (م 68 ھ) کے اقوال سے۔ معلوم ہوتا چاہیے کہ پہلے قرآن کو دیکھا

جائے گا۔ پھر صحیح احادیث کو دیکھا جائے گا اور پھر اس کے بعد رسول اللہ ﷺ سے کوئی مستند تفسیر بھی ثابت نہ ہو تو

پھر صحابہؓ کے آثار کی روشنی میں قرآن کی تفسیر کی جائے گی۔

صحابہؓ کے اقوال سے تفسیر میں اس لیے مدد لی جاتی ہے کیونکہ

(a) وہ اہل زبان تھے۔ (b) ان ہی کے محاورے میں قرآن نازل ہوا تھا۔ (c) وہ اس کے پس منظر کو سمجھتے تھے۔

(d) انہوں نے خود رسول ﷺ کی زبان سے قرآن اور اس کا مطلب سیکھا تھا۔ (e) وہ تفسیر میں احتیاط سے کام

لیتے تھے۔ قرآن کی تفسیر میں بعض اوقات صحابہؓ کے درمیان اختلاف بھی پایا جاتا ہے، لیکن یہ اختلاف لفظی زیادہ اور معنوی کم ہوتا ہے۔ (۴) صحابہؓ کے درمیان اگر قرآن کی تفسیر میں اختلاف نظر آئے تو ان میں سے اقویٰ قول کی پیروی کی جائے گی، البتہ اجماع صحابہؓ حجت ہے۔ (مقدمہ ابن تیمیہ)۔ اقویٰ قول سے مراد، وہ قول ہے جو قرآن اور صحیح احادیث سے قریب تر ہو اور جو قول زیادہ صحیح سند کے ساتھ منقول ہوا ہو۔ صحابہ کرامؓ میں مندرجہ ذیل دس افراد تفسیر کے امام سمجھے جاتے ہیں۔

- (1) حضرت ابوبکر صدیقؓ (2) حضرت عمر فاروقؓ (3) حضرت عثمان بن عفانؓ
- (4) حضرت علی بن ابی طالبؓ (5) حضرت عبداللہ بن مسعودؓ (6) حضرت عبداللہ بن عباسؓ
- (7) حضرت ابی بن کعبؓ (8) حضرت زید بن ثابتؓ (9) حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ
- (10) حضرت عبداللہ بن زبیرؓ

مثال:

سورۃ لقمان کی آیت نمبر 6 میں ﴿لَهُوَ الْعَدِیْتُ﴾ کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ مشہور صحابی حضرت عبداللہ بن مسعودؓ (م 32ھ) نے اس لفظ کے بارے میں تین مرتبہ زور دے کر فرمایا :
﴿هُوَ وَاللّٰهُ الْغِنَاءُ﴾ ”خدا کی قسم! اس سے مراد گانا (موسیقی) ہے“ (ابن جریر، ابن ابی شیبہ، حاکم، بیہقی)
4- تابعین کے اقوال سے قرآن کی تفسیر:

قرآن کی تفسیر کا چوتھا مأخذ تابعین کے اقوال و آثار ہیں، بشرطیکہ سند صحیح کے ساتھ منقول ہوں، بالخصوص حضرت عبداللہ بن عباسؓ کے کئی شاگردوں کے اقوال سے جیسے: مجاہدؓ، عکرمہؓ، قتادہؓ، حسن بصریؓ، ابن سیرینؓ وغیرہم۔ تابعین، صحابہ کرامؓ کے حلامدہ تھے اور انہوں نے صحابہؓ سے علم حاصل کیا تھا۔ وہ اصحاب رسول ﷺ کی سیرت اور سنت کے تابعین باحسان تھے، اس لیے ان کو تابعین کہا جاتا ہے۔

جلیل القدر تابعین نے چونکہ تفسیر کے بعض ماہر صحابہؓ سے علم حاصل کیا تھا، اس لیے ان کے اقوال کو بھی پیش نظر رکھا جائے گا، لیکن اس سلسلے میں مندرجہ ذیل باتوں کا خیال رکھنا ضروری ہے۔
(a) تابعین کا اختلاف حجت نہیں ہے، البتہ تابعین کا اجماع حجت ہوتا ہے۔

(b) تفسیری منقولات دو قسم کی ہوتی ہیں۔ اسنادی اور غیر اسنادی۔ صحابہؓ اور تابعینؓ کے تفسیری اقوال میں مضبوط سند

والی روایات ہی قبول کیں جائیں گی۔ (مقدمہ ابن تیمیہ)

(c) ملاحم اور مغازی کی کتابوں میں درج واقعات سے تفسیر مناسب نہیں، اگر وہ صحیح سند کے ساتھ نقل نہ کی گئی ہوں۔
امام احمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں ”تین چیزیں ایسی ہیں، جس میں اسناد نہیں ہوتی۔ تفسیر، ملاحم اور مغازی“۔ اس طرح کی اکثر روایات منقطع یا مرسئل ہوتی ہیں۔
مثال:

سورۃ النور کی آیت نمبر 31 میں ﴿التَّائِبِينَ غَيْرِ أُولَى الْأَرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ﴾ کا لفظ استعمال ہوا ہے۔
مشہور تابعی حضرت قتادہ (م 118ھ) فرماتے ہیں: ایسا دست نگر آدمی، جو پیٹ کی روٹی پانے کے لیے تمہارے ساتھ لگا رہے۔

مشہور تابعی حضرت مجاہد (م 107ھ) فرماتے ہیں: ابلہ، جو روٹی چاہتا ہے اور عورتوں کا طالب نہیں ہے۔

5- عربی زبان کے معروف اصول و قواعد کے مطابق قرآن کی تفسیر:

قرآن مجید کی تفسیر کا پانچواں اور اہم اصول یہ ہے کہ عربی زبان کے معروف قواعد کے مطابق کی جائے۔
مفسر کے لیے ضروری ہے کہ وہ عربی زبان پر مہارت رکھتا ہو۔ علم نحو پر قدرت ہو۔ اسم کی اعرابی حالتوں کی صحیح توجیہ کرنے کی صلاحیت رکھتا ہو۔ علم صرف سے شغف ہو۔ افعال و اسماء کے تصرفات سے واقف ہو۔ علم اشتقاق پر مہارت ہو، ہر لفظ کے ماذوں کا علم رکھتا ہو۔ اور سب سے زیادہ اہم چیز یہ کہ بلاغت کلام کا اعلیٰ ذوق رکھتا ہو۔ بلاغت میں علم معانی، علم بیان اور علم بدیع بھی شامل ہے۔ مفسر کے لیے ضروری ہے کہ وہ تشبیہات، استعارے، کنائے وغیرہ سے واقف ہو۔ ایجاز اور اطباء کی وجوہات کو جان سکتا ہو۔ محذوف چیزوں کا سراغ لگا سکتا ہو۔
قرآن عربی زبان میں نازل ہوا ہے، اس لیے عربی زبان کے علم کے بغیر قرآن ممکن ہی نہیں ہے۔ احادیث کی زبان بھی عربی ہے اور رسول اللہ ﷺ فصیح العرب تھے۔ عربی فصاحت و بلاغت اور عربوں کے محاوروں کا علم رکھنا بھی لازمی ہے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا تھا کہ اپنے دیوانوں سے مدد لو۔ لوگوں نے پوچھا کہ ہمارے دیوان کیا ہیں؟ تو آپ نے وضاحت کی کہ جاہلیت کے اشعار۔

دو مثالیں:

(a) بعض مکرمین حدیث نے جو عربی زبان سے ناواقف ہیں ﴿اضرب بعصاك الحجر﴾ کا ترجمہ اپنی لاشی سے

چٹان پر مارو کے بجائے اپنی جماعت کو پہاڑ کی سیر کراؤ سے کیا ہے۔ وہ بے چارے یہ بھی نہیں جانتے کہ صرف ﴿ضرب﴾ کا مطلب مارنا ہے اور ﴿ضرب فی﴾ کا مطلب باہر لگانا ہے۔

(b) اسی طرح ﴿إِنَّ اللَّهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِينَ﴾ کا ترجمہ ایک گمراہ صوفی نے یہ کیا ہے کہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے صوفیاء کو چمکا دیا۔ اس نادان کو یہ بھی نہیں معلوم کہ ﴿إِنَّ﴾ کے جواب میں ﴿لَ﴾ آتا ہے۔ جیسے ﴿إِنَّ الْإِنْسَانَ لِرَبِّهِ لَكَنُفٍ﴾

علم بلاغت کے سلسلے میں مزید گفتگو سیاق و سباق کے باب میں کی جائے گی۔

6- تفسیر بالرائے اور اس کی دو قسمیں:

تفسیر قرآن کا چھٹا اصول یہ ہے کہ قرآن میں تذہب اور تفکر سے کام لے کر مندرجہ بالا قواعد کی روشنی میں رائے اور اجتہاد کا اظہار کیا جائے۔

اللہ تعالیٰ نے انسان کو عقل دی ہے۔ خود قرآن نے عقل سے کام لینے کی ہدایت کی ہے۔ اس لیے ایک مفسر قرآن اپنی عقل کو استعمال کرتے ہوئے قرآن میں غور و فکر سے کام لیتا ہے۔ اسی کے نتیجے میں ﴿نَفَقَهُ فِي الدِّينِ﴾ حاصل ہوتا ہے۔ صحابہ میں قرآن کے سب سے بڑے مفسر حضرت عبداللہ بن عباسؓ کے سلسلے میں رسول اللہ ﷺ نے دعا فرمائی تھی کہ اے اللہ! انہیں دین کا فہم عطا فرما اور انہیں تفسیر و تاویل کے علم سے بہرہ ور کر دے۔

﴿اللَّهُمَّ فَقِّهْهُ فِي الدِّينِ وَعَلِّمَهُ التَّوْبِيلَ﴾ (مسند احمد: 2397، صحیح)

”یا اللہ! عبداللہ ابن عباسؓ کو دین میں گہرا علم عطا فرما اور اسے قرآن کی تفسیر و تاویل کا فہم عنایت فرما۔“

حضرت علی بن ابی طالبؓ فرماتے ہیں:

”ہمارے پاس کوئی خصوصی علم اور راز کی باتیں موجود نہیں ہیں ﴿إِلَّا لَهُمَا بُطِئُوا اللَّهَ رَجُلًا﴾ ﴿الْقُرْآنِ﴾ سوائے فہم قرآن کے جو کسی شخص کو دیا گیا ہو“ (صحیح بخاری: 2882)۔ حضرت علیؓ کے قول سے باطلیت کی بھی تردید ہو گئی اور قرآن میں غور و فکر اور تذہب و تفکر کے بعد اپنی آراء کے اظہار کی اہمیت بھی اجاگر ہو گئی۔ یہ فہم قرآن ہے۔ یہی تفسیر بالرائے ہے۔

تنبیہ: تفسیر بالرائے کے صحیح مطلب کو سمجھنا ضروری ہے، بعض لوگ ہر چیز کو تفسیر بالرائے کہہ کر اسے حرام قرار دیتے ہیں اور بعض گمراہ اس کا ناجائز فائدہ اٹھا کر من مانی تفسیر کرنے بیٹھ جاتے ہیں۔ اس سلسلے میں امام ابن تیمیہؒ

نے اپنے مقدمے میں چند اہم باتیں لکھی ہیں۔ ان کا خلاصہ ہم آسان الفاظ میں درج کرتے ہیں۔ تفسیر بالرائے کی دو (2) قسمیں ہیں۔ تفسیر بالرائی محمود اور تفسیر بالرائی مذموم۔

(a) تفسیر بالرائی محمود:

محمود کا مطلب قابل تعریف ہے۔ تفسیر بالرائے قابل تعریف ہے، اگر مفسر نے قرآن کی ایک آیت کی تفسیر میں دیگر کئی آیتیں پیش کی ہوں، آیت کی تفسیر میں تمام صحیح احادیث نقل کر کے ضعیف اور جھوٹی احادیث کا ابطال کیا ہو۔ صحابہ کرامؓ کے اجماع کا ذکر کیا ہو اور ان کے اقوال درج کر کے راجح قول کی طرف نشاندہی کی ہو۔ تابعین کے اقوال سے استدلال کیا ہو۔ عربی زبان کے محاوروں اور روزمرہ سے بحث کی ہو اور اس کے بعد محکم اور مضبوط دلائل کے ساتھ اپنی ترجیحی رائے درج کی ہو۔ یہ ترجیحی رائے تفسیر بالرائے محمود ہے۔ قابل تعریف ہے۔ اللہ کے ہاں اعلیٰ مقام کی ضامن ہے۔

(b) تفسیر بالرائی مذموم:

تفسیر بالرائے کی دوسری قسم قابل مذمت ہے۔ یہ وہ تفسیر ہے، جس میں ایک آدمی قرآن، صحیح احادیث، صحابہؓ اور تابعین کے اقوال سے استشہاد کے بغیر صرف اور صرف اپنی ذاتی رائے سے قرآن کی تفسیر کرتا ہے، اور اپنے ذہن میں پہلے سے قائم شدہ نظریات کی دلیلیں قرآن سے تلاش کرنے کی مذموم کوشش کرتا ہے۔ صحیح احادیث کا انکار کرتا ہے۔ اپنی عقل کو صحیح احادیث پر فوقیت دیتا ہے۔ معجزات کا انکار کرتا ہے۔ عربی زبان کے معروف قواعد کی خلاف ورزی کرتا ہے۔ ایسا مفسر قابل مذمت ہے اور اللہ کے ہاں عذاب کا مستحق ہے، کیونکہ اُس نے نہ صرف خود کو گمراہ کیا ہے، بلکہ دوسروں کی گمراہی کا سبب بھی بنا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس سے محفوظ رکھے۔ اسی لیے امام ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں کہ صرف اور صرف اپنی ذاتی رائے سے مجرد تفسیر کرنا حرام ہے ﴿وَأَمَّا تَفْسِيرُ الْقُرْآنِ بِمَجْرَدِ الرَّأْيِ فَحَرَامٌ﴾ (مقدمہ ابن تیمیہ) www.KitaboSunnat.com

بہت سے مستند اقوال صحابہؓ اور اقوال تابعین کو نقل کرنے کے بعد تفسیر بالرائے محمود کے سلسلے میں فرماتے ہیں کہ اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ بھلا دنیا میں کوئی ایسا مفسر گزرا ہے، جس نے اپنی رائے کا اظہار نہ کیا ہو؟ چنانچہ فرماتے ہیں: ﴿فَمَا مِنْ تَكَلَّمَ بِمَا يَعْلَمُ مِنْ ذَلِكَ لَعَنَ وَ شَرَّعًا ، فَلَا حَرَجَ عَلَيْهِ﴾

”جہاں تک اُس شخص کا تعلق ہے، جو لغت پر مہارت رکھتا ہے اور جو رسول اللہ ﷺ کی لائی ہوئی شریعت کے احکام سے مکمل واقفیت رکھتا ہے، اگر وہ اپنی رائے کا اظہار کرے تو کوئی حرج نہیں۔“ (مقدمہ ابن تیمیہ)

علمائے سلف کے بارے میں فرماتے ہیں کہ وہ جب علم ہوتا تو گفتگو کرتے۔ لاعلمی کی صورت میں سکوت اختیار کرتے۔ علم رکھنے کے باوجود خاموشی اور سکوت اختیار کرنا عالم کے لیے بہت بڑا گناہ ہے۔ یہ کتمانِ علم کی تعریف میں آتا ہے۔

مفسر کی اجتہادی غلطیاں:

مفسر ایک امتی ہے۔ رسول نہیں ہے۔ معصوم نہیں ہے۔ بہت بڑا عالم دین ہے، لیکن بہر حال ایک انسان ہے۔ علم اور حسن نیت کے باوجود اس سے اجتہادی غلطی ہو سکتی ہے۔ امام ابن تیمیہؒ پر اللہ تعالیٰ اپنی رحمتیں نازل فرمائے۔ کتنی متوازن گفتگو کرتے ہیں! بدعتی مفسر کی غلطیوں اور اہل سنت والجماعت کے نیک نیت مفسر کی اجتہادی غلطیاں کے درمیان فرق واضح کرتے ہوئے کہتے ہیں:

﴿وَلِي الْجُمْلَةِ مَنْ عَمَلَ مِنْ مَذَاهِبِ الصَّحَابَةِ وَالْتَّابِعِينَ وَتَفْسِيرِهِمْ إِلَىٰ مَا يُخَالِفُ ذَلِكَ، كَانَ مُعْطًى فِي ذَلِكَ، بَلْ مُبْتَدَعًا وَإِنْ كَانَ مُجْتَهِدًا مَغْفُورًا لَهُ خَطْوُهُ﴾ (مقدمہ ابن تیمیہ)

”مختصر یہ کہ تفسیر میں جو شخص صحابہؓ اور تابعینؓ کے راستے سے ہٹ جاتا ہے اور اس کے خلاف موقف اختیار کرتا ہے، وہ اس معاملے میں نہ صرف غلطی کرتا ہے، بلکہ بدعتی ہو جاتا ہے۔ ہاں! اگر مفسر نے اجتہاد کیا ہے (اور اس نے اپنے تفسیری اجتہاد میں ٹھوکر کھائی ہے، جب کہ اس کی نیت اور طریقہ کار صحیح ہے) تو اللہ تعالیٰ اس کی غلطی معاف کر دے گا۔“

تفاسیر میں بے فائدہ تفصیلات:

قرآن کے طالب علم کو معلوم ہونا چاہیے کہ بعض تفسیروں میں نہ صرف غیر مستند واقعات ہوتے ہیں بلکہ بے فائدہ اور بے اصل تفصیلات بھی ہوتی ہیں۔ مفسر کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنی تفسیر کو فضول اور بے فائدہ تفصیلات سے پاک رکھے، جن کی کوئی دلیل اور سند نہ ہو۔

مثالیں:

اصحاب کہف کے بارے میں بحث کرنا کہ اُن کی تعداد کتنی تھی؟ حضرت نوحؑ کی کشتی کی لہبائی اور چوڑائی کتنی تھی؟

قرآن مجید میں بھی بے فائدہ تفصیلات سے گریز کیا گیا ہے۔ قرآن مقاصد پر نگاہ رکھتا ہے۔ قرآن کے طالب علم کو بھی قصے کے مقصد پر نگاہ رکھنی چاہیے کہ اصحاب کہف کیوں غار میں جانے پر مجبور ہوئے؟ حضرت نوحؑ کو کشتی بنانے کا حکم کیوں دیا گیا؟

بلاغت اور سیاق و سباق

بلاغت ایک وسیع چیز ہے۔ یہاں صرف چند چیزوں کا ذکر کیا جاتا ہے۔

(a) ایک ہی لفظ کے مختلف معانی:

قرآن کے طالب علم کو ہمیشہ یہ بات ذہن میں رکھنی چاہیے کہ ہر زبان کی طرح عربی زبان میں بھی ایک ہی لفظ ، مختلف مطالب کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ جیسے: ﴿رَبِّ ، إِلَه ، عِبَادَت ، دین ، طاغوت ، ذکر ، امة ، روح ، صلوة﴾ وغیرہ کے مختلف معانی ہیں اور ہر جگہ ان کا الگ مفہوم ہوتا ہے۔ سارے معانی ذہن میں ہوں تو سیاق و سباق سے قرآن کے اس مخصوص مقام پر، مخصوص معنی کا تعین دشوار نہیں ہوتا۔

(b) ایک ہی مضمون کے لیے مختلف الفاظ:

بعض اوقات ایک ہی مضمون کے لیے کئی الفاظ استعمال کیے جاتے ہیں۔

جیسے: روز قیامت انسانوں کو اُن کے اعمال دکھائے جائیں گے۔ یہ ایک مضمون ہے۔ اس مضمون کے اظہار کے لیے ﴿يُنْظَرُ ، يَرَوْ ، يُنَبِّئُكُمْ ، عَلِمْتُ نَفْسُ ، مَا لَ هَذَا الْكِتَابِ ، اِفْرءُوا كِتَابِيَّةٌ وغیرہ﴾ وغیرہ جیسے کئی الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔

اسی طرح خود ساختہ باطل تصور شفاعت ایک مضمون ہے۔ اس کی تردید کے لیے قرآن میں کئی الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔ جیسے: ﴿لَا يَتَكَلَّمُونَ ، لَا يَمْلِكُونَ ، فَلَا تُخَاطِبُنِي ، مَنْ ذَا الَّذِي يَشْفَعُ عِنْدَهُ﴾ وغیرہ وغیرہ۔

(c) ایک ہی جملے کے دو مختلف مطلب:

بعض اوقات ایک ہی جملہ سلسلہ کلام میں مختلف مفہوم دیتا ہے۔ جیسے سورۃ ق میں ﴿قَالَ قَرِينُهُ﴾ آیت 23 اور 27 میں۔ ایک جگہ ﴿قَرِينِ﴾ کا مطلب فرشتہ ہے اور دوسری جگہ شیطان۔ اور سورۃ البقرہ میں

آیت 215 اور آیت 219 میں ﴿يَسْأَلُونَكَ مَاذَا يُنْفِقُونَ﴾ میں ایک جگہ اس کا مطلب ہے کیا اور کتنا خرچ کیا جائے اور دوسری جگہ اس کا مطلب ہے کس پر خرچ کیا جائے؟ اس کا تعین بھی سیاق و سباق سے ہوتا ہے۔ آگے تفصیل آ رہی ہے۔

7- سیاق و سباق کے مطابق قرآن کی تفسیر:

قرآن مجید کی تفسیر کا سا تو اہم اصول یہ ہے کہ زیر بحث آیت سے پہلے کی آیات کو پیش نظر رکھا جائے۔ اسے سباق کہتے ہیں۔ اور زیر بحث آیت کے بعد والی آیات کو بھی پیش نظر رکھا جائے۔ اسے سیاق کہتے ہیں۔ یہی نظم کلام ہے۔ اسے ربط کلام بھی کہتے ہیں۔ اسے تناسب آیات کا نام بھی دیا جاتا ہے۔ یہاں چند باتوں کی طرف اشارہ کیا جاتا ہے۔

سیاق و سباق میں لفظ کا مخصوص مطلب:

ہر لفظ کا ایک لغوی مفہوم ہوتا ہے، بعض اوقات ایک اصطلاحی اور شرعی مفہوم بھی ہوتا ہے۔ مثلاً ہر کتاب رکھنے والے کو ﴿اھل الکتاب﴾ نہیں کہا جاسکتا۔ بعض اوقات سیاق و سباق سے لفظ کا ایک نیا مخصوص مطلب سامنے آتا ہے۔ اس پر نگاہ ہونی چاہیے۔ مثلاً ﴿الحکمة﴾ کا معروف و مشہور مفہوم دانائی ہے، لیکن سورۃ البقرہ کی آیت نمبر 261 سے 274 کا مطالعہ کیجیے۔ یہ انفاق ﴿فی سبیل اللہ﴾ کے موضوع پر 14 آیات ہیں۔ اس کے آخر میں فرمایا گیا ﴿وَمَنْ يُّؤْتِ الْحِكْمَةَ فَقَدْ أُوتِيَ خَيْرًا كَثِيرًا﴾۔ یہاں عمومی مطلب کے علاوہ ایک خصوصی مطلب بھی ہے۔ سلسلہ کلام اور سیاق و سباق کو پیش نظر رکھیے تو ﴿الحکمة﴾ کا خصوصی مطلب فیاضی، سخاوت اور دریادلی معلوم ہوتا ہے۔

الفاظ کے بارے میں تین (3) باتیں یاد رکھیے۔ (a) ہر لفظ گونگا ہوتا ہے۔ (b) لغت اور قاموس میں آکر یہی لفظ تھلائے لگتا ہے۔

(c) البتہ سیاق و سباق میں بولنے لگتا ہے اور اپنے صحیح مفہوم و مدعا کو بے نقاب کر دیتا ہے۔ چند مثالیں ملاحظہ فرمائیے:

(a) ﴿مُتَّقِينَ﴾ کا لفظ قرآن میں کئی جگہ آیا ہے۔ ہر جگہ اس کا ایک مخصوص مطلب ہوگا۔

سورۃ التوبہ میں ﴿مُتَّقِينَ﴾ کا لفظ عہد اور معاہدوں کی پابندی کرنے والوں کے لیے استعمال ہوا ہے۔ یہ خارجہ

پالیسی کے متقی ﴿ہیں﴾۔ (التوبہ: 4، 7) سورۃ القصص میں یہی لفظ، حدود و قیود میں رہ کر اپنے اختیارات کا استعمال کرنے والوں کے لیے استعمال ہوا ہے۔ یہ عسکری قوت رکھنے والے صاحب اقتدار ﴿متقی﴾ ہیں۔ (القصص: 83) سورۃ النبا میں ﴿مُتَّقِينَ﴾ کا لفظ، احساس قیامت اور احساس جزاء و سزاء کے ساتھ زندگی گزارنے والوں کے لیے ﴿طَّاعِينَ﴾ کے مقابلے میں استعمال ہوا ہے۔ (النباء: 31)

(b) ﴿طَّاعِينَ﴾ کا لفظ اسی سورت میں ایک مخصوص مطلب رکھتا ہے۔ وہ لوگ جو قیامت کے احساس سے بے نیاز ہو کر بے لگام زندگی گزارتے ہیں۔ (النباء: 22)

(c) ﴿مُسْرِفِينَ﴾ کا لفظ، جائز معاملات میں ضرورت سے زیادہ خرچ کرنے والوں کے لیے عام طور پر استعمال ہوتا ہے، لیکن اس کا ایک مخصوص مطلب بھی ہے۔ (الانعام: 141) ﴿مُسْرِفِينَ﴾ کا یہی لفظ، فرعون کے لیے بھی استعمال ہوا ہے۔ فرعون اپنے اقتدار و اختیار میں ﴿اسراف﴾ کے جرم کا مرتکب تھا۔ (یونس: 83)

قرآن فہمی کے دو طریقے

8- نزولی ترتیب کے مطابق قرآن کو سمجھنا:

قرآن مجید کی تفسیر کا آٹھواں اصول یہ ہے کہ قرآن مجید کو اُس کی نزولی ترتیب کے مطابق سمجھا جائے اور سورتوں اور آیتوں کے شان نزول کو سمجھنے کی بھرپور کوشش کی جائے۔ قرآن فہمی کے دو طریقے ہیں۔ نزولی ترتیب کے مطابق قرآن کو سمجھنا اور کتابی ترتیب کے مطابق قرآن کو سمجھنا۔ شان نزول کو سمجھنے کے لیے رسول اللہ ﷺ کی سیرت مبارکہ پر مہارت ضروری ہے۔ مکی دور کے مستند واقعات اور مدنی دور کے مستند واقعات۔ معلوم ہونا چاہیے کہ دنیا میں پہلے قرآن نہیں آیا، بلکہ پہلے محمد ﷺ آئے ہیں اور چالیس سال کی عمر میں آپ پر قرآن مجید کے بتدریج نزول کا آغاز ہوا۔ قرآن سیرت النبی ﷺ کے ساتھ ساتھ چلتا ہے۔ جو نادان سیرت النبی ﷺ کے بغیر قرآن کو سمجھنے کی کوشش کرے گا وہ ٹھوکرا کھائے گا اور نہ صرف خود گمراہ ہوگا بلکہ دوسروں کو بھی گمراہ کرے گا۔ منکرین حدیث کا یہی معاملہ ہے۔ سورتوں اور آیتوں کے نزول کے بارے میں وارد صحیح اور مستند روایات کو پیش نظر رکھنے سے قرآن فہمی کی منزلیں آسان ہو جاتی ہیں۔

(a) مکی اور مدنی سورتیں: طالب علم کے لیے ضروری ہے کہ وہ پہلے مکی سورتوں کی ترتیب کو سمجھے اور پھر مدنی سورتوں کی ترتیب کو سمجھے۔

مکی سورتوں سے مراد وہ سورتیں ہیں، جو ہجرت مدینہ سے پہلے نازل ہوئیں اور مدنی سورتوں سے مراد وہ سورتیں ہیں، جو ہجرت مدینہ کے بعد نازل ہوئیں، قطع نظر اس سے کہ وہ کہاں نازل ہوئیں۔ سب سے آخر میں نازل ہونے والی مکمل سورت ﴿النصر﴾ ہے، جو حجۃ الوداع کے موقع پر 10ھ میں منیٰ کے مقام پر نازل ہوئی، لیکن یہ اصطلاحاً مدنی کہلاتی ہے۔

یہاں ایک اہم نکتے کی وضاحت ضروری ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے منسوب ایک روایت ابن ضریس کی ہے۔ یہ روایت منقطع ہے اس پر ہرگز اعتماد نہیں کیا جاسکتا۔ امام سیوطیؒ نے بھی جو ترتیب بیان کی ہے، وہ بھی اسنادی اعتبار سے محل نظر ہے۔

(b) مکی سورتیں نوے (90) ہیں اور مدنی سورتیں چوبیس (24) ہیں۔ عام طور پر سمجھا جاتا ہے کہ سورۃ الرعد، سورۃ الرحمن، سورۃ الدھر اور سورۃ الزلزال مدنی ہیں، لیکن صحیح بات یہ ہے کہ یہ چاروں مکی ہیں۔ مکی اور مدنی سورتوں کو زمانی ترتیب کے لحاظ سے ابتدائی، وسطیٰ اور آخری دور کی سورتوں میں مزید تقسیم کیا جاسکتا ہے۔

نزولی ترتیب کو سمجھنے کے لیے چند اہم واقعات سیرت اور ان کی تاریخیں

مکی دور کی سورتوں کی نزولی ترتیب کو سمجھنا بہت مشکل ہے۔ اس میں ہمیں خارجی شواہد سے بھی کام لینا پڑتا ہے اور داخلی شواہد سے بھی۔ خارجی شواہد کی دو قسمیں ہیں۔ پہلی قسم وہ ہے، جو صحیح سند کے ساتھ ثابت ہے، دوسری وہ ہے جن کے بارے میں کوئی حتمی رائے قائم نہیں کی جاسکتی۔ سورۃ کے اندر کا مواد خود رہنمائی کرتا ہے کہ یہ سورت کس دور میں نازل ہوئی۔ رسول اللہ ﷺ کی مکی زندگی کو چار (4) بڑے ادوار میں تقسیم کیا گیا ہے۔ ان میں کل نوے (90) سورتیں نازل ہوئیں۔ تفصیل یہ ہے:

چار بڑے مکی ادوار:

پہلا دور	آغاز نبوت سے 3 نبوی تک	تین سال	13 سورتیں
دوسرا دور	4 سے 5 نبوی تک	دو سال	42 سورتیں
تیسرا دور	6 سے 10 نبوی تک	پانچ سال	22 سورتیں
چوتھا دور	11 نبوی سے ہجرت مدینہ تک	تین سال	13 سورتیں
		کل 13 سال	کل مکی سورتیں 90

1۔ ابتدائی خفیہ دور میں نازل ہونے والی سورتیں

پہلی وحی: سورۃ العلق کی ابتدائی 5 آیات سے وحی کا آغاز ہوا۔ یہ رمضان مطابق 10 اگست 610ء کا واقعہ ہے۔
ابتدائی تین سال کے پہلے دور میں غالباً کل اکیس (13) سورتیں نازل ہوئیں۔ جن کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

96۔ العلق	وحی کا آغاز ابتدائی پانچ آیات سے ہوا
74۔ المدثر	ابتدائی پانچ آیات نازل ہوئیں
73۔ المزمل	ابتدائی آٹھ آیات نازل ہوئیں
1۔ سورۃ الفاتحہ	سات آیات پر مشتمل مکمل سورت نازل ہوئی
93۔ الفحی	فترۃ الوحی کے بعد تسلی کے لیے نازل ہوئی
94۔ الم نشرح	فترۃ الوحی کے بعد تسلی کے لیے نازل ہوئی
81۔ التکویر	مناظر و احوال قیامت سے آگاہ کیا گیا
82۔ الانفطار	مناظر و احوال قیامت سے آگاہ کیا گیا
97۔ القدر	وحی کی قدر و قیمت بتائی گئی
99۔ الزلزال	مناظر و احوال قیامت سے آگاہ کیا گیا
100۔ العادیات	مناظر و احوال قیامت سے آگاہ کیا گیا

101- القارعة	مناظر و احوال قیامت سے آگاہ کیا گیا
103- العصر	خسارے سے بچنے کا نسخہ بتایا گیا

2- اعلان عام کے بعد نازل ہونے والی سورتیں

دوسرے دور میں غالباً کل (42) سورتیں نازل ہوئیں۔ اعلان کے بعد (23)، ہجرت حبشہ سے پہلے سات (7) اور ہجرت حبشہ کے بعد (12) سورتیں۔ جن کی تفصیل حسب ذیل ہے۔
اعلان عام : اعلان عام 4 نبوی مطابق 613ء میں ہوا۔

112- الاخلاص	توحید ذات کے اعلان کا حکم دیا گیا
95- التین	دور تکذیب میں نازل ہوئی
55- الرحمن	دور تکذیب میں نازل ہوئی
77- المرسلات	دور تکذیب میں نازل ہوئی
75- القیامة	منکر آخرت قیادت کی پیروی سے بچنے کا حکم
76- الدھر	السیبیل دکھا دیا گیا۔ ناشکری نہ کرو
78- النبا	متقین اور منکرین آخرت طاغین کا تقابل
79- النازعات	خاشعین اور منکرین آخرت طاغین کا تقابل
83- المطففين	توہین و استہزاء کے ماحول میں مالی رویوں پر گرفت
84- الانشقاق	توہین و استہزاء کے ماحول میں نازل ہوئی
80- عيس	توہین و استہزاء کے ماحول میں آداب دعوت کی تربیت
87- الاعلى	دور تذکیر میں نازل ہوئی
88- الغاشية	دور تذکیر میں نازل ہوئی
102- التكاثر	قریشی قیادت کی مادہ پرستی پر گرفت

104۔ الحمزہ	قریشی قیادت کی بخیلی اور بد اخلاقی پر گرفت
105۔ انفیل	قریشی قیادت کو اذیت دینا کہ اللہ کعبہ کی حفاظت کر کے رہے گا
106۔ قریش	قریشی قیادت کو بیت اللہ کے رب کی عبادت کا حکم
107۔ الماعون	قریشی قیادت کی تکذیب آخرت کے اثرات پر گرفت
108۔ الکھثر	قریشی قیادت کی ہلاکت کی پیش گوئی
109۔ الکافرون	قریشی قیادت سے صاف صاف گفتگو
111۔ ابولہب	قریشی قائد اور اس کی بیوی کی ہلاکت کی پیش گوئی
113۔ الفلق	توحید ربو بیت کی دعوت کے اعلان کا حکم
114۔ الناس	توحید الہو بیت و ملوکیت کی دعوت کے اعلان کا بھی حکم

دور تکذیب میں سورۃ الفلق، سورۃ المدثر اور سورۃ المزمل کی بقیہ آیات نازل ہوئیں۔

ہجرت حبشہ سے پہلے نازل ہونے والی سورتیں:

اس کے بعد دور مخالفت شروع ہوتا ہے اور اس میں شدت بڑھتی جاتی ہے، جس کے نتیجے میں ہجرت حبشہ ہوتی ہے۔

ہجرت حبشہ سے پہلے مندرجہ ذیل سات (7) سورتیں نازل ہوئیں۔

29. العنکبوت	ہجرت حبشہ کا اشارہ
30. الروم	مسلمانوں کو آزمائشوں کے بعد کامیابی کی بشارت
31۔ سورۃ لقمان	عقیدے میں مشرک والدین کی بات نہ ماننے کا حکم
39. الزمر	ہجرت حبشہ کا اشارہ
18. سورۃ الکھف	حبشہ کے عیسائیوں میں آداب تبلیغ کی تعلیم
19. مریم	عیسائیوں میں توحید کی دعوت۔ تثلیث کی تردید
20. طہ	عیسائیوں میں توحید کی دعوت

پہلی ہجرت حبشہ: پہلی ہجرت حبشہ رجب 5 نبوی مطابق 614ء ہوئی۔ 12 نو مسلم مردوں اور 4 عورتوں کا

حضرت عثمانؓ کی قیادت میں حبشہ کی طرف سفر ہوا۔

دوسری ہجرت حبشہ: 82 مردوں اور 18 عورتوں پر مشتمل 100 افراد نے حبشہ کی طرف ہجرت کی۔

ہجرت حبشہ کے بعد نازل ہونے والی سورتیں:

ہجرت حبشہ کے بعد غالباً مندرجہ ذیل بارہ (12) سورتیں نازل ہوئیں۔ یہ دور رسول اللہ ﷺ پر بے سرو پا الزامات کا دور تھا اور ﴿تکذیب﴾ کا۔ ﴿تکذیب﴾ سے مراد رسول اللہ ﷺ اور آپ کی دعوت کو جھٹلانا ہے۔

رسولؐ پر مفتری ہونے کا الزام	32- سورة السجده
دور تکذیب میں نازل ہوئی	56- سورة الواقعة
دور تکذیب میں تذکیر کا حکم	50- قی
رسولؐ پر ساحر و مجنون ہونے کا الزام	51- الذاریات
رسولؐ پر شاعر مجنون کا ہن اور مقتول ہونے کا الزام۔	52- الطور
رسولؐ پر گمراہ ہو جانے کا الزام	67- الملک
رسولؐ پر مجنون اور مفتون ہونے کا الزام	68- قلم
رسولؐ پر کاہن، شاعر اور مقتول ہونے کا الزام	69- الحاقة
زر پرست قریشی قیادت کو ہلاکت کی دھمکی	70- المعارج
آداب دعوت اور قوم نوح کی طرح ہلاکت کی دھمکی	71- نوح
دور تکذیب میں نازل ہوئی۔ تکذیب شمود سے انذار	91- سورة الشمس
دور تکذیب میں نازل ہوئی	92- سورة الليل

سورۃ النجم کی آخری آیات نازل ہوئیں، جبکہ ابتدائی آیات بارہ نبوی میں معراج کے موقع پر نازل ہوئیں۔

3- چھ سے دس نبوی میں نازل ہونے والی سورتیں

تیسرے دور میں غالباً کل بائیس (22) سورتیں نازل ہوئیں۔ ابتداء میں قحط کے بعد نو (9) سورتیں اور شدت

ظلم کے بعد تیرا (13) سورتیں نازل ہوئیں۔ جن کی تفصیل حسب ذیل ہے۔ اس دور کے آغاز میں حضرت حمزہ مسلمان ہوئے، ان کے تین دن بعد حضرت عمرؓ اسلام لے آئے۔ یہ واقعہ غالباً ذوالحجہ چھ نبوی مطابق 615ء کا ہے۔

سات نبوی کے قحط کے بعد نازل ہونے والی سورتیں:

سات نبوی (616ء) میں کے میں قحط پڑا۔ اس دور میں نازل ہونے والی نو سورتیں حسب ذیل ہیں۔

21. سورة الانبياء	رسولؐ پر شاعر و مفتون ہونے کا الزام
23. سورة المومنون	رسولؐ پر مجنون ہونے کا الزام
25. سورة الفرقان	رسولؐ پر مسحور اور مفتری ہونے کا الزام
26. سورة الشعراء	تشکیک اور رسولؐ پر مجنون ہونے کا الزام
27. سورة النمل	تشکیک اور رسولؐ پر ساحر ہونے کا الزام
28. سورة القصص	ابوطالب کی ہدایت رسولؐ کی اختیار میں نہیں
44. حم الدخان	رسولؐ پر مجنون اور معلّم ہونے کا الزام
45. حم الجاثیہ	دہریت میں گرفتار مادہ پرست لیڈروں کو دھمکی
54. سورة القمر	دور تکذیب میں نازل ہوئی

اسیری کے تین سال: یہ وہی دور ہے، جس میں قریش مکہ نے رسول اللہ ﷺ کو شعب ابی طالب میں محصور کر دیا تھا۔ یہ واقعہ محرم 7 نبوی مطابق 616ء کا ہے۔ تین سال تک آپ کو نظر بند کیا گیا اور اس زمانے کا اختتام محرم 10 نبوی مطابق 619ء میں ہوا۔

دور شدت ظلم و ستم میں نازل ہونے والی سورتیں:

دور ظلم و ستم میں غالباً گیارہ (11) سورتیں نازل ہوئیں، جن کی تفصیل حسب ذیل ہے۔ یہ وہ دور تھا، جس میں الزامات بھی تھے، لیکن بات الزامات سے بڑھ کر آپ ﷺ کے خلاف سازشوں تک پہنچ گئی تھی۔ اس دور کے آخر میں حوایم کی دو سورتیں نازل ہوئیں۔

رسولؐ پر ساحر مجنون اور مفتری ہونے کا الزام	34- سبا
رسولؐ کے خلاف سازشیں	35- سورت فاطر
رسولؐ پر شاعری کا الزام اور اللہ کا جلال	36- سورت یس
رسولؐ پر ساحر اور مجنون ہونے کا الزام	37- سورت الصافات
رسولؐ پر ساحر اور کذاب ہونے کا الزام	38- سورة ص
ظلم و ستم پر ہلاکت کی دھمکی	85- سورت البروج
﴿کید﴾ یعنی سازشوں کے دور میں نازل ہوئی	86- سورت الطارق
﴿ان ربك لبالمرصاد﴾۔ ہلاکت کی دھمکی	89- سورة الفجر
جب رسولؐ پر ظلم حلال کر لیا گیا	90- سورة البلد
فرعون کی ہلاکت سے تحویف	40- سورة حم المؤمن
عاد و ثمود کی ہلاکت سے تحویف	41- سورة حم السجدة

اس دور کا اختتام رسول اللہ ﷺ کی رہائی، حضرت ابوطالب اور حضرت خدیجہؓ کے انتقال پر ہوتا ہے، جس کے بعد آپ نے حضرت سودہؓ سے نکاح فرمایا اور دعوت و تبلیغ کے لیے طائف کا سفر کیا۔

- (a) انتقال حضرت ابوطالب : رجب 10 نبوی مطابق 619ء
- (b) انتقال حضرت خدیجہؓ : رمضان 10 نبوی (دو ماہ بعد)
- (c) حضرت سودہؓ سے نکاح : شوال 10 نبوی مطابق 619ء
- (d) سفر طائف : شوال 10 نبوی۔ مطابق جون 619ء میں رسول اللہ ﷺ نے طائف کا تبلیغی دورہ کیا، اسی موقع پر غالباً ﴿سورة الاحقاف﴾ اور ﴿سورة الجن﴾ کا نزول ہوا۔

جنات کو قرآن سنایا جاتا ہے	46. سورة الاحقاف
جنات قرآن سن کر مسلمان داعی بن جاتے ہیں	72. سورة الجن

4۔ آخری تین سالوں میں نازل ہونے والی سورتیں

آخری اور چوتھے دور کے چند اہم واقعات پر نگاہ ڈالیے۔

- (a) حضرت عائشہؓ سے نکاح: شوال 11 نبوی مطابق 620ء۔ رخصتی ہجرت مدینہ کے بعد ہوئی۔
- (b) مدینے سے قبیلہ خزرج کے 6 افراد کی مکہ آمد اور قبول اسلام: ذوالحجہ 11 نبوی مطابق 620ء
- (c) واقعہ معراج اور فرضیت نماز: 27 رجب 12 نبوی مطابق 621ء کو معراج ہوئی۔ واقعہ معراج کے بعد سورۃ النجم کا کچھ حصہ اور سورۃ بنی اسرائیل کا نازل ہوئی۔
- (d) پہلی بیعت عقبہ: 12 افراد کی مدینے سے آمد اور قبول اسلام (10 خزرجی + 2 اوس) ذوالحجہ 12 نبوی مطابق 621ء

- (e) دوسری بیعت عقبہ: 72 افراد کی آمد اور قبول اسلام ذوالحجہ 13 نبوی مطابق 622ء
- آخری اور چوتھے دور میں غالباً کل تیرا (13) سورتیں نازل ہوئیں۔ جن کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

10. سورۃ یونس	تشکیک اور الزامات محروانہ میں نازل ہوئی
11. ہود	تشکیک اور الزامات محروانہ میں نازل ہوئی
12. یوسف	رسول کے اخراج کے منصوبے ہو رہے تھے
13. الرعد	رسول کے خلاف مکر کے سازشیں ہو رہی تھیں
14. ابراہیم	رسول کے خلاف مکر کے سازشیں ہو رہی تھیں
15. الحجر	الزامات محروانہ استہزاء کے ماحول میں نازل ہوئی
16. النحل	ہجرت مدینہ کا پیشگی اشارہ

12 نبوی میں معراج ہوئی۔ اس سال غالباً دو سورتیں نازل ہوئیں، جن میں سفر معراج کا تذکرہ ملتا ہے۔

سورۃ بنی اسرائیل میں رسول اللہ ﷺ کو ہجرت کی دعا سکھائی گئی۔ معراج کے موقع پر مکہ اور فلسطین کے سفر کے دوران میں آپ ﷺ کو مدینہ منورہ دکھایا گیا۔

17۔ بنی اسرائیل	مدینے میں اسلامی ریاست کے قیام کے اشارے

واقعه معراج	53۔ النجم

13 نبوی میں ہجرت مدینہ سے پہلے غالباً مندرجہ ذیل چار سورتیں نازل ہوئیں۔

اسلامی اجتماعیت کی وضاحت	42۔ حم الشوری
قریش کے خلاف اتمام حجت اور آخری وارننگ	43۔ حم الزخرف
قریش کے خلاف اتمام حجت اور آخری وارننگ	6۔ سورة الانعام
قریش کے خلاف اتمام حجت اور آخری وارننگ	7۔ سورة الاعراف

مدینہ کی طرف ہجرت:

27 صفر 14 نبوی کو رسول اللہ ﷺ ہجرت مدینہ کے لیے حضرت ابوبکرؓ کے ساتھ مکے سے روانہ ہوئے۔

مدینہ منورہ میں نازل ہونے والی (24) چوبیس سورتیں

زمانہ نزول اور مرکزی مضمون

سورۃ کا نام	زمانہ نزول	مرکزی مضمون / اہم مضمون
1 سورة جمعه کی آخری تین آیات	1 ہ - قبائش پہلا جمعہ پڑھا گیا	مرکزی مضمون / اہم مضمون
2 سورة الحج آیات: 25 تا 78	1 ہ میں	خطبہ جمعہ اور نماز جمعہ کے احکام
3 سورة التغابن	1 ہ میں	دفاعی جنگ کی اجازت
4 سورة البقرة	2 ہ میں - جنگ بدر سے پہلے	جہاد و اتفاق کی تمہید
5 سورة الطلاق	2 ہ میں - جنگ بدر سے پہلے	تبدیلی قبلہ و امامت - نئی شریعت کے احکام
6 سورة محمد	2 ہ میں - جنگ بدر سے پہلے	طلاق کا استعمال اور قوموں پر عذاب
7 سورة الانفال	2 ہ میں - جنگ بدر کے بعد	آداب جنگ اور اتفاق کی ترغیب
8 سورة الصف	3 ہ میں - غزوہ احد کے بعد	آداب جنگ اور غنیمت کے احکام
9 سورة ال عمران	3 ہ میں	اللہ کے مددگار بنو! غالب ہو جاؤ گے!
10 سورة الحشر (بنی نضیر)	4 ہ میں	غلبہ اسلام کی تدبیریں
11 سورة النساء	4 ہ میں	صغائر الہی سے نفاق کا علاج
		خاندان سے ریاست تک مضبوط اجتماعیت

12	سورة الحديد	4 ھ میں	عدل وانصاف کا قیام
13	سورة الاحزاب	جنگ احزاب کے بعد شوال 5 ھ میں	عائلی، عسکری اور سماجی احکام
14	سورة المجادلة	5 ھ میں	ظہار اور نجوئی کے احکام
15	سورة المنافقون	شعبان 6 ھ میں غزوہ بنی المصطلق	نفاق چھوڑو! انفاق کرو!
16	سورة النور	6 ھ میں	عائلی اور سماجی احکام
17	سورة الفتح	صلح حدیبیہ سے واپسی پر ذوالحجہ 6 ھ میں	فتوحات ایران و افریقہ کی بشارت
1	سورة الجمعة 1 تا 8 آیات	فتح خیبر کے بعد محرم 7 ھ میں	منصب رسالت، تزکیہ نفس
18	سورة المائدة	7 ھ میں	اسلامی قانون اور سیکولرزم
19	سورة التحريم	8 ھ میں	عائلی زندگی اور عورت کا کردار
20	سورة الممتحنة	8 ھ میں	عورتوں کی جاسوسی اور شہریت
21	سورة الحجرات	9 ھ میں	اللہ اور رسول اور مسلمانوں کے حقوق
22	سورة التوبة	رجب 9 ھ میں غزوہ تبوک سے پہلے اور بعد	مشرکین، یہود اور نصاریٰ سے جہاد
23	سورة البينة	10 ھ میں	آخری رسول کو نہ ماننے والے دوزخی ہیں
24	سورة النصر	10 ذوالحجہ 10 ھ میں بمقام منیٰ نازل ہوئی	رسول ﷺ کو وفات کی اطلاع
وفات رسول ﷺ			12 ربیع الاول 11 ھ ، تین ماہ دو دن بعد

9- کتابی ترتیب کے مطابق قرآن کو سمجھنا:

قرآن مجید کی تفسیر کا نواں اصول یہ ہے کہ قرآن مجید کو اُس کی کتابی ترتیب کے مطابق سمجھا جائے۔ قرآن مجید کے طالب علم کو حیرت ہوتی ہے کہ نزولی اعتبار سے تو پہلے سورة العلق، سورة المدثر اور سورة المزمل کی چند آیات نازل ہوئیں، لیکن انہیں قرآن میں پہلے نہیں رکھا گیا۔ نزولی ترتیب اور ہے، کتابی ترتیب اور ہے۔ آخر اس کتابی ترتیب کی کیا حکمتیں ہیں؟

اس سلسلے میں مندرجہ ذیل چیزوں پر نگاہ رکھی جائے۔

(a) توقیفی ترتیب: سورتوں کی موجودہ قرآنی ترتیب توقیفی ہے، یعنی غیر اجتہادی ہے، منجانب اللہ ہے، منجانب جبریلؑ ہے اور منجانب رسول اللہ ﷺ ہے۔ اسی ترتیب سے صحابہؓ، تابعینؓ، تبع تابعینؓ، قراء اور حفاظ نسل در نسل قرآن مجید کو یاد کرتے ہیں اور اسے اگلی نسل تک پہنچاتے ہیں۔ اس ترتیب میں بھی عظیم الشان حکمتیں پوشیدہ ہیں۔ طالب علم کو چاہیے کہ وہ ان پر غور و فکر کرے۔

(b) مکی اور مدنی سورتوں کا حسین و جمیل امتزاج: الفاتحہ مکی ہے۔ پھر چار سورتیں البقرہ، آل عمران، النساء اور المائدہ مدنی ہیں۔ پھر دو سورتیں الانعام اور الاعراف مکی ہیں اور پھر دو سورتیں مدنی ہیں۔ الانفال اور توبہ۔ اس طرح یہ مکی اور مدنی سورتوں کا ایک حسین لیکن معنی خیز امتزاج ہے۔

(c) سورتوں کے نام: سورتوں کے ناموں کے بارے میں تین باتیں ذہن نشین کر لیجیے۔

(i) سورتوں کے ناموں میں سے، صرف چند نام سنون ہیں، یعنی محمد ﷺ سے ثابت ہیں۔

(ii) زیادہ تر سورتوں کے نام غیر توقیفی، یعنی اجتہادی ہیں اور علماء نے رکھے ہیں۔

(iii) بعض سورتوں کے ایک سے زیادہ نام ہیں۔ جیسے سورۃ ﴿الہجر﴾ کا دوسرا نام ﴿الانسان﴾ ہے اور سورۃ ﴿محمد﴾ کا ﴿القتال﴾۔

(d) سورتیں، پارے اور رکوع:

(i) قرآن مجید کی ایک سو چودہ (114) سورتیں ہیں۔ سورتوں کی تقسیم توقیفی ہے۔ وحی پر مشتمل ہے۔ اجتہاد پر مشتمل نہیں ہے۔ یہی تقسیم فہم قرآن کی بنیاد ہے۔ پاروں کی تقسیم سے فہم قرآن میں کوئی مدد نہیں ملی سکتی۔

(ii) تیس (30) پاروں کی تقسیم بھی غیر توقیفی، یعنی اجتہادی ہے، بعد کے ادوار میں علماء نے کی ہے، فہم قرآن میں کوئی فائدہ نہیں دیتی۔

یہ محض ایک مقداری (Quantitative) تقسیم ہے۔

(iii) رکوعوں کی تقسیم بھی غیر توقیفی یعنی اجتہادی ہے اور علماء کی جانب سے ہے۔ لیکن ہر جگہ نہیں۔ پاروں کی طرح رکوعوں کی تقسیم میں بھی زیادہ تر توجہ مقدار (Quantity) پر ہے، اگرچہ کہیں کہیں کسی حد تک مضمون کی مناسبت کا خیال بھی رکھا گیا ہے۔

(e) ہر سورت کو ایک اکائی، وحدت (Single Unit) تسلیم کیا جائے۔

مندرجہ بالا دلائل سے یہ اصول ثابت ہوتا ہے کہ قرآن مجید کے طالب علم کو چاہیے کہ وہ ہر سورت کو ایک وحدت اور اکائی تسلیم کر کے ایک وقت میں ایک سورت کا مطالعہ کرے۔ ہر سورت ایک وحدت اور اکائی (Single & Independent Unit) ہے۔

(۱) قرآنی سورتوں کا باہمی تعلق :

قرآنی سورتوں کا آپس میں گہرا باہمی تعلق ہوتا ہے۔ جس طرح کسی عالی شان عمارت میں کمرے سے کمرہ جڑا ہوا ہوتا ہے، اسی طرح یوں سمجھیے کہ قرآن مجید کے بھی 114 کمرے ہیں اور ہر کمرہ دوسرے سے مربوط ہے۔ جیسے:

(i) سورۃ البقرۃ ﴿﴾، سورۃ آل عمران ﴿﴾ سے جڑی ہوئی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے انہیں ﴿زہرا وان﴾ اور ﴿عمامتان﴾ کا نام دیا ہے۔ ایک مفسوب کی تفسیر ہے تو دوسری ضالین کی تفسیر ہے۔

(ii) سورۃ المطلاق ﴿﴾، سورۃ الاحقریم ﴿﴾ سے جڑی ہوئی ہے، دونوں کا موضوع عائلی زندگی ہے۔

(iii) سورۃ الانفال ﴿﴾، سورۃ التوبہ ﴿﴾ سے جڑی ہوئی ہے، دونوں کا موضوع جہاد ہے۔

(iv) سورۃ الضحیٰ ﴿﴾، سورۃ الم نشرح ﴿﴾ سے جڑی ہوئی ہے، دونوں میں رسول اللہ ﷺ کو تسلی دے کر ہدایات دی گئیں۔

(v) سورۃ الناس ﴿﴾، سورۃ الفلق ﴿﴾ سے جڑی ہوئی ہے، دونوں پناہ حاصل کرنے کے لیے ہیں۔

﴿مُعَوِّذَ نَان﴾ کہلاتی ہیں۔

10- ہر سورت کا نظم جلی بنیادی ڈھانچہ (Macro - structure) معلوم کیا جائے:

فہم قرآن کا دسواں اصول یہ ہے کہ ہر سورت کا ایک نظم جلی یا بنیادی ڈھانچہ ہوتا ہے۔ ہر سورت چونکہ ایک وحدت ہے، اس لیے طالب علم کے لیے ضروری ہوگا کہ وہ اُس کے بڑے بڑے اجزاء تلاش کرے، جو ایک ذیلی مضمون رکھتے ہوں۔ دوسرے لفظوں میں ہر سورت کو ﴿فَقَرَات﴾ یعنی پیرا گرافوں میں تقسیم کیا جائے۔ یہ سورت کا بنیادی ڈھانچہ ہوتا ہے، جسے میں ﴿نظم جلی﴾ کا نام دیتا ہوں۔ میری یہ کتاب بھی اسی موضوع سے متعلق ہے۔

نظم جلی کی چند مثالیں:

- (a) سورۃ البقرۃ کے چار بڑے حصے ہیں۔ پہلا تمہید دوسرا بنی اسرائیل سے متعلق ہے، تیسرا اُمتِ مسلمہ سے اور آخری اختتامیہ۔
- (b) سورۃ آل عمران کے دو بڑے حصے ہیں۔ پہلا زیادہ تر اہل کتاب اور عیسائیوں سے متعلق ہے اور دوسرے

مسلمانوں سے۔

- (c) سورۃ الاعراف کے آٹھ حصے ہیں۔ (تمہید اور اختتامیہ کے درمیان میں چھ۔ قوموں کے واقعات ہیں)
- (d) سورۃ ہود کے بھی آٹھ حصے ہیں۔ (تمہید اور اختتامیہ کے درمیان میں چھ قوموں کے واقعات ہیں)
- (e) سورۃ الکہف کے چھ حصے ہیں۔ (تمہید اور اختتامیہ کے درمیان میں چار قصے بیان کیے گئے ہیں)
- (f) سورۃ الجمعہ کے دو حصے ہیں۔ (سبت کے ساتھ یہود کا برتاؤ اور مسلمانوں کے لیے احکام جمعہ)
- (g) سورۃ المنافقون کے دو حصے ہیں۔ (نفاق اور انفاق کا بابا بھی تعلق)
- (h) سورۃ النبا کے تین حصے یا تین پیرا گراف ہیں۔ (قیامت۔ طائین کی صفات۔ متقین کی صفات)

11- ہر سورت کا مرکزی مضمون یا عمود (Theme) معلوم کیا جائے:

فہم قرآن کا اگلا اصول یہ ہے کہ ہر سورت کا مرکزی مضمون تلاش کیا جائے۔
ہر سورت کو پیرا گرافوں میں تقسیم کرنے کے بعد، ہر ذیلی پیرا گراف کا عنوان تلاش کیا جائے۔ اس کے بعد سورت کے مرکزی مضمون کا فہم بہت آسان ہو جاتا ہے۔
مرکزی مضمون کی مثالیں:

- (a) سورۃ البقرۃ کا مرکزی مضمون، تبدیلیِ امامت ہے۔
- (b) سورۃ الاعراف کا مرکزی مضمون، ہلاکت اور استبدالِ اقوام ہے۔
- (c) سورۃ ہود کا مرکزی مضمون، دعوتِ توحید اور دعوتِ استغفار ہے تاکہ ہلاکت سے بچا جائے۔
- (d) سورۃ القصص کا مرکزی مضمون، ﴿عَلُّوْا لِّی الْاَرْضَ﴾ کا دنیاوی اور اخروی انجام ہے۔
- (e) سورۃ التین کا مرکزی مضمون، امکانِ قیامت کے نقلی اور عقلی درجہ کا جائزہ ہے۔

اس سلسلے میں دو اصول مد نظر ہوں۔

- (a) مرکزی مضمون (یعنی Theme) کے تعین میں، نظم جلی (Macro-Structure) سے مدد ملتی ہے۔
- (b) نظم جلی (Macro-Structure) کے تعین میں، سورت کے اجزاء کے مختلف موضوعات اور متنوع مضامین رہنمائی کرتے ہیں۔

12- نظم خفیف (Micro-Structure) تلاش کیا جائے:

فہم قرآن کا اگلا اصول یہ ہے کہ نظم خفیف (Micro-Structure) تلاش کیا جائے۔ نظم خفیف سے مراد، ایک آیت یا ایک سے زائد آیات میں آنے والے الفاظ کا باہمی ربط ہے۔ قرآن مجید کے طالب علم کو ہر لفظ کی اُنگلی پکڑ کر چلنا چاہیے۔ قرآن کا ہر لفظ اپنی جگہ مستقل ہے، کوئی حرف بھی زائد نہیں۔ اللہ تعالیٰ مفسرین کو اجر عظیم عطا فرمائے۔ انہوں نے اپنی تفاسیر میں ایک ایک لفظ پر کئی کئی صفحات لکھے ہیں اور آیت کو آیت سے اور لفظ کو لفظ سے جوڑنے کی بھرپور کوشش کی ہے۔ محذوفات کو دریافت کیا ہے۔ چھپی ہوئی چیزوں کا سراغ لگایا ہے۔ یہاں چند نکات بیان کیے جا رہے ہیں۔

(a) ایک بڑی آیت کے اندر پائے جانے والے مختلف جملوں کے درمیان چھپی ہوئی چیزوں کا سراغ لگانا چاہیے۔

(b) بین السطور (Between the Lines) کو سمجھنے کی صلاحیت پیدا کرنی چاہیے۔

(c) محذوفات (Omissions) کو دریافت کرنے کا ہنر سیکھنا چاہیے۔

(d) اکثر آیات صفات الہی پر ختم ہوتی ہیں۔ جیسے ﴿الْعَفْوَ الرَّحِيمُ، الْغَنِيُّ الْحَمِيدُ، الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ،

الْعَزِيزُ الْكَرِيمُ﴾ وغیرہ۔ یہ صفات اللہ پر (At Random) نہیں آتیں، بلکہ اس کا اگلے یا پچھلے مضمون

سے گہرا ربط اور تعلق ہوتا ہے۔ ان مخصوص صفات کی اس مخصوص مقام پر لائے جانے کی حکمت پر غور کیا جائے۔

نظم خفیف کی چند مثالیں:

(a) سورۃ ﴿التین﴾ میں تین سے زیتون، زیتون سے طور سیناء اور طور سیناء سے بلدِ اثنین جزا ہوا ہے۔ ان

چار چیزوں سے احسن تقویم اور اسفل سافلین جڑے ہوئے ہیں

یہ سارا مضمون ﴿یوم الدین﴾ یعنی قیامت اور اس کی جزاء اور سزاء سے مربوط ہیں۔

قیامت ﴿احکم الحاکمین﴾ کے عدل و انصاف پر دلیل ہے۔

(b) آیت الکرسی میں ﴿إِلَٰهَ، الْحَيُّ، الْقَيُّومُ﴾ اور اس کے بعد اللہ تعالیٰ کی تہذیبی صفات (عدم نوم اور عدم دس)

آپس میں گہرا تعلق رکھتی ہیں۔ شفاعت اور علم کا گہرا تعلق ہے۔ ﴿إِلَٰهَ﴾ کا کرمی سے تعلق ہے۔ اقتدار کی،

تہذیبی صفت ﴿لَا يُوَدُّهُ﴾ سے گہری مناسبت ہے ﴿الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ﴾ کی صفات پورے مضمون کا حاصل

ہیں۔ آیت الکرسی کی تشریح پر ہمارا رسالہ زیرِ طبع ہے۔

13- سورۃ کے کلیدی الفاظ پر توجہ دی جائے:

فہم قرآن کا اگلا اصول یہ ہے کہ ہر سورت کے کلیدی الفاظ پر توجہ دی جائے۔ ہر سورت کے اندر بعض کلیدی الفاظ (Key Words) ہوتے ہیں، جو سورت کے فہم میں مدد و معاون ثابت ہوتے ہیں۔ قرآن کے طالب علم کو چاہیے کہ وہ ان پر بھرپور نگاہ رکھے۔ جس طرح ایک کمرے میں صوفے دیکھ کر آپ جان لیتے ہیں کہ یہ بیٹھک اور دیوان خانہ ہے۔ کھانے کی میز دیکھ کر کمرے کی غرض و غایت کا اندازہ کر لیا جاتا ہے، بالکل اسی طرح ہر سورت کے مخصوص الفاظ ہوتے ہیں۔ یہ مخصوص اصطلاحات اور یہ مخصوص الفاظ، سورت کے مرکزی مضمون (Theme) سے کمال درجے کی مناسبت رکھتے ہیں، اور مرکزی مضمون یعنی عمود کی دریافت میں مدد و معاون ثابت ہوتے ہیں۔

کلیدی الفاظ کی مثالیں:

- (a) سورۃ الکہف میں ﴿زینت﴾ کا لفظ تین مرتبہ استعمال ہوا ہے۔
- (b) سورۃ الرحمن میں ﴿ذُو الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ﴾ کا دو مرتبہ درود ہوا ہے، یہ دو صفات صرف اسی سورت میں آئی ہیں۔
- (c) سورۃ الدھر میں ﴿سبیل﴾ کا لفظ ابتداء میں بھی آیا ہے اور آیا میں بھی۔
- (d) سورۃ القصص میں ﴿عُلُوْهُ الْاَرْضِ﴾ کا لفظ ابتداء میں بھی لایا گیا ہے اور آخر میں بھی۔
- (e) سورۃ القمر میں ﴿کَذَّبُوْا﴾ اور ﴿کَذَّبَ﴾ جیسے الفاظ۔

14- اقسام القرآن کو دلائل سمجھ کر، دلیل اور مدلول کے ربط کو سمجھا جائے:

فہم قرآن کا اگلا اصول یہ ہے کہ قرآن مجید میں جو قسمیں آئی ہیں، ان کے مقصد کو سمجھنے کی کوشش کی جائے اور دلیل اور مدلول کے ربط کو سمجھا جائے۔ اقسام القرآن بھی دلائل ہیں۔

قرآن مجید میں ﴿لَیْلَہَ﴾، ﴿نَہَارَ﴾، ﴿یَئِیْنَ﴾، ﴿زَیْتُوْنَ﴾، ﴿عَصْرَ﴾، ﴿فَجْرَ﴾، ﴿ضَحٰی﴾، ﴿عَادِیَاتَ﴾، ﴿مُرْسَلَاتَ﴾ وغیرہ کی قسمیں کھائی گئی ہیں۔ قسم، گواہی اور شہادت ہے۔ یہ ساری قسمیں کسی نہ کسی حقیقت، قاعدے اور کلمے کو ثابت کرنے کے لیے کھائی گئی ہیں۔ مدرس قرآن کو اچھی طرح

معلوم ہونا چاہیے کہ مُقْسِم بہ (جس کی قسم کھائی گئی ہے) اور مُقْسَم عَلَیْہِ (جس کے لیے قسم کھائی گئی ہے) کے درمیان گہرا تعلق ہوتا ہے۔ (حمید الدین فراہی) ظاہر ہے ﴿وَالْعَصْرِ﴾ کا خسارے سے گہرا تعلق ہے۔

﴿وَالْعَصْرِ﴾ کی جگہ ﴿وَالْفَجْرِ﴾ نہیں رکھا جاسکتا۔

چند مثالیں ملاحظہ فرمائیے:

(a) سورۃ ہس کے آغاز میں حکمت والے قرآن کی گواہی اس لیے پیش کی گئی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو لوگ سلسلہ رسالت کی آخری کڑی سمجھ کر ایمان لائیں۔

(b) سورۃ ﴿الْأَنْشِقَاقِ﴾ میں، شفق، رات اور چاند کی گواہیاں اسی لیے پیش کی گئی ہیں، تاکہ ثابت کیا جاسکے کہ انسان کو بھی مندرجہ بالا تین چیزوں کی طرح ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف سفر کرنا ہے، وہ کشاں کشاں چاہے نہ چاہے اپنے رب کی طرف سفر کر رہا ہے۔

(c) سورۃ ﴿الطَّارِقِ﴾ میں زمین اور آسمان کی قسم یعنی گواہی اسی لیے فراہم کی گئی ہے کہ جس طرح آسمان باد و باران کے فیض سے زمین پھٹ کر لہلہانے لگتی ہے، اسی طرح قرآن کے فیض سے بھی انسانی روحیں سیراب ہوں گی۔ قرآن مجید قولِ فیصل ہے، سنجیدہ کلام ہے، ہنسی مذاق نہیں۔

ایک منکرِ خدا، ایک منکرِ رسالت اور ایک منکرِ آخرت کو آپ اُن دلیلوں ہی سے مطمئن کر سکتے ہیں، جن کا وہ خود مشاہدہ کرتا رہتا ہے اور جن کا وہ خود قائل ہوتا ہے۔ جنت اور دوزخ کا مقصد جزا و سزا (Reward and Punishment) ہے۔ جزا و سزا کے اس الہی قانون کو زمین، آسمان، بجلی، ہوا، بارش، سمندر وغیرہ کی آفاقی دلیلوں سے ثابت کیا جاسکتا ہے، جو قرآن مجید میں جگہ جگہ موجود ہیں۔

15۔ متشابہات کی تاویل سے اجتناب کیا جائے:

فہم قرآن کا اگلا اصول یہ ہے کہ قرآنی متشابہات کی تاویل سے اجتناب کیا جائے، محکمات اور بینات پر توجہ دی جائے۔ متشابہات کا علم اللہ ہی جانتا ہے۔ ان پر اجمالی ایمان رکھا جائے، تفصیل سے گریز کیا جائے۔

(a) حروفِ مقطعات کے صحیح مطلب کو اللہ سے منسوب کیا جائے اور حتمی ذاتی رائے سے حتی الامکان بچا جائے۔

(b) ﴿کُرْسٰی، عَرْش، اِسْتَوٰی، یَد، وَجْہ﴾ وغیرہ جیسے الفاظ کی تفصیل اور تکلیف سے گریز کیا جائے۔

(c) متشابہات کے بارے میں یہ بات ذہن میں رکھی جائے کہ ﴿وَمَا يَحْكُمُ تَاْوِيلُهُ اِلَّا اللّٰهُ﴾

(آل عمران: 6)۔

(d) تمام باطل فرقوں کی اساس، متشابہات کی باطل تاویل پر مشتمل ہوتی ہے۔

16- شان نزول کا مطلب، انطباق نزول ہے:

فہم قرآن کا اگلا اصول یہ ہے کہ شان نزول کے صحیح مطلب کو سمجھا جائے۔ اس سلسلے میں حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی نے الفوز الکبیر میں نہایت اہم بحث کی ہے۔ قرآن مجید قیامت تک کے لیے انسانوں کی ہدایت کے لیے نازل ہوا ہے۔ اس سلسلے میں چند باتیں سمجھ لیجیے۔

(a) نصیحت اور عبرت کسی خاص وقت یا شخص کے لیے محدود نہیں کی جاسکتی۔

(b) شان نزول کا مطلب، انطباق نزول ہے، یہ نبی ﷺ کے زمانے کا واقعہ بھی ہو سکتا ہے۔ ان سے پہلے کا بھی، بعد کا بھی اور آج کا بھی۔ شان نزول کا مطلب یہ معلوم کرنا ہے کہ یہ کن لوگوں پر منطبق ہوتی ہے؟ کن پر چسپاں ہوتی ہے؟ مصداق آیت کون ہے۔

(c) بعض خاص آیات میں ماضی کا واقعہ جاننا لازمی اور ضروری ہوتا ہے۔ جیسے: ﴿فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ يَطَّوَّفَ بِهِمَا﴾ (البقرة: 158)

(d) زیادہ تر مقامات پر پرانے قصے کو بیان کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہوتی۔ (الفوز الکبیر، شاہ ولی اللہ)

(e) ﴿نَزَلْتُ فِيهِ نَزْلاً﴾ سے مراد، مخصوص افراد نہیں ہوتے، بلکہ عموماً لفظ کا اعتبار کیا جاتا ہے۔

(f) مدح و ذم کی خبریں بھی عام ہوتی ہیں۔

(g) حکم ارشاد میں آیت دو مختلف صورتوں پر منطبق ہوتی ہے۔ (مقدمہ ابن تیمیہ)

17- ناخ و منسوخ کی معرفت حاصل کی جائے:

فہم قرآن کا اگلا اصول یہ ہے کہ ناخ و منسوخ کی معرفت حاصل کی جائے۔ یہاں حدیث کے بارے میں تردد کرنے والوں کو ہم بتانا چاہتے ہیں کہ قرآن وحی جلی ہے اور حدیث وحی خفی۔ وحی وحی کو منسوخ کر سکتی ہے۔ جس طرح ڈاکٹر مریش کو پہلے دور میں ایک دوادیتا ہے اور پھر کچھ دن بعد اپنی دواد بدل دیتا ہے، اسی طرح اللہ تعالیٰ نے بھی انسانوں کی نفسیات کو پیش نظر رکھتے ہوئے، ایک خاص وقت تک ایک حکم دیا اور پھر اُس کے بعد اُسے منسوخ کر دیا۔ نسخ کی چار صورتیں ہیں۔ قرآن قرآن کو منسوخ کرتا ہے۔ قرآنی وحی، حدیث کی وحی کو منسوخ کرتی ہے۔ حدیث کی وحی، قرآن کی وحی کو منسوخ کرتی ہے اور حدیث کی وحی، حدیث کی وحی کو منسوخ کرتی ہے۔ اس سلسلے کا اہم اصول یہ ہے۔

ہر منسوخ آیت کے لیے، ناسخ آیت کا ہونا ضروری ہے، ورنہ دعویٰ نسخ باطل ہوگا۔

حضرت شاہ ولی اللہؒ کے نزدیک (5) آیات منسوخ ہیں (الفوز الکبیر، شاہ ولی اللہؒ)۔ مولانا گوہر رحمانؒ کے نزدیک چھ۔ جبکہ شاید ان کی تعداد تین سے زیادہ نہیں۔

(a) موت سے پہلے والدین کے حق میں وصیت کا حکم (البقرہ: 180) منسوخ ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”وارث کے لیے وصیت نہیں ہوسکتی“ (ترمذی 2047)۔ والدین کا حصہ 1/6 ہے (النساء: 12)۔

(b) بیوہ کو ایک سال تک نان نفقہ اور رہائش کا حکم (البقرہ: 240) منسوخ ہے۔ اب بیوہ کو چار ماہ دس دن صرف زمانہ عدت میں نفقہ ملے گا (البقرہ: 234)

(c) رسول اللہ ﷺ سے اکیلے میں گفتگو کے لیے صدقہ دینے کا حکم (الحجۃ: 12) منسوخ ہے۔ اسی سورۃ کی آیت نمبر 13 نسخ ہے۔

(d) تہجد کی نماز میں، نصف شب کم یا زیادہ قرآن پڑھنے کا حکم (الزلزلہ: 4 تا 6) منسوخ ہے۔ اب جتنا چاہے قرآن پڑھا جاسکتا ہے۔ (الزلزلہ: 20)

(e) بدکار عورتوں کو موت تک گھر میں بند رکھنے کا حکم (النساء: 15) منسوخ ہے۔ قرآن کہتا ہے: غیر شادی شدہ زانی کے لیے سو کوڑے ہیں (النور: 2) اور رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: شادی شدہ زانی اور زانیہ کے لیے رجم ہے (بخاری: 1912)۔

18- بدعتی فرقوں کی تفسیر سے اجتناب کیا جائے:

فہم قرآن کا اگلا اصول یہ ہے کہ بدعتی فرقوں کی تفسیر سے اجتناب کیا جائے۔

”یہ بدعتی فرقے پہلے ایک رائے قائم کر لیتے ہیں اور پھر اپنی رائے کے مطابق، آیات قرآنی کی تاویل کرتے ہیں۔“ یہ بدعتی فرقے، خوارج، روافض، جہمیہ، معتزلہ، قدریہ، جبریہ، مرجہ، اشراکی، سوشلسٹ، سکیولر، قادیانی اور منکر حدیث وغیرہ ہیں۔

صحابہؓ، تابعینؓ اور ائمہٴ مسلف کے اقوال کی موجودگی میں، گمراہ فرقوں کے مسلک کے مطابق تفسیر کرنا سراسر غلط ہے۔ اصیٰف وسط و اعتدال، سلف صالح اور ان کے امام ہے۔ (مقدمہ امام ابن تیمیہ)

(a) تفسیر باطنی، تفسیر صوفیا اور تفسیر اشاری سے بچا جائے:

تفسیر باطنی، تفسیر صوفیا اور تفسیر اشاری سے بچا جائے۔ صوفی، واعظ اور فقیہ حضرات سے بھی ﴿دلیل﴾ میں بھی غلطی ہوئی ہے اور ﴿مدلول﴾ میں بھی۔ انہوں نے جو دلیل پیش کی وہ صحیح حدیث پر مبنی نہیں تھی۔ جھوٹی حدیث تھی یا ضعیف حدیث تھی۔ صحابہ سے منقول قول ثابت ہی نہیں تھا۔ دوسری غلطی مدلول کی تھی۔ انہوں نے قرآن کی آیت تو صحیح نقل کی لیکن اُس سے غلط استدلال کیا۔ اسی طرح حدیث بھی صحیح تھی لیکن اس سے غلط معانی لیے گئے۔

اہل تصوف کے ہاں مقبول بہت سی احادیث بے اصل اور جھوٹی ہیں۔ ابو عبد الرحمن محمد بن حسین السلسی نیشاپوری الصوفی (المتوفی 412ھ) کی ﴿حقائق التفسیر﴾ ایسی غلطیوں سے بھری پڑی ہے۔ (مقدمہ امام ابن تیمیہ) (ان صاحب پر وضع حدیث کا بھی الزام ہے)۔

مثالیں:

﴿ادْخِلُوا نَارًا﴾ کی غلط تفسیر کی گئی: عشق کی آگ میں داخل کیے گئے۔

﴿فَاِتْلُوا الَّذِیْنَ یَلُوْنُکُمْ﴾ کی غلط تفسیر کی گئی: قریبی چیز تو نفس ہے اس لیے نفس کے ساتھ جگ کرو۔

(b) تفسیر شیعہ اور روافض کی تفسیر سے اجتناب کیا جائے:

تفسیر شیعہ اور روافض کی تفسیر سے اجتناب کیا جائے۔ روافض (غالی شیعوں) کی تفسیریں، عجیب و غریب ہوتی ہیں اور حق کے راستے سے بہت دور ہوتی ہیں۔ بدعتی فرقوں نے ﴿دلیل﴾ اور ﴿مدلول﴾ دونوں میں ٹھوکر کھائی ہے۔ (مقدمہ ابن تیمیہ) یعنی ان کی دلیل بے اصل، بے سند اور بلاحوالہ جھوٹی احادیث پر مشتمل ہوتی ہے۔ علاوہ ازیں ان سے جو مطلب لیا جاتا ہے، وہ بھی واہیات ہوتا ہے۔

جیسے: ﴿سَلَامٌ عَلٰی النَّاسِیْنِ﴾ کی باطل تفسیر، حضرت الیاسؑ کے بجائے سَلَامٌ عَلٰی آلِ یَاسِیْنِ یعنی ﴿آلِ مُحَمَّد﴾ کرنا۔ یہ قرآن کی لفظی تحریف بھی ہے اور معنوی تحریف بھی۔

یا ﴿تَبَّتْ یَدَا اٰیِیْ لَہٰبٍ﴾ میں ابولہب کے دونوں ہاتھ ﴿یَدَا اٰیِیْ﴾ کی تفسیر، حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ سے کرنا۔

(c) معتزلہ کی عقل پرستی سے بچا جائے:

معتزلہ کی عقل پرستی سے بچا جائے۔ عقل سلیم اللہ تعالیٰ کی ایک عظیم نعمت ہے۔ بہترین عقل وہ ہے، جو کتاب و سنت کے ماتحت ہو۔

بدترین عقل وہ ہے، جو کتاب و سنت سے متصادم ہو۔ معتزلہ کی تفسیر میں خام عقلیت پائی جاتی ہے۔
 بعض معتزلہ قرآن کو مخلوق سمجھتے ہیں۔ بعض معتزلہ اللہ کی صفات کی باطل تاویل کرتے ہیں بلکہ صفات کا انکار کرتے
 ہیں۔ بعض معتزلی قیامت کے دن روحیت باری تعالیٰ کے منکر ہیں۔ بعض صحیح اور ثابت شدہ احادیث کا انکار کرتے
 ہیں۔ بعض عذاب قبر کے منکر ہیں۔ یہ اپنی عقل پر اس کے دائرہ کار سے زیادہ اعتماد کرتے ہیں۔
قدیم معتزلی: واصل بن عطاء اور عہاسی دور کے معتزیوں کے عقائد معروف ہیں۔ بعض اہل سنت کے علماء میں بھی
 بعض چیزیں معتزیوں کی شامل ہو گئی ہیں۔ ان پر ہار یک بنی سے نظر ڈالنا ضروری ہے۔ شیخ جبار اللہ زحتری کی تفسیر
 کشاف بلاغت کا شاہ کار ہے، لیکن اس میں جو اعتزال پایا جاتا ہے، اُس کو جاننا اور پرکھنا ضروری ہے۔

جدید معتزلی:

مصر اور برصغیر ہند و پاک میں اعتزال کا فتنہ پچھلے سو سالوں میں زور پکڑا۔ یہاں تفصیل کی گنجائش نہیں ہے، بس اتنا
 بیان کرنا کافی ہے کہ جدید معتزیوں کی ایک قسم وہ ہے جو انگریزوں کی نمک خوار تھی۔ دوسری قسم وہ ہے
 جو اشتراکیت سے مرعوب تھی، یہی آگے چل کر منکرین حدیث کہلائے۔ تیسری قسم وہ ہے جو صحیح احادیث کا انکار
 کرتی ہے اور درجم وغیرہ کی منکر ہے۔

19- مخالف قرآن و سنت اسرائیلی روایات سے اجتناب کیا جائے:

فہم قرآن کا اگلا اصول یہ ہے کہ تفسیر کو اسرائیلی روایات سے پاک رکھا جائے۔ امام ابن تیمیہؒ نے فرمایا کہ تفسیر
 میں اسرائیلیات استشہاد کے لیے پیش کی جاسکتی ہیں، اعتقاد کے لیے نہیں۔ اس کے تین اصول ہیں۔

- (a) قرآن و سنت کے مطابق اسرائیلی روایات کو قبول کر لیا جائے گا۔
- (b) قرآن و سنت کے مخالف، اسرائیلی روایات کو مسترد کر دیا جائے گا۔ انبیاء کے بارے میں اسرائیلیات میں نہ صرف
 فضول اور بے فائدہ تفصیلات ملتی ہیں بلکہ بعض انتہائی بے ہودہ قسم کے الزامات بھی پائے جاتے ہیں۔
- (c) سدی کبیر (م 127ھ) کعب احبارؒ (م 35ھ) وھب بن منہؒ (م 116ھ) اور محمد بن اسحاقؒ
 (م 150ھ) کی بیان کردہ اضافی معلومات پر مشتمل اسرائیلی روایات، جو قرآن و سنت کے خلاف بھی نہیں ہیں
 اور جن کی تائید بھی نہیں ہوتی، ایسی اسرائیلی روایات کی نہ تو تصدیق کی جائے گی اور نہ تکذیب۔

20- قرآن کی سائنسی تفسیر میں احتیاط برتی جائے:

فہم قرآن کا اگلا اصول یہ ہے کہ قرآن کی سائنسی تفسیر نہایت احتیاط سے کی جائے۔ آج کل لوگ قرآن کی تفسیر کرتے ہوئے یہ کہتے اور لکھتے ہیں کہ سائنس بھی اس کی تائید کرتی ہے۔ یہ ایک کھلی مرعوبیت ہے۔ قرآن اللہ کا کلام ہے اور ابدی حقیقتوں پر مشتمل ہے۔ سائنس حقائق کو جاننے اور سمجھنے کی ایک معمولی اور حقیر انسانی کوشش ہے۔ سائنس بدلتی رہتی ہے۔ سائنسی نظریات تبدیلی کے عمل سے گزرتے رہتے ہیں اور گزرتے رہیں گے۔ قرآن نہ بدلا ہے نہ بدلے گا۔ قرآن کی کوئی آیت بوسیدہ نہیں ہو سکتی۔

قرآن کی سائنسی تفسیر میں احتیاط ہو۔ اس کے دوزیلی اصول ہیں۔

(a) سائنس کے غیر ثابت شدہ نظریات (Theories) کے مطابق تفسیر حرام ہے۔

انیسویں صدی کے آخر میں، بعض مفسرین نے اس صدی کی سائنس سے مرعوب ہو کر بعض قرآنی آیات و اصطلاحات کی باطل تاویل کی۔

(b) سائنس کے ثابت شدہ نظریات سے تفسیر میں کوئی مضائقہ نہیں (جنہیں بار بار تجربے سے ثابت کیا گیا ہے اور ثابت کیا جاسکتا ہے، جو ظنی نہیں، بلکہ قطعی قوانین فطرت الہی میں شامل ہیں) البتہ یہ بات یاد رہے کہ قرآن کی حقانیت، سائنسی ثبوت کی محتاج نہیں۔

یہ وہ بیس (20) بنیادی باتیں ہیں، جو قرآن کا طالب علم اپنے پیش نظر رکھے۔ اس طرح وہ بڑی بڑی غلطیوں اور حماقتوں سے بچ سکتا ہے۔

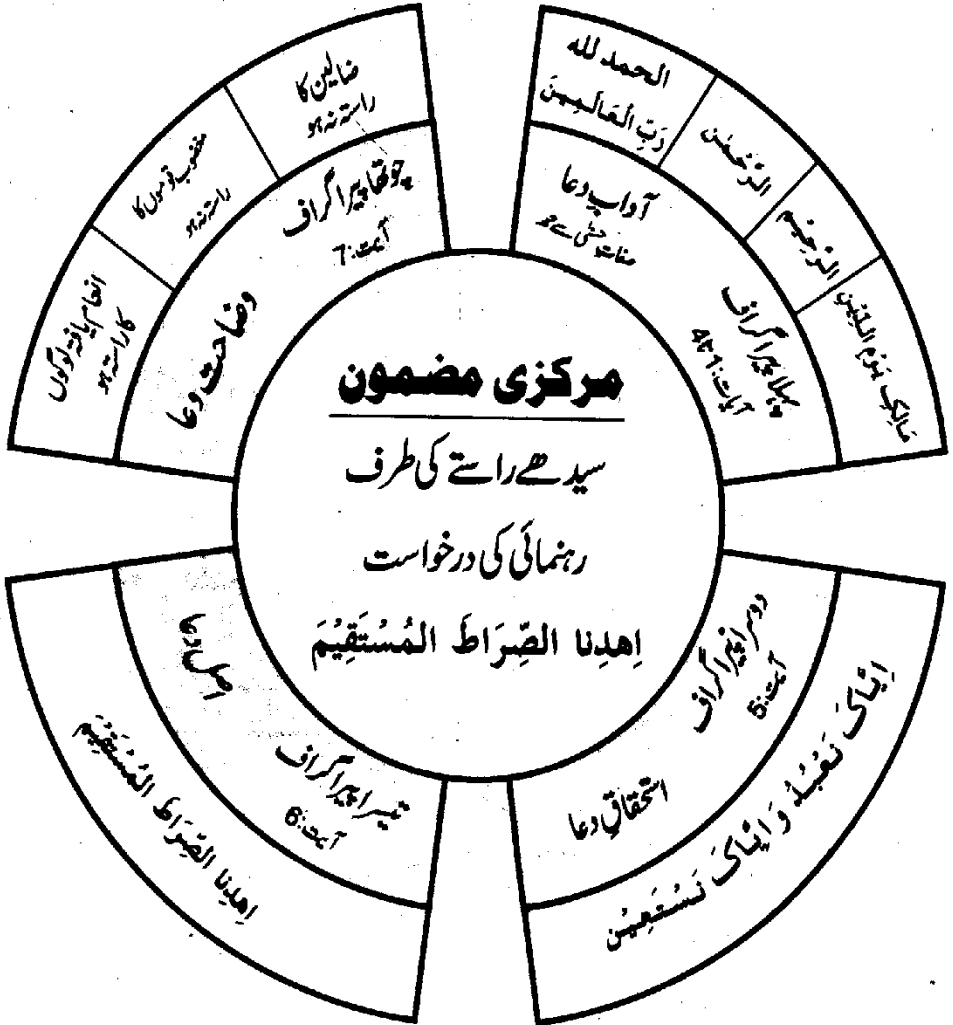


ترتیبی نقشہ ربط

نظم جلی

01- سُورَةُ الْفَاتِحَةِ

آیات : 7 مَكِّيَّةٌ پیرا گراف : 4



زمانہ نزول:

سورۃ الفاتحہ پہلی مکمل سورت ہے، جو رسول اللہ ﷺ پر مَكَّةُ الْمُكَرَّمَةِ میں دعوت کے ابتدائی غلیہ دور میں نازل کی گئی ہے۔ اس سے پہلے سورۃ الْعَلَقِ، سورۃ الْمُذْتَرِّ اور سورۃ الْمُزَمِّلِ کی چند ابتدائی آیات نازل ہوئیں تھیں۔

خصوصیات

- 1- اس سورت کے کئی نام ہیں۔ فاتحۃ الکتاب، ام الکتاب، سبع مثنائی وغیرہ۔
- 2- خود خالق نے، اپنی مخلوق کے لیے، انسان کی فطرت اور ضرورت کے عین مطابق، سورۃ الفاتحہ کی صورت میں ایک مثالی دعا تجویز کی ہے۔

سورۃ الفاتحۃ کے فضائل

اس سورت کی فضیلت میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

(1) ﴿وَالَّذِي لَفِيسِي بِيَدِهِ مَا أَنْزَلْتُ فِي السُّورَةِ وَلَا فِي الْإِنْجِيلِ وَلَا فِي الزَّبُورِ وَلَا فِي الْقُرْآنِ مِثْلَهَا، وَأَنَّهَا سَبْعُ مَثَانِي وَالْقُرْآنُ الْعَظِيمُ الَّذِي أُعْطِيَتْهُ﴾

(ترمذی، ابواب فضائل القرآن، عن ابی بن کعب، حدیث 2,875: صحیح)

”اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے، اس جیسی کوئی سورت نہ تورات میں نازل کی گئی نہ انجیل میں اور نہ ہی زبور اور فرقان میں۔ یہ بار بار دوہرائی جانے والی سات (7) آیات پر مشتمل ﴿سبع مثنائی﴾ اور ﴿قرآن عظیم﴾ ہے، جو آپ ﷺ کو دیا گیا۔“

(2) ﴿أَمُّ الْقُرْآنِ هِيَ السَّبْعُ الْمَثَانِي وَالْقُرْآنُ الْعَظِيمُ﴾

(صحیح بخاری: کتاب التفسیر، حدیث 4427، عن ابی ہریرہؓ)

”یہ ﴿ام القرآن﴾ یعنی قرآن کی اساس ہے۔ بار بار دوہرائی جانے والی سات (7) آیات ﴿سبع مثنائی﴾ اور ﴿قرآن عظیم﴾ ہے“

(3) سورۃ الفاتحہ (پر مشتمل دعا کرنے) کے بعد آدمی جو مانگے وہ اُسے مل جاتا ہے۔ ﴿هَذَا لِعَبْدِي وَلِعَبْدِي مَا

سَأَلَ﴾ (صحیح مسلم: کتاب الصلوٰۃ، حدیث 904، باب 11، عن ابی ہریرہؓ)

”(سورۃ الفاتحہ میں دعا کا یہ حصہ) میرے بندے کے لیے ہے اور میرے بندے کے لیے، وہ سب کچھ ملے گا، جو اُس نے مانگا“

(4) ایک فرشتے نے آکر خبر دی:

﴿أَبَشِّرْ بَنُورَيْنِ أُوْتِيَتْهُمَا، لَمْ يُوْتِهْمَا نَبِيٌّ قَبْلَكَ، فَاتِحَةُ الْكِتَابِ وَخَوَاتِيمُ سُورَةِ الْبَقَرَةِ، لَنْ تَقْرَأَ بِحَرْفٍ مِنْهَا إِلَّا أُعْطِيَتْهُ﴾ (صحیح مسلم: کتاب فضائل القرآن، باب فضل الفاتحہ و خواتیم

”آپ ﷺ کو دو (2) نور ﴿نُورَین﴾ مبارک ہوں، جو پہلے کسی نبی کو نہیں دیئے گئے۔ فاتحہ الكتاب اور سورۃ البقرۃ کی آخری آیات۔ آپ اس میں سے جس حرف کی تلاوت بھی کریں گے، وہ آپ کو دیا جائے گا۔“

(5) سورۃ الفاتحہ ہر نماز کے لیے ضروری ہے۔ ﴿لَا صَلَوةَ لِمَنْ لَمْ يَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ﴾ (صحیح بخاری: کتاب صفة الصلاة، باب وجوب القراءة للامام والمأموم فی الصلوات کلھا، حدیث: 723)

آمین

﴿آمین﴾ کا مطلب ہے ﴿قبول کر﴾۔ اس سورت کو پڑھنے اور سننے کے بعد ﴿آمین﴾ کہنا چاہیے۔

1۔ ﴿آمین﴾ کے بعد ہر دعا قبول کی جاتی ہے۔

(صحیح مسلم: کتاب الصلوة، باب التسمیع والتحمید والتأمین، حدیث: 942)

2۔ سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد ﴿آمین﴾ کہنا ضروری ہے۔

(صحیح بخاری: کتاب صفة الصلوة، حدیث: 749)

3۔ جس شخص کی ﴿آمین﴾ فرشتوں کی ﴿آمین﴾ سے مل جائے، اس کے سابقہ گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔

(صحیح بخاری: کتاب صفة الصلوة، باب جهر الامام بالتأمین، حدیث: 747)

3۔ سری نمازوں میں امام اور مقتدی دونوں آہستہ سے ﴿آمین﴾ کہیں گے۔ جہری نمازوں میں امام اور مقتدی دونوں کا

زور سے ﴿آمین﴾ کہنا مسنون ہے۔ (ابو داؤد: کتاب الصلوة، باب التأمین وراء الامام، حدیث: 933، صحیح)

سورۃ الفاتحہ کا کتابی ربط

قرآن کی آخری دو سورتوں کا اختتام ﴿رَبِّ الْفَلَقِ﴾ اور ﴿رَبِّ النَّاسِ﴾ کے الفاظ سے ’توحید ربوبیت‘ پر ہوا تھا۔ اس پہلی سورت ﴿الفاتحہ﴾ کا آغاز ﴿الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِینِ﴾ کے الفاظ کے ذریعے بھی ’ربوبیت‘ سے ہوا ہے۔ احساس ربوبیت کے نتیجے ہی میں ﴿حمد و شکر﴾ کے رویے جنم لیتے ہیں۔

اہم کلیدی الفاظ اور مضامین

- 1۔ ﴿الْحَمْدُ﴾ تعریف اور ہر قسم کی تعریف، مکمل تعریف۔
- 2۔ ﴿الْحَمْدُ لِلّٰهِ﴾، ﴿الْحَمْدُ﴾ کا لفظ ﴿لِلّٰهِ﴾ کی ترکیب کے ساتھ ﴿شکر﴾ کے معانی میں استعمال ہوتا ہے۔
- 3۔ ﴿رَبِّ﴾ پالنے والا، دیکھ بھال کرنے والا، نشوونما دینے والا، آقا، مالک۔
- 4۔ ﴿الرَّحْمٰنِ﴾ فعلان کے وزن پر اسم مباعدہ ہے، اللہ وہ ہستی ہے، جس کی رحمت اپنی چوٹی اور بلندی پر ہے۔
- 5۔ ﴿الرَّحِیْمِ﴾ فاعیل کے وزن پر اسم صفت ہے، اللہ وہ ہستی ہے، جس کی رحمت مستقل اور دائمی ہے۔

6- ﴿الَّذِينَ﴾ جزا و سزا (Reward and Punishment)

قیامت کے دن پر ایمان لا کر اللہ تعالیٰ کو جزا و سزا کا تہما لگ اور صاحب اختیار سمجھ کر، اُسی کی عبادت و اطاعت کی جائے اور اُسی سے مدد مانگی جائے۔

7- ﴿عِبَادَةَ﴾

عبادت کے تین (3) مطلب ہیں۔ غلامی (Slavery)، اطاعت (Obedience) اور عبادت یعنی پوجا پرستش (Rituals, Acts of worship)۔

سورة الفاتحة کا نظم جلی

سورة الفاتحة کے چار (4) پیرا گراف ہیں، جو آداب دُعا، استحقاق دُعا، اصل دُعا اور وضاحت دُعا پر مشتمل ہیں۔

1- آیات 1 تا 4: پہلے پیرا گراف میں ﴿آداب دُعا﴾ بیان کیے گئے ہیں۔

دُعا سے پہلے حمد و ثناء اور اسمائے حسنیٰ پر مشتمل صفاتِ الہی کا تذکرہ ضروری ہے۔ یعنی سب سے پہلے اللہ کی ربوبیت کا اقرار، پھر رحمانیت کا اقرار، پھر رحیمیت کا اقرار اور پھر مالکیت کا اقرار کیا جائے۔

2- آیت 5: دوسرے پیرا گراف میں، ﴿استحقاق دُعا﴾ ہے۔

اطاعت اور عبادت کے نتیجے میں ہی دُعا مانگنے کا استحقاق ہوتا ہے۔ چونکہ ہم اُس کی عبادت و اطاعت کرتے ہیں، اُسی کو طاقور سمجھتے ہیں، اُسی کے غلام اور ملازم ہیں، اس لیے کسی اور ہستی کے بجائے، اپنے خالق اور اپنے ﴿مُطاع﴾ اور ﴿معبود﴾ ہی سے مدد مانگتے ہیں۔ ﴿إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ﴾۔ اللہ کی عبادت کرنے کے نتیجے میں ہی انسان کو اس سے استغاثت یعنی مدد طلب کرنے کا استحقاق حاصل ہوتا ہے۔

3- آیت 6: تیسرے پیرا گراف میں، ﴿اصل دُعا﴾ بتائی گئی ہے۔ ﴿إِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ﴾۔

”ہمیں سیدھے راستے کی طرف رہنمائی فرما“۔ دراصل یہ ایک جامع دعا ہے۔ صراطِ مستقیم تو حید کا راستہ ہے، جو قرآن و سنت کی دعوت پر مشتمل ہے۔ اسی راستے پر مرتے دم تک چل کر انسان، اللہ کی رضا اور خوشنودی حاصل کر کے ابدی جنت میں داخل ہو سکتا ہے۔

4- آیت 7: چوتھے اور آخری پیرا گراف میں ایجابی اور سلبی دونوں طریقوں سے ﴿وضاحت دُعا﴾ ہے۔

- (a) ﴿صِرَاطَ مُسْتَقِيمٍ﴾ انعام یافتہ لوگوں کا راستہ، یعنی انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین کا راستہ ہے۔ (النساء: 69)
- (b) ﴿صِرَاطَ مُسْتَقِيمٍ﴾ ﴿مغضوب﴾ قوموں کا راستہ نہیں ہے۔ جیسے یہود۔ (البقرة: 90، المائدة: 60)
- (c) ﴿صِرَاطَ مُسْتَقِيمٍ﴾ گمراہ قوموں ﴿ضالّین﴾ کا راستہ بھی نہیں ہے۔ جیسے عیسائی۔ (النساء: 44)

مرکزی مضمون

﴿إِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ﴾ ”اے اللہ! ہمیں سیدھے راستے کی طرف رہنمائی فرما۔“

اصل دعائی اس سورت کا مرکزی مضمون ہے۔ یہ اپنے خالق و مالک اللہ تعالیٰ سے ایک درخواست ہے کہ وہ مرتے دم تک ہمیں سیدھے راستے پر رہنمائی کرتا رہے، تاکہ ہم اعمالِ صالحہ کے ذریعے اُس کی خوشنودی اور رضا حاصل کر کے اُس کی جنت کے مستحق ہو سکیں۔



FLOW CHART

MACRO-STRUCTURE

ترتیبی نقشہ ربط

نظم جلی

02- سُورَةُ الْبَقَرَةِ کے چار بڑے پیرا گراف

آیات 286 مَذْبُوحَةٌ پیرا گراف : 4

منصب خلافت و توحید کے سلسلے کے
تین رویوں میں سے ایمان کا رویہ اختیار کرو!

آیات: 1 تا 39

1

آیات
284 تا 286

آخری شریعت
کے احکام پر
نیک نیتی
کے ساتھ
حسب استطاعت
عمل کرو گے تو
غلبہ اور
اقتدار حاصل
کرو گے

4

مرکزی مضمون

امامت
کی تبدیلی

3

آیات
40 تا 141

بنی اسرائیل کی
امامت کے
منصب سے معزولی
کے اسباب
کی وضاحت اور
بنی اسرائیل کو
آخری شریعت
پر ایمان لانے
کی دعوت

2

آیات: 142 تا 283

اسلام میں مکمل طور پر داخل ہو کر آخری رسول ﷺ کی آخری شریعت کے تمام احکامات پھیل کھٹے ہوئے
اُمتِ وسط کے حقیقی مصداق بن کر شہادت علی الناس کا فریضہ انجام دو۔

زمانہ نزول

سورۃ البقرة ﴿﴾ کا زیادہ تر حصہ 2 ہجری میں نازل ہوا۔ سودی حرمت سے متعلق آیات (275 تا 281) غالباً 10 ہجری میں نازل ہوئیں۔ آخری تین آیات ہجرت سے پہلے ہی نازل ہو چکی تھیں۔
دو ہجری (2ھ) میں مندرجہ ذیل سورتیں نازل ہوئیں۔
سورۃ البقرة کے بعد ﴿ سورۃ الطلاق ﴾، جب بدر سے پہلے سورۃ ﴿ مُحَمَّد ﴾ اور حج بدر کے بعد سورۃ ﴿ الانفال ﴾ نازل ہوئی۔

سورۃ البقرة کے فضائل

- سورۃ البقرة کی فضیلت میں رسول اللہ ﷺ سے کئی صحیح احادیث منقول ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا:
- 1۔ ﴿ لَا تَجْعَلُوا بُيُوتَكُمْ مَقَابِرَ ، إِنَّ الشَّيْطَانَ يَنْفِرُ مِنَ الْبَيْتِ الَّذِي تُقْرَأُ فِيهِ سُورَةُ الْبَقَرَةِ ﴾
(صحیح مسلم: کتاب صلوۃ المسافرین، باب 29، حدیث: 1,860، عن ابی ہریرۃ)
”اپنے گھروں کو قبرستان نہ بناؤ! یقیناً جس گھر میں سورۃ البقرة پڑھی جاتی ہے، اُس سے شیطان بھاگ جاتا ہے۔“
 - 2۔ شیطان اُس گھر سے بھاگ جاتا ہے، جس میں سورۃ البقرة کی تلاوت سنتا ہے۔ (متدرک حاکم، عن عبداللہ بن مسعود)
 - 3۔ ﴿ اقْرَأْ وَاسْمُرْ سُورَةَ الْبَقَرَةِ ، فَإِنْ أَخَذَهَا بَرَكَةٌ ، وَتَرَكَهَا خَسْرَةٌ وَلَا تَسْتَطِيعُهَا الْبُطْلَةُ ﴾
(آی السحرۃ)۔ (صحیح مسلم: کتاب فضائل قرآن، باب 42، حدیث: 1,910، عن ابی امامۃ الباہلی)
”سورۃ البقرة پڑھا کرو! اس لیے کہ اس کا حاصل کرنا برکت ہے اور اس کا چھوڑ دینا باعثِ حسرت ہے۔“
اہلِ باطل (یعنی جادوگر) اس کے پڑھنے والے پر اثر انداز نہیں ہو سکتے۔“
 - 4۔ ﴿ اقْرَأْ وَالزُّهْرَ اَوَّلَ الْبَقَرَةِ وَسُورَةَ اِلِ عِمْرَانَ ، فَإِنَّهُمَا تَكْتَبَانِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كَاتِبَهُمَا عَمَّامَتَانِ ، اَوْ كَاتِبَهُمَا غِيَابَتَانِ ، اَوْ كَاتِبَهُمَا فِرْقَانِ مِنْ طَبَرِ صَوَافٍ ، تُحَاجَّانِ عَنْ اَصْحَابِهِمَا ﴾
(صحیح مسلم: کتاب فضائل قرآن، باب 42، حدیث: 1,910، عن ابی امامۃ الباہلی)
”دو چمکتی سورتوں ﴿ الزہراؤن ﴾ اور سورۃ ایل عمران۔ اس لیے کہ یہ دونوں سورتیں روزِ قیامت بادل کی دو کڑیاں ﴿ عَمَّامَتَانِ ﴾ بن کر، یا پرنندوں کے دو صف بستہ غول ﴿ فِرْقَانِ ﴾ کی صورت میں نمودار ہو کر، اپنے پڑھنے والوں کی طرف سے شفاعت کے لیے جھگڑیں گی۔“

سورة البقرة قرآن کی کوہان یعنی چوٹی ہے

5- ﴿لِكُلِّ شَيْءٍ سَنَامٌ، وَإِنَّ سَنَامَ الْقُرْآنِ سُورَةُ الْبَقَرَةِ﴾
 ”ہر چیز کی ایک کوہان ہوتی ہے اور بلاشبہ قرآن کی کوہان یعنی چوٹی، سورة البقرة ہے۔“

(سنن ترمذی: ابواب فضائل القرآن، باب فضل سورة البقرة وآية الكرسي، حدیث 2,878: ضعیف)
 6- ﴿بَيْنَمَا جِبْرِيلُ قَاعِدٌ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ سَمِعَ نَفِيضًا مِنْ فَوْقِهِ لَرَفَعَ رَأْسَهُ فَقَالَ: هَذَا بَابٌ مِنَ السَّمَاءِ فَفُتِحَ الْيَوْمَ لَمْ يُفْتَحْ قَطُّ إِلَّا الْيَوْمَ فَانْزَلَ مِنْهُ مَلَكٌ - فَقَالَ: هَذَا نَزَلَ إِلَى الْأَرْضِ لَمْ يَنْزَلْ قَطُّ إِلَّا الْيَوْمَ فَسَلَّمَ وَقَالَ: أَبَشِّرْ بِسُورَتَيْنِ أَوْتِيَهُمَا لَمْ يُوتِيَهُمَا نَبِيٌّ قَبْلَكَ فَاتِحَةُ الْكِتَابِ وَخَوَاتِيمُ سُورَةِ الْبَقَرَةِ. لَنْ تَقْرَأَ بِحَرْفٍ مِنْهَا إِلَّا أُعْطِيَتهُ﴾

(صحیح مسلم: کتاب فضائل القرآن، باب فضل سورة الفاتحة و خواتیم سورة البقرة، حدیث 1,913، عن ابن عباس)
 ”نبی ﷺ کے پاس ایک مرتبہ حضرت جبریلؑ بیٹھے ہوئے تھے کہ جبریلؑ نے اوپر کی طرف سے دروازہ کھلنے کی سی آواز سنی۔ اپنا سر اٹھایا، پھر جبریلؑ نے کہا: ”یہ آسمان کا دروازہ ہے، جو آج سے پہلے کبھی نہیں کھلا تھا۔“ اس دروازہ سے ایک فرشتہ اتر آیا۔ جبریلؑ نے کہا: ”یہ فرشتہ آج سے پہلے کبھی زمین کی طرف نہیں اتر آیا۔“ اس فرشتے نے رسول اللہ ﷺ کو سلام کیا اور کہا: ”آپ ﷺ کو دو نور ﴿نُورَيْنِ﴾ مبارک ہوں، آپ ﷺ سے پہلے کسی نبی کو یہ دو نور نہیں دیئے گئے۔ فاتحہ الكتاب اور سورة البقرة کا آخری حصہ۔“ آپ ﷺ اس کا جو حرف بھی پڑھیں گے، اس کا ثواب دیا جائے گا۔“

سورة البقرة کی آخری دو آیات کی فضیلت

﴿الْأَمْتَانِ مِنْ آخِرِ سُورَةِ الْبَقَرَةِ، مَنْ قَرَأَهُمَا فِي لَيْلَةٍ كَفَّتَاهُ﴾
 (صحیح بخاری: کتاب المغازی، باب 9، حدیث 3,786، عن ابی مسعود البدری)
 ”جو شخص بھی سورة البقرة کی آخری دو آیتیں رات میں (سونے سے پہلے) پڑھے گا، اُس کے لیے یہ کفایت کر جائیں گی۔“

آية الكرسي کے فضائل

سورة البقرة کی آیت نمبر 255، ﴿آیت الكرسي﴾ کہلاتی ہے۔ اس آیت کے بارے میں کئی احادیث مروی ہیں۔

1- آية الكرسي قرآن کی سب سے اعظم آیت ہے:

رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابی بن کعبؓ سے فرمایا
﴿يَا أَبَا الْمُنْذِرِ! اتَدْرِي أَيُّ آيَةٍ مِنْ كِتَابِ اللَّهِ تَعَالَى مَعَكَ أَعْظَمُ؟ قُلْتُ: اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ،
قَالَ: يَا أَبَا الْمُنْذِرِ! اتَدْرِي أَيُّ آيَةٍ مِنْ كِتَابِ اللَّهِ تَعَالَى مَعَكَ أَعْظَمُ؟
قَالَ قُلْتُ: ﴿اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ﴾ قَالَ: فَضْرَبَ فِي صَدْرِي وَقَالَ: لَيْسَ بِكَ
الْعِلْمُ أَبَا الْمُنْذِرِ!﴾

(صحیح مسلم: فضائل قرآن وما يتعلق به، باب فضل سورة كهف وآية الكرسي، حديث: 1,921، عن أبي بن كعب)
”ابا المنذر! کیا تمہیں معلوم ہے کہ اللہ کی کتاب میں تمہارے پاس عظیم تر آیت کون سی ہے؟ میں نے کہا:
اللہ اور اس کا رسول جانتے ہیں۔ فرمایا: ابا المنذر! تم جانتے ہو کون سی آیت اللہ کی کتاب میں تمہارے پاس عظیم
تر ہے؟ میں نے کہا: ﴿اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ﴾ ابی بن کعبؓ نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے اپنا ہاتھ
میرے سینے پر مارا اور فرمایا: ابا المنذر! (اے ابی بن کعب!) تمہیں یہ علم مبارک اور خوشوار ہو۔“ (ابو
المنذر حضرت ابی بن کعبؓ انصاری کی کنیت ہے)

2- آية الكرسي قرآن کی سردار آیت ہے:

﴿لِكُلِّ شَيْءٍ سَنَامٌ، وَإِنَّ سَنَامَ الْقُرْآنِ سُورَةُ الْبَقَرَةِ، فِيهَا آيَةٌ هِيَ سَيِّدَةُ آيِ الْقُرْآنِ،
هِيَ آيَةُ الْكُرْسِيِّ﴾

”ہر چیز کی ایک کوہان ہوتی ہے اور قرآن کی کوہان یعنی چوٹی، سورة البقرة ہے اور اس میں ایک آیت ہے، جو
قرآن کی سب سے آجوں کی سردار ہے اور وہ آية الكرسي ہے۔“

(سنن ترمذی: ابواب فضائل القرآن، باب فضل سورة البقرة وآية الكرسي، حديث: 2,878، ضعیف)

3- ہر فرض نماز کے بعد آية الكرسي پڑھنا چاہیے:

﴿مَنْ قَرَأَ آيَةَ الْكُرْسِيِّ عَنْ دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ مَكْتُوبَةٍ لَمْ يَمْنَعْهُ مِنْ دُخُولِ الْجَنَّةِ إِلَّا أَنْ يَمُوتَ﴾
”جو شخص ہر نماز کے بعد آیت الكرسي پڑھے گا، اُسے جنت میں داخل ہونے سے، موت کے علاوہ کوئی
اور چیز نہیں روک سکتی۔“ (یعنی اُسے موت تک بہر حال انتظار کرنا پڑے گا)۔

(سنن نسائی الکبریٰ: کتاب عمل الیوم واللیلة، باب ثواب من قرأ آية الكرسي دبر كل صلاة، 9,928)

4- سونے سے پہلے آیۃ الکرسی پڑھنا چاہیے :

”جو شخص رات کو سوتے وقت آیت الکرسی پڑھتا ہے، اللہ کی جانب سے اُس پر ایک محافظ مقرر کر دیا جاتا ہے، چنانچہ شیطان طلوع فجر تک اُس کے قریب نہیں آ سکتا۔“

(صحیح بخاری: کتاب الوکالة، باب اذا وکل رجلا فترك الوکیل شیئا، حدیث: 2,187)

5- آیۃ الکرسی صبح تک اٹلیں سے محافظت ہے۔

حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے مجھے صدقہ فطری حفاظت پر مقرر کیا۔ ایک شخص آیا اور غلہ چوری کرنے لگا۔ میں نے اسے پکڑ لیا اور کہا:

”میں تجھے رسول اکرم ﷺ کے پاس لے جاؤں گا“

وہ کہنے لگا: ”میں محتاج ہوں، عیالدار اور سخت تکلیف میں ہوں۔“ چنانچہ میں نے اسے چھوڑ دیا، جب صبح ہوئی تو آپ ﷺ نے مجھ سے پوچھا: ”ابو ہریرہ! آج رات تمہارے قیدی نے کیا کیا تھا؟ میں نے کہا: ”اے اللہ کے رسول ﷺ! اس نے محتاجی اور عیال داری کی شکایت کی تھی، اس لیے اُس پر مجھے رحم آگیا اور میں نے اسے چھوڑ دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

”جو کئے رہنا! وہ جھوٹا ہے، وہ دوبارہ تمہارے پاس آئے گا۔“ چنانچہ اگلی رات وہ پھر آیا اور غلہ اٹھانے لگا۔ میں نے اسے پکڑ لیا اور کہا: ”آج تو میں ضرور تمہیں رسول اللہ ﷺ کے پاس لے جاؤں گا۔“ وہ کہنے لگا: ”مجھے چھوڑ دو! میں محتاج ہوں اور عیالدار ہوں، آئندہ نہیں آؤں گا۔“ مجھے پھر رحم آگیا اور میں نے اسے چھوڑ دیا۔ صبح ہوئی تو آپ ﷺ نے مجھ سے پوچھا: ”ابو ہریرہ! تمہارے قیدی نے کیا کیا؟ میں نے کہا: ”اے اللہ کے رسول ﷺ! اس نے سخت محتاجی اور عیال داری کی شکایت کی تھی، مجھے رحم آگیا اور میں نے اسے چھوڑ دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”ہو شیار رہنا! وہ جھوٹا ہے اور وہ پھر آئے گا۔“ چنانچہ تیسری بار میں تاک میں رہا۔ وہ آیا اور غلہ سیٹھنے لگا۔ میں نے کہا: ”اب تو میں تمہیں ضرور رسول اللہ ﷺ کے پاس لے جاؤں گا اور اب یہ تیسری بار ہے۔ ہر بار یہی کہتا رہا کہ پھر نہ آؤں گا، مگر پھر آتا رہا۔ اس نے کہا: ”مجھے چھوڑ دو! میں تمہیں چند کلمات سکھاتا ہوں، جو تمہیں فائدہ دیں گے۔ میں نے کہا: ”وہ کیا کلمات ہیں؟“

وہ شخص کہنے لگا: ”جب تم سونے لگو تو آیۃ الکرسی پڑھ لیا کرو! اللہ کی طرف سے ایک فرشتہ تمہارا نگہبان ہوگا۔ اور صبح تک شیطان تمہارے پاس نہیں آئے گا۔“

چنانچہ میں نے اسے چھوڑ دیا، صبح ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے پوچھا:

”تمہارے قیدی نے آج رات کیا کیا؟ میں نے آپ ﷺ کو ساری بات بتادی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ﴿وَهُوَ

کذب ﴿ اس نے یہ بات سچی کہی، حالانکہ وہ کذاب ہے۔ پھر آپ ﷺ نے مجھ سے کہا: ابو ہریرہؓ! جانتے ہو تین راتوں سے تمہارے پاس کون آتا رہا ہے؟ میں نے کہا: نہیں۔ آپؐ نے فرمایا: ﴿ ذَاكَ شَيْطَانٌ ﴾ ”وہ شیطان تھا۔“

(صحيح بخاری: كتاب الوكالة، باب اذا وكل رجلا فترك الوكيل شيئا، حديث: 2187)

سورت کا کتابی ربط

پہلی سورت سورۃ الفاتحہ میں مذکور ﴿ مَغْضُوبٌ ﴾ قوم یہود کے خلاف فرد جرم کا ذکر یہاں اس سورۃ البقرہ میں ہے۔ اگلی سورت، آل عمران میں نصاریٰ ﴿ الضَّالِّينَ ﴾ کے خلاف فرد جرم ہے۔ پہلی سورت میں ﴿ اهْدِنَا ﴾ کے الفاظ کے ذریعے ہدایت کی درخواست کی گئی تھی۔ اس کے جواب میں پورا قرآن رکھ دیا گیا، جو متقین کے لیے ہدایت ہے۔ ﴿ ذَلِكَ الْكِتَابُ لَا رَيْبَ فِيهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِينَ ﴾

اہم کلیدی الفاظ اور مضامین

1- سورۃ البقرہ میں ﴿ہلسی﴾ کا لفظ دو (2) مرتبہ استعمال کیا گیا ہے۔ منفی اور مثبت دونوں طریقوں سے یہودیوں کو یہ بات سمجھائی گئی ہے کہ جنت اور دوزخ میں داخلے کا دارومدار، ایمان و کفر اور عمل صالح و عمل غیر صالح پر منحصر ہے۔ آیت 81 کا جواب، آیت 112 میں دیا گیا ہے۔

a- ﴿ہلسی مَن كَسَبَ سَيِّئَةً وَأَحَاطَتْ بِهِ خَطِيئَتُهُ فَأُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ﴾ (آیت: 81)

b- ﴿ہلسی مَن آمَنَ وَجْهَهُ لِلَّهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَلَهُ أَجْرُهُ عِندَ رَبِّهِ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ﴾ (آیت: 112)۔ یہ دراصل تمہیدی حصے کی آخری دو آیات (38 اور 39) کی تفصیل ہے۔

2- آیت نمبر 40 میں ﴿أَوْفُوا بِعَهْدِي أُوفِ بِعَهْدِكُمْ﴾ ”میرا عہد پورا کرو، (تب) میں بھی اپنا عہد پورا کروں گا“ کے الفاظ سے بنی اسرائیل کے ساتھ ایک مشروط وعدہ کیا گیا تھا۔ انہوں نے بے وفائی کی۔ انہیں معزول کر دیا گیا۔ آیت نمبر 152 میں امت مسلمہ سے بھی ایک مشروط وعدہ کیا گیا ﴿فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ﴾ ”لہذا تم مجھے یاد رکھو، (تب) میں بھی تمہیں یاد رکھوں گا“

3- آیت نمبر 47 اور آیت: 122 ایک ہی ہیں۔ یہ آیت دو بار آئی ہیں۔ ان دو مقامات کے درمیان بنی اسرائیل کے خلاف فرد جرم ہے۔

﴿يَا بَنِي إِسْرَآءِيلَ اذْكُرُوا بِعَهْدِي اَلَّذِي اٰتَيْتُكُمْ وَارْتُوا بِعَهْدِي اَلَّذِي اٰتَيْتُكُمْ عَلَى الْعُلَمِينَ﴾

بنی اسرائیل کی نافرمانیوں کے سبب، انہیں معزول کر کے ان کے سر سے ﴿فَضَّلْتُكُمْ عَلَى الْعَالَمِينَ﴾ کا تاج اُتار لیا گیا۔

سورة البقرة کا نظم جلی

- 1- سورة البقرة کا نظم چار (4) بڑے حصوں پر مشتمل ہے۔ ہر حصے کے ذیلی پیرا گراف ہیں اور اُن کا اپنا ذیلی نظم ہے۔
- 2- ابتدائی انتالیس (39) آیات تمہیدی ہیں۔
- 3- دوسرا حصہ (آیات 40 تا 142) بنی اسرائیل کے خلاف فرد جرم ہے اور اس میں اُن اسباب کی نشاندہی ہے، جن کی وجہ سے انہیں امامت کے منصب سے معزول کیا گیا۔
- 4- تیسرے حصے (آیات 143 تا 283) میں، اُمّتِ مسلمہ کو امام اور ﴿اُمّةٌ وَسَطٌ﴾ بنا کر آخری شریعت کے احکام دیے گئے ہیں۔
- 5- آخری تین آیات پر مشتمل حصے کی حیثیت اختتامیہ کی ہے، جس میں چند اہم اصول بیان کیے گئے ہیں، جن سے امتِ مسلمہ کافروں پر غلبہ پاسکتی ہے۔

پہلا حصہ	دوسرا حصہ	تیسرا حصہ	چوتھا حصہ
آیات 1 تا 39	آیات 40 تا 142	آیات 143 تا 283	آیات 284 تا 286
تمہید	بنی اسرائیل کے خلاف فرد جرم اور امامت کے منصب سے بنی اسرائیل کی معزولی	امامت کے منصب پر اُمّتِ مسلمہ کا تقرر	اختتامیہ

سورة البقرة کا مرکزی مضمون

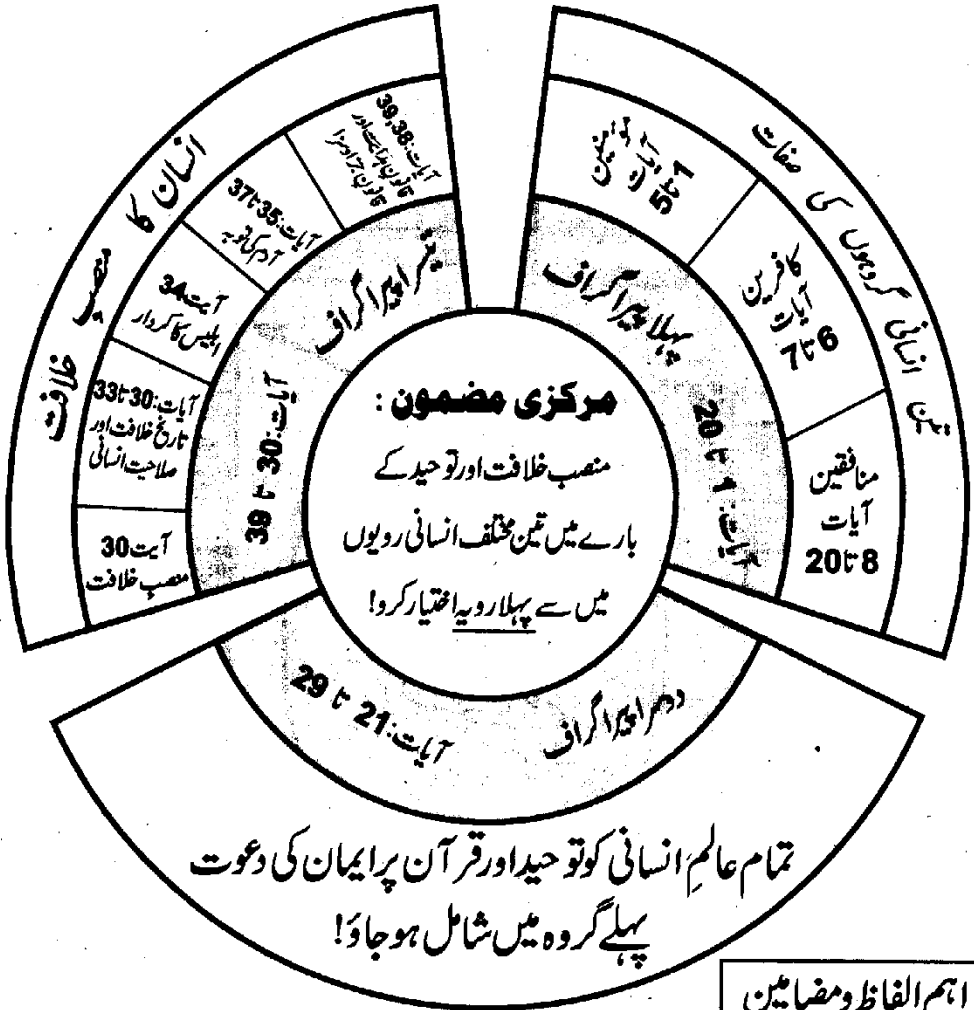
سورة البقرة کا مرکزی مضمون امامت کی تبدیلی ہے۔ بنی اسرائیل کی امامت، حضرت یعقوبؑ اور حضرت یوسفؑ کے دور یعنی 1,900 ق م سے لے کر، محمد ﷺ کی بعثت یعنی 610ء تک قائم رہی۔ ان کی امامت کا یہ دور، ڈھائی ہزار سال پر محیط ہے۔ بنی اسرائیل کے غیر معتدل اور غیر متوازن رویوں کے سبب، رسول اللہ ﷺ کی بعثت کے بعد انہیں امامت کے منصب سے معزول کیا گیا اور اُمّتِ مسلمہ کو ﴿شَهِدَاتٌ عَلَى النَّاسِ﴾ کی ذمہ داری سونپ کر، انہیں ﴿اُمّةٌ وَسَطٌ﴾ ”معتدل اور متوازن قوم“ کے خطاب سے نوازا گیا اور قیامت تک امامت کی فضیلت عطا کی گئی۔

تنظیم جلی

ترتیبی نقشہ ربط

سُورَةُ الْبَقَرَةِ کا پہلا تمہیدی حصہ

(آیات 1 تا 39) پیراگراف : 3



- 1- مصب خلافت کا لازمی تقاضا ہے کہ آدمی خیر و شر کے اختیار میں سے ، صرف خیر کو اپنالے۔
- 2- کفر و نفاق سے بچ کر ، سچا مومن صالح بن جائے اور اللہ کے نائب اور خلیفہ کے حیثیت سے ، اُس کے احکامات پر حسن نیت کے ساتھ عمل کرے۔

FLOW CHART

ترتیبی نقشہ ربط

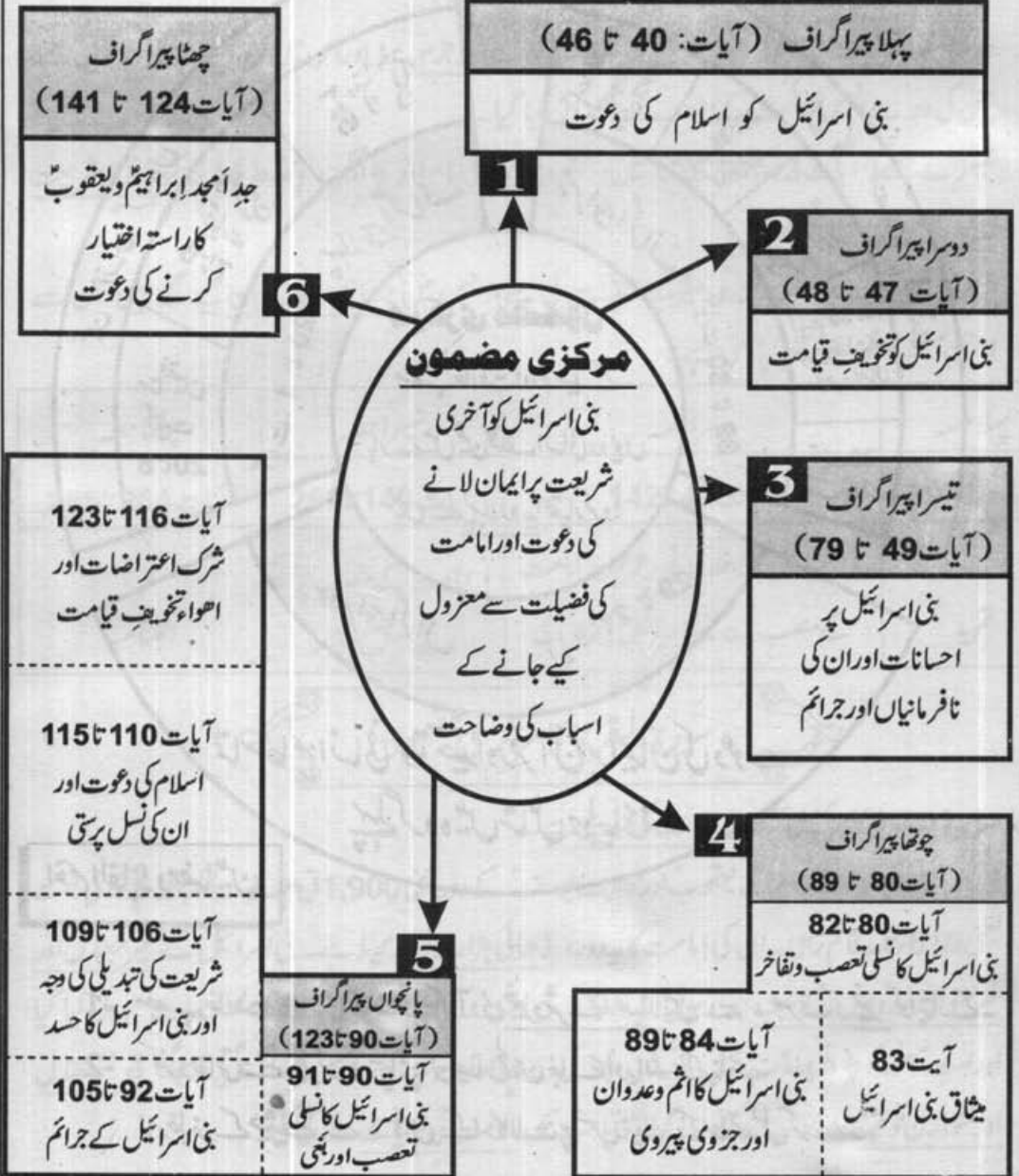
MACRO-STRUCTURE

نظم جلی

سُورَةُ الْبَقَرَةِ کا دوسرا حصہ

بنی اسرائیل کی معزولی کے اسباب

(آیات 40 تا 141) پیرا گراف : 6



FLOW CHART

MACRO-STRUCTURE

ترتیبی نقشہ رُبط

نظم جلی

بارہواں پیرا گراف (آیات 275 تا 283)

معاملات کے احکام

آیت 283	آیت 282	آیات 275 تا 281
رقن	قرض	سود

سُورَةُ الْبَقَرَةِ کا تیسرا حصہ

آخری شریعت کے احکام

(آیات 141 تا 283) پیرا گراف : (12)

گیارہواں پیرا گراف
(آیات 243 تا 274)

جہاد و اتفاق کے احکام

آیت 254	آیت 243
اتفاق	جہاد
آیات 255 تا 259	آیات 244, 245
جہاد کی دو قسمیں	اتفاق -
آیت 260	آیات 246 تا 250
دلائل آخرت	بنی اسرائیل کا جہاد
آیات 261 تا 274	آیات 251 تا 253
اتفاق	مقصود جہاد

آیت 143	آیات	آیت 150	آیت 151	آیت 152
اُمتِ وسط کا	150 تا 144	اٹل کتاب	مقصود	مشروط
فریضہ شہادت	تحویل قبلہ	سے بخاروا	رسالت	دعوت
حق ہے				

شہادت علی الناس کا فریضہ ادا کرو!
پہلا پیرا گراف (آیات 141 تا 152)

آیات	دوسرا پیرا گراف
157 تا 153	(آیات 153 تا 158)
نماز، صبر، جہاد	
آیت 158	اور حج و عمرہ
حج و عمرہ	کے احکام

آیات 159 تا 162	تیسرا پیرا گراف
آیت 163	آیات
توحید اور ہیبت	159 تا 167
آیت 164	عقیدہ
توحید و ہیبت	توحید
آیات	
167 تا 165	
توحید و شرک	

آیات 168 تا 172	چوتھا پیرا گراف
آیت 173	آیات
رزق حلال	176 تا 168
رزق حرام	آیات
176 تا 174	رزق حلال و حرام
آیات	کے احکام
کتمان احکام	

پانچواں پیرا گراف
آیت 177
احکام کی روح

مرکزی مضمون:

اسلام میں مکمل طور پر داخل ہو کر
آخری رسولؐ کی آخری شریعت
کے احکام پر عمل کرتے ہوئے
اُمتِ وسط کے حقیقی مصداق بن کر
شہادت علی الناس کا فریضہ ادا کرو!

آٹھواں پیرا گراف

(آیات 208 تا 213)

ادخلو فی السلم كافة

آیت 213	آیات
بنی اسرائیل	212 تا 208
کا اخلاق یعنی	مکمل اسلام
	کا مطالبہ

چھٹا پیرا گراف (آیات 178 تا 189) احکام

آیت 179, 178	آیات	آیات	آیت 188	آیت 189
قصص	وہیت	182 تا 180	روث	قری کیلئے
	روزے	187 تا 183		

ساتواں پیرا گراف (آیات 190 تا 207)

جہاد و اتفاق و حج کے احکام

آیت 194 تا 190	آیت 195	آیات	آیات
لال جہاد	اتفاق	203 تا 196	207 تا 204
		حج و عمرہ	طاہرات

نواں پیرا گراف

(آیات 215 تا 218)

اتفاق و جہاد کے احکام

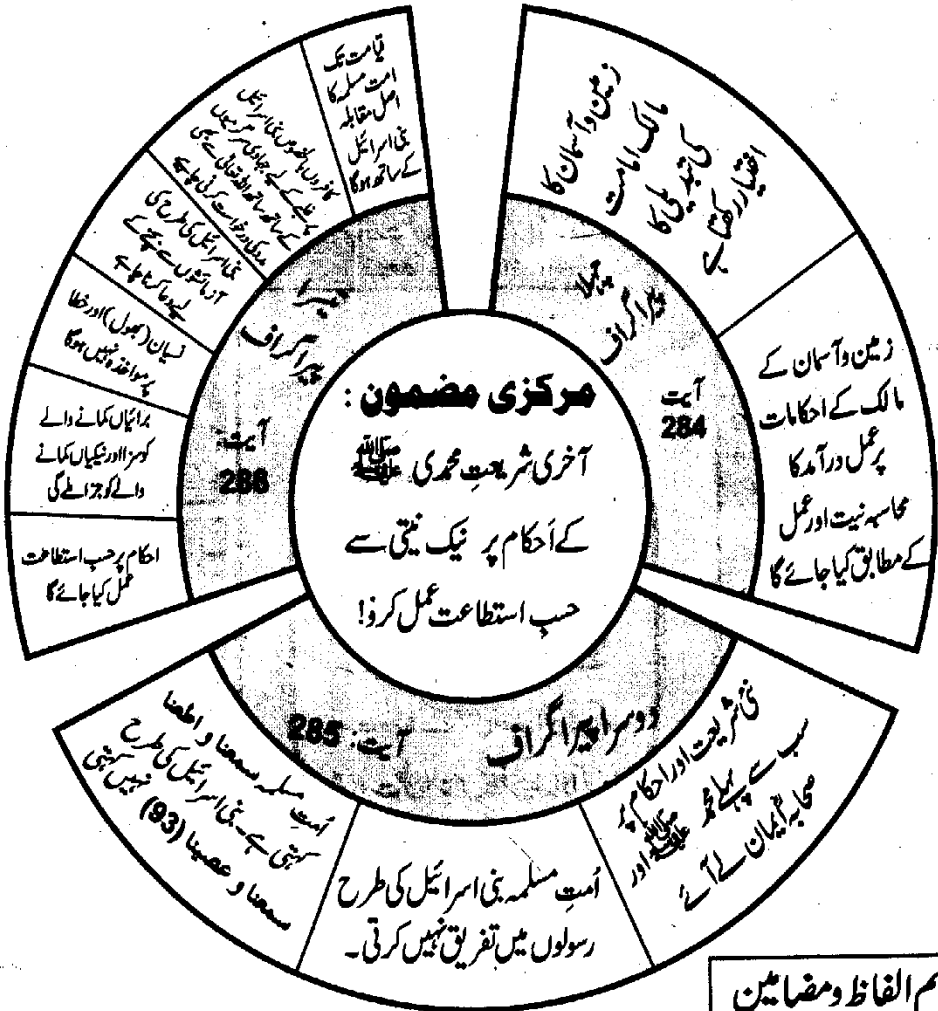
آیت 215	آیات
اتفاق	218 تا 216
	جہاد

ترتیبی نقشہ ربط

تنظیم جلی

سُورَةُ الْبَقَرَةِ کَچُوتھا اختتامی حصہ

(آیات 284 تا 286) پیرا گراف : 3



- 1- آیت نمبر 93 کا جواب ، آیت 285 میں دیا گیا ہے۔
2- ﴿ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ ﴾ سے بالخصوص بنی اسرائیل مقصود ہیں۔

سورة البقرة کے تمہیدی حصے کا نظم جلی (آیات: 1 تا 39)

سورۃ البقرۃ کے پہلے تمہیدی حصے کا نظم جلی، چھ (6) پیر گرانوں پر مشتمل ہے۔

سب سے پہلے انسانوں کی تین (3) قسمیں بیان کی گئیں ہیں، مؤمنین، کافرین اور منافقین۔ پہلا گروہ جنتی اور دیگر دو (2) گروہ دوزخی ہوں گے۔

1- پہلے پیر اگر ان (آیات: 1 تا 5) میں، ﴿مؤمنین﴾ کی پانچ (5) صفات بیان کی گئی ہیں۔ ایمان بالغیب، نماز، انفاق، قرآن اور سابقہ کتب اور آخرت پر ایمان۔

2- دوسرے پیر اگر ان (آیات: 6 تا 7) میں، ﴿کافرین﴾ کی صفات بیان کی گئیں ہیں۔ وہ ضدی ہیں۔ اُن پر تبلیغ کرنا اور نہ کرنا برابر ہے۔ دعوت کا انکار کرنے والوں پر مہر لگادی جاتی ہے۔

3- تیسرے پیر اگر ان (آیات: 8 تا 20) میں، ﴿منافقین﴾ کی صفات بیان کی گئیں اور دو تمثیلات سے اس کی وضاحت کی گئی۔

4- چوتھے پیر اگر ان (آیات: 21 تا 29) میں، دعوتِ توحید ہے۔ تمام دنیا کے انسانوں کو ﴿اعْبُدُوا﴾ کے الفاظ سے، اپنے ﴿خالق﴾ اور اپنے ﴿رب﴾ کی عبادت کی دعوت دی گئی ہے، تاکہ وہ انسانوں کے پہلے گروہ میں شامل ہو سکیں۔

﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ﴾

5- پانچویں پیر اگر ان (آیات: 30 تا 37) میں، آدمؑ کی خلافت اور اُس کا استحقاق ثابت کیا گیا ہے۔ آدمؑ نے اپنا سبق یاد رکھا اور تمام نام بتا دیئے۔ آدمؑ اور ابنِ آدمؑ کی کشمکش، قیامت تک متکبر و مغرور شیطان ﴿ابلیس﴾ سے جاری رہے گی، ابلیس جنات میں سے ہے۔

حضرت آدمؑ اور حضرت حواؑ نے غلطی مان کر توبہ کر لی، لیکن ﴿ابلیس﴾ نے اپنی غلطی تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔

6- چھٹے پیر اگر ان (آیات: 38 تا 39) میں، واضح کیا گیا کہ قیامت تک (رسولوں کے ذریعے) ہدایت کا انتظام کر دیا گیا ہے۔ جو شخص بھی ہدایت کی پیروی کرے گا، (وہ جنتی ہے) اُس کو خوف و حزن لاحق نہیں ہوگا۔ جو شخص بھی اسلام کی دعوت کا انکار کرے گا، وہ دوزخی ہوگا۔ ﴿فَمَنْ بَعَثَ هَذَايَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ﴾ اس تمہیدی حصے میں یہودیوں کو یہ اصول بتایا گیا کہ جنت میں داخلہ نسب کی بنیاد پر نہیں ہوگا، بلکہ ہدایت کی پیروی کی بنیاد پر ہوگا۔

سُورَةُ الْبَقَرَةِ کے تمہیدی حصے کا مرکزی مضمون

توحید اور منصب خلافت کے سلسلے میں، تین (3) مختلف گروہ ﴿مُؤْمِنِينَ﴾، ﴿مُتَّالِفِينَ﴾ اور ﴿كَافِرِينَ﴾ کے ہیں۔

انسان کو چاہیے کہ وہ منصب خلافت کو سمجھ کر، ابلیس کے شر سے بچتے ہوئے، توحید اختیار کر کے، مؤمنین کے گروہ میں شامل ہو جائے اور جنت حاصل کرے۔



سورة البقرة کے دوسرے حصے کا نظم جلی (آیات: 40 تا 142)

سورة البقرة کا دوسرا حصہ بھی چھ (6) پیرا گرافوں پر مشتمل ہے۔

1- پہلے پیرا گراف (آیات 40 تا 46) میں، بنی اسرائیل (بالخصوص یہودیوں) کو اسلام کی دعوت دی گئی ہے۔ ﴿وَأَمِنُوا بِمَا آتَيْنَاكُمْ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ﴾ دوسروں کو تبلیغ کرنے سے پہلے اپنی ذات پر غور کرنے کا مطالبہ کیا گیا (آیت: 44)

2- ملاقات رب پر یقین کے ساتھ جہاد ﴿الصبر﴾ اور نماز ﴿الصلوة﴾ سے مدد لینے کا حکم دیا گیا (آیت: 45) دوسرے پیرا گراف (آیات 47 تا 48) میں، بنی اسرائیل کو قیامت کے عذاب سے ڈرایا گیا ہے، اُس دن کوئی کام نہ آئے گا۔

3- تیسرے پیرا گراف (آیات 49 تا 79) میں، بنی اسرائیل پر اللہ کے 'احسانات' کا تذکرہ کیا گیا اور پھر انہیں ان کی 'نافرمانیوں اور جہالت' سے آگاہ کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرعون کے مظالم سے نجات دی۔ تورات سے نوازا۔ من و سلویٰ نازل کیا۔ بادلوں کا سایہ کیا۔ بارہ چشمے جاری کیے وغیرہ۔ لیکن بنی اسرائیل نے پھڑے کی پوجا شروع کر دی۔ اللہ کو دیکھنے کا مطالبہ کیا۔ آیات الہی کا انکار کیا، انبیاء کو قتل کیا، سبت کے قانون کی خلاف ورزی کی۔ گائے کو ذبح کرنے میں لیت و لعل سے کام لیا۔ تحریف آیات سے کام لیا، دنیاوی فائدوں کے لیے آیات گھڑ کر اللہ سے منسوب کیں وغیرہ۔

4- چوتھے پیرا گراف (آیات 80 تا 89) میں، بنی اسرائیل کو ان کے نسلی تعصب اور تفاخر پر ملامت کی گئی۔ وہ سمجھتے ہیں کہ وہ دوزخ میں صرف چند دن ہی کے لیے جائیں گے۔ جنت ان کا نسلی استحقاق ہے۔ ﴿لَنْ

لَمَسْنَا النَّارَ إِلَّا أَيَّامًا مَعْدُودَةً ﴿۱۰﴾

آیت 83 میں، دس (10) نکاتی بیٹاق بنی اسرائیل ﴿وَإِذْ أَخَذْنَا مِيثَاقَ بَنِي إِسْرَءِيلَ﴾ کا ذکر ہوا۔ جن کی دفعات یہ تھیں۔ توحید، والدین، اقرباء، یتامیٰ اور مساکین سے حسن سلوک، حسن کلام، اقامت نماز، ایتائے زکوٰۃ، قتل نفس سے اجتناب اور جلا وطنی کی ممانعت کی گئی۔

آیات 84 تا 89 میں، بنی اسرائیل کے ﴿الْأَسْمِ وَعُدْوَانٍ﴾ کا ذکر کیا گیا۔ وہ اللہ کے حقوق بھی پورے نہیں کرتے اور بندوں کے حقوق بھی۔ وہ لوگوں کو پہلے جلا وطن کرتے، پھر فریاد لے کر دوبارہ شہریت عطا کرتے۔ بنی اسرائیل کی جزوی پیروی (Partial Submission) ﴿أَلْقَوْا مُنُونٌ بِبَعْضِ الْكِتَابِ وَتَكْفُرُونَ بِبَعْضٍ﴾ کی سزا بتائی گئی کہ اس جرم کے مرتکب افراد کو دنیا میں رسوائی اور آخرت میں آگ کی سزا دی جائے گی۔

5- پانچویں پیرا گراف (آیات 90 تا 123) میں، بنی اسرائیل کے نسلی تعصب اور ﴿بَغْيٍ﴾ کا ذکر کیا گیا، جس کے سبب وہ قرآن کا انکار کر رہے ہیں۔

بنی اسرائیل کے کفر کی وجہ ﴿بَغْيٍ﴾ اور اُن کا نسلی تعصب ہے۔ ﴿أَنْ يَكْفُرُوا بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ بَغْيًا﴾ وہ لوگوں پر دست درازی کر کے ان کا استحصال کرنا چاہتے تھے۔ (آیت: 90)

وہ کہتے تھے کہ ہم اپنے خاندان کے رسولوں پر نازل کردہ وحی پر ایمان لائیں گے اور خاندان سے باہر یعنی بنی اسلعل کے نبی (محمد ﷺ) پر نازل کردہ وحی پر ایمان نہیں لائیں گے۔ ﴿نُؤْمِنُ بِمَا أُنْزِلَ عَلَيْنَا وَنَكْفُرُونَ بِمَا وَرَاءَهُ﴾ (آیت: 91)

آیات: 92 تا 105 میں، بنی اسرائیل کے جرائم گنوائے گئے۔ پچھڑے کو خدا بنا لیا۔ عہد کرنے کے بعد ﴿مَسْمَعًا وَعَصَيْنَا﴾ کہا۔ دنیاوی زندگی کے حریص ہیں۔ ﴿أَخْرَصَ النَّاسَ عَلَى حَيَوةٍ﴾۔ حضرت جبریل سے دشمنی کر لی۔ عہد و بیٹاق کرنے کے بعد اُسے اٹھا کر پھینک دیا۔ ہاروت و ماروت سے جادو سیکھ کر خاندانی نظام کو تباہ کیا وغیرہ۔

آیات: 106 تا 109 میں، بنی اسرائیل کے ﴿حَسَدٍ﴾ کا پل کھولا گیا ﴿حَسَدًا مِّنْ عِنْدِ أَنْفُسِهِمْ﴾۔ حسد کی وجہ سے وہ مسلمانوں کو ایمان لانے کے بعد دوبارہ کافر دیکھنا چاہتے ہیں۔

آیات: 110 تا 115 میں، بنی اسرائیل کی نسل پرستی اور خوش فہمیوں کا ذکر کیا گیا کہ وہ صرف یہودیوں اور عیسائیوں ہی کو جنتی سمجھتے ہیں، جب کہ ہر شخص جنت میں داخل ہو سکتا ہے، بشرط یہ کہ وہ ایمان لا کر عمل صالح کرے۔ ﴿لَنْ يَدْخُلَ الْجَنَّةَ إِلَّا مَنْ كَانَ هُودًا أَوْ نَصْرًا﴾

آیات: 116 تا 123 میں، صاف صاف بتایا گیا کہ اللہ کی کوئی اولاد نہیں ہے۔ وہ کن فیکو فی اختیارات کا مالک ہے۔ مسلمانوں کو خبردار کیا گیا کہ یہودی اور عیسائی مسلمانوں سے ہرگز راضی نہیں ہوں گے، جب تک کہ یہ ان کی پیروی نہ کریں۔ آخر میں یہود و نصاریٰ کو قیامت کے عذاب سے ڈرایا گیا۔

آیت: 122 میں، آیت 47 کا اعادہ کر کے قیامت کے عذاب سے ڈرایا گیا۔

6- چھٹے اور آخری پیرا گراف (آیات 124 تا 141) میں، بنی اسرائیل کو اپنے جدا مجد حضرت ابراہیمؑ اور آباء کا راستہ اختیار کرنے کی دعوت دی گئی۔

انہیں بتایا گیا کہ خود حضرت ابراہیمؑ کو سب کا امام بنایا گیا تھا ﴿إِنِّي جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ إِمَامًا﴾ لیکن ان سے بھی صاف صاف کہہ دیا گیا تھا ﴿لَا يَسْنَأُ عَهْدِي الظَّالِمِينَ﴾ کہ یہ امامت، ایمان اور عمل سے مشروط ہے، آپ کی نسل کے ﴿ظالمین﴾ اور مشرکین پر اس کا اطلاق نہیں ہوگا۔ (آیت: 124)

حضرت یعقوبؑ نے بھی مرنے سے پہلے اپنے تمام بیٹوں سے ایک خدا کی پرستش کا عہد لیا تھا۔ (آیت: 133) محمد ﷺ کے بارے میں بتایا گیا کہ آپؐ کی بعثت دعائے ابراہیمی ہی کی قبولیت کا نتیجہ ہے۔ اہل کتاب کو دین ابراہیمی کا اتباع کرنے کا حکم دیا گیا۔ ﴿بَلْ مَثَلٌ إِنْهَارِهِمْ حَنِيفًا﴾ (آیت: 135)

اہل کتاب کو رسولوں میں تفریق نہ کرنے اور بنی اسماعیل میں اٹھائے جانے والے آخری رسول محمد ﷺ پر ایمان لانے کی دعوت دی گئی۔ (آیت: 136)

یہودیت اور عیسائیت کو چھوڑ کر اللہ کا رنگ ﴿صِبْغَةَ اللَّهِ وَمَنْ أَحْسَنُ مِنَ اللَّهِ صِبْغَةً﴾ اختیار کرنے کی ہدایت کی گئی۔ (آیت: 138)

سورة البقرة کے دوسرے حصے کا مرکزی مضمون

بنی اسرائیل کو، آخری رسول محمد ﷺ کی آخری شریعت پر ایمان لانے کی دعوت دی گئی اور انہیں امامت کی فضیلت کے منصب سے معزولی کے اسباب تفصیلی طور پر بتائے گئے۔



سورة البقرة کے تیسرے حصے کا نظم جلی (آیات: 143-283)

سورة البقرة کا تیسرا حصہ بھی بارہ (12) پیر گرافوں پر مشتمل ہے۔ اس حصے میں نئی امت مسلمہ کو آخری شریعت کے احکام دیئے گئے ہیں۔

تیسرے حصے کے نظم کی خصوصیت:

تیسرے حصے میں مختلف قسم کے احکامات کے درمیان ﴿انفاق﴾ اور ﴿جهاد﴾ کا حکم دیا گیا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ احکام کے مکمل نفاذ کے لیے اسلامی حکومت کا قیام ضروری ہے، جس کے لیے مال کا جہاد یعنی ﴿انفاق﴾ اور جان کا جہاد یعنی ﴿قتال﴾ ضروری ہے۔

1۔ پہلے پیرا گراف (آیات 142-152) میں، ﴿شهادت علی الناس﴾ کے منصب پر

﴿أُمِّ وَ سَطِّ﴾ کے تعین کا ذکر ہے۔

بنی اسرائیل کو امامت سے معزول کر دیا گیا۔ خانہ کعبہ کی طرف رخ کر کے نماز پڑھنے کی ہدایت کی گئی۔
www.KitaboSunnat.com (آیت: 144)

تحويل قبلہ: تحويل قبلہ کا حکم 2ھ میں دیا گیا۔ اس سے پہلے سولہ (16) ماہ تک بیت المقدس کی طرف رخ کر کے نماز پڑھی جاتی رہی۔

تحويل قبلہ کے حکم کے رد مطلب تھے۔

(a) امامت بنی اسرائیل سے بنی اسماعیل کی طرف منتقل کر دی گئی ہے۔

(b) اپنے قبلہ یعنی خانہ کعبہ کو بتوں سے پاک کرنا ہے۔ مسلمانوں نے یہ ہدف چھ سال بعد (رمضان 8ھ میں) حاصل کیا۔

تحويل قبلہ کے معاملے میں یہودیوں سے نہ ڈرنے کی ہدایت کی گئی ﴿فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِي﴾ (آیت: 150)

آخری امت سے مشروط وعدہ کیا گیا کہ اگر وہ اللہ کو یاد رکھیں گے، تو اللہ بھی انہیں یاد رکھے گا ﴿فَاذْكُرُونِي اَذْكُرْكُمْ﴾ (آیت: 152)

جہاد ﴿صبر﴾ اور نماز سے کام لینے کی ہدایت کرتے ہوئے بشارت دی گئی کہ صابرین اور مجاہدین کے ساتھ اللہ کی مدد ہوگی۔ (آیت: 153)

یہاں ﴿صَابِرِينَ﴾ سے مراد میدان جنگ میں ثابت قدمی دکھانے والے ﴿مُجَاهِدِينَ﴾ ہیں۔ اس پیرا گراف میں جہاد کی تمہید ہے۔ (آیات: 153-157)

2- دوسرے پیرا گراف (آیات: 153 تا 158) میں، حج اور عمرے کے احکام بیان کیے گئے۔ جہاد اور حج میں کئی پہلوؤں سے مماثلت پائی جاتی ہے۔

3- تیسرے پیرا گراف (آیات: 159 تا 167) میں عقیدہ توحید پر زور دیا گیا، جس کے بغیر احکام پر صحیح عمل درآمد نہیں ہو سکتا۔ توحید ربوبیت کے دلائل فراہم کئے گئے ہیں اور شرک کا ابطال کیا گیا ہے۔

4- چوتھے پیرا گراف (آیات: 168 تا 176) میں حلال و حرام کے احکام بیان کیے گئے۔

زمین کی تمام پاک چیزوں کو حلال کیا گیا۔ حلال و حرام کے معاملے میں ﴿مَا آفَيْنَا عَلَيْهِ آثَاءً﴾ کے بجائے ﴿مَا أَنْزَلَ اللَّهُ﴾ کی پیروی کا حکم دیا گیا۔ چار چیزیں مردار، خون، سور کا گوشت، اور غیر اللہ کے نام کا ذبیحہ حرام ٹھہرایا گیا۔ حالت اضطرار میں چھوٹ دی گئی۔ ﴿مَا أَنْزَلَ اللَّهُ﴾ کے چھپانے ﴿يَكْمَنُ﴾ کی سزا دوزخ کی آگ ہوگی۔

5- پانچویں پیرا گراف (آیت: 177) میں احکام کی روح بیان کی گئی۔ اس آیت کو ﴿آيَةُ الْبَرِّ﴾ کہتے ہیں۔

سچے اور متقی لوگ وہی ہیں، جو مشرق و مغرب کی طرف رخ کرنے کو زیادہ اہمیت دینے کے بجائے، ایمان لا کر اللہ کے حقوق اور بندوں کے حقوق ادا کرتے ہیں۔ نماز و زکوٰۃ کے علاوہ عہد کو پورا کرتے ہیں اور جنگ میں ثابت قدمی کا مظاہرہ کرتے ہیں۔

6- چھٹے پیرا گراف (آیات: 178 تا 189) میں، قصاص، وصیت، صوم، رشوت وغیرہ کے احکام بیان کیے گئے۔

(a) قصاص کو فرض کیا گیا۔ مقتول کے ورثاء راضی ہو جائیں تو فدیہ دیا جاسکتا ہے۔

قانون قصاص کو زندگی کہا گیا۔ ﴿وَلَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيٰوةٌ﴾ (آیت: 178، 179)

(b) رمضان کے روزے فرض کئے گئے۔ مسافروں اور بیماروں کو قضاء روزوں کی سہولت عطا کی

گئی۔ (آیت: 183، 184)

(c) حاکموں کو رشوت دے کر باطل طریقے سے مال کھانے کی ممانعت کی گئی۔ (آیت: 188)

7- ساتویں پیرا گراف (آیات: 190 تا 207) میں جہاد، انفاق اور حج کے احکام بیان کیے گئے۔

(یہاں جہاد کا مضمون دوسری مرتبہ آیا ہے۔) حج کے مہینوں کا تعین چاند سے ہوگا۔

پھر جہاد و قتال کا حکم دیا گیا۔ جہاد و قتال کا مقصد قتل کا خاتمہ ہے ﴿وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّى لَا تَكُونَ فِتْنَةً﴾ (آیت: 193)

﴿انفاق﴾ میں احسان کا حکم دیا گیا۔ عدم انفاق کا انجام اجتماعی خودکشی ہے اور انفاق پر محبت الہی کی ضمانت دی گئی (آیت: 195)

حج کے احکام بتائے گئے اور زوارہ ساتھ لے جانے کا حکم دیا گیا۔ (آیات: 196 تا 203)

حج کے بعد ﴿طاغوت﴾ کا ذکر ہوا۔ ﴿طاغوت﴾ وہ سرکش قوت ہے، جس سے ﴿جہاد﴾ کرنا ضروری ہو جاتا ہے۔

اس کی باتیں بھلی معلوم ہوتی ہیں، لیکن یہ فسادِ نسلوں کو تباہ کر دیتا ہے اور ہری بھری کھیتیاں اجاڑ دیتا ہے۔ یہ جہنمی ہوگا۔ اس کے خلاف لڑنے والے نیک لوگ ﴿مَرْضَاتِ اللّٰهِ﴾ یعنی اللہ کی خوشنودی کے طلبگار ہوتے ہیں۔ (آیات: 204 تا 207)

8- آٹھویں پیرا گراف (آیات: 208 تا 213) میں کامل اسلام کا مطالبہ کیا گیا۔

مسلمانو! پورے کے پورے اسلام میں داخل ہو جاؤ ﴿ادْخُلُوا فِي السِّلْمِ كَآفَّةً﴾ (آیت: 208) شیطان کے راستے پر نہ چلو۔

مسلمانوں کو، بنی اسرائیل کی طرح ﴿بغی﴾ یعنی زیادتی سے بچنے کا حکم دیا گیا۔ (آیت: 213)

9- نویں پیرا گراف (آیات: 214 تا 218) میں انفاق و جہاد کے احکام بیان کیے گئے۔

(یہاں جہاد کا مضمون تیسری مرتبہ بیان ہوا ہے)

﴿جہاد﴾ میں شرکت اور آزمائشوں کے بغیر، جنت میں داخلے کو آسان نہیں سمجھنا چاہیے۔

﴿انفاق﴾ کی ترغیب اور ناگوار چیزوں میں بھی موجود خیر کی وضاحت کر دی گئی۔

ایمان لا کر ہجرت اور جہاد کرنے والے، اللہ کی رحمت کے امیدوار ہوتے ہیں۔ (آیت: 218)

10- دسویں پیرا گراف (آیت: 219 تا 242) میں شراب، یتامی، نکاح، حیض، قسم، ایلاء، طلاق،

رضاعت، عدت، مہر وغیرہ کے معاشرتی احکام بیان کیے گئے۔

(a) شراب اور جوئے میں فائدے کم اور نقصانات زیادہ ہیں (219) شراب کے بارے میں یہ پہلا تذکرہ ہے۔

پھر سورۃ نساء کی آیت: 143 اور حتمی طور پر حرمت شراب کے لیے الماندہ کی آیت: 90 نازل ہوئی۔

(b) بتائی کے اموال کے ساتھ شراکت کی اجازت دی گئی (آیت: 220)

(c) مشرک عورتوں سے نکاح کو حرام ٹھہرایا گیا (آیت: 221)

(d) حیض کی حالت میں بیویوں کے پاس جانے کی پابندی عائد کی گئی (آیت: 222)

(e) ﴿ہا سلاء﴾ کے سلسلے میں وضاحت کی گئی کہ جو لوگ اپنی بیویوں کو ہاتھ لگانے کی قسم کھالیں، ان کے لیے چار ماہ کی

مدت ہے۔ اسکے اندر انہیں رجوع کرنا چاہیے یا طلاق دے دینا چاہیے۔ معلق نہیں لگانا چاہیے (آیت: 226)

(f) طلاق کی عدت تین ﴿ثَلَاثَةَ قُرُوءٍ﴾ بیان کی گئی (آیت: 228)

(g) حمل چھپانے سے روکا گیا (آیت: 228)

(h) عورتوں کے حقوق مردوں کی طرح ہی ہیں، لیکن مردوں کا ایک درجہ بڑا ہے (آیت: 228)

(i) طلاق دومرتبہ ہے۔ دومرتبہ رجوع کیا جاسکتا ہے۔ (آیت: 229)

(j) تیسری طلاق کے بعد رجوع ممکن نہیں ہے (آیت: 230)

(k) خلع: بیوی شوہر کا دیا ہوا مہر واپس کر کے خلع کا مطالبہ کر سکتی ہے (آیت: 229)

(l) تیسری مرتبہ طلاق کے بعد، سابقہ بیوی صرف اُس صورت میں حلال ہو سکتی ہے، جب عورت کسی اور مرد سے شادی

کر لے اور وہ مر جائے یا اُسے طلاق دے دے (آیت: 230)

(m) بیویوں اور عورتوں سے حسن سلوک کی نصیحت کی گئی (آیات: 231، 232)

(n) رضاعت کے سلسلے میں بتایا گیا کہ اس کی زیادہ سے زیادہ مدت دو سال ہے۔

(o) باپ کے ذمے بچے کے اخراجات ہیں۔ (آیت: 233)

(p) بیوہ کی عدت چار ماہ دس دن ہے (آیت: 234) عدت میں نکاح اور پیغام نکاح کی ممانعت کر دی گئی

(آیت: 235)

(q) مہر: رخصتی سے پہلے طلاق دی جائے تو نصف مہر ادا کرنا ہوگا، لیکن دونوں فریق فیاضی اور احسان کا مظاہرہ کر سکتے ہیں

(آیات: 236، 237)

(r) مطلقہ عورتوں کو مہر اور متاع سے نوازا ضروری قرار دیا گیا (آیات: 241، 242)

11- گیارہویں پیرا گراف (آیات 243 تا 274) میں جہاد و اتفاق کے احکام بیان کیے گئے۔

(یہاں جہاد و اتفاق کا مضمون چوتھی مرتبہ بیان ہوا ہے۔)

اس گیارہویں ذیلی پیرا گراف (آیات 243 تا 274) کے نظم پر غور فرمائیے۔

آیت نمبر: 243 بنی اسرائیل کے جہاد سے متعلق ہے۔

آیت نمبر: 244 میں اسب مسلّمہ کو جہاد کا حکم دیا گیا۔

آیت نمبر: 245 میں، ﴿قرض حسنہ﴾ کے ذریعے جہاد کے لیے ﴿انفاق فی سبیل اللہ﴾ کا مطالبہ کیا گیا۔

آیات نمبر: 246 تا 250 میں، بنی اسرائیل کے جہاد کا ذکر ہے، جو حضرت ﴿طالوت﴾ کی قیادت میں کیا گیا اور ﴿جالوت﴾ کو شکست دی گئی۔

آیت نمبر: 251 تا 253 میں، مقصد جہاد کی وضاحت ہے۔ جہاد کے ذریعے اللہ تعالیٰ ایک ظالم قوم کو دفع کرتا ہے، ورنہ زمین فساد سے بھر جائے۔ جہاد کے ذریعے اللہ تعالیٰ کائنات پر فضل فرماتا ہے ﴿وَلَكِنَّ اللّٰهُ ذُو فَضْلٍ عَلَی الْعٰلَمِیْنَ﴾ (آیت: 251)

آیت نمبر: 254 میں، مسلمانوں کو ﴿انفاق فی سبیل اللہ﴾ کا حکم ہے۔ اس کے بعد 6 آیات پر مشتمل جملہ معترضہ ہے۔ (آیت 255 تا 260)۔ ﴿انفاق فی سبیل اللہ﴾ کا یہ مضمون آیت نمبر 261 سے دوبارہ شروع ہوتا ہے اور 14 آیات کے بعد آیت نمبر 274 پر ختم ہوتا ہے۔

جملہ معترضہ:

آیت نمبر: 255- آية الكرسي ہے۔ اس میں اللہ کی صفات کے ذریعے، اللہ کی ذات کا تعارف کرایا گیا ہے۔ آیت نمبر: 256 میں ﴿رُشْد﴾ اور ﴿عَتٰی﴾ کا فرق بیان کر کے، جہاد کی دو قسمیں بتائی گئیں ہیں۔ اللہ کے لیے جہاد اور طاغوت کے لیے جہاد۔ اللہ کے سہارے کو مضبوط سہارا کہا گیا ہے۔

آیت نمبر: 257 میں، آیت انکری کی صفات والے خدا ﴿اللہ﴾ کو مسلمانوں کا ولی اور ﴿طاغوت﴾ کو کافروں کا ﴿ولی﴾ بتایا گیا ہے۔

آیت نمبر: 258 میں، ﴿رُشْد﴾ کی مثال حضرت ابراہیم سے اور ﴿عَتٰی﴾ کی مثال نمرود سے دی گئی ہے، جو اپنے وقت کا ﴿طاغوت﴾ تھا اور جس نے زندگی اور موت کے اختیارات کا دعویٰ کیا تھا۔ نمرود منکر آخرت بھی تھا۔ حضرت ابراہیم نے آخرت کی پہلی عقلی دلیل دے کر نمرود کو ششدر کر دیا۔

آیت نمبر: 259 میں، دوسری دلیل آخرت فراہم کی گئی۔ ﴿طاغوت﴾ سے مقابلے کے لیے جہاد سے پہلے آخرت پر یقین کامل لازمی اور ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ایک شخص کو 100 سال کی موت کے بعد زندگی عطا کی۔

آیت نمبر: 260 میں، تیسری دلیل آخرت فراہم کی گئی۔ حضرت ابراہیم کو، چار پرندے لے کر مانوس کرنے اور پھر انہیں ذبح کر کے چار مختلف پہاڑوں پر رکھ کر آواز دینے کا حکم دیا گیا۔ پرندے زندہ ہو کر آ گئے۔

آیات نمبر: 261 تا 274 میں، ﴿إِنْفَاقٌ فِي سَبِيلِ اللَّهِ﴾ کا مضمون، دوبارہ بحال ہو گیا۔

انفاق کے آداب بیان کیے گئے۔ انفاق اللہ کے لیے ہو، احسان نہ جتایا جائے۔ تکلیف نہ پہنچائی جائے۔ چھانٹ چھانٹ کر گندمال نہ دیا جائے۔ چھپا کر دینا بہتر ہے۔ انفاق میں ریاء کاری نہ ہو۔ انفاق دل کی تثبیت کے ساتھ ہو۔ انفاق کے بعد سود کی حرمت کا ذکر ہوا، کیونکہ یہ فیاضی اور بخل پر مشتمل دو متضاد انسانی رویے ہیں۔

12- بارہویں پیرا گراف (آیات: 275 تا 283) میں سود، قرض اور رہن کے احکام بیان کیے گئے۔

تیسرے حصے کے بارہویں ذیلی پیرا گراف میں معاملات کے احکام ہیں۔

(a) آیات نمبر: 275 تا 281 میں سود کی حرمت کے احکام ہیں۔ اللہ نے سود کو حرام اور تجارت کو حلال کیا ہے۔ سود خوروں سے اعلان جنگ کیا گیا۔ سود خوروں کو دوزخی کہا گیا۔

(b) آیت نمبر: 282 میں قرض کے احکام ہیں۔ قرض کی دستاویز لکھ لی جائے اور گواہ بنا لیے جائیں۔ گواہ دو (2) مرد ہوں یا ایک مرد اور دو عورتیں۔ اس حکم کا مقصد سماجی اور معاشی عدل کا قیام ہے۔

(c) آیت نمبر: 283 میں رہن کے احکام ہیں۔ سفر میں ﴿رَهْأَنَ مَقْبُوضَةٍ﴾ کی سہولت دیتے ہوئے تقویٰ کے ساتھ برحق گواہی دینے اور گواہی نہ چھپانے کا حکم دیا گیا۔

سورة البقرة کے تیسرے حصے کا مرکزی مضمون

آخری امت کو، اپنے منصبِ امامت کا احساس کرتے ہوئے، ﴿أُمّتٌ وَاسَطَةٌ﴾ کے حقیقی مصداق بن کر، اسلام میں مکمل طور پر داخل ہو کر، آخری رسول محمد ﷺ کی آخری شریعت کے احکام پر نیک نیتی سے عمل کرتے ہوئے ﴿شَہَادَتِ عَلٰی النَّاسِ﴾ کے فریضے کو ادا کرنا چاہیے۔

سورة البقرة کے چوتھے اور آخری حصے کا نظم جلی (آیات: 284 تا 286)

سورة البقرة کا چوتھا اور آخری حصہ تین (3) آیات پر مشتمل ہے۔ اس آخری حصے کا پچھلے تین (3) حصوں سے گہرا تعلق ہے، بالخصوص احکامات سے متعلق تیسرے حصے سے۔ اس اختتامی حصے کی حیثیت خلاصہ کی سی ہے۔

1- آیت 284 میں، بتایا گیا ہے کہ زمین و آسمان کا مالک ﴿اللہ﴾ امامت کی تبدیلی کا اختیار رکھتا ہے۔ وہ ﴿عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ﴾ ہے۔

زمین و آسمان کا مالک ﴿اللہ﴾ قیامت کے دن آخری شریعت کے ان احکامات پر عمل درآمد کا محاسبہ، نیت اور عمل کے مطابق کرے گا۔

2- آیت 285 میں، واضح کیا گیا کہ آخری شریعت اور اس کے احکام پر سب سے پہلے خود رسول اللہ ﷺ اور صحابہ ایمان لے آئے۔

امت مسلمہ، بنی اسرائیل کے یہودیوں کی طرح رسولوں میں تفریق نہیں کرتی۔ وہ دونوں خاندانوں کے رسولوں پر ایمان رکھتی ہے۔ امت مسلمہ ﴿سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا﴾ کہتی ہے۔ بنی اسرائیل کے یہودیوں کی طرح ﴿سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا﴾ نہیں کہتی، جس کا ذکر آیت 93 میں کیا گیا تھا۔

3- آخری آیت 286 میں، آخری امت کو ہدایت دی گئی ہے کہ وہ حسب ذیل اصول ذہن نشین کر لیں۔

(a) مسلمان آخری شریعت کے احکام پر حسب استطاعت عمل کر سکتے ہیں۔ ﴿لَا يُكَلِّفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا﴾

(b) برائیوں پر سزا اور نیکیوں پر جزا ملے گی۔ ﴿لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ﴾

(c) لسان اور خطا (بھول چوک) پر مواخذہ نہیں ہوگا۔ ﴿رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا إِنْ نَسِينَا أَوْ أَخْطَأْنَا﴾

(d) آزمائشوں سے بچنے کے لیے دعا کرتے رہنا چاہیے ﴿رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهِ﴾

(e) کافروں پر غلبے کے لیے اللہ تعالیٰ کو دلی اور کارساز ﴿مَوْلَانَا﴾ مان کر، اس سے مضبوط روحانی تعلق قائم کرنا چاہیے، جو غمخوار گزر، مغفرت اور رحمت کی دعاؤں کے بغیر ممکن نہیں ﴿وَأَعْفُ عَنَّا وَاعْفُ رُكُنَا وَارْحَمْنَا أَنْتَ مَوْلَانَا﴾

(f) قیامت تک امت مسلمہ کا اصل مقابلہ، بنی اسرائیل کے کفار کے ساتھ ہوگا۔ کافروں پر غلبے کے لیے اللہ کی مدد ضروری ہے اس لیے جنگی تیاریوں کے ساتھ ساتھ، اللہ سے دعا بھی مانگتے رہنا چاہیے ﴿لَا تُصِرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ﴾۔

سورة البقرة کے آخری حصے کا مرکزی مضمون

اللہ تعالیٰ سے مضبوط تعلق کی بنیاد پر آخری امت کو آخری شریعت کے احکام پر، نیک نیتی کے ساتھ، حسب استطاعت عمل کرنا چاہیے، تاکہ کافروں پر (بالخصوص اہل کتاب پر) غلبہ حاصل ہو سکے۔



FLOW CHART

MACRO-STRUCTURE

ترتیبی نقشہ رُبط

03- سُورَةُ اٰلِ عِمْرَانَ

تظم جلی

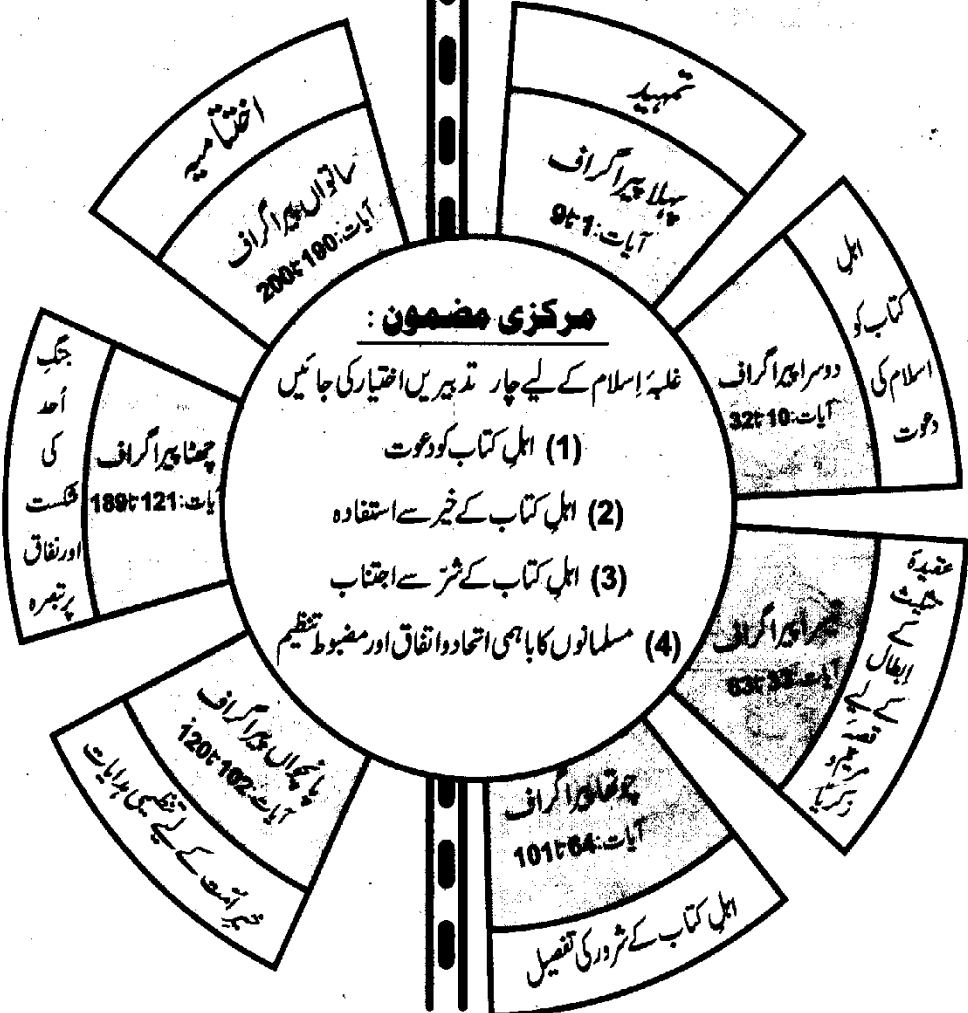
آیات : 200 مَدَنِيَّة پیرا گراف : 7

دوسرا حصہ

اُمّتِ مسلمہ سے متعلق
(آیات: 102 تا 200)

پہلا حصہ

اہلِ کتاب سے متعلق
(آیات: 1 تا 101)



زمانہ نزول

- 1- سورۃ ﴿آل عمران﴾ کا زیادہ تر حصہ جبکہ اُحد کے بعد، 3 ہجری میں نازل ہوا، جب کئی صحابہ کی شہادت کے بعد بیواؤں اور یتیموں کے مسائل حل طلب ہو گئے تھے۔
- 2- آیات 33 تا 70 غالباً نو (9) ہجری میں نازل ہوئیں، جب نجران کے مسیحائیوں کا وفد مدینہ آیا تھا اور انہیں مباہلے کی پیش کش کی گئی تھی۔

سورۃ آل عمران کی فضیلت

روز قیامت اپنے پڑھنے والوں کے لیے آل عمران اور البقرہ دو بادلوں، دوسایوں اور دو روشنیوں کی صورت میں ظاہر ہو کر جھگڑیں گی۔ (صحیح مسلم: کتاب فضائل قرآن، باب 42، حدیث 1,910، عن ابی امامۃ الباہلی)

سورۃ آل عمران کا کتابی ربط

- 1- سورۃ ﴿الفاتحہ﴾ میں مذکور ﴿الضَّالِّینَ﴾ قوم نصاریٰ کے خلاف فردِ جرم کا ذکر سورۃ آل عمران میں ہے۔ سورۃ البقرہ کے آخر میں دُعا سکھائی گئی تھی کہ کافروں پر غلبے کے لیے اللہ سے مدد طلب کی جائے ﴿فَاَنْصُرْنَا عَلٰی الْقَوْمِ الْکَافِرِیْنَ﴾۔ یہاں سورت ﴿آل عمران﴾ میں کافروں پر غلبے کی چار (4) تدبیریں بیان کی گئی ہیں۔ غزوہ اُحد کی شکست پر تبصرہ کر کے اتحاد و تنظیم کی اہمیت اجاگر کی گئی ہے۔
- 2- سورت ﴿آل عمران﴾ کے آخری حصے میں جبکہ اُحد کی شکست پر تبصرہ کیا گیا ہے اور مسلمانوں کے اتحاد و اتفاق، تنظیم کے استحکام اور اجتماعیت کے قیام کی ہدایات دی گئیں ہیں۔ اگلی سورت ﴿النساء﴾ کا مرکزی مضمون ہی اجتماعیت ہے کہ خاندان سے لے کر ریاست تک ایک مضبوط اجتماعیت ناگزیر ہے۔

سورۃ البقرہ اور سورۃ آل عمران کی مشترک خصوصیات

- 1- سورۃ البقرہ کے دوسرے حصے میں، اہل کتاب بالخصوص یہود کے خلاف فردِ جرم عائد کی گئی تھی، یہاں سورۃ ﴿آل عمران﴾ کے پہلے حصے میں، اہل کتاب بالخصوص نصاریٰ کے خلاف فردِ جرم عائد کی گئی ہے۔ سورۃ البقرہ میں ﴿الْمُفْضُوْبُ﴾ کی تفصیل تھی، یہاں ﴿الضَّالِّیْنَ﴾ کی تفصیل ہے۔
- 2- سورۃ البقرہ کی آیت نمبر 143 میں اُمّتِ مسلمہ کو ﴿اُمَّةً وَ مَسْطًا﴾ معتدل اور متوازن قوم کے طلب سے نوازا گیا تھا۔ یہاں سورۃ آل عمران کی آیت نمبر 110 میں انہیں ﴿خَيْرَ اُمَّةٍ﴾ بہترین اُمّت کے الفاظ سے مخاطب کیا گیا ہے۔

3- سورۃ البقرۃ میں بھی اہل کتاب کو ﴿اٰمِنُوْا بِمَا اَنْزَلْتُ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ﴾ کے الفاظ سے اسلام کی دعوت دی گئی تھی، یہاں سورۃ ﴿آل عمران﴾ میں بھی انہیں ﴿ءَاَسْلَمْتُمْ؟﴾ کے الفاظ سے اسلام کی دعوت دی گئی ہے۔

4- دونوں سورتوں کا اختتام جامع دُعاؤں پر ہوا ہے جو غلبہٴ اسلام کے لیے ﴿تعلق باللہ﴾ کی اہمیت پر دلالت کرتی ہیں۔

اہم کلیدی الفاظ اور مضامین

1- سورۃ ﴿آل عمران﴾ میں اہل کتاب کو بار بار یہ بات بتائی گئی کہ اللہ کے علاوہ کوئی الٰہ نہیں۔

(آیات: 2، 6، 18، 63 اور 64)

2- اس سورت میں ﴿الاسلام﴾ کی حقانیت ثابت کر کے تمام انسانوں بالخصوص اہل کتاب کو اسلام قبول کر لینے کا مشورہ دیا گیا۔

(a) اہل کتاب کو صاف بتا دیا گیا کہ اللہ کے نزدیک دین صرف ﴿الاسلام﴾ ہے۔ ﴿اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ﴾ (آیت: 19)

(b) سبلی طریقے سے صاف صاف بتا دیا گیا کہ جو شخص ﴿اسلام﴾ کے علاوہ کوئی دوسرا مذہب اختیار کرے گا، وہ ہرگز ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا۔ ﴿وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِیْنًا فَلَنْ یُّقْبَلَ مِنْهُ﴾ (آیت: 85)

(c) مسلمانوں کی زبان سے کہلایا گیا کہ ہم رسولوں میں امتیاز نہیں کرتے (کہ کون سار رسول بنی اسرائیل میں سے ہے اور کون سار رسول بنی اسمعیل میں سے) ہم تو اللہ کے آگے جھکنے والے ﴿مُسلِمُوْنَ﴾ ہیں۔ (آیت: 84)

(d) اللہ تعالیٰ ﴿اسلام﴾ لانے کے بعد کفر کا حکم نہیں دیتا۔ (آیت: 80)

(e) مسلمانوں کو حکم دیا گیا کہ ان کی موت ﴿اسلام﴾ کی حالت ہی میں آنی چاہیے ﴿وَلَا تَمُوتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُسلِمُوْنَ﴾ (آیت: 102)۔

(f) حضرت عیسیٰ کے تمام حواریوں نے گواہی دی تھی کہ ہم مسلمان ﴿مُسلِمُوْنَ﴾ ہیں۔ (آیت: 52)

(g) اہل کتاب سے مجادلہ کر کے اسلام کی دعوت دینے کا حکم دیا گیا۔ وہ منہ موڑ لیں تو خود یہ گواہی دینا کہ ہم ﴿مُسلِمُوْنَ﴾ ہیں (آیت: 64)۔

(h) زمین آسمان کی ہر چیز ”طوعاً و کرہاً“ ﴿مُسلِم﴾ ہے۔ (آیت: 83)

(i) حضرت ابراہیمؑ یہودی یا عیسائی بھی نہیں تھے اور مشرک بھی نہیں تھے، بلکہ ﴿مُسلِم﴾ حنیف تھے۔ (آیت: 67)

(۱) بنی اسرائیل (یہود و نصاریٰ) اور بنی اسطیل کے ﴿اُمِّیْن﴾ (مشرکین مکہ) دونوں کو اسلام کی دعوت دی گئی۔

(آیت: 20)

3- سورۃ آل عمران ﴿کی مندرجہ ذیل آیات میں اہل کتاب کے بارے میں تفصیلات بیان کر کے احکام دیے

گئے۔ (آیات 19، 20، 23، 61، 64، 65، 66، 69، 70، 71، 72، 74، 78، 99، 100،

110، 113، 186، 187، 199)۔

4- سورۃ آل عمران ﴿میں﴾ ﴿اُمِّیْن﴾ کے لفظ کا استعمال ایک خاص مفہوم رکھتا ہے۔

(a) بنی اسرائیل نسلی تعصب اور تفاخر میں مبتلا ہیں چنانچہ وہ کہتے ہیں ﴿لَیْسَ عَلَیْنَا فِی الْاُمِّیْنِ

سَبِیْلٌ﴾ یعنی بنی اسطیل کے ﴿اُمِّیْن﴾ کے مال ہڑپ کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں (آیت: 75)

(b) رسول اللہ ﷺ کو ہدایت کی گئی کہ وہ بنی اسرائیل کے علاوہ، بنی اسطیل ﴿اُمِّیْن﴾ کو بھی اسلام کی

دعوت دیں (آیت: 20)۔

5- اس سورت میں قرآن مجید کو ﴿الفرقان﴾ کہا گیا، کیونکہ یہ تورات و انجیل کی تحریقات کا پول کھولتا ہے۔ (آیت: 4)

6- تشابہات سے بچنے کا حکم: اس سورت میں مسلمانوں کو ہدایت کی گئی کہ وہ تشابہات کی تاویل کے فتنے میں گرفتار نہ

ہوں۔ جن کے دلوں میں ﴿زبغ﴾ یعنی ٹیڑھ ہوتی ہے، وہ (تمام گمراہ فرقے) تشابہات کی پیروی کرتے ہیں

(آیت: 7)۔ مسلمانوں کو دعا سکھائی گئی ﴿لَا تُزِغْ قُلُوبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا﴾ ”اے اللہ ایمان کی ہدایت دینے

کے بعد ہمارے دلوں کو ٹیڑھ نہ کر!“ (آیت: 8)

7- امامت کی تبدیلی: ﴿تَوَاتٰی الْمُلْكُ مِنْ تَشَاءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكُ مِنْ تَشَاءُ﴾ کے الفاظ سے

امامت کی تبدیلی کی طرف اشارہ کیا گیا کہ بنی اسرائیل سے ﴿فَضَّلْتُكُمْ عَلٰی الْعٰلَمِیْنَ﴾ کا تاج چھین کر

امت مسلمہ کے سر پر ﴿اُمَّةٌ وَسَطًا﴾ کے اعزاز کے ساتھ رکھا گیا ہے (آیت: 26)۔

8- اس سورت میں ﴿اُولُو الْاَلْبَاب﴾ اور ﴿اُولٰی الْاَبْصَار﴾ کے الفاظ کے ذریعے عقل مندوں کی صفات بیان کی گئیں

(a) ﴿اُولُو الْاَلْبَاب﴾ یعنی عقل مندوں کی وضاحت کی گئی کہ یہ لوگ تشابہات کی تاویل نہیں کرتے (آیت: 8)۔

حکمت کی پیروی کرتے ہیں۔

(b) ﴿اُولُو الْاَلْبَاب﴾ یعنی عقل مندوں کی وضاحت کی گئی کہ یہ لوگ اللہ کو یاد کرتے ہیں اور کائنات پر غور و فکر کر کے

عقیدہ توحید اختیار کر لیتے ہیں اور دوزخ کے عذاب سے بچنے کی دعائیں مانگتے ہیں (آیت: 190)۔

(c) ﴿اُولُو الْاَبْصَار﴾ یعنی عقل مندوں کو دعوت دی گئی کہ وہ متجسس نہ رہیں کہ کس طرح اللہ تعالیٰ

نے ایک چھوٹے گروہ کو ایک بڑے گروہ پر فتح اور نصرت عطا فرمائی (آیت: 13)۔

9- سورۃ آل عمران ﴿﴾ میں بار بار حضرت ابراہیمؑ کا ذکر کر کے اہل کتاب کو اسلام کی دعوت دی گئی ہے۔

(a) ﴿آل ابراہیم﴾ کو سارے عالم میں برگزیدہ کیا گیا (آیت: 33)۔

(b) تورات اور انجیل ﴿ابراہیم﴾ کے بعد نازل کی گئیں (آیت: 65)۔ حضرت ابراہیمؑ کا زمانہ 2,100 ق م ہے، جب کہ 1,300 ق م میں حضرت موسیٰؑ پر تورات نازل کی گئی اور اس کے 1,300 سال بعد حضرت عیسیٰؑ پر انجیل نازل کی گئی۔

(c) حضرت ﴿ابراہیم﴾ یہودی یا نصرانی نہیں تھے۔ (آیت: 67)

(d) حضرت ﴿ابراہیم﴾ سے قریب تر، محمد مصطفیٰ ﷺ اور ان کے صحابہؓ ہیں (آیت: 68)۔

(e) مسلمان، یہودیوں کی طرح متعصب نہیں ہوتے، سارے پیغمبروں پر ایمان لاتے ہیں (آیت: 84)۔

(f) بنی اسرائیل کو ﴿قَاتِبُوا مِلَّةَ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا﴾ کے الفاظ سے ملت ابراہیمؑ کی پیروی کرنے کی ہدایت کی گئی (آیت: 95)۔

(g) ﴿مقام ابراہیم﴾ مکہ میں وہ جگہ ہے، جہاں حضرت ابراہیمؑ کھڑے ہوتے تھے (آیت: 97)۔

سورۃ آل عمران کے دو بڑے حصے اور نظم جلی

دوسو (200) آیات پر مشتمل، اس سورۃ آل عمران کے دو (2) بڑے حصے اور سات (7) پیرا گراف ہیں۔

پہلے حصے میں چار (4) پیرا گراف ہیں اور دوسرے میں تین (3) پیرا گراف۔

1- پہلا حصہ ابتدائی ایک سواک (101) آیات پر مشتمل ہے، جو اہل کتاب (بالخصوص عیسائیوں) سے متعلق ہے۔

2- دوسرے حصے (آیات 102 تا 200) میں، مسلمانوں کو اہل کتاب اور دیگر کافرین پر فتح و نصرت کے لیے تنظیمی ہدایات دی گئی ہیں۔

سورۃ آل عمران کا نظم جلی

سورۃ آل عمران کا نظم جلی سات پیرا گرافوں پر مشتمل ہے۔

1- آیات 1 تا 9: پہلا پیرا گراف تمہیدی ہے۔ قرآن ﴿الفرقان﴾ ہے، جو اہل کتاب کی تحریفات کا پول کھول دیتا ہے

اہل کتاب (بالخصوص عیسائیوں) کو دعوت تو حید و اسلام دی گئی ہے اور قرآن کا تعارف کرایا گیا ہے کہ یہ تورات و انجیل کی طرح اللہ کی وحی ہے۔ قرآن صحیح اور غلط کے فرق کو واضح کرتا ہے۔ یہ ﴿الفرقان﴾ ہے۔ اللہ تعالیٰ جیسے چاہے (بغیر باپ کے بھی) آرام میں حمل ٹھہرا سکتا ہے۔ عیسائی تشابہات میں گرفتار ہو کر گمراہی کا شکار ہوئے۔ محکمت و تشابہات کے بارے میں، عقل مندوں کا رویہ اختیار کرنے کی ہدایت دی گئی۔ محکمت اور تشابہات دونوں پر ایمان رکھنا چاہیے،

لیکن متشابہات کی تاویل سے اجتناب کرنا چاہیے۔ جن کے دلوں میں ٹیڑھ ہوتی ہے، وہی متشابہات میں الجھتے ہیں۔
 زینِ قلب سے بچنے کے لیے دُعا سکھائی گئی ہے۔ ﴿رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوبَنَا بَعْدَ إِذْ هَدَيْتَنَا﴾

2- آیات 10 تا 32: دوسرے پیرا گراف میں اہل کتاب (بالخصوص عیسائیوں) کو اسلام کی دعوت دی گئی ہے۔

﴿أُولَی الْأَبْصَارِ﴾ یعنی اہل بصیرت کو ہلاکتِ فرعون اور جنگِ بدر میں قریش کے بڑے بڑے سرداروں کی ہلاکت سے عبرت حاصل کرنے کا مشورہ دیا گیا۔ اہل کتاب کو اسلام کی دعوت دی گئی کہ اللہ کے نزدیک دین، صرف الاسلام ہے۔
 ﴿إِنَّ الدِّینَ عِنْدَ اللَّهِ الْإِسْلَامُ﴾ (آیت: 19)۔

اہل کتاب اور مشرکین سے اسلام قبول کرنے کا مطالبہ، کیا تم اسلام لا کر دو گے؟ ﴿ءَاسْلَمْتُمْ؟﴾ (آیت: 20)
 یہودیوں کو محبتِ الہی کا دعویٰ کرنے کے بجائے، محمد ﷺ کی اطاعت کا حکم دیا گیا ﴿فَاتَّبِعُونِی یُحِبِّکُمُ اللَّهُ﴾
 اہل کتاب کو اللہ اور اُس کے آخری رسول محمد ﷺ کی اطاعت کی ہدایت کی گئی۔

3- آیات 33 تا 63: تیسرے پیرا گراف میں عیسائیوں کے (Trinity) عقیدہ تثلیث کی تردید کے لیے حضرت مریم اور حضرت زکریا کے سچے واقعات بیان کیے گئے۔

حضرت عیسیٰؑ کی تانی یعنی حضرت مریمؑ کی والدہ نے نذرمانی تھی کہ ہونے والے بچے کو اللہ کے لیے وقف کریں گی۔
 حضرت مریمؑ پیدا ہوئیں تو وہ حضرت زکریاؑ کی کفالت میں دی گئیں۔ بیت المقدس میں وہ عبادت کرتیں اور اُن کے پاس معجزانہ طور پر رزق آجاتا۔ اس پر حضرت زکریاؑ کو تعجب ہوا اور انہوں نے بھی بڑھاپے میں اللہ سے اولاد کی دعا کی۔
 چنانچہ انہیں بھی معجزانہ طور پر بڑھاپے میں حضرت یحییٰؑ کی شکل میں بیٹا عطا کیا گیا۔ یہاں یہ ثابت کیا گیا کہ حضرت عیسیٰؑ نعوذ باللہ اللہ کے بیٹے نہیں ہیں بلکہ معجزانہ طور پر بغیر باپ کے پیدا کیے گئے، جس طرح حضرت یحییٰؑ کی پیدائش معجزانہ طور پر بڑھاپے میں ہوئی۔

حضرت عیسیٰؑ کے معجزات بیان کر کے خود اُن کی زبان کے الفاظ نقل کیے گئے کہ ﴿إِنَّ اللَّهَ رَبِّی وَرَبُّکُمْ فَاعْبُدُوهُ هَذَا صِرَاطٌ مُسْتَقِیْمٌ﴾۔ خود حضرت عیسیٰؑ کے حواریوں نے کہا تھا کہ ہم مسلمان ہیں۔ یہ پیش گوئی کی گئی کہ آپ کے ماننے والوں کی تعداد آپ کا انکار کرنے والوں سے زیادہ ہوگی۔

عقیدہ تثلیث کی تردید کے لیے حضرت آدمؑ کی مثال بھی پیش کی گئی کہ انہیں تو نہ صرف بغیر باپ بلکہ بغیر ماں کے معجزانہ طور پر پیدا کیا گیا تھا۔

دعوتِ مہلبہ: ان تمام دلائل کے باوجود اگر کوئی عیسائی اسلام کی دعوت کو تسلیم نہیں کرتا تو پھر اُس سے مہلبہ ہو سکتا ہے۔
 ہم اپنے بیوی بچوں کے ساتھ آئیں اور وہ اپنے بیوی بچوں کے ساتھ، اس کے بعد قسم کھائی جائے کہ جو جھوٹا ہوگا اُس پر اللہ کی لعنت ہوگی۔ آخر میں دعوتِ توحید کا اعادہ کیا گیا۔

4- آیات 101 تا 64: چوتھے پیر اگراف میں اہل کتاب کے شر سے آگاہ کر کے مسلمانوں کو ان سے خبردار رہنے کی ہدایت کی گئی

اہل کتاب کو مکالمے کی دعوت دی گئی۔ (آیت: 64)

حضرت ابراہیمؑ مسلم حنیف تھے۔ یہودیوں اور عیسائیوں کو اپنے حبیبہ امجد کا طرز عمل اختیار کرنا چاہیے۔

اہل کتاب کے خیر و شر کی وضاحت کی گئی۔ یہ لوگ غیر یہودیوں کے مال کو اپنے لیے جائز سمجھتے ہیں۔ ان میں بعض اچھے لوگ بھی ہیں، جو دیانت دار ہیں۔ یہودی علماء کی تحریف کتاب کا پول کھول دیا گیا کہ یہ اپنی زبانوں کو ہلا کر لوگوں کو یہ تاثر دیتے ہیں کہ یہ حکم تورات میں ہے، حالانکہ وہ تورات میں نہیں ہوتا۔

یہودیوں کی خاندانی عصبیت کا رد کیا گیا۔ وہ صرف اپنے خاندان کے رسولوں پر ایمان لانا چاہتے ہیں، جبکہ مسلمان متعصب نہیں ہوتے۔ وہ دونوں خاندانوں کے انبیاء پر ایمان لاتے ہیں۔

اہل کتاب کو صاف صاف بتا دیا گیا کہ اسلام کے علاوہ، کوئی دوسرا دین ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا۔

﴿وَمَنْ يَبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِينًا فَلَن يُقْبَلَ مِنْهُ﴾ (آیت: 85)

اہل کتاب کو اپنے حبیبہ امجد حضرت ابراہیمؑ کی طرح خالص توحید اختیار کرنے اور دین ابراہیمی کی پیروی کا حکم دیا گیا۔

﴿فَاتَّبِعُوا مِلَّةَ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا﴾ (آیت: 95)

اہل کتاب سے ﴿مجادلہ﴾ کرتے ہوئے انہیں دعوت اسلام دی گئی۔

5- آیات 102 تا 120: پانچویں پیر اگراف میں ﴿تقویٰ﴾ کا حکم دے کر مسلمانوں کو تنظیمی ہدایات دی گئیں۔

مسلمانوں کو اللہ کا ایسا تقویٰ اختیار کرنا چاہیے، جیسا کہ اللہ کا حق ہے۔ ﴿وَعَصَوْا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا﴾ کے الفاظ سے اللہ کی رسی کو اجتماعی طور پر مل کر پکڑنے کی ہدایت کی گئی۔ مسلمانوں کے اندر ایک ایسی جماعت ہونی چاہیے جو نیکی کی طرف بلائے، بھلائی کا حکم دے اور برائی سے روکے۔ دعوت و تبلیغ ایک اجتماعی فریضہ بھی ہے۔

اُسبِ مسلّمہ ﴿خمسِ اُمت﴾ ہے، اس کا نصب العین، امر بالمعروف و نہی عن المنکر ہے۔ اُسبِ مسلّمہ کو میدان میں اس لیے لایا گیا ہے کہ وہ دوسرے انسانوں تک اسلام کا پیغام پہنچائیں ﴿اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ﴾۔ اہل کتاب سے دردمندی کا اظہار کیا گیا کہ اگر وہ بھی اسلام لے آئیں تو کتنا اچھا ہو؟ (آیت: 110)۔ اس کے بعد اہل کتاب کے شر اور ان کے اندر پوشیدہ خیر کی چند مثالیں دی گئیں۔

کچھ لوگ اللہ کے بجائے، دنیا کے لیے مال و دولت خرچ کرتے ہیں، انہیں ان کے انجام سے خبردار کیا گیا۔ مسلمانوں سے کہا گیا کہ وہ غیر مسلموں کو راز دار نہ بنائیں۔ ﴿لَا تَتَّبِعُوا بَطَانَةً مِنْ دُونِكُمْ﴾ (آیت: 118)۔ یہ اسلامی ریاست کی خارجہ پالیسی ہے۔ مسلمانوں پر واضح کیا گیا کہ تم اہل کتاب سے محبت کرتے ہو، لیکن اہل کتاب تم سے محبت نہیں کرتے ﴿تُحِبُّوهُمْ وَلَا يُحِبُّوكُمْ﴾ (آیت: 119)۔

آخر میں انہیں بتایا گیا کہ صبر اور تقویٰ سے اہل کتاب کے شر پر قابو پایا جاسکتا ہے۔
﴿وَإِنْ تَصْبِرُوا وَتَتَّقُوا لَا يَضُرُّكُمْ كَيْدُهُمْ شَيْئًا﴾ (آیت: 120)

6- آیات 121 تا 189: چھپے پیرا گراف میں جنگِ احد کی شکست پر تبصرہ کر کے منافقین کے کردار پر تبصرہ کیا گیا۔

جنگِ احد میں دو گروہوں کی کمزوری کا ذکر کیا گیا۔ مسلمانوں کی اخلاقی تربیت کی گئی کہ وہ صبر و تقویٰ سے کام لیں۔ سود سے بچیں۔ دل کھول کر اتفاق کریں۔ اللہ اور رسول ﷺ کی اطاعت کریں۔ اتفاق اور جہاد کے ذریعے اللہ کی مغفرت اور جنت حاصل کرنے کے لیے ایک دوسرے سے بازی لے جائیں ﴿مَسَارِعُوا إِلَىٰ مَقَلِّدٍ﴾۔ اہل ایمان نقل اور خوشحالی دونوں حالتوں میں اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں۔ غصے کو پی جاتے ہیں۔ لوگوں کو معاف کر دیتے ہیں۔ ان سے اللہ محبت کرتا ہے۔ فحش کام یا گناہ ہو جائے تو اللہ سے مغفرت طلب کرتے ہیں۔ گناہوں پر اصرار نہیں کرتے۔ انہیں مغفرت اور جنت عطا کی جائے گی۔

مسلمانوں کو تسلی کہ ایمان کا مظاہرہ کریں گے تو وہی غالب رہیں گے ﴿وَأَنْتُمْ الْأَعْلَوْنَ﴾ (آیت: 139)

احد کی شکست کا مقصد واضح کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ سچے مومنوں کو چھٹاٹنا چاہتا تھا۔ (آیت: 140)

جنگ میں صبر و ثابت قدمی کا مظاہرہ کرنے اور اللہ سے تعلق مضبوط رکھنے کی ہدایت۔ (آیات: 141 سے 147)

صحابہ کی تربیت کی گئی کہ رسول اللہ ﷺ کی موت یا شہادت ہو جائے، تب بھی دین اسلام کو چھوڑا نہیں جاسکتا۔

مسلمانوں کو خبردار کیا گیا کہ وہ کافروں کی اطاعت کر کے نقصان اٹھائیں گے۔ (آیت: 149)

مسلمانوں کو تسلی دی گئی کہ اللہ اُن کا ﴿مولى﴾ یعنی سرپرست ہے اور وہ کافروں کے دلوں پر زعب طاری کر دے گا۔

احد میں مسلمانوں کی شکست کی وجہ، بعض لوگوں کی (1) کمزوری (2) باہمی اختلاف، (3) مال غنیمت کی محبت (4)

رسول کی نافرمانی اور (5) دنیا کی طلب تھی۔ (آیت: 152)

● جنگِ احد میں منافقین کا کردار اور اُن کی ہوس اقتدار کا تذکرہ کیا گیا۔ منافقین اپنے آپ کو قیادت کے لیے رسول

اللہ ﷺ سے زیادہ بہتر سمجھتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ کو زہری، باہمی مشاورت اور ﴿تَوَكُّل﴾ کا حکم دیا گیا۔ ترتیب

بتائی گئی کہ پہلے مشورہ کیا جائے، پھر فیصلہ کیا جائے اور پھر فیصلے پر توکل۔ تبھی محبتِ الہی کا نزول ہوگا (آیت: 159)۔

اللہ اور اُس کے دین کی مدد کرنے کی صورت میں فتح اور غلبے کی بشارت (آیت: 160)۔

منافقین کو رسول اللہ ﷺ کی اصلی حیثیت کو سمجھنے کی ہدایت! آپ ﷺ معلم بھی ہیں، رسول بھی ہیں اور مُزِیَّتھی بھی۔

اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو مبعوث کر کے مومنین پر احسان کیا ہے۔ اس کے بعد منافقین کی چند صفات گنوا کر سچے

مسلمانوں کی ہمت افزائی کی گئی۔ مسلمانوں کو کافروں کی دوڑ دھوپ سے مرعوب نہ ہونے اور ﴿بُکَل﴾ کے بجائے،

دل کھول کر ﴿اتفاق﴾ کرنے اور اہل کتاب کے شر اور اُن کی اذیتوں کے مقابلے میں صبر اور تقویٰ کے التزام کی ہدایت

کی گئی اہل کتاب عہد شکن بھی ہیں اور نافرمان بھی۔ یہ سزا کے مستحق ہیں۔

7- آیات 190 تا 200: ساتواں اور آخری پیرا گراف اختتامیہ ہے، جس میں پوری سورت کا خلاصہ ہے۔

(a) عقل مندوں کو اسرار کائنات پر غور کرنے اور تعلق باللہ میں اضافے کی ہدایات دیں گئیں۔

(b) منادی (رسول اللہ ﷺ) کی آواز پر ایک کہنے کا حکم دیا گیا۔

(c) ہجرت و انفاق و جہاد اور اذیتوں پر ثابت قدمی کا مظاہرہ کرنے والوں کو جنت کی بشارت دی گئی۔

(d) مسلمانوں پر واضح کر دیا گیا کہ کافروں کا مختلف ممالک میں دندناتا، ہرگز دھوکے میں مبتلا نہ کرے۔ اللہ تعالیٰ سب

سے بڑی طاقت ہے ﴿لَا يَغۡرِبُكَ ثَقَلُۢنَا الَّذِیۡنَ كَفَرُوۡا فِی الْبَلَادِ﴾ (آیت: 196)۔

(e) اہل کتاب میں سے، ایمان لا کر مسلمان ہونے والوں کی صفات بیان کی گئی (آیت: 199)۔

(f) آخری آیت میں بطور خلاصہ چار (4) ہدایات دی گئیں، جن کے ذریعے کافروں پر غلبہ پایا جاسکتا ہے۔

(1) ثابت قدمی ﴿صَبِرٌ﴾ (2) مَصَابِرَت ﴿ثَابِتٌ قَدِیۡمٌ﴾ (3) مُرَابَطَةٌ ﴿کَرِیۡمٌ﴾ اور

(4) ﴿تَقْوٰی﴾۔ یعنی خوف خدا اور حدود کی پاسداری۔

آل عمران کی یہ آخری آیت ﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا اصْبِرُوۡا وَصَابِرُوۡا وَرَابِطُوۡا وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمۡ تُلٰحِقُوۡنَ﴾ (آیت: 200) دراصل سورۃ البقرۃ کی آخری دعا ﴿فَاٰنۡصُرُنَا عَلٰی الْقَوۡمِ الْکٰفِرِیۡنَ﴾

(جس کا ذکر آل عمران 147 میں بھی ہوا) کا جواب ہے۔ یہ چار تدبیریں ہی کافروں پر غلبے کی ضامن ہیں۔

مرکزی مضمون

چار تدبیریں اختیار کر کے کافرین پر اور بالخصوص اہل کتاب پر غلبہ حاصل کیا جاسکتا ہے اور ﴿فَاٰنۡصُرُنَا عَلٰی الْقَوۡمِ الْکٰفِرِیۡنَ﴾ کی دعا قبول ہو سکتی ہے۔

1- اہل کتاب کو اسلام کی دعوت دی جائے۔ اُن سے مکالمہ، مباحثہ، مجادلہ اور مہابکہ کیا جائے۔

2- اہل کتاب میں موجود ﴿غیر﴾ کو دریافت کیا جائے اور اُسے اسلام کے حق میں استعمال کیا جائے۔

3- اہل کتاب میں موجود ﴿شر﴾ سے آگاہی حاصل کر کے، اُس سے بچنے کی بھرپور کوشش کی جائے۔

4- اُسبِ مسلمہ کی صفوں کے اندر کامل اتحاد و اتفاق پیدا کیا جائے، تقوے کی بنیاد پر اُمت کی تنظیم کی جائے اور

جبکہ اُحد کی ہکست کے

اسباب کا جائزہ لے کر، مستقبل میں داخلی کمزوریوں بالخصوص نفاق پر قابو پایا جائے۔

سورة آل عمران کے چار (4) اہم مضامین

۱۔ اہل کتاب سے مکالمہ، مباحثہ، مجادلہ اور مباہلہ کیا جائے:

سورة آل عمران کا پہلا اہم مضمون یہ ہے کہ اہل کتاب کو اسلام کی دعوت دی جائے۔ ان سے مکالمہ، مباحثہ، مجادلہ اور مباہلہ کیا جائے۔

۱۔ اللہ کے نزدیک دین، صرف ﴿الاسلام﴾ ہے۔ ﴿إِنَّ الدِّينَ عِنْدَ اللَّهِ الْإِسْلَامُ﴾ اس دین اسلام سے ہٹ کر جو مختلف طریقے اہل کتاب نے اختیار کیے (یعنی یہودیت اور عیسائیت) اُس کی وجہ اس کے سوا کچھ اور نہ تھی کہ انہوں نے علم آجانے کے بعد ﴿بَغْيًا بَيْنَهُمْ﴾ آپس میں ایک دوسرے پر زیادتی کرنے کے لیے ایسا کیا (آیت: 19)۔

۲۔ اب اگر اے نبی! یہ لوگ آپ ﷺ سے جھگڑا کریں، تو ان سے کہیے: ”میں نے اور میرے پیروؤں نے تو اللہ کے آگے سر تسلیم خم کر دیا ہے۔“ پھر اہل کتاب اور غیر اہل کتاب (اُتَمِّينَ) دونوں سے پوچھو: ”کیا تم نے بھی اسلام قبول کر لیا؟“ ﴿ءَاَسْلَمْتُمْ﴾ اگر کیا تو وہ راہِ راست پا گئے، اور اگر اس سے منہ موڑا تو آپ پر صرف پیغام پہنچا دینے کی ذمہ داری تھی (آیت 20)۔

۳۔ اللہ سے محبت کے دعوے کے بجائے، اہل کتاب کو آخری رسول محمد ﷺ کی اطاعت و اتباع کی دعوت (آیات: 31-32)۔

۴۔ حضرت عیسیٰ نے خود تو حید کی دعوت دی۔ اللہ میرا رب بھی ہے اور تمہارا رب بھی، لہذا تم اُسی کی بندگی اختیار کرو! یہ سید ہمارا ستہ ہے“ (51)۔

۵۔ حضرت عیسیٰ کی پیدائش کی مثال، حضرت آدمؑ کی طرح ہے۔ ﴿إِنَّ مَثَلَ عِيسَىٰ عِنْدَ اللَّهِ كَمَثَلِ آدَمَ﴾ (آیت: 59)۔

۶۔ آیت مباہلہ: یہ علم آجانے کے بعد، اب جو کوئی اس معاملہ میں آپ ﷺ سے جھگڑا کرے تو اے نبی ﷺ اس سے کہیے کہ ”آؤ! ہم اور تم خود بھی آجائیں اور اپنے اپنے بال بچوں کو بھی لے آئیں اور خدا سے دعا کریں کہ جو جھوٹا ہو اُس پر خدا کی لعنت ہو“ (آیت: 61)۔

۷۔ اہل کتاب سے مکالمہ کیا جائے: اے نبی کہو، ”اے اہل کتاب! آؤ ایک ایسی بات کی طرف، جو ہمارے اور تمہارے درمیان یکساں ہے ﴿تَعَالَوْا إِلَىٰ كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ﴾ یہ کہ ہم اللہ کے سوا

کسی کی بندگی نہ کریں! اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں! اور ہم میں سے کوئی اللہ کے سوا کسی کو اپنا رب نہ بنا لے! اس دعوت کو قبول کرنے سے اگر وہ منہ موڑیں تو صاف کہہ دو کہ گواہ رہو، ہم تو مسلم (صرف خدا کی بندگی و اطاعت کرنے والے) ہیں“ (آیت: 64)۔

8- اہل کتاب سے مجادلہ: اہل کتاب سے کہنا کہ حضرت ابراہیمؑ کے بارے میں غلط مباحثے نہ کرو! جن کا زمانہ 2,100 قبل مسیح ہے۔

تورات حضرت موسیٰؑ پر 1,300 قبل مسیح میں نازل کی گئی اور انجیل حضرت عیسیٰؑ پر حضرت ابراہیمؑ تو ﴿مسلم﴾ تھے، یہودی اور نصرانی (عیسائی) نہیں تھے۔ حضرت ابراہیمؑ کے زمانے میں، ان دو خود ساختہ مذاہب یعنی یہودیت اور نصرانیت کا جو دعویٰ نہیں تھا (آیت: 65)۔

9- اے اہل کتاب! کیوں اللہ کی آیات کا انکار کرتے ہو، حالانکہ تم خود ان کا مشاہدہ کر رہے ہو؟ (آیت: 70)۔

10- اہل کتاب کو دعوتِ توحید و اسلام۔ ﴿وَأَقْبِرَ دِينِ اللَّهِ يَبْغُونَ وَلَهُ أَسْلَمَ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ﴾ (آیت: 83)۔

11- اہل کتاب کے برعکس اہل اسلام متعصب نہیں ہوتے، وہ ابراہیمؑ کی دونوں شاخوں کے پیغمبروں پر یکساں ایمان رکھتے ہیں (آیت: 84)۔

12- اس فرماں برداری ﴿الاسلام﴾ کے سوا، جو شخص کوئی اور طریقہ اختیار (یہودیت، عیسائیت) کرنا چاہے، اس کا وہ طریقہ ہرگز قبول نہ

کیا جائے گا اور آخرت میں وہ ناکام و نامراد رہے گا۔ ﴿وَمَنْ يَبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِينًا فَلَن يُقْبَلَ مِنْهُ﴾ (آیت: 85)۔

13- کیسے ہو سکتا ہے کہ اللہ اُن لوگوں کو ہدایت بخشنے، جنہوں نے نعمتِ ایمان پالینے کے بعد، پھر کفر اختیار کیا، حالانکہ وہ خود اس بات پر گواہی دے چکے ہیں کہ یہ رسول حق پر ہے اور ان کے پاس روشن نشانیاں بھی آچکی ہیں۔ اللہ ظالموں کو توحید ایت نہیں دیا کرتا (آیت: 86)۔

14- اہل کتاب کو اپنی موت سے پہلے، اسلام قبول کر لینے کی دعوت۔ روزِ قیامت فدیہ قبول نہیں کیا جائے گا (آیت: 91)۔

15- اہل کتاب کو اپنے جدِ امجد حضرت ابراہیمؑ کی پیروی اختیار کرنے کی ہدایت ﴿وَاتَّبِعُوا مِلَّةَ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا﴾ (آیت: 95)۔

16- اہل کتاب کو معلوم ہونا چاہیے کہ ان کی تمام منفی سرگرمیاں، اللہ تعالیٰ کے علم میں ہیں (آیت: 98)۔

II۔ اہل کتاب میں موجود خیر کو دریافت کیا جائے اور اُسے اسلام کے حق میں استعمال کیا جائے

سورۃ آل عمران کا دوسرا اہم مضمون یہ ہے کہ اہل کتاب میں خیر بھی ہے، اسے دریافت کیا جائے اور اسے اسلام کے حق میں استعمال کیا جائے۔

1- اب دنیا میں وہ بہترین گروہ تم (مسلمان) ہو، جسے انسانوں کی ہدایت و اصلاح کے لیے میدان میں لایا گیا ہے۔ تم نیکی کا حکم دیتے ہو، بدی سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔ یہ اہل کتاب بھی اگر ایمان لاتے تو انہی کے حق میں بہتر تھا، اگرچہ ان میں کچھ لوگ صاحب ایمان بھی پائے جاتے ہیں، مگر ان کے بیشتر افراد نافرمان ہیں (آیت: 110)۔

2- مگر سارے اہل کتاب یکساں نہیں ہیں۔ ان میں کچھ لوگ ایسے بھی ہیں، جو راہ راست پر قائم ہیں، راتوں کو اللہ کی آیات پڑھتے ہیں اور اس کے آگے سجدہ ریز ہوتے ہیں (آیت: 113)۔

3- اہل کتاب میں بعض لوگ، اللہ اور روزِ آخرت پر ایمان رکھتے ہیں، نیکی کا حکم دیتے ہیں، برائیوں سے روکتے ہیں اور بھلائی کے کاموں میں سرگرم رہتے ہیں۔ یہ صالح لوگ ہیں (آیت: 114)۔

4- اہل کتاب میں بھی کچھ لوگ ایسے ہیں، جو اللہ کو مانتے ہیں، اس کتاب پر ایمان لاتے ہیں، جو تمہاری طرف بھیجی گئی ہے اور اس کتاب پر بھی ایمان رکھتے ہیں، جو اس سے پہلے خود انکی طرف بھیجی گئی تھی، اللہ کے آگے جھکے ہوئے ہیں اور اللہ کی آیات کو تمہوڑی سی قیمت پر بیچ نہیں دیتے۔ ان کا اجر ان کے رب کے پاس ہے اور اللہ حساب چکانے میں دیر نہیں لگاتا (آیت: 199)۔

III۔ اہل کتاب کے شر سے آگاہی حاصل کر کے، بچنے کی بھرپور کوشش کی جائے:

سورۃ آل عمران کا تیسرا اہم مضمون یہ ہے کہ اہل کتاب کے شر سے آگاہی حاصل کر کے اس سے بچنے کی کوشش کی جائے۔

1- اہل کتاب نے لوگوں پر زیادتی ﴿يَغْتَابُ بَنِي إِسْرَءِيلَ﴾ کے لیے بیانات میں اختلاف کیا (آیت: 19)

2- اہل کتاب نے نہ صرف انبیاء کا قتل کیا (21، 112)، بلکہ انصاف اور توحید کا حکم دینے والوں کا بھی قتل کیا (آیت: 21)

3- اہل کتاب نے اللہ کے قانون کے مطابق حکیم سے اعراض کیا۔

﴿يُدْعَوْنَ إِلَى رَحْمَةِ اللَّهِ لِتُخْرِجَهُمْ مِنْ بَنِي إِسْرَءِيلَ قَوْمٌ يَكْفُرُونَ﴾ (آیت: 23)

4- اہل کتاب اس خوش فہمی میں مبتلا ہیں کہ وہ دوزخ میں صرف چند دن کے لیے جائیں گے (آیت: 24)۔

5- اہل کتاب (بنی اسرائیل)، بنی اسلعل ﴿أَقْبَسِينَ﴾ کے بارے میں نسلی تعصب میں مبتلا ہیں۔ وہ یہ سمجھتے ہیں

کہ ان پر ظلم و ستم کرنے اور ان کا مال غصب کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ ﴿لَيْسَ عَلَيْنَا فِي الْأَرْبَابِ حَرَجٌ﴾ (آیت: 75)۔

- 6- اہل کتاب اچھی طرح جانتے بوجھتے اللہ کی آیات کا انکار کرتے ہیں (آیت: 70)۔
- 7- اہل کتاب چند کوڑیوں کے عوض، اللہ کے عہد اور اپنی قسموں کو توڑ دیتے ہیں (آیت: 77)۔
- 8- اہل کتاب کے علماء، تورات کی تلاوت کے دوران میں اپنی زبانوں کو اس طرح ٹھماتے پھراتے ہیں کہ لوگ اسے تورات کی آیت سمجھنے لگتے ہیں، حالانکہ یہ اللہ کی طرف سے حکم نہیں ہوتا (آیت: 78)۔
- اس کے برعکس مسلمان، بنی اسرائیل کے پیغمبروں کے بارے میں کوئی تحسب نہیں رکھتے۔ ﴿لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِنْهُمْ﴾ (آیت: 84)
- علاوہ ازیں مسلمان، اللہ کی تمام کتابوں پر ایمان رکھتے ہیں، چاہے وہ بنی اسرائیل کے پیغمبروں ہی پر نازل ہوئی ہوں، یا بنی اسطیل کے پیغمبر محمد ﷺ پر۔ ﴿وَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ﴾ (آیت: 119)۔
- 9- بعض اہل کتاب اپنے آپ کو غنی اور اللہ کو فقیر کہتے ہیں (آیت: 181)۔
- 10- بعض اہل کتاب کہتے ہیں کہ ہم کسی کو رسول تسلیم نہیں کریں گے، جب تک وہ ایسی قربانی ہمارے سامنے پیش نہ کرے، جسے غیب سے آکر آگ کھا جائے (آیت: 183)۔
- 11- اہل کتاب نے اللہ کے اُس بیٹاق کو بھی پس پشت ڈال دیا جس میں کہا گیا تھا کہ وہ تورات کی تعلیمات کو عام کریں گے اور انہیں چھپانے سے گریز کریں گے (آیت: 187)۔
- 12- کافروں کی عسکری سرگرمیاں اور مسلمانوں کے خلاف مختلف ملکوں میں دوڑ دھوپ، انہیں دھوکے میں مبتلا نہ کرے (آیت: 196)۔

13- اہل کتاب کا دنیا کے لیے انفاق، ضائع کر دیا جاتا ہے (آیت: 117)۔

اہل کتاب اور مسلمانوں کے باہمی تعلقات:

- 1- مومنو! مومنوں کو چھوڑو کافروں کو اپنا دوست نہ بناؤ، ﴿لَا يَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُونَ الْكَافِرِينَ أَوْلِيَاءَ مِنْ دُونِ الْمُؤْمِنِينَ﴾
- اہل کتاب کے شر سے بچنے کے لیے مناسب حکمت عملی اور تدبیریں اختیار کی جاسکتی ہیں (آیت: 28)۔
- 2- اہل کتاب یہ چاہتے ہیں کہ کسی طرح مسلمانوں کو گمراہ کر دیں ﴿وَدَّتْ طَائِفَةٌ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ لَوْ يُضِلُّوكُمْ﴾ (آیت: 69)۔
- 3- اہل کتاب میں سے ایک گروہ کہتا ہے کہ اس نبیؐ کو ماننے والوں پر جو کچھ نازل ہوا ہے، اس پر صبح ایمان لاؤ اور

شام کو اس سے انکار کر دو! شاید اس ترکیب سے یہ لوگ اپنے ایمان سے پھر جائیں۔

﴿إِٰمِنُوا بِالْآٰذِیْ اُنْزِلَ عَلَی الدِّیْنِ اٰمِنُوْا وَجْهَ النَّهَارِ وَاكْفُرُوْا اٰخِرَہٗ لَعَلَّہُمْ یَرْجِعُوْنَ﴾
(آیت: 72)۔

4- اہل کتاب! تم لوگ کیوں توحید کے سیدھے راستے کو ٹیڑھا کرنا چاہتے ہو اور مسلمانوں کو بھی کیوں اسلام سے ہٹانا چاہتے ہو؟

﴿قُلْ یٰٓاَہْلَ الْکِتٰبِ لِمَ تَصُدُّوْنَ عَنِ سَبِیْلِ اللّٰہِ مَنْ اٰمَنَ تَبَعُوْهَا عِوَجًا﴾ (آیت: 99)۔

5- مسلمانو اگر تم اہل کتاب کی پیروی کرو گے تو وہ تمہیں دوبارہ کافر بنادیں گے۔

﴿اِنْ تُطِیْعُوْا فِرْقَیْمًا مِّنَ الدِّیْنِ اَوْ تَوَا الْکِتٰبَ یُرَدُّوْکُمْ بَعْدَ اِیْمَانِکُمْ کُفْرِیْنَ﴾ (آیت: 100)

6- مسلمانوں کو اہل کتاب کی طرف سے اذیت رسانیاں ہوتی رہیں گی۔ ﴿لَنْ یُّضْرُوْکُمْ اِلَّا اَذًی﴾ (آیت: 111)

7- اہل کتاب مسلمانوں کی خرابی کے کسی موقع سے نہیں چمکتے، وہ چاہتے ہیں کہ مسلمانوں کو نقصان پہنچے، اُن کے دل میں مسلمانوں کے لیے بغض ہوتا ہے جو کبھی کبھی منہ سے نکل جاتا ہے۔ انہیں رازدار نہیں بنانا چاہیے۔

﴿لَا تَتَّخِذُوْا بِطَاغَنَہٗ مِّنْ دُوْنِکُمْ لَا یَالُوْنَکُمْ خَبَآلًا﴾ (آیت: 118)۔

8- اہل کتاب مسلمانوں سے محبت نہیں کرتے، جب کہ مسلمان اُن سے محبت کرتے ہیں۔ ﴿تُحِبُّوْنَهُمْ وَلَا یُحِبُّوْنَکُمْ﴾ (آیت: 119)۔

9- مسلمانوں کے نقصان سے اہل کتاب کو خوشی ہوتی ہے اور مسلمانوں کی کامیابی سے وہ رنجیدہ ہوتے ہیں۔

﴿اِنْ تَمْسَسْکُمْ حَسَنَہٗ تَسُوْهُمۡ وَاِنْ تُصِیْبْکُمْ سَیِّئَہٗ یَفْرَحُوْا بِہَا﴾ (آیت: 120)۔

10- اے مسلمانو! تم لوگوں سے عیسائی اور یہودی اس وقت تک راضی نہیں ہوں گے، جب تک تم ان کی ملت کے پیروکار نہ بن جاؤ!

﴿وَلَنْ تَرْضٰی عَنْکَ الْیَہُوْدُ وَلَا النَّصْرٰی حَتّٰی تَبِیْعَ مِلَّتَہُمْ﴾ (البقرہ: 120)۔

11- کافر چاہتے ہیں کہ مسلمان بھی، اُن کی پیروی کر کے اُلٹے پھیر لیے جائیں اور یہ بھی ناامراد ہو جائیں۔

﴿اِنْ تُطِیْعُوْا الدِّیْنِ کَفَرُوْا یُرَدُّوْکُمْ عَلٰی اَعْقَابِکُمْ فَتَقْبَلُوْا خِیْرَیْنَ﴾ (آیت: 149)۔

12- مسلمانوں کو، اہل کتاب اور مشرکین دونوں کی طرف سے، تکلیف دہ باتیں سننی پڑیں گی۔

﴿وَلَتَسْمَعَنَّ مِّنَ الدِّیْنِ اَوْ تَوَا الْکِتٰبَ مِنْ قَلِیْلٍ مِّنَ الدِّیْنِ اَشْرَکُوْا اَذٰی کَثِیْرًا﴾ (آیت: 186)

IV۔ اُمّتِ مسلمہ کے لیے اہم تنظیمی احکام

سورۃ آل عمران کا چوتھا اہم مضمون یہ ہے کہ مسلمانوں کے درمیان اتحاد و اتفاق اور مضبوط تنظیم ہو۔

- 1- مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ کا کامل ﴿تقویٰ﴾ اختیار کرنے اور اسلام پر مرنے کا حکم۔ ﴿وَاتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ تَقْوَاهُ﴾ (آیت: 102)۔
 - 2- تمام مسلمانوں کو مل کر اللہ کی رستی کو مضبوطی سے تھامنے کی ہدایت: ﴿وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا﴾ (آیت: 103)۔
 - 3- افتراق اور انتشار سے بچنے کا حکم دیا گیا: ﴿وَلَا تَفْرُقُوا﴾ (آیت: 103) اُن (اہل کتاب) کی طرح نہ ہو جانا جو افتراق اور اختلاف میں پڑ گئے۔ ﴿وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ تَفَرَّقُوا وَاخْتَلَفُوا﴾ (آیت: 105)۔
 - 4- کافروں کو رازدار (بطانہ) نہ بنانے کا حکم: ﴿لَا تَتَّخِذُوا بِطَانَةً مِّنْ دُونِكُمْ لَا يَالُوْكُمْ خَبَالًا﴾ (آیت: 118)
 - 5- رسول اللہ ﷺ کی موت یا شہادت کی صورت میں بھی، ثابت قدمی اختیار کرنے کا حکم دیا گیا (آیت: 144)
 - 6- دنیاوی اجر کے بجائے آخرت کے اجر کا طالب اور شا کر بننے کی ہدایت کی گئی۔ (آیت: 145)
 - 7- انبیاء اور اولیاء کی طرح، عزیمت کا مظاہرہ کرنے والے ثابت قدم صابر مجاہدین کے لیے محبت الہی کی بشارت (آیت: 146)
 - 8- میدان جنگ میں اللہ سے دُعا مانگتے رہنے کا حکم۔ ﴿رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا وَاسْرَافَنَا فِيْ أَمْرِنَا وَكَيْتُ الْقَدَامَنَا وَانصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ﴾ (آیت: 147)
 - 9- رسول اللہ ﷺ (اور اپنے امیر) سے مالِ غنیمت کے سلسلے میں بدگمانی نہ کرنے کی ہدایت بھی دی گئی (آیت: 161)۔
- مسلمانوں کے لیے دیگر احکام:
- 1- دعوت الی الخیر، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ انجام دینے کا حکم (آیات: 104، 110، 114)۔
 - 2- سود سے بچ کر انفاق و جہاد کا راستہ اختیار کرنے کی ہدایت (آیات: 130 تا 133)۔
 - 3- مسلمانوں کو اللہ کی اطاعت، رسول کی اطاعت، انفاق اور جہاد کے ذریعے جلد از جلد مغفرت اور جنت حاصل کرنے کی دعوت دی گئی۔
 - 4- ﴿سَارِعُوا إِلَى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَبِّكُمْ وَجَنَّةٍ﴾ (132 تا 138)۔
 - 4- پہلے مشاورت، پھر عزم (فیصلے) اور پھر ﴿تَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ﴾ کا طریقہ اختیار کرنے کی صورت ہی میں،

محبت الہی حاصل ہو سکتی ہے۔

﴿وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ فَإِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِينَ﴾
(آیت: 159)

5- بخل سے بچ کر اتفاق کرنے کا حکم (آیت: 180)۔

6- اس سورت میں بار بار اللہ کا ﴿تقویٰ﴾ اختیار کرنے کی ہدایت کی گئی ہے۔ وَاتَّقُوا (آیات: 15، 28، 50، 76، 102، 115، 120، 123، 125، 130، 131، 133، 138، 172، 179، 186، 198، 200)

7- اس سورت ال عمران میں، چار (4) مقامات پر مسلمانوں کو ﴿صبر﴾ اور ﴿تقویٰ﴾ کا حکم دیا گیا ہے۔

(a) ثابت قدمی (صبر) اور تقویٰ کے نتیجے میں مسلمان، اہل کتاب کے شر سے بچ سکتے ہیں۔

﴿وَأَنْ تَصْبِرُوا وَتَتَّقُوا لَا يَضُرُّكُمْ كَيْدُهُمْ شَيْئاً﴾ (آیت: 120)۔

(b) ثابت قدمی (صبر) اور تقویٰ کے نتیجے میں، مسلمانوں کو فرشتوں کی مدد حاصل ہو سکتی ہے (آیت: 125)۔

(c) اہل کتاب اور مشرکین کی اذیت رسائیوں کے مقابلے میں، مسلمانوں کی ثابت قدمی ﴿صبر﴾ اور ﴿تقویٰ﴾

کا رویہ ﴿عزم الامور﴾ ہے (آیت: 186)۔

(d) ﴿صبر﴾ اور ﴿تقویٰ﴾ کے نتیجے میں، مسلمانوں کو فلاح حاصل ہو سکتی ہے (آیت: 200)۔

8- اللہ اور رسول اللہ ﷺ کی پکار پر، شکست کے بعد لبیک کہنے والوں کے لیے اجر عظیم کی بشارت (آیت: 172)۔

9- اگر مسلمان اللہ کی مدد کریں گے تو اُن پر کوئی غالب نہیں آ سکتا۔

﴿إِنْ يَنْصَرُواكَ اللَّهُ فَلَا غَالِبَ لَكُمْ﴾ (آیت: 160)

10- شہادت کی صورت میں، مسلمانوں کو ابدی زندگی اور جنت کے رزق کی خوشخبری (آیت: 169)۔

11- ہجرت و جہاد کا حکم: گھروں سے نکالے جانے کے بعد، ہجرت کرنے والوں اور اللہ کی راہ میں اذیت برداشت کرنے

والوں اور قتل ہونے والوں اور کافروں کو قتل کرنے والوں کے لیے مغفرت اور جنت کی بشارت (آیت: 195)

12- مسلمانوں کو غمزدہ اور شکستہ ہونے کے بجائے ایمان مضبوط کرنے کا حکم دیا گیا۔ ایمان کے نتیجے میں ہی مسلمانوں

کو ﴿عُلُوٌّ﴾ اور غلبہ نصیب ہو سکتا ہے۔ ﴿وَأَنْتُمْ الْأَعْلَوْنَ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ﴾ (آیت: 139)۔

13- مسلمانوں کو تسلٰی کہ اللہ تعالیٰ کافروں کے دلوں پر رعب طاری کر دے گا۔ (151)۔ اہل ایمان پر اللہ فضل فرماتا

ہے۔ (آیت: 152)

14- مسلمانوں کو تسلٰی کہ اہل کتاب، جنگ میں پیٹھ پھیر کر بھاگ جائیں گے (آیت: 111)۔

15- ابلیس اور اُس کے اولیاء سے نہ ڈرنے کا حکم اور کفر میں دوڑ دھوپ کرنے والوں کی سرگرمیوں سے آزرده نہ ہونے کی ہدایت (آیات: 175 تا 176)۔

16- مسلمانوں کو چار اہم اختتامی ہدایات۔ فلاح کے لیے، ﴿صبر﴾، ﴿مصابرۃ﴾، ﴿مصابطت﴾ اور اللہ کے ﴿تقویٰ﴾ کا التزام کرنے کی ہدایت (آیت: 200)۔

جنگِ اُحد پر تبصرہ اور شکست کے اسباب کی نشاندہی:

- 1- تم نے کمزوری دکھائی۔ ﴿تَفْشَلَا﴾ (آیت: 122)، ﴿فَاشْتُمُ﴾ (آیت: 152)۔
- 2- تم لوگوں نے حکم میں اختلاف کیا۔ ﴿تَنَازَعْتُمْ﴾ (آیت: 152)۔
- 3- تم لوگوں نے، مالِ غنیمت کی محبت میں، رسول اللہ ﷺ کی نافرمانی کی۔ ﴿عَصَيْتُمْ﴾ (آیت: 152)۔
- 4- تم میں کچھ لوگ دنیا کے طالب تھے۔ ﴿مِنْكُمْ مَّنْ يُرِيدُ الدُّنْيَا﴾ (آیت: 152)۔
- 5- شکست کی وجہ خود مسلمانوں کی داخلی کمزوریاں تھیں۔ ﴿هُوَ مِنْ عِنْدِ أَنْفُسِكُمْ﴾ (آیت: 165)۔

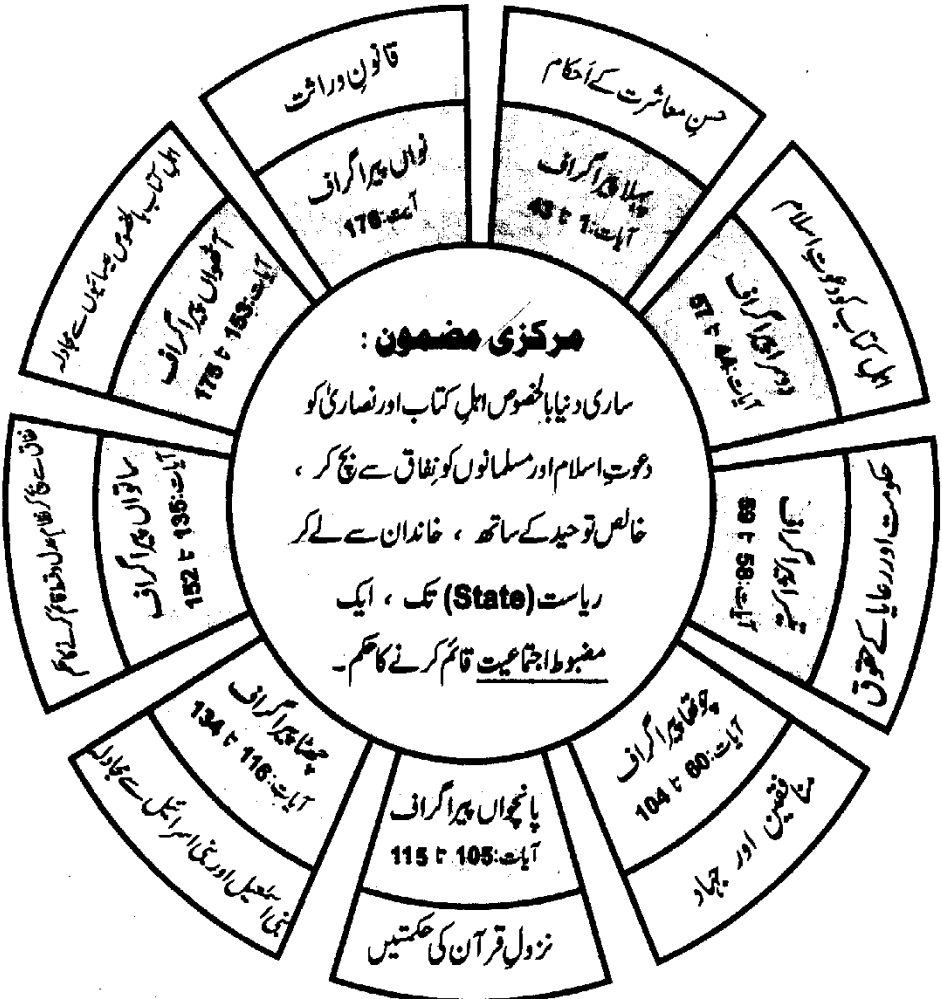
جنگِ اُحد میں منافقین کا کردار:

- 1- منافقین اقتدار کے بھوکے ہوتے ہیں۔ ﴿يَقُولُونَ هَلْ لَنَا مِنَ الْأَمْرِ مِنْ شَيْءٍ؟﴾ (آیت: 154)۔
- 2- منافقین سادہ مسلمانوں کو بہکاتے تھے کہ اگر ہمارے پاس اختیار ہوتا تو (تمہارے یہ رشتہ دار) جنگِ اُحد میں نہ مارے جاتے۔ ﴿مَا قُتِلْنَا هُنَا﴾ (آیت: 154)۔
- 3- منافقین کے نزدیک، اسلام سے زیادہ اپنی ذات کی اہمیت ہوتی ہے۔ ﴿قَدْ أَهْمَتَهُمْ أَنْفُسُهُمْ﴾ (آیت: 154)۔
- 4- اللہ چاہتا تھا کہ منافقین کو اچھی طرح پرکھ لے منافقین وہ باتیں کرتے ہیں، جو ان کے دل میں نہیں ہوتیں۔ ﴿يَقُولُونَ بِأَفْوَاهِهِمْ مَا لَيْسَ لِيْ قُلُوْبِهِمْ﴾ (آیت: 167)۔
- 5- منافقین کے سردار کہتے تھے کہ اگر ہماری بات مان لی جاتی تو یہ قتل نہ کیے جاتے۔ ﴿كُوْا أَكْأَعُوْنَ مَا قُتِلُوْا﴾ (آیت: 168)۔
- 6- اُن منافقین کے لیے دردناک عذاب ہے، جو اپنی بد اعمالیوں پر بہت خوش ہوتے ہیں۔ یہ منافق اپنے اُن کاموں کی تعریف کے بھی خواہاں ہوتے ہیں، جو انہوں نے کبھی کیے نہیں ہوتے۔ ﴿وَيُحِبُّوْنَ أَنْ يُحْمَدُوا بِمَا لَمْ يُفْعَلُوْا﴾ (آیت: 188)۔

04- سُورَةُ النِّسَاء

آیات : 176 مَدَنِيَّةٌ پیرا گراف : 9

زمانہ نزول: جبکہ احد (شوال 3ھ) اور غزوہ بنی المصطلق (شعبان 6ھ) کے درمیان مختلف حصوں میں نازل ہوئی، جبکہ احد کی شکست کے بعد یہودوں اور قبیلوں کے کئی مسائل بشمول نکاح، مہر، وراثت وغیرہ پیدا ہو گئے تھے اور منافقین کی ہتھیں بڑھ گئیں تھیں۔



زمانہ نزول

سورت ﴿النساء﴾ کا زیادہ تر حصہ جنگِ اُحد کے بعد، غالباً 3 ہجری کے آخر میں یا 4 ہجری میں نازل ہوا۔ بعض آیات جنگِ اُحد (شوال 3ھ) اور غزوہٴ بنی المصطلق (شعبان 6ھ) کے درمیان مختلف حصوں میں نازل ہوئیں، جب جنگِ اُحد میں کئی مسلمانوں کی شہادت کے بعد بیواؤں اور یتیموں کے کئی مسائل بشمول نکاح، مہر، وراثت وغیرہ پیدا ہو گئے تھے اور منافقین کی ہمتیں بڑھ گئیں تھیں۔

یہودی قبیلے بنی نضیر کی جلاوطنی (رجع الاول 4ھ) سے پہلے، یہودیوں اور منافقین کا بغض و عداوت کھل کر سامنے آ گیا تھا۔ اس موقع پر نوزائیدہ اسلامی مملکت کے استحکام کے لیے منافقین کی سرگرمیوں کا نوٹس لینا ضروری تھا، جو اسلامی ریاست کو کھوکھلا کر دیتی ہیں، چنانچہ یہاں اس سورت میں اسلام کے نظام معاشرت، نظام حکومت اور نظام عدل و قسط کی وضاحت کی گئی ہے۔

صلوة خوف کے احکام (آیت: 102) غزوہ ذات الرقاع (4 ہجری) کے موقع پر نازل ہوئے اور احکام تنہم (آیت: 43) غزوہ بنی المصطلق کے موقع پر (شعبان 6ھ میں) نازل ہوئے۔

خصوصیات

سابقہ دو سورتوں کی طرح سورۃ النساءؑ میں بھی، اہل کتاب کو اسلام کی دعوت دینے کی ہدایت کی گئی ہے، البتہ یہاں یہ اشارہ بھی ملتا ہے کہ اہل کتاب کو اسلام کی دعوت، ایک اجتماعی ریاستی فریضہ بھی ہے۔

سُورَةُ النِّسَاءِ كَاكِتَابِي رِبْط

1۔ سورت ﴿ال عمران﴾ کے دوسرے حصے میں، نئی امت کی تنظیم اور اتحاد کی ہدایات دی گئی تھیں۔ یہاں سورت ﴿النساء﴾ میں اُس کی مزید توضیح ہے کہ یہ تنظیم صرف میدانِ جہاد تک محدود نہیں، بلکہ خاندان سے لے کر ریاستی اداروں تک وسیع ہوگی۔

2- یہاں سورت ﴿النساء﴾ میں اسلامی حکومت کے قیام کی طرف اشارہ ہے۔ اگلی سورت ﴿المائدہ﴾ میں اسلامی عدالتوں کے قیام کی طرف اشارہ ہے، تاکہ اسلام کے فوجداری نظام پر عمل درآمد ہو سکے۔

اہم کلیدی الفاظ اور مضامین

1۔ مہر: اس سورت میں مہر کے احکام بار بار آئے ہیں۔ اس سے اس کی فرضیت اور اہمیت معلوم ہوتی ہے۔ مہر کے لیے کئی الفاظ استعمال کیے گئے۔ (صافات: 4)۔ (نہضۃ: 1)۔ (آیت: 24)۔ (أُجُور)۔

(آیت: 10)۔ قسطار اور خزانہ بھی مہر میں دیا جائے تو واپس نہیں دیا جاسکتا۔

2- ﴿طاغوت﴾ کے سلسلے میں دو باتیں بیان ہوئی ہیں۔ طاغوت کے پاس تحکیم کے لیے اپنے مقدمات نہیں لے جائے جاسکتے، کیونکہ قرآن نازل ہو چکا ہے، اب وحی کی روشنی میں فیصلے ہوں گے۔ یہاں طاغوت سے مراد غیر اسلامی عدالتیں ہیں۔ (آیت: 60) دوسری بات یہ بتائی گئی کہ مسلمان اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہیں اور کافر طاغوت کے لیے۔ یہاں طاغوت سے مراد وہ نظریہ ہے، جس کے ماتحت کافر لیڈر اپنی قوم کو جنگ کے لیے ابھارتے ہیں۔ (آیت: 76)

3- پاک دامنی: مردوں اور عورتوں یعنی دونوں کو حکم دیا گیا کہ وہ پاک دامنی اختیار کریں۔ ﴿مُحَصَّنَاتٍ﴾ محفوظ، قلعہ بند اور پاک دامن رہیں۔ چنانچہ مردوں کے لیے ﴿مُحَصَّنِينَ غَيْرَ مُصْطَفِيْنَ﴾ اور عورتوں کے لیے ﴿مُحَصَّنَاتٍ غَيْرَ مُصَافِحَاتٍ وَلَا مُتَبَعَاتٍ﴾ کے الفاظ استعمال کیے گئے۔ (آیات: 24، 25)

سورة النساء کا نظم جلی اور اس کی خصوصیت

﴿سورة النساء﴾ نو (9) پیرا گرافوں پر مشتمل ہے۔

اس سورت کے نظم کی خصوصیت یہ ہے کہ اس سورت میں پہلے، تیسرے اور نویں پیرا گراف پر مشتمل عائلی، معاشرتی، سیاسی اور عدالتی احکام کے درمیان، دوسرے، چھٹے اور آٹھویں پیرا گراف میں، بنی اسمعیل اور بنی اسرائیل دونوں کو اسلام کی دعوت دی گئی ہے۔

مضبوط اجتماعیت یعنی اسلامی ریاست کے قیام اور استحکام کے لیے اندرونی دشمنوں (یعنی منافقین) کے بارے میں احکامات بھی چوتھے اور ساتویں پیرا گراف میں دیئے گئے ہیں۔

1- آیات 1 تا 43: پہلے پیرا گراف میں کئی معاشرتی احکام دیئے گئے ہیں، جن میں قانونِ وراثت بھی شامل ہے۔

(a) پہلی آیت میں اجتماعی معاشرتی زندگی کی تہمید ہے۔ میاں بیوی ایک دوسرے کے لیے اجنبی نہیں ہیں۔ وہ آدم و حوا کی اولاد ہی ہیں۔ نکاح کے نتیجے ہی میں رشتے پیدا ہوتے ہیں، خاندان بنتا ہے، اور خاندان ہی معاشرے کی بنیادی اکائی (Basic Unit) ہے۔ اس لیے اللہ سے ڈرتے ہوئے رشتوں کو قائم و دائم رکھنا چاہیے۔

(b) اس کے بعد بتائی اور بیواؤں کے حقوق بیان کیے گئے۔

یتیم کا مال کھانا حرام ہے۔ دو دو تین تین چار چار عورتوں سے نکاح کی اجازت دی گئی، بشرط یہ کہ انصاف کیا جاسکے۔ یتیموں کے اموال عقل مند افراد کے زیر تصرف ہوں۔ بالغ ہونے پر یتیموں کا مال انہیں واپس کر دیا جائے۔ یتیموں کا مال کھانے والے دوزخ کی آگ میں جلیں گے۔ خوش دلی سے مہر ادا کرنے کا حکم دیا گیا۔

﴿وَاتُوا النِّسَاءَ صَدُقَتِهِنَّ نِحْلَةً﴾ (آیت: 4)

(c) آیات 12 تا 14 میں وراثت کے احکام (Laws of Inheritance) بیان کیے گئے۔

ان احکام کو ﴿حُدُودُ اللَّهِ﴾ کہا گیا ہے جن کی خلاف ورزی کی سزا دوزخ ہے۔ (آیت: 14)

2/3 حصہ صرف دو سے زائد بیٹیوں (سگی یا ماں شریک سوتیلی بہنوں) کا ہے جب اصول اور فروع نہ ہوں اور سگے بھائی بھی نہ ہوں۔

1/3 ماں کا حصہ ہے، جب اولاد نہ ہو اور دو یا زیادہ بہن بھائی نہ ہوں، نیز ماں شریک سوتیلے بھائیوں کا بھی حصہ ہے جب باپ دادا اور اولاد نہ ہو۔

1/6 والدین کا حصہ ہے، جب اولاد نہ ہو۔ ماں کا حصہ ہے، جب بھائی موجود ہوں۔ ماں شریک سوتیلے بھائی بہنوں کے لیے، جب میت کے والدین بھی نہ ہوں اور اولاد بھی نہ ہو۔

1/2 حصہ صرف ایک بیٹی کے لیے اور بیوی کے بے اولاد شوہر کے لیے ہے۔

1/4 حصہ، اولاد والی بیوی کے شوہر کے لیے ہے۔ اور بے اولاد شوہر کی بیوی کے لیے ہے۔

1/8 حصہ اولاد والی بیوہ کے لیے ہے۔

وراثت کے تمام حصے وصیت اور ﴿ذِین﴾ یعنی قرض کو ادا کرنے کے بعد تقسیم کیے جائیں گے۔

(d) بدکاری اور فحاشی کی سزائیں بتائی گئیں اور قبولیتِ توبہ کے احکام دیئے گئے۔ آیت: 15 منسوخ ہے۔

سورۃ النور کی آیت: 2 اس کی ناخ ہے۔ (غیر شادی شدہ زانیہ کے لیے سو کوڑے ہیں اور شادی شدہ کے لیے رجم) اب بدکار عورت کو موت تک روکا نہیں جائے گا۔

(e) حسن معاشرت کے اصول بیان کیے گئے، جن میں بیویوں کے حقوق، مہر کی فرضیت اور محرمات نکاح کی تفصیل ہے۔ زبردستی بیویوں کے وارث بننے سے روکا گیا۔ بیویوں سے حسن سلوک کا حکم دیا گیا۔ ﴿وَعَاشِرُوهُنَّ

بِالْمَعْرُوفِ﴾ (آیت: 19) مہر قطار (ڈھیر سارا) بھی ہو سکتا ہے اور اسے واپس نہیں لیا جاسکتا (آیت: 20)

ان چدرہ (15) خواتین کی تفصیل بیان کی گئی، جن سے مسلمان مردوں کا نکاح حرام ہے۔ (آیت: 22، 23)

(f) مسلمانوں کو باہمی استحصا اور معاشی خودکشی سے روکا گیا اور کبیرہ گناہوں سے بچنے کی ہدایت کی گئی۔

کسی بھی معاملے کے صحیح ہونے کے لیے دو شرطیں بیان کی گئیں۔ (1) معاملہ باطل نہ ہو (بذاتِ خود حق پر مبنی ہو)۔

(2) باہمی رضامندی پر مشتمل ہو۔ خودکشی اور مسلمانوں کی باہمی معاشی خودکشی کو حرام ٹھہرایا گیا۔ (آیت: 29)

مالی معاملات میں ﴿ظُلْمٌ وَعُدْوَانٌ﴾ کی سزا دوزخ بتائی گئی۔ (آیت: 30)

(g) حقوق زوجین بتائے گئے۔ مرد خاندان کا سربراہ ہے ﴿الرِّجَالُ قَوِّمُونَ عَلَى النِّسَاءِ﴾ اور تنازعے کی صورت

میں تحکیم کی ہدایت کی گئی۔ بیویوں کی اصلاح کے تین طریقے بیان کیے گئے۔ میاں بیوی کے حقوق کی وضاحت کی گئی۔

(h) حقوق اللہ کی وضاحت کی گئی کہ اُس کی خالص عبادت، شرک کی ملاوٹ کے بغیر کی جائے۔ (آیت: 36)

حقوق العباد کی وضاحت کی گئی کہ بخل سے بچ کر، معاشرے کے مختلف افراد کے مالی حقوق ادا کئے جائیں۔

(i) نماز، غسل اور تیمم کے متفرق احکام بتائے گئے۔ جنابت کی حالت میں غسل فرض ہو جاتا ہے اور پانی نہ ملنے کی صورت میں تیمم کیا جاسکتا ہے۔ تیمم کا طریقہ بتایا گیا۔

2- آیات 44 تا 57: دوسرے پیرا گراف میں، اہل کتاب کو دعوت اسلام دی گئی ہے۔

(a) اہل کتاب کی گمراہیاں بیان کی گئیں کہ وہ گمراہی خریدتے ہیں۔ کلام کو اپنے موقع و محل سے پھیر دیتے ہیں۔

(b) اہل کتاب کو دعوت اسلام دی گئی۔ ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا الْكِتَابَ آمَنُوا بِمَا نَزَّلْنَا مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ﴾ اہل کتاب کو صاف صاف بتا دیا گیا کہ شرک ناقابل معافی جرم ہے، باقی گناہ معاف ہو سکتے ہیں۔ (آیت: 48)

(c) اہل کتاب کی ادھام پرستی پر تنقید کی گئی کہ وہ ﴿جنت﴾ اور ﴿طاغوت﴾ پر ایمان رکھتے ہیں۔

ان کے تعصب پر گرفت کی گئی کہ مسلمانوں کے مقابلے میں ﴿مشرکین﴾ کو زیادہ ہدایت یافتہ سمجھتے ہیں۔ ان پر اللہ کی لعنت ہے۔ یہ بخیل ہیں۔

(d) رسول اللہ ﷺ پر ایمان نہ لانے والے اہل کتاب کے لیے دوزخ ہے، جس میں ان کی کھالیں بدلی جاتی رہیں گی اور مسلسل جلا جلا کر آذیت دی جائے گی۔ اہل کتاب میں سے اسلام قبول کرنے والوں کے لیے جنت اور اُس کی نعمتیں ہوں گی۔ (آیات: 46 تا 56)

3- آیات 58 تا 59: تیسرے پیرا گراف میں، اسلامی ریاست (State) کے اندر رعایا اور حکومت کے حقوق و فرائض پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

تیسرا پیرا گراف صرف دو (2) آیات پر مشتمل ہے۔

(a) آیت 58 میں، عدل و انصاف کے ساتھ عہدے اور مناصب، اہل (Eligible) لوگوں کو تفویض کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

(b) آیت 59 میں، اللہ اور رسول ﷺ کی اطاعت کے ماتحت، حکمرانوں ﴿أُولُوا الْأَمْرِ﴾ کی اطاعت کا حکم دیا گیا۔ اللہ اور رسول ﷺ کی اطاعت مطلق (Absolute) اور غیر مشروط (Un-Conditional) ہے، جب کہ

حکمرانوں اور دیگر بزرگوں، اماموں اور مفتیوں ﴿أُولُوا الْأَمْرِ﴾ کی اطاعت (Bound & Conditional) مقید اور مشروط ہے۔ حکمرانوں اور دیگر ﴿أُولُوا الْأَمْرِ﴾ سے اختلاف اور نزاع کی صورت میں، کتاب و سنت کی طرف رجوع کرنے کی ہدایت کی گئی ہے ﴿فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ﴾

4- آیات 60 تا 104: چوتھے پیرا گراف میں، منافقین اور جہاد کا تذکرہ ہے۔

(a) منافقین پر فرد جرم عائد کی گئی کہ وہ اختلافی مسائل کے حل کے لیے قرآن کو چھوڑ کر ﴿طَاغُوت﴾ سے فیصلے کراتے ہیں اور ﴿يُشْرِكُ فِي الشَّرِيعِ﴾ کے مرتکب ہوتے ہیں (آیت: 60)۔ قرآن و سنت سے گریز کا رویہ اختیار کرتے ہیں (آیت: 61)۔ جھوٹی قسمیں کھاتے ہیں (آیت: 62)۔

(b) منافقین پر واضح کیا گیا کہ ہر رسول کو ﴿مُطَاع﴾ بنا کر بھیجا جاتا ہے، اس لیے رسول اللہ ﷺ کی اطاعت ان پر واجب ہے۔ ﴿وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُولٍ إِلَّا لِيُطَاعَ بِإِذْنِ اللَّهِ﴾ (آیت: 64) منافقین کو صاف صاف بتا دیا گیا کہ ان کا ایمان اُس وقت تک معتبر نہیں ہوگا، جب تک وہ دل کی گہرائیوں سے رسول اللہ ﷺ کے فیصلوں کو نہ مان لیں ﴿لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّى يُحَكِّمُوكَ﴾ (آیت: 65)۔

(c) مسلمانوں کو ہر وقت جہاد کے لیے تیار رہنے کا حکم دیا گیا۔ منافقین کے جہاد سے فرار کے رویے پر روشنی ڈالی گئی۔ مظلوموں کی مدد کے لیے جہاد کی ترغیب دی گئی۔ (آیات: 71 تا 75)

(d) جہاد کی دو (2) قسمیں بتائی گئی ہیں (1) ﴿جِهَادٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ﴾ اور (2) ﴿جِهَادٍ فِي سَبِيلِ الطَّاغُوتِ﴾ مؤمن اللہ کے راستے میں لڑتے ہیں، کافر طاغوت کے راستے میں جنگ کرتے ہیں۔ شیطان کے اولیاء سے جہاد فرض ہے۔

(e) منافقین گرفتار کے غازی ہوتے ہیں۔ ﴿كُفُّوا أَيْدِيَكُمْ﴾ ”ابھی اپنے ہاتھوں کو روک رکھو“ کے حکم پر بلند و بانگ دعوے کرتے تھے، لیکن فرضیت جہاد کے بعد ﴿لَمْ تَكُنْ عَلَيْنَا الْقِتَالِ﴾ ”تو نے ہم پر قتال کیوں فرض کر دیا؟“ کی صدا سنیں لگانے لگے (آیت: 77)۔ منافقین ہمیشہ موت سے خائف رہتے ہیں۔ (آیت: 78)

(f) منافقین کو سمجھایا گیا کہ رسول اللہ ﷺ کی اطاعت، دراصل اللہ کی اطاعت ہے۔

﴿مَنْ يُطِيعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ﴾ (آیت: 80)

(g) منافقین کو اہم معلومات امیر اور اہل علم تک پہنچانے کا حکم دیا گیا، جو استنباط کر کے صحیح نتیجے تک پہنچ سکتے ہیں۔

(h) منافقین کے طریقہ سلام پر تنقید کی گئی اور ﴿لَقَدْ حَبِطُوا بِأَحْسَنَ مِنْهَا أَوْ رُدُّوْهَا﴾ کا حکم دیا گیا۔ (آیت: 86)

مسلمانوں کو تنبیہ کی گئی کہ وہ یکسو ہو جائیں اور منافقین کے بارے میں دو آراء نہ رکھیں۔ (آیت: 88)

(i) ﴿ذَارُ الْكُفْرِ﴾ کے مسلمانوں کے بارے میں وضاحت کی گئی کہ انہیں ﴿ذَارُ الْإِسْلَامِ﴾ کی طرف ہجرت تک ولایت حاصل نہیں ہو سکتی (آیت: 89)

(j) منافقین کی قسمیں بیان کی گئیں اور ان دو رُخے منافقین سے جنگ کرنے کا حکم دیا گیا، جو دست درازی کریں۔

(k) قتل خطا اور قتل عمد کے احکام کی وضاحت کی گئی۔ قتل خطا کا کفارہ ایک غلام آزاد کرنا اور وارثوں کو دیت ادا کرنا

ہے۔ دشمن قوم کا آدمی غلطی سے ہلاک ہو جائے تو صرف غلام آزاد کرنا ہوگا۔ کسی قوم سے بیثاق وعہد ہو تو ایسی صورت میں غلام بھی آزاد کرنا ہوگا اور دیت بھی ادا کرنی ہوگی۔ غلام نہ ہو تو دو ماہ کے مسلسل روزے رکھنا ضروری ہے۔

(I) جہاد کی فضیلت بیان کرتے ہوئے صاف کہہ دیا گیا کہ ﴿فَلَا عُدَیْنِ﴾ اور ﴿مُجَاهِدِیْنِ﴾ برابر نہیں ہو سکتے۔ جب جہاد فرض عین نہ ہو، بلکہ فرض کفایہ ہو تو گھر پر بیٹھنے والے ﴿فَلَا عُدَیْنِ﴾ اور مجاہدین کے لیے دعا کرنے والوں کا درجہ اُن ﴿مُجَاهِدِیْنِ﴾ سے کم تر ہوگا، جو میدانِ جنگ میں صفِ آراء ہوں گے (آیات: 95، 96)

(m) ﴿دَارُ الْکُفْرِ﴾ کے مسلمانوں کے لیے ضروری ہے کہ وہ ﴿دَارُ الْاِسْلَامِ﴾ کے قیام کے بعد لازماً ہجرت کر لیں، ورنہ وہ دوزخی ہوں گے۔ ہجرت کے نتیجے میں دنیاوی فائدے اور اموالِ غنیمت بھی حاصل ہوں گے۔

(n) صلاۃ خوف کے احکام بتائے گئے۔ جنگ کی حالت میں آدمی فوج نماز پڑھے گی اور آدمی فوج نگرانی کرے گی۔ پھر وہ اپنی اپنی ڈیوٹیاں بدلیں گے، لیکن نماز وقت کی پابندی کے ساتھ ادا کی جائے گی۔

﴿اِنَّ الصَّلٰوةَ کَانَتْ عَلٰی الْمُؤْمِنِیْنَ کِتٰبًا مُّوَفُّوۡتًا﴾ (آیت: 103)

5- آیات 105 تا 115: پانچویں پیرا گراف میں، نزولِ قرآن کی حکمتیں بیان کی گئی ہیں۔

(a) نزولِ قرآن کا مقصد یہ بتایا گیا کہ ﴿بِمَا اَرَکَ اللّٰهُ﴾ یعنی حدیثِ رسول ﷺ کی روشنی میں لوگوں کے درمیان حق کے ساتھ فیصلہ کرنا ہے۔ (آیت: 105)

(b) راتوں کو چھپ چھپ کر مشورے کرنے والے منافقین پر گرفت کی گئی (آیت: 108) اور رسول اللہ ﷺ کو نفس کی خیانت کرنے والوں کی حمایت سے روک دیا گیا۔ خود گناہ کر کے دوسروں پر الزام تھوپنے والوں کو بڑا گناہ گار ٹھہرایا گیا۔ (آیت: 112) گناہ ہو جانے کے بعد معافی مانگنے والوں کو بشارت دی گئی کہ اللہ غفور و رحیم ہے۔

(c) جو منافقین اپنی خفیہ مجالس میں ﴿نجوی﴾ کیا کرتے تھے، ان پر سخت گرفت کی گئی۔

﴿نجوی﴾ خیر کے کاموں اور اللہ کی خوشنودی ﴿مَرْضَاتِ اللّٰهِ﴾ کے حصول کے لیے جائز ہے۔ (آیت: 114)

(d) منافقین کو مخلص صحابہؓ کا راستہ ﴿سَبِیْلُ الْمُؤْمِنِیْنَ﴾ اختیار کرنے کی ہدایت کی گئی، ورنہ یہ منافقین دوزخ داخل کیے جائیں گے۔ (آیت: 115)

6- آیات 116 تا 134: چھٹے پیرا گراف میں، دوسرے پیرا گراف کی طرح بنی اسرائیل اور بنی اسماعیل دونوں سے ﴿مُجَادِلَہُ﴾ ہے

(a) اولادِ ابراہیم کی دونوں شاخوں کو اسلام کی دعوت دی گئی ہے۔ توحید کی اہمیت بیان کرتے ہوئے بتایا گیا کہ شرک کے علاوہ ہر گناہ معاف کیا جاسکتا ہے۔

(b) بنی اسماعیل فرشتوں کو ﴿اٰنَاسُ﴾ اللہ کی بیٹیاں بنا کر انہیں پکارتے تھے۔ انہیں ابلیس کے دام میں گرفتار نہ ہونے کی ہدایت کی گئی۔ ابلیس بدعات کا حکم دیتا ہے جن کے مرتکب قریش اور بنی اسماعیل ہیں۔ (آیت: 119) یہ دوزخی

ہوں گے۔

(c) بنی اسرائیل اور بنی اسمعیل دونوں کے لئے اہم اصول بتائے گئے اور انہیں دین ابراہیمی کی پیروی کا حکم دیا گیا۔ جنت میں داخلہ نہ تو بنی اسرائیل کے اہل کتاب کی خوش فہمیوں پر موقوف ہے اور نہ بنی اسمعیل اور قریش کی خوش فہمیوں پر ﴿لَيْسَ بِأَمْرٍ لَّيْكُمْ وَلَا أَمْرٍ لِّأَهْلِ الْكِتَابِ﴾ بلکہ نسب سے قطع نظر جو بھی صحیح عقیدہ اور عمل اختیار کرے گا، وہ جنت کا مستحق ہوگا۔ (آیت: 123)

(d) توحید پر ثابت قدمی اختیار کرنے کی وجہ سے، حضرت ابراہیمؑ کو اللہ تعالیٰ نے اپنا دوست ﴿خَلِيلٌ﴾ بنا لیا ہے۔ اس لیے بنی اسرائیل اور بنی اسمعیل دونوں کو اپنے جدا محمدؐ حضرت ابراہیمؑ کا راستہ اختیار کرنا چاہیے۔

(e) تیبیوں سے متعلق معاشرتی احکام عدل کا اعادہ کیا گیا اور ایک سے زیادہ بیویوں کی صورت میں بیویوں میں عدل کا حکم دیا گیا۔ (آیت: 129)

(f) بنی اسرائیل اور بنی اسمعیل دونوں کو حکم تقویٰ دیا گیا اور استبدال قوم کی دھمکی دی گئی۔

﴿إِنْ يَشَأْ يُذْهِبْكُمْ أَيُّهَا النَّاسُ وَيَأْتِ بِآخَرِينَ﴾ (آیت: 133)

(g) ایک اہم اصول یہ بتایا گیا کہ اللہ کے پاس دنیا اور آخرت دونوں کا ثواب موجود ہے ﴿فَعِنْدَ اللَّهِ ثَوَابُ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ﴾، جو قومیں صرف دنیا کی طالب ہوتی ہیں، انہیں دنیا دے دی جاتی ہے، لیکن وہ آخرت سے محروم رہتی ہیں۔

7- آیات: 135 تا 152: ساتویں پیرا گراف میں، منافقت سے بچنے ہوئے، اسلام کا نظام عدل و قسط قائم کرنے کا مطالبہ کیا گیا ہے۔

(a) ہوائے نفس سے بچ کر مسلمانوں کو عدل اجتماعی قائم کرنے کا حکم دیا گیا۔ گواہی اللہ کے لیے ہونی چاہیے، چاہے خود اپنے اور اپنے والدین اور قریبی رشتہ داروں کے خلاف ہی کیوں نہ ہو۔

﴿كُونُوا قَوَّامِينَ بِالْقِسْطِ شُهَدَاءَ لِلَّهِ وَلَوْ عَلَى أَنْفُسِكُمْ أَوِ الْوَالِدَيْنِ وَالْأَقْرَبِينَ﴾
کچے مسلمانوں سے سچے ایمان کا مطالبہ کیا گیا۔ ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا آمِنُوا﴾ (آیت: 136)۔

(b) منافقین کو غیر مسلموں سے قطع تعلق کر لینے کا حکم دیا گیا۔ مسلمانوں کو منافقین کی مجلس استہزاء سے اٹھ جانے کی ہدایت دی گئی ﴿فَلَا تَقْعُدُوا مَعَهُمْ حَتَّىٰ يَخُوضُوا فِي حَدِيثٍ غَيْرِهِ﴾ (آیت: 140)۔
اللہ تعالیٰ منافقین اور کافرین کو جہنم میں جمع کرے گا۔

منافقین کی صفات بیان کی گئیں۔ (آیات 141 تا 147)

(1) ﴿تَرْبُّصٌ﴾ یعنی انتظار کرو اور دیکھو کی پالیسی پر عمل کرتے ہیں۔ (2) ﴿يُخَادِعُونَ اللَّهَ﴾ یعنی اللہ کو

دھوکہ دینے کی کوشش کرتے ہیں۔ (3) ﴿فَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ﴾ نماز کے لیے کسل مندی سے کام لیتے ہیں۔ (4) ﴿يُرَاءُ وَنَ النَّاسِ﴾ یعنی ریاء کاری کرتے ہیں۔ (5) ﴿وَلَا يَذْكُرُونَ اللَّهَ إِلَّا قَلِيلًا﴾ نماز میں اللہ کو بہت کم یاد کرتے ہیں۔ (6) ﴿مُذَبِّحِينَ﴾ ہوتے ہیں، پختہ ایمان کے بجائے تذبذب کا شکار ہوتے ہیں۔ کچے مسلمانوں کو حکم دیا گیا کہ وہ کافروں کو اپنا دوست نہ بنائیں۔

﴿لَا تَتَّخِذُوا الْكَافِرِينَ أَوْلِيَاءَ مِنْ دُونِ الْمُؤْمِنِينَ﴾ (آیت: 144)

منافقین کے لئے دوزخ میں ﴿الذَّكَاءُ السَّفَلُ﴾ سب سے نچلا حصہ ہوگا۔ (آیت: 146)

(c) مظلوموں کے علاوہ کسی کو کسی دوسرے شخص کے بارے میں بری بات ﴿جَهْرًا بِالسُّوءِ﴾ زبان سے نکالنے کی اجازت نہیں ﴿لَا يُحِبُّ اللَّهُ الْجَهْرَ بِالسُّوءِ مِنَ الْقَوْلِ إِلَّا مَنْ ظَلَمَ﴾ (آیت: 148)۔

منافقین کو مٹنی پر دپیگنڈے سے روک دیا گیا اور جزوی ایمان ﴿نُؤْمِنُ مِنْ بَعْضٍ﴾ و نكفرو بَعْضٍ پر عذاب کی دھمکی دی گئی اور اللہ اور رسول ﷺ پر سچے ایمان کی صورت میں جنت کی بشارت دی گئی۔ (آیت: 152)

8- آیات: 153-175: آٹھویں پیرا گراف میں، چھٹے پیرا گراف کی طرح اہل کتاب بالخصوص عیسائیوں سے

﴿مُجَادَلَهُ﴾ ہے۔

بنی اسرائیل کے جرائم بیان کر کے اُن کے خلاف فردِ جرم عائد کی گئی۔ اُن کے خیر و شر کی وضاحت کی گئی۔

(a) عیسائیوں کو صاف بتا دیا گیا کہ حضرت عیسیٰؑ قتل نہیں کیے گئے۔ (آیت: 157)۔

رسول ﷺ سے کتاب اتارنے کے مطالبے پر تبصرہ کیا گیا کہ اسی طرح حضرت موسیٰؑ کو بھی اذیت پہنچائی گئی تھی۔

(b) یہودیوں کے جرائم گنوائے گئے۔ اللہ تعالیٰ کو دیکھنے کا مطالبہ، پچھڑے کو خدا بنا لینا، سبت کے احکام کی نافرمانی۔

نقضِ میثاق کا مرتکب ہونا، انبیاء کا قتل وغیرہ (آیت: 155)، حضرت مریمؑ پر بہتان اور حضرت عیسیٰؑ کا انکار (آیت: 156) سود خوری میں مبتلا ہونا (آیت: 161) وغیرہ۔

قیامت سے پہلے تمام اہل کتاب حضرت عیسیٰؑ پر ایمان لائیں گے۔ (آیت: 159)

(c) معقول اہل کتاب ﴿الرَّاسِخُونَ﴾ کو دعوتِ اسلام دی گئی اور منصبِ رسالت کی وضاحت کی گئی۔ رسول ﷺ پر وحی پہنچنے انبیاء کی طرح ہے۔ وحی کا مقصد اتمامِ حجت ہے۔

﴿لِنَلَّا يَكُونَ لِلنَّاسِ عَلَى اللَّهِ حُجَّةً﴾ (آیت: 165)

(d) تمام دنیا کے انسانوں کو دعوت دی گئی کہ آخری رسول محمد ﷺ پر ایمان لے آئیں یہی ان کے حق میں بہتر ہے۔

﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَكُمْ الرَّسُولُ بِالْحَقِّ مِنْ رَبِّكُمْ فَاصْبِرُوا خَيْرًا لَكُمْ﴾ (آیت: 170)

(e) اہل کتاب کو غلو اور مبالغہ آرائی سے بچنے کا حکم دیا گیا۔ ﴿لَا تَغْلُوا فِي دِينِكُمْ﴾ (آیت: 171)

(f) عیسائیوں کو عقیدہ تثلیث (Trinity) چھوڑنے کی ہدایت کی گئی۔

﴿وَلَا تَقُولُوا لِمَا كُنَّا لَا عِلْمَ لَنَا بِهِ﴾ (آیت: 171)

حضرت عیسیٰؑ نے اپنے آپ کو اللہ کا بندہ کہلوانے میں کبھی شرم محسوس نہیں کی۔ (آیت: 172)

(g) عالم گیر رسالت محمدی ﷺ پر ایمان کی دعوت کا اعادہ کیا گیا۔ ﴿ہرہان﴾ اور ﴿نور﴾ آجانے کے بعد اسلام لانا ضروری ہے۔

﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَكُمْ بُرْهَانٌ مِّن رَّبِّكُمْ وَأَنزَلْنَا إِلَيْكُمْ نُورًا مُّبِينًا﴾ (آیت: 174)

آخر میں ایمان لا کر اس کی پیروی کرنے والوں کو ﴿رحمت﴾ اور صراطِ مستقیم کی بشارت دی گئی (آیت: 175)۔

9۔ نواں پیرا گراف آخری آیت (176) پر مشتمل ہے۔

جس میں ﴿گلا لہ﴾ کے احکام بیان کر کے، قانونِ وراثت کی ایک ذیلی شق ﴿گلا لہ﴾ کی وضاحت کی گئی ہے۔ یہ دراصل پہلے پیرا گراف کی آیات 12-14 کا ضمیمہ ہے۔ ﴿گلا لہ﴾ سے مراد ایسی میت ہے، جو نہ تو اوپر ماں باپ چھوڑ کر مرے اور نہ ہی نیچے بیٹا، بیٹی چھوڑے۔ اولاد نہ ہونے کی صورت میں اکیلی بہن کو نصف حصہ ملے گا اور ایک سے زائد بہنوں کی صورت میں دو تہائی حصہ۔ بہن اور بھائی دونوں موجود ہوں تو بھائیوں کو بہنوں کے مقابلے میں دو گنا حصہ ملے گا۔

مرکزی مضمون

مسلمانوں کو ہدایت کی گئی کہ وہ ساری دنیا کو بالخصوص اہل کتاب اور نصاریٰ کو دعوتِ اسلام دیں۔ مسلمانوں کو منافقت سے بچتے ہوئے، خالص توحید کے ساتھ، خاندان سے لے کر ریاست (State) تک، ایک مضبوط اجتماعیت قائم کرنا چاہیے۔

وضاحت: 'خاندان' معاشرے کی بنیادی اکائی ہوتا ہے۔ اور اجتماعیت کی اعلیٰ ترین شکل ریاست (State) ہے۔ خاندان کی مضبوطی کا دار و مدار، میاں، بیوی، اولاد اور ماں باپ کے علاوہ رشتہ داروں اور یتیموں کے حقوق کے تحفظ پر ہوتا ہے، جب کہ ریاست کا استحکام خارجی محاذ کے علاوہ، داخلی محاذ پر اتحاد و یکجہتی پر منحصر ہے، منافقین ریاست کو کھوکھلا کرتے ہیں۔ اسلامی اجتماعیت کے فرائض میں اہل کتاب کو اسلام کی دعوت و تبلیغ بھی شامل ہے۔

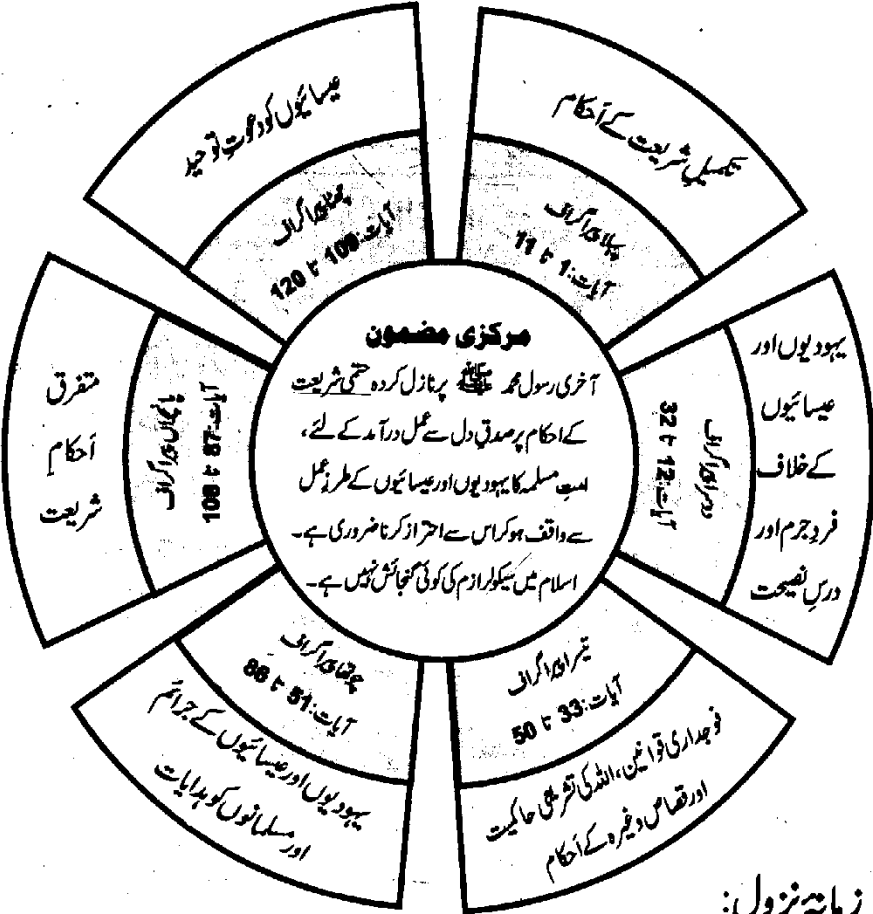


ترتیبی نقشہ ربط

05- سُورَةُ الْمَائِدَةِ

نظم جلی

آیات : 120 مَذِیْبَةُ پیراگراف : 6



زمانہ نزول:

سورت ﴿الْمَائِدَةِ﴾ کا مَعْتَد بہ حصہ حدیبیہ (ذوالقعدہ چہ ہجری) کے بعد، یا غالباً سات (7) ہجری میں نازل ہوا۔

حالیہ احرام کے آداب، غالباً عمرہ حدیبیہ یا عمرہ قضا (7ھ) کے موقع پر نازل ہوئے۔ بعض متفرق آیات بھی بعد میں بھی نازل ہوئیں، لیکن سلسلہ کلام میں پیوست ہیں۔

تکمیل دین کے مضمون پر مشتمل قرآن کی آیت ﴿الْيَوْمَ اكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ﴾ (المائدہ: 3) بھی اسی سورت میں آئی ہے، جو غالباً سب سے آخر میں نازل ہونے والی آیت ہے، البتہ سب سے آخر میں نازل ہونے والی مکمل سورت، سورۃ النّصر ﴿إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللَّهِ وَالْفَتْحُ﴾ ہے۔

سُورَةُ الْمَائِدَةِ کا کتابی ربط

- 1- پچھلی تین سورتوں، البقرة، ال عمران اور النساء کی طرح اس سورت میں بھی، اہل کتاب کو اسلام قبول کرنے کی دعوت دی گئی ہے۔
- 2- پچھلی سورت ﴿النساء﴾ میں خاندانی اور ریاستی اداروں کی تنظیم کا ذکر تھا۔ یہاں سورت ﴿المائدہ﴾ میں اسلامی عدالتوں کے قیام کی طرف اشارہ ہے، تاکہ اسلام کے فوجداری قوانین پر بھی عمل درآمد ہو سکے، چوروں کے ہاتھ کاٹے جاسکیں اور اسلامی ریاست کے دشمن ﴿مُحَارِبِينَ﴾ کو سزا دی جاسکے۔

اہم کلیدی الفاظ اور مضامین

- 1- ﴿عُقُود﴾: سُورَةُ الْمَائِدَةِ کی پہلی آیت ہی میں ﴿عُقُود﴾ یعنی معاہدوں (Agreements) کی پابندی کرنے کا حکم دیا گیا۔ (آیت: 1)
- 2- سورۃ المائدہ میں، حلال و حرام کے مندرجہ ذیل احکام دیئے گئے۔
 احرام کی حالت میں شکار حرام ہے (آیت: 1)۔ شعائر اللہ کو حلال نہیں کیا جاسکتا (آیت: 2)۔
 گیارہ (11) چیزیں حرام ہیں۔ مردار، خون، سور کا گوشت، غیر اللہ کے نام کا ذبیحہ، گلا گھٹ کر مرنے والا جانور، چوٹ کھا کر اور گڑھے میں گر کر مرنے والا جانور، بکھر سے ہلاک ہونے والا جانور، درندے کا شکار زدہ، آستانوں پر ذبح کیا گیا جانور اور پانسوں کے ذریعے قسمت معلوم کرنا۔ (آیت: 3)
 تربیت یافتہ شکاری کتے کا روکا ہوا جانور بھی حلال ہے (آیت: 4)
 اہل کتاب کا کھانا اور ان کی محفوظ عورتیں ﴿مُحَصَّنَات﴾ بھی مسلمانوں کے لیے حلال ہیں (آیت: 5)
 شراب، جوا، آستانے اور پانسوں کے تیر حرام ہیں۔ (آیت: 90)
 احرام کی حالت میں خشکی کا شکار حرام اور سمندری شکار حلال ہے۔ (آیات: 95 اور 96)
- 3- سورۃ المائدہ میں اسلام کے فوجداری قوانین (Criminal Codes) بھی بیان کیے گئے۔

(آیات 33، 38 اور 45)

- (a) اسلامی ریاست کا تختہ الٹنے والے فسادی ﴿مُفْسِدِينَ﴾ کے لیے چار (4) فوجداری سزائیں مقرر کی گئیں، جنہیں حکومت اپنی صوابدید کے مطابق جاری کر سکتی ہے۔ (آیت: 33)
- (b) چوری کرنے والے مرد و خواتین کے لیے ہاتھ کاٹنے کی سزا مقرر کی گئی۔ (آیت: 38)
- (c) تورات کے احکام قصاص کا اعادہ کیا گیا۔ جان کے بدلے جان، کان کے بدلے کان وغیرہ۔ (آیت: 45)

4- سورۃ المائدہ میں ﴿توحید تشریع﴾ یعنی ﴿توحید حاکمیت﴾ اور حکیم الہی کی وضاحت کی گئی۔ اللہ تعالیٰ ﴿خالق﴾ بھی ہے، ﴿رب﴾ بھی ہے، ﴿الہ﴾ اور ﴿معبود﴾ بھی ہے اور ﴿حاکم وشارع﴾ (Law-Giver) بھی ہے۔

(a) پہلی آیت ہی میں ﴿إِنَّ اللَّهَ يَحْكُمُ مَا يُرِيدُ﴾ کے الفاظ کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے، اپنے ﴿استحقاق حاکمیت﴾ کو ثابت کیا ہے۔

(b) ﴿مَا أَنْزَلَ اللَّهُ﴾ یعنی قرآن و سنت کے مطابق فیصلے نہ کرنے والے کافر ہیں۔ ظالم ہیں۔ فاسق ہیں (آیات: 44، 45، 47)

(c) رسول اللہ ﷺ کو حکم دیا گیا کہ وحی کے مطابق فیصلے کریں۔ ﴿فَاحْكُم بَيْنَهُم بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ﴾ (آیات: 48 اور 49)

(d) اللہ سے بہتر ﴿حَاكِم﴾ اور قانون ساز کون ہو سکتا ہے؟ ﴿وَمَنْ أَحْسَنُ مِنَ اللَّهِ حُكْمًا؟﴾ (آیت: 50)

5- اس سورۃ المائدہ میں، عیسائیوں کے عقیدہ حُلُول (Incarnation) کا ابطال بھی کیا گیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں عیسائیوں کے دو (2) فرقے تھے۔

(a) پہلا فرقہ حضرت عیسیٰ کو اللہ کہتا تھا۔ یہ فرقہ ﴿حلول﴾ کا قائل تھا کہ اللہ تعالیٰ نے گوشت پوست کے انسان عیسیٰ میں ﴿حلول﴾ کیا ہے۔ عیسیٰ ہی خدا ہیں۔ اللہ اور عیسیٰ ایک ہیں۔ قرآن نے انہیں کافر کہا۔ ﴿لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ هُوَ الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ﴾ (آیات 17 اور 72)

(b) دوسرا فرقہ تثلیث (Trinity) کا قائل تھا۔ وہ اللہ تعالیٰ کو تین خداؤں کے مُتَلَكِّث میں سے تیسرا خیال کرتا تھا۔ قرآن نے انہیں بھی کافر قرار دیا ﴿لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ ثَلَاثٌ ثَلَاثَةٌ﴾ (آیت: 73)

6- اس سورت میں عیسائیوں کے ﴿غُلُو فِي الْإِيمَانِ﴾ کا بھی ابطال کیا گیا اور ان سے مطالبہ کیا گیا کہ وہ اس ﴿غُلُو﴾ کو ترک کر دیں۔

مبالغہ آرائی سے بچیں۔ ﴿قُلْ يَٰٓأَهْلَ الْكِتَابِ لَا تَغْلُوا فِي دِينِكُمْ غَيْرَ الْحَقِّ﴾ (آیت: 77) ﴿غُلُو﴾ ہی کے نتیجے میں انہوں نے اپنے ایک رسول حضرت عیسیٰ کو، اللہ کا بیٹا بنا کر اُس کی خدائی میں شریک کر لیا، جس طرح یہودیوں نے حضرت عزیر کو اللہ کا بیٹا قرار دیا تھا اور لعنت کے مستحق ہو گئے تھے (التوبہ: 30)

7- حضرت عیسیٰ کے ﴿حواری﴾ مسلمان تھے۔ ان کے بارے میں دو اہم باتیں آئی ہیں۔

(a) ﴿حَوَارِيَّيْنِ﴾ نے صاف کہہ دیا: ”ہم ایمان لے آئے! اے اللہ تو گواہ رہنا کہ ہم مسلمان ہیں“ ﴿أَمَنَّا﴾

وَأَشْهَدُ بِأَنَّنَا مُسْلِمُونَ ﴿آیت: 111﴾

(b) ﴿حَوَارِیِّینَ﴾ کے لیے حضرت عیسیٰؑ نے دعا کی اور ان کے لیے آسمان سے ﴿المَائِدَةُ﴾ دسترخوان نازل کیا گیا۔ (آیت: 115)

8۔ سورۃ المائدہ میں ﴿اقَامَتِ تورات وانجیل﴾ کے حوالے سے دو (2) آیات آئی ہیں۔

(a) اِقامَتِ تورات وانجیل کے بغیر، اہل کتاب کی کوئی اساس اور بنیاد نہیں ہو سکتی (آیت: 6) آج کے یہود و نصاریٰ تورات وانجیل کے قانون ہی کے قائل نہیں، وہ بھلا قرآن کے قانون کو کیسے تسلیم کر سکتے ہیں؟
(b) اگر اہل کتاب اِقامَتِ تورات وانجیل کرتے تو اپنے اوپر اور نیچے سے رزق پاتے (آیت: 66)

سُورَةُ الْمَائِدَةِ کا نظم جلی

سورۃ ﴿المائدة﴾ چھ (6) پیرا گرافوں پر مشتمل ہے۔ اور اس کے نظم کی مندرجہ ذیل خصوصیات ہیں۔
پہلے، تیسرے اور پانچویں پیرا گراف میں تکمیل شریعت کے احکام دیئے گئے ہیں۔ اور درمیان میں تذکیر رکھی گئی ہے۔ دوسرے اور چوتھے پیرا گراف میں بنی اسرائیل کے حوالے سے تذکیر ہے۔ آخری یعنی چھٹے پیرا گراف میں عیسائیوں کو دعوت اسلام ہے۔

1۔ آیات: 1 تا 11: پہلے پیرا گراف میں، (تکمیل شریعت کے احکام) بیان کیے گئے ہیں۔

عقود یعنی معاہدوں (Agreements) کی پابندیوں کا حکم دیا گیا اور احرام کی حالت میں شکار کو حرام ٹھہرایا گیا۔

احرام اتارنے کے بعد شکار کیا جاسکتا ہے۔ (آیت: 2)

شعائر اللہ اور حرام مہینوں اور جانوروں اور حایوں کی حرمت کو پامال نہیں کیا جاسکتا۔ (آیت: 2)
نیکی اور تقویٰ کے کاموں میں تعاون کی ہدایت دی گئی اور ﴿الْإِثْمَ وَالْعُدْوَانَ﴾ میں تعاون سے روکا گیا۔ تکمیل دین کی آیت نازل کی گئی۔ (آیت: 3)

وضو کا طریقہ، غسل اور تیمم کے احکام بتائے گئے۔ (آیت: 6)

مسلمانوں کو ﴿سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا﴾ کا سبق یاد رکھنے اور ﴿تَقْوَى﴾ کا پاس دلناظر کرنے کا حکم دیا گیا۔

قیام عدل کے لیے قوام بن کر قیادت کا فریضہ انجام دینے کی ہدایت کی گئی۔

﴿وَأَعِدُّواْ لَهُوَ أَقْرَبُ لِلتَّقْوَى﴾ کا حکم دیا گیا۔

”عدل کرو! یہ عدل و انصاف سے زیادہ قریب ہے“۔ (آیت: 8)

اللہ کے احسان کا ذکر کیا گیا کہ اُس نے رسول اللہ ﷺ کے قتل کی سازش کو ناکام بنا دیا۔

﴿فَكَفَّ آيِدِيَهُمْ عَنْكُمْ﴾ (آیت: 11)

2- آیات 12 تا 32: دوسرے پیرا گراف میں، ﴿یہودیوں اور عیسائیوں کے خلاف فرد جرم﴾ ہے اور اُن کے لیے درسِ نصیحت ہے۔

- یہودیوں کے جرائم کا ذکر کرتے ہوئے بتایا گیا کہ بارہ (12) نقیبوں کو مقرر کر کے اُن سے ایک مشروط عہد و میثاق لیا گیا تھا کہ اللہ کی معیت اُن کے ساتھ ہوگی، اس شرط پر کہ وہ نماز اور زکوٰۃ کا اہتمام کریں گے، رسولوں پر ایمان لائیں گے، ان کی مدد کریں گے اور جہاد کے لیے قرضِ حسن کے ذریعہ انفاق کریں گے تبھی جنت عطا ہوگی۔ (آیت: 12)
- لیکن یہودیوں نے میثاق توڑ دیا۔ ان پر لعنت کی گئی۔ ان کے دل سخت کر دیئے گئے۔ انہوں نے موقعِ محل سے آیاتِ الہی کو پھیر دیا۔ اپنے حصے کی نصیحت فراموش کر دی۔ آئے دن اُن کی خیانت ظاہر ہوتی رہتی ہے۔ (آیت: 13)
- عیسائیوں کے جرائم بیان کئے گئے کہ انہوں نے اپنے حصے کی تعلیمات کو فراموش کر دیا۔ (آیت: 14)
- آیاتِ الہی کو چھپانے لگے۔ اب محمد ﷺ ان چھپائے ہوئے احکام میں سے چند کو ظاہر کر رہے ہیں۔ اب اللہ کی طرف سے ﴿نور﴾ اور ﴿کتاب﴾ یعنی قرآن آچکا ہے۔ (آیت: 15)

حضرت عیسیٰؑ کو خدا کہنے والے ﴿حُلُولِی﴾ بھی کافر ہیں۔ عیسائیوں کو صاف صاف بتا دیا گیا کہ اللہ تعالیٰ اگر حضرت عیسیٰؑ اور اُن کی والدہ اور ساری دنیا کو ہلاک کرنے کا ارادہ کر لے تو کون اُسے اس ارادے سے روک سکتا ہے؟ (آیت: 17)۔ یہود و نصاریٰ دونوں کا یہ دعویٰ باطل ہے کہ وہ اللہ کے بیٹے اور چہیتے ہیں، وہ بھی سب کی طرح ایک مخلوق ہیں۔ قانونِ ایمان و عمل کے مطابق دیگر انسانوں کی طرح انہیں بھی جزا و سزا ملے گی (آیت: 18)۔

- یہودیوں کے جہاد سے فرار کے رویوں پر روشنی ڈالی گئی کہ صرف دو لوگوں ﴿رَجُلَانِ﴾ حضرت یوشعؑ بن نون اور حضرت کالبؑ نے جہاد کے مطالبے پر ثابت قدمی کا مظاہرہ کیا۔ بقیہ تمام بنی اسرائیل عمالقہ سے ڈر گئے اور جہاد سے انکار کر دیا۔ بلکہ حضرت موسیٰؑ سے صاف کہہ دیا ”تم اور تمہارا خدا دونوں جنگ کریں، ہم یہیں بیٹھے رہیں گے“ ﴿فَاذْهَبْ أَنتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَا إِنَّا هَاهُنَا قَاعِدُونَ﴾ (آیت: 24)

اس فراری رویے کے سبب انہیں چالیس سال کی صحرا نوردی کی سزا دی گئی اور یہ صحرائے سینا میں بھٹکتے رہے۔ (آیت: 26)

- حضرت آدمؑ کے دو بیٹوں کا سچا قصہ سنایا گیا کہ ایک لڑکے کی قربانی قبول کی گئی کیوں کہ وہ متقی تھا۔ دوسرے کی قبول نہیں کی گئی۔ دوسرے نے پہلے قتل کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے ایک کو ابھيجا، جس نے اُسے بھائی کی لاش کو دفن کرنے کی تدبیر سکھائی۔

بنی اسرائیل پر اس لیے یہ بات فرض کر دی گئی کہ ایک آدمی کا ناحق قتل، گویا پوری انسانیت کا قتل ہے (آیت: 32)

اگلے پیرا گراف میں اسلامی ریاست کے دشمن ﴿مُحَارِبِينَ﴾ کا قانونِ سزایمان کیا گیا (آیت: 33)

3- آیات 33 تا 50: تیسرے پیرا گراف میں فوجداری قوانین (Criminal code) بیان کر کے ﴿اللہ کی تشریحی حاکمیت﴾ ثابت کی گئی ہے۔

اللہ اور رسول سے ﴿مُحَارَبَةٌ﴾ کرنے والے فساد یوں کو (حالات کے مطابق حکومتی صوابدید پر) پھانسی یا قتل یا جلا وطنی یا مخالف سمت سے ہاتھ پاؤں کاٹنے کی فوجداری سزا دی جائے گی۔ (آیت: 33)

● چوری اور ڈاکہ زنی کی سزائیں، مرد ہو یا عورت ہاتھ کاٹا جائے گا ﴿فَاقْطِعُوا أَيْدِيَهُمْ﴾ (آیت: 38) اللہ کی ﴿تشریحی حاکمیت﴾ کے بارے میں یہودیوں اور عیسائیوں کے رویے بیان کئے گئے۔ وہ آیات الہی کی تحریف کر کے اپنی خواہشات نفس کے مطابق فیصلے کرنا چاہتے ہیں۔ ان کے لیے دنیا اور آخرت کا عذاب ہے۔ (آیت: 41) رسول اللہ ﷺ کو ﴿مَا أَنْزَلَ اللَّهُ﴾ کے مطابق عدل کے ساتھ فیصلوں کا حکم دیا گیا، تورات کے قانون قصاص کا ذکر کر کے ﴿شُرِكَ فِي الْحَكِيمِ﴾ کے مرتکب افراد کو کافر، ظالم اور فاسق کہا گیا۔ (آیات: 44، 45 اور 47) ﴿وَمَنْ لَّمْ يَعْصِمْ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ فَأُولَئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ... الظَّالِمُونَ... الْفَاسِقُونَ﴾ رسول اللہ ﷺ کو اہل کتاب کی خواہشات نفس کے مطابق فیصلہ کرنے اور یہودیوں کے دباؤ میں آنے سے روکا گیا۔ ﴿وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَاءَ هُمْ﴾ (آیت: 48)۔

4- آیات 51 تا 86: چوتھے پیرا گراف میں ﴿یہودیوں اور عیسائیوں کے جرائم﴾ بیان کر کے، مسلمانوں کو ہدایات دی گئیں ہیں۔

(a) ہدایات: مسلمانوں کو یہود و نصاریٰ کو سرپرست ﴿أَوْلِيَاءَ﴾ نہیں بنانا چاہیے۔ (آیت: 51) مسلمانوں کو ارتداد سے بچنے کی ہدایت کی گئی، ورنہ اللہ دوسری قوم اٹھا سکتا ہے۔ سچے مسلمانوں کی چھ (6) صفات یہ ہیں۔ اللہ ان سے محبت کرتا ہے، وہ اللہ سے محبت کرتے ہیں، مسلمانوں کے لیے نرم ہوتے ہیں، کافروں کے لیے سخت ہوتے ہیں، اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہیں، اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈرتے۔ مسلمانوں کے تین سرپرست ﴿ولی﴾، اللہ، رسول اور مومنین ہوتے ہیں۔ اور یہی اللہ کی پارٹی ﴿حِزْبُ اللَّهِ﴾ ہے، جو غالب ہو کر رہے گی۔ (آیت: 56)۔

مسلمانوں کو اہل کتاب اور کافروں کو ﴿ولی﴾ بنانے سے روک دیا گیا، جو دین کا مذاق اڑاتے ہیں (آیات: 57 اور 58) (b) (یہودیوں کے جرائم) بیان کر کے ان سے ﴿مُجَادَلَةٌ﴾ کیا گیا ہے اور انہیں اسلام کی دعوت دی گئی ہے۔ اہل کتاب سے پوچھا گیا ہے کہ کیا ان کی مسلمانوں سے دشمنی کی وجہ، صرف اللہ اور تمام کتابوں پر ایمان ہے؟ (آیت: 59) یہودیوں کو ہند اور سور بنا کر ان پر لعنت کیے جانے کی وجہ، ان کی نافرمانی تھی۔ (آیت: 60)۔

یہودی ﴿اِثْم﴾ اور عُدوان ﴿اور حرام خوری کے مرتکب ہیں﴾ (آیت: 62)۔

یہودیوں کے علماء اور درویش بھی، ان کے لیڈروں کی حرام خوری پر انہیں نہیں روکا کرتے تھے۔ (آیت: 63)۔

یہودی ﴿بَدَّ اللَّهُ مَغْلُوكَةً﴾ کہتے (آیت: 64) ﴿طُغْيَانٌ وَكُفْرٌ﴾ سے کام لیتے (آیت: 64)۔

فسادی یہودی جنگ کی آگ بھڑکاتے ہیں (آیت: 64)۔

یہودی خواہشات نفس سے کام لیتے تھے اور بعض رسولوں کو جھٹلا دیتے اور بعض رسولوں کو قتل کر دیتے تھے (آیت: 70)۔

(c) (اہل کتاب کو بلا خوف و خطر دعوت دینے کی ہدایت)

رسول اللہ ﷺ کو بلا خوف و خطر، کسی دباؤ میں آئے بغیر ﴿مَا أَنْزَلَ اللَّهُ﴾ کی تبلیغ کا حکم دیا گیا۔ مکمل تبلیغ نہ کرنے کا مطلب رسالت کی ذمہ داری ادا نہ کرنا ہے۔ رسول ﷺ کو تسلی دی گئی کہ اللہ آپ ﷺ کی حفاظت کرے گا۔

﴿وَاللَّهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ﴾ (آیت: 67)۔

(d) (عیسائیوں کے خلاف فرد جرم اور ان سے مجادلہ)

● عیسائیوں کے ایک فرقے کے عقیدہ حُلُول (Incarnation) کو کفر قرار دیا گیا، جو اللہ تعالیٰ کی ذات کے حضرت عیسیٰؑ کے گوشت پوست کے جسم میں حُلُول کے قائل تھے (آیت: 17 اور 72)۔ انہیں صاف بتا دیا گیا کہ خود حضرت عیسیٰؑ نے توحید کی دعوت دی اور اعلان کر دیا تھا کہ مشرک کے لیے جنت حرام ہے اور وہ دوزخی ہوگا۔ (آیت: 72)

● عیسائیوں کے دوسرے فرقے کے عقیدہ تثلیث (Trinity) کو کفر قرار دیا گیا، جو تین خداؤں کے مجموعے کو خدائی کا مرکز و محور سمجھتے ہیں اور اللہ کو تینوں میں کا تیسرا سمجھتے ہیں (آیت: 73)۔

عیسائیوں کو دعوت توبہ و استغفار دی گئی کہ وہ شرک چھوڑ کر توحید اختیار کریں۔

﴿أَفَلَا يَتُوبُونَ إِلَى اللَّهِ وَيَسْتَغْفِرُونَ﴾ (آیت: 74)

حضرت عیسیٰؑ اور حضرت مریمؑ کی بشریت پر دلیل پیش کی گئی کہ وہ کھاتے پیتے تھے (آیت: 75)

عیسائیوں کو ﴿غُلُّوا﴾ اور مبالغہ آمیزی سے منع کیا گیا۔ ﴿لَا تَغْلُوا فِي دِينِكُمْ غَيْرَ الْحَقِّ﴾ (آیت: 77)

یہودیوں پر تنقید کی گئی کہ انہوں نے ﴿لَهِيَ عَنِ الْمُنْكَرِ﴾ یعنی برائیوں سے روکنے کا کام چھوڑ دیا تھا (آیت: 79)

حضرت داؤد اور حضرت عیسیٰؑ نے بھی یہودیوں پر لعنت کی تھی۔ (آیت: 78)

● مسلمانوں کے شدید ترین دشمن، یہودی اور مشرکین ہیں۔ مودت کے اعتبار سے، مسلمانوں کے قریب ترین

فصاریٰ ہیں، جو تکبر نہیں کرتے، ان میں ﴿فَرِيسِيَّيْنِ﴾ اور ﴿رُهْبَانِ﴾ ہیں۔ (آیت: 82)۔

(e) اچھے عیسائیوں کی صفات بیان کی گئیں، جو مسلمان ہو جاتے ہیں، قرآن سن کر روتے ہیں اور کہہ اُٹھتے ہیں کہ ہم

ایمان لے آئے۔ ہمارا نام شہادت دینے والوں میں لکھ لیا جائے۔

﴿رَبَّنَا آمَنَّا فَاكْتُبْنَا مَعَ الشَّاهِدِينَ﴾ (آیت: 83)

5- آیات 87: 08۲: پانچویں پیرا گراف میں، مشرکین مکہ سے ﴿مُجَادَلَهُ﴾ کیا گیا اور ﴿مُتَفَرِّقِ احْکَامِ شَرِيعَتِ﴾ بیان کیے گئے ہیں۔

(a) مسلمانوں کو پاک چیزوں ﴿حَلَالَاتِ﴾ کو حرام ٹھہرا لینے کی ممانعت کی گئی (آیت: 87) غیر شعوری قسموں پر مواخذہ نہیں ہوگا۔ البتہ شعوری قسموں پر مواخذہ ہوگا۔ اس لیے شعوری قسموں کا کُفَّارہ لازم ٹھہرایا گیا۔ دس مسکینوں کو کھانا، یا کپڑے دینے ہوں گے، یا ایک غلام آزاد کرنا ہوگا۔ یہ ممکن نہ ہو تو تین روزے رکھنے ہوں گے۔ (آیت: 89) شراب، جوئے، آستانوں اور پانسوں کے تیروں کو شیطان کے اعمال کی گندگی قرار دے کر حرام ٹھہرایا گیا۔ شراب کی حرمت کا قطعی حکم نازل کیا گیا۔ ﴿فَاَجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ﴾ (آیت: 90)۔

اس سے پہلے سورۃ البقرۃ کی آیت: 219 اور سورۃ نساء کی آیت: 43 میں جو تدریجی احکام دیئے گئے تھے، وہ منسوخ قرار پائے۔ احرام کی حالت میں خشکی کے شکار کو حرام ٹھہرایا گیا اور جان بوجھ کر اس حالت میں شکار کرنے والے کے لیے کُفَّارہ تجویز کیا گیا، البتہ سمندری شکار کی اجازت دی گئی (آیت: 96)

حج اور عمرہ کرنے والوں کو خانہ کعبہ، قربانی کے جانوروں اور احرام کی پابندیوں کے سلسلے میں خوفِ الہی کو پیش نظر رکھنے کی تاکید کی گئی۔ (آیت 97: 100۲)

(b) (مشرکین کے جرائم اور اُن سے مُجَادَلہ)

مشرکین کے خود ساختہ حلال و حرام پر گرفت کرتے ہوئے صاف صاف بتا دیا گیا کہ اللہ نے نہ تو ﴿بَحْیِرَہ﴾ نہ تو ﴿سَائِبَہ﴾ نہ ﴿وَاصِلَہ﴾ اور نہ ﴿حَامِہ﴾ کو مشروع کیا ہے۔ یہ وہ اونٹنیاں اور اونٹ تھے، جنہیں مختلف وجوہات کی بنا پر مشرکین نے مقدس ٹھہرا کر ان کی سواری وغیرہ کو اپنے اوپر حرام ٹھہرا لیا تھا۔ (آیت: 103)

مشرکین کی ادھام پرستی کا رد کر کے ﴿مَا وَجَدْنَا عَلَیْہِ اٰتَآءَنَا﴾ اور ﴿مَا اَنْزَلَ اللّٰہُ﴾ کے فرق کی وضاحت کی گئی ہے (آیت: 104) باپ دادا کی اندھی تقلید کے بجائے وحی کی پیروی کرنی چاہیے۔

وصیت (Will) کے احکام اور اس سے متعلقہ قانونِ شہادت کے احکام بیان کیے گئے۔ (آیت: 106: 108۲)

6- آیات 109: 120۲: چھٹے اور آخری پیرا گراف میں، ﴿عیسائیوں کو دعوت تو حید﴾ دی گئی ہے۔

اُس دن قیامت کے مناظر پیش کر کے اللہ تعالیٰ اور حضرت عیسیٰ کے درمیان مکالمہ نقل کیا گیا۔ حضرت عیسیٰ کے معجزات نقل کر کے عیسائیوں کو قیامت کے عذاب سے ڈرایا گیا (آیت: 109)۔

اللہ تعالیٰ کے حضرت عیسیٰ پر اُس احسان کا ذکر کیا گیا، جب یہودیوں نے انہیں قتل کرنا چاہا اور اُن کی دعوت کو کھلا جادو قرار دیا تو اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ کو یہودیوں سے بچالیا۔

﴿وَإِذْ كَفَفْتُ بَنِي إِسْرَآءَ یْلَ عَنْكَ﴾ (آیت: 110)

حضرت عیسیٰؑ کے حواریوں کی طرف سے دسترخوان ﴿مَائِدَہ﴾ کا مطالبہ کیا گیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اُن کی یہ فرمائش، معجزے کے طور پر پوری کر دی۔ (آیات: 112-115)

آیت: 73 کے حکم ﴿إِنَّ اللَّهَ ثَلَاثَةٌ﴾ ”اللہ تین خداؤں کے مجموعے میں سے تیسرا ہے“ کی تفصیل بیان کر کے عقیدہ تثلیث (Trinity) کی مکرر تردید کی گئی۔ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰؑ سے پوچھے گا: ”کیا میں نے تم سے کہا تھا کہ میرے علاوہ، دو اور خدا ﴿إِلٰہَیْنِ﴾ بنالو؟ وہ انکار کریں گے۔ حضرت عیسیٰؑ اعتراف کریں گے: میں نے تو یہی حکم دیا تھا ﴿أَنْ اَعْبُدُوا اللَّهَ رَبِّي وَرَبَّكُمْ﴾ ”اللہ ہی کی عبادت کرو وہی میرا رب بھی ہے اور تم لوگوں کا بھی“ آخر میں عیسائیوں کو بتایا گیا ہے کہ قیامت کے دن توحید پرست سچے لوگوں کو (توحید کی سچائی) فائدہ دے گی۔ ﴿يَوْمَ يَنْفَعُ الصّٰدِقِیْنَ صِدْقُهُمْ﴾ اور مؤخّدین جنت میں داخل کئے جائیں گے۔

مرکزی مضمون

آخری رسول محمد ﷺ پر نازل کردہ حتمی شریعت کے احکام پر، دورگی اور منافقت کے بغیر صدقِ دل سے عمل درآمد کے لئے، امتِ مسلمہ کا یہودیوں اور عیسائیوں کے عقائد اور طرزِ عمل سے واقف ہو کر اُن سے احتراز ضروری ہے۔ اسلامی شریعت ﴿عُقُود﴾ اور معاہدوں کی پابندی کا نام ہے اور اس میں عقیدے، عبادات، معاملات، معاشرت، اخلاقیات کے علاوہ فوجداری قوانین بھی شامل ہیں۔ اسلام میں سیکولر ازم کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔



FLOW CHART

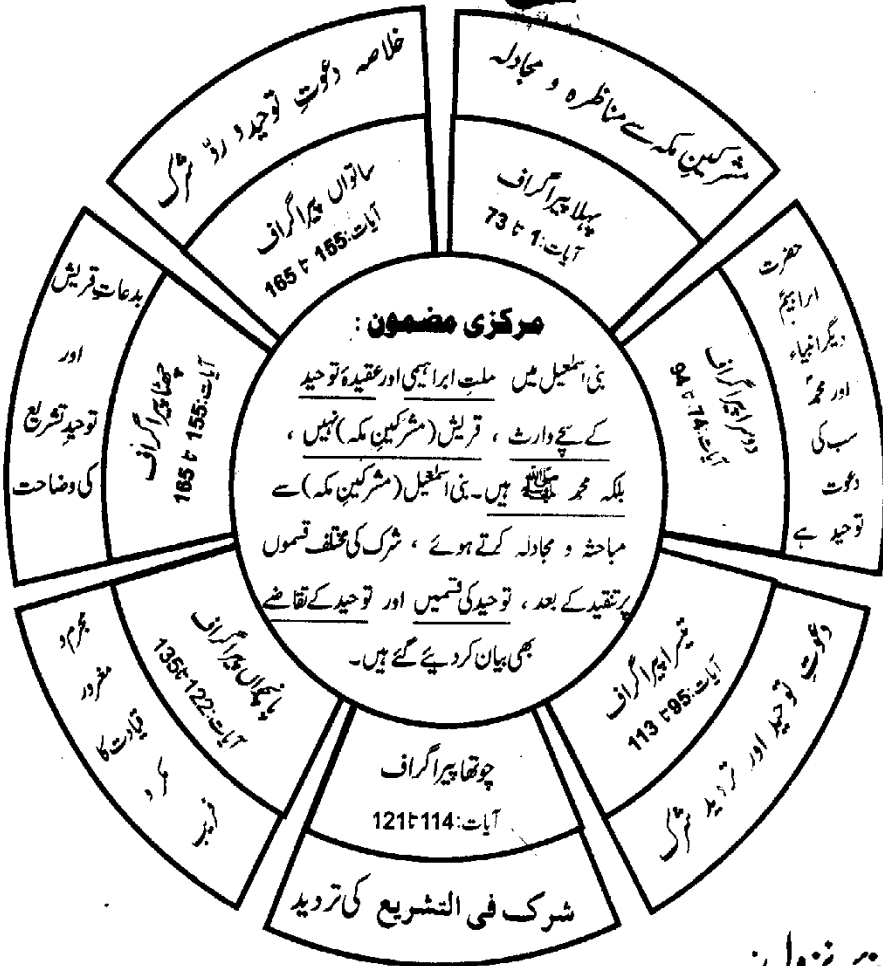
MACRO-STRUCTURE

نظم جلی

ترتیبی نقشہ ربط

06- سُورَةُ الْاَنْعَامِ

آیات : 165 مَكِّيَّةٌ پیرا گراف : 7



زمانہ نزول:

رسول اللہ ﷺ کے قیام مکہ کے آخری دور میں، عین ہجرت سے پہلے غالباً 13 نبوی میں، سُورت ﴿الانعام﴾ اور سُورت ﴿الاعراف﴾ نازل ہوئیں۔ اس سُورت میں تیر (13) سال کی دعوت کا خلاصہ، آخری الٹی میٹم کے ساتھ آ گیا ہے۔

آیت 33: شاید ابوجہل کے اس قول پر نازل ہوئی کہ مشرکین محمد ﷺ کی ذات کو نہیں جھٹلاتے، بلکہ انہیں قرآن

کی آیات سے انکار ہے۔ (سنن ترمذی: کتاب تفسیر القرآن، باب تفسیر سورة الانعام: حدیث: 3,064، ضعیف)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

خصوصیات

- 1- سورت ﴿الانعام﴾ میں مشرکین مکہ کے خلاف حتیٰ فردِ جرم (Final Charge Sheet) بھی ہے، اُن کے شرک کی مختلف صورتوں کا بیان بھی ہے اور توحید کی مختلف قسموں کی وضاحت بھی۔ اس سورت میں مشرکین مکہ کے اعتراضات بھی نقل کیے گئے ہیں اور اُن کا مسکت جواب بھی دیا گیا ہے اور انہیں اجالی طور پر ہلاکت کی دھمکی بھی دی گئی ہے۔
- 2- کتابی ترتیب کے لحاظ سے سُورَةُ ﴿الفاتحة﴾ کے بعد کی چار مدنی سورتیں (البقرة، آل عمران، النساء اور المائدہ)، بنی اسرائیل کے خلاف فردِ جرم سے متعلق ہیں۔ اہل کتاب کو دعوت اسلام اور ان کے اور امت مسلمہ کے درمیان روابط سے متعلق ہیں۔
- 3- سورت ﴿الانعام﴾ سے قرآن مجید کا مزاج بالکل بدل جاتا ہے اور اس کا رخ، بنی اسرائیل (بالخصوص قریش مکہ) کی طرف مڑ جاتا ہے۔ یہاں سے ’دو کی سورتوں‘ کا آغاز ہو رہا ہے، اور قاری کو ایک نئے پیرایہ بیان سے ہمکنار ہونا پڑتا ہے۔

سورة الانعام کا کتابی ربط

- 1- سورة ﴿المائدہ﴾ میں یہود و نصاریٰ کے سیکولرازم اور ﴿شُرک فی التشریع﴾ کا ذکر تھا۔ یہاں سورة ﴿الانعام﴾ میں دیگر چیزوں کے علاوہ مشرکین مکہ کے ﴿شُرک فی التشریع﴾ کی وضاحت ہے۔
- 2- سورة ﴿الانعام﴾ کی آیت 6: میں قوموں کی ہلاکت کا اجمالی ذکر ہے، اگلی سورت ﴿الاعراف﴾ میں، تفصیلی طور پر چھ (6) قوموں کی ہلاکت کا ذکر کر کے، قریش مکہ کو آخری وارننگ دی گئی ہے اور اللہ کا (قانون ہلاکت اقوام) اور (قانون استبدال اقوام) بیان کیا گیا ہے۔

اہم کلیدی الفاظ اور مضامین

- 1- سورة الانعام میں ﴿اللہ﴾ کے مقابلے میں ﴿غیرُ اللہ﴾ کی تحقیر اور (مشرکین سے مجادلے کے لیے) خود کلامی اور بحث پر مبنی کئی سوالیہ اسالیب استعمال کیے گئے ہیں۔
- (a) ﴿غیرُ اللہ﴾ کی ربوبیت کی تردید کے لئے ﴿قُلْ اَغَيْرُ اللّٰهِ اَبْعٰی رَبًّا؟﴾ (آیت: 164)
- (b) ﴿غیرُ اللہ﴾ کی عبادت اور شرک فی الدعاء کی تردید کے لئے ﴿اَغَيْرُ اللّٰهِ تَدْعُوْنَ؟﴾ (آیت: 40)

(c) اللہ کو ولی اور کار ساز بنا کر ﴿غَيْرُ اللَّهِ﴾ کی ولایت کی تردید کے لئے ﴿قُلْ أَغَيْرُ اللَّهِ اتَّخَذُ وَلِيًّا؟﴾ (آیت: 14)۔

(d) ﴿غَيْرُ اللَّهِ﴾ کے اختیارات کی تردید کے لئے

﴿قُلْ أَدْعُو مِنْ دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَنْفَعُنَا وَلَا يَضُرُّنَا؟﴾ (آیت: 71)۔

(e) ﴿غَيْرُ اللَّهِ﴾ کی حاکمیت اور شُرک فی التشريع کی تردید کے لئے ﴿أَفَغَيْرَ اللَّهِ ابْتِغَىٰ حَكْمًا؟﴾ (آیت: 114)

2- مشرکین سے مجادلے کے لیے ﴿يَعْدِلُونَ﴾ کا لفظ دو (2) مرتبہ آیت نمبر: 1 اور 150 میں استعمال کیا گیا ہے، جو ﴿غَيْرُ اللَّهِ﴾ کو ﴿اللہ﴾ کے برابر اور ہمسر ٹھہراتے تھے۔

﴿شُرک فی الذَّات﴾ کی تردید کے لیے مشرکین کے سامنے ایک عقلی دلیل رکھی گئی کہ جب اللہ کی کوئی بیوی ہی نہیں ہے تو پھر اُس کا کوئی بیٹا کیسے ہو سکتا ہے؟ ﴿أَتَنَّى يَكُونُ لَهُ وَلَدٌ وَلَمْ تَكُنْ لَهُ صَاحِبَةً؟﴾ (آیت: 101)

3- توحید علم کی وضاحت کے لیے بتایا گیا کہ اللہ غیب کی چابیوں کا مالک ہے (آیت: 59) اُس کا علم ہر شے پر محیط ہے (آیت: 80)

اللہ تعالیٰ ہر شے کا علم رکھتا ہے (آیت: 101)۔

4- توحید تزیہ کی وضاحت کے لیے ﴿حَمْد﴾ اور ﴿تَسْبِيح﴾ کے فرق کو ایک ہی آیت میں بیان کیا گیا۔
”وہ کھلاتا ہے، اُسے کھلایا نہیں جاتا“۔ ﴿وَهُوَ يُطْعِمُ وَلَا يُطْعَمُ﴾ (آیت: 14)۔

5- توحید اختیار کے سلسلے میں مندرجہ ذیل باتیں بیان کی گئیں۔

(a) اللہ تعالیٰ قوموں کی ہلاکت کا اختیار رکھتا ہے۔ فرمایا گیا:

کیا وہ نہیں دیکھتے کہ اللہ تعالیٰ نے ماضی کی کتنی ہی قوموں کو ہلاک کیا؟ ﴿أَلَمْ يَرَوْا كَمْ أَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ﴾ (آیت: 6)۔

(b) اللہ تعالیٰ نے ظالم قوموں کو جڑ سے اکھاڑ پھینکا۔

﴿فَقُطِعَ دَابِرُ الْقَوْمِ الَّذِينَ ظَلَمُوا﴾ (آیت: 45)۔

(c) کیا تم لوگ غور نہیں کرتے کہ اللہ کا عذاب اچانک بھی نازل ہو سکتا ہے؟

﴿قُلْ أَرَأَيْتُمْ إِنْ أَتَاكُمْ عَذَابُ اللَّهِ بَغْتَةً أَوْ جَهْرَةً﴾ (آیت: 47)۔

(d) اللہ تعالیٰ مختلف طریقوں سے عذاب دے سکتا ہے۔ (1) اوپر سے یعنی بارش، بجلی وغیرہ سے (2) نیچے سے یعنی

سیلاب، زلزلہ اور حنف وغیرہ سے (3) قوموں کو مختلف فرقوں میں تقسیم کر کے ایک دوسرے کو عذاب میں مبتلا کر دے۔

﴿قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلَىٰ أَنْ يَبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِّنْ قَوْفِكُمْ، أَوْ مِنْ تَحْتِ
أَرْجُلِكُمْ، أَوْ يَلْبِسَكُمْ شِيْعًا، وَيُزَيِّقَ بَعْضَكُمْ بَأْسَ بَعْضٍ﴾ (آیت: 65)۔

(e) اللہ تعالیٰ سلب سماعت، سلب بصارت اور میر قلوب کا اختیار رکھتا ہے، کسی ﴿غیر اللہ﴾ کے پاس یہ طاقت
نہیں کہ وہ لوٹا سکیں۔

﴿أَرَأَيْتُمْ إِنْ أَخَذَ اللَّهُ سَمْعَكُمْ وَأَبْصَارَكُمْ وَخَتَمَ عَلَىٰ قُلُوبِكُمْ مِّنْ إِلَهِ غَيْرِ اللَّهِ يَزِيدَكُمْ
بُغْيًا﴾ (آیت: 46)

(f) اللہ تعالیٰ انسانوں کو زمین پر خلافت عطا کر کے، عطا کردہ اختیارات و وسائل میں آزما رہا ہے۔

﴿وَهُوَ الَّذِي جَعَلَكُمْ خَلَائِفَ الْأَرْضِ، وَرَفَعَ بَعْضَكُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجَاتٍ،
لِّيَبْلُوَكُمْ فِي مَا آتَاكُمْ﴾ (آیت: 165)

(g) اللہ زمین پر تمہیں عطا کر کے، نعمتوں سے نواز رہا ہے، پھر ناشکری پر انہیں ہلاک کر کے، دوسری قوموں کو میدانِ
امتحان میں لے آ رہا ہے۔

﴿أَلَمْ يَرَوْا كَمْ أَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنْ قَرْنٍ مَّكَّنَّاهُمْ فِي الْأَرْضِ مَا لَمْ
نُمْكِنْ لَّكُمْ وَأَرْسَلْنَا السَّمَاءَ عَلَيْهِمْ مِّثْرَارًا وَجَعَلْنَا الْأَنْهَارَ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهِمْ
فَآهَلَكْنَاهُمْ بِدُنُوبِهِمْ وَأَنْشَأْنَا مِنْ بَعْدِهِمْ قَرْنًا آخَرِينَ﴾ (آیت: 6)۔

6- توحید حاکمیت اور توحید تشریع کے سلسلے میں کہا گیا۔ اللہ تعالیٰ کے پاس ہی احکامات جاری کرنے کے اختیارات
ہیں، وہ حاکم اور شارح (Law-giver) ہے۔

(a) ﴿حَكْم﴾ تو صرف اللہ تعالیٰ ہے، وہ صحیح حکم دیتا ہے اور بہترین فیصلے کرتا ہے۔

﴿إِنَّ الْحُكْمَ إِلَّا لِلَّهِ يَفْضُلُ الْحَقُّ وَهُوَ غَيْرُ الْفَاضِلِينَ﴾ (آیت: 57)۔

(b) صرف اللہ تعالیٰ ہی برحق مولا ہے، اسی کا ﴿حکم﴾ چلے گا اور وہ حساب کرنے میں سب سے زیادہ تیز ہے۔

﴿مَوْلَاهُمُ الْحَقُّ لَا لَهُ الْحُكْمُ وَهُوَ أَسْرَعُ الْحُسَيْنِ﴾ (آیت: 62)۔

(c) اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کو ﴿حَکْم﴾ نہیں بنایا جاسکتا، جب کہ اس نے مسلمانوں پر مفصل احکام نازل کر
دیے ہیں۔

﴿أَفَغَيْرَ اللَّهِ أَبْهَىٰ حَكَمًا وَهُوَ الَّذِي أَنْزَلَ إِلَيْكُمُ الْكِتَابَ مُفَصَّلًا﴾ (آیت: 114)

(d) اللہ تعالیٰ ہی حلال و حرام کے اختیارات رکھتا ہے، اللہ کا نام لے کر ذبح کیے گئے جانور ہی کھائے جاسکتے ہیں۔

﴿فَكُلُوا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ إِنْ كُنْتُمْ بِآيَاتِهِ مُؤْمِنِينَ﴾ (آیت: 118)۔

(e) جس جانور پر اللہ کا نام نہ لیا جائے، اسے کھانے سے روک دیا گیا اور اسے ﴿فسق﴾ یعنی نافرمانی کا نام دیا گیا۔

﴿وَلَا تَأْكُلُوا مِمَّا لَمْ يَذْكُرْ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ وَإِنَّهُ لَفُسْقٌ﴾ (آیت: 121)۔

(f) زرعی پیداوار پر زکوٰۃ ادا کر کے، اس پیداوار کو استعمال کرنے کی اجازت دی گئی، لیکن ﴿اسراف﴾ سے روک دیا گیا۔

﴿كُلُوا مِنْ ثَمَرِهِ إِذَا أَثْمَرَ وَآتُوا حَقَّهُ يَوْمَ حَصَادِهِ وَلَا تُسْرِفُوا﴾ (آیت: 141)

(g) حلال و حرام کے قواعد بتائے گئے کہ اللہ کی وحی میں صرف مردار، بہتا خون، سور کے گوشت اور غیر اللہ کے نام

کے ذبیحہ کو حرام کیا گیا ہے۔

﴿قُلْ لَا أَجِدُ فِي مَا أُوحِيَ إِلَيَّ مُحَرَّمًا عَلَى طَاعِمٍ يَطْعَمُهُ إِلَّا أَنْ يَكُونَ مَيْتَةً أَوْ دَمًا

مَسْفُوحًا أَوْ لَحْمَ خِنْزِيرٍ فَإِنَّهُ رِجْسٌ أَوْ فِسْقًا أَهْلَ لِغَيْرِ اللَّهِ بِهِ﴾ (آیت: 145)

حلال و حرام کے معاملے میں، مشرکین مکہ نے اللہ کی شریعت سے بے نیاز ہو کر، اپنی شریعت بنالی تھی۔ وہ کہتے تھے

کہ یہ مخصوص مویشی ہیں، اور یہ مخصوص کھیت ہیں، جو بتوں کے لیے وقف ہیں۔ ﴿هَلِيبٌ أَنْعَامٌ وَحَرْتُ

حِجْرٌ﴾ (آیت 138)

”یہ جانور اور یہ کھیت ﴿غیرُ اللہ کے لیے﴾ محفوظ ہیں۔“

اسی طرح وہ یہ سمجھتے تھے کہ اگر حاملہ جانور کے پیٹ میں کوئی بچہ ہو تو وہ صرف مردوں کے لیے حلال ہے اور عورتوں

کے لیے حرام ہے۔

﴿خَالِصَةً لِّدُكُورِنَا وَمُحَرَّمٌ عَلَى أَزْوَاجِنَا﴾ (آیت: 139)

(h) رسول اللہ ﷺ کو مشرکین مکہ کے خواہشات نفس پر مبنی، خود ساختہ قواعد حلال و حرام کی گواہی دینے سے منع کر دیا گیا۔

﴿الَّذِينَ يَشْهَدُونَ أَنَّ اللَّهَ حَرَّمَ هَذَا، فَإِنْ شَهِدُوا فَلَا تَشْهَدُ مَعَهُمْ، وَلَا تَتَّبِعْ

أَهْوَاءَ﴾ (آیت: 150)

(i) اللہ تعالیٰ نے شرک کو، والدین کی نافرمانی کو، اولاد کے قتل کو، ظاہر و باطن کی فحاشی کو اور ناحق قتل کو ﴿حرام﴾

نظم فرمایا ہے۔

﴿حَرَّمَ رَبِّيَ عَلَيْكُمْ عَلَىٰ أَنْ تَشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا، وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا، وَلَا تَقْتُلُوا

أَوْلَادَكُمْ مِنْ إِمْلَاقٍ نَحْنُ نَرْزُقُكُمْ وَإِيَّاهُمْ، وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا

وَمَا بَطْنٌ، وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ﴾ (آیت: 151)۔

7- توحید رحمت کے سلسلے میں کئی آیات آئی ہیں۔

(a) اللہ تعالیٰ قیامت کے دن، سب لوگوں کو جمع کرے گا اور پھر اپنی رحمت کا مظاہرہ کرے گا، جسے اُس نے اپنی ذات پر

لازم کر لیا ہے۔

﴿كَتَبَ عَلَى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ لِيَجْمعَنَّكُمْ إِلَى يَوْمِ الْقِيَمَةِ لَا رَيْبَ فِيهِ﴾ (آیت: 12)

(b) اللہ تعالیٰ کی رحمت کا مطلب یہ ہے کہ روز قیامت، انسان کو عذاب سے بچالیا جائے۔ اسی کا نام کامیابی ہے۔

﴿مَنْ يُصْرِفْ عَنْهُ يَوْمَئِذٍ فَقَدْ رَحِمَهُ وَذَلِكَ الْفَوْزُ الْمُبِينُ﴾ (آیت: 16)۔

(c) اللہ نے رحمت کو اپنی ذات پر لازم کر لیا ہے، جو لوگ لاعلمی کی وجہ سے غلط کام کر بیٹھیں اور پھر اپنی اصلاح کر لیں تو اللہ

مغفرت اور رحم فرمائے گا۔

﴿كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلَى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ، أَنَّهُ مَنْ عَمِلَ مِنْكُمْ سُوءًا بِجَهَالَةٍ، ثُمَّ تَابَ

مِنْهُ، بَعْدَهُ وَأَصْلَحَ فَأَنَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ﴾ (آیت: 54)۔

(d) اللہ تعالیٰ وسیع رحمت والا ہے، لیکن روز قیامت عدل و انصاف کی خلاف ورزی نہیں ہوگی، مجرموں پر سے عذاب

کو نہیں ہٹایا جائے گا۔

﴿رَبُّكُمْ ذُو رَحْمَةٍ وَاسِعَةٍ وَلَا يُرَدُّ بَأْسُهُ عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِينَ﴾ (آیت: 147)۔

(e) اس کی رحمت کا ایک ثبوت یہ بھی ہے کہ وہ نیکیوں کا اجر، دس (10) گنا زیادہ دیتا ہے، لیکن بُرائی کا صلہ بُرائی کے

www.KitaboSunnat.com

برابر ہی دیتا ہے۔

﴿مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ مَثَلٍ هِيَ وَمَنْ جَاءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزَى إِلَّا

مِثْلُهَا﴾ (آیت: 160)۔

(f) انسان کو صاف بتایا گیا کہ اللہ نے اُسے زمین پر خلیفہ بنایا ہے اور بعض کو بعض پر فضیلت دی گئی ہے، تاکہ ﴿مَا

أَتُكُمْ﴾ جو کچھ وسائل، طاقتیں گئے ہیں، صرف انہی میں انسان کو آزمایا جائے، آزمائش میں نفل ہونے والوں

کے لیے وہ ﴿مَرِيئُ الْعِقَابِ﴾ ہے اور پاس ہونے والوں کے لیے ﴿غَفُورٌ رَحِيمٌ﴾ ہے۔

﴿وَمَوْأَدُنِي جَعَلْتُكُمْ عَلَى الْأَرْضِ وَرَفَعَ بَعْضُكُمْ فَوْقَ بَعْضٍ فَارْجِعْ لِمَبْلُوكُمْ

فِي مَا أَتُكُمْ إِنَّ رَبَّكَ مَرِيئُ الْعِقَابِ وَأَنَّهُ لَغَفُورٌ رَحِيمٌ﴾ (آیت: 165)

8- مشرکین مکہ سے مطالبہ کیا گیا کہ وہ بابرکت قرآن پر ایمان لائیں، اُس کی پیروی کریں اور اسی صورت میں اُن

پر رحم کیا جاسکتا ہے۔

(a) ﴿وَهَذَا كِتَابٌ أَنْزَلْنَاهُ مَبَارَكٌ﴾ (آیت: 92)

”یہ ایک کتاب ہے، جسے ہم نے نازل کیا ہے، بڑی خیر و برکت والی ہے۔“

(b) ﴿وَهَذَا كِتَابٌ أَنْزَلْنَاهُ مَبَارَكٌ فَاتَّبِعُوهُ وَاتَّقُوا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ﴾ (آیت: 155)

”یہ کتاب ہم نے نازل کی ہے، ایک برکت والی کتاب، لہذا تم اس کی پیروی کرو! اور تقویٰ کی روش اختیار کرو! بعید نہیں کہ تم پر رحم کیا جائے۔“

9- توحید کی ﴿صراطِ مستقیم﴾ اور قرآن کی طرف دعوت دی گئی۔

(a) مشرکین مکہ کو بتایا گیا کہ رسول اللہ ﷺ ملتِ ابراہیمی کی پیروی کر رہے ہیں۔ حضرت ابراہیمؑ موحّد تھے اور مشرکین میں سے نہیں تھے۔

﴿قُلْ اِلٰهِيْ هَلٰكِيْ رَبِّيْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ، دِنُنَا فِيمَا قُلْنَا اِبْرٰهِيْمَ حَنِيفًا وَمَا كُنَّا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ﴾ (آیت: 161)۔

(b) مشرکین مکہ کو دعوت دی گئی کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے سیدھے راستے کی پیروی کریں، جو توحید اور نجات کا واحد راستہ ہے۔

﴿وَ اَنَّ هٰذَا صِرَاطِيْ مُّسْتَقِيْمًا فَاتَّبِعُوْهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيْلِهِ﴾ (آیت: 153)۔

10- توحید الوہیت اور توحید عبودیت کو ثابت کرنے کے لیے، خالقیت اور ربوبیت سے استدلال کیا گیا۔

(a) صرف اور صرف اپنے ﴿خالق﴾ اور اپنے ﴿رب﴾ کی ﴿عبادت﴾ کا حکم دیا گیا، جس کے علاوہ کوئی ﴿إِلٰه﴾ نہیں ہے۔

﴿ذٰلِكُمْ اللّٰهُ رَبُّكُمْ، لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ، خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ، فَاعْبُدُوْهُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ وَكِيلٌ﴾ (آیت: 102)

(b) رسول ﷺ کو وحی کی پیروی کرنے، صرف اور صرف اللہ کو ﴿إِلٰه﴾ تسلیم کر لینے اور مشرکین سے اعراض کا حکم دیا گیا۔

﴿اَتَّبِعْ مَا اُوْحِيَ اِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ، لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ، وَاعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ﴾ (آیت: 106)

● سورۃ الانعام کا نظم جلی:

سورۃ الانعام سات (7) پیرا گرافوں پر مشتمل ہے۔

1- آیات 73 تا 1: پہلے پیرا گراف میں، مشرکینِ مکہ (بنی اسماعیل) سے مناظرہ اور مجادلہ کر کے ان کے خلاف فرد جرم عائد کی گئی ہے۔

پہلے اللہ کا تعارف ہے کہ وہ خالقِ ارض و سماء ہے اور انسان کو مقررہ وقت تک اس زمین پر رکھے گا، مکمل علم رکھتا ہے۔ پھر مشرکینِ مکہ کے خلاف فرد جرم (Charge Sheet) ہے۔

مشرکین مکہ مخلوق کو خالق کے برابر سمجھتے ہیں (1) شک میں مبتلا ہیں (2) ہر حکم دلیل کے باوجود اعراض و اجتناب کا رویہ اختیار کرتے ہیں (4) حق کو جھٹلا کر اس کا مذاق اڑاتے ہیں (5) قرآن کو کھلا جادو سمجھتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ پر اعتراض کرتے ہیں کہ ان کے ساتھ فرشتے کیوں نہیں اتارے گئے؟ یہ منکر آخرت ہیں، انہیں قیامت کے دن اللہ تعالیٰ جمع کرے گا (13) ضدی اور ہٹ دھرم ہیں، کسی دلیل پر غور نہیں کرتے، قرآن کو پچھلے لوگوں کی کہانیاں کہہ کر ٹال دیتے ہیں (26) روز قیامت نادم و شرمسار ہوں گے (28) منکر آخرت ہیں، صرف دنیا کی زندگی ہی کو تسلیم کرتے ہیں (29) حسی معجزات کا مطالبہ کرتے ہیں (37)

اللہ تعالیٰ کی قدرت، طاقت، ولایت اور اختیار کو ثابت کیا گیا کہ وہی نفع اور نقصان کا مالک ہے اور اس قرآن کے ذریعے انہیں خبردار کیا جا رہا ہے (آیت: 19)

مشرکین مکہ کے سامنے توحید کے آفاقی دلائل رکھے گئے (38)۔ پھر انسانی دلائل رکھے گئے کہ انسان عذاب کے موقع پر غیر اللہ کو بھول جاتا ہے اور اللہ ہی کو پکارتا ہے (30)۔ پھر تاریخی دلائل رکھے گئے کہ سخت دل قوموں کو پہلے دکھ کے امتحان میں مبتلا کیا جاتا ہے، پھر سکھ کے امتحان میں اور بالآخر انہیں ہلاک کر دیا جاتا ہے (45)۔ اور ظالم قومیں ہلاک کر دی جاتی ہیں (47)۔

مصہب رسالت کی وضاحت کر کے اللہ اور رسول کی صفات کا فرق واضح کیا گیا:

اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمام رسول لوگوں کو خوش خبری دینے کے لیے اور خبردار کرنے کے لیے بھیجے جاتے ہیں (48)۔ ان کے پاس خزانے بھی نہیں ہوتے اور غیب کا مکمل علم بھی نہیں ہوتا، بلکہ وہ صرف اور صرف اللہ کی وحی کی پیروی کرتے ہیں (50)۔ رسول اللہ ﷺ کو حکم دیا گیا کہ صبح شام اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے والے صحابہ کا ساتھ نہ چھوڑیں۔ (52)۔ نبی ﷺ کو ﴿مَنْ دُونِ اللَّهِ﴾ کی عبادت سے روک دیا گیا ہے (56)۔ رسول کے پاس قوموں کو عذاب دینے کا اختیار نہیں ہوتا، بلکہ یہ اللہ کا اختیار ہے (57)۔ اگر یہ اختیار ہوتا تو ان کا فیصلہ چکا دیا جاتا (58)۔ غیب کے خزانوں کی چابیاں بھی نبی ﷺ کے پاس نہیں ہیں، بلکہ ان کا علم صرف اللہ کے پاس ہے (59)۔ اللہ تعالیٰ ہی موت دیتا ہے۔ رسول ﷺ کو ان ضدی لوگوں سے اعراض کرنے کی ہدایت دی گئی، جو دنیا کے لہو و لعب میں مبتلا ہیں، ان کا ٹھکانہ دوزخ ہے (70)۔ نبی ﷺ کو ﴿مَنْ دُونِ اللَّهِ﴾ سے دعا بھی نہیں کر سکتا، جو نفع و نقصان کا اختیار نہیں رکھتے (71)۔ نبیوں کو اسلام قبول کرنے، نماز قائم کرنے اور اللہ کا تقویٰ اختیار کرنے ہی کا حکم دیا گیا ہے (72)۔ حکیم و خیر با اختیار خدا قیامت کو برپا کر کے رہے گا۔ (73)

2- آیات 74 تا 94: دوسرے پیرا گراف میں، انبیاء کی تاریخ دعوت توحید کی روشنی میں، مشرکین مکہ سے مناظرہ اور مجادلہ کیا گیا

مشرکین مکہ کو سمجھایا گیا کہ انہیں حضرت ابراہیمؑ کی زندگی سے سبق حاصل کر کے اپنے باپ دادا کے عقیدہ شرک کو ترک کر کے

عقیدہ توحید اختیار کرنا چاہیے۔ حضرت ابراہیمؑ نے ہر تکلف کو بالائے طاق رکھتے ہوئے اپنے والد اور اپنی قوم کو صاف کہہ دیا کہ میں آپ لوگوں کو صریح گمراہی میں پاتا ہوں۔ ﴿إِنِّي آتَاكَ وَكُفْرًا ۖ فَمَنْ مَّبِئِينَ﴾ (74) حضرت ابراہیمؑ نے غور و تدبر سے کام لے کر پہلے ستاروں کو خدا ماننے سے انکار کر دیا، پھر چاند کو اور پھر سورج کو اور بالآخر اس نتیجہ پہ پہنچے کہ زمین آسمان کا خالق ہی عبادت کے لائق ہو سکتا ہے (79)۔ حضرت ابراہیمؑ کی قوم نے بھی (مشرکین مکہ کی طرح) اپنے خداؤں کی مار سے حضرت ابراہیمؑ کو ڈرایا، لیکن وہ ﴿عَسَىٰ اللَّهُ﴾ کی توفیق سے بالکل نہیں ڈرے اور بتایا کہ اہل توحید ہی کو اس حاصل ہو سکتا ہے، اہل شرک اور اہل ظلم کے لیے کوئی اس نہیں (81)۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ کو دلیل و برہان کی حجت عطا کر کے ان کے درجات بلند کیے (82)۔

حضرت ابراہیمؑ کے بعد دیگر انبیاء کی دعوت توحید کا ذکر کر کے مشرکین مکہ کو توحید کی دعوت دی گئی۔ چنانچہ حضرات اٰلِہٖٓ عَلٰیہِ السَّلَام، یعقوبؑ، نوحؑ، داؤدؑ، سلیمانؑ، ایوبؑ، یوسفؑ، موسیٰؑ، ہارونؑ، زکریاؑ، یحییٰؑ، عیسیٰؑ، الیاسؑ، یسعیاہؑ، یونسؑ اور لوطؑ (17) پیغمبروں کا ذکر کیا گیا کہ ان سب کو بھی توحید کی ہدایت دی گئی تھی۔ اگر یہ جلیل القدر پیغمبر بھی شرک کرتے تو ان کے اعمال بھی ضائع ہو جاتے (88)۔ مشرکین مکہ کو بتایا گیا کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات کا اس طرح صحیح ادراک نہیں کیا، جیسا کہ اُس کا حق ہے اور یہ صرف وحی کی روشنی میں ہی ممکن ہے (91)۔ تورات کے بعد اب قرآن کی صورت میں اس مبارک وحی کا نزول ہوا ہے، تاکہ اُمّ القریٰ (مکہ) اور اس کے اطراف و اکناف کے لوگوں کو خبردار کیا جائے (92)۔ قریش کی متکبر اور مفتری قیادت کو عالم نزع اور عذاب قبر سے ڈرایا گیا (93)۔ مشرکین مکہ کے خود ساختہ عقیدہ شفاعت کی تردید کی گئی (94)۔

3- آیات 113 تا 95: تیسرے پیرا گراف میں، ابطال شرک اور اثبات توحید کے لئے آفاقی دلائل سے مناظرہ اور مجادلہ کیا گیا

اللہ تعالیٰ کی صفات کے ذریعے اس کا مزید تعارف کرایا گیا کہ وہ رب بھی ہے، زندگی اور موت کے اختیارات رکھتا ہے (95)۔ چاند اور سورج کی گردش کا اختیار رکھتا ہے (96)۔ بارش کے ذریعے سبزیاں اور پھل فراہم کرتا ہے، لیکن مشرکین مکہ ان تمام دلائل کے باوجود، فرشتوں اور جنات کو اللہ کا شریک ٹھہراتے ہیں، اللہ کے لیے بیٹے اور بیٹیاں منسوب کرتے ہیں (100)۔ عقلی دلیل پیش کی گئی کہ اس کی اولاد کیسے ہو سکتی ہے، جب کہ کوئی اس کی بیوی ہی نہیں (101)۔ مندرجہ بالا دلائل کی روشنی میں اپنے خالق اور رب کو، الہ اور حاکم تسلیم کرنے کی دعوت دی گئی (آیت: 102)۔

نو مسلم صحابہؓ کو ہدایت دی گئی کہ دعوت میں شائستہ زبان استعمال کریں۔ مشرکین کے خداؤں کے لیے غلط زبان استعمال کرنے سے پرہیز کریں، ورنہ مشرکین بھی لاعلمی میں اللہ تعالیٰ کو برا بھلا کہہ سکتے ہیں (108)۔

مشرکین مکہ کے مطالبات کا جائزہ لیا گیا کہ یہ حسی معجزات کا مطالبہ کر رہے ہیں، لیکن یہ اس قدر خدنی لوگ ہیں کہ اگر محکمہ دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

اللہ تعالیٰ ان پر فرشتے بھی نازل کرتا، قبروں سے مردے اٹھ کر ان سے گفتگو کر لیتے اور دنیا کی ہر چیز ان کے لیے جمع کر دی جاتی تب بھی یہ ایمان نہ لاتے۔

4- آیات 114 تا 121: چوتھے پیرا گراف میں، ﴿شُرْكُ فِي التَّشْرِيعِ﴾ کی تردید کی گئی ہے۔

رسول اللہ ﷺ کی زبان سے کہلوا یا گیا کہ مفصل کتاب کے نازل کیے جانے کے بعد وہ کسی غیر اللہ کو اپنا ﴿حَكْم﴾ اور اپنا ﴿شَارِع﴾ نہیں تسلیم کر سکتے (114) جب کہ اللہ کا قانون صدق و عدل پر مبنی ہے (115)۔ اس کے برخلاف مشرکین مکہ ظن و خرس سے کام لے رہے ہیں (116)۔
ماکولات میں حلال و حرام کی وضاحت کی گئی کہ اللہ کا نام لے کر ذبح کیے گئے جانور ہی کھائے جاسکتے ہیں (118)۔
﴿غَيْرِ اللَّهِ﴾ کا نام لے کر ذبح کیے گئے جانور نہیں کھائے جاسکتے (121)۔

4B- آیات 122 تا 135: اس پیرا گراف میں، قریش کی ﴿مَجْرَمِ اور مغرور قیادت﴾ کے مکر و فریب کا پردہ چاک کیا گیا ہے

قریش کی مکار قیادت ﴿اکابر مجرمین﴾ کو متنبہ کیا گیا کہ روز قیامت یہ عذاب شدید سے دوچار کیے جائیں گے۔ ان کا مطالبہ تھا کہ ہم اس وقت تک ایمان نہیں لائیں گے جب تک ہمیں بھی رسول بنایا نہیں جاتا (124)۔ اللہ تعالیٰ اہل ہدایت کا سینہ اسلام کے لیے کھول دیتا ہے، جب کہ گمراہ لوگوں کے سینے گندگی سے تنگ ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ وہ ایمان نہیں لاتے (125)۔ توحید کی دعوت ہی صراطِ مستقیم ہے۔ (آیت 126) اس کا ثمرہ جنت ہے (127)۔ انسانوں اور جنات دونوں کو آزادی اختیار عطا کی گئی ہے، لیکن وہ ایک دوسرے کو گمراہ کرتے ہیں۔ اختیار کے صحیح و غلط استعمال پر جزا و سزا کا انحصار ہے۔ روز قیامت یہ پچھتائیں گے اور خود اپنے خلاف گواہی دیں گے کہ یہ دنیا میں کھوکرا آخرت اور رسالت کا انکار کرتے رہے۔
آخر میں قانونِ ہلاکتِ اقوام اور قانونِ استبدالِ اقوام کی وضاحت کی گئی۔ اللہ تعالیٰ کسی قوم کو لاعلمی میں ظالمانہ طور پر ہلاک نہیں کرتا۔ قریش کو دھمکی دی گئی کہ اب آپ اپنی جگہ کام کریں اور ہم اپنی جگہ، بہت جلد معلوم ہو جائے گا کہ کس انجام بہتر ہوگا؟ ظالم ہرگز فلاح نہیں پاسکتے (135)۔

5- آیات 136 تا 154: پانچویں پیرا گراف میں، قریش کی بدعات کا ذکر کر کے ان کے ﴿شُرْكُ فِي التَّشْرِيعِ﴾ کی

وضاحت کی گئی ہے۔

مشرکین پر فردِ جرمِ عائد کی گئی کہ یہ موسیٰیوں اور کھیتیوں میں اللہ کے علاوہ ﴿عِيسَى اللَّهِ﴾ اور ﴿شُرْكَاء﴾ کے حصے مقرر کیا کرتے ہیں (136)۔ قتلِ اولاد کے مرتکب ہیں (137)۔ بعض کھیتیوں اور جانوروں کے حلال و حرام کے سلسلے میں من گھڑت قوانین کے پیروکار ہیں (آیت 139)۔ اللہ پر جھوٹ باندھ کر اللہ کے رزق کو علم کے بغیر سے حرام ٹھہراتے ہیں (140)۔ اس طرح اللہ تعالیٰ کو ﴿شَارِع﴾ تسلیم کرنے کے بجائے، یہ خود شاربِ بن گئے ہیں۔ مسلمانوں کو ہدایات دی گئیں کہ وہ اللہ کی نعمتوں کو یاد رکھیں۔ کھیتی کٹنے پر پیداوار کی زکوٰۃ ادا کریں۔ اسراف سے بچیں

(141)۔ اللہ کے رزق کو استعمال کریں، لیکن شیطان کی پیروی سے بچیں (142)۔

الْأَنْعَام (8 سویشیوں) کا ذکر کر کے بتایا گیا کہ اللہ نے ان میں سے کوئی چیز بھی حرام نہیں کی۔ صرف مردار، بہتا خون، سور کا گوشت اور اللہ کے نام کے بغیر ذبح کیے گئے جانور ہی حرام کیے گئے ہیں۔ حلال و حرام کے تشریحی قوانین اللہ کی رحمت کی دلیل ہیں۔ وہ وسیع رحمت والا ہے، لیکن مجرموں سے عذاب نہیں ہٹایا جائے گا، جو ظن و غرض سے کام لے کر خود ﴿شارع﴾ بن کر حلال و حرام کے قوانین بنا رہے ہیں، اللہ کی آیات کا انکار کر رہے ہیں، آخرت پر ایمان نہیں رکھتے اور دوسری ہستیوں کو اللہ کے برابر قرار دیتے ہیں (150)۔ مسلمانوں کو ہدایات دی گئیں کہ وہ شرک سے بچیں، والدین کے ساتھ حسن سلوک کریں، قتل اولاد اور ظاہر و باطن کی فحاشی سے بچیں، قتل نفس اور یتیموں کا مال کھانے سے پرہیز کریں، ٹھیک ٹھیک تولیں، گفتگو میں بھی عدل کو ملحوظ رکھیں، اللہ کے عہد کو پورا کریں (152)۔ یہی صراطِ مستقیم ہے، اسی پر چلیں (153)۔ انہی بنیادی باتوں کی تورات میں بھی تعلیم دی گئی تھی (154)۔

6- آیات 155 تا 165: چھٹے اور آخری پیرا گراف میں، ﴿دعوتِ توحید کا خلاصہ﴾ بیان کر کے قرآن کی پیروی کا حکم دیا گیا ہے

قرآن اور رسول اللہ ﷺ کی صورت میں آخری ہدایت آچکی ہے۔ اب اس کی پیروی کرنے پر ہی ان پر رحم کیا جائے گا۔ دینِ ابراہیمی میں تفرقہ پیدا کرنے والوں سے رسول اللہ ﷺ کا کوئی تعلق نہیں ہے (158)۔ یہ ملتِ ابراہیمی کی اساس پر سیدھا دین ہے اور صراطِ مستقیم ہے۔ حضرت ابراہیمؑ مشرک نہیں تھے (161)۔ نماز ہو یا قربانی، زندگی ہو یا موت سب کچھ اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہونا چاہیے، شرک سے بچ کر اللہ کی بندگی اختیار کرنی چاہیے۔ روزِ قیامت دوسرے بوجھ نہیں اٹھائیں گے، اس لیے انسان کو خود اپنے اعمال کی فکر کرنی چاہیے (164)۔

آخر میں بتایا گیا ہے کہ انسان کو خلیفہ بنا کر بعض کو بعض پر فضیلت دی گئی، تاکہ ﴿لِيَبْلُوكُمْ بِمَا آتَاكُمْ﴾ یعنی جو کچھ عطا کیا گیا ہے، اس میں آزمائش اور امتحان لیا جائے اور اللہ تعالیٰ ﴿سَرِيعُ الْعِقَابِ﴾ بھی ہے اور ﴿غَفُورٌ رَّحِيمٌ﴾ بھی ہے (165)۔

مرکزی مضمون

بنی اسلمیل میں ملتِ ابراہیمی اور عقیدہ توحید کے سچے وارث، قریش (مشرکین مکہ) نہیں، بلکہ محمد ﷺ ہیں۔ بنی اسلمیل (مشرکین مکہ) سے مباحثہ و مبادلہ کرتے ہوئے، شرک کی مختلف قسموں پر تنقید کے بعد، توحید کی قسمیں اور توحید کے تقاضے بیان کر دیئے گئے ہیں۔ قریش کو اللہ کی حاکمیت اور تشریع کے بارے میں صاف صاف بتا دیا گیا کہ حلال و حرام صرف اللہ تعالیٰ کا حق ہے اور اس بارے میں قریش کی بدعات خود ساختہ ہیں۔



FLOW CHART

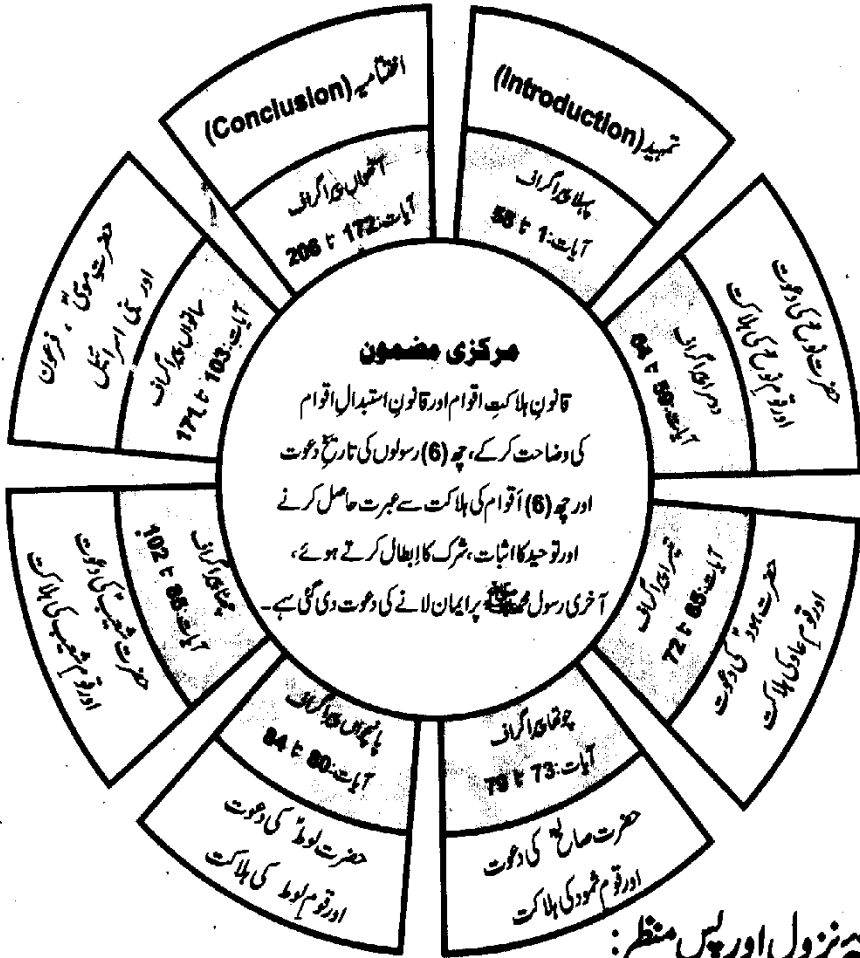
MACRO-STRUCTURE

ترتیبی نقشہ ربط

07- سُورَةُ الْأَعْرَافِ

نظم جلی

آیات : 206 مَكِّيَّةٌ پیراگراف : 8



خصوصیات

1- آیت نمبر 34 میں ﴿وَلِكُلِّ أُمَّةٍ أَجَلٌ﴾ کے الفاظ سے ہلاکتِ اقوام کے بارے میں یہ حقیقت واضح کی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک، افراد کی طرح، اقوام کی موت کا وقت بھی مقرر ہے، جس میں کسی قسم کی کمی بیشی نہیں ہوتی۔

﴿وَلِكُلِّ أُمَّةٍ أَجَلٌ﴾ "قَدْ آدَا جَاءَ أَجْلُهُمْ لَا يَسْتَأْخِرُونَ سَاعَةً وَلَا يَسْتَقْدِمُونَ" (آیت: 34)

2- اس سورت میں اللہ تعالیٰ کے قانونِ ہلاکت [Law of Annihilation] اور قانونِ استبدال [Law of Replacement] کی وضاحت ہے کہ وہ وقفہ وقفہ سے قوموں کو مہلت دینے کے بعد ہلاک کر دیتا ہے، ان کے نیک لوگوں کو بچا لیتا ہے اور پھر امامت اور قیادت کے لیے ایک اور قوم کو میدانِ امتحان میں لے آتا ہے۔

3- سورۃ الاعراف ﴿لَقَدْ نَعَّمْنَا﴾ کے اعتبار سے سورۃ ﴿ہود﴾ سے مشابہ ہے۔ دونوں کے آٹھ پیرا گراف ہیں۔ دونوں میں تمہید اور اختتامیہ کے درمیان چھ (6) قوموں کی جانشینی اور ہلاکت کے سچے واقعات بیان کر کے اللہ تعالیٰ کا قانونِ ہلاکت اور قانونِ استبدال سمجھایا گیا ہے۔

سورۃ الاعراف کا کتابی ربط

1- سورۃ البقرۃ کے پہلے تمہیدی حصے میں بنی اسرائیل کے لیے جو عمومی باتیں بیان کی گئیں تھیں، انہیں کا اعادہ یہاں سورۃ الاعراف میں بنی اسماعیل کے لیے ایک نئے انداز سے کیا گیا ہے۔

2- ﴿سورۃ الانعام﴾ میں ہلاکتِ اقوام کا اجمالی ذکر آیت نمبر 6 میں کیا گیا تھا، یہاں ﴿سورۃ الاعراف﴾ میں یکے بعد دیگرے چھ (6) قوموں کی ہلاکت کا تفصیلی بیان ہے۔

3- اگلی سورت ﴿الانفال﴾ میں جہاد کا حکم ہے۔ ﴿سورۃ الاعراف﴾ میں مجرم قوموں کی اللہ تعالیٰ کی طرف سے راست (Direct) ہلاکت کا بیان ہے، جب کہ اگلی دو (2) سورتوں میں مجرموں کی مسلمانوں کے ہاتھوں بالواسطہ (Indirect) ہلاکت کا ذکر ہے۔

اہم کلیدی الفاظ اور مضامین

1- ہلاکتِ اقوام: قوموں کی تاریخِ ہلاکت سے عبرت حاصل کرنے کا مشورہ دیا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں اچانک ہلاک کیا، جب وہ سو رہے تھے، یا دن میں قتلوا کر رہے تھے۔

﴿وَكَمْ مِنْ قَرْيَةٍ أَهْلَكْنَاهَا فَجَاءَهَا بَأْسُنَا بَيَاتًا أَوْ هُمْ قَائِلُونَ﴾ (آیت: 4)

مندرجہ ذیل چھ (6) قوموں کی ہلاکت کا ذکر کیا گیا، ان کے جرائم بھی گنوائے گئے اور طریقہ ہلاکت کی بھی وضاحت کی گئی۔

- (a) قوم نوحؑ کی ہلاکت: غالباً 3,500 ق م میں قوم نوحؑ کو ان کی تکذیب کے جرم میں غرق کر کے ہلاک کیا گیا۔ ﴿كَانَ بَوْدُهُ نَارِجِيْنُهُ وَالَّذِيْنَ مَعَهُ فِي الْفُلْكِ وَاعْرِفْنَا الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِآيَاتِنَا﴾ (آیت: 64)
- (b) قوم ہودؑ (عاد) کی ہلاکت: غالباً 3,000 ق م میں قوم عاد کو ان کی تکذیب کے جرم میں ہوا کے ذریعے سے ہلاک کر کے اہل ایمان کو بچالیا گیا۔ ﴿كَانَ جِيْنُهُ وَالَّذِيْنَ مَعَهُ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَقَطَعْنَا دَابِرَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِآيَاتِنَا﴾ (آیت: 72)
- (c) قوم صالحؑ (ثمود) کی ہلاکت: غالباً 2,500 ق م میں قوم ثمود کو ان کی تکذیب کے جرم میں ایک زلزلے کے ذریعے ہلاک کیا گیا۔ ﴿فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَاَصْبَحُوْا فِيْ دَارِهِمْ جُثُوْمٍ﴾ (آیت: 78)
- (d) قوم لوطؑ کی ہلاکت: غالباً 2,100 ق م میں مجرم قوم لوطؑ کو ان کی تکذیب کے جرم میں پتھروں کی بارش کے ذریعے ہلاک کیا گیا۔ ﴿وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ مَطَرًا فَاَنْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُجْرِمِيْنَ﴾ (آیت: 84)
- (e) قوم شعیبؑ کی ہلاکت: غالباً 1,400 ق م میں قوم شعیبؑ کو ان کی تکذیب کے جرم میں زلزلے کے ذریعے ہلاک کیا گیا۔ ﴿فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَاَصْبَحُوْا فِيْ دَارِهِمْ جُثُوْمٍ﴾ (آیت: 91)
- (f) قوم موسیٰؑ کی ہلاکت: غالباً 1,300 ق م میں قوم موسیٰؑ کو ان کی تکذیب کے جرم میں غرق کر کے ہلاک کیا گیا۔ ﴿فَاَنْتَقَمْنَا مِنْهُمْ فَاَغْرَقْنَاهُمْ فِي الْيَمِّ بِآيَاتِنَا وَكَانُوْا عَنْهَا غَافِلِيْنَ﴾ (آیت: 136)

2- سورۃ الاعراف میں حضرت آدمؑ اور ابلیس کی کشمکش کی داستان کا تفصیل سے ذکر کیا گیا۔

- (a) ابلیس نے حضرت آدمؑ کو سجدہ کرنے سے انکار کیا ﴿لَمْ يَكُنْ مِنَ السَّاجِدِيْنَ﴾۔
- (b) ابلیس سمجھتا تھا کہ میں آدمؑ سے بہتر ہوں۔ وہ مٹی سے پیدا کیا گیا ہے اور میں آگ سے۔ یہی وہ تکبر ہے، جو مخلوق کو لے ڈالتا ہے۔

﴿اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ خَلَقْتَنِيْ مِنْ نَّارٍ وَخَلَقْتَهُ مِنْ طِيْنٍ﴾ (آیت: 12)

- (c) ابلیس کے طریقہ واردات کی وضاحت کی گئی کہ وہ دوسو سو کے ذریعے سے گمراہ کرتا ہے۔ بے لباس کرتا ہے اور بے شرعی پراکساتا ہے۔

﴿فَوَسْوَسَ لَهُمَا الشَّيْطٰنُ لِيُبْدِيَ لَهُمَا مَا وَّرٰى عَنْهُمَا مِنْ سَوْآتِهِمَا﴾

- (d) حضرت آدمؑ اور حضرت حواؑ کو ابلیس نے جھانسدیا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ دونوں کو اس درخت کے پاس جانے

سے صرف اس لیے روکا ہے کہ اس طرح آپ دونوں فرشتے بن جائیں گے اور آپ دونوں کو حیاتِ دوام حاصل ہو جائے گی۔ ﴿مَا نَهَكُمَا رَبُّكُمَا عَنْ هَذِهِ الشَّجَرَةِ إِلَّا أَنْ تَكُونَا مَلَكَتَيْنِ أَوْ تَكُونَا مِنَ الْخَالِدِينَ﴾ (آیت: 20)

(e) ابلیس نے دونوں سے قسم کھا کر کہا کہ میں آپ کا ناصح اور خیر خواہ ہوں۔

﴿وَلَمَّا سَمِعُهَا إِنِّي لَكُفَّاءُ لَكُمَا لَوْنِ النَّاصِحِينَ﴾ (آیت: 21)

(f) اللہ تعالیٰ نے بنی آدم کو یہ قصہ سنا کر خبردار کیا ہے کہ وہ اپنے دشمن ﴿ابلیس﴾ کے دام میں گرفتار ہونے سے بچیں۔ اُس کے مکر، فریب اور چال بازیوں کو سمجھیں۔ وہ فاشی اور عریانی پر اکساتا ہے۔ ابلیس اور اس کا قبیلہ انسانوں کو دیکھ سکتا ہے، لیکن انسان انہیں نہیں دیکھ سکتے۔ اللہ تعالیٰ نے ایمان نہ لانے والوں کو ابلیس کا دوست بنا دیا ہے۔

﴿يَبْنِيْ اٰدَمَ لَا يَفْتِنَنَّكُمُ الشَّيْطٰنُ كَمَا اَخْرَجَ اٰبَوَيْكُمْ مِنَ الْجَنَّةِ يَنْزِعُ عَنْهُمَا لِبَاسَهُمَا لِيُرِيَهُمَا سَوَآئِهِمَا اِنَّهٗ يَرٰكُمْ هُوَ وَقَبِيْلُهُ مِنْ حَيْثُ لَا تَرَوْنَهُمْ اِنَّا جَعَلْنَا الشَّيَاطِيْنَ اَوْلِيَآءَ لِلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ﴾ (آیت: 27)

3- سورۃ الاعراف میں قوموں کی قیادت کے ﴿تکبر﴾ کا بھی تفصیلی ذکر ملتا ہے، جس کے سبب انہیں ہلاک کیا گیا۔

(a) اللہ کی آیات کو متکبر نہ رویوں سے مسترد کر کے جھٹلا دینے والی مجرم قیادت کو صاف صاف بتا دیا گیا کہ وہ ہرگز جنت میں داخل نہیں ہو سکے گی۔

﴿اِنَّ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِآٰتِنَا وَاسْتَكْبَرُوْا عَنْهَا لَا تَفْتَحُ لَهُمْ اَبْوَابُ السَّمَآءِ وَلَا يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ حَتّٰى يَلْبِغَ الْجَمَلُ فِىْ سَمِّ الْوَحْيٰطِ وَكَذٰلِكَ نَجْزِى الْمُجْرِمِيْنَ﴾ (آیت: 40)

(b) قوم ثمود کی کافر قیادت بھی متکبر تھی اور عام لوگوں کو دبا کر رکھتی تھی۔ یہ کمزور لوگ ہر قسم کے دباؤ کے باوجود حضرت صالحؑ پر ایمان لے آئے۔

﴿قَالَ الْمَلَأُ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا مِنْ قَوْمِهِ لِلَّذِيْنَ اسْتَضَعُّوْا لِمَنْ اٰمَنَ مِنْهُمْ اَتَعْلَمُوْنَ اَنْ صَلَاحًا مُّرْسَلٌ مِّنْ رَبِّهٖ قَالُوْٓا اِنَّا بِمَا ارْسَلَ بِهِ مُؤْمِنُوْنَ﴾ (آیت: 75)

(c) قوم شعیبؑ کی کافر قیادت بھی متکبر تھی۔ انہوں نے حضرت شعیبؑ اور ان کے مومن ساتھیوں کو جلا وطنی (Deportation) کی دھمکی دی اور کہا کہ آپ کے سامنے صرف دو راستے ہیں، جلا وطنی یا پھر آپ کو دوبارہ ہمارا مذہب اختیار کرنا پڑے گا۔

﴿قَالَ الْمَلَأُ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا مِنْ قَوْمِهِ لَنُخْرِجَنَّكَ يَشْعَبُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَكَ مِنْ قَرْيَتِنَا اَوْ لَنَعُوْذَنَّ فِىْ مَلَكِنَا﴾

حضرت شعیبؑ نے بنیادی مذہبی حقوق (Right of Freedom of Faith) کی دہائی دی۔ پوچھا کہ کیا تم لوگ ہماری ناگواری کے باوجود، اپنا باطل اور مشرکانہ مذہب ہم پر مسلط کرو گے؟ ﴿قَالَ اَوْكُوْا كُنَّا لَكُمْ رُحَمٰٓا﴾ (آیت: 88)

4- سورۃ الاعراف سے یہ بات بھی واضح ہوتی ہے کہ تمام انبیاء نے سب سے پہلے لوگوں کو توحید کی دعوت دی۔ اللہ ہی کی عبادت کرو! اُس کے علاوہ کوئی اور **﴿والہ﴾** نہیں ہے۔

(a) حضرت نوحؑ نے بھی اپنی قوم کو توحید کی دعوت دی۔

﴿لَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوحًا اِلٰی قَوْمِهٖ فَقَالَ يَقُوْمُ اَعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ﴾ (آیت: 59)

(b) حضرت ہودؑ نے بھی اپنی قوم عاد کو توحید کی دعوت دی۔

﴿وَ اِلٰی عَادٍ اَخَاهُمْ هُوْدًا قَالَ يَقُوْمُ اَعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ﴾ (آیت: 65)

(c) حضرت صالحؑ نے بھی اپنی قوم ثمود کو توحید کی دعوت دی۔

﴿وَ اِلٰی ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا قَالَ يَقُوْمُ اَعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ﴾ (آیت: 73)

(d) حضرت شعیبؑ نے بھی اپنی قوم مدین کو توحید کی دعوت دی۔

﴿وَ اِلٰی مَدْيَنَ اَخَاهُمْ شُعَيْبًا قَالَ يَقُوْمُ اَعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ﴾ (آیت: 85)

5- نبی امی محمد ﷺ پر ایمان لانے کے لیے آپ ﷺ کی حقانیت کی تاریخی اور عملی اور واقعاتی دلیلوں پر غور و فکر سے کام

لینے کی ضرورت ہے:

(a) آپ ﷺ کی رسالت کی حقانیت کی تاریخی اور نقلی دلیل یہ ہے کہ آپ ﷺ کا ذکر تورات اور انجیل میں مذکور ہے۔

﴿الَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِیَّ الَّذِیْ یَجِدُوْنَہٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَہُمْ لَی السَّوْرَةُ وَالْاِنْجِیْلِ﴾

(b) آپ ﷺ کی حقانیت کی عملی اور واقعاتی دلیل یہ ہے کہ آپ ﷺ نیک کا حکم دیتے ہیں اور برائیوں سے روکتے

ہیں۔ پاک چیزوں کو حلال اور ناپاک چیزوں کو حرام ٹھہراتے ہیں۔ سماجی اور معاشی عدل و انصاف کے علمبردار

ہیں۔ غلط عقائد و اوہام کے بوجھ **﴿ہراسر﴾** کو لوگوں کی بینوں سے اتارتے ہیں۔ توحید کی صاف اور شفاف راہ پر

گامزن ہو کر دوسروں کو بھی اسی راستے پر چلانا چاہتے ہیں۔ شرک، بدعت، استحصال اور ظلم و زیادتی کے پھندوں

﴿اغلال﴾ سے انسانیت کو نجات دے کر آزاد کرنا چاہتے ہیں۔

﴿یَاْمُرُہُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَیَنْہٰہُمْ عَنِ الْمُنْکَرِ وَیُحِلُّ لَہُمُ الطَّیِّبٰتِ وَیُحَرِّمُ

عَلٰیہُمُ الْخَبٰیثٰتِ وَیَضَعُ عَنْہُمْ اَصْرَہُمْ وَالْاَغْلَالَ الَّتِیْ کَانَتْ عَلَیْہُمْ﴾ (آیت: 157)

(c) آپ ﷺ پر اور آپ ﷺ پر نازل کیے جانے والے نور (یعنی قرآن) پر ایمان لانے والے ہی فلاح پائیں گے۔
 فَالَّذِينَ آمَنُوا بِهِ وَعَزَّرُوهُ وَنَصَرُوهُ وَاتَّبَعُوا النُّورَ الَّذِي أُنْزِلَ مَعَهُ ۖ أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ﴿۷﴾

(d) رسول اللہ ﷺ کو حکم دیا گیا کہ وہ اپنی عالیگیر رسالت کا علی الاعلان اظہار کریں کہ وہ زندگی اور موت کا اختیار رکھنے والے مالک ارض و سماء کے سرکاری نمائندہ ہیں۔ تمام انسانوں کو (بشمول بنی اسمعیل و بنی اسرائیل) اللہ اور اس کے اُمی نبی پر ایمان لانے کی دعوت دی گئی۔

﴿قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا الَّذِي لَهُ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ
 وَالْأَرْضِ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ يُحْيِي وَيُمِيتُ فَأَمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ النَّبِيُّ الْأَمِينُ﴾

(آیت: 158)

سورة الاعراف کا نظم کلام

سورة الاعراف آٹھ (8) پیرا گرافوں پر مشتمل ہے۔ پہلے اور آخری پیرا گراف میں دعوت توحید کا اعادہ ہے۔ درمیان کے چھ (6) پیرا گرافوں میں چھ (6) قوموں کی یکے بعد دیگرے ہلاکت کے سچے واقعات بیان کیے گئے ہیں۔

1- آیات 58 تا 1: پہلے پیرا گراف میں تمہید (Introduction) ہے۔ اس کے پانچ (5) ذیلی پیرا گراف ہیں۔

(a) آیات 10 تا 1 میں، نزول قرآن کا مقصد ﴿اِنذَارٌ﴾ یعنی (Warning) بتایا گیا۔ توحید، رسالت اور آخرت تینوں مضامین کا احاطہ کیا گیا۔ قرآن مجید کا اتباع کرنے اور دیگر ﴿اولیاء﴾ کی پیروی ترک کرنے کا حکم دیا گیا ورنہ پچھلی ظالم قوموں کی طرح عذاب نازل ہو سکتا ہے۔

روز قیامت تمام رسولوں سے اور ان کی قوموں سے، جن میں وہ مبعوث کئے گئے تھے، باز پرس ہوگی۔

﴿فَلَنَسْأَلَنَّ الَّذِينَ أُرْسِلَ إِلَيْهِمْ وَلَنَسْأَلَنَّ الْمُرْسَلِينَ﴾ (آیت: 6)

روز قیامت جس کا نیکیوں کا پلڑا بھاری ہوگا وہ فلاح پائے گا اور جس کا ہلکا ہوا وہ خسارے میں ہوگا۔ (آیات: 7 تا 9)

اللہ تعالیٰ (ہلاکت کے بعد) دوسری قوم کو تمہیں عطا کرتا ہے۔ رزق دیتا ہے، لیکن لوگ شکر نہیں کرتے۔ (آیت: 10)

(b) آیات 11 تا 25 پر مشتمل دوسرے ذیلی پیرا گراف میں، قصہ آدم و ابلیس سا کر آدم کی اولاد کو، ابلیس کے شر

سے بچنے کی ہدایت کی گئی۔ ابلیس کو غور تھا کہ وہ آدم سے بہتر ہے۔ (آیت: 12)

ابلیس نے قسم کھائی ہے کہ وہ انسانوں اور جنات کو گمراہ کر کے رہے گا۔ آگے پیچھے اور دائیں بائیں حملہ کرے گا، جس کے

نتیجے میں وہ ناشکرے بن جائیں گے۔ (آیت: 17)

ابلیس نے جہان سادے کر، آدمؑ اور حواؑ کی ستریں ایک دوسرے کے لیے کھلوادیں۔

ابلیس کا طریقہ واردات یہ ہے کہ وہ انسان کو جھوٹی باتوں اور آرزوؤں میں الجھا کر بہکا تا ہے۔ آدمؑ حواؑ کو اس نے یہ کہہ کر بہکایا کہ تم فرشتے بن جاؤ گے، تمہیں موت نہیں آئے گی، اگر تم اس درخت کو چھو لو گے (آیت: 20)

ابلیس نے قسم کھا کر کہا یقین دلا یا کہ میں تمہارا سچا خیر خواہ ہوں۔ (آیت: 21)

آدمؑ اور حواؑ کی توبہ پر، اللہ نے دعا سکھائی ﴿وَبَنَّا طَعْمَنَا﴾ اور انہیں معاف کر کے زمین کی خلافت عطا کی۔

(آیات: 23-25)

آدمؑ اور ابلیس دونوں کو آزادی اختیار (Freedom of choice) عطا کی گئی۔ دونوں نے حکم عدولی کی، لیکن حضرت آدمؑ نے اپنی غلطی تسلیم کر لی، جبکہ ابلیس اپنی غلطی پر اڑا رہا۔

(c) آیات 26 تا 34 پر مشتمل تیسرے ذیلی پیرا گراف میں ابلیس کے طریقہ کار کی وضاحت کی گئی کہ وہ فاشی اور

عریانی پر اکساتا ہے، جو فطرت آدم اور ابن آدم کے خلاف ہے۔ ستر پوشی انسانی فطرت میں داخل ہے (آیت: 26)

اللہ تعالیٰ نے بنی آدم کو خبردار کر دیا کہ وہ ابلیس کی باتوں میں آ کر عریانی اور فاشی کا ارتکاب نہ کر بیٹھیں۔ (آیت: 27)

ابلیس اور دیگر جنات انسانوں کو دیکھ سکتے ہیں، لیکن انسان انہیں نہیں دیکھ سکتا۔ بنی آدم کو توحید پر قائم رہنے، ابلیس کے دام سے بچنے، آخرت سے ڈرنے اور تقویٰ کا لباس اختیار کرنے کی تاکید کی گئی۔ (آیت: 30)

وقعت عبادت زینت اختیار کرنے اور کھانے پینے کا حکم دیا گیا، لیکن اسراف سے بچنے کی تلقین کی گئی۔ (آیت: 31)

جس طرح فاشی، عریانی وغیرہ جیسی حرام چیزوں کو، حلال کر لینا گناہ ہے، اسی طرح اللہ تعالیٰ کی طرف سے حلال کردہ

رزق اور زینت کو حرام کر لینا بھی جائز نہیں۔ ﴿قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِينَةَ اللَّهِ الَّتِي أَخْرَجَ لِعِبَادِهِ وَالطَّيِّبَاتِ

مِنَ الرِّزْقِ﴾ (آیت: 32)

اللہ تعالیٰ نے شرک اور ظاہری دہائیتی فاشی، گناہ اور زیادتی اور اللہ سے ان باتوں کو منسوب کرنے کو حرام ٹھہرایا ہے

جو اللہ نے بیان نہیں کیں۔ نافرمان قوموں کی ہلاکت کا وقت مقرر ہے۔

(d) آیات 35 تا 53 پر مشتمل چوتھے ذیلی پیرا گراف میں کار رسالت کی وضاحت کی گئی، جس کے نتیجے میں لوگ

جنتی یا دوزخی بن سکتے ہیں۔

بنی آدم کی ہدایت کے لیے 'قانون رسالت' بیان کیا گیا کہ ان کے پاس مسلسل پیغمبر آتے رہیں گے، ہدایت کی طرف

دعوت دیں گے اور انہی کی تعلیمات کی پیروی اور عدم پیروی کی بنیاد پر جنت اور دوزخ کا فیصلہ ہوگا۔ (آیت نمبر: 36)

دوزخ میں انسانوں اور جنات کی نسلیں یکے بعد دیگرے داخل کی جائیں گی، ہر نسل اور ہر گروہ اپنی پچھلے گروہ کے لیڈروں

پر لعنت کرے گا کہ ان کی وجہ سے ہم دوزخ میں داخل کیے گئے۔ ان کے لیے دو گئے عذاب کا مطالبہ کریں گے۔

قریش کو بالخصوص اور تمام انسانوں کو بالعموم، آپرستی اور روایت پرستی کو چھوڑ کر، قرآن کی دعوتِ توحید پر غور کرنے کی دعوت دی گئی۔ (آیت: 39)

اہلِ تکذیب اور اہلِ تکبر کے لیے دوزخ میں آگ کا بچھونا اور آگ کی چادریں ہوں گی اور اہلِ ایمان کے لیے باغات ہوں گے۔ (آیات: 41-42)

جنت میں اہلِ ایمان کے دلوں کی باہمی کدورتیں دور کر دی جائیں گی۔

اہلِ جنت اور اہلِ دوزخ کے درمیان مکالمہ ہوگا۔ اہلِ دوزخ بھی اعتراف کریں گے کہ اللہ کا وعدہ سچا تھا۔ (آیت: 44)

﴿ أَصْحَابُ الْأَعْرَافِ ﴾

اہلِ اعراف (بلندی پر کھڑے ہوئے لوگ) اہلِ جنت اور اہلِ دوزخ دونوں کو دیکھ سکیں گے۔ جنت والوں کو دیکھ کر انہیں

سلام کریں گے اور کہیں گے ہم ابھی جنت میں داخل نہیں ہوئے، لیکن اللہ سے امید رکھتے ہیں۔ (آیت: 46)

دوزخ والوں کی طرف دیکھ کر دعا کریں گے: اے رب! ہمیں ان ظالم لوگوں میں شامل نہ کرنا! (آیت: 47)

اہلِ دوزخ، اہلِ جنت سے پانی اور رزق مانگیں گے، جو ان کے لیے حرام ہوگا۔ (آیت: 50)

شفاعت کے باطل تصور کی نفی کی گئی ہے۔ اہلِ دوزخ دوبارہ دنیا میں بھیجے جانے کی درخواست کریں گے، لیکن قیامت

کے بعد دوبارہ عمل کا موقع نہیں دیا جائے گا۔ (آیت: 53)

(e) آیات 54-58 پر مشتمل پانچویں ذیلی پیرا گراف میں دلائلِ توحید بیان کیے گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ خالق ہے۔

ہر چیز کو اس نے مسخر کیا ہے۔

توحید ربوبیت اور توحید خالقیت سے استدلال کرتے ہوئے، توحیدِ حاکمیت کو اختیار کرنے کی دعوت دی گئی ہے۔

﴿ أَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْأَمْرُ ﴾ (آیت: 54)۔

توحیدِ دعا کا مطالبہ اور فساد سے دور رہنے کا حکم دیا گیا۔ خالص توحید اختیار کرنے کی ہدایت کی گئی۔ اللہ کو چپکے چپکے،

گزر گزاتے ہوئے خوف اور طمع کے ساتھ پکارنے والے محسن ہوتے ہیں۔

﴿ اذْعُوا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَخُفْيَةً إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ ﴾

”اپنے رب کو پکارو گزر گزاتے ہوئے اور چپکے چپکے، یقیناً وہ حد سے گزرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔“

﴿ وَلَا تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ بَعْدَ إِصْلَاحِهَا وَادْعُوهُ خَوْفًا وَطَمَعًا إِنَّ رَحْمَتَ اللَّهِ قَرِيبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِينَ ﴾ (آیت: 55-56)

ایک خوبصورت تمثیل کے ذریعے انسانوں کو دعوتِ شکر دی گئی۔ (آیت: 58)

قرآن کی بارش سے زرخیز دل رکھنے والے ہی، ایمان لا کر نیکیوں کی فصل اگا سکتے ہیں۔

2- آیات 59 تا 64: دوسرے پیرا گراف میں حضرت نوحؑ کی دعوت اور قوم نوحؑ کی ہلاکت کا ذکر کیا گیا۔

حضرت نوحؑ (3,500 ق م) کی دعوت توحید اور اس کے جواب میں، ان کی قوم کے کافر سرداروں ﴿مَلَأَ﴾ کے رویے کا ذکر ہوا، جنہوں نے حضرت نوحؑ کو گمراہ قرار دیا تھا۔ (آیات: 59 تا 63)
حضرت نوحؑ کی تکذیب پر، اُس اندھی قوم کو غرق کر دیا گیا۔ (آیت: 64)

3- آیات 65 تا 72: تیسرے پیرا گراف میں حضرت ہودؑ کی دعوت اور قوم عاد کی ہلاکت کا ذکر ہے۔

قوم نوحؑ کے بعد، قوم عاد (غالباً 3,000 ق م) کو اس کا جانشین بنایا گیا۔ ﴿وَإِذْ جَعَلْنَاكَ مِنْ بَعْدِ قَوْمِ نُوحٍ﴾۔ اس قوم کے کافر سرداروں نے حضرت ہودؑ کو بے وقوف اور کاذب قرار دیا۔
حضرت ہودؑ کی قوم عاد نے آباء پرستی کو چھوڑنے سے انکار کیا۔ توحید کی دعوت کو مسترد کر دیا۔
انہیں تاریخ سے سبق لینے اور ﴿الْآءُ اللّٰہِ﴾ کو یاد رکھنے کی صیحت کی گئی۔ ﴿كَذٰلِكَ نُوْثِرُ الْآءَ اللّٰہِ﴾ (آیت: 69)
حضرت ہودؑ اور اہل ایمان کو بچا کر، کافر قوم کو ہلاک کر دیا گیا۔ (آیت: 72)

4- آیات 73 تا 79: چوتھے پیرا گراف میں حضرت صالحؑ کی دعوت اور قوم ثمود کی ہلاکت کا ذکر کیا گیا ہے۔

قوم ہودؑ کے نجات یافتہ افراد، شمالی علاقوں میں جا کر آباد ہو گئے اور یہ ﴿ثَمُودُ﴾ کہلائے (ان کا زمانہ غالباً 2,800 ق م یا 2,500 ق م ہے)۔ پھر یہ قوم بھی متکبر ہوتی گئی۔
ان کی طرف اللہ تعالیٰ نے حضرت صالحؑ کو دعوت توحید کے ساتھ مبعوث فرمایا اور اللہ کی نشانی ایک اونٹنی سے دور رہنے اور فساد فی الارض سے بچنے کا حکم دیا۔ (آیات: 73 تا 74)
قوم کے متکبر سرداروں ﴿مَلَأَ﴾ نے ایمان لانے والے کمزور طبقے سے، تکبر کا اظہار کیا۔
اور اونٹنی کو مار ڈالا اور اپنے رب کے حکم کی نافرمانی کی۔ (آیات: 77 تا 78)
جس کے نتیجے میں انہیں ایک زلزلہ ﴿الرَّجْفَةُ﴾ کے ذریعے ہلاک کیا گیا۔ (آیت: 79)

5- آیات 80 تا 84: پانچویں پیرا گراف میں حضرت لوطؑ کی دعوت اور قوم لوطؑ کی ہلاکت کا تذکرہ کیا گیا۔

اس کے بعد اردن کی سرزمین میں حضرت لوطؑ (غالباً B.C. 2,100) کو مبعوث کیا گیا۔ جن کی قوم عورتوں کے بجائے، مردوں سے دلچسپی رکھتی تھی۔ یہ گمناؤں کا جرم پہلے کسی اور قوم سے سرزد نہیں ہوا تھا۔
اس مجرم قوم کو، ایک خاص پتھر ملی بارش سے ہلاک کیا گیا، جس میں حضرت لوطؑ کی کافر بیوی بھی شامل تھی۔ اللہ نے حضرت لوطؑ اور ان کے دیگر گھروالوں کو بچا لیا (آیت: 83 تا 84)۔

6- آیات 102 تا 85: چھٹے پیرا گراف کے دو (2) ذیلی پیرا گراف ہیں۔

آیات 93 تا 85 میں حضرت شعیبؑ کی دعوت اور قوم شعیبؑ کی ہلاکت کا تذکرہ ہے۔

(a) قوم مدین میں، حضرت شعیبؑ (عالباً 300، 1 ق م) نے نہ صرف دعوت توحید پیش کی، بلکہ انہیں صحیح قولنے، گھانا نہ دینے اور فساد نہ کرنے کی نصیحت کی اور رہنمی سے روکا۔ (آیات: 85 تا 86)

جس کے جواب میں ان کی قوم کے سردار ﴿مَلَا﴾ نے انہیں جلا وطنی کی دھمکی دی اور کہا کہ دوبارہ ہمارے مذہب میں واپس آ جاؤ! (آیت: 88)

حضرت شعیبؑ نے توحید پر ثابت قدمی کا مظاہرہ کیا اور اللہ تعالیٰ سے مدد کی درخواست کی۔ (آیت: 89)

قوم شعیبؑ کو بھی دہلا دینے والی آفت ﴿الرَّجْفَةُ﴾ نے ایسا ہلاک کر دیا کہ گویا کبھی بے عی نہ تھے۔ (آیت: 91)

(b) آیات 102 تا 94 میں بچھلی پانچ (5) قوموں کی ہلاکت پر تبصرہ ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ایک اصول یہ بھی ہے کہ وہ قوموں کی ہلاکت سے پہلے رجوع الی اللہ کے لیے، تنگیوں اور سختیوں کی آزمائش سے دو چار کرتا ہے، پھر رزق کی فراوانی ہوتی ہے۔ ان دونوں قسم کی آزمائشوں میں قوموں کی ناکامی پر قوموں کو ہلاک کر دیا جاتا ہے۔ (آیت: 95)

ایمان اور تقویٰ دو (2) ایسی نعمتیں ہیں، جن کی بدولت زمین اور آسمان سے برکات کا نزول ہوتا ہے، لیکن تکذیب اور بد عملی ایک ایسی لعنت ہے، جس کے سبب قوموں پر عذاب نازل ہوتا ہے۔

﴿وَلَوْ أَنَّ أَهْلَ الْقُرَىٰ آمَنُوا وَاتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَيْهِم بَرَكَاتٍ مِّنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ وَلَٰكِن كَذَّبُوا فَأَخَذْنَاهُم بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ﴾ (آیت: 96)

قریش اور ساری کائنات کو پانچ (5) قوموں، قوم نوح، قوم عاد، قوم ثمود، قوم لوط اور قوم شعیبؑ کے انجام سے عبرت حاصل کرنے، اللہ تعالیٰ کی قدرت عذاب اور قانون عذاب سے ڈرنے کا حکم دیا گیا۔

7- آیات 171 تا 103: ساتواں پیرا گراف حضرت موسیٰؑ کی دعوت، فرعون کی ہلاکت اور بنی اسرائیل کے حالات پر مشتمل ہے:

اس پیرا گراف کے چار (4) ذیلی حصے ہیں۔

(a) آیات 137 تا 103 میں حضرت موسیٰؑ کی دعوت اور فرعون کی ہلاکت کا تذکرہ ہے۔

حضرت موسیٰؑ نے فرعون کو توحید کی دعوت دی اور بنی اسرائیل کو، اپنے ساتھ لے جانے کی درخواست کی۔

فرعون اور اس کے درباریوں کی طرف سے نشانوں کا مطالبہ کیا گیا۔ (آیت: 106)

حضرت موسیٰؑ نے عصا اور ید بیضا کے معجزات پیش کیے (آیت: 108)۔ فرعون نے حضرت موسیٰؑ پر جادو ﴿سحر﴾ کا

الزام عائد کیا (آیت: 109) اور یہ بھی کہا کہ یہ تمہیں اپنی زمین سے بے دخل کرنا چاہتا ہے۔ فرعون نے حضرت موسیٰ کو شکست دینے کے لیے مختلف شہروں سے جادوگر طلب کیے۔ جادوگروں اور حضرت موسیٰ کے مقابلے کے لیے ایک خاص دن کا انتخاب ہوا۔ مقابلے میں حضرت موسیٰ کے عصا نے جادوگروں کے جادو کو شکست سے دوچار کیا تو جادوگر مسلمان ہو گئے۔ فرعون سبک پا ہو گیا۔

فرعون نے جادوگروں سے پوچھا کہ تم میری اجازت کے بغیر موسیٰ کے خدا پر ایمان لے آئے ہو؟ (آیت: 123)
فرعون نے جادوگروں کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیئے اور سولی پر لٹکانے کی دھمکی دی۔ (آیت: 124)
مسلمان ہو جانے والے جادوگروں نے ایمان پر بے مثال ثابت قدمی کا مظاہرہ کیا اور اللہ تعالیٰ سے مدد کی درخواست کی۔ (آیت: 126)

● فرعون کے درباری سرداروں ﴿مَلَا﴾ کی شرانگیزیوں اور انہیں دکھانے لگیں۔ کیا آپ موسیٰ اور ان کی قوم کو یونہی زمین پر فساد کے لیے چھوڑ دیں گے، جب کہ وہ آپ کے خداؤں ﴿الْهَةِ﴾ کا قائل نہیں ہیں ﴿وَقَالَ الْمَلَأُ مِنْ قَوْمِ فِرْعَوْنَ اتَّخَذَ مُوسَىٰ وَقَوْمَهُ لِيُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ وَيَذَرِكَ وَالْهَتَكَ﴾ فرعون نے دھمکی دی کہ ہم ان کے لڑکوں کو قتل کریں گے اور ہم ان پر غالب ہیں۔ (آیت: 127)
حضرت موسیٰ نے اپنی قوم (بنی اسرائیل) کو، تعلق باللہ اور صبر کا حکم دیا اور خوش خبری سنائی کہ اللہ تعالیٰ تمہارے دشمن کو ہلاک کر کے، تمہیں زمین پر جانشین بنائے گا۔

﴿اسْتَعِينُوا بِاللَّهِ وَاصْبِرُوا إِنَّ الْأَرْضَ لِلَّهِ يُورِثُهَا مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ﴾ (آیت: 128)
قانونِ خداوندی کے مطابق، آل فرعون کو بھی خط میں مبتلا کیا گیا تاکہ وہ ﴿رجوع الی اللہ﴾ کریں۔
ان پر طوفان، بڑی دلی، سرسریوں، مینڈکوں اور خون کا عذاب مسلط کیا گیا (آیت: 133)۔
ان تمام دلائل کے باوجود انہوں نے تکبر کا مظاہرہ کیا۔

فرعون اور آل فرعون (جنود فرعون) کی ہلاکت ہوئی اور صبر و استقامت کے نتیجے میں کمزور قوم (بنی اسرائیل) کی مشرق و مغرب میں جانشین عطا کی گئی۔

﴿وَأَوْرَثْنَا الْقَوْمَ الَّذِينَ كَانُوا يُسْتَضَعُونَ مَشَارِقِ الْأَرْضِ وَمَغَارِبَهَا الَّتِي بَرَكْنَا فِيهَا وَكَمَتَتْ كَيْلَمَتْ رَبِّكَ الْحُسْنَىٰ عَلَىٰ بَنِي إِسْرَآءِ يَلْ بِمَا صَبَرُوا وَذَمَرْنَا مَا كَانَ يَصْنَعُ فِرْعَوْنُ وَقَوْمُهُ﴾ (آیت: 137)۔

(b) آیات 138 تا 157 پر مشتمل دوسرے ذیلی پیرا گراف میں خروج کے بعد بنی اسرائیل کی نافرمانیوں کا تذکرہ ہے۔ خروج (Exodus) اور ہلاکت فرعون کے بعد بنی اسرائیل جب وادی سینا میں داخل ہوئے تو ان کا گزر

ایک بت پرست قوم پر سے ہوا۔ یہ منظر دیکھ کر بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰؑ سے کہا: ﴿اجْعَلْ لَنَا إِلَهًا كَمَا لَهُمُ الْإِلَٰهَةُ﴾ ہمارے لیے بھی اس طرح کا ایک بت بنادیتے! (آیت: 138)۔ یہ ایک ناشکری قوم تھی، جو توحید کے سبق کو بہت جلد فراموش کر چکی تھی۔ اس مطالبے پر حضرت موسیٰؑ بہت برہم ہوئے اور توحید پر استقامت کا حکم دیا (آیت: 140)۔ حضرت موسیٰؑ چالیس دن کی قرارداد پر گئے۔ حضرت ہارونؑ کو اپنا جانشین بنایا۔

اللہ تعالیٰ نے گفتگو کی۔ حضرت موسیٰؑ نے اللہ کو دیکھنے کی خواہش کا اظہار کیا۔ اللہ نے فرمایا: ﴿لَنْ تَرَانِي﴾ تم مجھے نہیں دیکھ سکتے۔ حضرت موسیٰؑ نے اصرار کیا۔ اللہ نے فرمایا: پہاڑ کی طرف دیکھو! اگر وہ اپنی جگہ قائم رہا تو کچھ مدت بعد تم مجھے دیکھ سکو گے۔ جب اللہ تعالیٰ نے پہاڑ پر تجلی کی تو وہ ریزہ ریزہ ہو گیا اور حضرت موسیٰؑ بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ افاقہ ہوا تو فرمایا: ﴿سُبْحٰنَكَ نُبْتُ اِلَيْكَ﴾ تو بے عیب ہے۔ تیری طرف ہی رجوع کرتا ہوں اور میں سب سے پہلے ایمان لانے والوں میں شامل ہوں۔

● اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ کو الواح (تورات) سے نوازا اور ان پر ثابت قدمی سے پیروی اور شکر کا حکم دیا۔ حضرت موسیٰؑ کی غیر موجودگی میں سامری نے زیورات سے بچھڑے کا ایک پتلا بنایا اور قوم نے اس کی پوجا شروع کر دی۔ جب حضرت موسیٰؑ لوٹے تو قوم کے شرک پر شدید نفرت کا اظہار کیا اور غضب کا مظاہرہ کیا۔ بھائی پر بھی برہم ہوئے۔ حضرت ہارونؑ کی وضاحت پر حضرت موسیٰؑ نے اپنے اور اپنے بھائی کے لیے استغفار کیا۔ بچھڑے کو خدا بنانے والوں کو دنیوی عذاب سے دوچار کیا گیا۔ (آیت: 152)

حضرت موسیٰؑ نے ستر (70) آدمیوں کا انتخاب کیا اور میقات پر پہنچے۔ وہاں ایک سخت زلزلے سے آزمائش کی گئی۔ حضرت موسیٰؑ نے دعائیں کیں اور عذاب ٹل گیا۔ (آیت: 155)

بنی اسرائیل کو قصہ ’موسیٰؑ و بنی اسرائیل سے عبرت حاصل کرنے، اور نبی امی محمد ﷺ کی پیروی کا حکم دیا گیا۔ محمد ﷺ کے (6) نکاتی مشن کی وضاحت کی گئی۔

(1) امر بالعرف، (2) نہی عن المنکر، (3) تحلیل طہیات، (4) تحریم خبائث (5) عقائد و ادہام کے بوجھ کے علاوہ (6) سماجی اور معاشی ظلم و استحصال کے پھندوں سے انسان کو نجات دلانا۔

محمد ﷺ پر ایمان لانے والوں اور مدد کرنے والوں اور ان پر نازل کردہ نور (قرآن) کی پیروی کرنے والوں کے لیے کامیابی کی بشارتیں دی گئیں۔ (آیت: 157)

(c): آیت 158 میں بنی اسرائیل کو بھی بنی اسماعیل کے امی نبی و رسول حضرت محمد ﷺ پر ایمان لانے کی دعوت دی گئی ہے۔ اللہ کی طرف سے محمد ﷺ کو اشکاف اعلان کرنے کی ہدایت کی گئی کہ میں زمین اور آسمان کے بادشاہ کی

طرف سے، سارے انسانوں کے لیے ایک رسول ہوں۔ (آیت: 158)

(d) آیات 159 تا 171 پر مشتمل چوتھے ذیلی پیرا گراف میں بنی اسرائیل کی نافرمانیوں کا ذکر ہے۔

اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کی بارہ (12) خاندانوں میں تقسیم کر دی۔ ہر خاندان کے لیے ایک الگ چشمہ جاری کر دیا۔

من وسلویٰ کا نزول ہوا، بنی اسرائیل کو ﴿حِطَّةٌ﴾ کہنے کا حکم دیا گیا، لیکن بنی اسرائیل نے تحریف کی۔

اصحابِ سبت کا واقعہ بیان کیا گیا کہ کس طرح بنی اسرائیل کا امتحان لیا گیا۔ سبت کے دن مچھلیاں زیادہ آتی تھیں۔ بنی

اسرائیل حیلوں اور بہانوں سے کام لے کر حرام چیزوں کو اپنے لیے حلال کر لیا کرتے تھے۔ ان کی نافرمانیوں کے سبب

انہیں بندر بنادیا گیا۔ ﴿فَلَمَّا عَتَوْا عَنْ مَّا نُهُوا عَنْهُ قُلْنَا لَهُمْ كُونُوا قِرَدَةً خَاسِئِينَ﴾

(آیت: 166)۔ بد قسمتی سے بنی اسرائیل میں ناخلف جانشین پیدا ہوئے۔ دنیا میں گرفتار ہوئے اور جھوٹی توقعات

انہیں لے ڈوبیں کہ ہماری مغفرت ہو جائے گی (کیونکہ ہم حضرت یعقوبؑ کی نسل سے ہیں)۔ ﴿فَخَلَفَ مِنْ

بَعْدِهِمْ خَلْفٌ وَرَبُّوا الْكِتَابَ يَاخُلِدُونَ عَرَضَ هَذَا الْأَدْنَى وَيَقُولُونَ سَيُغْفِرُ لَنَا اللَّهُ

تعالیٰ نے اس غلط فہمی کا ازالہ کیا کہ نسل کی بنیاد پر مغفرت نہیں ہوگی، بلکہ جو لوگ اللہ کی کتاب اور نماز کو مضبوطی سے

تھامے رکھیں گے، ایسے صالح افراد کے اعمال کا اجر دیا جائے گا۔

﴿وَالَّذِينَ يُتِمُّونَ الصَّلَاةَ وَآتَوْا الزَّكَاةَ وَأَنذَرُوا أَهْلَ الْبُيُوتِ بِالْكَلِمَةِ إِنَّا لَا نُضِيعُ أَجْرَ الْمُصْلِحِينَ﴾

8- آیات 172 تا 206: آٹھویں اور آخری پیرا گراف میں اختتامیہ (Conclusion) ہے۔

(a) آیات 172 تا 198 پر مشتمل آیات میں عہدِ اکست کا تذکرہ ہے۔

اللہ تعالیٰ نے تمام انسانوں کی رگوں کو پیدا کر کے ان سے پوچھا: ﴿أَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ﴾ کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں

؟ انہوں نے جواب دیا: ﴿بَلٰی﴾ ہاں ہاں! کیوں نہیں۔ یہ عہد روز قیامت کے لیے اتمامِ حجت ہے۔ توحید کی دلیل

فراہم کی گئی اور شرک کا ابطال کیا گیا۔

توحید، انسانی فطرت میں داخل ہے اور اس کے عین مطابق ہے۔

ایک دنیا دار مادہ پرست آدمی کا قصہ ایک خوبصورت تمثیل سے بیان کیا گیا (آیات: 173 تا 175)۔

اس شخص کو اللہ تعالیٰ نے اپنی آیات اور اپنے احکام سے نوازا تھا، لیکن اس نے شیطان کی بیرونی اختیار کی۔ یہ آیات الہی

کی بیرونی کر کے رفعت اور بلندی حاصل کر سکتا تھا، لیکن زمین سے چٹ بیٹھا ﴿وَلَكِنَّا أَخْلَدْنَا إِلَى الْأَرْضِ﴾

خواہشاتِ نفس کی پیروی کرنے لگا ﴿وَاتَّبَعَ هَوَاهُ﴾ اور کتے کی سی زندگی گزارنے لگا ﴿فَمَقَلَهُ عَمَلُ

الْكَلْبِ﴾۔ (جو ہڈیوں اور کتیا کی تلاش میں ہر وقت زبان لٹکائے رہتا ہے، رال ٹپکتی رہتی ہے) (آیت: 176)

دنیا دار مادہ پرستوں کو مقصدِ حیات پر غور کرنے کی دعوت دی گئی۔ بہت سے بے مقصد انسان اور جن، موشیوں کی طرح

ہیں، بلکہ ان سے بھی بدتر۔ یہ جہنم کی کھیتی ہیں۔ (آیت: 179)

اللہ تعالیٰ کو اس کی حسین و جمیل صفات پر مشتمل ناموں سے پکارنے اور خود ساختہ ناموں سے اجتناب کا حکم دیا گیا۔

محمد ﷺ اور قرآن مجید کو جھٹلانے والوں کے لیے، تباہی کی وعید سنائی گئی۔ (آیت: 183)

محمد ﷺ پر کسی دیوانگی ﴿جنون﴾ کا اثر نہیں ہے، وہ تونذیر میں ہیں۔ (آیت: 184)

قیامت کے دن کا علم، صرف اللہ کو ہے۔ قریش مکہ کو نہیں بتایا جاسکتا۔ (آیت: 187)

توحید اختیار کی وضاحت کی گئی۔ نفع اور نقصان کا اختیار صرف اللہ ہی کے پاس ہے اور نبی ﷺ کے پاس بھی نہیں۔

توحیدِ علم کی وضاحت کی گئی۔ رسول ﷺ کے پاس بھی غیب کا مکمل علم نہیں ہے، ورنہ وہ اپنے لیے بہت سا خیر جمع کر لیتے

اور انہیں کوئی نقصان نہ پہنچتا۔ ﴿وَلَوْ كُنْتَ أَعْلَمُ الْغَيْبِ لَا مَسْخَرَتٌ مِنَ الْخَيْرِ وَمَا مَسْنِيَ

السُّوءِ﴾ (آیت: 188)۔

اختتامی آیات: توحید کے انفسی دلائل فراہم کیے گئے۔ تمام لوگ آدم سے پیدا کئے گئے ہیں، ہر ایک کا جوڑا بنایا گیا ہے،

تا کہ وہ سکون حاصل کر سکیں۔ (آیت: 189)

توحید پر قائم رہنے اور شرک سے بچنے کا حکم دیا گیا اور ﴿غَيْبُ اللَّهِ﴾ کی بے بسی اور لا چاری کی تصویر کھینچی گئی۔ اللہ کے

علاوہ لوگ جنہیں پکارتے ہیں، وہ بھی اللہ کے ﴿عِبَاد﴾ بندے ہیں۔ خالق نہیں ہیں، کوئی چیز پیدا نہیں کر سکتے، بلکہ وہ

خود پیدا کیے گئے ہیں۔ ﴿أَيُّشِرُكُمْ مَّا لَا يَخْلُقُ شَيْئًا وَهُمْ يُخْلَقُونَ﴾

﴿غَيْرُ اللَّهِ﴾ نہ تو ان کی مدد کر سکتے ہیں اور نہ خود اپنی مدد کر سکتے ہیں۔

﴿وَلَا يَسْتَطِيعُونَ لَهُمْ نَصْرًا وَلَا أَنْفُسُهُمْ يَنْصُرُونَ﴾

(b) آیات 199 تا 206 پر مشتمل آخری آٹھ (8) آیات میں محمد ﷺ اور مسلمانوں کو ہدایات دی گئیں۔

دعوت و تبلیغ کا کام جاری رکھنے، انکار کرنے والوں کے ساتھ، نرمی اختیار کرتے ہوئے امر بالمعروف کا فریضہ سرانجام

دینے کا حکم دیا گیا۔ قرآن کی تلاوت کو خاموشی اور پوری توجہ سے سننے کا حکم دیا گیا۔ صبح و شام 'غفلت' کی زندگی سے

اجتناب کرتے ہوئے، دل اور زبان سے بھی اور ہلکی آواز میں 'ذکر' کرنے کی ہدایت دی گئی۔

(1) ﴿خُذِ الْعَفْوَ﴾ اے نبی ﷺ! نرمی و درگزر کا طریقہ اختیار کیجیے !

(2) ﴿وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ﴾ معروف کی تلقین کیے جائیے،

(3) ﴿وَأَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِينَ﴾ اور جاہلوں سے نہ الجھیے۔ (199)

(4) ﴿وَمَا يَنْزِعُ عَنْكَ مِنَ الشَّيْطَانِ نَزْعٌ﴾ فَاسْتَعِذْ بِاللَّهِ ﴿شیطان کی اکساہٹوں پر اللہ کی پناہ حاصل کیجیے

(5) ﴿وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ﴾ جب قرآن پڑھا جائے تو توجہ سے سنا کیجیے۔

(6) ﴿وَأَنْصِتُوا﴾ (204) اور خاموشی اختیار کیجیے۔

(7) ﴿وَإِذْ كُنَّا فِي نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَخِيفَةً وَدُونَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُلُوِّ

وَالْأَصَالِ﴾ دل ہی دل میں، خوف اور گریہ کے ساتھ صبح و شام اللہ کو یاد کیجیے۔

(8) ﴿وَلَا تَكُنْ مِنَ الْغَافِلِينَ﴾ (205) اللہ تعالیٰ کی یاد سے غفلت اختیار کرنے والوں میں ہرگز شامل نہ ہوتا۔

مرکزی مضمون

قانونِ ہلاکتِ اقوام اور قانونِ استبدالِ اقوام کو سمجھ کر، چھ (6) رسولوں کی تاریخِ دعوت اور چھ (6) اقوام کی

ہلاکت سے عبرت حاصل کرنی چاہیے۔ توحید کا اثبات، شرک کا ابطال کرتے ہوئے، آخری رسول محمد ﷺ پر ایمان

لانا چاہیے۔



FLOW CHART

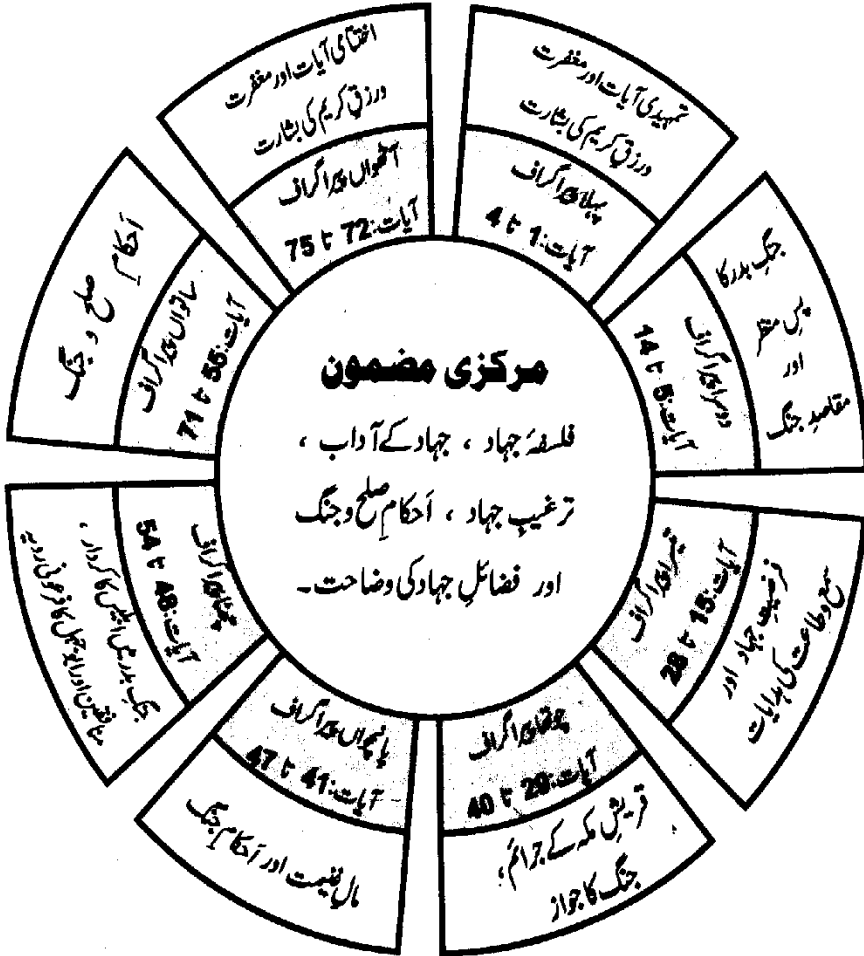
MACRO-STRUCTURE

ترتیبی نقشہ رابط

تظم جلی

08- سُورَةُ الْاَنْفَالِ

آیات: 75 مَدَنِيَّةٌ پیرا گراف: 8



زمانہ نزول اور پس منظر:

جنگ بدر، رمضان دو (2) ہجری میں واقع ہوئی۔ سورۃ انفال، ایک مدنی سورت ہے، جو جنگ بدر کے بعد غالباً ذوالقعدہ دو (2) ہجری میں نازل ہوئی۔ جنگ بدر سے پہلے سورۃ الطلاق، اور سورۃ محمد، نازل ہوئیں تھیں۔

سورة الأنفال کا کتابی ربط

- 1- پچھلی سورت، سورت ﴿الاعراف﴾ میں مجرم قوموں کے خلاف اللہ تعالیٰ کے راست اقدام ہلاکت (Direct Action) کا ذکر تھا۔ اس سورت ﴿الأنفال﴾ میں، مسلمانوں کے جہاد کے ذریعے، یعنی بالواسطہ طریقے سے (By Indirect Action) مجرم قوموں کی بربادی کی مقصود ہے، تاکہ دنیا سے فساد کبیر اور فتنوں کا خاتمہ ہو جائے۔ ﴿هُوَ الَّذِي آتَاكَ بِنَصْرِهِ وَبِالْمُؤْمِنِينَ﴾ (آیت: 62)۔ اس طرح مجرموں کو سزا دینا بھی مقصود ہے اور جہاد کے ذریعے مسلمانوں کی آزمائش بھی مقصود ہے۔
- 2- سورت ﴿الأنفال﴾ کے پہلے پیرا گراف اور آخری پیرا گراف دونوں میں، جہاد کے نتیجے میں ﴿مغفرت﴾ اور ﴿رزق کریم﴾ یعنی عزت کی روٹی کی بشارت ہے۔ جو قومیں جہاد ترک کر دیتی ہیں، انہیں ذلت کی روٹی دی جاتی ہے۔
- 3- سورت ﴿الأنفال﴾ میں فلسفہ جہاد کی وضاحت ہے اور اگلی سورت، سورت ﴿التوبة﴾ میں تین گروہوں کے خلاف عملی جہاد کی ہدایات ہیں۔

اہم کلیدی الفاظ اور مضامین

- 1- سورة ﴿الأنفال﴾ میں ﴿مَغْفِرَةٌ﴾ و ﴿رِزْقٌ﴾ و ﴿كَرِيمٌ﴾ کے الفاظ دو مرتبہ پہلے اور آخری پیرا گراف میں (یعنی آیت 4 اور 74 میں) استعمال ہوئے ہیں، جیسا کہ قرآن مجید کی اکثر سورتوں میں اہم مضمون کو ابتدا اور اختتام دونوں مقامات پر لایا جاتا ہے۔ معلوم ہوا کہ جہاد کے نتیجے میں نہ صرف اخروی مغفرت بلکہ دنیا میں عزت کی روٹی بھی حاصل ہوتی ہے۔ جان کی بازی لگا دینے والے ان مجاہدین کو سچے مؤمنین ﴿هُمُ الْمُؤْمِنُونَ حَقًّا﴾ کے نام سے پکارا گیا۔
- (a) ﴿أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُونَ حَقًّا لَهُمْ دَرَجَاتٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَمَغْفِرَةٌ وَرِزْقٌ كَرِيمٌ﴾ (آیت: 4)
- (b) ﴿وَالَّذِينَ آمَنُوا وَهَاجَرُوا وَجْهَهُدُوا لِي سَبِيلِ اللَّهِ وَالَّذِينَ آوَوْا وَانصَرَوْا أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُونَ حَقًّا لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَرِزْقٌ كَرِيمٌ﴾ (آیت: 74)۔
- 2- سورة ﴿الأنفال﴾ میں، جب بدر کو حق و باطل کی جنگ قرار دیا گیا:
- (a) مسلمان چاہتے تھے کہ ان کی لڑ بھڑ تجارتی قافلے سے ہو، جب کہ اللہ تعالیٰ چاہتا تھا کہ ان کا لڑاؤ عسکری لشکر سے ہو، تاکہ اسلام کی حقانیت ثابت ہو جائے۔ ﴿وَإِذْ يُمَدُّكُمْ اللَّهُ إِحْدَى الطَّائِفَتَيْنِ أَنَّهَا لَكُمْ وَتَوَدُّونَ أَنَّ غَيْرَ ذَاتِ الشُّوْكَةِ تَكُونُ لَكُمْ وَيُرِيدُ اللَّهُ أَنْ يُفِيحَ الْحَقَّ بِكُلِّ مِثْقَلٍ وَيَقْطَعَ دَابِرَ الْكَافِرِينَ﴾ (آیت: 7)۔

(b) اللہ تعالیٰ چاہتا تھا کہ مشرک و مجرم قیادت کی ناگواری کے باوجود دین حق کی حقانیت اور باطل کا بطلان واضح اور نمایاں ہو جائے۔

﴿لِيُحَقِّقَ الْحَقَّ وَيُبْطِلَ الْبَاطِلَ وَلِكُوْا كِفْرَةَ الْمُجْرِمُوْنَ﴾ (آیت: 8)۔

(c) قریش کی مشرک قیادت بھی یہی چاہتی تھی کہ حق واضح ہو جائے۔ چنانچہ انہوں نے خود یہ دعا کی:

﴿وَاذْكُرُوا اللّٰهَ اِنْ كَانَ هَلَا هُوَ الْحَقُّ مِنْ عِنْدِكَ فَلْيُغْطِرْ عَلَيْنَا حِجَابًا مِّنَ السَّمَاءِ﴾ (آیت: 32)

3- سورۃ الأنفال ﴿میں کئی مقامات پر اللہ تعالیٰ نے میدان جنگ میں ثابت قدمی کے احسان کا ذکر کیا اور ثابت

قدمی کی ہدایات بھی دیں۔

(a) اللہ تعالیٰ نے عین جنگ سے پہلے مسلمانوں پر ایسی اونگھ طاری کر دی کہ بیدار ہوتے ہی وہ خود کو تازہ دم محسوس

کرنے لگے۔ ﴿اِذْ يُغَشِّيكُمُ النُّعَاسُ اَمْنًا مِّنْهُ﴾

(b) پھر اللہ تعالیٰ نے ایسی بارش نازل فرمائی، جس سے شیطان کی گندگی کا خاتمہ ہو گیا، مسلمانوں کے دل جڑ گئے۔

چنانچہ بارش کی وجہ سے میدان جنگ میں ان کے قدم مضبوط ہو گئے۔

﴿وَيُنْزِلُ عَلَيْكُمْ مِّنَ السَّمَاءِ مَاءً لِّيُطَهِّرَكُم بِهِ وَيُذْهِبَ عَنْكُم رِجْسَ الشَّيْطٰنِ

وَلِيَرْبِطَ عَلَى قُلُوْبِكُمْ وَيُثَبِّتَ بِهِ الْاَقْدَامَ﴾ (آیت: 11)۔

(c) اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو حکم دیا کہ وہ میدان جنگ میں مسلمانوں کو ثابت قدم رکھیں۔

﴿اِذْ يُوحِيْ رَبُّكَ اِلَى الْمَلٰٓئِكَةِ اَنۡتَنِيْ مَعَكُمْ فَثَبَّتُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا﴾ (آیت: 12)

(d) اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو ہدایت کی کہ وہ میدان جنگ میں دشمن سے لمبے بھڑ ہونے پر ثابت قدمی کا مظاہرہ کریں

اور اس موقع پر بھی اللہ کو کثرت سے یاد کرتے رہیں، تاکہ کامیابی یقینی بنائی جاسکے۔

﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اِذَا لَقِيتُمْ فِئَةً فَاثْبُتُوْا وَاذْكُرُوْا اللّٰهَ كَذِكْرِكُمْ اٰبَآءَكُمْ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ﴾ (آیت: 45)

4- سورۃ الأنفال کی دو (2) آیات (43 اور 46) میں ﴿فَاقْصِرْ﴾ یعنی کمزوری کا لفظ استعمال کیا گیا۔ اللہ

تعالیٰ میدان جنگ میں مسلمانوں کو ہر قسم کی کمزوریوں سے محفوظ رکھنا چاہتا ہے، تاکہ وہ ثابت قدمی کے ساتھ

دشمنوں کو مقابلہ کریں۔

(a) اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کے خواب میں مشرکین مکہ کی تعداد کو کم کر کے دکھایا اور نہ مسلمان کمزوری دکھاتے

اور اطاعتِ نظم کے معاملے میں تنازعہ کا شکار ہو جاتے۔

﴿اِذْ يُرِيْغُهُمُ اللّٰهُ فِىْ مَنَاصِكٍ فَلْيَبَاسًا وَّلٰكُوْا اَزْ كُھُم كَثِيْرًا لَّفَشِلْتُمْ وَكُنَّا زَعْمُ

فِى الْاَمْرِ﴾ (آیت: 43)

(b) مسلمانوں کو ہدایت کی گئی کہ وہ اللہ اور رسول کی اطاعت کریں۔ سمع و طاعت کے نظام پر عمل کریں۔ تنازعات

سے بچیں۔ ورنہ نظم کی کمزوری سے مسلمانوں کی ہوا اکڑ جائے گی۔ جنگ میں ثابت قدمی کا مطالبہ کیا گیا اور بشارت دی گئی کہ ثابت قدم مجاہدین کے ساتھ اللہ کی مدد ہوگی۔

﴿وَاطِيعُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَا تَنَازَعُوا فَتَفْشَلُوا وَتَذْهَبَ رِيحُكُمْ وَاصْبِرُوا إِنَّ اللَّهَ مَعَ الصَّابِرِينَ﴾ (آیت: 46)

5- سورۃ الانفال میں بار بار اللہ اور رسول ﷺ کی اطاعت کے احکامات دیئے گئے، تاکہ مسلمان تحریک کے اگلے مرحلوں میں کامیاب رہیں۔

(a) مسلمانوں کو بتایا گیا کہ سچے اور خالص ایمان کا تقاضا یہ ہے کہ اللہ اور رسول کی اطاعت کی جائے، اللہ کا تقویٰ اختیار کیا جائے اور مسلمانوں کے باہمی تعلقات کو درست رکھنے کی حتی الامکان کوشش کی جائے۔

﴿فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ إِن كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ﴾ (آیت: 1)

(b) مسلمانوں کے اذہان و قلوب میں یہ بات راسخ کی گئی کہ اللہ اور رسول کی پکار پر انہیں لبیک کہنا چاہیے۔ اسی پر ان کی زندگی اور بقا کا انحصار ہے۔

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَجِيبُوا لِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ إِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيكُمْ﴾ (آیت: 24)

(c) اللہ اور رسول کے احکامات کو سن کر، ان کی بے چون و چرا اطاعت کی ہدایت کی گئی اور نظم و ضبط یعنی ڈسپلن کا سبق سکھایا گیا۔

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ، وَلَا تَوَلَّوْا عَنْهُ وَأَنْتُمْ تَسْمَعُونَ﴾ (آیت: 20)

(d) مسلمانوں کو یہودیوں کی روش اختیار کرنے سے روکا گیا، جو احکامات کو سنتے تھے، لیکن ان پر عمل نہیں کرتے تھے۔

﴿وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ قَالُوا سَمِعْنَا وَهُمْ لَا يَسْمَعُونَ﴾ (آیت: 21)۔

(e) سن کر ان سنی کرنے والوں کو بدترین مخلوقات سے تشبیہ دی گئی، جو عقل، سماعت اور گویائی سے محروم ہوتے ہیں۔

﴿إِنَّ هَرَاءَ الدُّوَابِّ عِنْدَ اللَّهِ الصُّمُّ الْبُكْمُ الَّذِينَ لَا يَعْقِلُونَ﴾ (آیت: 22)۔

(f) سمع و طاعت، مبر و استقامت اور مضبوط نظم کے نتیجے ہی میں مسلمانوں کا رعب قائم ہو سکتا ہے اور اللہ کی مدد حاصل ہو سکتی ہے۔

﴿وَاطِيعُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَا تَنَازَعُوا فَتَفْشَلُوا وَتَذْهَبَ رِيحُكُمْ وَاصْبِرُوا إِنَّ اللَّهَ مَعَ

الصَّابِرِينَ﴾ (آیت: 46)

6- سورۃ الانفال کی آیت 25 میں اسلام کے فلسفہ اجتماع کی وضاحت بھی ملتی ہے۔ جہاد کے ذریعے فتنہ و فساد کا خاتمہ ایک اجتماعی ناگزیر ضرورت ہے۔ بعض فتنے ایسے عام ہوتے ہیں کہ جن کی سزا ظالموں کے علاوہ خاموش

تماشاویں کو بھی ملتی ہے۔ قیادت کے جرائم کی سزا، عوام الناس کو ملتی ہے۔ فرمایا گیا: ﴿وَاتَّقُوا فِتْنَةً لَا تُصِيبَنَّ الَّذِينَ ظَلَمُوا مِنْكُمْ خَاصَّةً﴾ (آیت: 25)

7- مسلمانوں کو خود بھی خیانت سے بچنے کا حکم دیا گیا اور دشمن قوموں کی خیانت سے بچنے کا حکم بھی دیا گیا۔

(a) مسلمانوں کو اللہ اور رسول کی خیانت سے اور امانتوں میں خیانت سے منع کیا گیا۔

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَخُونُوا اللَّهَ وَالرَّسُولَ وَتَخُونُوا أَمْنَكُمْ وَالنَّاسَ تَعْلَمُونَ﴾ (آیت: 27)

(b) اسلام کی خارجہ پالیسی کے سلسلے میں یہ وضاحت کی گئی کہ جو بددیانت اور خائن قوم معاہدوں کی پاسداری نہیں کرتی اس کے

ساتھ اسلامی ریاست کو بھی اسی طرح کا سلوک کرنا چاہیے اور معاہدہ شکنی کی صورت میں معاہدے کو منسوخ کر دینا چاہیے۔

﴿وَأَمَّا تَخَافَنَّ مِنْ قَوْمٍ خِيَانَةً فَانْبِذْ إِلَيْهِمْ عَلَى سَوَاءٍ﴾ (آیت: 58)

8- سورۃ الانفال میں لفظ ﴿فِتْنَةً﴾ کا استعمال بہت ہی معنی خیز ہے۔ اس سلسلے کی تین آیات پر غور کیجئے۔

(a) اللہ تعالیٰ نے جہاد کو ایک ناگزیر عملِ جراحی قرار دیا ہے۔ جہاد انسانیت کے لیے رحمت ہے۔ جس طرح انسان کی

جان کو بچانے کے لیے بعض اوقات آپریشن ناگزیر ہو جاتا ہے، اسی طرح قوموں کی زندگی کے لیے بھی بعض

اوقات جہاد لازمی اور ضروری ہو جاتا ہے۔ درندہ زمین پر فتنے جنم لیتے ہیں اور فسادِ کبیر برپا ہو جاتا ہے۔ عمل

جہاد کے ذریعے قوموں کے جسم سے فتنہ و فساد کے سرطان (کینسر) کی بیج کٹی کی جاتی ہے۔ ﴿إِلَّا تَفْعَلُوهُ

تَكُنْ فِتْنَةً فِي الْأَرْضِ وَكُفَّارًا﴾ (آیت: 73)۔

(b) جہاد کے سلسلے میں یہ فلسفہ اور اصول بیان کیا گیا کہ جنگ کو اس وقت تک جاری رکھنا چاہیے، جب تک فتنے کا

پوری طرح استیصال نہیں ہو جاتا اور اللہ کی حاکمیت ﴿الَّذِينَ﴾ دنیا پر پوری طرح نافذ نہیں ہو جاتی۔

﴿وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّى لَا تَكُونَ فِتْنَةً وَيَكُونَ الدِّينُ كُلُّهُ لِلَّهِ﴾ (آیت: 39)۔

(c) میدانِ جہاد میں مقصدِ جہاد کو سب سے زیادہ اولیت حاصل ہوتی ہے۔ مال اور اولاد کی محبت اگر اللہ کی محبت اور

مقصدِ جہاد پر غالب ہو جائے تو انسان فتنے کا شکار ہو جاتا ہے۔ ﴿وَأَعْلَمُوا أَنَّمَا أَمْوَالُكُمْ وَأَوْلَادُكُمْ

فِتْنَةٌ وَأَنَّ اللَّهَ عِنْدَهُ أَجْرٌ عَظِيمٌ﴾ (آیت: 28)۔

سورة الأنفال کا نظم جلی

سورة ﴿الأنفال﴾ آٹھ (8) پیرا گرافوں پر مشتمل ہے۔

1- آیات 4 تا 1: پہلے پیرا گراف میں، سچے مومنین کو آخرت میں ﴿مغفرت﴾ اور دنیا میں ﴿رزق کریم﴾ یعنی

عزت کی روٹی کی بشارت دے کر ان سچے مومنین کی صفات بیان کی گئیں۔

- (a) سچے مومنین، اللہ کا تقویٰ اختیار کرتے ہیں۔ (آیت: 1)
- (b) سچے مومنین مالِ غنیمت سے زیادہ، مسلمانوں کے باہمی تعلقات کی استواری کی کوشش کرتے ہیں۔ (آیت: 1)
- (c) سچے مومنین اللہ اور رسول کی مخلصانہ اطاعت کرتے ہیں۔ (آیت: 1)
- (d) سچے اہل ایمان تو وہ لوگ ہیں، جن کے دل اللہ کا ذکر سن کر لرز جاتے ہیں ﴿إِذَا ذُكِرَ اللَّهُ وَجِلَتْ قُلُوبُهُمْ﴾
- (e) اللہ کی آیات سن کر ان کا ایمان بڑھ جاتا ہے۔

- ﴿وَإِذَا تُبْلِغْتَ عَلَيْهِمُ الْبَعَّةُ زَادَتْهُمْ إِيمَانًا﴾ (آیت: 1)
- (f) وہ اپنے رب پر اعتماد اور بھروسہ کرتے ہیں ﴿وَعَلَىٰ رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ﴾ (آیت: 2)
- (g) نماز قائم کرتے ہیں ﴿الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلَاةَ﴾ (آیت: 3)
- (h) جو کچھ اللہ نے ان کو دیا ہے، اس میں سے خرچ کرتے ہیں ﴿وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنفِقُونَ﴾ (آیت: 3)

2- آیات 145: دوسرے پیرا گراف میں جنگِ بدر کا پس منظر بتا کر مقصدِ جنگ کی وضاحت کی گئی۔

اللہ تعالیٰ اسلام کی حقانیت کو حق ثابت کرنا چاہتا تھا اور مشرک و مجرم قریشی قیادت کے غلط عقیدے کے بطلان کو نمایاں کرنا چاہتا تھا۔ ﴿لِيُحَقِّقَ الْحَقَّ وَيُبْطِلَ الْبَاطِلَ وَلِتُكْفِرَ الْمُجْرِمُونَ﴾ (آیت: 8)۔

اللہ کی مدد اور فرشتوں کے نزول کے احسان کا ذکر کر کے، مشرکین کو دنیاوی اور اخروی عذاب سے ڈرایا گیا۔

3- آیات 15: 28: تیسرے پیرا گراف میں جہاد کی فریضیت کا حکم دے کر، مسیحِ طاعت کی ہدایت دی گئی۔

(a) جہاد فرض ہے، میدانِ جنگ سے فرار گناہِ کبیرہ ہے اور اس جرم کی سزا جہنم ہے، البتہ کسی دوسرے فوجی لشکر سے ملنے کے لیے، یا پھر کسی جنگی چال کے طور پر عارضی مدت کے لیے پسپائی اختیار کی جاسکتی ہے۔ فرمایا گیا:

﴿وَمَنْ يُؤَلِّمْ يَوْمَئِذٍ دُبرَهُ إِلَّا مَسْحَرًا لِّقِتَالٍ أَوْ مُتَحَيِّزًا إِلَىٰ فِتْنَةٍ لَّقَدْ بَاءَ بِغَضَبٍ مِّنَ اللَّهِ وَمَا وَدَّ جَهَنَّمَ﴾ (آیت: 16)

(b) مسلمانوں کی تربیت کی گئی کہ جب بھی جہاد کے لیے بلایا جائے تو فوراً مسیحِ طاعت کا مظاہرہ کرنا چاہیے۔ یہودیوں کی طرح سن کر بہرہ نہیں بننا چاہیے (آیت: 21)۔ اللہ اور رسول کی دعوتِ جہاد میں اُسے مسلحہ کے لیے زندگی کی بشارت ہے (آیت: 24)۔ اُسے مسلحہ کو ان فتنوں سے ڈرنا چاہیے، جن کی وجہ سے ظالموں کے ساتھ معصوم لوگوں کو بھی سزا ملتی ہے۔ قیادت کے گناہوں کی سزا عوام کو بھی ملتی ہے (آیت: 25)

خیانت اور اموال و اولاد کے فتنے سے بچ کر جہاد کرنے کا حکم دیا گیا۔

4- آیات 29: 40: چوتھے پیرا گراف میں قریش مکہ کے جرائم گنوائے گئے اور مسلمانوں کو ان سے

(Legitimacy of war) جنگ کا جواز فراہم کیا گیا۔

قریش مکہ نے رسول اللہ ﷺ کے خلاف سازشیں کیں، مکر و فریب سے کام لیا۔

قریش مکہ کے بارے میں صاف بتا دیا گیا کہ یہ اب خانہ کعبہ کے متولی (Custodian) ہونے کا استحقاق نہیں رکھتے، کیونکہ یہ لوگوں کو مسجد حرام سے روکتے ہیں، ان میں اب توحید باقی نہیں رہی، تقویٰ باقی نہیں رہا، ان کی نماز میں یاد الہی نہیں ہوتی۔ یہ نماز میں تالیاں پٹپٹے ہیں اور سیٹیاں بجاتے ہیں۔ خانہ کعبہ کے متولی صرف متقی لوگ ہی ہو سکتے ہیں۔ قریش کا انفاق، مذموم مقاصد کے لیے ہوتا ہے۔ قریشی قیادت کے لیے جہنم کی سزا ہوگی۔ قریش کو دعوت اسلام دی گئی کہ اگر وہ شرک سے باز آجائیں تو ان کے پچھلے گناہ معاف کر دیے جائیں گے (آیت: 38)۔
ورنہ مسلمانوں کو ان کے خلاف فتنے کے خاتمے تک جگ کرنی پڑے گی۔

5- آیات 41 تا 47: پانچویں ہجرا گراف میں، مال غنیمت اور جنگ کے احکام بتائے گئے۔

مال غنیمت میں سے ﴿خُمْسٌ﴾ یعنی 20% اسلامی ریاست، رسول اللہ ﷺ، ذی القربی، یتیمی، مساکین اور مسافروں کے لیے ہوگا۔ (بقیہ 80% مجاہدین اور فوج میں تقسیم کر دیا جائے گا)۔ جنگ بدر کے دن کو ﴿یَوْمَ الْفُرْقَانِ﴾ کہا گیا اور جنگ بدر کے مقاصد کی مزید وضاحت کی گئی۔ جنگ کا مقصد یہ تھا کہ مرنے والا دلیل پر مرے اور جینے والا دلیل پر جیے۔ ﴿لِيَهْلِكَ مَنْ هَلَكَ عَنْ بَيِّنَةٍ وَيَحْيِيَ مَنْ حَيَّ عَنْ بَيِّنَةٍ﴾ (آیت: 42) مسلمانوں کو میدان جنگ میں ثابت قدمی کا مظاہرہ کرنے، کفر سے اللہ کا ذکر کرنے، اللہ اور رسول کی اطاعت کرنے، لڑائی جھگڑے، تنازعے، غرور اور ریاکاری سے بچنے اور صبر و استقامت اختیار کرنے کی ہدایت دی گئی ورنہ مسلمانوں میں کمزوری پیدا ہو جائے گی اور ان کی ہوا اکٹڑ جائے گی۔

6- آیات 48 تا 54: چھٹے ہجرا گراف میں ایلیس کے کردار کی وضاحت کی گئی، جو اس نے جنگ بدر میں ادا کیا تھا۔

منافقین اور ابو جہل کے فرعونی رویوں پر روشنی ڈالی گئی۔ انہیں دنیوی عذاب سے بھی دوچار کیا گیا اور بتایا گیا کہ عالم نزع کے وقت فرشتے کافروں کے چہروں اور پیشوں پر مارتے ہیں، پھر یہ آگ میں داخل کیے جائیں گے۔ ابو جہل اور فرعون کی مماثلت بیان کی گئی۔ دونوں نے خدا اور تکبر سے کام لے کر اللہ کے رسولوں کی نہ صرف تکذیب کی، بلکہ ان کی بھرپور مخالفت کی۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے گناہوں کی پاداش میں ظالم آل فرعون کو غرقاب کر دیا۔

7- آیات 55 تا 71: ساتویں ہجرا گراف میں اسلامی ریاست کے لیے احکام صلح و جنگ کی وضاحت کی گئی۔

عہد شکنی اور معاہدوں کی خلاف ورزی پر کافروں سے سختی برتنے اور جنگ کرنے کا حکم دیا گیا (آیت: 57)۔ اسلامی ریاست کی خارجہ پالیسی: اگر کوئی ملک معاہدوں کی خلاف ورزی کرے تو اسلامی ریاست کو بھی معاہدہ توڑ دینا چاہیے اور معاہدے کو خائن قوم کے منہ پر مارنا چاہیے ﴿فَانْبِذْ إِلَيْهِمْ عَلَى سَوَاءٍ﴾۔ اگر دشمن صلح کی پیش کش کرے تو اللہ پر توکل کرتے ہوئے دوستی کا ہاتھ بڑھایا جاسکتا ہے۔

اسلامی ریاست کی عسکری پالیسی: اسلامی ریاست کو اپنی اقتصادی حالت کو دیکھتے ہوئے دشمنوں کے مقابلے میں ہتھیار تیار رکھنا چاہیے، تاکہ اللہ کے دشمنوں، مسلمانوں کے دشمنوں اور نامعلوم دشمنوں پر مسلمانوں کا رعب قائم رہے۔ ﴿وَأَعِدُّوا لَهُمْ مِمَّا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ قُوَّةٍ﴾ (آیت: 60)

رسول کریم ﷺ کو حکم دیا گیا کہ وہ مسلمانوں کو جہاد کے لیے ابھاریں (آیت: 65) دشمن کے مقابلے میں عسکری قوت: اسلامی ریاست پر ایک اہم اصول یہ واضح کیا گیا کہ مسلمانوں کی فتح کا دار و مدار، عسکری قوت اور مسلمانوں کی تعداد پر نہیں ہے، بلکہ مسلمان فوجیوں کے ایمان اور میدان جنگ میں ان کی صبر و طاقت قدمی پر ہے۔ ضعف اور کمزوری کی حالت میں سو صابر مسلمان دو سو کافروں پر غالب آسکتے ہیں اور نسبت ایک اور دس (1:2) کی ہوگی۔ قوت اور رعب کی حالت میں سو مسلمان ایک ہزار کافروں پر غالب آسکتے ہیں اور نسبت ایک اور دس (1:10) کی ہوگی۔

جنگی قیدیوں اور ان کے فدیے کے بارے میں احکامات: جنگی قیدیوں کے مسئلے پر گرفت کی گئی۔ جنگ میں قیدی بنا کر فدیہ لینے سے زیادہ بہتر یہ ہوتا ہے کہ دشمن کو کچل کر اس کی قوت کو پاش پاش کر دیا جائے۔ قیدیوں کے فدیے کو حلال و طیب قرار دیا گیا ہے۔ مشرک جنگی قیدیوں کے بارے میں یہ پیش گوئی کی گئی کہ اگر ان کے دل میں اسلام کا خیر ہوگا تو انہیں مستقبل میں بہت سی دنیاوی نعمتوں کے علاوہ مغفرت بھی نصیب ہوگی۔

8- آیات 72 تا 75: آٹھویں اور آخری پیرا گراف میں، پہلے پیرا گراف کی طرح سچے مومن مجاہدین کو آخرت میں ﴿مغفرت﴾ اور دنیا میں ﴿رزق کریم﴾ یعنی عزت کی روٹی کی بشارت دی گئی۔

- (a) ہجرت کرنے والے مجاہدین مکہ اور انہیں پناہ دینے والے انصار مدینہ کی فضیلت بیان کی گئی۔
 (b) اسلامی ریاست سے باہر رہنے والے مسلمانوں کو ریاست کی طرف سے حق ولایت حاصل نہیں ہوتا، لیکن اگر ایسے مسلمان اسلامی ریاست سے مدد طلب کریں تو ان کی مدد لازمی ہے۔ ﴿فَعَلَيْكُمْ النَّصْرُ﴾
 (c) جہاد کی اہمیت بتائی گئی اور کہا گیا کہ جہاد نہ کرنے سے زمین پر فساد کبیر اور فتنہ برپا ہو جاتا ہے۔

مرکزی مضمون

مقصد و فلسفہ جہاد، جہاد کے آداب، ترغیب جہاد، احکام صلح و جنگ اور فضائل جہاد کی وضاحت۔



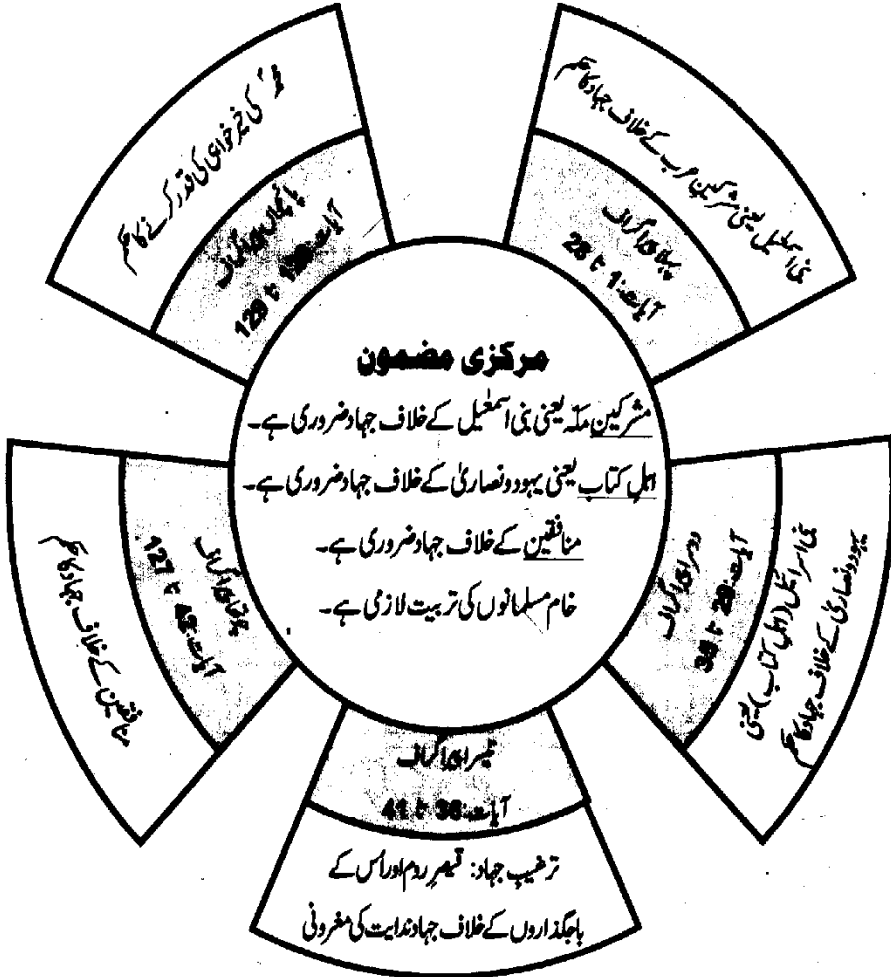
ترتیبی نقشہ رابطہ

تظم جلی

09- سُورَةُ التَّوْبَةِ

آیات : 129 مَدَنِيَّةٌ پیرا گراف : 5

زمانہ نزول: سورۃ التوبہ کا دوسرا حصہ غزوہ تبوک کی جاری کے سلسلے میں رجب 9 ہجری سے پہلے نازل ہوا۔ سورۃ التوبہ کا تیسرا حصہ غزوہ تبوک سے واپسی پر منقرق اوقات میں نازل ہوا۔ اور سورۃ التوبہ کا پہلا حصہ سب سے آخر میں ذوالقعدہ 9 ہجری میں ، حج سے پہلے نازل ہوا۔



زمانہ نزول اور پس منظر

غزوہ تبوک کے لیے رسول اللہ ﷺ رجب 9 ہجری میں شمالی محاذ پر قیصر روم سے مقابلے کے لیے 30 ہزار افراد کے ساتھ نکلے۔ قیصر مقابلے کے لیے نہیں آیا۔ رسول اللہ ﷺ نے وہاں 20 دن قیام فرمایا۔ قیصر کے ماتحت چھوٹی موٹی عیسائی ریاستوں نے جزیہ دے کر اسلامی ریاست کی اطاعت قبول کر لی۔ واپسی شعبان 9 ہجری میں ہوئی۔ سورۃ التوبہ کا دوسرا حصہ غزوہ تبوک کی تیاری کے سلسلے میں رجب 9 ہجری سے پہلے نازل ہوا۔ سورۃ التوبہ کا تیسرا حصہ غزوہ تبوک سے واپسی پر متفرق اوقات میں نازل ہوا۔ اور سورۃ التوبہ کا پہلا حصہ سب سے آخر میں ذوالقعدہ 9 ہجری میں، حج سے پہلے نازل ہوا، جس کے احکامات اولاً حضرت ابوبکرؓ امیر حج کے ذریعے اور بعد میں چند اور احکامات حضرت علیؓ کے ذریعے مشرکین عرب کے اس عظیم اجتماع کے موقع پر بذریعہ اعلان سنا دیے گئے۔

سورۃ التوبہ 9 ہجری میں نازل ہوئی، جس میں غزوہ تبوک (رجب 9 ہجری) کا سفر ہوا تھا۔ آیت 113 کے میں 10 نبوی میں ابوطالب کے بارے میں نازل ہوئی، جس میں مشرکین کے لیے دعائے مغفرت کی ممانعت ہے۔

سورۃ التوبہ کی متفرق آیات کا زمانہ نزول حسب ذیل ہے:

آیات 12 تا 1، نو (9) ہجری کے حج سے پہلے نازل ہوئیں۔ غالباً آیات 25 تا 28 اور 36 تا 37 بھی اسی دور میں نازل ہوئیں۔

آیات 13 تا 24، آٹھ (8) ہجری کے اوائل میں صلح حدیبیہ کے معاہدے کے ٹوٹ جانے پر نازل ہوئیں۔

آیات 29 تا 35، جہاد اور جزیہ سے متعلق ہیں، غزوہ تبوک (رجب 9ھ) سے پہلے نازل ہوئیں۔

آیات 38 تا 41، غزوہ تبوک کی تیاری کے سلسلے میں نازل ہوئیں، جن میں ترغیب جہاد ہے۔

آیات 42 تا 127، غزوہ تبوک سے واپسی پر 9ھ کے اواخر میں نازل ہوئیں، جو زیادہ تر منافقین سے متعلق ہیں۔

آخری دو آیتیں 128 تا 129، دس (10) ہجری کے اواخر میں نازل ہوئیں، جن میں رسول اللہ ﷺ کی

دردمندی اور خیر خواہی کی قدر کرنے کا مشورہ دیا گیا ہے۔

خصوصیات

مدینہ منورہ میں وفات سے پہلے 9 اور 10 ہجری میں رسول اللہ ﷺ پر تین سورتیں نازل ہوئیں۔ سورۃ البینۃ، سورۃ التوبۃ اور سورۃ النصر۔ چنانچہ سورۃ التوبہ نزولی ترتیب کے اعتبار سے سب سے بڑی آخری مدنی سورت ہے۔

2- سورۃ کے آغاز میں بسم اللہ الرحمن الرحیم نہیں لکھی گئی، جس سے دو باتیں ثابت ہوتی ہیں۔ اولاً یہ کہ یہ قرآن آج بھی اُسی طرح محفوظ ہے جس طرح رسول اللہ ﷺ نے اسے لکھوایا تھا۔ ثانیاً پچھلی سورۃ الانفال میں جہاد کے آداب فضائل و فوائد اور احکام صلح و جنگ بیان کیے گئے تھے۔ اس سورۃ ﴿التوبة﴾ میں عملاً مشرکین بنی اسمعیل، اہل کتاب اور منافقین تینوں سے جہاد کا حکم دیا گیا ہے۔ دونوں سورتیں معنوی اعتبار سے مربوط ہیں اور دونوں جہاد سے متعلق ہیں۔

سورۃ التوبة کا کتابی ربط

- 1- پچھلی سورت ﴿انفال﴾ میں فلسفہ جہاد، ترغیب جہاد اور آداب جہاد کا ذکر تھا۔ یہاں سورت ﴿التوبة﴾ میں اُن تین گروہوں (مشرکین، اہل کتاب اور منافقین) کا ذکر کیا گیا ہے، جن سے عملاً جہاد کرنا ہوگا۔
- 2- اگلی سورت ﴿یونس﴾ میں جہاد سے پہلے جہاد کی شرائط کا ذکر ہے۔ توحید، رسالت اور آخرت پر کامل ایمان کے بغیر جہاد ممکن نہیں۔ چنانچہ محکم دلائل کے ساتھ مجادلہ کیا گیا ہے۔

اہم کلیدی الفاظ اور مضامین

- 1- ﴿مشرکین﴾ کے خلاف فرد جرم اور اُن کے بارے میں مسلمانوں کو ہدایات:
 - (a) مشرکین مکہ کی صلح حدیبیہ کے معاہدے کی خلاف ورزی پر، اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے اظہارِ بیزاری کیا گیا: ﴿بَرَاءَةٌ مِّنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ إِلَى الَّذِينَ عَاهَدْتُمْ مِّنَ الْمُشْرِكِينَ﴾ (آیت: 1)
 - (b) مشرکین مکہ کو نو (9) ہجری میں، چار (4) مہینے کا الٹی میٹم دیا گیا۔
- ﴿وَإِذْ قَالَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ إِلَى النَّاسِ يَوْمَ الْحَجِّ الْأَكْبَرِ أَنَّ اللَّهَ بَرِيءٌ مِّنَ الْمُشْرِكِينَ وَرَسُولُهُ﴾ (آیت: 3)
- (c) جن مشرکین نے صلح حدیبیہ کے معاہدے کی خلاف ورزی نہیں کی، ان سے مدتِ معاہدہ تک عہدِ بھائی کی ہدایت کی گئی۔ یہ خارجہ پالیسی ہے۔
- ﴿إِلَّا الَّذِينَ عَاهَدْتُمْ مِّنَ الْمُشْرِكِينَ، ثُمَّ لَمْ يَنْقُصُوكُمْ شَيْئًا، وَلَمْ يُظَاهِرُوا عَلَيْكُمْ أَحَدًا فَأَتِمُّوا إِلَيْهِمْ عَهْدَهُمْ إِلَىٰ مُلْكِهِمْ﴾ (آیت: 4)
- (d) مشرکین کو وارنٹ دی گئی کہ انہیں چار (4) مہینے کے بعد گرفتار اور قتل کیا جائے گا، البتہ وہ اسلام قبول کر کے نماز اور زکوٰۃ ادا کریں تو ان کے خلاف جنگی کارروائی روکی جاسکتی ہے۔
- ﴿فَإِذَا انسَلَخَ الْأَشْهُرُ الْحُرُمُ فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِينَ حَيْثُ وَجَدْتُمُوهُمْ وَعُذِّدُوهُمْ

وَاحْصُرُوهُمْ وَأَقْعُدُوا لَهُمْ كُلَّ مَرْصِدٍ لَّيْنٌ تَابُوا وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ
فَخَلَّوْا سَبِيلَهُمْ ﴿ (آیت: 5)

(e) مشرکین اور غیر مسلم اگر اسلامی ریاست کا تعلیمی ویزہ (Educational Visa) لے کر دین اسلام کیلئے
کے لیے آئیں گے تو ان کی حفاظت کی جائے گی اور ویزہ کی مدت ختم ہونے کے بعد، ان کو بخیریت اپنے گھر لوٹنے
کے لیے سہولیات فراہم کی جائیں گی۔

﴿وَإِنْ أَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِكِينَ اسْتَجَارَكَ لَاجِرُهُ حَتَّى يَسْمَعَ كَلِمَ اللَّهِ ثُمَّ اتَّبَعَهُ
مَأْمُومَةً﴾ (آیت: 6)

(f) مشرکین اگر سیدھے رہیں تو ان سے اچھے تعلقات رکھے جاسکتے ہیں، لیکن یہ عہد شکن لوگ ہیں۔

﴿كَيْفَ يَكُونُ لِلْمُشْرِكِينَ عَهْدٌ عِندَ اللَّهِ وَعِندَ رَسُولِهِ إِلَّا الَّذِينَ عٰهَدْتُمْ عِندَ
الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ فَمَا اسْتَقَامُوا لَكُمْ فَاسْتَقِيمُوا لَهُمْ﴾ (آیت: 7)

(g) مشرکین کو یہ حق نہیں دیا جاسکتا کہ وہ مساجد کی تعمیر کریں، جب کہ وہ اپنے خلاف خود کفر کے گواہ ہیں۔

﴿مَا كَانَ لِلْمُشْرِكِينَ أَنْ يَبْعُرُوا مَسْجِدَ اللَّهِ شٰهِدِينَ عَلَىٰ أَنْفُسِهِمْ بِالْكَفْرِ﴾ (آیت: 17)

(h) مشرکین اعتقادی طور پر نجس اور گندے ہوتے ہیں، اس لیے انہیں حدود حرم میں داخلے کی اجازت نہیں دی جاسکتی۔

﴿إِنَّمَا الْمُشْرِكُونَ نَجَسٌ فَلَا يَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَ عَامِهِمْ هٰذَا﴾ (آیت: 28)

(i) مشرکین کی ناگواری کے باوجود، اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول محمد ﷺ کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا، تاکہ
وہ سب پر غالب آجائے۔

﴿هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ وَلَوْ كَرِهَ
الْمُشْرِكُونَ﴾ (آیت: 33)

(j) مشرکین جس طرح اتحادی قوتوں کے ساتھ متحد ہو کر جنگ کرتے ہیں، مسلمانوں کو بھی اسی طرح متحد ہو کر جنگ

کرنا چاہیے۔ ﴿وَلَقَاتِلُوا الْمُشْرِكِينَ كَآلَةَ كَمَا يُقَاتِلُونَكُمْ كَآلَةً﴾ (آیت: 36)

(k) کسی نبی اور کسی مسلمان کے لیے جائز نہیں کہ وہ مشرکین کی موت پر دعائے مغفرت کرے، چاہے وہ اس کے
قریبی عزیز ہی کیوں نہ ہوں۔

﴿مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَنْ يَسْتَغْفِرُوا لِلْمُشْرِكِينَ وَلَوْ كَانُوا أُولَىٰ قُرْبَىٰ﴾
(آیت: 113)

-2- ﴿اہل کتاب﴾ کے خلاف فرد جرم اور ان کے بارے میں مسلمانوں کو ہدایات:

(a) اسلامی ریاست کے اہل کتاب ذمیوں سے جزیہ لیا جائے گا، ورنہ پھر ان سے جنگ کی جائے گی۔

﴿قَالُوا الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْآخِرِ وَلَا يُحَرِّمُونَ مَا حَرَّمَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَلَا يَدِينُونَ دِينَ الْحَقِّ مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ حَتَّى يُعْطُوا الْجِزْيَةَ عَنْ يَدٍ وَهُمْ صَاغِرُونَ﴾ (آیت: 29)۔

(b) اہل کتاب میں سے یہود نے حضرت عزیرؑ کو اور نصاریٰ نے حضرت عیسیٰؑ کو اللہ کا بیٹا بنایا۔ دونوں اللہ کی لعنت کے مستحق ہو گئے۔

﴿وَقَالَتِ الْيَهُودُ عُزَيْرٌ ابْنُ اللَّهِ وَقَالَتِ النَّصَارَى الْمَسِيحُ ابْنُ اللَّهِ ذَلِكَ قَوْلُهُمْ بِأَفْوَاهِهِمْ يُضَاهِئُونَ قَوْلَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ قَبْلُ قَتَلَهُمُ اللَّهُ إِنْ يَتُوفَكُونَ﴾ (آیت: 30)

(c) اہل کتاب نے تورات و انجیل کی آیات کو نظر انداز کر کے، اپنے علماء ﴿احبار﴾ اور اپنے درویشوں ﴿رُهبان﴾ کو (یعنی ان کے حلال و حرام کو تسلیم کر کے اپنا) رب بنالیا، حالانکہ انہیں ایک خدا کی عبادت و اطاعت کا حکم دیا گیا تھا۔ یہ شرک فی التشریع تھا۔

﴿اتَّخَذُوا أَحْبَارَهُمْ وَرُهبَانَهُمْ أَرْبَابًا مِنْ دُونِ اللَّهِ وَالْمَسِيحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَمَا أُمِرُوا إِلَّا لِيَعْبُدُوا إِلَهًا وَاحِدًا لَّا إِلَهَ إِلَّا هُوَ سُبْحَنَهُ عَمَّا يُشْرِكُونَ﴾ (آیت: 31)

(d) اہل کتاب اللہ کے نور کو اپنی پھوگوں سے بھانا چاہتے ہیں، لیکن اللہ اپنے نور کو مکمل کر کے رہے گا۔

﴿يُرِيدُونَ أَنْ يُطْفِئُوا نُورَ اللَّهِ بِأَفْوَاهِهِمْ وَيَأْبَى اللَّهُ إِلَّا أَنْ يُنِجَّمَ نُورُهُ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ﴾ (آیت: 32)

(e) اہل کتاب کے علماء ﴿احبار﴾ اور درویش ﴿رُهبان﴾ باطل طریقے سے لوگوں کا مال کھاتے ہیں۔ اللہ کے راستے سے روکتے ہیں۔

سونے چاندی کو جمع کرنے میں مشغول ہیں۔ اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے۔ یہ دوزخی ہوں گے۔

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّا كَشَفْنَا عَنْكُمْ غُطَّتِ الرُّهْبَانِ لِيَاكُفُّوا أَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ وَيَصْلُوا عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ وَالَّذِينَ يَكْنِزُونَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُونَهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ أَلِيمٍ﴾ (آیت: 34)

3- ﴿منافقین﴾ کے خلاف فرد جرم اور ان کے بارے میں مسلمانوں کو ہدایات:

(a) منافقین اللہ اور رسول کا انکار کرتے ہیں۔ کسل مندی کے ساتھ نماز کے لیے آتے ہیں اور ناگواری کے ساتھ اتفاق کرتے ہیں۔

﴿ أَنَّهُمْ كَفَرُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَلَا يَأْتُونَ الصَّلَاةَ إِلَّا وَهُمْ كُسَالَى وَلَا يُنْفِقُونَ إِلَّا وَهُمْ كَارِهِونَ ﴾ (آیت: 54)

(b) منافقین کو خدا شہ گار ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ایک ایسی سورت نازل کرے گا، جس میں ان کے دل کے نفاق کا پل کھل سکتا ہے۔

﴿ يَحْذَرُ الْمُنَافِقُونَ أَنْ تُنْزَلَ عَلَيْهِمْ سُورَةٌ تُنَبِّئُهُمْ بِمَا فِي قُلُوبِهِمْ قُلِ اسْتَهِزْءُوا إِنَّا اللَّهُ مُخْرِجٌ مَّا تَحْذَرُونَ ﴾ (آیت: 64)

(c) منافقین برائیوں کا حکم دیتے ہیں اور نیکیوں سے روکتے ہیں، انفاق نہیں کرنا چاہتے۔ انہوں نے اللہ کو بھلا دیا، اللہ نے بھی ان فاسقوں کو بھلا دیا۔

﴿ يَأْمُرُونَ بِالْمُنْكَرِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمَعْرُوفِ وَيَقْبِضُونَ أَيْدِيَهُمْ نَسُوا اللَّهَ فَنَسِيَهُمْ إِنَّ الْمُنَافِقِينَ هُمُ الْفٰسِقُونَ ﴾ (آیت: 67)

(d) منافقین اور کفار سے جہاد کرنے اور ان دوزخیوں سے سختی سے نشے کا حکم دیا گیا۔

﴿ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنَافِقِينَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ وَمَا لَهُمْ جَهَنَّمَ ﴾ (آیت: 73)

4- دیہاتی، بدوی ﴿أَعْرَابُ﴾

(a) دیہاتی منافقین اپنے کفر و نفاق میں شدید ہوتے ہیں اور اللہ کے نازل کردہ احکام سے غافل ہوتے ہیں۔

﴿ الْأَعْرَابُ أَكْثَرُ كُفْرًا وَنِفَاقًا وَأَجْدَرُ أَلَّا يَعْلَمُوا حُدُودَ مَا أَنْزَلَ اللَّهُ عَلَى رَسُولِهِ ﴾ (آیت: 97)۔

(b) دیہاتی منافقین انفاق کو بوجھ، جرمانہ سمجھ کر ادا کرتے ہیں اور اسلام کے بد خواہ ہوتے ہیں۔

﴿ وَمِنَ الْأَعْرَابِ مَنْ يَتَّخِذُ مَا يُنْفِقُ مَغْرَمًا وَيَتَرَبَّصُّ بِكُمُ الدَّوَائِرَ عَلَيْهِمْ دَآئِرَةُ السَّوْءِ ﴾ (آیت: 98)

(c) منافقین کو دور ہر اعداب دیا جائے گا۔

﴿ وَمِمَّنْ حَوْلَكُم مِّنَ الْأَعْرَابِ مُنَافِقُونَ وَمِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ مَرَكُوا عَلَى النِّفَاقِ لَا نَعْلَمُهُمْ نَحْنُ نَعْلَمُهُمْ سَنَعْلَبُهُمْ مَّرَكِينَ ثُمَّ يَرْكُودُونَ إِلَىٰ عَذَابٍ عَظِيمٍ ﴾ (آیت: 101)

(d) دیہاتی، بدوی ﴿أَعْرَابُ﴾ حیلے بہانے تراش کر کے میدان جنگ سے رخصت لیتے ہیں۔

﴿ وَجَاءَ الْمُعَذِّرُونَ مِنَ الْأَعْرَابِ لِيُؤْذَنَ لَهُمْ وَقَعَدَ الَّذِينَ كَذَبُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ سَيُصِيبُ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴾ (آیت: 90)۔

(e) بعض دیہاتی ، بدوی ﴿اعراب﴾ سچے اور مخلص مومن بھی ہوتے ہیں۔

﴿وَمِنَ الْأَعْرَابِ مَنْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَتَتَّخِذُ مَا يُنْفِقُ قُرْبًا عِنْدَ اللَّهِ وَصَلَّتِ الرُّسُولُ أَلَّا إِنَّهَا قُرْبَةٌ لَّهُمْ سِذُّ خِلَافِهِمْ اللَّهُ فِي رَحْمَةٍ إِنَّ اللَّهَ سَعِيدٌ رَّحِيمٌ﴾ (آیت: 99)۔

(f) جہاد میں شرکت نہ کرنے والے دیہاتی، بدوی ﴿اعراب﴾ کو سمجھایا گیا کہ جہاد میں ہر ہر قدم پر اجر سے نوازا جاتا ہے۔

﴿مَا كَانَ لِأَهْلِ الْمَدِينَةِ وَمَنْ حَوْلَهُمْ مِنَ الْأَعْرَابِ أَنْ يَتَخَلَّفُوا عَنْ رَسُولِ اللَّهِ وَلَا يَرْغَبُوا بِأَنفُسِهِمْ عَنْ نَفْسِهِ ذَلِكَ بِأَنَّهُمْ لَا يُصِيبُهُمْ ظَمَأٌ وَلَا نَصَبٌ وَلَا مَخْمَصَةٌ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلَا يَطْشُونَ مَوْطِنًا يَبْتَغِظُ الْكَفَّارَ وَلَا يَنَالُونَ مِنْ عَدُوِّ نِيْلًا إِلَّا كُتِبَ لَهُمْ بِهِ عَمَلٌ صَالِحٌ إِنَّ اللَّهَ لَا يُضِيعُ أَجْرَ الْمُحْسِنِينَ﴾ (آیت: 120)

سورة التوبة کا نظم جلی

سورت ﴿التوبة﴾ پانچ (5) ہجرات پر مشتمل ہے۔ چوتھا طویل ہجرات پر اگر اہل منافقین سے متعلق ہے، جس میں منافقین کو مخلص صحابہ کے کردار کی جھلکیاں بار بار دکھائی گئی ہیں۔

1- آیات 28-1: پہلے ہجرات میں، بنی اسماعیل یعنی مشرکین اور دیگر عرب کے خلاف جہاد کا حکم دیا گیا۔

(a) مشرکین عرب اور کفر کے اماموں سے جہاد و قتال کا حکم دیا گیا۔ ﴿فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِينَ﴾ (آیت: 5)

﴿فَقَاتِلُوا أَئِمَّةَ الْكُفْرِ﴾ (آیت: 12) ﴿فَقَاتِلُوهُمْ يُعَذِّبُهُمُ اللَّهُ بِأَيْدِيكُمْ﴾ (آیت: 14) قریش کے خلاف فرد جرم عائد کیا گیا کہ انہوں نے صلح حدیبیہ کی معاہدہ شکنی کی۔ رسول اللہ ﷺ کو کے سے نکالنے کی سازشیں کیں۔ ﴿تَكْفُرُوا بِمَا أَنْتُمْ فِيهِ إِيمَانٌ﴾ (آیت: 13)

(b) تولیت کعبہ سے قریش مکہ کو معزول کیا گیا۔ وہ اللہ کے گھروں کی تعمیر کے حق دار نہیں ہیں۔ اللہ اور آخرت پر ایمان لا کر نماز اور زکوٰۃ پر عمل پیرا ہونے والے اور اللہ کے علاوہ کسی اور سے نہ ڈرنے والے سچے مومنین اور مجاہدین ہی خانہ کعبہ کے متولی ہو سکتے ہیں (آیت: 18)۔ مسلمانوں کو دین کی ترجیحات بتائی گئیں، اللہ، رسول اور جہاد کو رشتہ داروں اور دنیا کے دیگر جھیلیوں پر ترجیح دی جانی چاہیے، یا پھر اللہ کے فیصلے کا انتظار کرنا پڑے گا۔ (آیت: 24)

جنگ حنین کے احسانات کا تذکرہ کیا گیا اور مشرکین مکہ کو نجس قرار دے کر مسجد حرام میں داخلے پر پابندی عائد کر دی گئی۔ یہ بھی دراصل ان کی تولیت کعبہ سے معزولی کا اعلان تھا۔ (آیت: 28)

2- آیات 29 تا 35: دوسرے پیرا گراف میں، بنی اسرائیل (اہل کتاب) یعنی یہود و نصاریٰ کے خلاف جہاد کا حکم دیا گیا۔ اہل کتاب سے اس وقت تک جنگ کرنے کا حکم دیا گیا، جب تک وہ جزیہ دے کر اسلامی ریاست کی بالادستی کو تسلیم نہیں کر لیتے ﴿قَاتِلُوا الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ حَتَّى يُعْطُوا الْجِزْيَةَ عَنْ يَدٍ وَهُمْ مُسَبِّحُونَ﴾ (آیت: 29)۔

اہل کتاب کے خلاف فرد جرم عائد کی گئی کہ وہ عزیمت اور عیسیٰؑ کو اللہ کا بیٹا بنا کر مشرک بن گئے ہیں (آیت: 30)۔ انہوں نے لوگوں کا مال ہڑپ کر لینے والے بخیل علماء اور صوفیا کی من مانی باتوں کو حلال و حرام سمجھ لیا۔ تورات سے تقابیل کر کے دیکھنے کی زحمت گوارا نہ کی۔ اس طرح انہوں نے اللہ کو چھوڑ کر ﴿مَنْ دُونِ اللَّهِ﴾ کو اپنا رب اور حاکم و شارع بنا لیا۔ (آیت: 31) ایسے دنیا پرست علماء و رہبان کو دوزخ کے عذاب کی نوید سنائی گئی۔ (آیت: 35)

3- آیات 36 تا 41: تیسرے پیرا گراف میں، ترغیب جہاد ہے اور ترک جہاد پر استبدال قیادت اور عذاب الیم کی دھمکی ہے ﴿مُشْرِكِينَ مَلَكَةِ كُفْرًا مَنُوعًا﴾ انہوں نے ﴿نَسِی﴾ کی بدعت ایجاد کی۔ اللہ کے کیلنڈر میں من مانی تبدیلی کرتے رہے۔ ان کے خلاف متحد ہو کر جنگ کرنی ضروری ہے۔ (آیت: 37)

﴿مَّا لَكُمْ إِذَا قِيلَ لَكُمْ أَنْفِرُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَنْ أَقْلَعْتُمْ إِلَى الْأَرْضِ﴾ اور ﴿انْفِرُوا خِفَافًا وَثِقَالًا وَجَاهِدُوا﴾ کے الفاظ کے ذریعے مسلمانوں کو جنگ میں حصہ لینے کی ترغیب دی گئی۔ اللہ تعالیٰ کا قانون استبدال: (Law of replacement)

جہاد نہ کرنے پر عذاب الیم اور استبدال کی دھمکی دی گئی۔ ﴿إِلَّا تَنْفِرُوا يُعَذِّبُكُمْ عَذَابًا أَلِيمًا وَيَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ﴾ (آیت: 39)

سورۃ مہم کی آخری آیت میں بھی یہ قانون بیان کیا گیا ہے کہ بخیل قوموں کو بھی زیادہ دیر تک باقی نہیں رکھا جاتا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے احسان کا ذکر کیا کہ اس نے کافروں کے گلے کو نچا کر دکھایا اور اللہ کا کلمہ ہی بلند و بالا ہو کر رہا۔ ﴿وَجَعَلَ كَلِمَةَ الَّذِينَ كَفَرُوا السُّفْلَىٰ وَكَلِمَةُ اللَّهِ هِيَ الْعُلْيَا﴾ (آیت: 40)۔

4- آیات 42 تا 127: چوتھے پیرا گراف میں، منافقین کے خلاف فرد جرم ہے اور ان سے جہاد کا حکم ہے (a) منافقین کے خلاف فرد جرم عائد کی گئی کہ وہ بلا عذر شرعی جنگ سے رخصت طلب کرتے ہیں، فتنوں میں گرفتار ہو جاتے ہیں۔ ان کا ماضی بھی داغ دار ہے۔

رسول اللہ ﷺ پر گرفت کی گئی کہ انہیں آپ کیوں رخصت دیتے ہیں؟ ﴿لَمْ آذُنْ لَهُمْ﴾ (آیت: 43)

(b) مسلمان ﴿وَإِذَا حُدِيَ الْحُسَيْنِينَ﴾ دو بھلائیوں میں سے ایک ضرور حاصل کریں گے، فتح یا شہادت۔

اللہ تعالیٰ منافقین کو راست (Directly) یا بالواسطہ مسلمانوں کے ذریعے ہلاک کرے گا۔ ﴿يُصِيبُكُمُ اللَّهُ بِعَذَابٍ مِّنْ عِندِهِ أَوْ بِأَيْدِينَا﴾ (آیت: 52)

ایمان کے بغیر ان کے صدقات قبول نہیں کیے جائیں گے۔ (آیت: 53)

(c) منافقین تقسیم صدقات کے معاملے میں رسول اللہ ﷺ پر اعتراضات کیا کرتے تھے، انہیں بتایا گیا کہ زکوٰۃ منافقین کے لیے نہیں، بلکہ اُس کی خاص آٹھ (8) مدت ہیں۔ رسول ﷺ پر اعتراضات کرنے والوں کے لیے عذاب ہے۔

(d) زکوٰۃ کی آٹھ مدت: زکوٰۃ کی رقم صرف اور صرف فقراء، مسکینوں اور اُن لوگوں کے لیے ہے، جو صدقات کے کام پر مامور ہوں، اور اُن کے لیے ہے، جن کی تالیف قلب مطلوب ہو۔ پھر یہ گردنوں کے چھڑانے، قرض

داروں کی مدد کرنے میں، اللہ کی راہ میں اور مسافر نوازی میں استعمال کی جاسکتی ہے۔ (آیت: 60)

(e) منافقین کی جھوٹی قسموں کا ذکر کیا گیا، انہیں خدشہ لگا رہتا ہے کہ کہیں کوئی نئی سورت ان کے دل کے رازوں کا پھل نہ کھول دے۔ ان کا انجام دوزخ ہوگا۔ (آیت: 68)

منافقین کو تاریخ کی مجرّموں کے انجام سے سڈھ لیا گیا۔ (آیت: 70)

(f) مخلص مؤمنین صحابہ کی صفات بتائی گئیں، انہیں جنت کی بشارت دی گئی اور انہیں کفار و منافقین سے جہاد کرنے کا حکم دیا گیا۔ (آیت: 73)

(g) منافقین کا بھل: منافقین کا پھل کھولا گیا کہ ان کے وعدے جھوٹے ہوتے ہیں۔ مال آنے کے بعد بھی یہ اللہ کی

راہ میں خرچ نہیں کرتے، بلکہ غریب لیکن فیاض مسلمانوں کے اتفاق کا مذاق اڑاتے ہیں۔ (آیت: 79)

رسول اللہ ﷺ اور مسلمانوں کو صاف بتا دیا گیا کہ منافقین کے لیے 70 مرتبہ بھی استغفار کیا جائے تو اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت نہیں کرے گا۔ (آیت: 80)

(h) جب حبس میں گرمی کی شدت کا بہانہ کر کے، جہاد میں شرکت نہ کرنے والے منافقین کی نماز جنازہ نہ پڑھنے کا حکم

دیا گیا (آیت: 84) اور اس کے برعکس مخلص مجاہد صحابہ کے کردار اور ان کے اجر پر روشنی ڈالی گئی (آیت: 89)

مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ منافقین کے اموال و اولاد سے دھوکہ نہ کھائیں! (آیت: 85)

(i) بدوی اور دیہاتی منافقین کی رخصت طلبی پر گرفت کی گئی۔ میدان جہاد سے صرف مریضوں اور کمزور لوگوں کو ہی رخصت دی جاسکتی ہے، وہ بھی اس صورت میں کہ وہ اسلامی ریاست کے وفادار ہوں ﴿وَإِذَا نَصَحُوا لِلَّهِ

وَرَسُولِهِ﴾ (آیت: 91)۔

بلا عذر جنگ سے رخصت طلب کرنے والوں کے لیے دوزخ کا عذاب ہوگا (آیت: 95)
(l) بدوی عربوں کی مختلف قسمیں:

بعض دیہاتی تاواقیت کی وجہ سے کفر و نفاق میں شدید ہوتے ہیں (آیت: 97)۔

بعض دیہاتی منافقین بوجہ اور جرمانہ سمجھ کر انفاق کرتے ہیں اور مسلمانوں کے بدخواہ ہوتے ہیں (آیت: 98)۔

بعض دیہاتی سچے اہل ایمان ہوتے ہیں۔ انصار و مہاجرین میں سے ﴿السابقون الاولون﴾ ایسے مخلص ہیں کہ یہ اللہ سے راضی ہیں اور اللہ بھی ان سے راضی ہو گیا۔ ان کے لیے جنت کے باغات ہیں (آیت: 100)۔

ان کے برعکس مدینہ کے اندرونی اور مدینہ کے اطراف کے بیرونی منافقین کو دودھرا عذاب دیا جائے گا۔ (آیت: 101)
وہ لوگ جن سے نیکیاں بھی ہوئیں اور کچھ گناہ بھی، ان پر اللہ نظر عنایت کر سکتا ہے (آیت: 102)

(k) منافقین کی مسجد میں نماز نہ پڑھنے کا حکم دیا گیا (آیت: 107)۔

مسجد قباء، جس کی بنیاد تقویٰ پر ہے اور اس کے مخلص صحابہ کی فضیلت بیان کی گئی۔ (آیت: 108)

(l) جہاد کی بیعت: اللہ تعالیٰ نے جنت کے بدلے مجاہد مومنین سے ان کے جان و مال خرید لیے ہیں۔

﴿إِنَّ اللَّهَ اشْتَرَىٰ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ أَنْفُسَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ بِأَنَّ لَهُمَ الْجَنَّةَ﴾ (آیت: 111)

(m) نبی ﷺ اور اہل ایمان دونوں کو مشرکین کے لیے دعائے مغفرت کرنے سے منع کر دیا گیا (آیت: 113)۔

(n) تین صحابہ کی توبہ قبول کی گئی، جو محض سستی کی وجہ سے شریک جہاد نہیں ہو سکے تھے (آیت: 118)۔

زبان سے ایمان لانے والوں کو اللہ کا تقویٰ اختیار کرنے اور سچے مخلص صحابہ کا ساتھ دینے کی ہدایت کی گئی۔

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ﴾ (آیت: 119)

(o) انفاق اور جہاد کا اجر بتایا گیا کہ ہر سخاوت اور ہر قدم پر نچی لوگوں اور مجاہدین کو اجر و ثواب سے نوازا جائے گا۔

دین کا علم حاصل کرنا اور دین میں تقہ پیدا کرنا فرض کفایہ ہے۔ کم از کم کچھ لوگ ہر قبیلے سے آکر دین سیکھیں اور واپس جا کر اپنے علاقے میں دعوت و تبلیغ کریں (آیت: 122)۔

مسلمانوں کو اطراف کے کافروں سے قتال کرنے کا حکم دیا گیا۔

﴿قَاتِلُوا الَّذِينَ يَلُونَكُمْ مِنَ الْكُفَّارِ﴾ (آیت: 123)

(p) مخلص صحابہ اور منافقین میں موازنہ کیا گیا۔ مخلص صحابہ کے بارے میں بتایا گیا کہ ان کے ایمان میں اضافہ

ہوتا رہتا ہے ﴿الَّذِينَ آمَنُوا فَزَادْنَاهُمْ إِيْمَانًا﴾، جب کہ منافقین کے دلوں کی گندگی میں اضافہ ﴿فَزَادْنَاهُمْ رِجْسًا إِلَىٰ رِجْسِهِمْ﴾۔ اسی لیے ہر سال ایک دو مرتبہ منافقین کسی نہ کسی فتنے میں گرفتار ہو جاتے

ہیں۔ ﴿يُفْتَنُونَ فِي كُلِّ عَامٍ مَّرَّةً أَوْ مَرَّتَيْنِ﴾ (آیات: 124-126)۔

5- آیات 128 تا 129: پانچویں اور آخری پیرا گراف میں، (جو دو آیات پر مشتمل ہے) محمد ﷺ کی قدر کرنے کا حکم دیا گیا رسول اللہ ﷺ کی درد مندی اور خیر خواہی کا ذکر کیا گیا کہ وہ مؤمنین کے لیے حریص و شفیق و رحیم ہیں۔ مؤمنین کی تکلیف ان پر ناگوار گزرتی ہے۔ پھر رسول اللہ ﷺ کو تسلی دی گئی کہ اگر یہ لوگ آخری رسول کی اس خیر خواہی کو مسترد کرتے ہیں تو آپ پر کوئی ذمہ داری نہیں ہے۔ آپ اپنی توحید اور توکل کا اعلان کیجئے اور اللہ تو عرش عظیم کا مالک ہے۔

مرکزی مضمون

اندرونی اور بیرونی دشمنوں کے خلاف جہاد کیا جائے، چاہے وہ مشرکین ہوں، یا اہل کتاب، یا منافقین۔ جہاد کے لیے خام مسلمانوں کو تربیت ضروری ہے۔



FLOW CHART

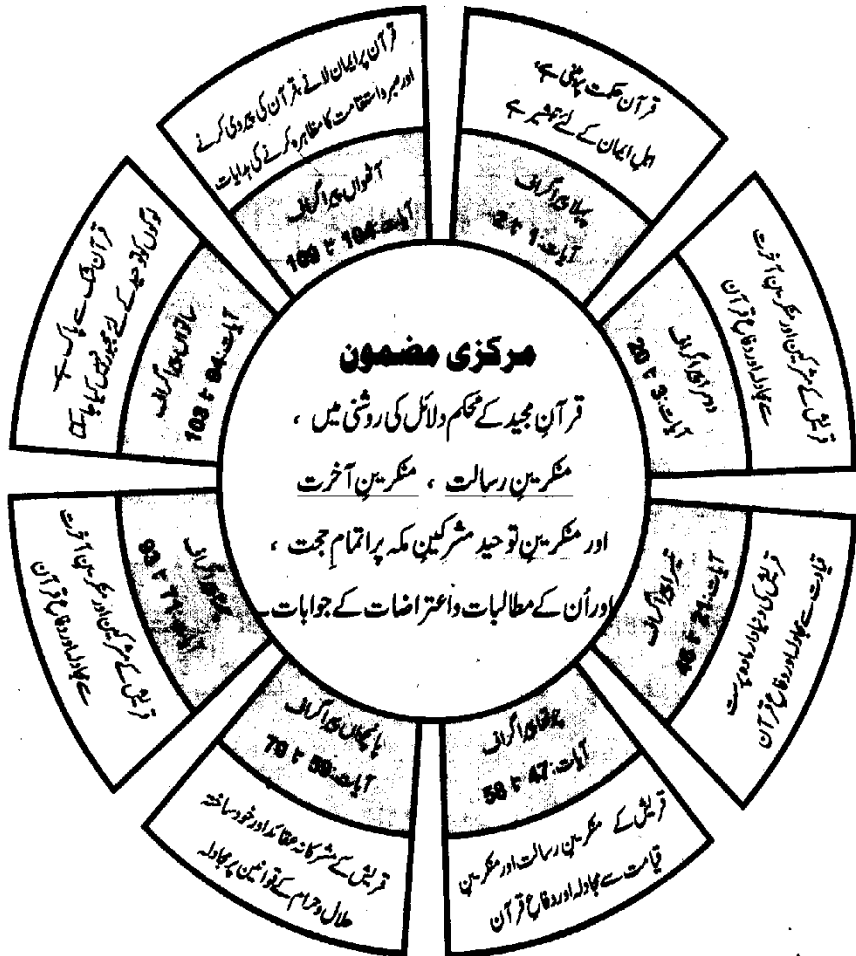
MACRO-STRUCTURE

ترتیبی نقشہ ربط

نظم جلی

10- سُورَةُ يُنُسْ

آیات : 109 مَكِّيَّةٌ ہیرا گراف : 8



زمانہ نزول:

سورت ﴿یونس﴾، رسول اللہ ﷺ کے قیام مکہ کے چوتھے اور آخری دور (11 تا 13 نبوی) کے وسط میں غالباً 12 نبوی میں سورت ﴿ہود﴾ کے ساتھ نازل ہوئی۔

سورت ﴿یونس﴾ کی آیات 37-94 اور 104 میں اور اگلی سورت ﴿ہود﴾ کی آیات 62 اور 110 دونوں میں قرآن کی دعوت پر مشرکین کی طرف سے شک و ریب کے اظہار کے علاوہ ، رسول اللہ ﷺ پر ساحری اور افتری کے الزامات ملتے ہیں۔

سُورَةُ يُونُسَ کا کتابی ربط

- 1- پچھلی سورت ﴿التوبہ﴾ میں جہاد کا ذکر تھا۔ یہاں سورۃ ﴿یونس﴾ میں بتایا گیا ہے کہ جہاد سے پہلے اتمامِ حجت یعنی محکم دلائل کے ساتھ دعوتِ توحید اور مجادلہِ حسنہ ضروری ہے۔
- 2- سورت ﴿یونس﴾ میں منکرینِ توحید، منکرینِ رسالت اور منکرینِ آخرت کے خلاف اتمامِ حجت ہے۔ اگلی سورت ﴿ہود﴾ میں اتمامِ حجت کے بعد توبہ اور استغفار کی دعوت دی گئی ہے۔ دعوت کو مسترد کرنے کی صورت میں ہلاکت کی دھمکی ہے۔

اہم کلیدی الفاظ اور مضامین

- 1- سورت یونس میں ﴿قرآن﴾ کا تفصیلی تعارف کرایا گیا کہ یہ اللہ کا کلام ہے، مومنین کے لیے رحمت ہے، کلامِ برحق ہے۔
(a) قرآن مخلوق ﴿مِنْ دُونِ اللّٰهِ﴾ کا گھڑا ہوا کلام نہیں، بلکہ اللہ ﴿رب العالمین﴾ کا کلام ہے اور تورات و انجیل کی تصدیق میں ہے۔
﴿وَمَا كَانَ هَذَا الْقُرْآنُ أَنْ يُفْتَرَىٰ مِنْ دُونِ اللّٰهِ وَلَكِنْ تَصْدِيقُ الَّذِي بَيْنَ يَدَيْهِ وَتَفْصِيلُ الْكِتَابِ لَارِئِبَ فِيهِ مِنْ رَبِّ الْعَالَمِينَ﴾ (آیت: 37)۔
- (b) قرآن ایک ایسی نصیحت ہے، جو سینوں کے امراض کے لیے شفا اور ایمان لانے والوں کے لیے رحمت ہے۔
﴿قَدْ جَاءَكُمْ مُّوْعِظَةٌ مِنْ رَبِّكُمْ وَشِفَاءٌ لِّمَا فِي الصُّدُورِ وَهُدًى وَرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِينَ﴾ (آیت: 57)۔
- (c) قرآن اللہ کا کلامِ برحق ہے، جس طرح پچھلے پیغمبروں پر وحی کی گئی تھی۔ شک کرنے والے لوگوں کو اہل کتاب کے علماء سے پوچھنا چاہیے۔
﴿فَإِنْ كُنْتُمْ فِي شَكٍّ مِّمَّا أَنْزَلْنَا إِلَيْكَ، فَسْأَلِ الَّذِينَ يَقْرَأُونَ الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِكَ لَقَدْ جَاءَكَ الْحَقُّ مِنْ رَبِّكَ فَلَا تَكُونَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِينَ﴾ (آیت: 94)۔
- (d) قرآن رب کی طرف سے حق ہے، اب لوگوں کو آزادی حاصل ہے کہ وہ چاہیں تو قبول کر لیں، یا مسترد کر دیں۔
﴿قَدْ جَاءَكُمْ الْحَقُّ مِنْ رَبِّكُمْ فَمَنِ اهْتَدَىٰ فَإِنَّمَا يَهْتَدِي لِنَفْسِهِ وَمَنْ ضَلَّٰ فَإِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا﴾ (آیت: 108)

2- سورت یونس میں ﴿كَلِمَاتُ اللّٰهِ رَبِّكُمْ﴾ کے الفاظ سے ﴿رَبِّ﴾ کا صحیح صحیح تعارف کرایا گیا۔

مشرکین مکہ اللہ تعالیٰ کو ﴿خالق﴾ اور ﴿رب﴾ تسلیم کرتے تھے، لیکن اس کی عبادت و اطاعت، اس کی

﴿الوہیت﴾ اور اس کی ﴿حاکمیت و تشریع﴾ میں شرک کیا کرتے تھے۔

(a) مشرکین سے مجادلہ کیا گیا کہ تمہارا رب وہی ہے، جو زمین آسمان کا خالق ہے، ﴿مَدَبِّر﴾ ہے، اس کی جناب

میں اس کی اجازت کے بغیر کوئی سفارش نہیں کر سکتا، اس لیے اسی ﴿رب﴾ کی ﴿عبادت﴾ کرنی چاہیے۔

﴿إِنَّ رَبَّكُمُ اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ فِى سِتَّةِ أَيَّامٍ، ثُمَّ اسْتَوَى عَلَى الْعَرْشِ، يُدَبِّرُ الْأَمْرَ مَا مِنْ شَفِيعٍ إِلَّا مِنْ بَعْدِ إِذْنِهِ، ذَلِكُمُ اللَّهُ رَبُّكُمْ، فَاعْبُدُوهُ، أَلَا تَذَكَّرُونَ؟﴾ (آیت: 3)۔

(b) مشرکین سے مجادلہ کیا گیا کہ تمہارا رب وہی ہے، جو زمین سے لے کر آسمان تک رزق فراہم کرتا ہے، سماعت و

بصارت عطا کرتا ہے، مردہ چیزوں میں سے زندہ چیزیں اور زندہ چیزوں میں سے مردہ چیزیں پیدا کرتا ہے،

﴿مَدَبِّر﴾ ہے۔

﴿قُلْ مَنْ يَرْزُقُكُمْ مِنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ؟ أَمَّنْ يَمْلِكُ السَّمْعَ وَالْأَبْصَارَ؟ وَمَنْ يُخْرِجُ

الْحَيَّ مِنَ الْمَمِيتِ؟ وَيُخْرِجُ الْمَمِيتَ مِنَ الْحَيِّ؟ وَمَنْ يُدَبِّرُ الْأَمْرَ، فَسَيَقُولُونَ اللَّهُ،

فَقُلْ أَلَا تَتَّقُونَ؟ ۝ فَلِلَّهِ رَبِّكُمُ الْحَقُّ، فَمَاذَا بَعَدَ الْحَقِّ إِلَّا الضَّلَالُ؟ فَإِنِ

تَصْرَفُونَ؟﴾ (آیت: 32)۔

3۔ سورۃ یونس میں منکرین آخرت سے مناظرہ ہے۔ ﴿لِقَاء﴾ یعنی ملاقات رب کا لفظ بھی کئی بار استعمال ہوا ہے۔

(a) دنیا میں مشغول و منہمک لوگ، ﴿لِقَاء﴾ یعنی آخرت کی ملاقات رب کی امید نہیں رکھتے اور قرآنی دلائل سے

غافل رہنا چاہتے ہیں۔

﴿إِنَّ الَّذِينَ لَا يَرْجُونَ لِقَاءَنَا، وَرَضُوا بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَاطْمَأَنَّنُوا بِهَا، وَالَّذِينَ هُمْ عَنْ آلَتِنَا

غَافِلُونَ﴾ (آیت: 7)

(b) دنیا پرست ضدی ﴿لِقَاء﴾ یعنی آخرت کی ملاقات رب کی امید نہ رکھنے والے اپنی طغیانی اور سرکشی میں چھوڑ

دیے جاتے ہیں۔

﴿فَنَذَرُ الَّذِينَ لَا يَرْجُونَ لِقَاءَنَا فِى طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُونَ﴾ (آیت: 11)۔

(c) ﴿لِقَاء﴾ یعنی ملاقات رب کی امید نہ رکھنے والے، قرآن کی آیاتِ بینات سن کر (Amend it or

Replace it) دوسرے قرآن کا مطالبہ کرتے ہیں، یا قرآن میں تبدیلی کا مطالبہ کرتے ہیں (کیونکہ یہ

قرآن ان دنیا داروں کے مفادات پر چوٹ لگاتا ہے)۔ ﴿وَإِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ آيَاتُنَا بَيِّنَاتٍ، قَالَ الَّذِينَ

لَا يَرْجُونَ لِقَاءَنَا إِنَّكَ بِقُرْآنٍ غَيْرِ هَٰذَا أَوْ بَلِيلِهِ﴾ (آیت: 15)۔

(d) ﴿لِقَاءِ﴾ یعنی ملاقات رب کی امید نہ رکھنے والے، روزِ قیامت خسارے میں رہیں گے۔

﴿قَدْ خَسِرَ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِلِقَاءِ اللَّهِ وَمَا كَانُوا مُهْتَدِينَ﴾ (آیت: 45)۔

4- سورت یونس میں دلائل وبراہین (Evidences) کے لیے ﴿آیات﴾ کا لفظ بار بار استعمال کیا گیا ہے۔

(a) چاند اور سورج کی نپي تلی گردش، بے مقصد نہیں ہے، بلکہ با مقصد ہے۔ مقصود روشنی فراہم کرنا بھی ہے اور انسانوں کو جنتری (کیلنڈر) بھی دینا ہے، تاکہ لوگ زمانے اور وقت کا حساب کتاب رکھ سکیں۔ علم رکھنے والوں کے لیے اس میں اللہ تعالیٰ کی قدرت، ربوبیت اور حکمت کے دلائل ہیں۔

﴿هُوَ الَّذِي جَعَلَ الشَّمْسُ ضِيَاءً، وَالْقَمَرَ نُورًا، وَقَدَرَهُ مَنَازِلَ، لَعَلَّكُمْ تَعْلَمُونَ عَذَذَ الَّذِينَ وَالْحِسَابَ مَا خَلَقَ اللَّهُ ذَلِكَ إِلَّا بِالْحَقِّ، يُفَصِّلُ الْآيَاتِ لِقَوْمٍ يَعْلَمُونَ﴾ (آیت: 5)

(b) رات دن کے اختلاف میں اور زمین و آسمان کی تخلیق میں بیچ بچ کر زندگی گزارنے والوں کے لیے عبرت کا سامان ﴿آیات﴾ موجود ہیں، کیونکہ چاند اور سورج اپنی اپنی حد میں رہ کر اللہ کے احکامات کی پیروی کر رہے ہیں۔

﴿إِنَّ فِي اخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ، وَمَا خَلَقَ اللَّهُ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَعْلَمُونَ﴾ (آیت: 6)

(c) ظالم اور مکار لوگ اللہ کی ﴿آیات﴾ میں مکر و فریب سے کام لیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا قانون ہلاکتِ اقوام یہ ہے کہ وہ پہلے دکھ کے امتحان میں مبتلا کرتا ہے، پھر سکھ کے امتحان میں۔ ظالم و مکاران دونوں امتحانوں میں ناکام ہو جاتے ہیں۔ پھر اللہ اپنی چال چلتا ہے، اس کے فرشتے ان کے مکر و فریب کو ان کے اعمال ناموں میں درج کرتے رہتے ہیں۔ ﴿وَإِذَا أَذَقْنَا النَّاسَ رَحْمَةً مِّنْ بَعْدِ ضَرَاءٍ مَّسْتَهْمٍ إِذَا لَهُمْ مَكْرٌ فِي آيَاتِنَا، قُلِ اللَّهُ أَسْرَعُ مَكْرًا، إِنَّ رُسُلَنَا يَكْتُوبُونَ مَا تَمْكُرُونَ﴾ (آیت: 21)۔

(d) غور و فکر کرنے والوں کے لیے دنیا کے قانون جزا و سزا میں، آخرت کے قانون جزا و سزا (جنت و دوزخ) کی دلیل ﴿آیت﴾ موجود ہے۔ بارش سے اللہ تعالیٰ زمین کو سرسبز و شاداب کر کے رزق فراہم کرتا ہے، لیکن کبھی اچانک ناگہانی آفت سے فصلیں تباہ کر دی جاتی ہیں۔

﴿إِنَّمَا مَثَلُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا كَمَاءٍ أَنْزَلْنَاهُ مِنَ السَّمَاءِ لَا يَخْتَلِفُ بِهِ نَبَاتُ الْأَرْضِ مِمَّا يَأْكُلُ النَّاسُ وَالْأَنْعَامُ حَتَّىٰ إِذَا أَغَدَّتِ الْأَرْضُ زُخْرُفَهَا وَازْبَيَّتْ وَهَلَّتْ أَهْلُهَا أَنَّهُمْ لَنُورُونَ عَلَيْهَا أَنَّهُمْ أَمَرْنَا لَبِلًا أَوَّهَارًا فَجَعَلْنَاهَا حَصِيدًا، كَانَ لَمْ تَعْنِ بِالْأَمْسِ، كَذَلِكَ نُفَصِّلُ الْآيَاتِ لِقَوْمٍ يَعْلَمُونَ﴾ (آیت: 24)۔

(e) اللہ نے اس کرۂ ارض کو ٹھنڈا کرنے کے لیے اور انسانوں کو نیند کے ذریعے سکون پہنچانے کے لیے رات بنائی ہے

اور پودوں کی نشوونما اور کاروبار حیات کے لیے دن تخلیق کیا ہے۔ غرض چاند سورج کی گردش میں اللہ کی قدرت، ربوبیت اور حکمت کی دلیلیں ﴿آیات﴾ موجود ہیں۔

﴿هُوَ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ اللَّيْلَ لِتَسْكُنُوا فِيهِ وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَسْمَعُونَ﴾ (آیت: 67)۔

5- سورت یونس میں، مکہ کی فرعونی مشرک قیادت کا ﴿عُلُو﴾ اور کبریا کی کا تذکرہ بھی ملتا ہے۔

(a) فرعون ایک ظالم ڈکٹیٹر تھا۔ زمین پر ﴿عُلُو﴾ اور کبریا کی کا دعویٰ اور مظاہرہ کرتا تھا۔ اختیارات کے استعمال میں اسراف اور تجاؤز سے کام لیتا تھا۔ فرعون اور اس کے فوجی کماٹروں کی دہشت عوام پر اس قدر تھی کہ صرف چند لوگ ہی حضرات موسیٰؑ و ہارونؑ پر ایمان لے آئے تھے۔

﴿فَمَا أَمَنَ لِمُوسَىٰ إِلَّا ذُرِّيَّةٌ مِّنْ قَوْمِهِ عَلَىٰ خَوْفٍ مِّنْ فِرْعَوْنَ وَمَلَئِهِمْ أَن يَفْتِنَهُمْ ، وَإِنَّ فِرْعَوْنَ لَعَالٍ فِي الْأَرْضِ وَإِنَّهُ لَمِنَ الْمُسْرِفِينَ﴾ (آیت: 83)۔

(b) فرعون نہ صرف ظالم ڈکٹیٹر تھا، بلکہ کئی خداؤں کو ماننے والا مشرک بھی تھا اور آباء اجداد کے رسم و رواج پر سختی سے کاربند تھا۔ فرعون اور اس کے کماٹروں نے حضرت موسیٰؑ و ہارونؑ سے صاف کہہ دیا کہ ہم آپ دونوں پر ہرگز ایمان نہیں لائیں گے۔ آپ دونوں ہمیں آبائی رسم و رواج سے ہٹانا چاہتے ہیں اور زمین پر اپنی بڑائی اور کبریا کی ﴿عُلُو﴾ قائم کرنا چاہتے ہیں۔

﴿قَالُوا آجِنَّا لِنَقْتُلَنَّهُ عَمَّا وَجَدْنَا عَلَيْهِ آبَاءَنَا ، وَتَكُونُ لَكُمَا الْكِبْرِيَاءُ فِي الْأَرْضِ وَمَا نَحْنُ لَكُمَا بِمُؤْمِنِينَ﴾ (آیت: 78)۔

6- سورت یونس میں مجرم مشرکین مکہ کو تاریخی دلائل سے سمجھایا گیا کہ اللہ تعالیٰ ﴿مجرمین﴾ کو کسی بھی وقت ہلاک کر

سکتا ہے۔

(a) تاریخی شاہد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے رسولوں کی واضح تعلیمات پر ایمان نہ لانے والی ظالم و مجرم قوموں کو ہلاک کر کے رکھ دیا۔

﴿وَلَقَدْ أَهْلَكْنَا الْقُرُونُ مِن قَبْلِكَ لَمَّا ظَلَمُوا ، وَجَاءَهُمْ رَسُولُهُم بِالْبَيِّنَاتِ ، وَمَا كَانُوا لِيُؤْمِنُوا كَذَلِكَ نَجْزِي الْقَوْمَ الْمُجْرِمِينَ﴾ (آیت: 13)۔

(b) مجرم مشرکین کو خبردار کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ کا عذاب کسی بھی وقت صبح و شام نازل ہو سکتا ہے۔ انہیں غور و فکر سے کام لینا چاہیے۔ ﴿قُلْ أَرَأَيْتُمْ إِنْ أَتَاكُمْ عَذَابُهُ بَيَاتًا أَوْ نَهَارًا ، مَاذَا يَسْتَعْجِلُ مِنْهُ الْمُجْرِمُونَ؟﴾ (آیت: 50)۔

سورۃ یونس کا نظم جلی

سورۃ ﴿یونس﴾ آٹھ (8) پیرا گرافوں پر مشتمل ہے۔

اس سورۃ کا ہر پیرا گراف مشرکین کے عقائد کے خلاف ایک بحث پر مشتمل ہے۔ ہر پیرا گراف میں، قرآن کی دعوت توحید، دعوت رسالت اور دعوت آخرت کی حقانیت ثابت کی گئی ہے۔ اس سورت کا آغاز اور اختتام بھی قرآن پر ہوتا ہے۔

1- آیات 2 تا 1: پہلے پیرا گراف یعنی ابتدائی دو آیات میں قرآن کا تعارف ہے۔

سب سے پہلے بتایا گیا کہ قرآن کتاب حکیم ہے، جو قریش ہی کے ایک انسان حضرت محمد ﷺ پر نازل کیا گیا ہے، تاکہ ایمان لانے والوں کے لیے خوشخبری ہو اور کافروں کے لیے تنبیہ ہو۔ اس کے بعد کافروں کے اس الزام کا ذکر ہے کہ انہوں نے آپ ﷺ کو ﴿ساحر﴾ یعنی جادوگر قرار دیا۔

2- آیات 3 تا 20: دوسرے پیرا گراف میں، قریش کے عقیدہ شرک اور عقیدہ آخرت کی تردید کر کے وضاحت کی گئی کہ قرآن کو نہ تو بدلایا جاسکتا ہے اور نہ اس میں کسی قسم کی ترمیم کی جاسکتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کی خالقیت اور ربوبیت کے دلائل دیے گئے کہ وہ اختیار رکھنے والا ﴿مبدی﴾ ہے، اس کی اجازت کے بغیر کوئی شفیق نہیں ہو سکتا، اس لیے اسی کو ﴿رب﴾ مان کر اسی کی ﴿عبادت﴾ کرنی چاہیے۔ وہی قیامت برپا کرے گا، تاکہ عدل کے مطابق جزا اور سزا دی جاسکے۔ وہی سورج اور چاند کا خالق ہے۔ اس نے ایک خاص مقصد کے تحت یہ دنیا تخلیق کی ہے اسی لیے اسی کا تقویٰ اختیار کرنا چاہیے۔ خالص دنیا دار لوگ، جو آخرت کے منکر ہیں، محمد ﷺ اور قرآن کی اس دعوت کو مسترد کر دیتے ہیں۔ یہ غافل ہیں اور اپنی سرکشی میں طاق ہیں۔ ان ﴿مفسدین﴾ کے لیے دنیا خوشنما بنا دی گئی ہے، لیکن ان ﴿مجرمین﴾ کو تاریخ ہلاکت اقوام سے سبق لینا چاہیے کہ ہلاکت کے بعد اللہ تعالیٰ دوسری قوموں کو ﴿خلیفہ﴾ بنا دیتا ہے۔

منکرین آخرت رسول اللہ ﷺ سے مطالبہ کرتے ہیں کہ خالص توحید کی دعوت دینے والے قرآن کو یا تو بدل دیجیے یا پھر اس قرآن میں ترمیم کر لیجیے۔ اس مطالبہ کا جواب دیا گیا کہ قرآن کو بدلنے کا اختیار رسول اللہ ﷺ کو نہیں ہے، اللہ پر جھوٹ نہیں باندھا جاسکتا۔

مشرکین کے عقیدہ شفاعت کی نفی کی گئی اور حسی معجزات کے مطالبے پر قرآنی معجزے پر غور کرنے کی دعوت دی گئی۔

3- آیات 21 تا 46: تیسرے پیرا گراف میں قریش کی دنیا دار مادہ پرست قیادت سے مجادلہ اور قرآن کے بارے میں چیلنج ہے کہ اس طرح کی ایک سورت بھی ﴿مِنْ دُونِ اللَّهِ﴾ سامنے نہیں لاسکتے۔

انسان کی ناشکری اور اللہ کی زمین پر بغاوت ﴿يَبْغُونَ فِي الْأَرْضِ﴾ اور خود اپنے نفس کے خلاف بغاوت ﴿بَغْيَكُمْ عَلَى أَنْفُسِكُمْ﴾ پر گرفت کی گئی کہ اُسے آخرت کا خوف اختیار کرنا چاہیے۔ دنیا کی زندگی کو ایک خوبصورت تمثیل سے سمجھایا گیا۔ اللہ تعالیٰ انسانوں کو ﴿دارالسلام﴾ یعنی جنت کی طرف دعوت دے رہا ہے۔ لوگوں کو سوچنا چاہیے کہ وہ ﴿أَصْحَابُ الْجَنَّةِ﴾ میں شامل ہونا چاہتے ہیں یا ﴿أَصْحَابُ النَّارِ﴾ میں۔ پھر احوال قیامت سے ڈرایا گیا۔ توحید کے مزید دلائل دے کر بتایا گیا کہ اللہ تعالیٰ ہی انسانوں کا ﴿رَب﴾ ہے۔

﴿اللَّهُ﴾ اور ﴿مَنْ دُونِ اللَّهِ﴾ کے درمیان موازنہ کر کے پوچھا گیا کہ کیا کوئی شریک، کوئی چیز پیدا کر سکتا ہے؟ قرآن کسی مخلوق کی گھڑی ہوئی کتاب نہیں ہے، بلکہ رب العالمین کا کلام ہے۔ مشرکین کو چیلنج کیا گیا کہ اس طرح کی ایک سورت ہی لاکر دکھائیں۔ رسول اللہ ﷺ کو تسلی دی گئی کہ آپ ان اندھوں اور بہروں میں بہترین طریقے سے کام کر رہے ہیں۔ مگر یہ آخرت کو ڈرایا گیا کہ ایک نیا ایک دن انہیں اللہ کے حضور پیش ہونا ہے، وہ خسارے میں رہیں گے۔

4- آیات 47 تا 58: چوتھے پیرا گراف میں، منکرین رسالت اور منکرین قیامت سے مجادلہ اور قرآن کا تعارف ہے کہ یہ ایمان لانے والوں کے شفاء، ہدایت اور رحمت بن جاتا ہے۔

اس حصے میں بتایا گیا ہے کہ رسول کی آمد کے بعد قوموں کا فیصلہ کر دیا جاتا ہے۔ اس پر کافروں نے سوال کیا کہ یہ وقت کب آئے گا؟ اللہ تعالیٰ نے خود رسول اللہ ﷺ کی زبان سے کہلویا کہ وہ نفع اور نقصان کا اختیار نہیں رکھتے۔ ہر امت کے لیے ایک وقت مقرر ہے اور کسی کی بیشی کے بغیر ﴿مَجْرِمِينَ﴾ کو وقت مقررہ پر ہلاک کر دیا جاتا ہے۔ قیامت کا اثبات کیا گیا کہ اُس دن لوگ زمین کی ساری دولت فدیے میں دے کر چھوٹنا چاہیں گے، لیکن عدل و انصاف کے ساتھ ظلم کے بغیر فیصلے کیے جائیں گے۔

ساری دنیا کے انسانوں سے خطاب کر کے کہا گیا کہ تمہارے رب کی طرف سے (قرآن کی صورت میں) نصیحت آپہنچی ہے، جو سینوں کے لیے شفا اور مومنین کے لیے ہدایت و رحمت ہے۔ مسلمانوں کو اس نعمت پر خوشیاں منانا چاہیے۔

5- آیات 59 تا 70: پانچویں پیرا گراف میں، قریش کے مشرکانہ عقائد اور خود ساختہ حلال و حرام کے قوانین پر مجادلہ کیا گیا ہے

مشرکین کو ان کے خود ساختہ حلال و حرام پر ٹوکا گیا کہ یہ اللہ پر جھوٹ اور افتراء ہے۔

﴿قُلْ أَرَأَيْتُمْ مَا أَنْزَلَ اللَّهُ لَكُمْ مِنْ رِزْقٍ فَجَعَلْتُمْ مِنْهُ حَرَامًا وَحَلَالًا، قُلْ اللَّهُ أَدْنٰى لَكُمْ أَمْ عَلَى اللَّهِ تَفْتَرُونَ؟﴾ (آیت: 59)۔

اللہ کے نیک بندے اور اس کے دوست ﴿أَوْلِيَاءُ اللَّهِ﴾ ایمان لا کر تقویٰ کا مظاہرہ کرتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ کو تسلی دی گئی کہ وہ کافروں کی باتوں پر افسردہ نہ ہوں۔ مشرکین محض گمان کی بنیاد پر ایک عقیدہ اپنائے ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے پاس عظیم لازوال اختیارات ہیں، اسے کسی اولاد کی ضرورت نہیں۔ اللہ پر جھوٹ باندھنے والے کبھی کامیاب نہیں ہو سکتے۔

6- آیات 71 تا 93: چھٹے پیرا گراف میں، قریش کے لیڈروں کو، قوم نوحؑ اور فرعون اور اس کے ساتھیوں کے انجام سے ڈرایا گیا ہے۔

حضرت نوحؑ کی دعوت و تبلیغ کافرین کے لیے بہت ناگوار تھی۔ انہوں نے ان کو جھٹلایا۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں غرق کر کے کشتی والوں کو بچا لیا اور دوسری قوموں کو ان کی جگہ جانشین بنادیا۔

ان کے بعد حضرت موسیٰ اور حضرت ہارونؑ کو رسول بنا کر بھیجا گیا، فرعون اور اس کے کمانڈروں نے ﴿اعکبار﴾ سے کام لیا۔ وہ ﴿مجرم﴾ تھے۔ انہوں نے حق کو جادو قرار دیا۔ ان کا خیال یہ تھا کہ حضرت موسیٰ و ہارونؑ زمین پر اپنی بڑائی ﴿الکبرياء فی الارض﴾ کا چاہتے ہیں۔

فرعون اور اس کے فوجی کمانڈروں کی حکومت، دہشت گردی کی بنیاد پر قائم تھی، چنانچہ خوف کے مارے سوائے چند نوجوانوں کے کوئی ایمان نہ لایا۔ وہ ﴿مفسد﴾ بھی تھے اور ﴿مجرم﴾ بھی۔ ان سے مطالبہ کیا گیا کہ وہ اللہ کا ﴿توکل﴾ اختیار کریں۔ دونوں بھائیوں کو حکم دیا گیا کہ وہاں مصر میں کوئی مسجد بنالیں اور نماز ادا کریں۔

حضرت موسیٰ کی دعوت کو فرعون اور اس کے ساتھیوں نے مسترد کر دیا، اس وقت حضرت موسیٰ نے بددعا کی: ﴿رَبَّنَا اطْمِسْ عَلَىٰ أَمْوَالِهِمْ وَاشْدُدْ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ﴾۔ حضرت موسیٰ اور ہارونؑ کی بددعائیں قبول ہوئیں فرعون اور اس کے فوجی لشکر غرق ہوئے جو بغاوت ﴿فہی﴾ اور دشمنی ﴿عدو﴾ کے جرم کے مرتکب تھے۔ ڈوبنے کے بعد فرعون ایمان لایا۔ لیکن عذاب آنے کے بعد توبہ قبول نہیں کی جاتی۔ (یہ ایک استثناء تھا کہ عذاب آنے کے بعد بھی قوم پولس کی دعا قبول کی گئی)۔

قرآن کا مجرہ: قرآن کا یہ بھی ایک بڑا زندہ مجرہ ہے کہ فرعون کی لاش تقریباً 4,300 سال گزر جانے کے باوجود 1,300 قبل مسیح سے آج تک محفوظ ہے۔

7- آیات 94 تا 103: ساتویں پیرا گراف میں، بتایا گیا کہ قرآن شک سے پاک ہے۔ لوگوں کو توحید کے لئے مجبور نہیں کیا جاسکتا۔

رسول اللہ ﷺ کو ہدایات دی گئیں کہ وہ لوگوں کو ایمان کے لیے مجبور نہیں کر سکتے۔ اللہ نے انسانوں کو خیر و شر کی آزادی عطا کی ہے۔ مشرکین کو تاریخ کے ﴿ایکام﴾ سے ڈرایا گیا کہ وہ بھی ہلاک کیے جاسکتے ہیں اور اہل ایمان کو تسلی دی گئی کہ رسولوں کو اور رسولوں پر ایمان لانے والوں کو ہلاکت سے بچانا، اللہ کی ذمہ داری ہے۔

8- آیات 104 تا 109: آٹھویں اور آخری پیرا گراف میں، قرآن پر ایمان لانے، اُس کی پیروی کرنے اور صبر و استقامت کا مظاہرہ کرنے کی ہدایات دی گئیں۔

انسانوں کو ہدایت کی گئی کہ وہ یکسو ہو کر صرف ایک اللہ کی خالص عبادت کریں، جو نفع بھی پہنچاتا ہے اور نقصان بھی اور جو موت بھی دیتا ہے۔ ان ہستیوں کو پکارنے اور دعا کرنے سے روکا گیا، جو نفع اور نقصان کا اختیار نہیں رکھتیں۔ آخر میں دعوت دی گئی کہ اللہ کی طرف سے قرآن لے کر رسول اللہ ﷺ آگئے ہیں، اب انہیں اس دعوت کو قبول کر لینا چاہیے، ورنہ گمراہی کے وہ خود مددگار ہوں گے۔ اب لوگوں کو آزادی حاصل ہے کہ وہ چاہیں تو قبول کر لیں، یا مسترد کر دیں۔

﴿لَقَدْ جَاءَكُمْ الْحَقُّ مِنْ رَبِّكُمْ فَمَنِ اهْتَدَىٰ فَإِنَّمَا يَنْتَعِزُ لِنَفْسِهِ وَمَنْ ضَلَّٰ فَإِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا﴾ (آیت: 108)۔

رسول اللہ ﷺ کو، نازل کردہ وحی کی پیروی کرنے اور اللہ کے فیصلے تک صبر و استقامت کا مظاہرہ کرنے کی تلقین کی گئی۔

مرکزی مضمون

قرآن مجید کے محکم دلائل کی روشنی میں، توحید، رسالت اور آخرت کے منکر، مشرکین مکہ پر اتمام حجت کی گئی۔ اعتراضات کے جوابات دیے گئے۔ رسول اللہ ﷺ اور قرآن مجید پر ایمان لانے کی دعوت دی گئی۔



FLOW CHART

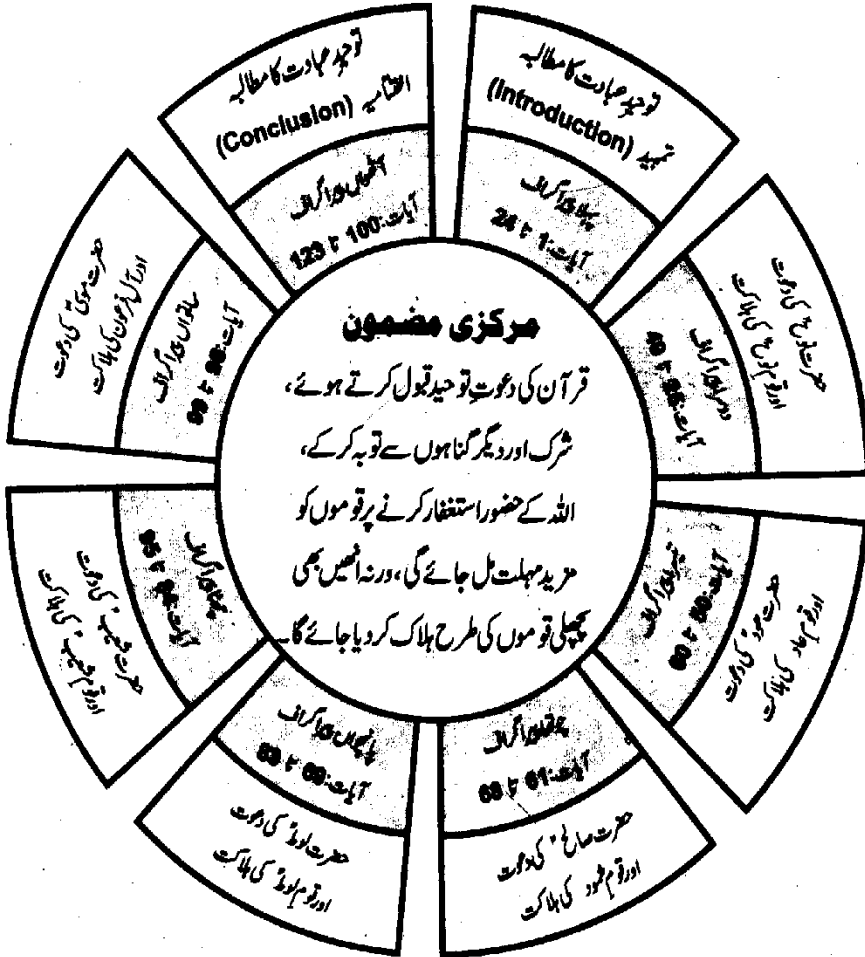
MACRO-STRUCTURE

ترتیبی نقشہ ربط

نظم جلی

11- سُورَةُ هُود

آیات: 123 مَعِیْنَةُ ہیرا گراف: 8



زمانہ نزول اور پس منظر:

سورت ﴿ہود﴾، رسول ﷺ کے قیام مکہ کے چوتھے اور آخری دور (11 تا 13) کے وسط میں، یعنی غالباً 12 نبوی میں، سورۃ ﴿یونس﴾ وغیرہ کے ساتھ نازل ہوئی۔ یہ وہی دور تھا، جب آپ ﷺ پر ﴿افتراء﴾ کے الزامات عائد کیے جا رہے تھے، آپ کی دعوت کو ﴿شک وریب﴾ کی نگاہ سے دیکھا جا رہا تھا اور اسے ﴿سحر تمین﴾ کہا جا رہا تھا۔

خصوصیات

- 1- سورۃ ہود ایک جلالی سورت ہے، جس میں باغی، نافرمان اور گناہ گار قوموں پر اللہ کے غضب اور ان کی ہلاکت کا ذکر ہے۔
- اس سورت نے رسول اللہ ﷺ کو بوڑھا کر دیا تھا۔
- 2- اس سورت کے پہلے پیرا گراف اور آخری آیت دونوں میں ﴿توحید عبادت﴾ کا مطالبہ ہے (آیات: 2 اور 123)۔
- 3- اس سورت میں اللہ تعالیٰ کے قانونِ ہلاکت [Law of Annihilation] اور قانونِ استبدال [Law of Replacement] کی وضاحت ہے کہ وہ وقفہ وقفہ سے قوموں کو مہلت دینے کے بعد ہلاک کر دیتا ہے، ان کے نیک لوگوں کو بچا لیتا ہے اور پھر امامت اور قیادت کے لیے ایک اور قوم کو میدانِ امتحان میں لے آتا ہے۔
- 4- سورۃ ﴿ہود﴾ نظم کے اعتبار سے سورۃ ﴿الاعراف﴾ سے مشابہ ہے۔ دونوں کے آٹھ پیرا گراف ہیں۔ دونوں میں تمہید اور اختتامیہ کے درمیان چھ (6) قوموں کی جانشینی اور ہلاکت کے سچے واقعات بیان کر کے اللہ تعالیٰ کا قانونِ ہلاکت اور قانونِ استبدال کو سمجھایا گیا ہے۔
- 5- البتہ اس سورت میں مختلف پیغمبروں کی زبان سے ﴿توبہ و استغفار﴾ کی دعوت دی گئی ہے، تاکہ وہ اللہ تعالیٰ کے غضب سے بچ سکیں۔

سورۃ ہود کے فضائل

رسول ﷺ نے فرمایا:

﴿شَيْبَتُنِي هُودٌ وَالْوَاقِعَةُ وَالْمُرْسَلَاتُ وَعَمَّ يَتَسَاءَلُونَ وَإِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ﴾
 ”مجھے سورۃ ہود، سورۃ الواقعه، سورۃ المرسلات، سورۃ النبأ اور سورۃ العنکبوت نے بوڑھا کر دیا۔“
 (جامع ترمذی: کتاب التفسیر، باب سورۃ الواقعه، حدیث 3,297، صحیح)

سورۃ ہود کا کتابی ربط

- 1- پچھلی سورت ﴿یونس﴾ میں مختلف قسم کے دلائل سے منکرینِ توحید، منکرینِ رسالت اور منکرینِ آخرت کے خلاف اتمامِ حجت تھی۔ یہاں سورت ﴿ہود﴾ میں تاریخ کے چھ (6) سچے واقعات سے اتمامِ حجت ہے۔ اللہ برے لوگوں کو ہلاک کر کے، نیک لوگوں کو بچا لیتا ہے۔
- 2- ﴿شک﴾ میں گرفتار لوگوں کے لیے اتمامِ حجت: پچھلی سورت ﴿یونس﴾ میں کہا گیا تھا کہ رب العالمین کا یہ کلام

قرآن ﴿حک﴾ سے پاک ہے (آیت: 37)، مشرکین مکہ پر فرد جرم عائد کی گئی کہ وہ ﴿حک﴾ میں جتلاہیں (آیت: 94) اور (آیت: 104) میں ﴿حک﴾ میں گرفتار لوگوں کو دلیل پیش کی گئی کہ انسانوں کو موت دینے والا ہی معبود ہو سکتا ہے۔ اور یہاں سورت ﴿ہود﴾ میں تاریخ کے حوالے سے بتایا گیا کہ قومِ مُشود بھی ﴿حک﴾ میں جتلائی (آیت: 62) اور قومِ فرعون بھی ﴿حک﴾ میں گرفتار تھی۔

3۔ ﴿انزواء﴾ کے الزام کے جواب میں چیلنج: پچھلی سورت ﴿یونس﴾ میں مشرکین سے کہا گیا تھا کہ تم اللہ کے کلام کو، رسول اللہ ﷺ کا ﴿انزواء﴾ سمجھتے ہو تو تمہیں چیلنج کیا جاتا ہے کہ اس جیسی صرف ایک (1) سورت ہی تصنیف کر کے سامنے لے آؤ (آیت: 38) اور یہاں سورت ﴿ہود﴾ میں چیلنج کیا گیا کہ اگر تم اسے ﴿انزواء﴾ سمجھتے ہو تو اس جیسی دس (10) سورتیں لا کر دکھاؤ (آیت: 13)۔

4۔ ﴿سحر﴾ کے الزام کا جواب: پچھلی سورت ﴿یونس﴾ میں بتایا گیا تھا کہ مشرکین مکہ نے قرآن حکیم کے ذریعے تبشیر و انذار پر رسول اللہ ﷺ کو ﴿ساحر﴾ یعنی جادوگر قرار دیا تھا (آیت: 2)، جس طرح فرعون اور اس کے فوجی کماٹروں نے حق کو ﴿سحرین﴾ قرار دیا تھا (آیت: 76)۔ یہاں سورت ﴿ہود﴾ میں بتایا گیا ہے کہ مشرکین مکہ رسول اللہ ﷺ کے پیش کردہ عقیدہ آخرت کو ﴿سحرین﴾ قرار دیتے تھے کہ مرنے کے بعد لوگ دوبارہ اٹھائے جائیں گے۔

5۔ اگلی سورت ﴿یوسف﴾ میں مشکل اور صبر آزمایا حالات کے بعد اہل مکہ و فریب کی شکست اور اہل ایمان کی فتح کا امرانی اور اقتدار کی بشارت ہے۔

اہم کلیدی الفاظ اور مضامین

1۔ سورت ہود میں ﴿توحید عبادت﴾ کا مضمون بار بار آیا ہے۔ تمام پیغمبروں نے صرف اللہ ہی کی عبادت کرنے کی دعوت دی۔

(a) آخری رسول محمد ﷺ نے صاف کہہ دیا کہ اللہ کے علاوہ کسی اور کی ﴿عبادت﴾ مت کرو، میں تو اللہ کی طرف سے صرف نذیر و بشیر ہوں۔

﴿إِلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا اللَّهَ ۚ إِنَّنِي لَكُم مِّنْهُ نَذِيرٌ ۚ وَبَشِيرٌ﴾ (آیت: 2)۔

یہ مضمون سورت ﴿ہود﴾ کے آغاز میں بھی لایا گیا ہے اور اختتام پر بھی۔ خلاصہ کلام کے طور پر ﴿تَعْبُدُ﴾ کے الفاظ سے رسول اللہ اور ان کے توسط سے صحابہ کرام کو ﴿توحید عبادت﴾ اور ﴿توحید توکل﴾ پر ثابت قدمی کی ہدایت دی گئی۔

﴿وَلِلَّهِ غَيْبُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ، وَآلِهِ يَرْجِعُ الْأُمُورَ كُلَّهَا، فَاعْبُدْهُ وَتَوَكَّلْ عَلَيْهِ﴾ (آیت: 123)۔

(b) پہلے رسول حضرت نوحؑ نے بھی یہی دعوت دی تھی کہ اللہ کے علاوہ کسی اور کی ﴿عبادت﴾ مت کرو، میں تمہیں عذاب سے ڈراتا ہوں۔

﴿أَنْ لَا تَعْبُدُوا إِلَّا اللَّهَ، إِنِّي أَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمِ الْكِسْفِ﴾ (آیت: 26)۔

(c) حضرت ہودؑ نے بھی اپنی قوم (عاد) سے کہا تھا کہ صرف اور صرف اللہ ہی کی ﴿عبادت﴾ کرو، تم لوگ اللہ پر جھوٹ گھڑتے ہو، اللہ کے علاوہ کوئی دوسری ہستی تمہارا ﴿إِلٰه﴾ نہیں ہو سکتی۔

﴿قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ، مَا لَكُمْ مِنْ إِلٰهِ غَيْرُهُ، إِنْ أَنْتُمْ إِلَّا مُفْتَرُونَ﴾ (آیت: 50)

(d) حضرت صالحؑ نے بھی اپنی قوم (ثمود) سے کہا تھا کہ صرف اور صرف اللہ ہی کی ﴿عبادت﴾ کرو، اللہ کے علاوہ کوئی دوسری ہستی تمہارا ﴿إِلٰه﴾ نہیں ہو سکتی۔

www.KitaboSunnat.com

﴿وَالِیْ ثَمُودَ أَخَاهُمْ صَالِحًا، قَالَ: يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ، مَا لَكُمْ مِنْ إِلٰهِ غَيْرُهُ﴾ (آیت: 61)

(e) حضرت شعیبؑ نے بھی اپنی قوم سے کہا تھا کہ صرف اللہ ہی کی ﴿عبادت﴾ کرو، اللہ کے علاوہ کوئی دوسری ہستی تمہارا ﴿إِلٰه﴾ نہیں ہو سکتی۔ ﴿وَالِیْ مَدَیْنِیْنِ أَخَاهُمُ شُعَيْبًا قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُمْ مِنْ إِلٰهِ غَيْرُهُ﴾ (آیت: 84)۔

2- سورت ہود میں ہلاکت اقوام اور ﴿استغفار﴾ کے باہمی تعلق پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

انبیاءؑ نے گناہ گار قوموں کو دعوتِ توبہ و استغفار دی اور بتایا کہ توبہ و استغفار کے نتیجے میں وہ ہلاکت سے بچ سکتے ہیں۔

(a) قریش مکہ کو ﴿استغفار﴾ کی دعوت دی گئی اور توبہ و استغفار کے فوائد گنوائے گئے کہ انہیں وقفہ مقررہ

تک متاعِ حسن سے نوازا جاسکتا ہے اور ہر انسان کے فضل کے مطابق اجر دیا جاسکتا ہے۔

﴿وَأَنْ اسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوبُوا إِلَيْهِ، يُمَتِّعْكُمْ مَتَاعًا حَسَنًا إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى وَتُؤْتِ كُلَّ ذِي فَضْلٍ فَضْلَهُ﴾ (آیت: 3)۔

(b) حضرت نوحؑ کے ﴿استغفار﴾ کا تذکرہ کیا گیا کہ انہوں نے دعا کی: ”اور اگر تو نے میری مغفرت نہ فرمائی اور رحم نہ فرمایا تو میں نقصان اٹھانے والوں میں شامل ہو جاؤں گا“۔ دعا کا یہ وہی انداز تھا، جو حضرت آدمؑ نے اختیار کیا تھا۔

﴿وَالَا تَغْفِرْ لِي وَتَرْحَمْنِي أَكُنْ مِنَ الْخَاسِرِينَ﴾ (آیت: 47)۔

(c) حضرت ہودؑ نے اپنی بھرم، متکبر، ظالم اور سرکش قوم (عاد) کو ﴿استغفار﴾ کی دعوت دی اور اس کے فوائد

بتائے۔ ﴿توبہ و استغفار﴾ کے نتیجے میں بارشوں کی کثرت ہوتی ہے اور موجودہ قوت پر مزید قوت کا اضافہ کیا جاتا ہے۔ حضرت ہودؑ نے فرمایا۔

﴿وَيَقُومِ اسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوبُوا إِلَيْهِ يُرْسِلِ السَّمَاءَ عَلَيْكُمْ مِدْرَارًا،
وَيَزِدْكُمْ قُوَّةً إِلَى قُوَّتِكُمْ وَلَا تَتَوَلَّوْا مُجْرِمِينَ﴾ (آیت: 52)۔

(d) حضرت صالحؑ نے بھی اپنی مشرک قوم (ثمود) کو اللہ تعالیٰ سے ﴿استغفار﴾ کی دعوت دی کہ وہ شرک چھوڑ کر خالص توحید اختیار کریں۔

وہ ﴿اللہ﴾ جو ﴿قَرِيبٌ﴾ بھی ہے اور ﴿مُجِيبٌ﴾ بھی، دعائیں سنتا ہے اور لوگوں کو معاف بھی کر دیتا ہے۔ فرمایا:

﴿فَاسْتَغْفِرُوهُ ثُمَّ تُوبُوا إِلَيْهِ، إِنَّ رَبِّي قَرِيبٌ مُّجِيبٌ﴾ (آیت: 61)۔

(e) حضرت شعیبؑ نے بھی اپنی بدچلن، فاسق و فاجر قوم (مدین) کو اللہ تعالیٰ سے ﴿استغفار﴾ کی دعوت دی کہ وہ ناپ تول میں کمی نہ کریں، لوگوں کو گھانا نہ دیں، چوری ڈاکہ اور فساد فی الارض سے بچیں۔

وہ ﴿اللہ﴾ جو ﴿رَحِيمٌ﴾ بھی ہے اور ﴿وَدُودٌ﴾ بھی، محبت کرنے والا بھی ہے اور رحم کرنے والا بھی ہے۔ فرمایا:

﴿وَاسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوبُوا إِلَيْهِ، إِنَّ رَبِّي رَحِيمٌ وَدُودٌ﴾ (آیت: 90)۔

3۔ ﴿شک و ریب﴾ میں مبتلا مشرکین مکہ کو خبردار کیا گیا کہ پچھلے انبیاء کی عذاب یافتہ قومیں بھی شک و ریب میں مبتلا تھیں۔

(a) حضرت صالحؑ کی دعوت کے سلسلے میں بھی، اُن کی قوم ثمود نے ﴿شک و ریب﴾ سے کام لیا۔

﴿قَالُوا بِطُلُوحٍ قَدْ كُنْتَ فِينَا مَرْجُوًّا قَبْلَ هَذَا، أَتَنْهَانَا أَنْ نَعْبُدَ مَا يَعْبُدُ آبَاؤُنَا،

وَلَا نَأْتِيهِمْ فِدْكَ وَمَا تَدْعُونَا إِلَيْهِ مُرِيبٌ﴾ (آیت: 62)۔

(b) حضرت موسیٰؑ کی دعوت کے سلسلے میں بھی، ان کی قوم نے ﴿شک و ریب﴾ سے کام لیا۔

﴿وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ فَاخْتَلَفَ فِيهِ، وَلَوْ لَا كَلِمَةٌ مِّنْ رَبِّكَ لَفَقَضَىٰ بَيْنَهُمْ وَلَئِنَّمْ لَفِي شَكٍّ مِّنْهُ مُرِيبٌ﴾ (آیت: 110)۔

4۔ مشرکین مکہ نے رسول اللہ ﷺ پر ﴿افتراء کا الزام﴾ عائد کیا کہ یہ قرآن اللہ کا کلام نہیں ہے۔

چیلنج کیا گیا کہ اگر تم اپنے الزام میں سچے ہو تو ساری مخلوق کی مدد لے کر ہی کیوں نہ ہو؟ اس طرح کی دس (10) سورتیں لا کر دکھاؤ۔

(a) ﴿أَمْ يَقُولُونَ افْتَرَاهُ؟ قُلْ فَأْتُوا بِعَشْرِ سُوْرٍ مِّثْلِهِ مُفْتَرِيْنَ، وَادْعُوا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِنْ حُنِّ اللّٰهِ﴾ (آیت: 13)

(b) بالفرض میں نے یہ قرآن خود گھڑ لیا ہے تو اس کا بوجھ مجھ پر ہے، لیکن تمہارے جرائم سے میں بری الذمہ ہوں۔
﴿أَمْ يَقُولُونَ افْتَرَاهُ؟ قُلْ اِنْ الْمَرْبُوعَةُ لَفَعْلٰى اِجْرَامِیْ، وَاَنَا بَرِیْءٌ مِّمَّا تُجْعِرُمُوْنَ﴾ (آیت: 35)۔

5۔ سورت ہود میں انسانوں کے ﴿بنیادی مذہبی حقوق﴾ (Freedom of Faith) کو تسلیم کیا گیا ہے۔

حضرت نوحؑ کی زبان سے کھلویا گیا کہ اگرچہ کہ میرے پاس میرے رب کی طرف سے واضح ہدایت ﴿ہِیْتَنَہ﴾ اور ہدایت کی رحمت آئی ہے، لیکن اگر تم اس کے بارے میں اندھے بننا چاہتے ہو تو ہم اس دعوت کو، تم پر زبردستی مسلط نہیں کر سکتے، جب کہ یہ تمہیں سخت ناگوار ہے۔

﴿قَالَ یَقُوْمُ اَرءَیْتُمْ اِنْ کُنْتُ عَلٰی بَیِّنَةٍ مِّنْ رَبِّیْ، وَاَنِیْیَ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِہٖ، فَعُوِّیْتُ عَلَیْکُمْ، اَنْلَیْزُکُمْ مَّوْہَا وَاَنْتُمْ لَهَا کٰرِہُوْنَ؟﴾ (آیت: 28)۔

سورۃ ہود کا نظم جلی

سورۃ ہود آٹھ (8) پیرا گرافوں پر مشتمل ہے۔

1- آیات 1 تا 24: پہلا پیرا گراف تمہید ہے، جس میں توحید عبادت اور استغفار کا مطالبہ ہے۔

قرآن حکیم و خبیر ہستی کی طرف سے ہے، جس میں پہلے محکم (پختہ، محسوس) اور پھر اس کے بعد مفصل آیات ہیں۔

سب سے پہلے ﴿توحید عبادت﴾ کا مطالبہ ہے ﴿اَلَا تَعْبُدُوْا اِلَّا اللّٰهَ﴾ اور پھر ﴿استغفار﴾ کا مطالبہ ہے۔

استغفار اور توبہ سے قوموں کو ایک وقت مقررہ تک مزید مہلت مل جاتی ہے، فضل میں اضافہ کیا جاتا ہے۔

﴿يُمَتِّعُکُمْ مَّعًا عَآ حَسَنًا اِلٰی اَجَلٍ مُّسَمًّی﴾۔ پھر یوم عذاب سے ڈرایا گیا۔

اللہ کے علم کی وضاحت کر کے اس کی خالقیت اور قدرت ثابت کی گئی اور بتایا گیا کہ زمین و آسمان کی تخلیق کا مقصد آزمائش حسن عمل ہے۔ مشرکین مکہ جو ﴿مکرمین آخرت﴾ بھی تھے، رسول کریم ﷺ کی اس بات کو ﴿سحر﴾ یعنی جادو قرار دیتے تھے کہ موت کے بعد ایک دن انسانوں کو زندہ کر کے اٹھایا جائے گا۔ (آیت: 7)

﴿صابر﴾ اور ﴿غیر صابر﴾ لوگوں کے فرق کو واضح کیا گیا کہ یہ صابر لوگ دکھ اور سکھ دونوں گھڑیوں میں ہمیشہ ﴿شکر﴾ کا رویہ اختیار کرتے ہیں۔ مشرکین کی باتوں سے دل برداشتہ ہو کر، قرآن کے بعض حصوں کو بیان کرنے سے رسولؐ اعراض نہیں کر سکتے۔

قریش کے اعتراضات :- قریش مکہ نے یہ اعتراض کیا تھا کہ آپ کے ساتھ کوئی خزانہ، یا کوئی فرشتہ کیوں نازل نہیں کیا گیا؟

آپ پر خود سے جھوٹ گھڑ لینے کا الزام عائد کیا گیا، اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے چیلنج کیا کہ اس طرح کی دس (10) سورتیں تصنیف کر کے دکھاؤ، ورنہ پھر انہیں قرآن کو اللہ کا کلام تسلیم کر کے دعوتِ توحید کو قبول کر لینا چاہیے (آیت: 14) اللہ کی سنتِ بیان کی گئی کہ وہ دنیا پرستوں کو دنیا عطا کر دیتا ہے، لیکن ان کے لیے آخرت میں آگ ہوگی۔ خدا کے راستوں سے روکنے والے اور خدا کے راستے کو ٹیڑھا کرنے والے، اللہ تعالیٰ کو بے بس نہیں کر سکتے۔

کوئی ﴿ولی﴾ ان کی مدد نہیں کر سکتا، انہیں دو ہر عذاب دیا جائے گا۔ (آیت: 20)

اہل ایمان اور اہل کفر کی مثال آنکھ والے اور اندھے، یا پھر سننے والے اور بہرے کی سی ہے، یہ کبھی برابر نہیں ہو سکتے۔

2- آیات 25 تا 49: دوسرے پیرا گراف میں، حضرت نوحؑ کی دعوت اور قوم نوحؑ کی ہلاکت کا بیان ہے۔

حضرت نوحؑ پہلے رسول ہیں، ان سے پہلے نبی ہوا کرتے تھے۔ ان کا زمانہ غالباً 3,500 قبل مسیح ہے۔ حضرت نوحؑ نے سب سے پہلے توحید کی دعوت دی۔ ان کی قوم کے مشرک ﴿ملا﴾ لیڈروں نے اعتراض کیا کہ (a) آپ ہماری طرح کے انسان ہیں ہم آپ کو رسول تسلیم نہیں کر سکتے (b) آپ پر ایمان لانے والے ہماری قوم کے ﴿آراڈل﴾ جھوٹے اور غریب لوگ ہیں (c) آپ کو ہم پر کوئی خاص فضیلت عطا نہیں کی گئی (d) آپ جھوٹے ہیں۔ حضرت نوحؑ انسان کی مذہبی آزادی (Freedom of Faith) کے قائل تھے۔ انہوں نے کہا کہ ہم آپ کی ناگواری کی حالت میں آپ لوگوں پر دعوتِ توحید کو زبردستی مسلط نہیں کریں گے، البتہ میں غریب مسلمانوں کا ساتھ نہیں چھوڑ سکتا۔

حضرت نوحؑ نے اپنے بارے میں وضاحت کر دی کہ نہ تو میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں، نہ تو میرے پاس غیب کا علم ہے اور نہ میرا یہ دعویٰ ہے کہ میں فرشتہ ہوں۔ حضرت نوحؑ کئی سو سالوں تک تبلیغ کرتے رہے۔ بالآخر لیڈروں نے کہا کہ عذاب لا کر دکھائیے ﴿فَإِنَّا بِمَا تَعْبُدُونَ﴾ پھر حضرت نوحؑ کو کشتی بنانے کا حکم دیا گیا اور کہا گیا کہ آج کے بعد کوئی آدمی مزید ایمان نہیں لائے گا۔ مشرک لیڈر کشتی کا مذاق اڑانے لگے، پھر اللہ کا عذاب آگیا۔ کافروں کو غرق کر دیا گیا اور کشتی والے مسلمان بچا لیے گئے۔ حضرت نوحؑ کا بیٹا ایک مادہ پرست کافر تھا۔ وہ پہاڑ پر چڑھ گیا۔ اس کا خیال تھا کہ ﴿تَعُوذُ بِاللّٰهِ﴾ اللہ تعالیٰ نہیں، بلکہ پہاڑ اسے پانی سے بچا سکتا ہے۔ ﴿يَعِصِمُنِي مِنَ الْمَاءِ﴾

حضرت نوحؑ کے قصے سے رسول اللہ ﷺ اور مشرکین مکہ واقف نہیں تھے۔ مشرکین کو قانونِ ہلاکت سے عبرت حاصل کرنے کا مشورہ دیا گیا اور رسول کریم ﷺ کو مخالفت کے اس ماحول میں صبر و استقامت کی ہدایت کی گئی اور تسلی دی گئی کہ بہترین عاقبت اور انجام صرف متقین ہی کے لیے ہے۔ ﴿فَاصْبِرْ إِنَّ الْعَاقِبَةَ لِلْمُتَّقِينَ﴾

3- آیات 50 تا 60: تیسرے پیرا گراف میں، حضرت ہودؑ کی دعوت اور قوم عاد کی ہلاکت کا تذکرہ ہے۔

قوم نوحؑ کی ہلاکت کے تقریباً پانچ سو سال بعد، قوم عاد کو جاثین بنایا گیا۔ یہ مشرک تھے۔ ان کے رسول حضرت ہودؑ

نے انہیں توحید کی دعوت دی۔ حضرت ہودؑ نے انہیں شرک سے بچنے اور گناہوں پر توبہ و استغفار کے کی دعوت دی۔ استغفار کے فضائل بیان کیے گئے کہ اس سے بارشیں ہوں گی، موجودہ قوت میں مزید اضافہ کیا جائے گا، لیکن وہ اپنے ﴿آلہہ﴾ یعنی خدا کو چھوڑنے کے لیے تیار نہیں تھے۔ حضرت ہودؑ کو اللہ پر کامل بھروسہ تھا۔ انہوں نے انہیں سمجھایا اور کہا کہ اللہ تعالیٰ تمہیں ہلاک کر کے دوسری قوم کو اٹھا سکتا ہے ﴿وَيَسْخَرُ مِنْكُمْ إِنْ يَسْخَرُوا مِنْكُمْ﴾۔ قوم عاد نے اپنے رب کی ناشکری کی، اس کی آیات کا انکار کیا، رسولوں کی نافرمانی کی۔ یہ وہ قوم تھی، جو ہر ﴿جہاد عظیمہ﴾ قوم عاد نے سے عناد رکھنے والے لیڈر کے احکامات کی پیروی کیا کرتی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے دنیا اور آخرت میں اس قوم پر لعنت کی۔ ان پر عذاب نازل کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی خاص رحمت سے حضرت ہودؑ اور ان پر ایمان لانے والے نیک لوگوں کو بچالیا۔

4- آیات 61 تا 68: چوتھے پیرا گراف میں، حضرت صالحؑ کی دعوت اور قوم ثمود کی ہلاکت کا ذکر ہے۔

حضرت ہودؑ اور اہل ایمان عرب کے جنوبی علاقوں سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ کے شمال میں آباد ہو گئے۔ آج کل یہ علاقہ ﴿مدائن صالح﴾ کہلاتا ہے۔ ان کی نسل ﴿ثمود﴾ کہلائی، انہیں ﴿عاد و ثانی﴾ بھی کہتے ہیں۔ قوم ثمود کی ہلاکت کے تقریباً پانچ سو سال بعد، قوم ثمود کی آزمائش کا وقت آپہنچا۔

قوم ثمود میں حضرت صالحؑ کو مبعوث کیا گیا۔ حضرت صالحؑ نے بھی اپنی قوم کو ﴿توبہ و استغفار﴾ کی دعوت دی، لیکن یہ اپنے باپ دادا کے عقائد اور رسومات کو چھوڑنا نہیں چاہتے تھے۔ انہوں نے شک و ریب کا مظاہرہ کیا۔ آزمائش کے لیے اللہ نے ان کے پاس ایک اونٹنی بھیجی اور حکم دیا کہ اسے بری نیت سے ہاتھ نہ لگانا اور اس کو زمین پر کھانے سے نہ روکنا لیکن انہوں نے اسے مار ڈالا۔ اس قوم کو تین دن کی مہلت دی گئی، پھر ان کو ایک خوف ناک دھماکے سے ہلاک کر دیا گیا اللہ تعالیٰ نے اپنی خاص رحمت سے حضرت صالحؑ اور ان پر ایمان لانے والوں کو بچالیا۔

5- آیات 69 تا 83: پانچویں پیرا گراف میں، حضرت لوطؑ کی دعوت اور قوم لوطؑ کی ہلاکت کا بیان ہے۔

اللہ تعالیٰ کا قانون ہے کہ وہ نیک لوگوں کو بچا کر وقفے وقفے سے بدکاروں کو ہلاک کر دیتا ہے۔ یہی اس کا قانون جزا و سزا (Law of Reward & Punishment) ہے۔ یہی دلیل قیامت اور دلیل جنت و دوزخ بھی ہے۔ اس کے فرشتے بھی کبھی جزا اور کبھی سزا کا موجب بن جاتے ہیں۔ حضرت ابراہیمؑ کے پاس آنے والے فرشتے انہیں بیٹے کی بشارت دینے کے بعد، ان کے پیچھے حضرت لوطؑ کی قوم کو ہلاک کرنے کے لیے بھیجے گئے۔ حضرت ابراہیمؑ کے پاس فرشتے انسانی شکل میں آئے۔ وہ بہت مہمان نواز تھے۔ انہوں نے ایک بھونا ہوا چھڑا ان کی خدمت میں پیش کیا۔ کھانے سے انکار پر حضرت ابراہیمؑ کو احساس ہوا کہ یہ فرشتے ہیں، وہ ڈر گئے۔ فرشتوں نے تسلی دی اور انہیں بیٹے اسحق اور پوتے یعقوبؑ کی بشارت دی۔ اس پر حضرت ابراہیمؑ کی بیوی نے حیرت کا اظہار کیا کہ میں کیسے ماں بن سکتی ہوں؟ جب کہ میں بوڑھی بھی ہوں، ہانچھ بھی ہوں اور میرے شوہر بھی بوڑھے ہیں۔ فرشتوں نے جواب دیا کہ آپ

کے خاندان پر اللہ کی رحمت اور برکات ہیں۔ تعجب نہ کرو، ایسا ہی ہوگا۔ فرشتوں نے بتایا کہ ان کی اگلی منزل قوم لوط کی طرف ہے، وہ ہلاک کی جائے گی۔ اس خبر پر حضرت ابراہیمؑ تکرار کرنے لگے، انہیں بتایا گیا کہ عذاب کا فیصلہ ہو چکا ہے، اب اسے ٹالا نہیں جاسکتا۔ (آیت: 76)

حضرت لوطؑ کے پاس فرشتے انسانی شکل میں پہنچے۔ یہ خبر سن کر ان کی قوم ان کے گھر کی طرف لپکی۔ انہیں عورتوں سے کوئی رغبت نہیں تھی۔ وہ مردوں کے پیچھے دیوانے تھے۔ حضرت لوطؑ نے اللہ کا خوف دلایا۔ لڑکیوں سے شادی کی پیشکش کی اور کہا کہ میرے مہمانوں کے سامنے مجھے رسوا مت کرو۔ لیکن قوم پاگل ہو چکی تھی۔ انہوں نے کہا آپ کو معلوم ہے کہ ہمیں لڑکیوں سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ انتہائی بے بسی کے عالم میں حضرت لوطؑ نے فرمایا کہ کاش میرے پاس قوت اور طاقت ہوتی؟ حضرت لوطؑ کو حکم دیا گیا کہ وہ اہل ایمان کو لے کر راتوں رات بستی سے نکل جائیں، کیونکہ صبح سے پہلے اللہ کا عذاب نازل ہونے والا ہے۔ اور جب اللہ کا عذاب نازل ہوا تو بستی کو اوندھا کر دیا گیا اور ان پر مٹی کے پتھروں سے بارش کی گئی اور بالآخر ہلاک کر دیا گیا۔

﴿فَلَمَّا جَاءَ أَمْرُنَا، جَعَلْنَاهَا سَافِلًا، وَأَمْطَرْنَا عَلَيْهَا حِجَابًا، قَنُ سَجِيلٍ مِّنْضُودٍ﴾
(آیت: 82)۔ یہ واقعہ غالباً 2,100 قبل مسیح کا ہے۔ قوم لوطؑ بحر مردار (Dead sea) کے جنوب میں آباد تھی۔ ان سے ذرا قریب ہی جنوب میں حضرت شعیبؑ کی قوم مدین اور بکوک میں اصحاب الایکہ آباد تھے۔

6- آیات 84 تا 95: چھپے پیرا گراف میں، حضرت شعیبؑ کی دعوت اور قوم شعیبؑ کی ہلاکت کا تذکرہ ہے۔

حضرت شعیبؑ اصحاب مدین اور اصحاب الایکہ کی طرف نبی بنا کر مبعوث کیے گئے تھے۔ حضرت شعیبؑ نے بھی سب سے پہلے اپنے قوم کو ﴿توحید کی دعوت﴾ دی۔ انہیں ناپ تول میں ڈنڈی مارنے سے روکا۔ اللہ کے عذاب سے ڈرایا۔ یہ قوم رزق حرام کی خوگر تھی۔

قوم سے کہا گیا ﴿يٰٓهٰٓؤُلَآءِ اللّٰهُ غَيْرُكُمْ﴾ ﴿تھوڑی بہت حلال بچت، کثیر حرام سے بہتر ہوتی ہے۔﴾ (آیت: 86)
قوم شعیبؑ سیکولر (Secular) ذہنیت کی حامل تھی۔ انہوں نے حضرت شعیبؑ سے کہا: آپ اپنی نمازوں سے کام رکھیے! ہمیں باپ دادا کے طریقہ پرستش سے منع نہ کیجیے۔ ان کا خیال تھا کہ مذہب اور اہل مذہب کا مالی اور اقتصادی امور میں کیا دخل ہو سکتا ہے؟ (آیت: 87) ہم اپنی من مانی کریں گے۔

حضرت شعیبؑ نے بقدر توفیق واستطاعت اصلاحی کوششیں کیں ﴿وَمَا أُرِيدُ إِلَّا إِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ﴾ انہوں نے بھی اپنی قوم کو ﴿توبہ اور استغفار﴾ کی دعوت دی۔ قوم نوحؑ، قوم ہودؑ اور قوم صالحؑ کی ہلاکت کی تاریخ سے ڈرایا۔ انہوں نے کہا کہ آپ کی بہت ساری باتیں ہماری سمجھ میں نہیں آتیں۔ آپ ہماری برادری کے کنزور آدی ہیں۔ اگر آپ کی برادری نہ ہوتی تو ہم آپ کو سنگسار کر دیتے۔ پھر اللہ کا عذاب نازل ہوا اور اللہ تعالیٰ نے اپنی خاص رحمت سے

حضرت شعیبؑ اور ان پر ایمان لانے والے لوگوں کو بچالیا۔

7- آیات 96-99: ساتویں پیرا گراف میں، حضرت موسیٰؑ کی دعوت اور آل فرعون کی ہلاکت کی تفصیل ہے۔

قوم شعیبؑ کی ہلاکت کے بعد اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ کو فرعون اور اس کی فوجی حکومت کے ذمہ داروں ﴿مَلَأَ﴾ کی طرف رسول بنا کر بھیجا۔ یہ لوگ فرعون کے ظالمانہ احکام کی پیروی کیا کرتے تھے۔ فرعون اور اس کے ساتھیوں پر دنیا میں بھی لعنت کی گئی اور قیامت کے دن بھی۔

8- آیات 100-123: آٹھواں اور آخری پیرا گراف اختتامیہ (Conclusion) ہے۔

اس آخری اور اختتامی حصے میں مختلف قوموں کی ہلاکت پر تبصرہ ہے۔ قریش کو عبرت حاصل کرنے کی ہدایت کی گئی۔ وقفے وقفے سے یکے بعد دیگرے قوم نوح (3,500 ق م)، قوم عاد (3,000 ق م)، قوم ثمود (2,500 ق م)، قوم لوط (2,100 ق م)، قوم شعیب (1,400 ق م) اور قوم فرعون (1,250 ق م) کی ہلاکت ہوئی۔ ﴿وَكُلِّلَكَ أَخَذُ رَبِّكَ إِذَا أَخَذَ الْقُرْأَى وَهِيَ ظَالِمَةٌ إِنَّ أَخَذَهُ أَكْبَمُ﴾ "شَدِيدٌ" ﴿اس کے بعد تحذیر آخرت ہے۔ دوزخ کے عذاب اور جنت کی نعمتوں سے تذکیر کی گئی ہے۔

﴿شَقِیْ﴾ اور ﴿سَعِیْدٌ﴾ برابر نہیں ہو سکتے۔ بد بختوں کے لیے دوزخ ہے اور خوش بختوں کے لیے جنت۔ مشرکین مکہ پر افسوس کیا گیا کہ وہ ان روشن دلیلوں کے باوجود، باپ دادا کے عقائد پر قائم ہیں اور شک و ریب سے کام لے رہے ہیں۔ رسول ﷺ کو حکم الہی کے مطابق ثابت قدم رہنے اور کجی سے بچنے کی ہدایت دی گئی (آیت: 112)۔ ظالم مشرکین کی طرف نہ جھکنے اور نماز قائم کرنے کا حکم دیا گیا اور صبر کی تلقین کی گئی۔

اللہ کی مغفرت کا ایک اہم اصول بیان کیا گیا کہ نیکیاں برائیوں کو مٹا دیتی ہیں ﴿إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ﴾ ﴿نہی عن المنکر کا فریضہ انجام دینے والے اصلاح پسند افراد کا ہر قوم میں ہونا ضروری ہے۔ (آیت: 116) ہلاکت اقوام کا اصول:

ہلاکت کے بارے میں، اللہ تعالیٰ کی سنت بیان کی گئی کہ وہ اصلاحی قوتوں کی موجودگی میں کسی قوم کو ہلاک نہیں کرتا۔ ﴿وَمَا كَانَ رَبُّكَ لِيُهِلِكَ الْقُرْأَى بِظُلْمٍ وَأَهْلُهَا مُصْلِحُونَ﴾ (آیت: 117)۔ یہ دنیا ایک دار امتحان ہے اور اللہ تعالیٰ ظالم جن و انس سے جہنم کو بھر کر رہے گا۔ رسول ﷺ کو تسلی اور کافروں کو دھمکی دی گئی کہ فریقین اپنے موقف پر اٹل ہیں، بہت جلد اللہ تعالیٰ حق و باطل کا فیصلہ فرمائے گا۔ آخری آیت میں (کوئی کرے یا نہ کرے) رسول ﷺ کو ﴿توحید عبادت﴾ اختیار کرنے کا حکم دیا گیا اور صرف اللہ ہی پر بھروسہ اور ﴿توکل﴾ اختیار کرنے کی ہدایت کی گئی ﴿فَاعْبُدْهُ وَتَوَكَّلْ عَلَيْهِ﴾۔

مرکزی مضمون

قرآن کی ﴿دعوت توحید﴾ قبول کرتے ہوئے، شرک اور دیگر گناہوں سے توبہ کر کے، اللہ کے حضور ﴿استغفار﴾ کرنے پر قوموں کو مزید مہلت مل جائے گی، ورنہ انہیں بھی پچھلی قوموں کی طرح ہلاک کیا جاسکتا ہے۔



FLOW CHART

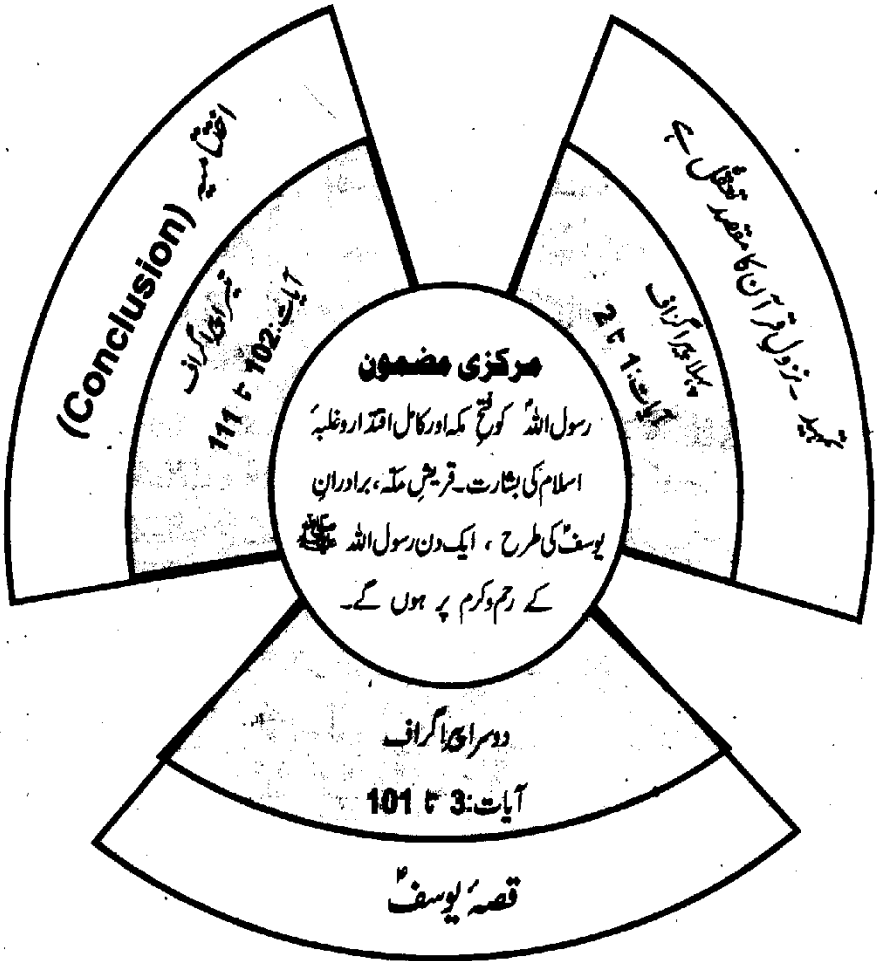
MACRO-STRUCTURE

تظم جلی

ترتیبی نقشہ ربط

12- سُورَةُ يُوسُفَ

آیات : 111 مَكِّيَّةٌ پیرا گراف : 3



زمانہ نزول اور پس منظر:

سورت ﴿یوسف﴾، غالباً 12 نبوی میں ہجرت سے پہلے اور سورت ﴿ہود﴾ کے بعد نازل ہوئی، جب رسول اللہ ﷺ کے خلاف مکے سے اخراج یا مکہ میں قتل کے منصوبے بنائے جا رہے تھے اور قریشی قیادت برادران یوسف کی طرح، اپنے ہی بھائیوں پر ظلم و ستم ڈھا رہی تھی، جن کا جرم محض بت پرستی کا انکار اور توحید کا اقرار تھا۔

زمانہ نزول اور پس منظر

سورت ﴿یوسف﴾، غالباً 12 نبوی میں ہجرت سے پہلے اور سورت ﴿ہود﴾ کے بعد نازل ہوئی، جب رسول اللہ ﷺ کے خلاف مکے سے اخراج یا مکے میں قتل کے منصوبے بنائے جا رہے تھے اور قریشی قیادت برادرانِ یوسف کی طرح، اپنے ہی بھائیوں پر ظلم و ستم ڈھاری تھی، جن کا جرم محض بت پرستی کا انکار اور توحید کا اقرار تھا۔

سورۃ ہود کا کتابی ربط

- 1۔ پہلی سورت ﴿ہود﴾ میں قوموں کی تاریخِ ہلاکت سے ﴿الانذار﴾ کا پہلو غالب تھا۔ یہاں سورت ﴿یوسف﴾ میں مشکل حالات کے بعد آسانوں کی ﴿تسلیہ﴾ کا پہلو غالب ہے۔ توحید حق اور شرک باطل ہے، حضرت یوسف جیل میں بھی توحید کی دعوت عام کرتے رہے۔
- 2۔ اگلی سورت ﴿الرعد﴾ میں حق و باطل (توحید و شرک) کے فرق کو عقلی اور آفاقی دلائل سے مبرہن کیا گیا ہے۔

اہم کلیدی الفاظ اور مضامین

- 1۔ برادرانِ یوسفؑ کے اعترافِ گناہ اور احساسِ ندامت کے بعد، حضرت یعقوبؑ نے استغفار کیا۔ حضرت یوسفؑ کے ساتھ ان کے بھائیوں کے حسد اور ظلم کے باوجود، اللہ نے مختلف آزمائشوں سے گزارنے کے بعد بالآخر انہیں مصر کے اقتدار سے نوازا۔ تمام بھائی اپنے بیوی بچوں کو لے کر اپنے والدین کے ساتھ فلسطین سے ہجرت کر کے مصر منتقل ہو گئے۔ اس موقع پر برادرانِ یوسف اپنی غلطیوں پر نادم اور شرمسار ہوئے اور ان کے لیے حضرت یعقوبؑ نے مغفرت کی دعا کی۔
- ﴿كَانَ سَوْفَ أَسْتَغْفِرُكُمْ رَبِّي إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ﴾ (آیت: 98)۔
- حاصل کلام یہ معلوم ہوتا ہے کہ انسان کو احساسِ گناہ اور احساسِ ندامت ہو جائے تو اللہ تعالیٰ اپنی رحمت اور مغفرت سے ضرور نوازتا ہے۔

- 2۔ سورت یوسف میں ﴿قرآن﴾ کا تعارف بھی ملتا ہے۔

- (a) قرآن مجید کو غور و فکر کے لیے عربی زبان میں نازل کیا گیا ہے، تاکہ پہلے اہل عرب کو مسلمان کیا جائے اور پھر عربوں کے ذریعے بقیہ دنیا کو۔
- (b) رسول اللہ ﷺ کو قرآنی وحی کے ذریعے حضرت یوسفؑ کی تفصیلات بتائی گئیں۔ بنی اسرائیل کے اس قصے سے

اہل عرب ناواقف تھے۔

﴿لَنَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ أَحْسَنَ الْقَصَصِ، بِمَا أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ هَذَا الْقُرْآنَ، وَإِنْ كُنْتَ مِنْ قَبْلِهِ

لَمِنَ الْغَافِلِينَ﴾ (آیت: 3)۔

(c) حضرت یوسفؑ کے قصے سے مشرکین مکہ کو عبرت کا سامان فراہم کیا گیا کہ ان کے ﴿اولو الالباب﴾ اور سوچنے والے افراد محمد ﷺ پر نازل کیے جانے والے قرآن کو ہدایت اور رحمت تسلیم کر کے ایمان لے آئیں، قرآن کوئی گمراہی ہوئی چیز نہیں ہے۔

﴿لَقَدْ كَانَ لِمِیْ لَقِصَّهِمْ عِبْرَةٌ ۖ لِّأُولِی الْأَلْبَابِ، مَا كَانَ حَدِيثًا يُفْتَرَىٰ، وَلَٰكِن تَصْدِیْقَ الَّذِی بَیْنَ يَدَيْهِ، وَتَفْصِیْلَ كُلِّ شَیْءٍ وَهُدًى وَرَحْمَةً لِّقَوْمٍ یُّؤْمِنُونَ﴾ (آیت: 111)۔

3- سورت یوسف میں دعوت توحید بھی ہے اور آخرت پر ایمان لانے کی دعوت بھی ہے۔

(a) حضرت یوسفؑ نے جیل کے ساتھیوں کو بتایا کہ وہ ایک ایسی قوم کو چھوڑ کر آئے ہیں، جو توحید اور آخرت دونوں کا انکار کرتی ہے۔

﴿كَأَلَّا لَا یَسْأَلُكُمَا طَعَامَ ۚ تُرْزَقَانِ ۚ إِلَّا نَبَّأْتُكُمَا بِمَا یُتْلٰی مِنْ قَبْلِ أَنْ یَبْأَسَ كُمَا، ذٰلِكُمَا مِمَّا عَلَّمَنِی رَبِّی ۚ اِنِّیۤ اَنْتَی تَرْكُتُمَا مَلَكًا قَوْمًا لَا یُؤْمِنُونَ بِاللّٰهِ وَهُمْ بِالْآخِرَةِ هُمْ كٰفِرُونَ﴾ (آیت: 37)۔

(b) حضرت یوسفؑ نے عقلی دلائل سے کام لیتے ہوئے جیل کے دونوں ساتھیوں کو غور و فکر کرنے اور توحید کی دعوت کو قبول کر لینے کا مشورہ دیا۔ کیا متفرق خدا بہتر ہو سکتے ہیں، یا پھر ایک خدائے غالب و قہار؟

﴿یٰۤاَصْحٰبِی السِّجْنِ اَرْبَابٌ مُّتَفَرِّقُونَ خَیْرٌ ۙ اَمْ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ؟﴾ (آیت: 39)۔

(c) حضرت یوسفؑ نے شرک کی تردید کی۔ انہیں آباء پرستی سے روکا اور اللہ کا حکم سنا دیا کہ صرف ایک خدائے واحد ہی کی عبادت کی جاسکتی ہے۔

﴿مَّا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِیۡ ۚ اِلَّا اَسْمَآءٌ سَمَّیْتُمُوْهَا اَنْتُمْ وَاٰبَاؤُكُمْ، مَا اَنْزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ ۚ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ اَمْرًا ۚ اَلَّا تَعْبُدُوْا اِلَّا ۤاِیَّاهُ، ذٰلِكَ الدِّیْنُ الْقَیِّمُ وَلَٰكِنۡ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ﴾ (آیت: 40)۔

4- ﴿أُولَ الْأَنْبَابِ﴾ یعنی عقل مندوں پر واضح کیا گیا کہ حضرت یوسفؑ کے سچے قہے میں عبرت ہے۔ حق کو بالآخر فتح حاصل ہو کر رہتی ہے۔

﴿لَقَدْ كَانَ لِفِي قَصَصِهِمْ عِبْرَةٌ لِّأُولِي الْأَلْبَابِ﴾ (آیت: 111)۔

5- سورت یوسفؑ میں حضرت یعقوبؑ کی زبان سے دوسرے مصر جمیل کے الفاظ کے استعمال کا ذکر ہے۔

(a) پہلے بیٹے یوسفؑ کی ہلاکت کی فلاح خبر سننے کے بعد بھی وہ یہی کہتے ہیں کہ یہ تو تمہارے نفس کی گھڑی ہوئی بات ہے، خوبصورت صبری مناسب ہے۔ انہوں نے اللہ ہی کو مستعان بنالیا، اسی سے فریاد کی۔

﴿وَجَاءُوا عَلَى قَوْمِهِ بِدَمٍ كَذِبٍ، قَالَ: بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ أَنْفُسُكُمْ أَمْراً، فَصَبْرٌ جَمِيلٌ﴾

وَاللَّهُ الْمُسْتَعَانُ عَلَى مَا تَصِفُونَ﴾ (آیت: 18)۔

(b) دوسرے بیٹے بن یمن کے مصر میں روک لیے جانے کی خبر سن کر بھی وہ یہی کہتے ہیں کہ خوبصورت صبری مناسب ہے۔ انہیں اللہ پر کامل ایمان تھا کہ اللہ تعالیٰ انہیں ایک نہ ایک دن انہیں تمام بیٹوں سے ملادے گا۔

﴿قَالَ بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ أَنْفُسُكُمْ أَمْراً، فَصَبْرٌ جَمِيلٌ، عَسَى اللَّهُ أَنْ يَأْتِيَنِي بِهِمْ جَمِيعاً﴾

إِنَّهُ هُوَ الْعَلِيمُ الْحَكِيمُ﴾ (آیت: 83)۔

6- اللہ تعالیٰ نے حضرت یوسفؑ کو ﴿تأویل احادیث﴾ یعنی خوابوں کی تعبیر کا علم عطا فرمایا تھا۔

(a) حضرت یوسفؑ کو اللہ تعالیٰ نے خوابوں کی تعبیر کا علم سکھایا تھا، یہ ایک تدبیر تھی، تاکہ انہیں مصر کا اقتدار مل جائے۔

﴿وَكَمْ لَكَ مَكْئَلًا لِّيُؤَسِّفَ لِي الْأَرْضَ وَلِنُعَلِّمَهُ مِنْ تَأْوِيلِ الْأَحَادِيثِ﴾ (آیت: 21)

(b) جیل میں حضرت یوسفؑ نے اپنے دو ساتھیوں کے خواب کی تعبیر ان کا کھانا آنے سے پہلے بتادی۔

﴿قَالَ لَا يَأْكُلُونَ طَعَاماً نُّرِزُّ لَهُمْ إِلَّا نَبَأُكُمَا بِغَاوِبِهِمْ قَبْلَ أَنْ يَأْتِيَكُمَا﴾

(آیت: 37)

(c) جب حضرت یوسفؑ کے والدین اور ان کے تمام بھائی مصر میں اکٹھا ہو گئے تو انہوں نے اپنے والد کو یاد دلایا کہ یہ میرے کئی سال پہلے کے خواب کی تعبیر ہے، اللہ تعالیٰ نے اس خواب کو سچ کر دکھایا ہے۔

﴿وَقَالَ يَأْتِي هَذَا تَأْوِيلُ رُؤْيَايَ مِنْ قَبْلُ، قَدْ جَعَلَهَا رَبِّي حَقًّا﴾ (آیت: 100)

(d) حضرت یوسفؑ اللہ تعالیٰ کے شکر گزار تھے کہ اللہ نے انہیں بادشاہت سے نوازا، خوابوں کی تعبیر کا علم عطا فرمایا۔ چنانچہ وہ ہمیشہ دعائیں کرتے رہتے کہ تو ہی دنیا اور آخرت میں میرا سرپرست ہے، بندگی کی حالت میں مجھے موت

دینا اور مجھے نیک لوگوں کے ساتھ شامل کرنا۔

﴿رَبِّ لَقَدْ أَتَيْتَنِي مِنَ الْمُلْكِ، وَعَلَّمْتَنِي مِنْ تَأْوِيلِ الْأَحَادِيثِ، فَاطِرَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ أَنْتَ وَلَكِ فِي الْغَيْبِ الْكُنْهُ وَالْآخِرَةُ، تَوَفَّنِي مُسْلِمًا، وَالْحَقُّنِي بِالصَّلَاحِينَ﴾ (آیت: 101)

7- قریش کو دعوت اسلام:

اللہ تعالیٰ نے رسول کریم ﷺ کو حکم دیا کہ وہ قریش مکہ کو صاف بتادیں کہ اللہ شرک سے پاک ہے، ان کا سلوک بھی برادرانِ یوسف کی طرح ہے۔ حضرت یوسف کی طرح رسول اللہ ﷺ اور ان پر ایمان لانے والے صحابہؓ بھی، اللہ کی طرف پوری بصیرت کے ساتھ دعوت دے رہے ہیں۔

﴿قُلْ هَلْهُم سَبِيلِي، أَدْعُو إِلَى اللَّهِ عَلَى بَصِيرَةٍ، أَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِي وَسُبْحَانَ اللَّهِ وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ﴾ (آیت: 108)۔

سورة يوسف کا نظم جلی

سورة يوسف تین (3) ہجرا گرافوں پر مشتمل ہے۔

1- آیات 1 تا 2: پہلے ہجرا گراف میں، تمہید (Introduction)۔ نزولِ قرآن کا مقصد تعظیل ہے:

ابتدائی دو آیات تمہیدی ہیں، جن میں مطالبہ کیا گیا ہے کہ عربی زبان میں نازل کیے گئے قرآن پر غور و فکر کیا جائے اور سورة یوسف میں بیان کردہ سچے قصے سے عبرت حاصل کی جائے، جس قصے کو قرآن نے ﴿احسن القصص﴾ کا نام دیا ہے۔

2- آیات 3 تا 101: دوسرے ہجرا گراف میں حضرت یوسفؑ کا قصہ بیان کیا گیا ہے:

اس ہجرا گراف کے دس (10) ذیلی ہجرا گراف ہیں۔

(1) پہلے ذیلی ہجرا گراف (آیات 3 تا 20) میں حضرت یوسفؑ کے خواب اور ان کے بھائیوں کی سازش کا ذکر ہے۔ حضرت یوسفؑ نے خواب دیکھا کہ چاند، سورج اور گیارہ ستارے انہیں سجدہ کر رہے ہیں۔ انہوں نے یہ خواب اپنے والد کو سنایا۔ والد نے نصیحت کی کہ اس کا تذکرہ اپنے بھائیوں سے نہ کرنا۔ حضرت یوسفؑ کے بھائی ان سے حسد کرتے تھے۔ انہوں نے حضرت یوسفؑ کو بہانے سے جنگل لے جا کر ایک اندھے کنوئیں میں پھینک دیا اور والد کے پاس ایک ٹھکانہ لگی تھیں لے کر آئے اور کہا کہ یوسفؑ کو بھیڑیے نے کھا لیا ہے۔ حضرت یعقوبؑ نے مصر جمیل کا مظاہرہ کیا ایک تھماری قافلہ حضرت یوسفؑ کو فلسطین سے مصر لے گیا اور وہاں انہیں فروخت کر دیا۔

(2) دوسرے ذیلی ہجرا گراف (آیات 21 تا 35) میں سرزمینِ مصر پر حضرت یوسفؑ کی آزمائشوں کا تذکرہ ہے۔

حضرت یوسفؑ مصر پہنچے۔ انہیں ایک امیر آدمی نے خرید لیا اور گمراہ کیا۔ اس نے اپنی بیوی کو نصیحت کی کہ ان کے

ساتھ حسن سلوک کرے۔ حضرت یوسفؑ بہت خوبصورت تھے۔ امیر کی بیوی ان کی محبت میں گرفتار ہو گئی۔ چنانچہ اس نے دروازہ بند کر کے انہیں گناہ پر اکسایا، پھر پکڑے جانے پر الٹا حضرت یوسفؑ پر الزام لگا دیا، لیکن عورت ہی کے خاندان سے ایک آدمی نے عورت کو ملامت کی۔ عورت نے اپنی سہیلیوں کو بلا کر حضرت یوسفؑ کو دکھایا۔ عورتیں انہیں دیکھتی ہی رہ گئیں اور انہوں نے اپنے ہاتھ کاٹ لیے۔

ہا اثر عورت نے حضرت یوسفؑ کو دمکی دی کہ وہ اس کی بات مانیں، ورنہ وہ انہیں جیل بھیج دے گی۔ حضرت یوسفؑ بہت ثابت قدم رہے۔ انہوں نے کہا کہ مجھے قید منظور ہے لیکن وہ منظور نہیں جس کی طرف یہ عورت مجھے دعوت دے رہی ہے۔ نتیجہ یہی نکلا کہ حضرت یوسفؑ کو اپنی بے گناہی کے باوجود جیل جانا پڑا۔

(3) تیسرے ذیلی ہیرا گراف (آیات 36 تا 42) میں حضرت یوسفؑ کی جیل میں اشاعت تو حید اور دعوت کا ذکر ہے۔ جیل میں حضرت یوسفؑ کو دو اور قیدیوں کی رفاقت نصیب ہوئی۔ انہوں نے ایک خواب دیکھا اور حضرت یوسفؑ سے تعبیر پوچھی۔ حضرت یوسفؑ نے انہیں عقیدہ توحید کی دعوت دی اور خواب کی تعبیر بیان کی۔ ان میں سے ایک آدمی جیل سے چھوٹ گیا۔ اس سے حضرت یوسفؑ نے کہا کہ تم میرا ذکر بادشاہ سے کرنا، جس کے پاس تم جا کر ملازمت کرو گے۔

(4) چوتھے ذیلی ہیرا گراف (آیات 43 تا 57) میں بادشاہ مصر کے خواب اور خزانہ مصر پر حضرت یوسفؑ جیسی صالح قیادت کی تعیناتی کا بیان ہے۔

بادشاہ نے ایک خواب دیکھا۔ اہل دربار سے تعبیر پوچھی۔ اس وقت ملازم کو یاد آیا کہ خوابوں کی بہترین تعبیر تو حضرت یوسفؑ بتا سکتے ہیں، جو قید خانے میں ہیں۔ حضرت یوسفؑ نے تعبیر بتائی۔ بادشاہ بہت خوش ہوا۔ اس نے فیصلہ کیا کہ انہیں اپنا معاون بنالے۔ حضرت یوسفؑ نے جیل سے اس وقت تک نکلنے سے انکار کر دیا، جب تک ان پر لگائے گئے جھوٹے الزام سے براءت نہیں ہو جاتی۔ عورت نے اپنی غلطی اور حضرت یوسفؑ کی بے گناہی کا اقرار کر لیا۔ اس طرح حضرت یوسفؑ جیل سے چھوٹ کر مصر کے حکمران بن گئے۔

(5) پانچویں ذیلی ہیرا گراف (آیات 58 تا 68) میں برادران یوسفؑ کی مصر میں پہلی آمد کا ذکر اور حضرت یوسفؑ کا بن یمنین کو فلسطین سے مصر لے آنے کا مطالبہ ہے۔

فلسطین میں قحط پڑا۔ برادران یوسفؑ پہلی مرحلہ مصر آئے۔ بادشاہ سے غلہ مانگا۔ حضرت یوسفؑ نے انہیں پہچان لیا، لیکن وہ انہیں پہچان نہ سکے۔ حضرت یوسفؑ نے ان کے ساتھ احسان کیا اور کہا اگلی دفعہ اپنے ساتھ اپنے بھائی بن یمنین کو بھی لے آنا۔ وہ فلسطین پہنچے۔ والد حضرت یعقوبؑ نے دوسرے بیٹے بن یمنین کو بھیجنے میں پس و پیش کیا، لیکن جب انہوں نے پختہ قسم کھائی تو بن یمنین کو مصر روانہ کرنے پر آمادگی ظاہر کر دی۔

(6) چھٹے ذیلی ہیرا گراف (آیات 69 تا 79) میں برادران یوسفؑ کی مصر میں دوسری آمد اور بن یمنین کو روکنے کے

لئے الٰہی تدبیر کا بیان ہے۔

برادران یوسف، بن یحییٰ کو لے کر دوسری مرتبہ مصر پہنچے۔ ایک تدبیر کے ذریعے حضرت یوسفؑ نے اپنے سکے بھائی بن یحییٰ کو روک لیا۔

(7) ساتویں ذیلی پیرا گراف (آیات 80 تا 87) میں بن یحییٰ کو روک لیے جانے پر، بڑے بھائی کی غیرت اور حضرت یعقوبؑ کے صبر جمیل کا تذکرہ ہے۔

بن یحییٰ کے روک لیے جانے پر بھائیوں نے باہمی مشاورت کی۔ پھر یہ فلسطین واپس پہنچے۔ حضرت یعقوبؑ سے اس کا ذکر کیا۔ دوسرے بیٹے سے محرومی کے بعد بھی حضرت یعقوبؑ نے صبر جمیل کا مظاہرہ کیا۔ انہیں حضرت یوسفؑ سے بہت محبت تھی، لیکن اللہ تعالیٰ پر کامل توکل کیا کرتے تھے۔ بیٹوں کو حکم دیا کہ مصر جا کر انہیں تلاش کریں۔

(8) آٹھویں ذیلی پیرا گراف (آیات 88 تا 92) میں برادران یوسفؑ کی سرزمین مصر میں تیسری آمد، اور ان کے اعتراف گناہ کا تذکرہ ہے۔

برادران یوسف تیسری مرتبہ مصر پہنچے۔ حضرت یوسفؑ سے احسان کے طالب ہوئے۔ اس مرتبہ حضرت یوسفؑ نے حقیقت بتادی اور اپنے آپ کو ظاہر کر دیا۔ بھائیوں نے معافی مانگ لی۔

(9) نویں ذیلی پیرا گراف (آیات 93 تا 98) میں حضرت یوسفؑ کی قمیض کے معجزے اور حضرت یعقوبؑ کے استغفار کا بیان ہے۔

حضرت یوسفؑ نے اپنی قمیض بھائیوں کو دی کہ اسے والد کے چہرے پر ڈالا جائے، معجزانہ طور پر ان کی پینائی لوٹ آئے گی۔ قافلہ مصر سے فلسطین کی طرف روانہ ہوتے ہی ادھر فلسطین میں حضرت یعقوبؑ کہنے لگے کہ مجھے یوسفؑ کی خوشبو آ رہی ہے۔ قمیض والد کے چہرے پر ڈالی گئی اور ان کی پینائی لوٹ آئی۔

(10) دسویں ذیلی پیرا گراف (آیات 99 تا 101) میں برادران یوسفؑ کی والدین کے ساتھ بغرض ہجرت مصر میں چوٹی مرتبہ آمد کا بیان ہے اور حضرت یوسفؑ کے شکر کا تذکرہ ہے۔

برادران یوسفؑ نے اپنے والد سے معافی مانگی کہ انہوں نے حضرت یوسفؑ کو ایک خشک کنوئیں میں پھینک دیا تھا۔ والد نے ان سب کی مغفرت کے لیے اللہ سے دعا کی۔ پھر تمام بھائی اپنے والد، اپنی والدہ اور اپنی بیوی بچوں کے ساتھ مستقل ہجرت کی غرض سے مصر منتقل ہو گئے۔ حضرت یوسفؑ نے والد، والدہ کو اپنے ساتھ تخت پر بٹھالیا۔ بھائی مطیع و فرمان ہو گئے۔ اس موقع پر حضرت یوسفؑ نے کہا کہ یہ میرے اس خواب کی تعبیر ہے، جو میں نے کئی سال پہلے دیکھا تھا کہ چاند، سورج اور گیارہ ستارے مجھے سجدہ کر رہے ہیں۔

اس موقع پر حضرت یوسفؑ نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہوئے دعا کی کہ اُسی نے انہیں بادشاہت سے نوازا ہے، خوابوں کی

تعبیر کا علم عطا فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی دنیا اور آخرت میں ان کا ولی اور سرپرست ہے۔ مجھے بندگی کی حالت میں موت دینا اور نیک لوگوں کے ساتھ شامل کرنا۔

3- آیات 102 تا 111: تیسرا اور آخری پیرا گراف اختتامیہ (Conclusion) ہے:

مشرکین مکہ اور اقوام عالم سے مطالبہ کیا گیا کہ وہ حضرت یوسفؑ کے قصے سے عبرت و نصیحت حاصل کریں۔ قریش کو ناکہانی مذاہب کی دھمکی دی گئی۔

مشرکین مکہ کا رسول اللہ ﷺ اور صحابہؓ کے ساتھ سلوک بالکل اسی طرح تھا، جس طرح برادران یوسفؑ کا حضرت یوسفؑ کے ساتھ۔ آپ ﷺ کو بھی شعب ابی طالب میں تین سال کے لیے محصور کر دیا گیا تھا۔

رسول اللہ ﷺ کو ہدایت کی گئی کہ وہ بھی حضرت یوسفؑ کی طرح دعوت توحید کا کام ﴿علی بصیرہ﴾ جاری رکھیں۔
مشرکین پر یہ بات واضح کی گئی کہ ماضی کے تمام پیغمبر بھی انسان ہی ہوئے ہیں، اس لیے انہیں محمد ﷺ کو انسان ہونے کے باوجود رسول تسلیم کر لینا چاہیے، اور غور و فکر سے کام لے کر ﴿اولو الالباب﴾ یعنی عقل مند بن کر قرآن پر ایمان لانا چاہیے جو اہل ایمان کے لیے ہدایت اور رحمت ہے۔

مرکزی مضمون

سول اللہ ﷺ کو فتح مکہ اور کامل اقتدار و غلبہ اسلام کی بشارت۔ قریش مکہ، برادران یوسفؑ کی طرح، ایک دن رسول اللہ ﷺ کے رحم و کرم پر ہوں گے۔ عقل مندوں کو تاریخ سے عبرت حاصل کرتے ہوئے رسول اللہ ﷺ کی ﴿دعوت الی اللہ علی بصیرہ﴾ کو قبول کر لینا چاہیے۔



نظم جلی

آیات : 43 مَكِّيَّةٌ پیراگراف : 3



سورت ﴿الرعد﴾ رسول اللہ ﷺ کے قیام مکہ کے آخری دور میں، غالباً سورۃ ﴿یوسف﴾ کے بعد، 12 نبوی میں نازل ہوئی، جب رسول اللہ ﷺ کے خلاف بڑی سخت چالیں چلی جا رہی تھیں۔ ﴿مکھو﴾ سے کام لیا جا رہا تھا (آیات 33، 42)۔ اور مشرکین مکہ اپنے شرک (آیت: 33)، انکار رسالت (آیت: 43) اور انکار آخرت (آیت: 2، 5) کے عقیدے پر سختی سے عامل تھے۔ حق و باطل کی کشمکش عروج پر تھی۔ بعض علماء نے اسے مدنی سورت قرار دیا ہے، لیکن ایسا نہیں ہے۔ یہ خالصہ ایک مکی سورت ہے۔

خصوصیات

سورت ﴿الرعد﴾ اپنے مخصوص الفاظ، فواصل (قافیوں)، ایجاز اور آفاق و انفس کے محکم دلائل کے لحاظ سے منفرد و دلچسپ رکھنے والی سورت ہے۔ اس اعتبار سے یہ سورت ﴿حق﴾ سے مشابہت رکھتی ہے۔ بلاغت، جامعیت، منفرد اسلوب کے اعتبار سے یہ ایک نہایت پر تاثیر سورت ہے۔

سورة ﴿الرعد﴾ کا کتابی ربط

- 1۔ پچھلی سورت ﴿یوسف﴾ میں حضرت یوسفؑ کے ﴿حق﴾ پر ہونے پر اور ان کے مخالفین کے ﴿باطل﴾ پر ہونے کا قصہ تھا۔
یہاں سورت ﴿الرعد﴾ میں حق و باطل کے فرق کو قصے کے بجائے، عقلی اور آفاقی دلائل سے مبرہن کیا گیا ہے۔ توحید حق ہے اور شرک باطل۔
- 2۔ پچھلی سورت ﴿یوسف﴾ کے آخر میں رسول اللہ ﷺ کی دعوت کو ﴿دعوت الی اللہ علی بصیرۃ﴾ کہا گیا تھا۔
یہاں سورت ﴿الرعد﴾ میں توحید، رسالت اور آخرت تینوں مضامین کے دلائل کی بصیرت، نہایت مؤثر انداز میں نمایاں ہو گئی ہے۔
- 3۔ اگلی سورت ﴿ابراہیم﴾ میں یہ حقیقت واضح کی گئی ہے کہ ﴿شکر﴾ کے نتیجے ہی میں توحید کے فطری جذبات پھوٹتے ہیں۔ اس سورت میں بھی اور اگلی سورت میں ﴿اولوا الالباب﴾ یعنی عقل مندوں کا ذکر ہے، جو اہل توحید ہی ہو سکتے ہیں۔

اہم کلیدی الفاظ اور مضامین

- 1۔ سورة الرعد میں مشرکین مکہ پر ﴿توحید ربوبیت﴾ کو واضح کر کے ﴿توحید الوہیت﴾ اور ﴿ایمان بالآخرہ﴾ کا مطالبہ کیا گیا ہے۔
(a) مشرکین کو بتایا گیا کہ اللہ ہی نے آسمانوں کو بلند کیا، سورج اور چاند کو مسخر کیا، وہی مدبر ہے، لہذا اپنے رب سے ملاقات پر یقین رکھنا چاہیے۔
﴿اِنَّ الَّذِیْ رَفَعَ السَّمٰوٰتِ بِغَیْرِ عَمَدٍ تَّرَوْنَهَا، ثُمَّ اسْتَوٰی عَلٰی الْعَرْشِ، وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ كُلَّ یَّجْرِیْ لَاجَلٍ مُّسَمًّی، یُدَبِّرُ الْأَمْرَ، یُفَصِّلُ الْاٰیٰتِ لَعَلَّکُمْ بِلِقَآءِ رَبِّکُمْ تُوَفَّقُوْنَ﴾ (آیت: 2)۔
- (b) مشرکین کو بتایا گیا کہ اللہ تعالیٰ ہی نے زمین کو پھیلا کر اس میں پہاڑ اور دریا رکھ دیے، اسی نے ہر قسم کے پھل پیدا

کیے، وہی دن پر رات طاری کرتا ہے، لہذا عقل سے کام لے کر اس کی ربوبیت اور طاقت کو تسلیم کر کے اسی کی عبادت کرنی چاہیے۔

﴿وَهُوَ الَّذِي مَدَّ الْأَرْضَ، وَجَعَلَ فِيهَا رَوَاسِيَ وَأَنْهَارًا، وَمِنْ كُلِّ الْفُتُورِ جَعَلَ فِيهَا ذُؤَجْبِنًا، أَلَسِنِ يُغْشِي السَّمَاءَ، إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَعْقِلُونَ﴾ (آیت: 3)

(c) مشرکین مکہ کو بتایا گیا کہ اللہ تعالیٰ ایک ہی پانی سے میراب کر کے ایسے پھل اگاتا ہے، جن کا ذائقہ مختلف ہوتا ہے، لہذا ﴿عقل مندوں﴾ کو اس کی ربوبیت، قدرت، حکمت اور کمالات کو تسلیم کر کے اسی کی عبادت کرنی چاہیے۔

﴿وَلِی الْأَرْضِ قِطْعٌ مُّتَجَوِّرَاتٍ، وَجَنَّاتٍ مِنْ أَعْنَابٍ وَ زُرْعٌ وَ نَخِیلٌ صُنُوانٌ وَ غَیْرُ صُنُوانٍ، یُسْقَی بِمَاءٍ وَاحِدٍ وَنُفِضْلُ بَعْضُهَا عَلَى بَعْضٍ، لِّی الْأَکْلِ، إِنَّ لِّی ذَٰلِكَ لَآیَاتٍ لِّقَوْمٍ یَّعْقِلُونَ﴾ (آیت: 4)۔

(d) مشرکین سے سوال کیا گیا کہ آسمانوں اور زمین کے نظام کا چلانے والا ﴿رب﴾ کون ہے؟ کیا ﴿مَنْ دُونَ اللَّهِ﴾ نفع اور نقصان کا اختیار رکھتے ہیں؟ کیا اندھا اور آنکھ والا برابر ہو سکتا ہے؟ کیا اندھیرے اور اجالا یکساں ہو سکتا ہے؟ ان تمام عقلی دلیلوں کے باوجود کیا یہ لوگ اللہ کے ساتھ ﴿شریک﴾ ٹھہرانا چاہتے ہیں؟ کیا ان مزعومہ شریکوں نے کوئی چیز ﴿خلق﴾ کی ہے کہ انہیں شک لاحق ہو گیا ہے؟ غور و فکر پر مجبور کرنے والے ان سوالات کے بعد رسول کریم ﷺ سے کہا گیا کہ وہ اعلان کر دیں کہ اللہ تعالیٰ ہی ہر چیز کا ﴿خالق﴾ ہے اور وہ اکیلا ہی سب پر غالب ہے۔ یہاں اللہ تعالیٰ کے لیے ربوبیت، خالقیت اور اختیار ثابت کر کے ﴿مَنْ دُونَ اللَّهِ﴾ کی بے بسی ثابت کی گئی ہے اور شرک کا ابطال کر کے توحید کو ثابت کیا گیا ہے۔

﴿قُلْ مَنْ رَبُّ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ؟ قُلِ اللَّهُ، قُلْ أَلَا تَتَعَذَّبُونَ مِنْ دُونِهِ أُولَیَّاءَ لَا یَمْلِكُونَ لِنَفْسِهِمْ نَفْعًا وَلَا ضَرًّا؟ قُلْ هَلْ یَسْتَعِی الْأَعْمَىٰ وَالْبَصِیرُ؟ أَمْ هَلْ تَسْئَلُونَ الظُّلُمَاتِ وَالنُّورَ؟ أَمْ جَعَلُوا لِلَّهِ شُرَكَاءَ خَلَقُوا کَمَا خَلَقَهُمْ لَفَسَادٌ الْعُلُوقِ عَلَیْهِمْ؟ قُلِ اللَّهُ خَالِقُ كُلِّ شَیْءٍ وَهُوَ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ﴾ (آیت: 16)۔

2۔ سورۃ الرعد میں مشرکین مکہ پر ﴿توحید قدرت و اختیار﴾ کو واضح کر کے، ﴿توحید الوہیت﴾ کا مطالبہ کیا گیا ہے۔

(a) مشرکین کو بتایا گیا کہ اللہ تعالیٰ ہی برق و باران کا ذمہ دار ہے۔ وہی کائنات پر پوری گرفت رکھتا ہے۔ صاحب اختیار ہے۔

﴿هُوَ الَّذِی یُرِیْکُمُ الْبَرْقَ خَوْفًا وَطَمَعًا وَیُنْشِئُ السَّحَابَ الثِّقَالَ﴾ (آیت: 12)

(b) مشرکین کو بتایا گیا کہ نہ صرف فرشتے بلکہ بجلیوں کی کڑک بھی، اللہ کی حمد کے ساتھ اللہ کی بے عیبی کا اعتراف کرتی

ہے۔ وہ صاحب اختیار ہے۔ زبردست قوت والا ہے، عین اس وقت جب وہ اللہ کے بارے میں جھگڑنے لگتے ہیں، ان پر بجلیاں برسا دیتا ہے۔

﴿وَسَبِّحْ الرَّعْدُ بِحَمْدِهِ وَالْمَلٰٓئِكَةُ مِنْ خِيفَتِهِ وَيُرْسِلُ الصَّوَاعِقَ، فَيُصِيبُ بِهَا مَنْ يَّشَاءُ وَهُمْ يُعٰجِلُوْنَ فِي اللّٰهِ وَهُوَ شَدِيْدُ الْمُعٰلِ﴾ (آیت: 13)۔

(c) مشرکین کو بتایا گیا کہ رزق کی کسادگی اور عقلی بھی اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے، انہیں دنیا کی زندگی پر اترانا نہیں چاہیے۔

﴿اِنَّ اللّٰهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَاءُ وَيَقْدِرُ، وَلَقَدْ رَٰحُوا بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا، وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا مَتَاعٌ﴾ (آیت: 26)۔

3۔ سورۃ الرعد میں مشرکین مکہ پر ﴿توحید علم﴾ کو واضح کر کے ﴿توحید دعا﴾ اور ﴿توحید عبادت﴾ کا مطالبہ کیا گیا ہے (a) مشرکین پر واضح کیا گیا کہ اللہ کو پکارنا اور اللہ سے دعا کرنا ہی برحق ہے۔ ﴿مَنْ دُوْنَ اللّٰهِ﴾ دعاؤں کا جواب نہیں دے سکتے، ان کو پکارنا پانی کو پکارنے کے مترادف ہے اور پانی تو چل کر منہ میں آنے سے رہا۔ ﴿کافروں کی دعائیں﴾ صدّا صحر اہوتی ہیں۔

﴿لَهُ دَعْوَةُ الْحَقِّ وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهِ لَا يَسْتَجِیْبُوْنَ لَهُمْ بِشَیْءٍ اِلَّا كَسَاطِطٌ يُّغْثٰوْهُ اِلَى الْمَآءِ لِیَسْبُغُوْهُ وَمَا هُوَ بِبَالِغِهِ وَمَا دُعَآءُ الْکٰفِرِيْنَ اِلَّا لِيْ ضَلٰلٍ﴾ (آیت: 14)

(b) مشرکین پر واضح کیا گیا کہ ہر حالہ کے حمل میں کی اور زیادتی کا ﴿علم﴾ بھی اللہ تعالیٰ کے پاس ہے، اس کے نزدیک ہر چیز نہایتی ہے۔

﴿اِنَّ اللّٰهَ یَعْلَمُ مَا تَحْمِلُ كُلُّ اُنْثٰی وَمَا تَحْضِیْضُ الْاَرْحَامُ وَمَا تَزٰكٰدُ وَكُلُّ شَیْءٍ عِنْدَهُ بِیَقْدَرٍ﴾ (آیت: 8)۔

(c) مشرکین پر واضح کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ چھپی ہوئی اور ظاہر تمام چیزوں کا جاننے والی بلند مرتبہ عظیم ہستی ہے۔

﴿عِلْمُ الْغُیْبِ وَالشَّهَادَةِ الْكَبِيْرُ الْمُتَعَالِ﴾ (آیت: 9)۔

(d) ﴿توحید علم﴾ کی وضاحت کرتے ہوئے بتایا گیا کہ اللہ تعالیٰ کے لیے انسان کا دور سے پکارنا یا آہستہ پکارنا مسادی حیثیت رکھتا ہے، وہ مخلوق کی طرح نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک دن کی روشنی میں نقل و حرکت کرنے والا اور رات

کے اندھیرے میں چھپنے والا برابر ہے (آیت: 10)

﴿مَوَآءٌ مِّنْكُمْ مَّنْ اَسَرَ الْقَوْلَ وَمَنْ جَهَرَ بِهٖ وَمَنْ هُوَ مُسْتَخْفٍ بِاللَّیْلِ وَسَارِبٌ بِالنَّهَارِ﴾

4۔ سورۃ الرعد میں مشرکین مکہ پر ﴿پہلی فرد جرم﴾ یہ عائد کی گئی کہ انہوں نے اللہ کے ساتھ ﴿شریک﴾ ٹھہرا لیے ہیں۔

﴿ وَجَعَلُوا لِلَّهِ شُرَكَاءَ ﴾ (آیات: 16 اور 33)

5- سورۃ الرعد میں مشرکین مکہ پر ﴿دوسری فرد جرم﴾ یہ عائد کی گئی کہ وہ ﴿رسالت محمدی ﷺ کے منکر﴾ ہیں۔
 ﴿وَيَقُولُ الَّذِينَ كَفَرُوا لَسْتَ مُرْسَلًا قُلْ كَفَىٰ بِاللَّهِ شَهِيدًا بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ وَمَنْ عِنْدَهُ عِلْمُ الْكِتَابِ﴾ (آیت: 43)۔ ”کافر کہتے ہیں کہ آپ ﷺ اللہ کے بھیجے ہوئے رسول نہیں ہیں۔ انہیں جواب دیجیے کہ میرے اور تمہارے درمیان اللہ کی گواہی کافی ہے اور ان لوگوں کی گواہی بھی، جن کے پاس کتاب کا علم ہے“ (جو عام آدمی اور رسول کا فرق بتا سکتے ہیں)۔

6- سورۃ الرعد میں مشرکین مکہ پر ﴿تیسری فرد جرم﴾ یہ عائد کی گئی کہ وہ ﴿منکر آخرت﴾ ہیں۔
 (a) مشرکین کا یہ اعتراض بھی عجیب ہے، جب وہ کہتے ہیں کہ مٹی ہو جانے کے بعد ہم الاسیر نوکس طرح پیدا کیے جائیں گے؟ ان کی گردنوں میں آباء ہستی کے پھندے ہیں، اس لیے یہ اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کے منکر ہیں۔ انسانوں کا رب دوسری زندگی پر قادر ہے۔

﴿وَاِنْ تَعْجَبْ فَعَجَبٌ قَوْلُهُمْ ؕ اِذَا كُنَّا تُرَابًا ؕ اِنَّا لَهِيَ خَلْقٌ جَدِيدٌ اُولَٰئِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا بِرَبِّهِمْ وَاُولَٰئِكَ الْأَخْلَٰقُ فِىٓ اَغْنَابِهِمْ وَاُولَٰئِكَ اَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا خَالِدُوْنَ﴾ (آیت: 5)۔

(b) مشرکین مکہ کے سامنے دلیلیں رکھ کر مطالبہ کیا گیا ہے کہ اب شاید وہ ﴿لقاء﴾ یعنی ﴿ملاقات رب﴾ پر یقین کر لیں گے۔

﴿اَللّٰهُ الَّذِیْ رَفَعَ السَّمٰوٰتِ بِغَیْرِ عَمَدٍ تَّرَوْنَهَا ثُمَّ اسْتَوٰی عَلٰی الْعَرْشِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ كُلٌّ یَّجْرِیْ لَاجَلٍ مُّسَمًّی یُبَدِّلُ الْاَمْرَ یُقَوِّلُ الْاٰیٰتِ لَعَلَّكُمْ بِلِقَآءِ رَبِّكُمْ تُوقِنُوْنَ﴾ (آیت: 2)۔

7- سورۃ الرعد میں ﴿الحق وَالْبَاطِل﴾ یعنی توحید و شرک کے فرق کو نمایاں کیا گیا۔

(a) مشرکین کو ایک مثال سے سمجھایا گیا کہ قرآنی فیضان ہر ایک کے لیے عام ہے۔ یہ بارش کی طرح ہے، ہر وادی اپنے ظرف کے مطابق اسے قبول کرتی ہے۔ جھاگ اڑ جاتا ہے، فائدہ بخش معدنیات پانی میں حل ہو کر زمین کو زرخیز بنا دیتی ہیں۔ شرک ﴿باطل﴾ ہے، اڑ جائے گا اور توحید کی فائدہ بخش حقانی دعوت انسانی دلوں کے اندر جڑ پکڑ لے گی۔
 ﴿اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَسَالَتْ اَوْدَیْہٖۤ اٰیٰتِہٖۤ اُتٰہَا، فَاحْتَمَلَ السَّیْلُ زَبَدًا رَّابِحًا، وَمِمَّا یُوَلِّیْوْنَ عَلَیْہِ فِی النَّارِ اُنْجَعَاءٌ حُلِیْمٌۢ اَوْ مَتَاعٌ زَبَدٌ ۚ مِثْلُہٗ، کَذٰلِکَ یَضْرِبُ اللّٰهُ الْحَقَّ وَالْبَاطِلَ، فَاَمَّا الزَّبَدُ فَاَیْذُہٗۤ جُفَاءً، وَاَمَّا مَا یَنْفَعُ النَّاسَ فَاَیْکُمْ فِی

الْأَرْضِ ، كَذَلِكَ يَضْرِبُ اللَّهُ الْأَمْثَالَ ﴿ (آیت: 17)۔

(b) مشرکین سے کہا گیا کہ وہ اندھے اور بے وقوف ہیں، اس لیے اللہ کی طرف نازل کیے گئے ﴿برحق﴾ قرآن پر

ایمان نہیں لارہے ہیں۔ قرآن کی صیحت کو آنکھ رکھنے والے اہل عقل ﴿اُولُوا الْاَلْبَابِ﴾ ہی قبول کر سکتے ہیں۔

﴿الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ النَّبَّاءَ اَنْزَلَ إِلَيْكَ مِنَ رَبِّكَ الْحَقُّ كَمْ هُوَ أَعْمَى، اَلَمْ يَتَذَكَّرْ اُولُوا

الْاَلْبَابِ﴾ (آیت: 19)۔

(c) توحید دعا کو ﴿حق﴾ اور شرک فی الدعا کو ﴿باطل﴾ قرار دیا گیا۔ ﴿مِنْ دُونِ اللَّهِ﴾ کی حقیقت واضح کی گئی کہ

وہ فریادری نہیں کر سکتے۔

﴿لَهُ دَعْوَةُ الْحَقِّ وَالَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ لَا يَسْتَجِيبُونَ لَهُمْ بِشَيْءٍ اِلَّا كَبَاسِطٌ كَفِّهِمْ

اِلَى الْمَاءِ لِيَبْلُغَ فَاهُ وَمَا هُوَ بِبَالِغِهِ وَمَا دُعَاءُ الْكَافِرِينَ اِلَّا فِي ضَلَالٍ﴾ (آیت: 14)

8۔ سورۃ الرعد میں مشرکین مکہ پر یہ فرد جرم بھی عائد کی گئی کہ وہ مکرو فریب اور سازشوں سے کام لے رہے ہیں۔

(a) مشرکین پر واضح کیا گیا کہ ان کافرین کی سازشیں ﴿مَكْرُهُمْ﴾ اور توحید کے راستے سے ان کا رکنا اور روکنا ان

کے لیے خوشنما بنا دیا گیا ہے۔

﴿بَلْ زَيْنَ لِّلَّذِينَ كَفَرُوا مَكْرُهُمْ وَصُدُّوا عَنِ السَّبِيلِ﴾ (آیت: 33)۔

(b) مشرکین پر واضح کیا گیا کہ اسلام کے خلاف ان کا ﴿مَكْرٌ﴾ اور سازشیں نئی نہیں، پچھلی قوموں کے کافر بھی

مکرو فریب سے کام لیتے رہے ہیں، لیکن انہیں معلوم ہونا چاہیے کہ ان کی سازشوں کے مقابلے میں اللہ کی

چالیں ﴿الْمَكْرُ﴾ بڑی گہری ہوتی ہیں۔

﴿وَلَقَدْ مَكَّرَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ ، قَلِيلًا الْمَكْرُ جَمِيعًا﴾ (آیت: 42)۔

سورة الرعد کا نظم جلی

سورة الرعد ﴿تین (3) پیرا گرافوں پر مشتمل ہے۔

1۔ آیات 18 تا 1: پہلے پیرا گراف میں قرآن کی دعوت توحید، محمد ﷺ کی رسالت اور آخرت کی زندگی کے برحق ہونے کو

ثابت کیا گیا ہے۔

● رسول اللہ ﷺ پر نازل کی جانے والی وحی ﴿برحق﴾ ہے۔ ﴿وَالَّذِي اَنْزَلَ اِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ

الْحَقُّ﴾ آفاقی دلائل توحید سے ثابت کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ مدبر ہے، جو تمام اوامر کی تدبیر کرتا ہے۔ اور وہی آخرت

کو برپا کرنے کا اختیار رکھتا ہے۔

- منکرین قیامت سے مطالبہ کیا گیا کہ وہ ان دلائل کی روشنی میں اپنے ﴿رب سے ملاقات﴾ کے عقیدے پر ایمان لے آئیں۔ ﴿كَلْعَلْكُمْ بِلِقَاءِ رَبِّكُمْ تُوقِنُونَ﴾ (آیت: 2)۔
- آفاقی دلائل ربوبیت پیش کر کے ﴿لَقَوْمٌ يَّتَفَكَّرُونَ﴾ اور ﴿لَقَوْمٌ يَّعْقِلُونَ﴾ کے الفاظ کے ذریعے، غور و فکر اور عقل سے کام لینے کا مشورہ دیا گیا۔
- منکر آخرت مشرکین کا استدلال تھا کہ جب ہم مٹی ہو جائیں گے تو پھر نئے سرے سے کیسے پیدا کیے جاسکتے ہیں؟ انہیں بتایا گیا کہ انہوں نے اپنے پالنے والے رب کی طاقت کا انکار کیا ہے، کیونکہ ان کی گردنوں میں آہام پرستی اور تقلید کے پھندے ہیں۔ ﴿وَإِذَا كُنَّا تُرَابًا ۖ إِنَّا لَنُحْيِي خَلْقًا جَدِيدًا ۖ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا بِرَبِّهِمْ وَأُولَٰئِكَ الْأَغْلَىٰ فِي أَعْيُنِهِمْ﴾ (آیت: 5)
- حسی معجزات کے مطالبے پر انہیں بتایا گیا کہ ان گستاخیوں کے باوجود اللہ تعالیٰ ﴿ذُو مَغْفِرَةٍ﴾ ہے، لیکن وہ ﴿شَدِيدُ الْعِقَابِ﴾ بھی ہے۔
- منصب رسالت کی وضاحت کی گئی کہ رسول اللہ ﷺ کا کام معجزات دکھانا نہیں ہے۔ وہ تو ایک ﴿مُنْذِرٌ﴾ اور ﴿هَادٍ﴾ ہیں۔ ﴿إِنَّمَا أَنْتَ مُنْذِرٌ ۚ وَلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ﴾ (آیت: 7)
- توحید علم کی دلیلیں: پیش کی گئیں کہ اللہ تعالیٰ ہر مادہ کے رحم کی کمی بیشی کا علم رکھتا ہے۔ اس کے ہاں ہر چیز نبی تلی ہے۔ وہ عالم غیب و شہادت ہے۔ اللہ تعالیٰ کو زور سے پکارنا اور آہستہ پکارنا برابر ہے۔ وہ ہر صورت جان لیتا ہے۔ رات کے اند میرے میں چھپنے والا اور دن کی روشنی میں چلنے والا اللہ کے علم میں ہوتا ہے۔
- ﴿مُسْتَخْفٍ بِاللَّيْلِ وَسَارِبٌ بِالنَّهَارِ﴾ (آیت: 10)
- قوموں کے عروج و زوال کا ضابطہ: بتایا گیا کہ جو قوم اپنے حالات درست کرنا نہیں چاہتی تو اللہ تعالیٰ بھی ان کے حالات نہیں بدلتا ﴿إِنَّ اللَّهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتَّىٰ يُغَيِّرُوا مَا بِأَنْفُسِهِمْ﴾ (آیت: 11)
- شرک فی الدعاء: کی تردید کرتے ہوئے فرمایا گیا کہ صرف اللہ ہی کو پکارنا برحق ہے ﴿كَلِّ دَعْوَةَ الْحَقِّ﴾ (آیت: 14)
- توحید کی عقلی دلیل پیش کر کے ثابت کیا گیا کہ خالق اور مخلوق برابر نہیں ہو سکتے۔ مشرکین سے یہ چھٹتا ہوا سوال کیا گیا کہ کیا ﴿شرکاء﴾ یعنی دیگر خداؤں نے اللہ کی طرح کوئی شے تخلیق کی ہے کہ انہیں اشتباہ ہو گیا ہے۔
- ﴿أَمْ جَعَلُوا لِلَّهِ شُرَكَاءَ خَلَقُوا كَخَلْقِهِ فَتَشَابَهَ الْخَلْقُ عَلَيْهِمْ﴾ (آیت: 16)۔
- حق اور باطل: یعنی توحید اور شرک کی وضاحت کے لیے ایک خوب صورت تمثیل پیش کی گئی کہ شرک کا جھاگ اڑ جاتا ہے اور لوگوں کے لیے فائدہ مند عقیدہ توحید دل کی زمین میں اپنی جڑیں مضبوط کر لیتا ہے۔

﴿كَذَلِكَ يَضْرِبُ اللَّهُ الْحَقَّ وَالْبَاطِلَ، فَأَمَّا الزُّبَدُ فَيَذَنُفُ جُفَاءً، وَأَمَّا مَا يَنْفَعُ النَّاسَ فَيَمْكُتُ فِي الْأَرْضِ كَذَلِكَ يَضْرِبُ اللَّهُ الْأَمْثَالَ﴾ (آیت: 17)

● ﴿حق﴾ کو قبول کرنے والوں کے لیے جنت اور ﴿باطل﴾ کا راستہ اختیار کرنے والوں کے لیے جہنم کی بشارت دی گئی۔

2- آیات 19 تا 29: دوسرے پیرا کراف میں، عقل مند ﴿اہل توحید﴾ اور بے وقوف ﴿اہل شرک﴾ کے درمیان موازنہ ہے۔

مومنین، اہل حق، اہل توحید اور عقل مند ﴿أُولَئِكَ الْأَتَّابُ﴾ ہوتے ہیں۔ صاحب علم اور صاحب بصیرت ہوتے ہیں۔ اس کے برخلاف کافرین اہل باطل، اہل شرک اور بے وقوف ہوتے ہیں۔ علم سے بے بہرہ اور اندھے ہوتے ہیں۔

● مومنین کی صفات: (a) مومنین اللہ کے عہد کو پورا کرتے ہیں (b) عہد شکنی اور یشاق شکنی کے جرم کے مرتکب نہیں ہوتے۔ ﴿الَّذِينَ يُوفُونَ بِعَهْدِ اللَّهِ، وَلَا يَنْقُضُونَ الْعُقُوقَ﴾ (آیت: 20)

(c) مسلمہ رجمی کرتے ہیں۔ (d) پردہ دار سے ڈرتے ہیں۔ (e) آخرت کے بُرے حساب سے ڈرتے ہیں۔ ﴿وَالَّذِينَ يَصِلُونَ مَا أَمَرَ اللَّهُ بِهِ أَنْ يُوصَلَ، وَيَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ، وَيَخَافُونَ سُوءَ الْحِسَابِ﴾ (f) صابر ہوتے ہیں۔ (g) محض اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے طلب گار ہوتے ہیں۔

﴿وَالَّذِينَ صَبَرُوا ابْتِغَاءَ وَجْهِ رَبِّهِمْ﴾

(h) نماز قائم کرتے ہیں۔ (i) فیاض ہوتے ہیں، اللہ کی راہ میں چھا کر اور علانیہ خرچ کرتے ہیں۔

﴿وَالكَاثِرُونَ بِالصَّلَاةِ، وَأَتَّقُوا مِمَّا زَكَّنَهُمْ سِرًّا وَعَلَانِيَةً﴾

(j) برائی کو بھلائی سے دفع کرتے ہیں۔ ان کے لیے آخرت کی نعمتیں ہیں۔

﴿يَسْتَرْءُونَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ أُولَئِكَ لَهُمْ عُقُوبَةُ الدَّارِ﴾ (آیت: 23)

● کافروں کی صفات: اہل توحید کی دس (10) صفات کا تذکرے کے بعد دوزخ اور لعنت کے مستحق افراد کی سات (7) صفات گنوائی گئیں۔

(1) یشاق کے بعد اللہ کے عہد کو توڑ دیتے ہیں۔ ﴿وَالَّذِينَ يَنْقُضُونَ عَهْدَ اللَّهِ مِنْ بَعْدِ مِيثَاقِهِ﴾

(2) مسلمہ رجمی کے بجائے، قطع رجمی سے کام لیتے ہیں۔ ﴿وَيَنْقُضُونَ مَا أَمَرَ اللَّهُ بِهِ أَنْ يُوصَلَ﴾

(3) زمین پر فساد برپا کرتے ہیں، ان پر لعنت ہے اور ان کے لیے برا ٹھکانا ہے۔

﴿وَيُفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ أُولَئِكَ لَهُمُ اللَّعْنَةُ وَلَهُمْ سُوءُ الدَّارِ﴾ (آیت: 25)

(4) دنیا کی زندگی میں گمن رہتے ہیں، جب کہ آخرت کے مقابلے میں دنیا کی زندگی متارِ قلیل ہے۔

﴿وَقَرِحُوا بِالْحَيَاةِ الدُّنْيَا، وَمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا فِي الْآخِرَةِ إِلَّا مَتَاعٌ﴾ (آیت: 26)

(5) حسی مجوزات کا مطالبہ کرتے ہیں۔ (6) اللہ کی طرف انابت اختیار نہیں کرتے، اس لیے ہدایت سے محروم

رہتے ہیں۔ (7) اللہ کو یاد نہیں کرتے۔

اس کے برخلاف عقل مند اہل ایمان کی مزید دو (2) صفات بیان کی گئیں۔

(11) اللہ کو یاد کرتے ہیں اور سکون قلب پاتے ہیں۔ ﴿أَلَا بِذِكْرِ اللَّهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوبُ﴾

اللہ کے ذکر سے دلوں کو سکون نصیب ہوتا ہے۔ (12) نیک عمل کرتے ہیں۔ ان کا انجام اچھا ہوگا۔

3- آیات 30 تا 43: تیسرے پیرا گراف میں، مخالفت، انکار اور سازشوں کے ماحول میں رسول اللہ ﷺ کو دعوت و تبلیغ جاری رکھنے کی ہدایت دی گئی ہے۔

رسول اللہ ﷺ کو تسلی دی گئی کہ پچھلے رسولوں کی طرح آپ پر بھی وحی کی گئی ہے، پچھلی قوموں نے بھی رحمن کا انکار کیا لیکن آپ توحید، توکل اور اس کی طرف لوٹنے کا اعلان کیجیے۔

﴿كَذَلِكَ أَرْسَلْنَاكَ فِي أُمَّةٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهَا أُمَمٌ لِّتَتْلُوَا عَلَيْهِمُ الَّذِي أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ وَهُمْ يَكْفُرُونَ بِالرَّحْمَنِ قُلْ هُوَ رَبِّي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ مَتَابِ﴾ (آیت: 30)

مشرک کافروں کی ضد اور ہٹ دھرمی کا نقشہ کھینچا گیا کہ اگر ایسا قرآن نازل کیا جاتا، جس سے پہاڑ چلنے لگتے، یا جس سے زمین پاش پاش ہو جاتی، یا ایسا قرآن نازل کیا جاتا، جس کی وجہ سے مردے بولنے لگتے، تب بھی یہ ایمان لانے والے نہ تھے۔ ﴿وَكُذَّابٌ قَوْمٌ لَا يَكْفُرُونَ إِلَّا بِأَسْمَاءٍ﴾ (آیت: 31)

اہل ایمان کا میاب ہوں گے اور اہل کفر کے لیے آگ ہوگی۔ (آیت: 35)

اہل ایمان نزول قرآن پر خوش ہوتے ہیں ﴿يَتَفَرَّحُونَ بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ﴾ اور اہل کفر انکار۔

رسول ﷺ کو توحید پر قائم رہنے اور توحید کی تبلیغ کی ہدایت کی گئی۔ (آیت: 36)

﴿قُلْ إِنَّمَا أُبَهِتُ أَنْ أَعْبُدَ اللَّهَ وَلَا أُشْرِكَ بِهِ إِلَهُي أَدْعُو وَإِلَيْهِ مَآبُ﴾ (آیت: 28)

رسول اللہ ﷺ کو کافروں کی خواہشات کی پیروی نہ کرنے کا حکم دیا گیا۔ (آیت: 37)

مصعب رسالت کی وضاحت کی گئی کہ تمام رسول انسان ہوتے ہیں۔ بیوی بچوں والے ہوتے ہیں۔ (38)

﴿وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلًا مِنْ قَبْلِكَ وَجَعَلْنَا لَهُمْ أَزْوَاجًا وَذُرِّيَّةً﴾

حتیٰ معجزات کے مطالبے پر وضاحت کی گئی کہ معجزہ رسول کا اختیار نہیں ہوتا اور اللہ کے اذن کے بغیر رونما نہیں ہو سکتا۔ ﴿وَمَا كَانَ لِرَسُولٍ أَنْ يَأْتِيَ بِآيَةٍ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ﴾ (آیت: 38)

رسول اللہ ﷺ کو تسلی دی گئی کہ آپ ﷺ کی زندگی ہی میں ان پر عذاب نازل کیا جاسکتا ہے۔ پیغام پہنچانا

- رسول اللہ ﷺ کی ذمہ داری ہے اور حساب لینا اللہ کے ذمے ہے۔ ﴿وَإِنْ مَا نُرِيكَ بَعْضَ الَّذِي نَعِدُهُمْ أَوْ نَعُواكَ لَنَكُنَّا عَلَيْكَ الْبَلَّغُ وَعَلَيْنَا الْحِسَابُ﴾ (آیت: 40)
- رسول اللہ ﷺ کو تسلی دی گئی کہ ماضی کے کافروں نے بھی سازشوں سے کام لیا، لیکن اللہ تعالیٰ کے اختیار ہی میں ساری تدبیریں ہیں۔ ﴿وَلَقَدْ مَكَّرَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ، لَقِيلُهُ الْمَكْرُ جَمِيعًا﴾ (آیت: 42)
- کافروں کے اس اعتراض پر کہ آپ ﷺ رسول نہیں ہیں ﴿لَسْتَ مُرْسَلًا﴾، انہیں بتایا گیا کہ آپ ﷺ کی رسالت کی گواہی کے لیے اللہ کافی ہے۔ کتاب کا طہم رکھے والے جانتے ہیں کہ ہمیشہ انسانوں ہی کو رسول بتایا گیا ہے۔

﴿قُلْ كَفَى بِاللّٰهِ شَهِيدًا بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ وَمَنْ عِنْدَهُ عِلْمُ الْكِتَابِ﴾ (آیت: 43)

مرکزی مضمون

محمد رسول اللہ ﷺ اور قرآن کی دعوتِ توحید و آخرت کو تسلیم کرنے والے عقل مند ﴿أُولُوا الْأَلْبَابِ﴾ ہیں، مکررین توحید و آخرت سازشی بھی ہیں اور بے وقوف بھی ہیں۔ یہ حق و باطل کی کشمکش ہے۔ دونوں کا کردار بھی مختلف ہے اور انجام بھی مختلف ہوگا۔ انسان کو رسالت محمد ﷺ پر سطحی اعتراضات سے بچ کر، تاریخ رسالت اور مصدق رسالت پر سنجیدگی سے غور کرنا چاہیے۔



FLOW CHART

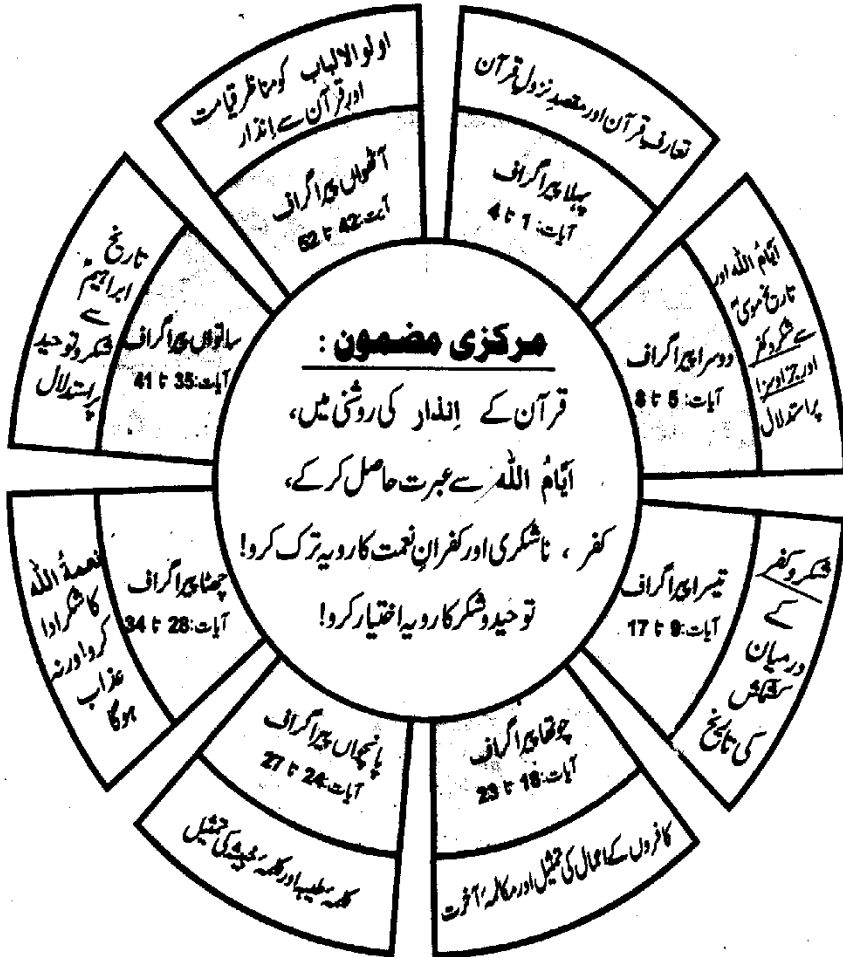
MACRO-STRUCTURE

ترتیبی نقشہ ربط

تظم جلی

14- سُورَةُ اِبْرَاهِيمَ

آیات : 52 مَكِّيَّةٌ پیرا گراف : 8



زمانہ نزول:

سورت ﴿ابراہیم﴾، سورۃ الرُّعَد کے بعد، رسول اللہ ﷺ کے قیام مکہ کے چوتھے اور آخری دور (11 تا 13 نبوی) کے وسط میں نازل ہوئی، یہ وہ ﴿مکر﴾ یعنی سازشوں کا زمانہ تھا (آیت: 46)، جب شہر مکہ سے اخراج رسول ﷺ کے منصوبے بنائے جا رہے تھے۔

سورة ابراهيم کا کتابی ربط

1- پچھلی سورت ﴿الرعد﴾ میں حق و باطل کا فلسفہ، عقلی اور آفاقی دلائل کے ذریعے پیش کیا گیا تھا۔ یہاں سورت ﴿ابراہیم﴾ میں بتایا گیا ہے کہ ﴿شکر﴾ کے نتیجے میں ﴿توحید﴾ کے فطری جذبات پھوٹتے ہیں۔ ﴿توحید﴾ حق اور ﴿شُرک﴾ باطل ہے۔

پچھلی سورت ﴿الرعد﴾ کی آیت: 37 میں قرآن کو ﴿حکماً عربیاً﴾ کہا گیا تھا۔ یہاں سورت ابراہیم میں وضاحت کی گئی ہے کہ تمام رسولوں کو قوم کی زبان ہی میں دعوت کا فریضہ سونپا جاتا ہے تاکہ وہ بخوبی وضاحت کر سکیں، اس لیے عربوں کی زبان میں قرآن نازل کیا گیا ہے۔

2- پچھلی سورت اور اس سورت دونوں میں ﴿أَوَلَسُوا الْآلِبَاب﴾ یعنی عقل مندوں کا ذکر ہے، جو اہل توحید ہی ہو سکتے ہیں۔ ﴿کلمۃ طیبہ﴾ پر مشتمل دعوت توحید، انسان کی فطرت کی زمین میں جڑیں رکھتی ہے۔ اس کا آسمان سے ربط ہوتا ہے اور یہ تمام انسانیت کے لیے سودمند ہے۔ اللہ تعالیٰ اس قول ﴿کلمۃ طیبہ﴾ والوں کو دنیا و آخرت میں ﴿تَشْبِیْث﴾ یعنی ثابت قدمی عطا کرتا ہے۔

3- اگلی سورت ﴿الحجر﴾ میں قوم لوط، قوم شعیب اور قوم ثمود کی ہلاکت کا ذکر ہے اور یہاں سورت ﴿ابراہیم﴾ میں ہدایت کی گئی ہے کہ تاریخ کے اہم واقعات ہلاکت و عبرت یعنی ﴿آیام اللہ﴾ سے تذکیر کی جائے۔

اہم کلیدی الفاظ اور مضامین

1- سورت ابراہیم میں توحید و شرک کو ﴿نور و ظلمات﴾ کہا گیا ہے۔

(a) پہلی آیت ہی میں نزول قرآن کا مقصد بتا دیا گیا کہ غالب اور حمید اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے لوگوں کو گمراہی اور شرک کے مختلف اندھیروں ﴿ظلمات﴾ سے نکال کر توحید کی صراطِ مستقیم کی روشنی ﴿النور﴾ پر گامزن کرنا چاہتا ہے۔ ﴿الرَّحْمٰنُ أَنْزَلَ إِلَيْكَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ بِإِذْنِ رَبِّهِمْ﴾ (آیت: 1)

(b) تاریخ سے استدلال کیا گیا کہ آیات موسیٰ کا مقصد بھی اُن کی قوم کو ﴿ظلمات﴾ سے نکال کر توحید کے ﴿النور﴾ میں لانا تھا۔

﴿وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا مُوسَىٰ بِآيَاتِنَا أَنْ أَخْرِجْ قَوْمَكَ مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ﴾ (آیت: 5)

2- سورت ابراہیم میں تاریخی دلائل کے لیے ایک خاص لفظ ﴿آیام اللہ﴾ استعمال ہوا ہے۔ ﴿آیام اللہ﴾ کا لفظی مطلب تو ”اللہ کے دن“ ہیں۔ لیکن ان سے مراد تاریخ کے وہ مشہور دن ہیں، جب قوموں کے عروج و زوال کا فیصلہ ہوا اور جب اللہ کے رسولوں کو جھٹلانے والوں کو صفحہ ہستی سے مٹا دیا گیا۔

جیسے: ﴿يَوْمَ الْبَدْرِ﴾ یعنی 17 رمضان 2ھ کا دن، جب 70 کے قریب کافروا اصل جہنم کیے گئے، جن میں ابو جہل بھی شامل تھا۔ یا پھر ﴿یوم عاشوراء﴾ یعنی 10 محرم کا دن، جب فرعون وہامان کی فوجیں غرق کی گئیں اور بنی اسرائیل نے نجات پائی۔ ﴿اَيَّامُ اللّٰهِ﴾ کا یہ لفظ سورۃ الجاثیہ کی آیت: 14 میں بھی استعمال ہوا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کو ہدایت کی گئی کہ وہ مشرکین مکہ کو تاریخی دلائل سے اللہ تعالیٰ کے قانون جزاء و سزا سمجھائیں۔ صابر و شاکر عقل مند لوگ ان آیات و دلائل سے سبق حاصل کر لیتے ہیں۔ بے صبرے اور بے وقوف لوگ ان واقعات سے عبرت حاصل نہیں کرتے۔

﴿وَذَكِّرْهُمْ بِاَيِّمِ اللّٰهِ، اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّكُلِّ حَسْبَارٍ شٰكُوْرٍ﴾ (آیت: 5)۔

3۔ سورت ابراہیم میں ﴿نِعْمَةُ اللّٰهِ﴾ کا لفظ بھی بڑا اہم اور کلیدی ہے۔

(a) بنی اسرائیل ایک ﴿ناشکری﴾ اور احسان فراموش قوم تھی۔ ان کے رسول حضرت موسیٰ نے انہیں اللہ کی نعمتوں ﴿نِعْمَةُ اللّٰهِ﴾ کو یاد رکھنے کی ہدایت کی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں آل فرعون کے ظلم و ستم سے نجات دی تھی۔ فرعون ان کے لڑکوں کا قتل کر دیا کرتا تھا، لیکن نجات کے بعد بنی اسرائیل پھر شرک اور نافرمانی میں مبتلا ہو گئے۔ (آیت: 6)

﴿وَ اِذْ قَالَ مُوْسٰی لِقَوْمِهٖ اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَیْكُمْ اِذْ اَنْجٰكُمْ مِّنْ اِلٰہِ فِرْعَوْنَ﴾

(b) مشرکین مکہ کو غور و فکر کی دعوت دی گئی کہ وہ تاریخ سے عبرت حاصل کریں۔ اللہ کی نعمتوں ﴿نِعْمَتِ اللّٰهِ﴾ کا شکر ادا نہ کرنے والے ناشکرے احسان فراموش اور نمک حرام قائد (Leader) اپنی قوم کو ہلاکت کے گھر یعنی (دوزخ) میں اتار دیتے ہیں۔

﴿اَلَمْ تَرَ اِلٰی الَّذِیْنَ بَدَّلُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ كُفْرًا، وَاَحْلَوْا قَوْمَهُمْ دَارَ الْبَوَارِ﴾ (آیت: 28)

(c) اللہ تعالیٰ نے انسان کو غور و فکر کی دعوت دی کہ اس نے ضرورت کی تمام چیزوں سے اس دنیا کو آراستہ کیا ہے۔ اس کی نعمتیں بے حد و حساب ہیں۔ انسان اگر گنا چاہے بھی تو اللہ کی نعمتوں ﴿نِعْمَةُ اللّٰهِ﴾ کا شمار نہیں کر سکتا۔ یقیناً انسان بہت بڑا حق تلف اور ﴿ناشکر﴾ ہے۔ وہ خالق کے بجائے مخلوق کی عبادت اور پیروی کر کے نمک حرامی کے جرم کا ارتکاب کرتا ہے۔ توحید کے بجائے شرک اختیار کرتا ہے، جو ظلم عظیم ہے۔

﴿وَاللّٰهُمَّ مِنْ كُلِّ مَا سَأَلْتُمُوهُ، وَاِنْ تَعَدُّوا نِعْمَتَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا، اِنَّ الْاِنْسَانَ لَظَلُوْمٌ كَفَّارٌ﴾

4۔ ﴿شُکْرُ﴾، ﴿کُفْرُ﴾، ﴿صَبَارُ﴾ اور ﴿شُکُوْرُ﴾ کے الفاظ اس صورت میں اہمیت کے حامل ہیں:

(a) تاریخ میں عبرت کا سبق موجود ہے۔ اس سبق سے صرف وہی لوگ نصیحت حاصل کر سکتے ہیں، جو اعلیٰ درجے کے صبر اور شکر کا مظاہرہ کرتے ہیں۔

﴿وَذَكِّرْهُمْ بِأَيْمِ اللَّهِ، إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُورٍ﴾ (آیت: 5)۔

(b) اللہ تعالیٰ نے اپنی مشروط پیش کش سے تمام انسانوں کو آگاہ کر دیا ہے۔ اگر لوگ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں پر ﴿شکر﴾ کریں

گے تو وہ انہیں بڑھائے گا اور اگر ﴿ناشکری﴾ کا مظاہرہ کریں تو اس کا عذاب بھی بہت شدید ہوگا۔

﴿وَإِذْ تَأَذَّنَ رَبُّكُمْ لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ، وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ إِنَّ عَذَابِي لَشَدِيدٌ﴾ (آیت: 7)

(c) اگر دنیا کی ساری مخلوق بھی اللہ تعالیٰ کی ﴿ناشکری﴾ کرے اور ﴿کفرانِ نعمت﴾ کا رویہ اختیار کر لے تو اس سے

اللہ تعالیٰ کی عظمت میں کوئی کمی نہیں آتی، اللہ تعالیٰ اپنی ذات میں ہر قسم کی تعریفوں سے بے نیاز ﴿غنی﴾ اور اپنی

ذات میں آپ محمود ﴿حمید﴾ ہستی ہے۔

﴿إِنَّ تَكْفُرُوا أَنْتُمْ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا فَإِنَّ اللَّهَ لَغَنِيٌّ حَمِيدٌ﴾ (آیت: 8)

5۔ قرآن خود ایک کتاب ﴿انذار﴾ ہے، یہ کتاب قیامت کے دن سے بھی ڈراتی ہے۔

(a) قرآن مجید ایک کتاب انذار ہے۔ اس کا مقصد لوگوں کو متنبہ اور خبردار کرنا ہے، تاکہ وہ اچھی طرح جان لیں کہ اللہ

تعالیٰ ہی ایک ﴿الہ﴾ ہے ﴿أُولُوا الْأَلْبَاب﴾ یعنی عقل مند لوگ اس انذار اور یاد دہانی سے عبرت و نصیحت حاصل

کر کے دل و جان سے عقیدہ توحید کو تسلیم کر لیتے ہیں اور بے وقوف بدستور شرک و جہالت میں مبتلا رہتے ہیں

(آیت: 52)۔ آخری آیت کہتی ہے۔

﴿هَٰذَا بَلْعٌ لِلنَّاسِ لَئِنْ دَرَوْا بِهِ وَلِيعْلَمُوا أَنَّمَا هُوَ إِلَهٌ وَاحِدٌ وَلَئِنْ دَرَوْا

أُولُوا الْأَلْبَاب﴾

(b) سورۃ ابراہیم میں لوگوں کو قیامت کے دن سے بھی ﴿انذار﴾ کیا گیا ہے، یعنی خبردار کر کے ڈرایا گیا ہے۔

﴿وَأَنذِرِ النَّاسَ يَوْمَ يَأْتِيهِمُ الْعَذَابُ فَيَقُولُ الَّذِينَ ظَلَمُوا رَبَّنَا آخِرْنَا إِلَىٰ آجَلٍ

قَرِيبٍ نَّجِبْ دَعْوَتِكَ وَتَتَّبِعِ الرُّسُلَ أَوَلَمْ تَكُونُوا أَقْسَمْتُمْ مِّنْ قَبْلُ مَا لَكُمْ مِّنْ

ذَوَالٍ﴾ (آیت: 44)

سورۃ ابراہیم کا نظم جلی

سورۃ ابراہیم آٹھ (8) پیرا گرافوں پر مشتمل ہے۔

1- آیات 4 تا 1: پہلے پیرا گراف میں، تعارف قرآن ہے اور عربی زبان میں نزول قرآن کی حکمت کی وضاحت ہے۔

قرآنی آیات کے نزول کا مقصد لوگوں کو اندھیروں سے نکال کر اسلام اور توحید کے اجالوں میں لے آنا ہے۔

دعوت توحید دراصل ﴿دعوتِ شکر﴾ ہے۔ آخرت پر دنیا کو ترجیح دینے والوں کے لیے عذاب ہوگا۔

تمام رسولوں پر ان کی اپنی زبان (عبرانی، آرامی، عربی) میں وحی نازل کی گئی، تاکہ وہ اپنی بات کھول کر اپنی قوم کو سمجھا سکیں (اسی لیے قرآن کو عربی مبین میں نازل کیا گیا ہے)۔

2- آیات 5 تا 8: دوسرے پیراگراف میں ﴿إِيَّامُ اللَّهِ﴾ اور تاریخ موسیٰ سے ﴿شُكْرُ وَكُفْرُ﴾ اور جزا و سزا پر استدلال ہے

حضرت موسیٰ کو بھی یہی ہدایت دی گئی تھی کہ اپنی قوم بنی اسرائیل کو اندھیروں سے (اسلام اور توحید کے) اُجالے میں لے آئیں اور ﴿إِيَّامُ اللَّهِ﴾ سے نصیحت کریں۔

انہوں نے اللہ کی تمام نعمتوں اور احسانات کو یاد رکھنے کی ہدایت کی۔ بالخصوص فرعون کے ظلم و ستم سے نجات کا احسان۔ بنی اسرائیل کو بھی ایک اہم اور اصولی قاعدہ بتا دیا گیا کہ لوگ اگر ﴿شُكْرُ﴾ کا رویہ اختیار کریں گے تو انہیں بڑھایا جائے گا اور اگر ﴿نَاشُکْرُی﴾ کا رویہ اختیار کریں گے تو اللہ کا عذاب بھی بہت سخت ہوگا۔

3- آیات 9 تا 17: تیسرے پیراگراف میں ﴿شُكْرُ وَكُفْرُ﴾ کے درمیان کشمکش کی تاریخ بیان کی گئی ہے۔ رسولوں کی کردار کو اجاگر کیا گیا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کا تعارف پیش کرتے ہیں اور توحید پر ایمان لانے کی دعوت دیتے ہیں۔

قوم نوحؑ، عاد اور ثمود اور ان کے بعد کی قوموں نے بھی پیغام رسالت کا انکار کر کے دعوت کے بارے میں شکوک و شبہات کا اظہار کیا۔ پیغمبروں کو صرف اپنے جیسا انسان قرار دیا اور روایت پرستی کے اسیر رہے۔ ان حالات میں پیغمبروں نے اذیتوں اور تکلیفوں کے باوجود ثابت قدمی اور توکل کا مظاہرہ کیا۔

کافروں کی طرف سے رسولوں کو دھمکی دی گئی کہ تم لوگ ہمارے پرانے مذہب پر لوٹ آؤ اور نہ ہم جلاوطن کر دیں گے۔

﴿وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لِرُسُلِهِمْ، لَنُخْرِجَنَّكُمْ مِّنْ أَرْضِنَا، أَوْ لَنَعُوذَنَّ فِيْ مَلَكِنَا﴾

اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے رسولوں کو تسلی دی کہ ہم ظالموں کو ہلاک کر دیں گے اور زمین پر دوسرے جانشین پیدا کریں گے ﴿فَاَوْحَىٰ إِلَيْهِمْ رَبُّهُمْ لَنُهْلِكَنَّ الظَّالِمِينَ ۝ وَلَنُسَكِّنَنَّكُمْ الْأَرْضَ مِنْكُمْ بَعْدَهُمْ بِإِذْنِكَ وَلَنَمُنَّ عَنَّا مَقَامِي وَخَافَ وَعَبَدَ﴾ کافروں نے فیصلہ مانگا تھا۔ اللہ نے فیصلہ صادر کر دیا۔ ہر جاہل سرکش اور اسلام و توحید سے مناد رکھنے والا شخص دنیوی عذاب سے دوچار کر کے رسوا اور نامراد کیا گیا۔

﴿وَأَسْتَفْتَحُوا وَخَابَ كُلُّ جَبَّارٍ عَنِيدٍ﴾ یہ تو دنیاوی عذاب تھا، لیکن اس کے آگے ان لوگوں کے لیے جہنم کا عذاب ہے، جہاں انہیں پینے کے لیے پیپا بھریا جائے گا ﴿مِنْ دَرَائِمَ جَهَنَّمَ وَبُسْطًى مِنْ مَّاءٍ صَدِيدٍ﴾

4- آیات 18 تا 23: چوتھے پیراگراف میں ﴿شُكْرُ﴾ نہ کرنے والے کافر لیڈروں اور ان کے کمزور پیروکاروں کو خبردار کیا گیا کہ ہر دو کو اپنی اپنی فکر کرنی چاہیے۔

(a) مفرد اور گھنڈی آقاؤں (Leaders) کے لیے ﴿الَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا﴾ اور کمزور طبقات سے تعلق رکھنے والے اُن کے پیروکاروں (Followers) کے لیے ﴿ضُعَفَاءُ﴾ کی اصطلاح استعمال کی گئی۔

(b) ابلیس بھی ایک ایسا لیڈر ہے، جو انسانوں کو بہکا تا ہے لیکن روز قیامت کافر لیڈروں کے طرح آنکھیں پھیر لے گا۔

کافروں کے اعمال کو ایک ایسی راہ سے تشبیہ دی گئی، جس پر تیز آندھی چل گئی ہو۔

کافروں کو دھمکی دی گئی کہ اللہ تعالیٰ انہیں مٹا کر کسی دوسری قوم کو بسانے کا اختیار رکھتا ہے۔

کافر لیڈروں اور ان کے پیروکاروں کے طرز عمل پر تنقید کرتے ہوئے بتایا گیا کہ دونوں عذاب سے دوچار ہو کر رہیں گے۔

(c) لیڈروں اور عوام کے درمیان روز قیامت پیش آنے والے مکالمے کو نقل کیا گیا۔ اس دن وہ ایسے بے بس ہوں گے کہ

اپنے پیروکاروں کو عذاب سے نجات دلانا تو درکنار، خود عذاب سے دوچار ہوں گے۔

یہی معاملہ روز قیامت ابلیس اور اس کے پیروکاروں کے درمیان ہوگا۔ ابلیس اپنے پیروکاروں سے کہے گا کہ مجھے ملامت

مت کرو، بلکہ خود اپنے آپ کو ملامت کرو ﴿فَلَا تَلُمُوْنِي وَاَنْفُسُكُمْ﴾ تم لوگوں نے کیوں میری پیروی کی؟

ایسے ظالموں کے لیے دردناک عذاب ہوگا اور ایمان لا کر نیک عمل کرنے والے سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل کیے

جائیں گے۔

5- آیات 24 تا 27: پانچویں پیرا گراف میں، ﴿كَلِمَةً طَيِّبَةً﴾ اور ﴿كَلِمَةً خَبِيثَةً﴾ کو دو درختوں سے تشبیہ دی گئی۔

قرآن اور صحیح احادیث پر مشتمل ہر بات ﴿كَلِمَةً طَيِّبَةً﴾ ہے اور قرآن و سنت کے خلاف ہر بات ﴿كَلِمَةً خَبِيثَةً﴾ ہے۔

توحید کا اقرار بھی کلمہ طیبہ ہے، جو انسانی فطرت کے عین مطابق ہے۔ توحید کی دعوت انسان کے قلب و روح میں مضبوط

جڑیں رکھتی ہے۔ ایمان میں اضافے کے ساتھ ساتھ یہ جڑیں دل کی زمین میں گہری اور مضبوط ہوتی جاتی ہیں۔ یہ قلب

و روح کی زمین ہی سے ایمانی غذا حاصل کرتی ہیں۔ جڑوں کے ساتھ ساتھ زمین کی بالائی سطح پر بھی درخت بڑھتا رہتا ہے۔

لوگوں کو سایہ فراہم کرتا ہے اور انہیں پھلوں سے نوازتا ہے۔ یہ ایک مضبوط اور توانا درخت ہے۔ اس کا تعلق اللہ سے بھی مضبوط

ہوتا ہے۔ یہ انسانیت کے لیے فائدہ بخش ہوتا ہے۔

اس کے برخلاف ﴿كَلِمَةً خَبِيثَةً﴾ ایک ایسا درخت ہے، جس کی جڑیں دل کی زمین میں گہری نہیں ہوتیں۔ اس کا تعلق

اللہ سے بھی کمزور ہوتا ہے اور یہ برگ و بار بھی نہیں لاتا۔ انسانیت کے لیے نفع بخش نہیں۔

اہل ایمان ﴿كَلِمَةً طَيِّبَةً﴾ کے قول ثابت پر پورے شرح صدر اور دل جمعی کے ساتھ ثابت قدم رہتے ہیں۔ دنیا کی کوئی جابر قوت انہیں

اس کلمہ سے منحرف نہیں کر سکتی۔ نہ صرف دنیا بلکہ آخرت اور قبر میں بھی اہل ایمان توحید پر استقامت کا مظاہرہ کرتے ہیں۔

6- آیات 28 تا 34: چھٹے پیرا گراف میں ﴿وَنِعْمَةُ اللَّهِ﴾ یعنی اللہ کی نعمتوں کا ﴿شُكْر﴾ ادا کرنے کا مطالبہ کیا گیا ہے

دنیا کے ناشکرے اور کافراؤں کا (Leader)، کفرانِ نعمت کے ذریعے اپنی قوم کے لیے دوزخ کے عذاب کا سبب بن

جاتے ہیں۔ شکر گزاروں سے مطالبہ کیا گیا کہ وہ نماز اور انفاق کے ذریعے اللہ کی نعمتوں کا شکر ادا کریں۔

زمین اور آسمان کی تخلیق، بارش کے ذریعے رزق کا انتظام، دریاؤں اور سمندروں کی تسخیر اور رات اور دن کی گردش کا

تذکرہ کر کے یہ حقیقت واضح کی گئی کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کی ضروریات کے مطابق ہر چیز کا اہتمام و انصرام کر رکھا ہے۔ اللہ کی نعمتوں کو شمار نہیں کیا جاسکتا، لیکن انسان بہت بڑا عالم اور بہت بڑا شکر ادا قہ ہوا ہے۔

﴿وَأَنْتُمْ مِنْ كُلِّ مَا سَأَلْتُمُوهُ، وَإِنْ تَعْلُوا نِعْمَتَ اللَّهِ لَا تُحْصُوهَا، إِنَّ الْإِنْسَانَ لَظَلُومٌ كَفَّارٌ﴾

7- آیات 35 تا 41: ساتویں پیرا گراف میں، تاریخ ابراہیمؑ سے شکر و تحید پر استدلال ہے۔

حضرت ابراہیمؑ نے جب مکہ کو آباد کیا اور جب اس وادی غیر ذی زرع میں حضرت ہاجرہ اور حضرت اسمعیلؑ کو ٹھہرایا تو اگلی نسلوں کے لیے کئی دعائیں کیں کہ انہیں بتوں کی پرستش سے محفوظ رکھا جائے۔ یہ نماز قائم کرنے والے بنیں اور لوگوں کے امام بن کر ان کی توجہ کا مرکز بن جائیں۔ انہیں رزق عطا کیا جائے کہ یہ تیرا شکر ادا کریں۔ خود حضرت ابراہیمؑ بھی انتہائی شکر گزار رہے بندے تھے۔ بڑھاپے میں حضرت اسمعیلؑ اور حضرت اسحاقؑ جیسی اولاد کے عطا کیے جانے پر اللہ کا شکر بجالاتے تھے۔ وہ اپنی اور اپنی نماز کے بارے میں بھی فکرمند تھے۔ وہ اپنی، اپنے والدین کی اور تمام اہل ایمان کی مغفرت کی دعائیں بھی کیا کرتے تھے۔

8- آیات 42 تا 52: آٹھویں اور آخری پیرا گراف میں، ﴿أُولَٰئِكَ الْأَنْبَاءُ﴾ یعنی عقل مندوں کو شرک چھوڑ کر خالص توحید اختیار کرنے کا مشورہ دیا گیا۔

قرآن کے بارے میں وضاحت کی گئی کہ یہ ایک واضح اعلان و ابلاغ ہے اور اس کا مقصد انسانیت کو خبردار کرنا ہے۔ ﴿هَذَا بَلَدٌ لِّلنَّاسِ، وَلِيُنْذَرُوا بِهِ، وَلِيَعْلَمُوا أَنَّ مَا هُوَ إِلَهُ، وَاحِدٌ﴾ وَلِيَذَّكَّرَ أُولَٰئِكَ الْأَنْبَاءُ۔

رسول اللہ ﷺ کو ہدایت کی گئی کہ وہ لوگوں کو قیامت کے دن کی آفت سے خبردار کریں ﴿وَأَنذِرِ النَّاسَ يَوْمَ يَأْتِيهِمُ الْعَذَابُ﴾۔ روز قیامت کا نقشہ کھینچا گیا اور کافرین و ظالمین کی ندامت اور شرمساری پر مشتمل جملے نقل کیے گئے اور بتایا گیا کہ وہ زنجیروں میں جھکڑے ہوئے ہوں گے۔ ان کے لباس تار کول کے ہوں گے۔ ان کے چہروں کو آگ ڈھانپ لے گی۔ تاریخ گواہی دیتی ہے کہ کافروں نے بہت سی چالیں چلیں، ایسی زبردست چالیں تھیں کہ پہاڑ بھی اپنی جگہ سے سرک جاتے، لیکن رسولوں نے ثابت قدمی کا مظاہرہ کیا۔ رسولوں سے کیے گئے اللہ کے تمام وعدے پورے ہو کر رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ غالب اور زبردست ہے، وہ ظالم و کافر مشرکین سے انتقام لینے پر قادر ہے۔

سورت کا آغاز اور اختتام قرآن کے تعارف اور اس کے مقصد نزول پر ہوا ہے۔

مرکزی مضمون

بنی اسرائیل ناشکرے تھے، جب کہ حضرت ابراہیمؑ "شکر گزار۔ جذبہ شکر کے نتیجے ہی میں انسان توحید کا راستہ اختیار کر سکتا ہے۔ دعوت توحید فطرت کے عین مطابق ہے، جس کی جڑیں قلب و روح میں گہری اور جس کی ثمر دار شاخیں آسمانوں میں بلند ہیں۔

انسان کو ﴿قرآن مجید﴾ کے انداز کی روشنی میں ﴿اَیَّامُ اللّٰہ﴾ سے عبرت حاصل کر کے، کفر، ناشکری اور کفرانِ نعمت کا رویہ ترک کر کے ﴿توحید و شکر﴾ کا رویہ اختیار کرنا چاہیے۔



خلیل الرحمن چشتی کی مقبول کتابیں

عربی زبان کے قواعد آسان اور سلیس انداز میں

قواعد زبان قرآن

حصہ اول اور حصہ دوم

پانچواں ایڈیشن شائع ہو چکا ہے۔

مدرس قرآن کی ضرورت

درس قرآن کی تیاری کیسے؟

پانچواں ایڈیشن شائع ہو چکا ہے۔

تاریخ روایت حدیث اور اصلاحات حدیث کو سمجھنے کے لیے

حدیث کی اہمیت و ضرورت

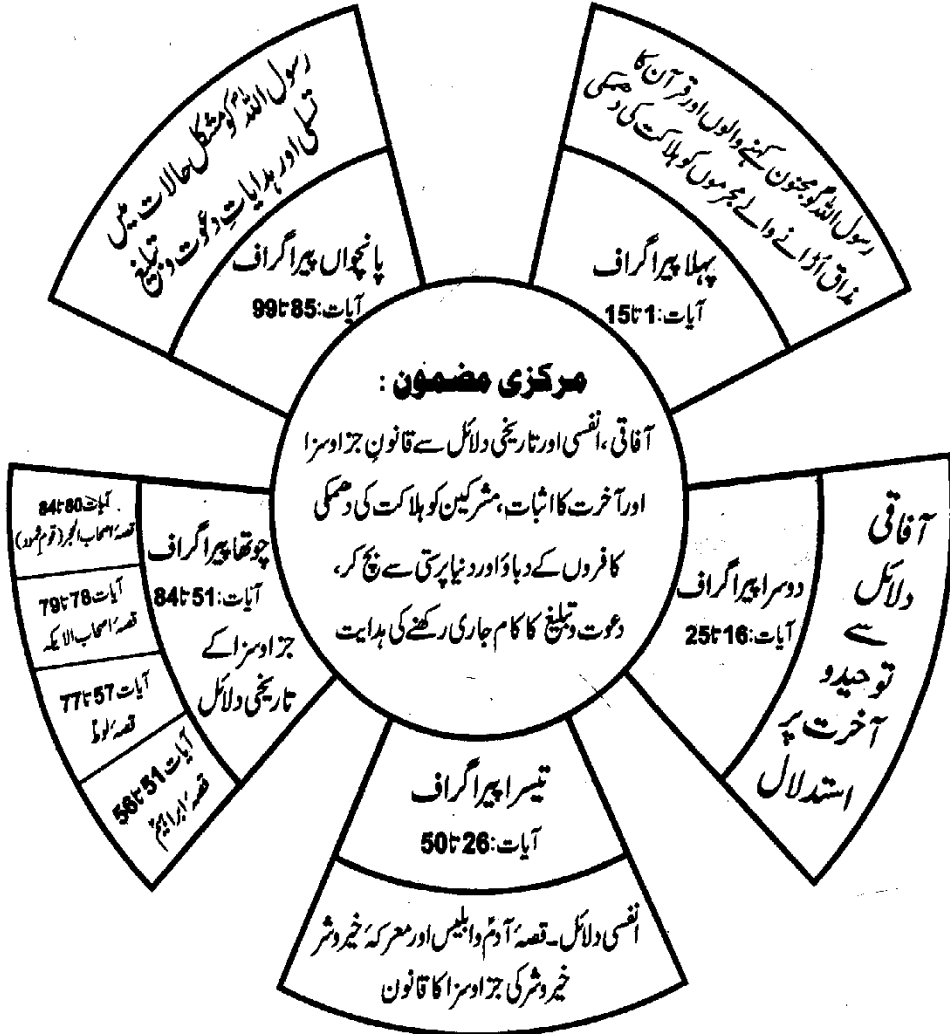
مقبول عام کتاب کانواں ایڈیشن الحمد للہ شائع ہو گیا ہے۔

ترتیبی نقشہ ربط

نظم جلی

15- سُورَةُ الْحَجَر

آیات : 99 مکیہ پیرا گراف : 5



زمانہ نزول

غالباً 11 یا 12 نبوی میں، نازل ہوئی۔ جب رسول اللہ ﷺ پر ﴿مَجْنُون﴾ اور مسکور کرنے کے الزامات کا چرچا عام تھا اور مخالفت اپنی شدت پر تھی۔ قریشی لیڈر اللہ کے ﴿ذکر﴾ قرآن کو پاگل پن قرار دے رہے تھے۔
﴿وَكَايَئُهَا الَّذِي نَزَّلَ عَلَيْهِ الذِّكْرُ إِنَّكَ لَمَجْنُونٌ﴾ (آیت: 6)۔

استہزا اور تمسخر سے کام لینے والے قریش کے لیڈروں کو قوم لوط، اصحاب الایکہ اور اصحاب البحر کی ہلاکت سے ڈرایا گیا ہے۔ سورۃ الحجر میں رسول اللہ ﷺ کے لیے تسلی بھی ہے کہ چند سالوں کے اندر اندر یہی لیڈر اپنے رویوں پر نادم ہوں گے اور ان کی زبانوں پر ہوگا:

”کاش مسلمان ہو جاتے“ ﴿لَوْ كُنَّا مُسْلِمِينَ﴾۔ یہ پیش گوئی دو (2) ہجری میں بڑے بڑے لیڈروں کی ہلاکت اور آٹھ ہجری میں فتح مکہ کی صورت میں پوری ہوئی۔

سورت ﴿الحجر﴾ کا زیادہ تر حصہ، سورۃ ابراہیم کے بعد رسول اللہ ﷺ کے قیام مکہ کے چوتھے اور آخری دور (11 تا 13 نبوی) میں نازل ہوا۔ بعض آیات غالباً اعلان عام کے وقت نازل ہوئیں۔
جیسے: ﴿فَاُصْدِعْ بِمَا تَوَمَّرُ﴾ (آیت: 94)۔

سورۃ الحجر کا کتابی ربط

- 1۔ پچھلی سورت ﴿ابراہیم﴾ میں ﴿اَيَّامُ اللّٰهِ﴾ کا اجمالی ذکر تھا۔ یہاں سورۃ ﴿الحجر﴾ میں ابلیس لعین کی پیروکار ﴿مجرم﴾ قریشی قیادت کے استہزاء پر قوم لوط، اصحاب الایکہ اور اصحاب البحر (شمود) کی ہلاکت کے تفصیلی تذکرے سے فہمائش کی گئی ہے۔
- 2۔ اگلی سورت ﴿نحل﴾ میں قریش کی مجرم قیادت اور رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کی صالح قیادت کا موازنہ کیا گیا ہے۔ دونوں سورتوں کے آخر میں دعوت و تبلیغ کے آداب بیان کر کے مسلمانوں کو تسلی دی گئی ہے اور ہدایات سے نوازا گیا ہے۔

اہم کلیدی الفاظ اور مضامین

- 1۔ ﴿سورۃ الحجر﴾ میں ہلاکت اقوام کے سلسلے میں چار (4) باتیں بیان کی گئی ہیں۔
(a) ہلاکت اقوام کا ایک وقت مقرر ہے۔ ﴿اَجَلٌ﴾ آجانے کے بعد وقت کو آگے بچھے نہیں کیا جاتا (آیات: 4، 5)
﴿وَمَا اَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍ اِلَّا وَكُنَّا بِهَا مُعْلُوْمٌ﴾ ۝ مَا تَسْبِقُ مِنْ اَمْرِ اَجَلِهَا وَمَا

يَسْتَأْخِرُونَ ﴿

(b) 2,500 قبل مسیح میں اصحابِ الحجر (قوم ثمود) نے رسولوں کی تکذیب کی، جب اللہ نے ﴿الصَّيْحَةَ﴾ کے ذریعے انہیں ہلاک کیا تو ان کی کمائی ان کے کسی کام نہ آئی۔

﴿لَا خَلْدَ لَهُمُ الصَّيْحَةُ مُصْبِحِينَ ۝ لَمَّا أَغْنَىٰ عَنْهُمْ مَا كَانُوا يَكْسِبُونَ﴾
(آیات: 83، 84)

(c) 2,100 قبل مسیح میں قوم لوطؑ کو ہلاک کیا گیا۔ یہ ہم جنس پرست تھے۔ اللہ تعالیٰ نے بہتی کو اوندھا کر دیا اور ان پر پتھروں سے بارش کی۔ اس پر تبصرہ کیا گیا کہ اس واقعہ میں عقل مندوں کے لیے عبرت کا سامان موجود ہے ﴿فَجَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا، وَآمَطْنَا عَنْهُمْ حِجَارَةً مِّنْ سِجِّيلٍ ۝ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّلْمُتَوَسِّمِينَ﴾ (آیت: 75)۔

(d) 1,400 قبل مسیح میں اصحابِ الایکہ ﴿قوم شعیب﴾ کو ہلاک کیا گیا۔ یہ ایک عالم قوم تھی۔ اللہ نے ان سے انتقام لیا۔

﴿وَإِنْ كَانَ أَصْحَبُ الْأَيْكَةِ ظَالِمِينَ ۝ فَانقَمْنَا مِنْهُمْ وَإِنَّهُمَا لَبِإِمَامٍ مُّبِينٍ﴾
(آیات: 78، 79)

2۔ سورۃ الحجر میں یہ وضاحت کی گئی کہ قرآن کسی ﴿مجنون﴾ کا کلام نہیں ہے، بلکہ صاف پڑھی جانے والی ایک کتاب ہے اور یہ ایک زندہ معجزہ ہے۔

(a) ﴿الرَّيْلُكَ أَيْتُ الْكِتَابِ وَقُرْآنٍ مُّبِينٍ﴾ (آیت: 1)۔

(b) اس ﴿قرآن﴾ کا مذاق اڑانے والوں کو صاف صاف بتا دیا گیا کہ خالق کائنات نے اس ﴿ذکر﴾ کو نازل کیا ہے اور وہی اس کی حفاظت کرے گا۔ یہ کسی پاگل اور مجنون کی گفتگو نہیں کہ مٹ جائے گی ﴿إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ﴾ (آیت: 9)۔

3۔ سورۃ الحجر میں رسول اللہ ﷺ کو تسلی دی گئی کہ آپ پہلے رسول نہیں ہیں، جن کا ﴿استہزاء﴾ اور مذاق اڑایا جا رہا ہے، بلکہ ماضی میں جتنے رسول بھی گزرے ہیں ان سب کا مذاق اڑایا گیا۔

(a) ﴿وَمَا يَأْتِيهِمْ مِّنْ رَسُولٍ إِلَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِءُونَ﴾ (آیت: 11)۔

(b) رسول اللہ ﷺ کو تسلی دی گئی کہ مذاق اڑانے والوں کے مقابلے میں آپ کی حمایت کے لیے اللہ تعالیٰ کی ذات کافی ہے۔ ﴿إِنَّا كَفَّيْنَاكَ الْمُسْتَهْزِئِينَ﴾ (آیت: 95)۔

4۔ سورۃ الحجر میں ﴿مجرمین﴾ کا لفظ بھی اہمیت کا حامل ہے۔ ﴿مجرم﴾ قومیں رسولوں کا مذاق اڑاتی ہیں، انہیں

﴿مجنون﴾ قرار دیتی ہیں۔ یہ ایمان نہیں لاسکتے۔

(a) ﴿كَذَلِكَ نَسْلُكُهُ فِي قُلُوبِ الْمُجْرِمِينَ﴾ (آیت: 12)

(b) حضرت ابراہیم کو بیٹے کی بشارت دینے والے فرشتے ﴿مجرم﴾ قوم لوطؑ کو ہلاک کرنے کے لیے بھیجے گئے تھے۔

﴿قَالُوا إِنَّا أُرْسِلْنَا إِلَىٰ قَوْمٍ مُّجْرِمِينَ﴾ (آیت: 58)۔

5۔ سورۃ الحجر میں اس کرۃ الارض کے بارے میں یہ عجیب و غریب وضاحت کی گئی کہ اللہ تعالیٰ نے اس میں ہر قسم کی چیزیں ایک خاص تناسب کے ساتھ لگائیں۔ زمین کا ہر ذرہ اور ہر غصہ ﴿موزون﴾ یعنی وزن شدہ (weighted) ہے۔

﴿وَالْأَرْضُ مَدَدْنَاهَا، وَالْقَبْأَ فِيهَا رَوَّاسِي، وَأَنْبَتْنَا فِيهَا مِنْ كُلِّ شَيْءٍ مَّوْزُونٍ﴾ (آیت: 19)

6۔ یہ عجیب و غریب انکشاف بھی کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ اپنے بے حد و حساب خزانوں میں سے ایک مقررہ مقدار

﴿قَدَرٌ مَّعْلُومٌ﴾ ہی نازل فرماتا ہے یہ بھی اللہ تعالیٰ کی حکمت کا بین ثبوت ہے۔

﴿وَلَنْ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا عِنْدَنَا خَزَآئِنُهُ، وَمَا نُنَزِّلُهُ إِلَّا بِقَدَرٍ مَّعْلُومٍ﴾ (آیت: 21)۔

7۔ سورۃ الحجر میں ﴿غَاوِينَ﴾ یعنی بیکے ہوئے لوگوں اور ابلیس کے دام سے بچنے والے ﴿مُتَّقِينَ﴾ کا موازنہ ہے۔

(a) بیکے ہوئے لوگ ابلیس لعین کی پیروی کرتے ہیں۔ اللہ کے نیک و فادار بندوں پر ابلیس کا زور نہیں چل سکتا۔

﴿إِنَّ عِبَادِي لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطَنٌ إِلَّا مَنْ اتَّبَعَ مِنَ الْغَاوِينَ﴾ (آیت: 42)۔

(b) گستاخ ابلیس کا چیلنج تھا کہ وہ زمین پر تمام لوگوں کو بہکائے گا اور دنیا کو خوشنما اور پرکشش بنا کر دکھائے گا۔

﴿قَالَ رَبِّ بِمَا أَغْوَيْتَنِي، لَآ زَيْنَ لَهُمْ فِي الْأَرْضِ، وَلَا غَوِيَنَّهُمْ أَجْمَعِينَ﴾

(آیت: 39)

سورۃ الحجر کا نظم جلی

سورۃ الحجر پانچ (5) پیرا گرافوں پر مشتمل ہے۔

1- آیات 1 تا 15: پہلے پیرا گراف میں، رسول اللہ ﷺ کو ﴿مجنون﴾ کہنے والوں اور قرآن مجید کا مذاق اڑانے والے ﴿مجرموں﴾ کو ہلاکت کی دھمکی ہے اور غلبہ اسلام کی بشارت بھی ہے۔

قرآن مجید کے بارے میں بتایا گیا کہ یہ ایک صاف پڑھی جانے والی کتاب ہے۔ کسی مجنون کی باتیں نہیں۔ یہ اللہ کا ذکر ہے، جس کی اللہ تعالیٰ حفاظت فرمائے گا ﴿وَإِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ﴾ (آیت: 9)۔

قرآن مجید اور رسول اللہ ﷺ کا مذاق اڑانے والے بہت جلد پچھتائیں گے اور کہیں گے کاش مسلمان ہو جاتے! ﴿رُبَّمَا يَوَدُّ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْ كَانُوا مُسْلِمِينَ﴾ (آیت: 3)۔ انہیں ﴿مجرم﴾ کہا گیا اور ان کی ضد پر روشنی ڈالی گئی

کہ اگر ہم آسمان کا کوئی دروازہ کھول کر، میٹھی لگا دیتے اور یہ چڑھنے لگتے، تب بھی اللہ کے کلام کو جادو کہتے اور انبیاء کے معجزات کے بارے میں کہتے کہ ہماری آنکھوں میں نشہ پیدا کر دیا گیا ہے، بلکہ ہم ﴿مُحَرِّمُونَ﴾ کر دیے گئے ہیں (آیت: 15)۔

2- آیات 16 تا 25: دوسرے پیرا گراف میں، توحید کے ﴿آفاقی دلائل﴾ پیش کیے گئے ہیں۔

آسمان، زمین اور پہاڑوں کا پیدا کرنے والا اللہ ہی ہے (جس نے قرآن نازل کیا ہے) پھر بادلوں اور بارشوں کے نظام کے ذریعے مردہ زمین کو زندہ کرنے کی قدرت سے امکانِ آخرت پر استدلال کیا گیا ہے۔ اللہ نے اس زمین پر، ہر چیز نفی ملی مقدار میں اگائی ہے۔ ﴿وَأَنْبَتْنَا فِيهَا مِنْ كُلِّ شَيْءٍ مَوْزُونٍ﴾ (آیت: 19) اللہ تعالیٰ ہی نے اسبابِ معیشت فراہم کیے ہیں۔ اللہ کے خزانے لامحدود ہیں، لیکن وہ اپنی حکمت کے ساتھ ایک مقررہ مقدار ہی نازل فرماتا ہے۔

﴿وَلَنْ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا عِنْدَنَا خِزْيَانٌ وَمَا نُنْزِلُهُ إِلَّا بِقَدَرٍ مَعْلُومٍ﴾

اللہ تعالیٰ ہی حاملہ ہواؤں ﴿الْكَرْبَاحِ لَوَاقِعٍ﴾ کو بھیج کر بادلوں کے ذریعے زمین کو سیراب کرتا ہے۔ وہی آسمان میں پانی کے خزانوں کا ذخیرہ کرتا ہے اور بارش کے ذریعے مردہ زمین کو سرسبز و شاداب کر دیتا ہے۔ اسی طرح روزِ قیامت تمام مردوں کو زندہ کرے گا وہ عظیم و حکیم ہے۔ قیامت کا دن، اللہ کی حکمتِ عدل اور صفیٰ علم کا آئینہ دار ہوگا۔

3- آیات 26 تا 50: تیسرے پیرا گراف میں، توحید کے افسی دلائل ہیں۔ قصہٴ آدمؑ والیسیں اور معرکہٴ خیر و شر بیان کر کے، خیر و شر کی جزا و سزا کا قانون بتایا گیا ہے۔ بے لگام ”بکے ہوئے“ ﴿غَاوِينَ﴾ اور ہدایت یافتہ ﴿مُتَّقِينَ﴾ کا انجام مختلف ہوگا

انسانوں اور جنات دونوں کو آزادی اختیار عطا کی گئی ہے۔ انسان کی تخلیق مٹی کے سوکھے گارے سے کی گئی ہے۔ جنات کو پہلے آگ سے پیدا کیا گیا تھا۔ ایک جن الیسیں نے اپنی آزادی کا غلط استعمال کیا۔ آدمؑ کو سجدہ کرنے سے انکار کیا اور گستاخی کی کہ میں زمین پر لوگوں کو دنیا کی زینت میں الجھا کر گمراہ کرنے کی کوشش کروں گا۔ اللہ تعالیٰ نے بتا دیا کہ میرے خاص بندوں پر تیرا زور نہیں چلے گا۔ وہ توحید کی صراطِ مستقیم پر ڈٹے رہیں گے، البتہ ﴿غَاوِينَ﴾ ”بکے ہوئے لوگ“ تیری پیروی کریں گے۔ ان کے لیے دوزخ کا عذاب ہوگا۔

﴿غَاوِينَ﴾ کے مقابلے میں، الیسیں کی پیروی سے بچنے والے ﴿مُتَّقِينَ﴾ ہوں گے۔ ان کے لیے باغات اور چشمے ہوں گے۔ مسلمانوں کی باہمی کدورتیں جنت میں دور کر دی جائیں گی۔ وہاں وہ بھائی بھائی بن کر ابدی نعمتوں سے سرفراز ہوں گے۔

آخر میں انسانوں کو اللہ تعالیٰ کی صفات سے مطلع کیا گیا کہ وہ ﴿غَاوِينَ﴾ کو دردناک عذاب سے دوچار کرے گا اور ﴿مُتَّقِينَ﴾ کے لیے غفور و رحیم ثابت ہوگا۔

﴿نَبِيُّ عِبَادِي أَنِّي أَنَا الْغَفُورُ الرَّحِيمُ ۝ وَأَنَّ عَذَابِي هُوَ الْعَذَابُ الْأَلِيمُ﴾

4- آیات 51 تا 84: چوتھے پیرا گراف میں، جزا و سزا کے تاریخی دلائل بیان کیے گئے ہیں۔

تاریخ گواہ ہے کہ پہلے اصحاب الحجر ﴿قوم ثمود﴾ کو، پھر قوم لوط کو اور پھر اصحاب الایکہ یعنی قوم شعیب کو ہلاک کیا گیا۔ مجرموں کو سزا دی گئی اور متقین کو بچا لیا گیا۔

(a) سب سے پہلے بتایا گیا کہ جو فرشتے حضرت ابراہیم کو بڑھا پے میں بیٹے کی بشارت دینے کے لیے آئے تھے، وہی فرشتے حضرت لوط کی قوم کو ہلاک کرنے پر مامور تھے۔ ثابت کیا گیا کہ تاریخ میں جزا اور سزا دونوں کا سبق موجود ہے۔ حضرت ابراہیمؑ نے حیرت کا اظہار کیا کہ مجھے بڑھا پے میں اولاد کیسے ہو سکتی ہے؟ انہیں بتایا گیا کہ مایوسی کی ضرورت نہیں، صرف گمراہ لوگ ہی اپنے رب کی رحمت سے مایوس ہوا کرتے ہیں ﴿فَلَا تَكُن مِّنَ الْقَاسِطِينَ﴾۔

حضرت ابراہیمؑ نے فرشتوں سے پوچھا کہ اب کیا ہم درپیش ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ اب ہم ایک ﴿مجرم﴾ قوم کو ہلاک کرنے پر مامور ہیں۔ قوم لوط، ایک بدکار اور مجرم قوم تھی۔ فرشتے ان کے پاس انسانی شکل میں پہنچے۔ وہ مہمانوں کے درپے تھے۔ حضرت لوط نے ہر چند سمجھایا کہ قوم کی یہ لڑکیاں ہیں، ان سے تمہارا نکاح ہو سکتا ہے، لیکن وہ مردوں کے مطلب گار تھے۔ انہوں نے حضرت لوط کو دھمکی دی کہ دوسروں کے معاملات میں مداخلت مت کرو۔ ان پر بدکاری کا جھوٹ سوار تھا۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں کئی قسم کے عذاب (Multiple Means) سے ہلاک کیا۔ ایک دھماکے ﴿الصَّبْحَةُ﴾ کے بعد، پوری بستی کو اوندھا کر کے ان پر مٹی کے پتھروں کی بارش کی گئی۔

﴿فَاَخَذْنَاهُمُ الصَّبْحَةَ مُمْسِقِينَ ۝ فَجَعَلْنَا عَلَیْهَا سَافِلَهَا ۝ وَاَمْطَرْنَا عَلَیْهِمْ حِجَابًا ۝ فَنَسِیَ سَبِيلَ﴾۔ آخر میں تبرہ کیا گیا کہ ﴿مُتَوَسِّمِينَ﴾ یعنی صاحب فراست لوگوں کے لیے، اس واقع میں اللہ تعالیٰ کے قانون جزاء و سزا کا درس موجود ہے۔ (آیات: 51 تا 77)

(b) ﴿اَصْحَابُ الْاَیْکَةِ﴾ کی ہلاکت کا قصہ: اس کے بعد حضرت شعیب کی قوم ﴿اَصْحَابُ الْاَیْکَةِ﴾ کا ذکر کیا گیا جو ظالم تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اس قوم سے بھی انتقام لیا۔ ﴿اَیْکَةُ﴾ شہر تبوک کا قدیم نام ہے۔ ﴿اصحاب مدین﴾ اور ﴿اصحاب الایکہ﴾ کا علاقہ بھی، قوم لوط کے علاقے کی طرح، مکے سے فلسطین جاتے ہوئے راستے میں پڑتا ہے۔

(c) ﴿اَصْحَابُ الْحِجْرِ﴾ کی ہلاکت کا قصہ: اس کے بعد حضرت صالحؑ کی قوم کی ہلاکت کا ذکر کیا گیا۔ انہیں ثمود بھی کہا جاتا ہے اور ﴿اَصْحَابُ الْحِجْرِ﴾ بھی۔ قوم ثمود نے بھی پیغمبروں کو جھٹلایا۔ یہ پہاڑوں کو تراش کر مکان بنایا کرتے تھے۔ بے خوف اور مطمئن تھے۔ صبح ایک ﴿الصَّبْحَةُ﴾ دھماکے نے انہیں آیا۔ (آیات: 80 تا 84)

5- آیات 85 تا 99: پانچویں اور آخری پیرا گراف میں، رسول اللہ ﷺ کو الزام تراشی اور استہزاء کے مشکل حالات میں تسلی دی گئی اور صبر کی ہدایات دے کر دعوت و تبلیغ کے آداب بیان کیے گئے۔

- (a) مخالفین سے شریفانہ، درگزر کرنا چاہیے۔ ﴿فَاَصْفَحْ الصَّفْحَ الْجَمِيلَ﴾ (آیت: 85)۔
- (b) اس متاع دنیا کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھنا چاہیے! جو ہم نے اور لوگوں کو عطا کی ہے۔
- ﴿لَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ إِلَىٰ مَا مَتَّعْنَا بِهِ أَزْوَاجًا مِنْهُمْ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ﴾ (آیت: 88)
- (c) مومنین کے ساتھ نرمی سے کام لینا چاہیے ﴿وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِلْمُؤْمِنِينَ﴾ (آیت: 88)۔
- (d) دعوت کا علی الاعلان اظہار کرنا چاہیے ﴿فَاَصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ﴾ (آیت: 94)۔ جس طرح اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ پر قرآن نازل کیا ہے، اسی طرح بنی اسرائیل پر تورات کو نازل کیا گیا تھا۔ لیکن یہودیوں نے اپنے قرآن (یعنی تورات) کے کلمے کر دیئے۔ ایک حصہ چھپاتے دوسرا ظاہر کرتے۔
- (e) مشرکوں کی بالکل پروا نہیں کرنی چاہیے ﴿وَاعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِينَ﴾ (آیت: 94)۔
- (f) مخالفین کی دل آزار باتوں پر اپنے دل کو تنگ نہیں کرنا چاہیے! ﴿يَضِيقُ صَدْرُكَ بِمَا يَقُولُونَ﴾ (آیت: 97)
- (g) حمد کے ساتھ تسبیح اختیار کرتے ہوئے سجدہ بجالانا چاہیے۔
- ﴿كَسَبَحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَكُنْ مِنَ السَّاجِدِينَ﴾ (آیت: 98)۔
- (h) آخری گھڑی یعنی موت تک (ثابت قدمی کے ساتھ) اللہ کی عبادت و اطاعت کرنی چاہیے۔
- ﴿وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتَّىٰ يَأْتِيَكَ الْيَقِينُ﴾ (آیت: 99)۔

مرکزی مضمون

الزامات اور استہزاء کے ماحول میں آفاقی، انسانی اور تاریخی دلائل کے ذریعے، کافروں کے دہاؤ اور دنیا پرستی سے بچ کر، عقیدہ توحید اور عقیدہ آخرت پر مشتمل قرآنی دعوت کے کام کو جاری رکھنا چاہیے۔

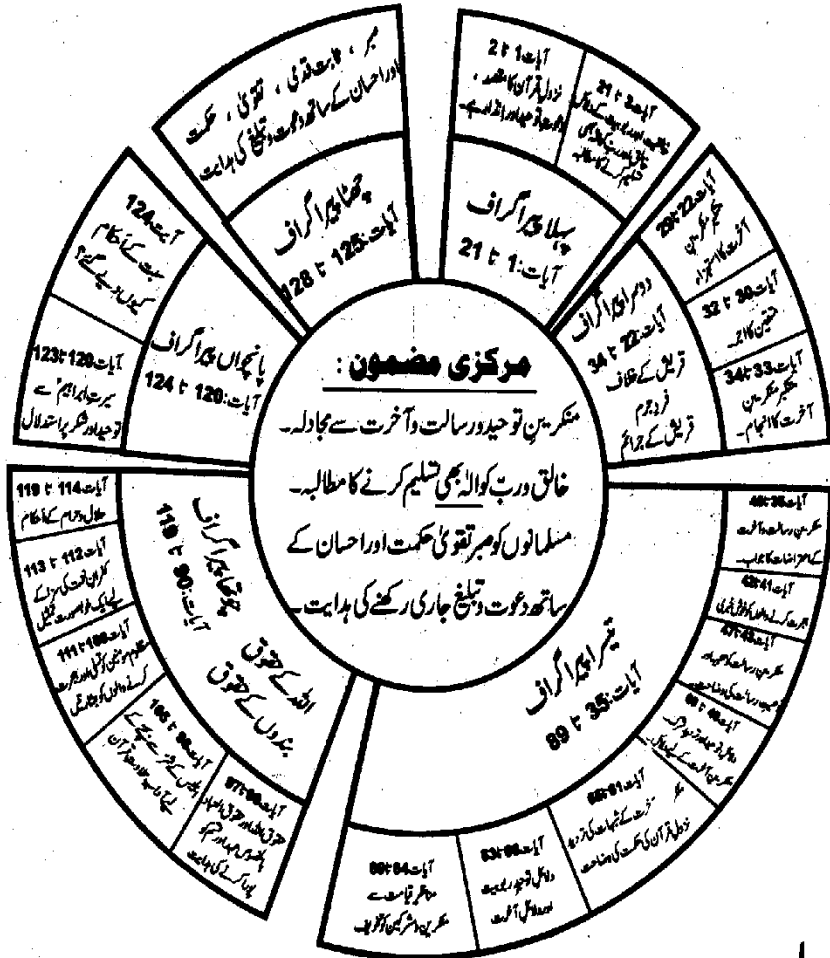


ترتیبی نقشہ ربط

تنظیم جلی

16- سُورَةُ النَّحْلِ

آیات : 128 مَكِّيَّةٌ پیرا گراف : 6



زمانہ نزول:

سورت ﴿النحل﴾ رسول اللہ ﷺ کے قیام مکہ کے آخری دور (غالباً 12 نبوی) میں، قحط کے اختتام پر، ہجرت مدینہ سے پہلے نازل ہوئی، چنانچہ اس سورت میں، مظلوم صابر متوکل مسلمانوں کے لیے ہجرت کی ترغیب ہے۔ بعض آیات دور قحط یعنی سات نبوی میں نازل ہوئیں۔ بعض آیات دور تشدد میں نازل ہوئیں، جیسے آیت نمبر 106 کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ یہ حضرت عمار بن یاسرؓ کے بارے میں نازل ہوئی تھی (ابن ہشام)، جس میں مسلمانوں کو رخصت دی گئی کہ وہ ایمان پر قلبی ثابت قدمی کے ساتھ، جان بچانے کے لیے زبان سے کلمہ رکفر بھی ادا کر سکتے ہیں۔

سورت کی خصوصیات

- 1- سورت کے آغاز میں توحید خالقیت کے دلائل ہیں، پھر رسالت کی غرض و غایت ﴿أَنِ اعْبُدْ اللَّهَ وَاجْتَنِبُوا الشُّعُوطَ﴾ بتائی گئی، یعنی تمام رسولوں کو اللہ کی بندگی اور اطاعت اختیار کرنے اور اپنے وقت کی طاغوتی سرکش قیادت سے بچنے کا حکم دیا گیا ہے (آیت: 36)۔
- 2- اس سورت میں فرشتوں کی اُلُوہیت کا رد بھی ہے (آیت: 57)۔
- 3- اس سورت میں مسلم قیادت اور مشرک قیادت کا تقابل بھی موجود ہے اور مشرک قیادت کے خلاف فرد جرم (Charge sheet) بھی۔
- 4- سورۃ النحل سورۃ الانعام سے پہلے نازل ہوئی، ایسا لگتا ہے کہ یہ اس کی تمہید ہے، چنانچہ مدینے میں اسلامی معاشرے کے قیام کے لیے حلال و حرام کے ابتدائی احکام (آیات: 115 اور 116)، عدل و احسان کی تعلیم (آیت: 90) اور عہد و پیمان کی پاسداری کا سبق بھی دیا گیا ہے۔

سورۃ النحل کا کتابی ربط

- 1- پچھلی سورت سورۃ الحجۃ ﴿الحجۃ﴾ میں ﴿مُسْتَهْزِئِينَ اور مُجْرِمِينَ﴾ کی ہلاکت کا ذکر تھا، یہاں اس سورت ﴿النحل﴾ میں قریش کی مشرک اور مغرور قیادت کے ﴿مُسْتَكْبِرِينَ﴾ کا تذکرہ ہے۔
- 2- سورۃ النحل میں ہجرت مدینہ کی پیش گوئی بھی ہے اور فضیلت بھی (آیات 41 اور 110) اگلی سورت ﴿بنی اسرائیل﴾ میں باقاعدہ طور پر ہجرت کی دعا سکھائی گئی ہے۔ (آیات 80 اور 81)۔
- 3- تورات کے احکام عشرہ کی طرح آخری امت کو احکام دیے گئے ہیں، تاکہ مدینہ متورہ میں ایک اسلامی معاشرت اور اسلامی ریاست کی بنیاد رکھی جاسکے۔

اہم کلیدی الفاظ اور مضامین

- 1- توحید خالقیت کے دلائل: سورۃ النحل میں توحید خالقیت کو ثابت کرنے کے لیے جو دلائل آئے ہیں، ان پر غور فرمائیے۔
- (a) اللہ تعالیٰ آسمانوں اور زمین کا ﴿خَالِقُ﴾ ہے، لہذا کسی ﴿مَخْلُوقِ﴾ کو ﴿خَالِقِ﴾ کا درجہ دے کر شرک نہیں کیا جاسکتا۔ ﴿وَخَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ تَعَالٰی عَمَّا يُشْرِكُوْنَ﴾ (آیت: 3)۔
- (b) اللہ تعالیٰ نے انسان کو نطفے سے ﴿تَخْلِیْقِ﴾ کیا ہے، لہذا انسان کو اپنے ماضی پر غور کر کے اپنے موجودہ خاصمانہ رویے کو ترک کرنا چاہیے۔
- ﴿وَخَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ فَاِذَا هُوَ خَصِيْمٌ مُّبِيْنٌ﴾ (آیت: 4)۔

(c) اللہ تعالیٰ منفعت بخش موبیشیوں کا بھی ﴿خالق﴾ ہے، لہذا ﴿خالق﴾ ہی شکر اور عبادت کا مستحق ہو سکتا ہے۔

﴿وَالْأَنْعَامَ خَلَقَهَا لَكُمْ فِيهَا دِفْءٌ وَمَنْافِعُ وَمِنْهَا تَأْكُلُونَ﴾ (آیت: 5)۔

(d) اللہ تعالیٰ نے زینت اور سواری کے لیے گھوڑوں، خچروں اور گدھوں کو ﴿خالق﴾ کیا ہے، اللہ تعالیٰ مستقبل میں

بھی ایسی چیزیں ﴿خالق﴾ کرتا رہے گا، جنہیں ہم نہیں جانتے۔ (آیت: 8)

﴿وَالنَّعِیْلَ وَالْبِہَالِ وَالْعَمِیْرَ لِعَرَاتِهِمْ وَزِينَةً وَتَعْلَمُونَ﴾

(e) اللہ تعالیٰ کے علاوہ جنہیں یہ لوگ پکارتے ہیں، وہ کچھ بھی ﴿خالق﴾ نہیں کر سکتے، بلکہ وہ خود ﴿مخلوق﴾ ہیں۔

﴿وَالَّذِیْنَ یَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ لَا یَخْلُقُوْنَ شَیْئًا وَهُمْ یُخْلَقُونَ﴾ (آیت: 20)

(f) اللہ تعالیٰ کی ﴿خالق﴾ کی ہوئی ہر چیز کے سائے بھی، اللہ کو عاجزی سے سجدہ کرتے ہیں۔

﴿اَوَلَمْ یَسْأَلُوْا اِلٰی مَا خَلَقَ اللّٰهُ مِنْ شَیْءٍ یَّتَقٰیوْا ظِلُّهُ عَنِ الشَّمْسِ اِذَا رَزَقُوْا مِنْهُ فَیَسْأَلُوْا اَللّٰهُ یَسْأَلُ عَنْ سِرِّہِمْ﴾ (آیت: 48)۔

(g) اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو کچھ اس طرح ﴿خالق﴾ کیا ہے کہ انہیں موت دی جاتی ہے، بعض ارڈل العر کی طرف لوٹا دیے جاتے ہیں کہ جاننے کے بعد کچھ نہ جانیں، لہذا اثابت ہوا کہ ﴿خالق﴾ ہی موت دیتا ہے اور وہی حافظے کو چھین سکتا ہے۔ وہی کلی اختیارات کا مالک ہے۔

﴿وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ ثُمَّ یَعُوْذُ بِكُمْ وَرَمٰنُکُمْ مِّنْ یُّرَدُّ اِلٰی اَرْدٰلِ الْعُمْرِ لَیْکُمْ لَا یَعْلَمَ بَعْدَ عِلْمٍ شَیْئًا اِنَّ اللّٰہَ عَلِیْمٌ قَدِیْرٌ﴾ (آیت: 70)۔

(h) اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو فرما پروردار رکھنے کے لیے اپنی ﴿خالق﴾ کردہ چیزوں میں سے سائے بنائے، پہاڑوں میں پناہ گاہیں بنائیں، گرمی اور جنگ کی آفتوں سے بچانے والے لباس بنائے۔ لہذا انسان کو چاہیے کہ وہ اللہ کو خالق مان کر اس کا مسلم اور مطیع فرمان بن جائے۔

﴿وَاللّٰهُ جَعَلَ لَکُمْ مِمَّا خَلَقَ ظِلًّا وَجَعَلَ لَکُم مِّنَ الْجِبَالِ اُكُنَانًا وَجَعَلَ لَکُم سَرَابِیْلَ تَقِیْکُمُ الْحَرَّ وَسَرَابِیْلَ تَقِیْکُمُ بَاسَکُمْ کَذٰلِکَ یُتِمُّ نِعْمَتَہٗ عَلَیْکُمْ لَعَلَّکُمْ تُسَلِّمُونَ﴾ (آیت: 81)۔

(i) حاصل کلام: انسان اگر غور و فکر سے کام لے تو اس سوال کے جواب کو حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائے گا کہ جو ﴿خالق﴾ کر سکتا ہے، کیا وہ ﴿خالق﴾ کی صلاحیت نہ رکھنے والے کے برابر ہو سکتا ہے؟ یعنی کیا ﴿خالق﴾ اور ﴿غیر خالق﴾ یعنی خالق اور مخلوق برابر ہو سکتے ہیں؟ لہذا انسان کو چاہیے کہ وہ ﴿خالق﴾ اور ﴿مخلوق﴾ کے

فرق کو سمجھ کر خالص توحید اختیار کرے۔ مخلوق کو خدا بنا کر اللہ کے ساتھ شرک نہ کرے ﴿اَلَمْ نَبْخَلُقْكُمْ لَآ يَخْلُقْ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ﴾ (آیت: 17)۔

2- توحید ربوبیت، توحید الوہیت اور توحید حاکمیت کے دلائل:

سورۃ النحل میں توحید کو ثابت کرنے کے لیے مختلف قسم کے دیگر ﴿دلائل﴾ بھی دیے گئے ہیں، جنہیں ﴿آیت﴾ اور ﴿آیات﴾ کا نام دیا گیا ہے اور انسان سے غور و فکر کا مطالبہ کیا گیا ہے، تاکہ وہ اللہ کو ﴿خالق﴾ مان کر ﴿توحید خالقیت﴾ کا، اللہ کو ﴿رب﴾ مان کر ﴿توحید ربوبیت﴾ کا، اللہ کو ﴿الہ﴾ مان کر ﴿توحید الوہیت﴾ کا اور اللہ کو حاکم و شارع مان کر ﴿توحید حاکمیت﴾ کا قائل ہو جائے۔

(a) اللہ تعالیٰ نے اس کرۂ ارضی پر انسانی زندگی کی بقاء کے لیے ہر قسم کے انتظامات کیے ہیں۔ غور کرنے والے ان دلائل ربوبیت کی روشنی میں عقیدہ توحید اختیار کر لیتے ہیں۔ وہی آسمان سے پانی برسا کر ہر قسم کے غلے اور پھل اگاتا ہے۔ لہذا غور و فکر سے کام لے کر اس کی ربوبیت کو تسلیم کر کے شکر کا رویہ اپنانا چاہیے۔ ﴿يُنَبِّتُ لَكُمْ بِوِ الزَّرْعِ وَالزُّيْتُونَ وَالنَّخِيلَ وَالْأَعْنَابَ وَمِنْ كُلِّ الثَّمَرَاتِ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ﴾ (آیت: 11)۔

(b) اللہ تعالیٰ نے اس کرۂ ارضی پر انسانوں کے لیے جو چیزیں پھیلائی ہیں، ان میں یک رنگی نہیں، بلکہ ہمہ رنگی ہے۔ لذت و دہن کے علاوہ لذت نظر کا بھی سامان کیا گیا ہے۔ لہذا ان دلائل کی روشنی میں اس کی قدرت و طاقت کا اعتراف کر لینا چاہیے۔ (آیت: 13)

﴿وَمَا ذَرَاكَ لَكُمْ فِى الْاَرْضِ مُخْتَلِفًا اَلْوَانُ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّتَذَكَّرُوْنَ﴾
(c) اللہ تعالیٰ ہی موسم خزاں کے بعد بارش کے ذریعے موسم بہار میں زمین کو دوبارہ زندہ کر کے سرسبز و شاداب کر دیتا ہے۔ ان دلائل کی روشنی میں اللہ تعالیٰ کی مہربانیوں کو تسلیم کر لینا چاہیے۔ اس کی قدرت کا اعتراف کر لینا چاہیے اور آخرت کی جزاء و سزا کو بھی مان لینا چاہیے۔

﴿وَاللّٰهُ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَآءً فَاصْبَا بِوِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّتَسَمَّوْنَ﴾ (آیت: 65)

(d) اللہ تعالیٰ ہی نے انسان کو خیر و شر کی آزادی عطا کی ہے۔ پھلوں کے ذریعے بعض لوگ حلال مشروبات تیار کرتے ہیں اور بعض لوگ نشہ آور چیزیں۔ عقل مند شکر کا رویہ اختیار کرتے ہوئے رزق حسن پر قناعت کرتے ہیں، جب کہ بے وقوف رزق حرام کی طرف مائل ہو جاتے ہیں۔

﴿وَمِنْ ثَمَرَاتِ النَّخِيلِ وَالْأَعْنَابِ تَتَّخِذُونَ مِنْهُ سَكَرًا وَرِزْقًا حَسَنًا اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ

لَا بَيِّنَةً لِّقَوْمٍ يَعْقِلُونَ ﴿٦٧﴾ (آیت: 67)۔

(e) اللہ تعالیٰ نے شہد کی مکھی پیدا کی۔ پھر اسے حکم دیا کہ وہ مختلف پھولوں کا رس چوسے اور گلوکوز اور فروکٹوز پر مشتمل شہد بنائے، جس میں انسانوں کے لیے شفا رکھی گئی ہے۔ لہذا غور و فکر سے کام لینے والوں کو اللہ تعالیٰ کے دلائل حکمت، دلائل قدرت اور دلائل ربوبیت و رحمت کو تسلیم کر لینا چاہیے۔ (آیت: 69)

﴿لَمَّا كُمِلِيَ مِنْ كُلِّ الشَّجَرِ لَمَّا سَأَلَكُمُ الْمَلِكُ مَاذَا قُلْتُمْ فَذَلَّلَا بِمَعْرُوفٍ مِنْ بَطْنِهَا شَرَابٌ مُخْتَلَفٌ أَلْوَانُهُ فِيهِ شِفَاءٌ لِلنَّاسِ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَةً لِّقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ﴾

(f) اللہ تعالیٰ نے انسانوں کے لیے ستاروں، چاند اور سورج کو مسخر کر کے ان کے گھومنے کا ایسا انتظام کیا ہے کہ یہ کرہ ارض رات کو ٹھنڈا اور دن کو گرم ہو جاتا ہے، لہذا عقل رکھنے والوں کو اللہ تعالیٰ کی طاقت و قدرت، حکمت و دانائی اور ربوبیت کا قائل ہو کر خالص توحید اختیار کرنا چاہیے۔

﴿وَسَخَّرَ لَكُمُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنَّجْمُومُ مَسْخُورَاتٌ بِأَمْرِهِ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَةً لِّقَوْمٍ يَعْقِلُونَ﴾ (آیت: 12)

(g) اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان کے اندر ایسے قوانین توازن و استحکام بنائے ہیں کہ پرندے آسمانوں پر اپنے پر سمیٹ لیتے ہیں، لہذا ان دلائل پر ایمان لانے والوں کو اس کی قدرتوں اور حکمتوں کو مان کر خالص توحید اختیار کرنی چاہیے۔

﴿الَّذِينَ يَسْمَعُونَ آيَاتِ اللَّهِ يُؤْمِنُونَ﴾ (آیت: 79)۔

(h) دلائل قرآنی ﴿آيَاتُ اللَّهِ﴾ پر غور و فکر نہ کرنے والوں کو ہدایت نصیب نہیں ہوتی، بلکہ وہ دردناک عذاب کے مستحق ہو جاتے ہیں۔ (آیت: 104)

﴿إِنَّ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ لَا يَهْدِيهِمُ اللَّهُ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ﴾ (i) عقل سے کام نہ لینے والے اور اللہ پر بہتان باندھنے والے جھوٹے لوگ، دلائل قرآنی ﴿آيَاتُ اللَّهِ﴾ پر

ہرگز ایمان نہیں لاسکتے۔ (آیت: 105)

﴿إِنَّمَا يَفْتَرِي الْكَذِبَ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ﴾

3۔ قریشی قیادت کے اوصاف اور فرد جرم:

اس سورت میں مسلمانوں کی ﴿مقی قیادت﴾ کے مقابلے میں قریش کی ﴿مشرک قیادت﴾ کے اوصاف بیان کیے گئے ہیں۔

(a) سورۃ النحل کی پہلی آیت ہی میں مشرکین کو صاف بتا دیا گیا کہ اللہ تعالیٰ کی بے عیب ذات تم لوگوں کے شرک سے

بہت بلند ہے۔ شرک اور مشرکین کے خاتمے کا فیصلہ ہو چکا ہے۔ آخری رسول ﷺ آخری کتاب کو لے کر آچکے ہیں۔

﴿ اَتَىٰ اَمْرُ اللّٰهِ فَلَا تَسْتَعْجِلُوْهُ سُبْحٰنَہٗ وَتَعَالٰی عَمَّا یُشْرِکُوْنَ ﴾ (آیت: 1)۔

(b) اللہ تعالیٰ چونکہ آسمانوں اور زمین کا ﴿خالق﴾ ہے، اس لیے وہی معبود ہو سکتا ہے۔ اللہ کی کوئی مخلوق معبود نہیں ہو سکتی۔ مشرکین کے منسوب کردہ غلط عقائد سے اللہ کی بے عیب ذات بہت بلند و بالا ہے۔

﴿ عَلٰی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ بِاَلْحَقِّ تَعَالٰی عَمَّا یُشْرِکُوْنَ ﴾ (آیت: 3)۔

(c) مشرکین کی الٹی منطق: مشرکین کہتے تھے کہ اللہ کی مرضی یہی تھی کہ ہم اور ہمارے آباء و اجداد اللہ کے ساتھ ﴿من دُونہ﴾ کی بھی عبادت کریں اور اللہ کی مرضی نہ ہوتی تو ہم حلال و حرام کو چھوڑ کر کسی چیز کو حرام نہ ٹھہراتے۔

﴿ وَقَالَ الَّذِیْنَ اَشْرَكُوْا لَوْ شَاءَ اللّٰهُ مَا عَبَدْنَا مِنْ دُوْنِہٖ مِنْ شَیْءٍ نَّحْنُ وَلَا اٰبَاؤُنَا وَلَا خَرَّمْنَا مِنْ دُوْنِہٖ مِنْ شَیْءٍ کَذٰلِکَ فَعَلَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِہِمۡ فَهَلۡ عَلٰی الرَّسُلِ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِیْنُ ﴾ (آیت: 35)۔

(d) روز قیامت مشرکین اپنے خداؤں کو دیکھ کر اللہ تعالیٰ سے کہیں گے کہ یہی وہ ہستیاں تھیں، جنہیں ہم اللہ کے بجائے پکارا کرتے تھے اور جن سے دعائیں مانگا کرتے تھے۔ لیکن ان کی یہ باتیں ان پر پھینک دی جائیں گی کہ تم لوگ جھوٹے ہو، شریکوں نے تو اس کا حکم نہیں دیا تھا۔

﴿ وَاِذَا رَاَ الَّذِیْنَ اَشْعَرُکُوْا شُرَکَآءَہُمۡ قَالُوْا رَبَّنَا هٰؤُلَآءِ شُرَکَآؤُنَا الَّذِیْنَ کُنَّا نَدْعُوْا مِنْ دُوْنِکَ فَالْقَوۡلُ اِلَیْہِمۡ الْقَوْلُ لَکَذِیۡبُوْنَ ﴾ (آیت: 86)۔

(e) اللہ تعالیٰ ہی ﴿کَاشِفُ الضُّرِّ﴾ ہے، یعنی وہی تکالیف کو دور کرنے والا ہے۔ خود مشرکین مکہ بھی مصیبت میں صرف اللہ ہی کو پکارتے ہیں، لیکن جب تکلیف دور ہو جاتی ہے تو ناشکری اختیار کر کے شرک کرنے لگتے ہیں۔

﴿ ثُمَّ اِذَا کَشَفَ الضُّرَّ عَنْکُمْ اِذَا کَرِہُوۡۤا اِذَا کَرِہِیۡۤٓٓ قٰلُوۡۤا مٰرَہُمۡ بِمٰرِہُمۡ یُشْرِکُوۡنَ ﴾ (آیت: 54)۔

(f) شیطان لعین ایٹیس کا زور تو بس ان لوگوں پر چلتا ہے، جو اسے اپنا دوست بناتے ہیں اور جو اس کے ساتھ شرک کرنے لگتے ہیں۔

﴿ اِنَّمَا سُلْطٰنُہٗ عَلٰی الَّذِیْنَ یَتَوَلَّوۡۤنَہُ وَالَّذِیْنَ ہُمْ بِہٖ مُّشْرِکُوۡنَ ﴾ (آیت: 100)۔

(g) مشرکین مکہ کو سمجھایا گیا کہ خود تمہارے جد امجد حضرت ابراہیمؑ اپنی ذات میں ایک امت تھے، اللہ کے بچے اور یکسو فرمانبردار (بچے موصد تھے) مشرکین میں سے نہیں تھے۔

﴿ اِنَّ اِبْرٰہِیۡمَ کَانَ اٰمَنًا قٰیۡمًا لِلّٰہِ حٰنِیۡفًا وَّکَمۡ بِکَ مِنَ الْمُشْرِکِیۡنَ ﴾ (آیت: 120)

(h) رسول اللہ ﷺ پر اسی لیے وحی کی گئی کہ وہ یکسو ہو کر اپنے جد امجد حضرت ابراہیمؑ کی پیروی کریں، جو مشرک

نہیں تھے۔ (آیت: 123)

﴿ثُمَّ أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ أَنْ اتَّبِعْ مِلَّةَ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا. وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ﴾

4۔ توحید کی تکمیل طاغوت کے انکار کے بغیر ناممکن ہے:

تمام رسولوں کی بعثت کا مقصد یہی تھا کہ انسانوں کو اللہ کی بندگی، عبادت اور اطاعت کا حکم دیں اور اپنے دور کی سرکش اور طاغوتی قوتوں کی اطاعت اور پیروی سے روکیں۔ (آیت: 36)

﴿وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَسُولًا أَنْ اعْبُدُوا اللَّهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوتَ﴾

5۔ ﴿مِنْ دُونِ اللَّهِ﴾ اور ﴿غَيْرِ اللَّهِ﴾ کے شرک کی تردید:

اس سورت میں ﴿اللہ﴾ اور ﴿مِنْ دُونِ اللَّهِ﴾ اور ﴿غَيْرِ اللَّهِ﴾ کا تقابلی جائزہ لے کر شرک کی تردید کی گئی ہے۔

(a) ﴿مِنْ دُونِ اللَّهِ﴾ خود مخلوق ہیں، کوئی چیز پیدا نہیں کر سکتے، لہذا ان سے دعا مانگنا حرام ہے۔ اللہ خالق ہے، اسی سے مانگا جاسکتا ہے۔

﴿وَالَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ لَا يَخْلُقُونَ شَيْئًا وَهُمْ يُخْلَقُونَ﴾ (آیت: 20)۔

(b) ﴿مِنْ دُونِ اللَّهِ﴾ کسی معمولی رزق کا اختیار بھی نہیں رکھتے اور نہ استطاعت رکھتے ہیں۔ یہ سارے اختیارات اللہ کے پاس ہیں۔

﴿وَيَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَمْلِكُ لَهُمْ رِزْقًا مِنَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ شَيْئًا وَلَا يَسْتَطِيعُونَ﴾ (آیت: 73)۔

(c) ﴿غَيْرِ اللَّهِ﴾ کا خوف اور تقویٰ ناجائز ہے، خوف اور تقویٰ تو صرف اللہ کا ہی اختیار کیا جاسکتا ہے، جو آسمانوں اور

زمین کا مالک ہے اور جس کی اطاعت اور فرمانبرداری ہمیشہ اور مسلسل ہم پر واجب اور لازم ہے۔ (آیت: 52)

﴿وَلَهُ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ، وَلَهُ الْيَتِيمُ وَأَصْبًا، أَفَغَيْرَ اللَّهِ تَعْبُدُونَ؟﴾

(d) ﴿غَيْرِ اللَّهِ﴾ کے نام کا ذبیحہ حرام ہے۔ جانوروں پر صرف اللہ کا نام لے کر ذبح کیا جاسکتا ہے۔ (آیت: 115)

﴿إِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخُنْزِيرِ وَمَا أُهْلَ لِغَيْرِ اللَّهِ بِهِ﴾

6۔ انکارِ آخرت کی تردید اور اثباتِ آخرت کے دلائل:

اس سورت میں آخرت کے حوالے سے مشرکین مکہ کی قیادت کی سوچ کا جائزہ لے کر اثباتِ آخرت کے دلائل پیش کیے گئے ہیں۔

مشرکین مکہ اللہ کی کڑی کڑی قسمیں کھا کر یہ کہتے تھے کہ اللہ تعالیٰ مرنے والوں کو ہرگز زندہ نہیں کرے گا۔ یہ ان کا

عقیدہ انکار آخرت تھا۔

﴿وَأَنصَبُوا بِاللّٰهِ جَهْدَ أَيْمَانِهِمْ لَا يَبْعَثُ اللّٰهُ مَن يَمُوتُ﴾ (آیت: 38)۔

(a) ﴿وَمَن ذُوْنُ اللّٰهِ﴾ جن سے دعائیں مانگی جاتی ہیں، مردہ ہیں، زندہ نہیں ہیں، وہ بے چارے تو بھی نہیں جانتے کہ وہ کب تک عالم برزخ میں پڑے رہیں گے؟ اور قیامت کب برپا ہوگی؟ اور کس دن قبروں سے اٹھائے جائیں گے؟

﴿أَمْوَاتٌ غَيْرُ أَحْيَاءٍ وَمَا يَشْعُرُونَ أَيَّانَ يُبْعَثُونَ﴾ (آیت: 21)۔

(b) روز قیامت ہر امت میں سے ایک گواہ اٹھایا جائے گا، کافروں کو نہ تو عذر پیش کرنے کی اجازت دی جائے گی اور نہ یہ فرمائش ہوگی کہ وہ اللہ کو راضی کر لیں۔ (آیت: 84)

﴿وَيَوْمَ نَبْعَثُ مِن كُلِّ أُمَّةٍ شَهِيدًا ثَمَّ لَا يُؤْذَنُ لِلَّذِينَ كَفَرُوا وَلَا هُمْ يُسْتَعْتَبُونَ﴾
(c) روز قیامت ہر قوم میں سے ایک شہید یعنی گواہ اٹھایا جائے گا اور مشرکین مکہ کے خلاف رسول اللہ ﷺ کو بطور گواہ اٹھایا جائے گا (جن پر قرآن نازل کیا گیا ہے) کہ انہوں نے آپ ﷺ اور قرآن کی دعوت کو مسترد کر دیا ہے، جو سراسر ہدایت اور رحمت ہے۔

﴿وَيَوْمَ نَبْعَثُ فِي كُلِّ أُمَّةٍ شَهِيدًا عَلَيْهِمْ مِّنْ أَنفُسِهِمْ وَجِئْنَا بِكَ شَهِيدًا عَلَىٰ هَٰؤُلَاءِ وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ وَهُدًى وَرَحْمَةً وَبُشْرَىٰ لِلْمُسْلِمِينَ﴾ (آیت: 89)۔

(d) آخرت پر ایمان نہ لانے والے لوگوں کے دل (دعوت توحید کے لیے) منکر ہوتے ہیں اور ایسے لوگ ﴿مغرور اور تکبر﴾ ہوتے ہیں۔

﴿إِلَهُكُمْ إِلَهٌ وَاحِدٌ ۖ فَالَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ قُلُوبُهُمْ مُّنْكِرَةٌ وَهُمْ مُّسْتَكْبِرُونَ﴾ (آیت: 22)۔

(e) متقی اور پرہیزگار لوگ آخرت پر ایمان لاتے ہیں ان کے لیے دار آخرت جنت ہے اور یہ ﴿دار المتقین﴾ ہے۔
﴿وَقِيلَ لِلَّذِينَ اتَّقَوْا مَاذَا أَنزَلْنَا عَلَيْكُمْ قَالَُوا خَيْرًا لِلَّذِينَ أَحْسَنُوا فِي هَٰؤُلَاءِ الدُّنْيَا حَسَنَةً ۖ وَلَٰكِنَّ الْآخِرَةَ خَيْرٌ ۚ وَلَنِعْمَ دَارُ الْمُتَّقِينَ﴾ (آیت: 30)۔

(f) ہجرت کرنے والے مظلوم مسلمانوں کو دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی بہترین ٹھکانہ اور اجر دیا جائے گا۔
﴿وَالَّذِينَ هَاجَرُوا إِلَى اللّٰهِ مِنْ بَعْدِ مَا ظَلَمُوا لَنُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَلَٰجِزُ الْآخِرَةِ أَكْبَرُ﴾ (آیت: 41)

(g) آخرت پر ایمان نہ لانے والوں کے لیے بری تمثیلیں ہو سکتی ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کے لیے بہترین تمثیل کیونکہ وہ بہترین صفات سے متصف ہے۔ (آیت: 60)

﴿لِّلَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ مَثَلُ السَّوْءِ وَلِلَّهِ الْمَثَلُ الْأَعْلَىٰ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ﴾
(h) کافروں کے لیے عذاب عظیم اور اللہ کا غضب ہوگا، کیونکہ انہوں نے دنیا کی زندگی کو آخرت کی زندگی پر ترجیح دی۔
﴿ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ اسْتَحَبُّوا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا عَلَى الْآخِرَةِ وَأَنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكَافِرِينَ﴾ (آیت: 107)

(i) آخرت کا انکار کرنے والے لوگ ہی آخرت میں لازماً خسارے اور نقصان سے دوچار ہو کر رہیں گے۔

﴿لَا جَرَمَ لَهُمْ فِي الْآخِرَةِ هُمْ الْخٰسِرُونَ﴾ (آیت: 109)

(j) مشرکین مکہ کو بتایا گیا کہ ان کے جد امجد حضرت ابراہیمؑ عقیدہ توحید کی وجہ سے دنیا میں بھی بھلائیوں کے مستحق ٹھہرے اور آخرت میں بھی صالحین کے زمرے میں شامل ہوں گے۔

﴿وَأٰتَيْنَاهُ فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَآتَاةٌ فِي الْآخِرَةِ لِمَنِ الصّٰلِحِينَ﴾ (آیت: 122)۔

7. قریشی قیادت کا غرور ﴿استکبار﴾:

اس سورت میں قریشی قیادت کے غرور کا پردہ چاک کیا گیا۔

(a) قریشی قیادت ﴿متکبر﴾ ہے، چنانچہ دعوت توحید کو مسترد کر چکی ہے اور آخرت پر ایمان نہیں لاتی۔

﴿الْهٰكُمُ إِلٰهٌ وَآحِدٌ ۖ كَالَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ قُلُوبُهُمْ مُّنْكَرَةٌ وَهُمْ مُّسْتَكْبِرُونَ﴾ (آیت: 22)۔

(b) قریشی قیادت کو بتایا گیا کہ اللہ ان کے دلوں کے رازوں سے بھی واقف ہے۔ وہ ﴿متکبر﴾ لوگوں سے ہر گز محبت نہیں کرتا۔ (آیت: 23)

﴿لَا جَرَمَ أَنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّونَ وَمَا يُعْلِنُونَ إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُسْتَكْبِرِينَ﴾

(c) قریشی قیادت کو خبردار کیا گیا کہ ان کے ﴿متکبر﴾ کا لازمی نتیجہ دوزخ کا دائمی عذاب ہوگا۔

﴿فَادْخُلُوا أَبْوَابَ جَهَنَّمَ خٰلِدِينَ فِيهَا فَلَئْسَ مَثْوًى الْمُتَكْبِرِينَ﴾ (آیت: 29)

(d) قریشی قیادت کو سمجھایا گیا کہ اللہ تعالیٰ انسانوں کی بندگی اور ان کے سجدوں کا محتاج نہیں ہے۔ زمین آسمان کی ہر چیز

اس کی مطیع فرمان ہے۔

فرشتے بھی ہر دم اس کا حکم بجالاتے ہیں اور وہ کسی قسم کے ﴿غرور و تکبر﴾ کا مظاہرہ نہیں کرتے۔ (آیت: 49)

﴿وَلِلَّهِ يَسْجُدُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ مِنْ ذٰلَبٍ وَّ الْمَلٰٓئِكَةُ وَهُمْ لَا

يَسْتَكْبِرُونَ ﴿١﴾

(e) قریش کو ماضی سے سبق حاصل کرنے کا مشورہ دیا گیا کہ کچھ ٹھیک قوموں نے اپنے برے اعمال کا مزہ چکھا، وہ بھی اللہ کی آیات کو ایسی مذاق میں اڑا دیتے اور ﴿استہزاء﴾ سے کام لیتے۔

﴿فَاَصَابَهُمْ سَيِّئَاتُ مَا عَمِلُوا وَحَاقَ بِهِمْ مَا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِءُونَ﴾ (آیت: 34)۔

8۔ رسول اللہ ﷺ اور نو مسلم صحابہؓ کے اوصاف تقویٰ:

اس سورت میں مسلمانوں کو ﴿متقین﴾ کے خطاب سے نوازا گیا ہے اور ان کے اجر کی تفصیلات بیان کی گئی ہیں۔

(a) توحید پرست ﴿متقین﴾ اور محسن لوگوں کو دنیا کی بھلائیاں بھی عطا کی جائیں گی اور جنت بھی۔ جنت ﴿دَارُ الْآخِرَةِ﴾ بھی ہے اور ﴿دَارُ الْمُتَّقِينَ﴾ بھی۔ ﴿وَقِيلَ لِلَّذِينَ اتَّقَوْا مَا ذَا أَنْزَلَ رَبُّكُمْ قَالُوا خَيْرًا لِلَّذِينَ أَحْسَنُوا فِي هَذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةٌ وَلَدَارُ الْآخِرَةِ خَيْرٌ وَلَنِعْمَ دَارُ الْمُتَّقِينَ﴾ (آیت: 30)۔

(b) ﴿اللہ کا تقویٰ﴾ اختیار کرنے والے ﴿متقین﴾ کے لیے جنت کے باغات ہوں گے۔

﴿جَنَّاتُ عَدْنٍ يَدْخُلُونَهَا يُجْرُونَ مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ لَهُمْ فِيهَا مَا يَشَاءُونَ كَذَلِكَ يَجْزِي اللَّهُ الْمُتَّقِينَ﴾ (آیت: 31)۔

(c) توحید کی تکمیل کا تقاضا یہ ہے کہ صرف ﴿اللہ کا تقویٰ﴾ اختیار کیا جائے۔ رسولوں پر ذمہ داری عائد کی جاتی ہے کہ وہ توحید اختیار کرنے کے لیے لوگوں میں ﴿انذار﴾ کریں، انہیں متنبہ اور خبردار کریں۔

﴿يُنَزِّلُ الْمَلَائِكَةَ بِالرُّوحِ مِنْ أَمْرِهِ عَلَى مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ أَنْ أَنْذِرُوا أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا فَاتَّقُونِ﴾ (آیت: 2)۔

(d) مشرکین سے سوال کیا گیا کہ کیا وہ ﴿اللہ کا تقویٰ﴾ اختیار کرنے کے بجائے ﴿غیر اللہ کا تقویٰ﴾ اختیار کرنا چاہتے ہیں؟ جب کہ اللہ تعالیٰ آسمانوں اور زمینوں کا خالق و مالک ہے اور مسلسل لگا تار اسی کی اطاعت اور فرمانبرداری واجب اور لازم ہے۔ (آیت: 52)

﴿وَلَهُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ، وَلَهُ الدِّیْنُ وَاصْبِرْ ، اَلْغَیْبِ اللّٰہُ تَعَفُّونَ؟﴾

(e) آخری آیت میں مسلمانوں کو تسلیم اور بشارت دی گئی کہ وہ اپنے آپ کو اکیلا اور تنہا محسوس نہ کریں، اللہ ان کے ساتھ ہے، کیونکہ وہ ﴿اللہ کا تقویٰ﴾ اختیار کرنے والے اور حسن عمل سے کام لینے والے صاحب ایمان لوگ ہیں۔

﴿إِنَّ اللَّهَ مَعَ الَّذِينَ اتَّقَوْا وَالَّذِينَ هُمْ مُحْسِنُونَ﴾ (آیت: 128)۔

9۔ ہجرت مدینہ کی بشارت اور ہجرت کی فضیلت:

(a) کئے کے مظلوم مسلمانوں کو خوشخبری دی گئی کہ اللہ تعالیٰ انہیں دنیا کے اندر مدینہ منورہ میں بہترین ٹھکانہ عطا فرمائے گا، لیکن ساتھ میں یہ بات بھی ذہن نشین کرائی گئی کہ آخرت کا اجر ہی زیادہ اہمیت کا حامل ہے۔

﴿وَالَّذِينَ هَاجَرُوا إِلَى اللَّهِ مِنْ بَعْدِ مَا ظَلَمُوا لَنُبَوِّئَنَّهُمْ فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَلَا جَزَاءَ الْآخِرَةِ أَكْبَرُ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ﴾ (آیت: 41)۔

(b) کئے کے مظلوم مسلمان کو جو آزمائشوں سے دوچار کیے گئے تھے، انہیں خوشخبری دی گئی کہ ہجرت مدینہ کے بعد جہاد اور صبر و استقامت سے کام لینے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ انہیں اپنے رحم اور اپنی مغفرت کی دولت سے نوازے گا۔

﴿ثُمَّ إِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِينَ هَاجَرُوا مِنْ بَعْدِ مَا فُتِنُوا لَكُمْ جَهَنُّوًا وَصَبَرُوا إِنَّ رَبَّكَ مِنْ بَعْدِهَا لَغَفُورٌ رَحِيمٌ﴾ (آیت: 110)۔

10۔ حضرت ابراہیمؑ کی طرح شکرانہ نعمت کا مطالبہ:

(a) اس سورت میں مشرکین مکہ سے مطالبہ کیا گیا کہ وہ اپنے جد امجد اور توحید کے علمبردار حضرت ابراہیمؑ کی پیروی اختیار کرتے ہوئے شرک چھوڑ کر خالص توحید اختیار کریں۔ رزق حرام کے بجائے پاک اور حلال چیزیں استعمال کریں ناشکری کے بجائے اللہ کی نعمتوں پر شکر ادا کریں، ورنہ یہی سمجھا جائے گا کہ جس کا شکر ادا کیا جا رہا ہے، اسی کی عبادت ہو رہی ہے اور جس کی ناشکری کی جا رہی ہے، اس کی عبادت کے دعوے بھی کھوکھلے ہیں۔

﴿كُلُوا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللَّهُ حَلَالًا طَيِّبًا وَاشْكُرُوا لِنِعْمَتِ اللَّهِ إِنَّ كُفْرَكُمْ إِنِّي أَخَافُ﴾ (آیت: 114)

(b) ایک خوبصورت تمثیل کے ذریعے قریش کو دھمکی دی گئی کہ ان کی ناشکریوں، نمک حرامیوں اور طمع سازیوں کے سبب انہیں اللہ تعالیٰ بھوک اور خوف کے لباس کی سزا دے سکتا ہے۔ (آیت: 112)

﴿وَضَرَبَ اللَّهُ مَثَلًا قَرْيَةً كَانَتْ آمِنَةً مُطْمَئِنَّةً يَأْتِيهَا رِزْقُهَا رَغَدًا مِنْ كُلِّ مَكَانٍ فَكَفَرَتْ بِأَنْعُمِ اللَّهِ فَأَذَاقَهَا اللَّهُ لِبَاسَ الْجُوعِ وَالْخَوْفِ بِمَا كَانُوا يَصْنَعُونَ﴾

(c) قریش کو بتایا گیا کہ خود ان کے جد امجد حضرت ابراہیمؑ اللہ کی نعمتوں کے شکر گزار تھے، چنانچہ انہوں نے شرک کو ترک کر کے خالص توحید اختیار کی، اس لیے اللہ نے انہیں امامت کے لیے جن کر برگزیدہ کر دیا اور توحید کی صراط مستقیم پر گامزن کر دیا۔ لہذا انہیں بھی ناشکری چھوڑ کر توحید اختیار کرنا چاہیے۔

﴿شَاكِرًا لِنِعْمِهِ اجْتَبَاهُ وَهَدَاهُ إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ﴾ (آیت: 121)۔

11۔ اللہ کے حقوق ادا کرنے اور ﴿عہد اللہ﴾ کی تکمیل کرنے کا مطالبہ:

(a) اللہ کے ساتھ کیے گئے ﴿عہد﴾ کو پورا کرنے کی ہدایت کی گئی۔

﴿وَأَوْفُوا بِعَهْدِ اللَّهِ إِذَا عَاهَدْتُمْ وَلَا تَنْقُضُوا الْأَيْمَانَ بَعْدَ تَوْكِيدِهَا﴾ (آیت: 91)

(b) یہ بھی مطالبہ کیا گیا کہ دنیاوی مفادات اور چند گوں کے لیے ﴿اللہ کے عہد﴾ کو پس پشت نہ ڈالا جائے۔

﴿وَلَا تَشْتَرُوا بِعَهْدِ اللَّهِ ثَمَنًا قَلِيلًا﴾ (آیت: 95)۔

قریش کی مشرک قیادت اور صحابہ کی مسلم قیادت کا موازنہ

مندرجہ بالا دلائل کی روشنی میں سورۃ النحل کی آیات سے مسلم اور مشرک قیادت کا تقابل ایک اجمالی نظر میں ملاحظہ فرمائیے:

موضوع اور حوالہ جات	قریش کی مشرک قیادت	مسلمان قیادت
عقیدہ۔۔۔ آیات: 35، 54، 73، 86	قیادت مشرک ہے	قیادت موحّد ہے۔ (51)
توحید دعا۔۔۔ آیات: 17، 20، 21	جن ہستیوں سے دعا مانگی جاتی ہے، وہ مردہ ہیں، خالق نہیں ہیں۔	اللہ ہی خالق ہے، زندہ ہے، صرف اسی سے دعا کی جاسکتی ہے۔
اللہ اور طاغوت۔۔۔ آیت: 36	طاغوت کی اطاعت کرتی ہے۔	صرف اللہ کی بندگی کرتی ہے۔
عقیدہ آخرت۔۔۔ آیات: 22، 38، 60	قیادت منکر آخرت ہے۔	قیادت قائل آخرت ہے۔ (41)
ترجیحات۔۔۔ آیات: 107، 109	دنیا کو آخرت پر ترجیح دیتی ہے	آخرت کو دنیا پر ترجیح دیتی ہے۔
ظالم اور مظلوم۔۔۔ آیات: 42، 110	قیادت ظالم ہے۔ (42)	مظلوم ہے۔ مجاہد ہے۔ صابر ہے۔ مہاجر ہے۔
تقویٰ اور تکبر۔ آیات: 22، 23، 29، 30، 52، 128، 31	قریشی قیادت تکبر ہے۔ غیر اللہ کا تقویٰ اختیار کرتی ہے۔	مسلمان قیادت متقی، محسن اور پرہیزگار ہے۔ اللہ کا تقویٰ اختیار کرتی ہے
عجلت پسندی اور صبر۔۔۔ آیات: 1، 42	قیادت عجلت پسند ہے (1)	قیادت صابر و متوکل ہے۔ (42)
ایفائے عہد اور عہد شکنی۔۔۔ آیات: 96، 97	قیادت عہد شکن ہے۔	قیادت عہد کی پاسداری کرتی ہے۔
کفرانِ نعمت اور شکر آیات: 112، 114، 121	مشرک قیادت ناشکری اور کفرانِ نعمت کے جرم کی مرتکب ہے	مسلم قیادت حضرت ابراہیمؑ کی طرح اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی شاکر اور قدر دان ہے۔

سُورَةُ النَّحْلِ كَانِظِمٍ جَلِيٍّ

سورۃ النحل چھ (6) پیرا گرافوں پر مشتمل ہے۔

1- آیات 21 تا 1: پہلے پیرا گراف میں ثابت کیا گیا ہے کہ خالق اور مخلوق برابر نہیں ہو سکتے ﴿توحید خالقیت﴾ کی عقلی دلیلیں پیش کی گئیں۔

دینی اور رسالت کا مقصد ﴿الذکار﴾ یعنی تمجید ہے، تاکہ لوگ شرک سے بچ کر توحید اختیار کر لیں (آیت: 2) اللہ کو ﴿خالق﴾، ﴿میر﴾، ﴿رب﴾، ﴿مہر﴾، ﴿اللہ﴾ مان کر اسے حاکم بھی تسلیم کر لینا چاہیے۔

﴿مِنْ دُونِ اللَّهِ﴾ چونکہ خالق نہیں، مردہ ہیں، زندہ نہیں لا علم ہیں، لہذا ان سے دعائے آگنا جائز نہیں۔ (آیت: 21)

2- آیات 22 تا 34: دوسرے پیرا گراف میں مشرکین مکہ کے خلاف فرد جرم ہے کہ وہ مشرک ہیں، متکبر ہیں، آخرت کے منکر ہیں اور آخرت کا مذاق اڑانے والے ہیں، اس کے برخلاف متقی اہل ایمان صحابہؓ کا کردار اور ان کے اوصاف حمیدہ کو اجاگر کیا گیا۔

مشرکین مکہ منکرین آخرت متکبر ہیں۔ اللہ متکبرین کو پسند نہیں کرتا۔ (آیت: 23)

قرآن کو اساطیر الاولین (پرانے افسانے) کہہ کر اڑا دیتے ہیں۔ اور دوسروں کے گناہ کا بوجھ بھی اپنے سر لیتے ہیں۔ اور عذاب کے مستحق ہیں۔ (آیت: 25) مشرک، کافر اور متکبر ہیں۔ (آیت: 29)

3- آیات 35 تا 89: تیسرے پیرا گراف میں، بتایا گیا ہے کہ ہر قوم میں رسول بھیجے جاتے ہیں اور تمام رسول ﴿اللہ﴾ کی عبادت کے لیے دعوت دیتے ہیں اور اپنے وقت کی سرکش اور طاغوتی قوتوں سے بچنے کی ہدایت کرتے ہیں۔ (آیت: 36)

مشرکین مکہ کا جرم یہ ہے کہ یہ منکرین رسالت و آخرت ہیں۔ ان کے اعتراضات کا جواب دیا گیا (آیات 37 تا 40) مظلوم، صابر متوکل مسلمانوں کے لیے بشارت دی گئی کہ وہ مدینہ کی طرف ہجرت کریں گے۔ (آیات 41 تا 42)

رسول اللہ ﷺ پر بشریت کے اعتراض کا جواب دیا گیا۔ (آیت: 48)

منکرین رسالت کو تمجید اور منصب رسالت کی وضاحت کی گئی۔ (آیات 43 تا 47)

اثبات توحید اور تردید شرک کے دلائل۔ امکان آخرت کے دلائل دیے گئے۔ (آیات 48 تا 60)

مشرکین مکہ کے فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں قرار دینے کے عقیدے کا رد کیا گیا۔ لڑکیوں کے قتل کے جرم پر غضب کا اظہار ہوا رسول اللہ ﷺ پر نزول قرآن کی حکمتوں کی وضاحت کی گئی کہ یہ ہدایت و رحمت ہے (آیات 61 تا 65)

اثبات توحید و آخرت اور تردید شرک کے مزید دلائل دیے گئے۔ (آیات 66 تا 83)

مناظر قیامت سے مشرک منکرین آخرت کو تحریف کی گئی۔ (آیات 84 تا 89)

4- آیات 90 تا 119: چوتھے پیرا گراف میں، اللہ اور بندوں کے حقوق کے اہتمام کی ہدایت کی گئی۔

تین چیزوں کو کرنے کا حکم اور تین چیزوں سے بچنے کا حکم۔ اللہ کے بعد والدین اور رشتہ داروں کے حقوق ہیں۔

(آیت: 90)۔ ﴿عَهْدَ اللَّهِ﴾ کے پاس ولماط کی ہدایت۔ (آیات: 91 تا 97)

ابلیس کے شر سے بچنے کا حکم۔ (آیات 98 تا 105)

رسول اللہ ﷺ پر بشریت اور انفری کے الزامات کا جواب دیا گیا۔ (آیت 103)

ہجرت کرنے والے مظلوم صابر مسلمانوں کا اجر مغفرت کا وعدہ ہے۔ (آیت 110)

مظلوم مسلمانوں کو کلمہ کفر کی رخصت، دی گئی بشرطیکہ دل میں کامل ایمان ہو اور مہاجرین کے درجات بیان کیے گئے۔

ایک خوبصورت تمثیل کے ذریعے قریش کی قیادت کو کفرانِ نعمت کی سزا سے تحریف کی گئی۔ (112 تا 113)

حلال و حرام کے احکام بتا کر ﴿توحید حاکمیت﴾ کی وضاحت کی گئی۔ (آیات 114 تا 119)

5- آیات 120 تا 124: پانچویں پیرا گراف میں، سیرتِ ابراہیم سے توحید اور شکر پر استدلال کیا گیا ہے۔

قریش مکہ کو اپنے جدِ امجد حضرت ابراہیمؑ کی طرح، کفرانِ نعمت سے بچ کر، موحّد اور شکر گزار بننے کی ہدایت دی گئی۔

6- آیات 125 تا 128: چھٹے اور آخری پیرا گراف میں، دعوت کے آداب بیان کیے گئے۔

﴿سَبِّحْ رَبَّكَ﴾

(a) دعوت اللہ کے راستے کی ہو۔

﴿بِالْحُكْمَةِ﴾

(b) دعوت حکمت کے ساتھ ہو۔

﴿وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ﴾

(c) دعوت موعظتِ حسہ کے ساتھ ہو۔

﴿وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ﴾

(d) دعوت جدالِ حسن کے ساتھ ہو۔

﴿فَعَالِمُوا مَا عَوِّضُكُمْ بِهِ﴾

(e) شر کا جواب بھی دیا جاسکتا ہے۔

﴿وَاصْبِرْ﴾

(f) صبر و استقامت کا حکم دیا گیا ہے۔

(g) مکر اور سازشوں سے آزرده نہ ہونے کی ہدایت دی گئی۔ ﴿وَلَا تَحْزَنْ﴾

(h) تقویٰ سے اللہ کی معیت حاصل ہوتی ہے۔

(i) احسان سے اللہ کی معیت حاصل ہوتی ہے۔

مرکزی مضمون

خالق اور مخلوق ﴿اللہ﴾ اور ﴿من دُون اللہ﴾ برابر نہیں ہو سکتے۔ منکرین توحید و رسالت و آخرت سے مجادلہ کرتے ہوئے، اللہ کی نعمتوں کے احساس کی روشنی میں، انہیں طاغوت سے بچ کر ﴿اللہ﴾ کو پہلے خالق، پھر رب، پھر الہ اور حاکم و آمر ماننے اور آخرت پر یقین لانے کی دعوت دی گئی۔ مسلمانوں کو صبر، تقویٰ، حکمت اور احسان کے ساتھ دعوت و تبلیغ جاری رکھنے کی ہدایت کی گئی۔



FLOW CHART

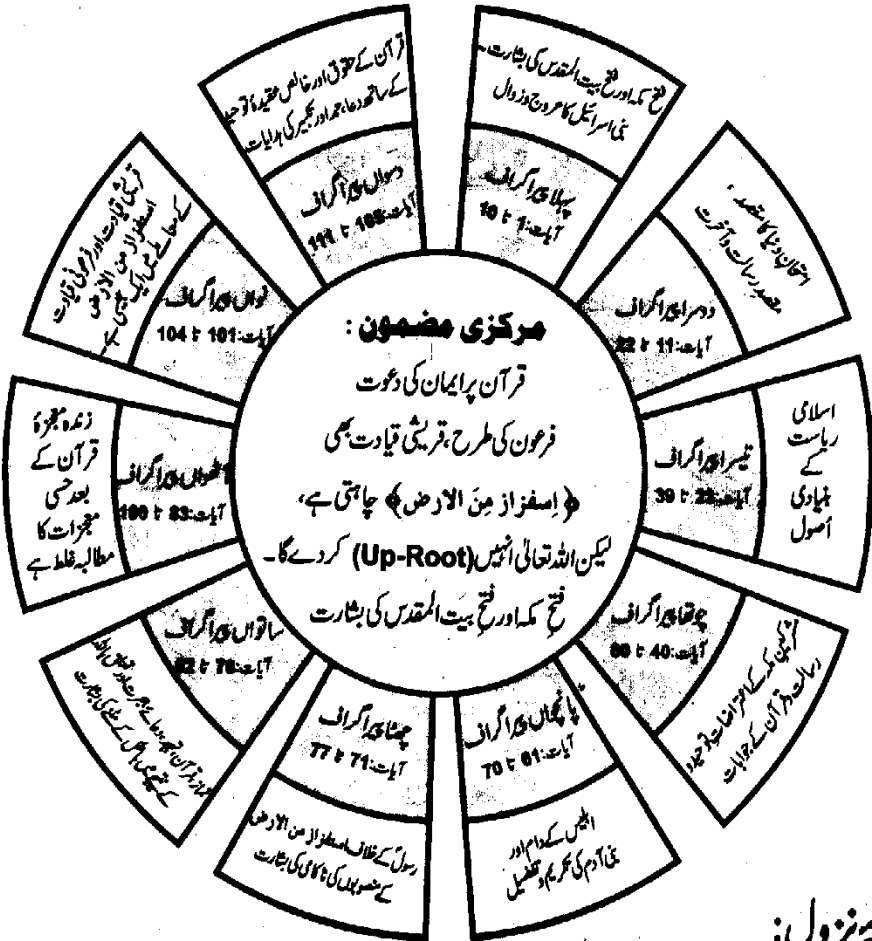
MACRO-STRUCTURE

ترتیبی نقشہ رابط

تظم جلی

17- سُورَةُ بَنِي إِسْرَائِيلَ

آیات : 111 مَکِّيَّةٌ ہیرا گراف : 10



سورة ﴿يَسَى إِسْرَائِيلَ﴾ کا دوسرا نام ﴿سورة الاسراء﴾ ہے۔

﴿إِسْرَاءُ﴾ کا مطلب رات کا سفر ہے، (جو خانہ کعبہ سے بیت المقدس تک جانے اور پھر لوٹنے پر مشتمل تھا)۔ یہ سورت معراج کے موقع پر، غالباً 12 نبوی میں، ہجرت سے ایک سال پہلے نازل ہوئی، جب قریشی قیادت رسول اللہ ﷺ کے خلاف اخراج اور قتل کی سازشیں کر رہی تھی۔ معراج کے سفر کے موقع پر، حضرت جبریلؑ نے رسول ﷺ کو مدینہ منورہ بھی دکھایا، جس کی طرف ہجرت کا اشارہ، آیت نمبر 80 میں موجود ہے۔ صحیح اقوال کے مطابق معراج کا واقعہ، رجب 12 نبوی میں پیش آیا تھا۔

سورۃ بنی اسرائیل کے فضائل

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں:

﴿كَانَ النَّبِيُّ ﷺ لَا يَنَامُ عَلَى فِرَاشِهِ حَتَّى يَقْرَأَ بَنِي إِسْرَائِيلَ وَالزُّمَرِ﴾
 ”رسول اللہ ﷺ سورۃ بنی اسرائیل اور سورۃ الزمر کی تلاوت کے بغیر، اپنے بستر پر نہیں سوتے تھے۔“

(سنن ترمذی: کتاب فضائل قرآن، حدیث 2,920، حسن غریب)

سورۃ بنی اسرائیل کا کتابی ربط

- 1- پچھلی سورت ﴿النحل﴾ میں ہجرت مدینہ کی پیش گوئی اور فضیلت تھی۔ (آیات: 41 اور 110)
 یہاں سورۃ بنی اسرائیل میں باقاعدہ ہجرت کی دعا سکھائی گئی ہے (آیات 80 اور 81)۔
- 2- سورت بنی اسرائیل میں ہجرت مدینہ کے بعد، اسلامی حکومت کے قیام کی بشارت بھی ہے اور اس کے بنیادی اصولوں کی وضاحت بھی۔
 علاوہ ازیں تورات کے احکام عشرہ کی طرح، آخری امت کو احکام دیے گئے ہیں، تاکہ ایک اسلامی معاشرے اور ریاست کی بنیاد رکھی جاسکے۔
- 3- اگلی سورت ﴿الکہف﴾ میں بتایا گیا کہ نزول قرآن کے مقاصد میں سے ایک مقصد یہ بھی ہے کہ بنی اسرائیل کے اہل کتاب کو متنبہ اور خبردار کیا جائے کہ انہوں نے اللہ کے لیے اولاد جو بیز کر لی ہے۔
 ﴿وَيُنذِرَ الَّذِينَ قَالُوا اتَّخَذَ اللَّهُ وَلَدًا﴾ (آیت: 4)۔
 یہاں سورت ﴿بنی اسرائیل﴾ میں ان کے عروج و زوال کی مختصر روداد بیان کی گئی ہے۔

اہم کلیدی الفاظ اور مضامین

- 1- سورۃ بنی اسرائیل میں قرآن مجید کی خصوصیات اور فضائل کے ساتھ ساتھ اس کے بارے میں مشرکین کے رویے بھی بیان کیے گئے۔

(a) قرآن ایک ایسے راستے کی طرف ہدایت دیتا ہے، جو بالکل سیدھا ہے۔

﴿إِنَّ هَذَا الْقُرْآنَ يَهْدِي لِلْبَیِّنَاتِ هِيَ أَقْوَمُ﴾ (آیت: 9)۔

(b) قرآن میں لوگوں کی تذکیر و نصیحت کے لیے ﴿تعریف﴾ سے کام لیا گیا ہے۔ اس کے باوجود کافروں کی نفرت

میں اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ (آیت: 41)

﴿وَلَقَدْ صَرَّفْنَا فِي هَذَا الْقُرْآنِ لِيَذَّكَّرُوا وَمَا يَزِيدُهُمْ إِلَّا نُفُورًا﴾

(c) قرآن میں ﴿تصریف﴾ کے ذریعے حکیمانہ حقیقتیں بیان کر کے انسانوں پر اتمامِ حجت کر دی گئی ہے۔ ﴿تصریف﴾ کا مطلب مختلف اسالیب اور مختلف پیرایوں میں ایک ہی بات کو مختلف طریقوں سے بیان کرنا ہے، اس کے باوجود اکثر لوگ انکار کی روش پر قائم ہیں۔ (آیت: 89)

﴿وَلَقَدْ صَرَّفْنَا لِلنَّاسِ فِي هَذَا الْقُرْآنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ، فَأَبَى أَكْثَرُ النَّاسِ إِلَّا كُفُورًا﴾

(d) قرآن ایک دودھاری تلوار ہے۔ مومنین کے لیے شفا اور رحمت ہے، لیکن ظالمین کے نقصان میں اضافے کا سبب ہے۔ ﴿وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْآنِ مَا هُوَ شِفَاءٌ وَرَحْمَةٌ لِّلْمُتَوَكِّينَ، وَلَا يَزِيدُ الظَّالِمِينَ إِلَّا خَسَارًا﴾ (آیت: 82)۔

(e) قرآن صرف مومنین آخرت کے لیے ہدایت ہے، ﴿مکرہین آخرت﴾ کے لیے حجاب بن جاتا ہے۔

﴿وَإِذَا قَرَأْتَ الْقُرْآنَ جَعَلْنَا بَيْنَكَ وَبَيْنَ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِلَا خَيْرٍ حِجَابًا مَّسْتُورًا﴾ (آیت: 45)

(f) نماز فجر کی تلاوت قرآن کی گواہی کے لیے فرشتے حاضری دیتے ہیں۔ ﴿أَقِمِ الصَّلَاةَ لِذِكْرِكَ الشَّمْسِ

إِلَى غَسَقِ اللَّيْلِ، وَقُرْآنَ الْفَجْرِ، إِنَّ قُرْآنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُودًا﴾ (آیت: 78)۔

(g) قرآن مجید کو لوح محفوظ سے رسول کریم ﷺ کے قلب اطہر پر تھوڑا تھوڑا کر کے تیس (23) سال کے عرصے میں نہایت اہتمام سے اتارا گیا ہے، تاکہ آپ ﷺ صحابہؓ کو شہرِ ظہر کر قرآن سناتے جائیں۔

﴿وَقُرْآنًا كَرُنَةً لِّتَقْرَأَهُ عَلَى النَّاسِ عَلَى مُكْثٍ، وَنَزَّلْنَاهُ تَنْزِيلًا﴾ (آیت: 106)۔

(h) قرآن میں جب صرف ایک خدا کا ذکر کیا جاتا ہے تو مشرک لوگ نفرت سے پیٹھ پھیر لیتے ہیں۔

﴿وَإِذَا ذَكَرْتَ رَبَّكَ بِالْقُرْآنِ وَاحِدَةً، وَلَوْ أَنَّ أَهْلَ الْبِلَادِ هُمُ الْقُرْآنُ﴾ (آیت: 46)۔

(i) مشرکین مکہ نے واقعہ معراج اور قرآن میں بیان کردہ دوزخ کے نچلے حصے میں اگنے والے درخت ﴿ذُلُوم﴾ کا مذاق اڑایا۔

اللہ نے انہیں خانہ کعبہ کی تولیت سے معزولی اور دوزخ کی سزا سے ڈرایا، لیکن ان کی سرکشی اور طغیانی میں اور اضافہ ہوتا گیا۔

﴿وَمَا جَعَلْنَا الرُّءُيَا الَّتِي أَرَيْنَاكَ إِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ، وَالشَّجَرَةُ الْمَعْمُورَةُ فِي الْقُرْآنِ وَنُحْوِيهِمْ، لِّمَا يَزِيدُهُمْ إِلَّا طُغْيَانًا كَبِيرًا﴾ (آیت: 60)۔

(j) قرآن کا چیلنج ہے کہ تمام انسان اور تمام جنات ایک دوسرے کے مددگار بن کر قرآن کی طرح کا کوئی کلام تصنیف

کرنا چاہیں تو ہرگز نہیں کر سکتے، کیونکہ ﴿خالق کا کلام﴾ بھی ﴿مخلوق کے کلام﴾ کی طرح ہرگز نہیں ہو سکتا۔

﴿قُلْ لِّسِنِ اجْتَمَعَتْ لِإِنْسٍ وَالْجِنِّ عَلَىٰ أَنْ يَأْتُوا بِمِثْلِ هَذَا الْقُرْآنِ ، لَا يَأْتُونَ بِمِثْلِهِ ، وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيرًا﴾ (آیت: 88)۔

2۔ سورۃ بنی اسرائیل ﴿میں ایک خاص لفظ﴾ (استفزاز) ﴿تین (3) مرتبہ استعمال ہوا ہے۔

﴿استفزاز﴾ کا لفظ صرف اسی سورت میں استعمال ہوا ہے۔ اس لفظ کا مطلب زمین سے بے دخل کرنا اور جڑ سے اکھاڑ پھینکنا ہے۔

(a) اللہ تعالیٰ نے ابلیس کو چیلنج کیا کہ وہ اپنی دعوت سے حسب استطاعت انسانوں کو اللہ کی اطاعت سے بے دخل کرنے کی کوشش کر دیکھے، ان پر اپنی پیادہ اور گھڑ سوار فوج سے حملہ کر کے دیکھے، ان کے اموال و اولاد میں ساجھی بن جائے اور انہیں جھوٹے وعدوں کے فریب میں مبتلا کرنے کی کوشش کرے (لیکن اللہ کے نیک بندوں پر ابلیس کے ان سارے ہتھکنڈوں کا زور نہیں چل سکے گا)۔

﴿وَاسْتَفْزِزْ مَنِ اسْتَعْذَرَ مِنْهُمْ بِصَوْتِكَ ، وَاجْلِبْ عَلَيْهِمْ بِخَيْلِكَ وَرَجِلِكَ ، وَشَارِكْهُمْ فِي الْأَمْوَالِ وَالْأَوْلَادِ ، وَعِدْهُمْ ، وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطَانُ إِلَّا غُرُورًا﴾ (آیت: 64)۔

(b) فرعون ایسا ظالم و تکبر تھا، جو بنی اسرائیل کو مصر کی سرزمین میں جڑ سے اکھاڑنا چاہتا تھا، لیکن اللہ تعالیٰ نے اسے اور اس کے فوجی کمانڈروں کو غرق کر کے ہلاک کر دیا۔ ﴿فَإِذَا دَ أَنْ يُسْتَفْزِزَهُم مِّنَ الْأَرْضِ فَأَغْرَقْنَاهُ وَ مِّنْ مَّعَهُ جَمِيعًا﴾ (آیت: 103)۔

(c) قریش مکہ بھی (فرعون کی طرح) رسول اللہ ﷺ کو مکے کی سرزمین سے ﴿استفزاز﴾ بے دخل (Up-root) کرنا چاہتے تھے، انہیں خبردار کیا گیا کہ ایسی صورت میں یہ بھی بہت دیر تک آپ کے بعد اپنے قدم نہیں جما سکیں گے۔ ﴿وَإِنْ كَادُوا لَيَسْتَفْزِزُوا نَكَ مِنَ الْأَرْضِ لِيُخْرِجُوا جُوعًا مِنْهَا ، وَإِذَا لَا يَلْبُثُونَ خِلْفَكَ إِلَّا لَوْلِيًّا﴾ (آیت: 76)

3۔ بنی اسرائیل کے خلاف فرد جرم اور انہیں دعوت اسلام۔

(a) بنی اسرائیل کی ہدایت کے لیے اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ پر ﴿توراة﴾ نازل کی کہ اللہ کے علاوہ کسی کو ﴿ویل﴾ بنا کر شرک نہ کیا جائے۔ (آیت: 2)

﴿وَآتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ ، وَجَعَلْنَاهُ هُدًى لِّبَنِي إِسْرَآءِيلَ ، أَلَّا تَتَّخِذُوا مِن دُونِي وَكِيلًا﴾

(b) بنی اسرائیل کو بتادیا گیا تھا کہ وہ زمین پر دو مرتبہ فساد برپا کریں گے اور تکبر اور بڑائی کا مظاہرہ کریں گے۔

﴿وَلَقَضَيْنَا إِلَىٰ بَنِي إِسْرَآءِيلَ فِي الْكِتَابِ ، لَتُفْسِدُنَّ فِي الْأَرْضِ مَرَّتَيْنِ ، وَلَتَعْلُنَّ عُلُوجًا﴾

گھبرا کر (آیت: 4)۔

(c) بنی اسرائیل اچھی طرح جانتے ہیں کہ فرعون نے بھی حضرت موسیٰ کو ایک سحر زدہ ﴿مسحور﴾ آدمی قرار دیا تھا، حالانکہ وہ نو (9) معجزات لے کر آئے تھے۔ ﴿وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَىٰ سَعِ أَيْتٍ بَيِّنَةٍ، قَسَلُ بَنِي إِسْرَآئِيلَ إِذْ جَاءَهُمْ، فَقَالَ لَهُ فِرْعَوْنُ يَا بَنِي إِسْرَآئِيلَ لَا تُفْلِكُوا يَوْمَ يُسْحَرُونَ﴾ (آیت: 101)۔ یہی اعتراض بعد میں رسول اللہ ﷺ پر کیا گیا کہ وہ بھی ایک سحر زدہ ﴿مسحور﴾ شخص

ہیں۔ (آیت: 47)

(d) بنی اسرائیل سے کہہ دیا گیا تھا کہ جب آخرت کے وعدے کا وقت آجائے گا تو اللہ تعالیٰ ان سب کو اکٹھا کر کے لائے گا۔ ﴿وَقُلْنَا مِنْ بَعْدِهِ، لِيَنبِيَّ إِسْرَآءِيلَ اْمُكْنُوا الْاَرْضَ، فَاِذَا جَاءَ وَعْدُ الْاٰخِرَةِ، جِئْنَا بِكُمْ لَفِيفًا﴾ (آیت: 104)

4۔ سورۃ بنی اسرائیل میں ﴿آخرت کے امکان پر تعجب﴾ اور اس کی سزا بھی بیان کر دی گئی۔

(a) ﴿منکرینِ آخرت﴾ تعجب کرتے تھے کہ جب ہم بوسیدہ ہڈیاں اور چوراچورا ہو جائیں گے تو کیا نئے سرے سے بنا کر اٹھائے جائیں گے؟

﴿وَقَالُوا: ءَاِذَا كُنَّا عِظَامًا وَّرُفَاتًا ؕ ءَاِنَّا لَمَبْعُوثُوْنَ خَلْقًا جَدِيدًا ؕ﴾ (آیت: 49)۔

(b) ﴿منکرینِ آخرت﴾ کو اوندھے منہ دوزخ کی آگ میں داخل کیا جائے گا۔ (آیت: 98)

﴿ذٰلِكَ جَزَآءُهُمْ بِاَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِآيَاتِنَا وَّقَالُوْا: ءَاِذَا كُنَّا عِظَامًا وَّرُفَاتًا ؕ ءَاِنَّا لَمَبْعُوثُوْنَ خَلْقًا جَدِيدًا ؕ﴾

5۔ سورۃ بنی اسرائیل میں ﴿وکیل﴾ کے لفظ کا استعمال۔

اس سورت میں اللہ تعالیٰ کے صفاتی نام ﴿وکیل﴾ کا بار بار استعمال کیا گیا ہے۔ یہ لفظ سرپرست اور کارساز کے معنی میں استعمال ہوتا ہے، جس پر کامل بھروسہ اور ﴿توکل﴾ کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ ہی مکمل اختیارات رکھتا ہے۔ ایسے اختیارات کسی اور مخلوق کو حاصل نہیں ہیں۔ لہذا اسی پر اعتماد کیا جاسکتا ہے۔ رحمت اور عذاب اسی کے ہاتھ میں ہے۔ وہی ناگہانی آفات سے بچا سکتا ہے۔ یہ توحید اختیار کا مضمون ہے۔

(a) اللہ تعالیٰ نے ابلیس کو صاف بتا دیا کہ میرے خاص بندوں پر تیرا زور نہیں چلے گا اور اللہ تعالیٰ کا اختیار سب پر حاوی ہے اور وہی ﴿وکیل﴾ بنائے جانے کا حق دار ہے۔ انسانوں کے لیے اس کی سرپرستی کفایت کرتی ہے۔

﴿وَكُفِيَ بِرَبِّكَ وَكِيلًا﴾ (آیت: 65)۔

(b) تورات میں بنی اسرائیل کو ہدایت کی گئی تھی کہ اللہ کے علاوہ کسی کو ﴿وکیل﴾ یعنی بااختیار اور کارساز نہ بنایا جائے۔ یہ توحید اختیار کا مطالبہ تھا۔

﴿أَلَا تَتَّخِذُوا مِن دُونِي وَكِيلًا﴾ (آیت: 2)۔

(c) اللہ تعالیٰ نے دیکھی دی کہ اگر وہ کسی ناگہانی عذاب سے دوچار کر دے تو پھر تم لوگ اپنے لیے کوئی وکیل وکیل یعنی بچانے والا نہیں پاسکتے۔

﴿ثُمَّ لَا تَجِدُوا لَكُمْ وَكِيلًا﴾ (آیت: 68)۔

(d) رسول کریم ﷺ کو بتایا گیا کہ وہ بھی مشرکین مکہ پر وکیل وکیل نہیں ہیں، عذاب و ثواب کا اختیار نہیں رکھتے۔ اللہ تعالیٰ ہی رحم یا عذاب کا اختیار رکھتا ہے۔ ﴿وَمَا أَرْسَلْنَاكَ عَلَيْهِمْ وَكِيلًا﴾ (آیت: 54)۔

(e) رسول کریم ﷺ کو بتایا گیا کہ اللہ تعالیٰ اگر چاہے تو آپ پر نازل کردہ وحی کو بھی جھین سکتا ہے، پھر خود رسول اللہ ﷺ بھی اللہ کے مقابلے میں کسی اور ہستی کو وکیل وکیل نہیں پاسکتے (جو جھیننی ہوئی وحی کو واپس دلا سکے)۔ ﴿ثُمَّ لَا تَجِدُ لَكَ بِهِ عَلَيْنَا وَكِيلًا﴾ (آیت: 86)۔

سورة بنی اسرائیل کا نظم جلی

سورة بنی اسرائیل دس (10) پیرا گرافوں پر مشتمل ہے۔

1- آیات 10: 1 پہلے پیرا گراف میں، بنی اسرائیل کے عروج و زوال کی تاریخ بتا کر انہیں اور مشرکین مکہ کو اسلام کی دعوت دی گئی ہے اور فتح مکہ اور فتح بیت المقدس کی بشارت بھی۔

﴿اسراء﴾ کے سفر میں رسول اللہ ﷺ کو بہت سارے مشاہدات سے نوازا گیا۔ قریشی قیادت کو سمجھایا گیا کہ انہیں بنی اسرائیل کے عروج و زوال سے عبرت حاصل کرنا چاہیے۔ بنی اسرائیل کو خالص توحید اختیار کرنے اور اللہ ہی کو وکیل بنانے کی ہدایت کی گئی تھی، لیکن وہ ناشکرے تھے۔ انہوں نے دو (2) بار فساد برپا کیا۔

(a) حضرت طالوت، حضرت داؤد اور حضرت سلیمان کے زمانے میں (926 تا 1,004 قبل مسیح) انہیں عروج حاصل تھا پھر ان میں شرک، قبائلی عصبیت اور دیگر برائیاں پیدا ہوتی گئیں۔ ان کی بد اعمالیوں کے سبب آشوریوں نے 721 قبل مسیح میں دولت اسرائیل کا خاتمہ کر دیا۔ ہزاروں اسرائیلی قتل کیے گئے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ان پر رحم کرتے ہوئے ان کے مال و اولاد میں اضافہ کیا اور ایک مشروط پیش کش کی کہ سدھر جاؤ، یہی تمہارے حق میں بہتر ہے۔ ﴿إِن أَحْسَنْتُمْ أَحْسَنُتُمْ لَآ أَنفُسِكُمْ، وَإِن أَسَأْتُمْ فَلَهَا﴾ لیکن انہوں نے دوسری مرتبہ فساد برپا کیا۔

(b) حضرت یحییٰ کو قتل کر دیا۔ حضرت عیسیٰ کو قتل کرنے کی کوشش کی اور دیگر کئی برائیوں میں گرفتار ہو گئے۔ جس کی پاداش میں رومی سلطنت کے فرمان روا ٹائٹس (Titus) نے 70 عیسوی میں ہزاروں لوگوں کو قتل کر کے بیت المقدس کو تباہ و تاراج کر دیا۔ قرآن مجید کے نزول کے بعد انہیں وارننگ دی گئی ﴿وَإِن عُدْتُمْ عُدْنَا﴾ کہ اگر

اب بھی تم فساد برپا کرو گے تو دنیا میں بھی ذلیل و خوار ہو جاؤ گے اور مرنے کے بعد داخل جہنم ہو کر رہو گے۔

2- آیات 11 تا 22: دوسرے پیرا گراف میں، انسان کی کامیابی اور ہلاکت کے اصول بیان کیے گئے ہیں۔

انسان کی کامیابی اور ناکامی کے اصول بیان کرتے ہوئے کہا گیا کہ ہر انسان کے گلے میں اس کی اچھی اور بری تقدیر لٹک رہی ہے۔ اسے خیر و شر کی آزادی حاصل ہے۔ ہدایت قبول کر لے گا تو اس کا اپنا فائدہ ہوگا، مگر وہ اپنے پر اس کا اپنا نقصان ہے۔ ﴿مَنْ اَتَدْبٰى فَلَا نَمَّا يَهْتَدِى لِنَفْسِهٖ وَمَنْ ضَلَّ فَلَا نَمَّا يَضِلُّ عَلٰىهَا﴾۔

قوموں کی ہلاکت کے دو (2) اصول بیان کیے گئے۔ پہلا یہ کہ رسول کی بعثت اور اتمامِ حجت کے بغیر قوموں کو ہلاک نہیں کیا جاتا۔ دوسرا یہ کہ ہلاکت سے پہلے قوم کے ﴿مُتَوَلِّينَ﴾ یعنی خوشحال قیادت کو نیکی کے احکام دیے جاتے ہیں، لیکن جب وہ ان احکام کی نافرمانی کرتے ہیں تو انہیں جاہ و تاراج کر دیا جاتا ہے۔ مادہ پرستوں کے لیے دوزخ ہے۔ ایمان لا کر نیک اعمال کی کوشش کرنے والوں کے لیے جنت۔ آخرت کی زندگی درجات کے اعتبار سے زیادہ بڑی اور فضیلت رکھنے والی ہے، لہذا انسان کو عقیدہ توحید قبول کر کے آخرت پر ایمان لانا چاہیے اور نیک اعمال کی کوشش کرتے رہنا چاہیے۔

3- آیات 23 تا 39: تیسرے پیرا گراف میں، اسلامی معاشرے اور اسلامی ریاست کے بنیادی اصول بیان کیے گئے۔

اس حصے میں تورات کے احکام عشرہ کی طرح، دین کی بنیادی تعلیمات کی وضاحت کی گئی۔

اسلامی معاشرے اور ریاست کی بنیاد ﴿عقیدہ توحید﴾ پر ہے، چنانچہ اس پیرا گراف کا آغاز اور اختتام توحید کی دعوت پر ہوا ہے۔ توحید اللہ کا حق ہے۔ اللہ کے بعد ﴿والدین کے حقوق﴾ ہیں، جن سے حسن سلوک لازمی ہے۔ والدین کے بعد ﴿رشتہ داروں﴾ کے ساتھ حسن سلوک ضروری ہے۔ ﴿فضول خرچی﴾ سے بچنے کا حکم دیا گیا، ورنہ رشتہ داروں کے حقوق ادا نہیں کیے جاسکتے۔ قتل اولاد کو حرام ٹھہرایا گیا اور اس کے ساتھ زنا کو بھی۔ اسلام نے نکاح کی ترغیب دی ہے، جس سے ایک صالح معاشرہ قائم ہوتا ہے۔ قتل نفس کو حرام ٹھہرایا گیا۔ مظلوم مقتول کے ورثاء کی سرپرستی اور یتیموں کے مال کی حفاظت کو اخلاقی اور قانونی طور پر فرض قرار دیا گیا۔ عہد کی پاسداری کا حکم دیا گیا۔ روز قیامت کا آنکھ اور دل و دماغ کی باز پرس ہوگی۔ ناپ تول میں عدل و انصاف کو ملحوظ رکھنے کا حکم دیا گیا۔ علم کے بغیر کسی چیز کے پیچھے لگنے سے منع کر کے اوہام، شبہات، قیاس و گمان اور بے بنیاد الزامات کا دروازہ بند کر دیا گیا۔ زمین پر اکڑ کر چلنے اور اقتدار کے نشے میں گرفتار ہونے سے روکا گیا، پھر آخر میں توحید کے مضمون کا اعادہ کرتے ہوئے شرک کی مذمت کی گئی اور اس کی سزا جہنم بتائی گئی۔

4- آیات 40 تا 60: چوتھے پیرا گراف میں، مشرکین مکہ کے عقائد کی تردید اور ان کے اعتراضات کا جواب دیا گیا۔

(a) عقیدہ شرک کی تردید کی گئی کہ اہل کتاب ﴿اللہ کے بیٹے﴾ تجویز کرتے ہیں اور مشرکین مکہ فرشتوں کو ﴿اللہ کی

بیٹیاں ﴿مجھتے تھے﴾۔ قرآن کی دعوت تو حید کو سن کر ان کی نفرت میں اضافہ ہوتا ہے (آیت: 41)۔ انہیں تو حید کی عقلی دلیل فراہم کی گئی کہ اللہ کے ساتھ اور خدا ہوتے تو وہ عرش والے پر تسلط کی کوشش کرتے۔ اللہ کی بے عیب ذات ان الزامات سے پاک ہے، کائنات کی ہر چیز اس کی بے یبہی اور سبحانیت کا اعتراف کر رہی ہے، لیکن آخرت پر ایمان نہ رکھنے والے مشرکین مکہ کے لیے تو حید کی یہ دعوت حجاب بن گئی ہے، اَللّٰہُ نَبِیِّ کَرِیْمٍ ﷺ کو بھی، حضرت موسیٰ کی طرح سحرزدہ ﴿مَسْحُورٌ﴾ آدی کہہ رہے ہیں (آیت: 47)۔

(b) مشرکین مکہ امکان آخرت پر حیرت اور تعجب کا اظہار کرتے تھے کہ بوسیدہ ہڈیاں دوبارہ کس طرح زندہ کی جاسکتی ہیں؟ (آیت: 49) انہیں عقلی جواب دیا گیا کہ تم پتھر ہو جاؤ یا لوہا، یا کوئی اور چیز (راکھ، مٹی، دھواں یا عناصر) وہی اللہ، جس نے تمہیں پہلی بار پیدا کیا تھا، دوبارہ پیدا کرے گا۔ انہوں نے پوچھا کہ کب؟ بتایا گیا کہ قیامت قریب ہے۔

مشرکین مکہ کو بتایا گیا کہ اللہ تعالیٰ ان پر رحم بھی کر سکتا ہے اور ان پر عذاب بھی نازل کر سکتا ہے، اللہ ہی ﴿وکیل﴾ ہے، رسول اللہ ﷺ کو ان پر ﴿وکیل﴾ نہیں بنایا گیا۔ انہیں تاریخ سے سبق لینے اور ہلاک شدہ اقوام سے عبرت حاصل کرنے کا مشورہ دیا گیا۔ فرشتوں اور ﴿مِن دُونِ اللّٰہِ﴾ کے بارے میں وضاحت کی گئی کہ وہ کسی آفت کو ٹال نہیں سکتے بلکہ وہ خود اللہ کے وسیلے، تقرب اور اس کی رحمت کے امیدوار ہیں۔ سفرِ اسریٰ اور ﴿ذُوقُوا﴾ پر مشرکین مکہ کے اعتراضات کا جواب دیا گیا کہ یہ ان کے لیے آزمائش اور فتنہ ہیں۔

5- آیات 61 تا 70: پانچویں پیرا گراف میں، ابلیس کے دام اور بنی آدمؑ کی نگریم و تفضیل کا بیان ہے۔

(a) ابلیس نے (جو ایک جن ہے، جسے خیر و شر کی آزادی عطا کی گئی ہے) غرور کا مظاہرہ کرتے ہوئے آدمؑ کو سجدہ کرنے سے انکار کر دیا کہ وہ مٹی سے پیدا کیا گیا۔ آدمؑ کی نگریم اور فضیلت پر حسد کرتے ہوئے اس نے عہد کیا کہ وہ آدمؑ کی اولاد کی بیخ کنی کرے گا۔ اس کے جواب میں اللہ نے فرمایا کہ تیرے تمام پیر و کار داخل جہنم ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ نے ابلیس کو چیلنج کیا کہ (1) تو اپنے شور و غوغا سے ﴿اسْتَفْزِزْ﴾ یعنی انہیں بے دخل کرنے کی کوشش کر لے (2) اپنی پیادہ اور سوار فوج سے حملہ کر کے دیکھ لے (3) ان کی مال و اولاد میں سا بھی بن کر دیکھ لے (4) اور انہیں آرزوؤں کے جال میں پھنسانے کی کوشش کر لے، ﴿وَإِنَّ عِبَادِي لَیْسَ لَکَ عَلَیْہِمْ سُلْطٰنٌ﴾ میرے خاص بندوں پر تیرا کوئی زور نہیں چلے گا۔ ﴿وکیل﴾ یعنی کار ساز اور با اختیار ہونے کے لیے اللہ تعالیٰ کی ذات کافی ہے۔

(b) انسان کی ناشکری کا ذکر کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں اور قدرتوں کو دیکھنے کے باوجود وہ اسے با اختیار اور ﴿وکیل﴾ نہیں سمجھتا، حالانکہ اللہ تعالیٰ زمین میں دھنسا سکتا ہے، طوفانی ہواؤں سے ہلاک کر سکتا ہے، غرق کر سکتا ہے۔

(c) بنی آدم کی مکریم اور فضیلت: بنی نوع انسان کی فضیلت اور مکریم بیان کی گئی کہ اللہ تعالیٰ نے خشکی اور پانی میں سواریاں عطا کیں، پاکیزہ رزق دیا اور اپنی بہت سی دیگر مخلوقات پر نمایاں فضیلت عطا فرمائی۔

6- آیات 71 تا 77: جیسے پیرا گراف میں، رسول ﷺ کے خلاف ﴿إِستغزاز فی الارض﴾ کے منصوبوں کی ناکامی کی بشارت

(a) اس حصے میں قریشی قیادت کی چال بازیوں کا ذکر ہے کہ وہ رسول کریم ﷺ کو مکے سے ﴿إِستغزاز﴾ یعنی بے دخل کرنا چاہتے ہیں۔ انہیں خبردار کیا گیا کہ روز قیامت، قیادت (Leadership) کا احتساب ہوگا، ہر قوم کو اس کے امام کے یعنی لیڈر کے ساتھ پکارا جائے گا۔ نئے اعمال پڑھائے جائیں گے۔ کسی پر کوئی ظلم نہیں ہوگا۔

(b) قریشی قیادت کے منصوبوں کو بے نقاب کیا گیا کہ وہ محمد ﷺ کو اللہ کی وحی سے ہٹا کر اپنا پکا دوست بنانا چاہتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کو تسلی دی گئی کہ اگر اللہ نے ثابت قدمی عطا نہ کی ہوتی تو آپ مشرکین کی طرف جھک جاتے اور درگنہ عذاب کے مستحق ہو جاتے۔ پیرا گراف کے آخر میں اللہ کی سنت بیان کی گئی کہ جو قوم اپنے رسول کو بے دخل کرتی ہے، وہ خود بھی زیادہ دیر تک ٹک نہیں سکتی۔

7- آیات 78 تا 82: ساتویں پیرا گراف میں، نماز، قرآن، تہجد اور تعلق باللہ کی ہدایات ہیں۔

(a) اس حصے میں نماز کی پابندی کے اہتمام کی ہدایت ہے۔ فجر کی مشہود نماز کی خاص تاکید کی گئی کہ یہ حضوری کی نماز ہے۔ نماز تہجد میں طویل قراءت قرآن کا حکم دیا گیا کہ یہ مقام محمود کی ضامن ہے۔

(b) رسول اللہ ﷺ کو مکے سے مدینے کی طرف ﴿ہجرت﴾ کی دعا کی سکھائی گئی اور مدینہ منورہ میں ایک صالح اسلامی معاشرے کے قیام کے لیے اللہ کی خاص مدد پر مشتمل، حمایت اور قوت عطا کیے جانے کی دعا بھی سکھائی گئی کہ اب باطل مٹنے والا ہے اور حق دنیا میں پھیلنے والا ہے۔ یہاں مدینہ منورہ میں اسلامی حکومت کے قیام اور فتح مکہ اور ساری دنیا میں اسلام کے پھیلنے کی بشارت ہے۔ یہ ساری کامیابیاں نماز، قرآن اور تعلق باللہ کے نتیجے میں ہی حاصل ہو سکتی ہیں۔

(c) دودھاری قرآن، اہل ایمان کے لیے نہ صرف شفا بلکہ رحمت ہے، جب کہ یہ ظالموں کے نقصان میں اضافہ کرتا ہے۔

8- آیات 83 تا 100: آٹھویں پیرا گراف میں، ﴿مشرکین کے اعتراضات کا جواب﴾ اور قرآن جیسا کلام لے آنے کا ﴿چیلنج﴾ ہے۔

(a) انسانی نفسیات بیان کی گئیں کہ وہ نعمتوں پر پھول جاتا ہے اور آزمائشوں میں مایوس۔ رسول اللہ ﷺ کو تسلی دی گئی کہ قرآن مجید ایک بہت بڑی رحمت اور اللہ کا فضل ہے۔ چیلنج کیا گیا کہ تمام انسان اور تمام جن ایک دوسرے کی حاوت کر کے بھی اس طرح کا کوئی قرآن تصنیف نہیں کر سکتے (آیت: 88)۔

مشرکین کو سمجھایا گیا کہ زندہ معجزہ قرآن کی موجودگی میں، حسی معجزات کے مطالبہ سراسر احمقانہ ہے۔

- (b) مشرکین کے اعتراضات اور مطالبات نقل کیے گئے کہ وہ اس وقت تک رسول اللہ ﷺ کو رسول تسلیم نہیں کریں گے، جب تک وہ (1) زمین سے کوئی چشمہ پھاڑ کر نہ دکھا دیں (2) انگور اور کھجور کا کوئی باغ آپ کے پاس ہو، جس میں نہریں ہوں (3) یا آسمان سے کوئی ٹکڑا گرا کر دکھائیں (4) یا اللہ کو لا کر دکھائیں (5) یا فرشتوں کو سامنے لا کھڑا کر دیں (6) یا آپ کے لیے سونے کا گھر ہو جائے (7) یا آسمان پر چڑھ جائیں (8) پھر کوئی ایسی کتاب اتار کر دکھائیں جسے مشرکین خود پڑھ سکیں۔ اس کا جواب یہ دیا گیا کہ کسی رسول کے پاس ایسے اختیارات نہیں ہوتے۔ یہ اختیار تو صرف اللہ کا ہے۔ رسول اللہ ﷺ تو ایک انسان بھی ہیں اور رسول بھی ہیں۔
- (c) اعتراض کیا گیا کہ کسی فرشتے کو رسول کیوں نہیں بنایا گیا؟ جواب دیا گیا کہ اگر زمین پر فرشتے آباد ہوتے تو فرشتہ رسول بھیجا جاتا۔ انسانوں کے لیے انسانی رسول بھیجا گیا ہے۔

- (d) اعتراض کیا گیا کہ آخرت کیسے ممکن ہے؟ جواب دیا گیا کہ زمین و آسمان کا پیدا کرنے والا، جو انسان پیدا کر کے دکھا چکا ہے، وہی اسی طرح انسانوں کو دوبارہ پیدا کرنے کی پوری قدرت رکھتا ہے۔

9- آیات 101 تا 104: نویں پیرا گراف میں، ﴿قریشی قیادت﴾ کو بتایا گیا کہ ان کے رویے بھی ﴿فرعون﴾ کی طرح ہیں

- (a) اس پیرا گراف میں قریش کے لیڈروں کو دمھکی دی گئی ہے کہ فرعون کی طرح ان کی بھی شامت آسکتی ہے۔ ان کے رویے بھی رسول ﷺ کے ساتھ بالکل اسی طرح کے ہیں، جس طرح فرعون کے رویے حضرت موسیٰ کے ساتھ تھے۔ حضرت موسیٰ کو بھی محرزہ ﴿مسحور﴾ کہا گیا تھا۔ (آیت: 101)

- (b) فرعون نے بھی حضرت موسیٰ کے ﴿اسْتَغْزَا مِنْ الْأَدْهِسِ﴾ کی کوشش کی تھی، یعنی انہیں زمین سے بے دخل کرنے کی کوشش لیکن اللہ تعالیٰ نے اسے اور اس کا ساتھ دینے والی فوجوں کو غرق کر دیا۔ (آیت: 103)

10- آیات 105 تا 111: آخری پیرا گراف میں، قرآن پر ایمان لانے اور خالص عقیدہ توحید اختیار کرنے کی ہدایت ہے

- (a) رسول کریم ﷺ کو بشیر و نذیر بنا کر، آپ پر قرآن تھوڑا تھوڑا کر کے بتدریج نازل کیا گیا ہے، تاکہ آپ اسے ٹھہر ٹھہر کر لوگوں کو سنائیں۔

(b) قرآن کے بارے میں اہل علم کا رویہ:

- مشرکین کو غیرت دلائی گئی کہ اہل علم اللہ کی آیات کو سن کر روتے ہوئے ٹھوڑیوں کے بل سجدے میں گر جاتے ہیں۔ ان کے خشوع میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ وہ اللہ کی بے یبہی کا اعتراف کرتے ہیں۔
- (c) نماز میں قرآن کو درمیانی آواز کے ساتھ پڑھنے کی ہدایت کی گئی۔

(d) آخری آیت میں اللہ کا شکر ادا کرنے اور اس کی بڑائی اور کبریائی کا اظہار کرنے کی ہدایت کی گئی، جس کی نہ کوئی اولاد ہے اور نہ اس کی بادشاہت میں کوئی شریک ہے اور نہ وہ ایسا عاجز اور کمزور ہے کہ اسے کسی مددگار اور پشتی بان کی ضرورت ہو۔

مرکزی مضمون

عقیدہ توحید اور اللہ پر ﴿سو ٹھل﴾، ثابت قدمی اور ہجرت کے نتیجے میں ریاست مدینہ، فتح مکہ اور فتح بیت المقدس کی بشارت۔ فرعون کی طرح، قریشی قیادت بھی رسول اللہ ﷺ کا ٹکے سے ﴿استفزاز﴾ یعنی بے دھلی چاہتی ہے، لیکن اللہ تعالیٰ خود انہیں غیر مستحکم (Up-Root) کر دے گا۔



FLOW CHART

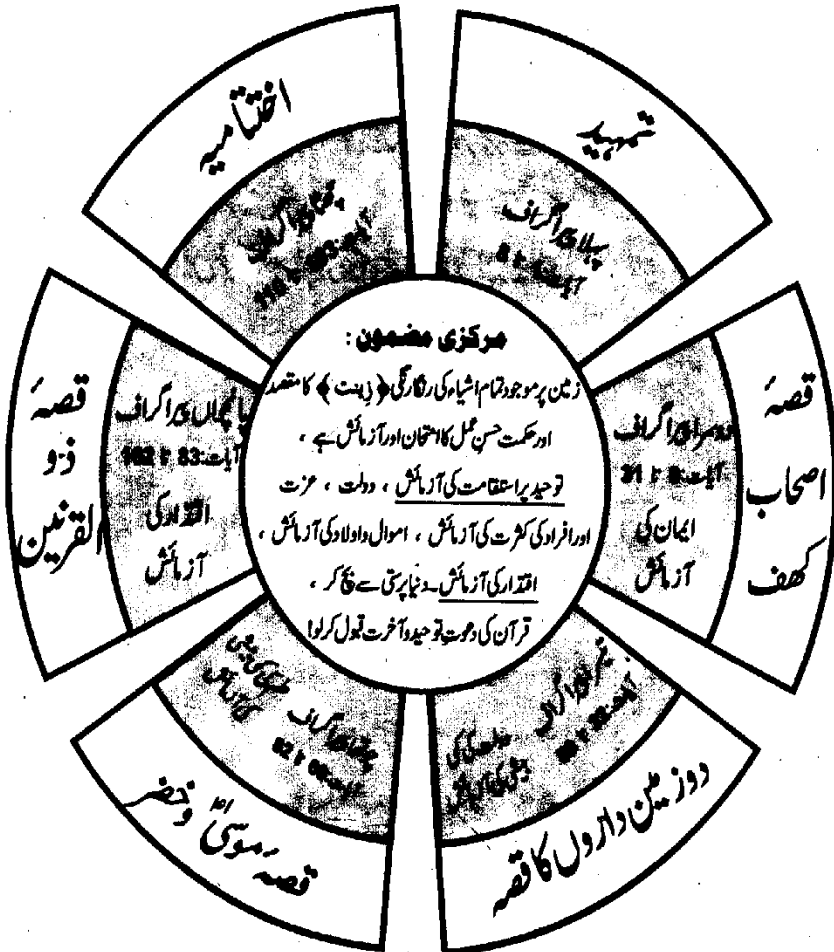
MACRO-STRUCTURE

ترتیبی تقصہ ربط

تظم جلی

18- سُورَةُ الْكَهْفِ

آیات : 110 مکیہ ہر اگراف : 6



زمانہ نزول:

سورت ﴿الکھف﴾، سورت ﴿الزمر﴾ کے نزول سے پہلے اور ہجرت حبشہ (رجب 5 نبوی) سے پہلے، 5 نبوی کے اوائل میں نازل ہوئی، جب مسلمان ظلم و ستم کا شکار تھے۔ حبش کے عیسائیوں میں اسلام کی دعوت و تبلیغ کے لئے مسلمانوں کی تربیت کی گئی اور نوجوان صحابہؓ کو اصحاب کھف کی طرح، توحید کی آزمائش میں کامیابی حاصل کرنے اور قریش کے ظالم سرداروں اور مشرک والدین کے دباؤ میں نہ آنے کی تعلیم دی گئی۔

فضائل سُورَةِ الْكَهْفِ

اس سورت کی فضیلت میں رسول اللہ ﷺ سے کئی احادیث مروی ہیں۔

1- ﴿مَنْ حَفِظَ عَشْرَ آيَاتٍ مِنْ أَوَّلِ سُورَةِ الْكَهْفِ، عُصِمَ مِنَ الدَّجَالِ﴾

(صحیح مسلم عن ابی الدرداء، 1,919)

”جو شخص سورۃ ﴿الکھف﴾ کی ابتدائی دس آیات محفوظ رکھے گا، وہ دجال سے محفوظ رہے گا“

2- ﴿مَنْ قَرَأَ ثَلَاثَ آيَاتٍ مِنْ أَوَّلِ الْكَهْفِ، عُصِمَ مِنْ فِتْنَةِ الدَّجَالِ﴾

(ترمذی: عن ابی الدرداء، 2,868، صحیح)

”جو شخص سورۃ ﴿الکھف﴾ کی پہلی تین آیات پڑھے گا، وہ دجال کے فتنے سے محفوظ ہو جائے گا“

3- ﴿لَمَنْ أَدْرَكَهُ مِنْكُمْ، فَلْيَقْرَأْ عَلَيْهِ قَوَاعِدَ سُورَةِ الْكَهْفِ، فَإِنَّهَا جَوَارِكُكُمْ مِنْ فِتْنَتِهِ﴾

(ابو داؤد: 4,323، صحیح)

”تم میں سے جو شخص دجال کو پائے، اسے چاہیے کہ وہ سورۃ ﴿الکھف﴾ کی ابتدائی آیات پڑھے، اس لیے کہ

یہ دجال کے فتنے سے پناہ دینے والی سورت ہے۔“

(عالمِ دجال کا دجل و فریب، انسان کو زمینِ دنیا میں مبتلا کر کے، آخرت اور قیامت کے خوف سے بے نیاز کر دے گا)

4- ”ایک شخص نے سورۃ ﴿الکھف﴾ کی تلاوت کی، جب کہ اس کے گھر میں ایک گھوڑا بندھا تھا۔ گھوڑا بدکنے لگا

اس نے سراٹھا کر دیکھا کہ آسمان پر ایک دھند، یا ایک بادل چھایا ہوا ہے۔ اُس شخص نے اس واقعے کا ذکر نبی ﷺ سے کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

﴿لَإِنَّهَا السَّكِينَةُ تَنْزَلَتْ عِنْدَ الْقُرْآنِ أَوْ تَنْزَلَتْ لِلْقُرْآنِ﴾

”یہ سکینت (اطمینان کی روشنی) تھی، جو قرآن کے پڑھنے سے، یا قرآن پڑھتے وقت نازل ہوئی۔“

(صحیح مسلم: عن براء بن عازب، کتاب صلاۃ، المسافرین، باب 36، 1,893)

5- ﴿مَنْ قَرَأَ سُورَةَ الْكَهْفِ فِي يَوْمِ الْجُمُعَةِ، أَضَاءَ لَهُ مِنَ النُّورِ مَا بَيْنَ الْجُمُعَتَيْنِ﴾

(سنن البیہقی: کتاب الجمعة، عن ابی سعید الخدری، حدیث 5,792)

”جو شخص جمعہ کے دن سورۃ ﴿الکھف﴾ پڑھے، اس کے لیے دو جمعوں کے درمیان تک روشنی باقی رہتی ہے“

(یعنی سورۃ ﴿الکھف﴾ کی تعلیمات کا نور، ایک ہفتے تک اُس کے دل و دماغ پر رہے گا اور وہ دنیا اور دنیا کی

زینت کے فنون سے محفوظ رہے گا۔

6- ﴿مَنْ قَرَأَ سُورَةَ الْكَهْفِ كَانَتْ لَهُ نُورًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ مَقَامِهِ إِلَىٰ مَكَّةَ، وَمَنْ قَرَأَ بَعْشَرَ آيَاتٍ مِنْ آخِرِهَا، ثُمَّ خَرَجَ الدَّجَالُ لَمْ يَضُرَّهُ﴾

(معجم الاوسط للطبرانی: جز دوم، حدیث 1,455)

”جو شخص سورۃ الکھف کی تلاوت کرتا ہے، روز قیامت اس کے لیے اس کی رہائش سے مکہ تک ایک نور ہوگا اور جو آدمی آخری دس آیات پڑھتا ہے، وہ دجال کے غرور پر اس کے فتنے سے محفوظ رہے گا۔

﴿سُورَةُ الْكَهْفِ كَاتِبِي رَبِّطْ﴾

پچھلی سورت ﴿بنی اسرائیل﴾ میں، اسلامی معاشرے اور عادلانہ اسلامی ریاست کی اساسات کا ذکر تھا۔ یہاں سورت ﴿الکھف﴾ میں اس راستے کی کٹھن منزلوں اور ایک عادل بادشاہ ذوالقرنین کا تذکرہ ہے۔ عادلانہ معاشرہ اور عادلانہ ریاست اسی وقت قائم ہو سکتی ہے، جب فداکاروں کی ایسی جماعت وجود میں آجائے، جو توحید اور ﴿لقاء﴾ یعنی ملاقات رب پر بھی کامل یقین رکھتی ہو اور جو زندگی کے ہر امتحان میں اپنے حسن عمل سے کامیاب ہو سکتی ہو۔

﴿اِہْمْ کَلِیدِی الْفَاظِ اور مضامین﴾

سورت ﴿الکھف﴾ میں بعض اہم الفاظ ہیں، جو بار بار دہرائے گئے ہیں۔ ان کلیدی الفاظ کو اچھی طرح سمجھ لینے سے سورت کو سمجھنا آسان ہو جاتا ہے۔ جیسے: ﴿لَسَبُلُوهُمْ﴾، ﴿زینت﴾، ﴿لقاء﴾، ﴿الحیاء الذنبا﴾، ﴿ولی﴾، ﴿اولیاء﴾، ﴿ولایت﴾

1- اس سورت میں ﴿زینت﴾ کا لفظ، تین (3) مرتبہ، آیات: 7، 28 اور 46 میں استعمال ہوا ہے۔

(a) زمین کی ساری ﴿زینت﴾ کا مقصد، انسانوں کے حسن عمل کی آزمائش ہے۔ (آیت: 7)۔ یہی اس سورت کا مرکزی مضمون ہے۔

﴿اِنَّا جَعَلْنَا مَا عَلٰی الْاَرْضِ زِیْنَةً لِّہَا لِنَبْلُوْہُمْ اَیُّہُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا﴾

(b) رسول اللہ ﷺ کو تین (3) ہدایات دی گئیں۔ (1) صحابہ سے چٹے رہنے (2) دنیا کی ﴿زینت﴾ سے بچنے اور (3) اور کافر قیادت سے نہ دہنے کی ہدایت۔ (آیت: 28)

﴿تُرِیدُ زِیْنَةَ الْحَیْوةِ الدُّنْیَا وَلَا تُطْعَمَنَّ اَغْفَلْنَا قُلُوبَہُمْ عَنْ ذِکْرِنَا وَاتَّبَعُوا وَكَانَ اَمْرُہُمْ فُرُطًا﴾

(c) مال اور اولاد بھی، دنیاوی زندگی کی ﴿زینت﴾ ہیں۔ (آیت: 46)

﴿الْعَمَلُ وَالْهَنُونَ زِينَةُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَالْبَاقِيَةُ الصَّالِحَةُ خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَخَيْرٌ أَمَلًا﴾

2- اس سورت میں اللہ کی ﴿وَلَايَت﴾ کو ثابت کیا گیا ہے اور ﴿غَيْرُ اللَّهِ﴾ کے ﴿أَوْلِيَاء﴾ ہونے کے بارے میں کافروں کے عقیدے کا ابطال کیا گیا ہے۔ ﴿وَلِي، أَوْلِيَاء، وَلَايَت﴾ کے الفاظ کئی بار استعمال ہوئے ہیں۔ (آیات: 17، 26، 44، 50 اور 102)

- (a) جس کو اللہ گمراہ کر دے، اُس کے لیے کوئی ﴿وَلِي﴾ اور ﴿مُرْشِد﴾ نہیں ہو سکتا۔ (آیت: 17)
 (b) لوگوں کے لیے اللہ کے علاوہ کوئی ﴿وَلِي﴾ نہیں۔ وہ اپنے احکامات میں کسی کو شریک نہیں کرتا۔ (آیت: 26)
 (c) مغرور زمین دار کے باغ کی جابہی کے بعد ثابت ہوا کہ ﴿وَلَايَت﴾ اللہ ہی کا حق ہے۔ (آیت: 44)
 (d) کیا تم لوگوں نے اللہ کو چھوڑ کر شیطان کی دُرِّیَّت کو ﴿أَوْلِيَاء﴾ بنا لیا ہے، حالانکہ وہ تمہارا دشمن ہے۔ تم نے کتنا بدترین متبادل اختیار کر لیا ہے؟ (آیت: 50)

(e) اللہ کو چھوڑ کر، اللہ کے بندوں کو ﴿أَوْلِيَاء﴾ بنانے والے کافروں کے لیے جہنم تیار ہے۔ (آیت: 102)
 3- اس سورت میں خصوصیات قرآن (آیات: 1، 2، 3، 4، 6، 27، 29 اور 54) تفصیل سے بیان کی گئیں۔

- (a) قرآن میں ٹیڑھ نہیں ہے۔ (آیت: 1)
 (b) قرآن ﴿قَسِم﴾ ہے، یعنی ٹھیک ٹھیک سیدھی بات کہنے والی کتاب ہے۔ (آیت: 2)
 (c) قرآن کا مقصد ﴿اِنذَار﴾ (Warning) ہے۔ (آیت: 2)
 (d) نیک لوگوں کے لیے ﴿بَشِير﴾ ہے۔ (آیت: 2)
 (e) عیسائیوں کے لیے بھی ﴿اِنذَار﴾ ہے۔ (آیت: 4) عیسائیوں کے غلط عقیدے کی تردید کی گئی ہے۔
 (f) قرآن میں ﴿تَصْرِيف﴾ سے کام لیا گیا ہے۔ مختلف انداز و اسالیب سے حقائق و اشکاف کئے گئے ہیں، تاکہ لوگ ایمان لے آئیں۔

4- اس سورت میں آزادی مذہب (Freedom of Faith) کے حوالے سے دو آیات آئی ہیں۔ (آیات: 20

اور 29)

- (a) جو چاہے ایمان لے آئے اور جو چاہے انکار کرے۔ ﴿فَمَنْ شَاءَ فَلْيُؤْمِنْ وَمَنْ شَاءَ فَلْيُكْفُرْ﴾
 (b) ﴿يَرْجُمُوكُمْ أَوْ يُعَذِّبُوكُمْ فِيْ مِلَّةِهِمْ﴾ سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر وہ نوجوان غار میں نہ چھپتے تو ان نوجوانوں کو سنگسار ہو جانا پڑتا، یا دوبارہ توحید چھوڑ کر پرانا مذہب اختیار کر لینا پڑتا۔ انہیں مذہبی آزادی میسر نہ تھی۔
 5- اس سورت میں ﴿الْحَيَاةِ الدُّنْيَا﴾ کا لفظ تین (3) مرتبہ استعمال کیا گیا ہے۔ دنیا کی زندگی کی حقیقت بیان

کی گئی ہے۔

- (a) دنیا کی زندگی اُس کھیتی کی طرح ہے، جو سوکھ کر خشک ہو جائے اور ہوائیں اسے اڑالے جائیں۔ (آیت: 45)
- (b) مال اور اولاد دنیا کی زندگی کی ﴿زینت﴾ ہیں، لیکن نیک اعمال ہائی رہتے ہیں۔ (آیت: 46)
- (c) وہ لوگ جن کی ساری سرگرمیاں صرف دنیا کی زندگی ہی کے لیے ہوتی ہیں، وہ اعمال کے لحاظ سے زیادہ خسارے میں ہوتے ہیں اور غلط فہمی میں رہتے ہیں کہ ہم بہت اچھا کر رہے ہیں۔ (آیت: 104)
- 6- اس سورت میں ﴿لقاء﴾ یعنی ملاقات رب کا لفظ بھی دو (2) مرتبہ استعمال ہوا ہے:

- (a) ملاقات رب ﴿لقاء﴾ کے مکررین کے اعمال ضائع ہو جائیں گے اور قیامت کے دن اُن کا کوئی وزن نہ ہوگا۔ (آیات: 105)

- (b) ملاقات رب ﴿لقاء﴾ کے امیدوار کے لیے ضروری ہے کہ شرک چھوڑ کر اعمالِ صالحہ کرے۔ (آیت: 110)

- 7- احوال قیامت کے سلسلے میں کئی آیات آئی ہیں۔ (آیات: 21، 47، 48، 49، 52، 98)

- (a) اللہ کا وعدہ سچا ہے۔ قیامت کے بارے میں شک نہیں ہونا چاہیے۔ (آیت: 21)
- (b) روز قیامت پہاڑ چلائے جائیں گے اور زمین برہنہ ہوگی۔ (آیت: 47)
- (c) لوگ صف بستہ پیش کیے جائیں گے۔ (آیت: 48)
- (d) نئے اعمال کو دیکھ کر کہیں گے یہ عجیب کتاب ہے، اس میں کوئی چھوٹی بڑی چیز درج ہونے سے نہیں رہ گئی۔ (آیت: 49)
- (e) اللہ حکم دے گا کہ شرکاء کو پکارو، وہ دادرسی نہیں کر سکیں گے۔ (آیت: 52)
- (f) روز قیامت، مضبوط بند بھی ریزہ ریزہ کر دیئے جائیں گے۔ (آیت: 98)

سورة الكهف کا نظم جلی

سورة الكهف چھ (6) پیرا گرافوں پر مشتمل ہے۔ پہلا پیرا گراف تہیدی ہے اور آخری پیرا گراف میں خلاصہ ہے۔ درمیانی چار پیرا گرافوں میں چار (4) قصے بیان کیے گئے ہیں جن کا مقصد کسی نہ کسی قسم کی آزمائش ﴿لِنَبْلُوهُمْ﴾ ہے۔ پہلے دو (2) قصوں کے بعد تیسرہ بھی کیا گیا ہے۔

- (1) پہلا قصہ غار والے نوجوانوں کا ہے، جن کے لیے ایمان کی آزمائش تھی، انہیں غار میں پناہ لینا پڑا، ورنہ وہ سنگسار کر دیئے جاتے۔

- (2) دوسرا قصہ دوزمینداروں کے احوال پر مشتمل ہے۔ یہاں مال و دولت کی کمی بیشی کی آزمائش کا ذکر ہے۔

- (3) تیسرا قصہ حضرت موسیٰ اور خضر کی ملاقات پر مشتمل ہے۔ یہاں علم کی کمی بیشی کی آزمائش کا تذکرہ ہے۔

(4) چوتھا قصہ ایک عادل بادشاہ حضرت ذوالقرنینؑ کا ہے۔ یہاں اقتدار کی آزمائش کا ذکر ہے۔

1- آیات 1 تا 8: پہلا پیرا گراف تمہیدی ہے۔ قرآن کے تعارف کے بعد انسان کو زندگی کے مقصد سے آگاہ کیا گیا۔

(a) قرآن میں ٹیڑھ نہیں ہے۔ (آیت: 1)

(b) ﴿فَلَيْسَ﴾ یعنی ٹھیک ٹھیک سیدھی بات کہنے والی کتاب ہے۔ (آیت: 2)

(c) قرآن کا مقصد ﴿الذِّكْر﴾ (Warning) ہے۔ (آیت: 2)

(d) نیک لوگوں کے لیے ﴿تَبْشِيرٌ﴾ ہے۔ (آیت: 2)

(e) قرآن عیسائیوں کے لیے بھی ﴿الذِّكْر﴾ ہے۔ (آیت: 4) عیسائیوں کے غلط عقیدے کی تردید کی گئی۔

رسول اللہ ﷺ کی داعیانہ فکر مندی کی تعریف کی گئی کہ وہ انسانیت کی ہدایت کے لیے دردمند ہیں۔ (آیت: 6)

زمین کی ساری ﴿زِينَةٌ﴾ کا مقصد ، امتحان و آزمائش حسنِ عمل ﴿لِنَبْلُوهُمْ﴾ ہے۔ (آیت: 7)

قیامت کے دن کی منظر کشی کی گئی کہ زمین کی ساری ﴿زِينَةٌ﴾ تہہ دبلا کر دی جائے گی۔ (آیت: 8)

2- آیات 9 تا 31: دوسرے پیرا گراف میں، ﴿اصحابِ کھف﴾ یعنی غار والوں کا قصہ بیان کیا گیا

جن کا ایمان ان کے لیے آزمائش تھا۔ انہیں غار میں پناہ لینی پڑی، ورنہ حکومتِ وقت انہیں سنگسار کر دیتی۔

دوسرے پیرا گراف کے دو ذیلی حصے ہیں۔

پہلا ذیلی حصہ آیات 9 تا 26 پر مشتمل ہے، جس میں قصہ بیان کیا گیا ہے، دوسرا ذیلی حصہ آیات 27 تا 31 پر مشتمل

ہے، جس میں اس قصہ پر تبصرہ کر کے رسول اللہ ﷺ اور صحابہؓ کو ہدایات دی گئی ہیں۔

اصحابِ کھف مؤید تھے۔ صحابہؓ کو ، انہیں ہی کی طرح ثابت قدمی اختیار کرنے کا مشورہ دیا گیا۔

(a) اِنْ مُّوَحِّدٌ لُّوْجُوْا نُوْا اللّٰهُ تَعَالٰی سے مضبوط تعلق تھا۔ (آیت نمبر: 10)

(b) اللہ تعالیٰ نے، ان نوجوانوں کو ہدایت کے اعتبار سے برگزیدہ کر دیا تھا۔ ﴿وَرَزَّوْنَهُمْ هُدًى﴾ (آیت: 13)

(c) اللہ نے ان کے دل مضبوط کر دیئے تھے اور انہیں ثابت قدمی عطا کی تھی۔ ﴿وَرَزَّوْنَهُمْ عَلٰی قُلُوْبِهِمْ﴾ (آیت: 14)

(d) یہ نوجوان شرک سے بیزار تھے۔ توحید پرست تھے، ان کا عقیدہ تھا کہ اللہ زمین آسمان کا رب ہے۔ صاف کہہ

دیا: ”ہم اللہ کے علاوہ کسی اور کو نہیں پکارتے“ ﴿لَنْ نَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِهِ اِلٰهًا﴾ (آیت: 14)

(e) یہ نوجوان اپنی مشرک قوم سے نالاں تھے۔ ان ہی کے انتقام سے ڈر کر ، غار میں پناہ لی تھی۔ (آیات: 15 تا

17) اصحابِ کھف کو ، حکومتِ وقت سے جان کا خطرہ تھا۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں ایک مدت دراز تک سلائے رکھا

اور اللہ کی طرف سے زندگی کا بدموت کا ثبوت فراہم کیا گیا ، اللہ کا وعدہ سچا ہے۔ قیامت آکر رہے گی۔

﴿وَكَذٰلِكَ اَعْمَرْنَا عَلَيْهِمْ ، لِيَعْلَمُوْا اَنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ ، وَّ اَنَّ السَّاعَةَ لَا رَيْبَ فِيْهَا﴾

(آیت: 21) ان نوجوانوں کی موت کے بعد ، عیسائیوں میں اختلاف ہوا، کسی نے کہا: ”دیوار چن دو“۔ کسی نے کہا: ”ان پر عبادت گاہ بناؤ۔“ (آیت: 21)

ہدایت کی گئی کہ اصحاب کھف کی تعداد کے بارے میں بحث میں نہ پڑو ! واقعے سے سبق حاصل کرو ! نوجوانوں کی تعداد اور دیگر غیر ضروری باتوں میں اپنے آپ کو مت الجھاؤ۔ (آیت: 22)

(۱) دوسرے ذیلی حصے میں، رسول اللہ ﷺ کو صحابہؓ پر مشتمل مومن صالح افراد کا ساتھ دینے، دنیا کی زینت کی طرف ندیکھنے اور قریش کی باغی اور فاسق قیادت کی اطاعت سے بچنے کی ہدایت کی گئی اور بتایا گیا کہ یہ ایمان بھی آزمائش ہے۔ اصحاب کھف کو بنیادی مذہبی حقوق (Fundamental Rights of Faith) میسر نہ تھے انہیں غار میں پناہ لینی پڑی۔ مسلمانوں کو یہ حق عطا کرنے کی تلقین کی گئی کہ اسلام میں دین کے معاملے میں زبردستی نہیں ہے۔

3- آیات 32 تا 59: تیسرے پیرا گراف میں، دوزمین داروں کا قصہ بیان کیا گیا ہے۔ ایک بڑا زمیندار تھا اور دوسرا چھوٹا زمیندار۔

یہ دوزندہ تاریخی کردار ہیں، ایک ﴿مَادَّةَ پرست مُشْرِك﴾، اور دوسرے ﴿آخِرَت کا قاتل مُوَحِّد﴾ پہلا ناشکر اور دوسرا شکر گزار تھا۔ اس قصے کا مقصد، مال و دولت کی کمی بیشی کی آزمائش ثابت کرنا ہے۔

اس پیرا گراف کے بھی دوزیلی پیرا گراف ہیں۔

پہلے ذیلی پیرا گراف (آیات: 32 تا 44) میں قصہ بیان کیا گیا ہے اور دوسرے ذیلی پیرا گراف (آیات: 45 تا 59) میں اس پر تبصرہ کیا گیا ہے۔

● ﴿بڑے زمیندار کی خصوصیات﴾

(a) بڑا زمین دار تھا، بیماری میں مبتلا تھا ، دوسروں پر شان جتا تھا۔ ”میرے پاس تم سے زیادہ مال اور تم سے

زیادہ بندے ہیں۔“ ﴿اَنَا أَكْثَرُ مِنْكَ مَالًا وَ اَعَزُّ نَفَرًا﴾ (آیت: 34)

(b) یہ شخص دنیا پرست بھی تھا، سمجھتا تھا کہ یہ نعمتیں زائل نہ ہوں گی ، یہ دولت ہمیشہ رہے گی، میرے باغ کو فنا

نہیں۔ ﴿مَا أَظُنُّ اَنْ يَّبِيدَ هٰذَا﴾ (آیت: 35)

(c) یہ شخص منکر قیامت تھا۔ کہا تھا: ”میں نہیں سمجھتا کہ کبھی قیامت واقع ہوگی۔“

﴿وَمَا اَظُنُّ السَّاعَةَ قٰآئِمَةً﴾ (آیت: 36)

(d) یہ شخص شک میں مبتلا تھا اور جھوٹی آرزوں نے اسے الجھا رکھا تھا۔ سمجھتا تھا کہ ”بالفرض اگر قیامت واقع بھی ہو

گئی تو اس کے بعد ، مجھے دنیا سے بھی زیادہ نعمتیں ملیں گی، وہاں بھی زیادہ شاندار جگہ پاؤں گا۔“

﴿وَلٰكِنْ رَّوَدُّتْ اِلٰی رَبِّیْ لَآ جِدَنَّ خَيْرًا مِنْهَا مُنْقَلَبًا﴾ (آیت: 36)

(e) یہ شخص مشرک بھی تھا ، جب اس کا باغ تباہ کر دیا گیا ، تو اس کے لبوں پر یہی الفاظ تھے:

”کاش! میں نے اپنے رب سے شرک نہ کیا ہوتا۔“ ﴿يَلْبِسُنِي لَكُمْ أَشْرَكَ بِرَبِّي أَحَدًا﴾ (آیت: 42)

(f) نہ وہ خود اپنی مدد کر سکا، نہ کوئی اور ہستی اس کی مدد کر سکی۔ (غالباً یہ شفاعتِ باطلہ کا بھی قائل تھا)

﴿وَلَمْ تَكُنْ لَكَ فِئَةٌ يَنْصُرُونَكَ مِنْ دُونِ اللَّهِ وَمَا كَانَ مُنتَصِرًا﴾ (آیت: 43)

● ﴿چھوٹے زمیندار کی خصوصیات﴾

(a) چھوٹا زمین دار، مُوحِد تھا۔ صاف کہتا تھا: ”میں اپنے رب کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتا۔“

﴿وَلَا أَشْرَكَ بِرَبِّي أَحَدًا﴾ (آیت: 38)

(b) مبلغ بھی تھا۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر پر عمل کرتا تھا۔ چنانچہ اس نے پہلے شخص کو ٹوکا۔ اپنے محسن رب کا انکار

کیوں کرتے ہو؟ تم نے اپنے باغ میں، داخل ہوتے وقت ﴿مَا شَاءَ اللَّهُ، لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ﴾

کے الفاظ کیوں ادا نہیں کیے؟ (آیت: 39)۔

(c) اللہ کے دنیاوی قانونِ عذاب و ثواب اور آخرت کی جزا و سزا دونوں پر یقین رکھتا تھا۔ (آیت: 40-41)

(d) بڑے زمین دار سے کہا: ”تیرا باغ عارضی ہے، تباہ ہو سکتا ہے۔“

باغ کی تباہی کے وقت معلوم ہوا کہ کارسازي ﴿وَلَا يَت﴾ کا اختیار، اللہ کا ہے۔ اللہ تعالیٰ اجر و ثواب اور انجام

ہر اعتبار سے بہتر ہے۔ ﴿هَذَا لَكَ الْوَلَايَةُ لِلَّهِ الْحَقِّ، هُوَ خَيْرٌ نَوَابًا وَخَيْرٌ عَقْبًا﴾ (آیت: 44)

● ذیلی پیر گراف (آیات 45-49) میں تبصرہ کیا گیا۔ ﴿الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا﴾ یعنی دنیوی زندگی کی تمثیل کھیتی سے

دی گئی۔ واضح کیا گیا کہ اولاد اور اموال ﴿الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا﴾ کی زینت ہیں۔

آدم و ابلیس کے قصے سے، مشرکین مکہ کے ابلیسی رویے پر تنقید کی گئی کہ وہ اللہ کی تعلیمات وحی کا مذاق اڑا رہے

ہیں۔ انہیں ہلاکت کی جھلکی دی گئی۔

4- آیات 60-82: چوتھے پیر گراف میں، قصہ موسیٰ و خضر بیان کیا گیا۔ ثابت کیا گیا کہ ﴿علم کی کمی بیشی﴾ بھی

آزمائش ہے۔

حضرت موسیٰؑ کو یہ بتانا مقصود تھا کہ حضرت خضرؑ جیسے بعض اللہ کے بندوں کے پاس، ان سے بھی زیادہ علم ہے اور

اللہ کی ہر مشیت میں بھی کوئی نہ کوئی حکمت پوشیدہ ہوتی ہے۔

حضرت موسیٰؑ کی دریاؤں کے سنگم پر اللہ کے ایک بندے (غالباً فرشتے) حضرت خضرؑ سے ملاقات ہوئی۔

﴿فَوَجَدَا عَبْدًا مِنْ عِبَادِنَا﴾ (آیت: 65)

حضرت موسیٰؑ نے کہا: ”کیا میں آپ کی محبت اختیار کر سکتا ہوں؟ تاکہ آپ کو دی گئی دانائی سیکھ لوں۔“

﴿هَلْ أَتَبِعَكَ عَلَىٰ أَنْ تَعْلَمَ مِنَّمَا عَلَّمْتُ رُشْدًا؟﴾ (آیت: 66)

علم کے لیے مبر ضروری ہے: ”حضرت خضرؑ نے کہا: آپ میرے ساتھ مبر نہیں کر سکتے۔“

﴿لَنْ تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا﴾ ”جس چیز کا علم نہ ہو، اس پر مبر کیسے کیا جاسکتا ہے؟“ (آیت: 67)

حضرت موسیٰؑ نے کہا: ”میں مبر کروں گا، آپ مجھے نافرمان نہ پائیں گے۔“

حضرت خضرؑ نے کہا: شرط یہ ہے کہ آپ سوال نہ کریں، جب تک میں خود نہ بتاؤں۔ پھر دونوں آگے چلتے گئے۔

﴿لَمَّا اتَّبَعْتَنِيْ لَمْ تَسْأَلْنِيْ عَنْ شَيْءٍ حَتَّى اُحْدِثَ لَكَ مِنْهُ ذِكْرًا﴾ (آیت: 70)

﴿حضرت خضرؑ کے بعض عجیب و غریب افعال﴾

(a) حضرت خضرؑ نے ایک کشتی میں شگاف کر دیا۔ حضرت موسیٰؑ فوراً بول پڑے۔ کیوں کیا؟

﴿لَا نُطْلَقُ ، حَتَّى اِذَا رَكِبْنَا فِي السَّفِيْنَةِ خَرَقَهَا﴾ (آیت: 71)

(b) حضرت خضرؑ نے ایک لڑکے کا قتل کیا، حضرت موسیٰؑ فوراً بول پڑے۔ کیوں کیا؟

﴿لَا نُطْلَقُ ، حَتَّى اِذَا لَقِيََا غُلَمًا فَقَتَلَهُ﴾ (آیت: 74)

(c) حضرت خضرؑ نے ایک مقام پر حق میزبانی ادا نہ کرنے کے باوجود، ایک گرتی ہوئی دیوار میں دی۔

حضرت موسیٰؑ فوراً بول پڑے۔ کیوں کیا؟

﴿فَوَجَدَا فِيْهَا جِدَارًا يُرِيدُ اَنْ يَنْقَضَ فَآقَامَهُ﴾ (آیت: 77)

حضرت خضرؑ نے کہا: اب میری اور آپ کی جدائی ہے۔ ﴿هَذَا فِرَاقِيْ بَيْنِيْ وَ بَيْنَكَ﴾ (آیت: 78)

﴿عجیب و غریب افعال کی پوشیدہ حکمتوں کا انکشاف﴾

(a) کشتی، مزدوروں کی تھی، ظالم بادشاہ سالم کشتی چھین لیتا ہے، عیب دار کر دیا تاکہ بادشاہ چھین نہ لے۔ (79)

(b) لڑکے کے والدین مومن تھے۔ اندیشہ تھا سرکشی اور کفر سے تنگ کرے گا۔ میں نے قتل کر دیا تاکہ اللہ بہتر اولاد دے۔

(c) دیوار کے نیچے دو تیم بچوں کا خزانہ ہے، ان کا باپ نیک تھا۔ ﴿كَانَ اَبُوْهُمَا صَالِحًا﴾ میں نے دیوار اٹھا دی،

تاکہ دونوں بالغ ہو کر یہ خزانہ نکال لیں۔ یہ رب کی رحمت ہے، میں نے اپنے اختیار سے نہیں کیا، یہ تاویل ہے،

ان کے افعال جس پر آپ مبر نہ کر سکے۔ (آیت: 82)

5- آیات 83 تا 102: پانچویں پیرا گراف میں ﴿قصہ ذوالقرنین﴾ بیان کی گیا ہے۔ ثابت کیا گیا ہے کہ

اقتدار بھی آزمائش ہے۔

ذوالقرنین، ایک مثالی مسلمان حکمران تھے

(a) حضرت ذوالقرنینؑ کو، اقتدار عطا کیا گیا تھا۔ ﴿مَكْنًا لَّكَ فِي الْاَرْضِ﴾ (آیت: 84)

(b) حضرت ذوالقرنینؑ کو، اسباب و وسائل فراہم کیے گئے تھے۔ ﴿وَاتَيْنَاهُ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ مَّسَبًّا﴾

(c) حضرت ذوالقرنین مبلغ تھے۔ اپنی رعایا کو توحید کی دعوت دی۔ اپنی قوت و اقتدار کو، دعوت کے لیے استعمال کیا۔

حضرت ذوالقرنین فرمایا: ”خالم کو میں دنیاوی سزا دوں گا، اُس کے بعد اللہ تعالیٰ شدید تر اُخروی سزا دے گا۔“ ﴿قَالَ اِنَّمَا مَنْ ظَلَمَ فَسَوْفَ نُعَذِّبُهُ ، ثُمَّ يُرَدُّ اِلٰی رَبِّهِ ، فَيُعَذِّبُهُ عَذَابًا نَّكَرًا﴾ (آیت: 87) لوگوں کو بتایا کہ مومن صالح کے لیے بہترین جزا ہوگی، آسانیاں فراہم ہوں گی۔ ﴿وَ اَمَّا مَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَهٗ جَزَاءٌ اَلْحُسْنٰی ، وَ سَنَقُوْلُ لَهٗ مِنْ اٰمِرِنَا بُسْرًا﴾ (آیت: 88)

(d) حضرت ذوالقرنین نے، مظلوم قوم کو، ﴿یا جوج و ما جوج﴾ کے حملوں سے محفوظ کر دیا۔

(e) حضرت ذوالقرنین مال و دولت کی حرص سے پاک تھے۔ بلا اُجرت و خراج مفت بند تعمیر کر دیا۔

قوم نے انہیں بند کی تعمیر کی قیمت ادا کرنا چاہی۔ انہوں نے انکار کر دیا اور فرمایا:

”جو کچھ میرے رب نے مجھے دے رکھا ہے، وہ بہت ہے۔“ ﴿مَا مَكَّنٰی لِّیْهِ رَبِّیْ خَیْرٌ﴾ (آیت: 95)

بند کی تعمیر کے بعد ﴿یا جوج اور ما جوج﴾ دیوار میں نہ تو لقب لگا سکتے تھے اور نہ چڑھ سکتے تھے۔ (آیت: 97)

(f) حضرت ذوالقرنین نے، بند کی تعمیر کے بعد اللہ کا شکر ادا کیا، وہ عاجز اور شکر گزار بندے تھے۔

﴿قَالَ هٰذَا رَحْمَةٌ مِنْ رَبِّیْ﴾ (آیت: 98)

(g) حضرت ذوالقرنین، قیامت کے عذاب سے ڈرتے تھے۔ ان کا عقیدہ تھا کائنات کی مضبوط ترین چیز بھی

عارضی ہے۔ فرمایا: ”جب وعدے کا وقت آئے گا، اللہ اس مضبوط دیوار کو بھی ریزہ ریزہ کر دے گا، اللہ کا

وعدہ برحق ہے۔“

﴿فَاِذَا جَاءَ وَعْدُ رَبِّیْ جَعَلْہٗ دُکَّاءَ ، وَكَانَ وَعْدُ رَبِّیْ حَقًّا﴾ (آیت: 98)۔

(h) حضرت ذوالقرنین کے پاس دماغ بھی تھا اور ٹیکنالوجی (Technology) بھی تھی، لیکن مزدور کم تھے۔

انہوں نے مقامی لوگوں سے مدد لی۔ اس مضبوط دیوار اور بند کی تعمیر سے یہ سبق ملتا ہے کہ کافروں کے شر سے بچنے

کے لیے، دماغی، ذہنی اور عقلی وسائل کے ساتھ، جسمانی، مادی اور روحانی وسائل کا احتراز شرط ہے۔

6- آیات 103 تا 110: چھٹا اور آخری پیرا گراف، اختتامیہ ہے اور خلاصے پر مشتمل ہے۔ اس میں مادہ پرستی کا ابطال کیا گیا ہے۔

﴿الْحَیْوةُ الدُّنْیَا﴾ یعنی دنیوی زندگی کی سرگرمیوں میں مگن لوگوں کی خوش فہمی کی تردید کی گئی (آیت: 104)

جو ﴿لِقَاءُ﴾ ملاقات رب کے منکر بھی ہیں اور اللہ کی آیات اور رسولوں کا مذاق اُڑاتے ہیں۔ ان کا ٹھکانہ دوزخ ہے۔

اس کے برخلاف، ایمان لا کر عمل صالح کرنے والوں کے لیے جنت کی بشارت ہے۔ (آیت: 108)۔

آخری آیت میں، ﴿توحید، رسالت اور آخرت﴾ تینوں چیزوں کی دعوت کا خلاصہ پیش کیا گیا ہے۔ جو شخص اللہ کو ﴿واحد﴾ مان کر، رسول اللہ ﷺ کو ﴿بشر اور رسول﴾ تسلیم کر کے، ﴿لقاء﴾ یعنی ملاقات رب پر یقین کامل رکھتا ہو اُسے ﴿شُرک فی العبادۃ﴾ سے بچتے ہوئے ﴿عمل صالح﴾ کرنا چاہیے۔ (آیت: 110)

مرکزی مضمون

زمین پر موجود تمام اشیاء کی رنگارنگی ﴿زینت﴾ کا مقصد، حسنِ عمل کا امتحان اور آزمائش ﴿لِنَبْلُوهُمْ﴾ ہے، چاہے وہ توحید پر استقامت کی آزمائش ہو، چاہے وہ علم، دولت، عزت اور افراد کی کثرت کی آزمائش ہو، چاہے اموال و اولاد کی آزمائش ہو، یا پھر اقتدار کی آزمائش ہو۔ ان تمام آزمائشوں کے پیچھے، اللہ تعالیٰ کی حکمت پوشیدہ ہوتی ہے۔ انسان کو دنیا پرستی اور مادہ پرستی سے بچ کر، قرآن کی دعوت توحید و آخرت قبول کر کے اور حسنِ عمل کے لیے سرگرم ہو جانا چاہیے۔



FLOW CHART

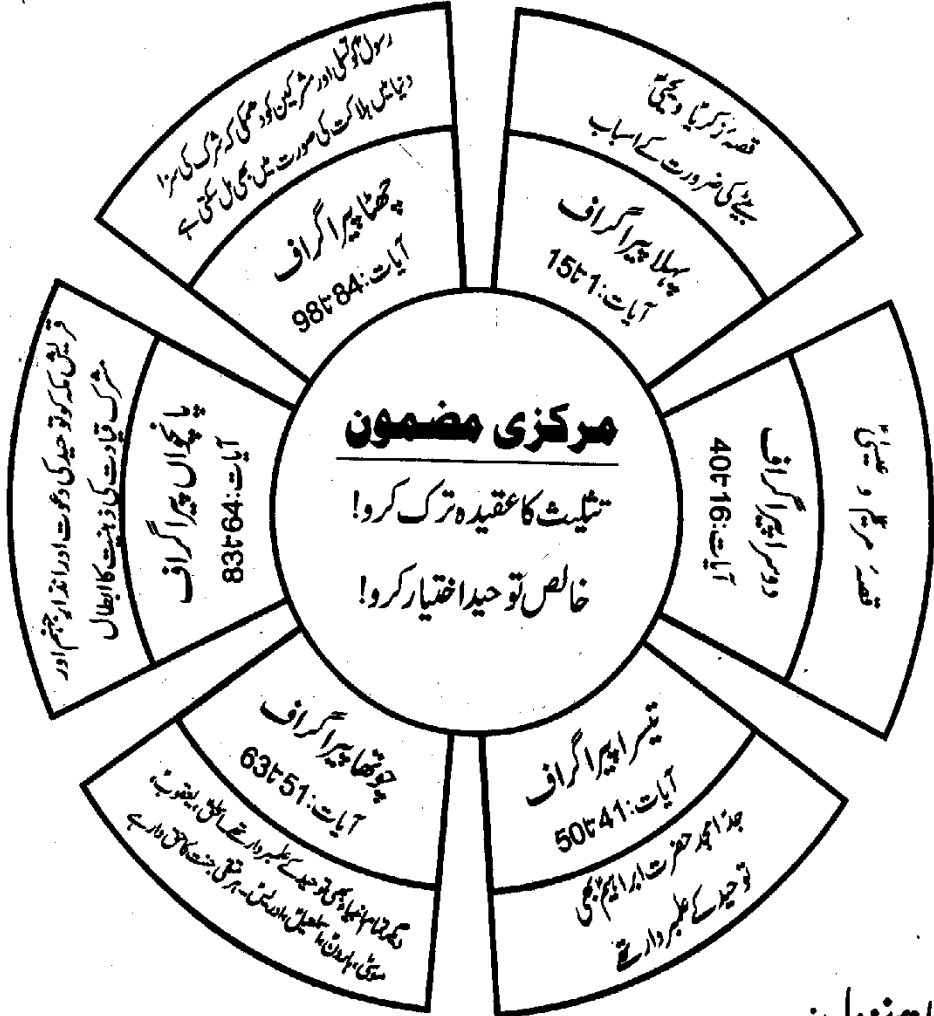
MACRO-STRUCTURE

ترتیبی نقشہ ربط

نظم جلی

19- سُورَةُ مَرْيَمَ

آیات : 98..... مَكِّيَّةٌ پیرا گراف : 6



زمانہ نزول:

سورت ﴿مَرْيَمَ﴾ ایک مکی سورت ہے۔ ہجرت حبشہ (رجب 5 نبوی) سے پہلے نازل ہوئی، جب مسلمان ظلم و ستم کا شکار تھے۔ حبش کے عیسائیوں میں اسلام کی دعوت و تبلیغ کے لئے صحابہ کرامؓ کی تربیت ضروری تھی، چنانچہ اہل کتاب سے ﴿مُجَادِلَہ﴾ کرنے کے لیے یہ سورت نازل کی گئی۔ نجاشی کے دربار میں حضرت جعفرؓ بن ابی طالب نے اس سورت کی تلاوت کی تھی۔

سورة مَرِيَم کا کتابی ربط:

- 1- پچھلی سورت ﴿الکَہف﴾ کی آخری آیت میں ، توحید کی وضاحت ﴿اَنَّمَا الْهُكْمُ اِلَهُ وَّاحِدٌ﴾ کے الفاظ سے کی گئی تھی اور پھر عبادت کے شرک سے منع کیا گیا تھا۔ ﴿وَلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهِ احَدًا﴾۔ یہاں سورت ﴿مریم﴾ کا مرکزی مضمون ہی مثلث (Trinity) کی تردید اور اثبات توحید کے مفہوم پر مشتمل ہے۔
- 2- پچھلی سورت ﴿الکَہف﴾ کی تمہید یعنی میں نزول قرآن کے مقاصد میں سے ایک مقصد یہ بتایا گیا کہ عیسائیوں کو ان کے عقیدے پر تنبیہ کرنا بھی مقصود ہے ﴿وَيُنْذِرَ الَّذِينَ قَالُوا اتَّخَذَ اللَّهُ وَلَدًا﴾ (آیت: 4) یہاں سورت ﴿مریم﴾ میں یہ مضمون بار بار آیا ہے۔ ﴿مَا كَانَ لِهُ اَنْ يَّتَّخِذَ مِنْ وَلَدٍ سُبْحَنَهُ﴾ (آیت: 35) اور ﴿وَمَا يَنْبَغِي لِلرَّحْمَنِ اَنْ يَّتَّخِذَ وَلَدًا﴾ (آیت: 92)۔
- 3- دنیا کی عارضی زینت اور باقی رہنے والے اعمال:
- پچھلی سورت ﴿الکَہف﴾ میں کہا گیا تھا ﴿الْمَالُ وَالْبَنُونَ زِينَةُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَالْبَاقِيٰتُ الصّٰلِحٰتُ خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَخَيْرٌ اَمَلًا﴾ (آیت: 46)۔ سورت ﴿مَرِيَم﴾ میں یہی مضمون ﴿وَالْبَاقِيٰتُ الصّٰلِحٰتُ خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَخَيْرٌ مَّرَدًا﴾ کے الفاظ سے بیان کیا گیا ہے۔
- 4- سورت ﴿مَرِيَم﴾ میں عقیدہ توحید کو حضرت عیسیٰؑ اور کچھ دیگر انبیاءؑ کی زندگی سے ثابت کیا گیا ہے۔ اگلی سورت ﴿طہ﴾ میں حضرت موسیٰؑ کی دعوتی زندگی سے توحید کا ثبوت فراہم کیا گیا ہے۔

اہم کلیدی الفاظ و مضامین

- 1- سورت ﴿مریم﴾ میں دلائل کے لیے ایک عجیب و غریب اسلوب:
- سورة ﴿مَرِيَم﴾ کا ایک عجیب و غریب اسلوب یہ بھی ہے کہ یہاں دلیل توحید کے لیے ﴿بُرْهَان﴾ یا ﴿آيَةُ﴾ کے بجائے ﴿ذِكْرٌ رَّحْمَةٍ﴾ اور ﴿وَإِذْ كُنْزُ فِي الْكِتَابِ﴾ کے الفاظ استعمال کیے گئے ہیں۔ اس طرح کے اسلوب کا مطلب ہوتا ہے کہ ایک اور دلیل پیش کیجیے۔
- ﴿ذِكْرٌ رَّحْمَةٍ رَبِّكَ عَبْدَهُ زَكَرِيَّا﴾ (آیت: 2)
- ﴿وَإِذْ كُنْزُ فِي الْكِتَابِ مَرِيَمَ﴾ (آیت: 16)۔
- ﴿وَإِذْ كُنْزُ فِي الْكِتَابِ إِبْرَاهِيمَ﴾ (آیت: 41)۔

﴿وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ مُوسَى﴾ (آیت: 51)۔

﴿وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ إِسْمَاعِيلَ﴾ (آیت: 54)۔

﴿وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ إِدْرِيسَ﴾ (آیت: 56)۔

2- مشرکین مکہ کے شرک کی اصل وجہ: شرک کے اسباب کی وضاحت کرتے ہوئے بتایا گیا کہ مشرکین مکہ

﴿مِنْ دُونِ اللَّهِ﴾ کو خدا بنا کر، اپنے خداؤں ﴿آلِهَةٍ﴾ کو طاقتور، عزیز اور با اختیار سمجھتے تھے اور ان کی حمایت اور پشتی بانی حاصل کرنے کے لیے ان کی عبادت کیا کرتے تھے۔

﴿وَاتَّخَذُوا مِنْ دُونِ اللَّهِ إِلهَةً لِّيَكُونُوا لَهُمْ عِزًّا﴾ (آیت: 81)۔

3- سورت ﴿مریم﴾ میں توحید کی ایک عقلی دلیل: ایک عقلی دلیل بھی فراہم کی گئی اور پوچھا گیا ہے کہ جس خدا نے

انسان کو عدم سے وجود بخشا ہے، کیا وہ حضرت عیسیٰؑ کو بغیر باپ کے پیدا کرنے پر قادر نہیں ہے۔

﴿وَقَدْ خَلَقْتَكُ مِنْ قَبْلُ وَلَمْ تَكُ شَيْئًا﴾ (آیت: 9) اور

﴿أَوْ لَا يَذْكُرُ الْإِنْسَانُ أَنَا خَلَقْنَاهُ مِنْ قَبْلُ وَلَمْ يَكُ شَيْئًا﴾ (آیت: 67)

4- بنی اسرائیل نے نماز ضائع کر دی: اہل کتاب پر واضح کیا گیا کہ حضرت اسماعیلؑ کے زمانے سے لے کر بنی

اسرائیل کے آخری نبی حضرت عیسیٰؑ تک نماز فرض تھی۔ تمام انبیاء اس کا حکم دیا کرتے تھے، لیکن بنی اسرائیل نے

اس اہم عبادت کو ضائع کر دیا۔ حضرت اسماعیلؑ (2,000 ق م) اپنے گھروالوں کو نماز اور زکوٰۃ کا حکم دیا

کرتے تھے۔ ﴿كَانَ يَأْمُرُ أَهْلَهُ بِالصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ﴾ (آیت: 55)۔ نماز اور زکوٰۃ کے

بارے میں خود حضرت عیسیٰؑ (33ء) کی یہ بات نقل کی گئی ہے کہ اللہ نے اس کی نصیحت کی تھی۔

﴿وَأَوْصَانِي بِالصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ مَا دُمْتُ حَيًّا﴾ (آیت: 31)، لیکن بنی اسرائیل میں

ناخلف جانشین پیدا ہوئے، جنہوں نے شہوات کی پیروی کرتے ہوئے صدیوں پرانی یہ مخصوص عبادت یعنی نماز ضائع

کر دی۔

﴿فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ أَضَاعُوا الصَّلَاةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوَاتِ﴾

(آیت: 59)

5- سورت ﴿مریم﴾ میں ہلاکت اقوام کے سلسلے کا ایک اہم اصول: اس سورت میں ایک اصول یہ بھی ملتا ہے کہ اللہ

تعالیٰ بہترین امثالے اور اعلیٰ شان و شوکت رکھنے والی نافرمان قوموں کو ایک مقررہ مدت تک مہلت دینے کے بعد

ہلاک کر دیتا ہے۔ یہ بات دو مرتبہ آیت نمبر 74 اور آیت نمبر 98 میں بیان کی گئی۔

﴿وَكَمْ أَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِنْ قَرْنٍ هُمْ أَحْسَنُ أَثَانًا وَرِثِيًّا﴾ (آیت: 74)

﴿وَكَمْ أَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِنْ قَرْنٍ هَلْ تُحِسُّ مِنْهُمْ مِنْ أَحَدٍ أَوْ تَسْمَعُ لَهُمْ رِكْزًا﴾
(آیت: 98)

سورة مريم کا نظم جلی

سورت مریم چھ (6) پیرا گرافوں پر مشتمل ہے۔ حضرت عیسیٰ اللہ کے بیٹے نہیں ہیں۔ پہلے پیرا گراف میں حضرت یحییٰؑ کی معجزانہ پیدائش سے حضرت عیسیٰؑ کی معجزانہ پیدائش پر استدلال ہے، جس کا ذکر دوسرے پیرا گراف میں ہوا۔ تیسرے پیرا گراف میں حضرت ابراہیمؑ کی توحید سے استدلال ہے۔ چوتھے پیرا گراف میں چند انبیاء کی توحید کا ذکر ہے، جنہیں یہودی اور عیسائی بھی تسلیم کرتے ہیں۔ پانچویں پیرا گراف میں توحیدِ عبادت کا حکم ہے اور آخری پیرا گراف میں رسول اللہ ﷺ کے لیے تسلی اور عیسائیوں کے لیے ہلاکت کی دھمکی ہے۔

1- آیات 15:1 پہلے پیرا گراف میں ﴿حضرت زکریاؑ﴾ کا تذکرہ کیا گیا کہ اللہ نے انہیں معجزانہ طور پر بڑھاپے میں حضرت یحییٰؑ جیسا بیٹا عطا کیا۔

دراصل یہاں اس پیرا گراف میں یہ ثابت کرنا مقصود ہے کہ عام قاعدے سے ہٹ کر بھی معجزانہ طور پر اللہ تعالیٰ تصرف کرنے پر قادر ہے۔ جس خدا نے حضرت زکریاؑ کو بڑھاپے میں اولاد دی، اُسی خدا نے حضرت مریمؑ کو بغیر شوہر کے بیٹا عطا فرمایا۔ یہاں عیسائیوں کو خود ان کی اپنی تاریخ سے ایک دلیل توحید فراہم کی گئی ہے۔
حضرت یحییٰؑ کو اللہ تعالیٰ نے نرم خو، پاکیزہ اور متقی بنایا اور اپنے والدین کا مطیع بنادیا، وہ جبار اور نافرمان نہیں تھے۔
﴿وَحَنَانًا مِّن لَّدُنَّا وَزَكَاةً وَكَانَ تَقِيًّا ۝ وَبَرًّا بِوَالِدَيْهِ وَلَمْ يَكُ جَبَّارًا عَصِيًّا﴾
(آیت: 13، 14)

2- آیات 16:40 دوسرے پیرا گراف میں ﴿حضرت مریمؑ﴾ اور ﴿حضرت عیسیٰؑ﴾ کا قصہ تفصیل سے بتا کر ان کی معجزانہ پیدائش اور پیدائش کے فوراً بعد ان کی معجزانہ گفتگو کو نقل کر کے عقیدہ تثلیث (Trinity) کی تردید کی گئی۔

حضرت عیسیٰؑ نے خود فرمایا:

﴿إِنِّي عَبْدُ اللَّهِ خِزِّي إِلَيْكِ الْكِتَابَ وَجَعَلَنِي نَبِيًّا﴾ (آیت: 30) ”میں اللہ کا بندہ ہوں، اس نے مجھے کتاب عطا کی ہے اور مجھے نبی بنادیا ہے“ حضرت عیسیٰؑ کی بشریت اور نبوت ثابت کرنے کے بعد فرمایا:
﴿ذَلِكَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ﴾ ”ہے حضرت عیسیٰؑ ابن مریم کی سچی تصویر“! (آیت: 35)۔

پھر حضرت عیسیٰؑ کے الفاظ نقل کیے گئے: ﴿إِنَّ اللَّهَ رَبِّي وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدْهُ هَذَا صِرَاطٌ مُسْتَقِيمٌ﴾
”یقیناً اللہ تعالیٰ میرا بھی رب ہے اور تم لوگوں کا بھی، لہذا صرف اسی کی عبادت کرو! یہی (توحید کا) سیدھا راستہ“
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

3- آیات 41 تا 50: تیسرے پیرا گراف میں ﴿حضرت ابراہیم﴾ کی دعوتِ توحید کا تفصیل سے ذکر کیا گیا۔

عیسائی اور یہودی دونوں حضرات ابراہیمؑ کو اپنا جدِ اُمجد تسلیم کرتے ہیں۔ یہ لوگ محض باپ دادا کی تقلید میں آخری رسول محمد ﷺ کی دعوتِ توحید کا انکار کر رہے ہیں۔ ان لوگوں کے لیے حضرت ابراہیمؑ کی زندگی میں ایک نمونہ ہے، جن کے والد مشرک تھے، لیکن حضرت ابراہیمؑ نے باپ دادا کی تقلید کے بجائے، توحید پر عزیمت و استقامت کا مظاہرہ کیا۔

(a) اس سورت میں ﴿دعوت کے آداب﴾ بھی بتائے گئے۔ حضرت ابراہیمؑ نے نہایت درمندی سے اپنے والد آزر سے مباحثہ کیا۔ عقلی دلیلوں سے کام لیا اور ان سے پوچھا: آپ سماعت و بصارت سے محروم بتوں کی بندگی کیوں کرتے ہیں؟ ﴿يَا بَتِّ لِمَ تَعْبُدُ مَا لَا يَسْمَعُ وَلَا يُبْصِرُ وَلَا يُغْنِي عَنْكَ شَيْئًا﴾ (آیت: 42)

حضرت ابراہیمؑ نے نہایت شفقت اور پیار سے اپنے والد آزر کو توحید کی دعوت دی۔

(b) اس سورت میں ﴿يَا بَتِّ﴾ کا لفظ چار (4) مرتبہ استعمال ہوا ہے۔ آزر نے نخی کا مظاہرہ کیا اور بیٹے ابراہیمؑ کو سنگسار کر دینے کی دھمکی دی۔ ﴿لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهِ لَأَرْجُمَنَّكَ وَاهْجُرْنِي مَلِيًّا﴾ (آیت: 46)۔

اس کے جواب میں حضرت ابراہیمؑ نے انتہائی احترام سے فرمایا: ﴿سَلَامٌ عَلَيْكَ﴾ آپ پر سلامتی ہو۔

میں آپ کے لیے دعا کروں گا۔ (آیت: 47)

4- آیات 51 تا 63: چوتھے پیرا گراف میں عقیدہ توحید کو ﴿دیگر انبیاء﴾ کی دعوت اور ان کے کردار سے ثابت کیا گیا۔

اس حصے میں حضرت موسیٰؑ، حضرت ہارونؑ، حضرت اسماعیلؑ، حضرت ادریسؑ، حضرت نوحؑ، حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسرائیلؑ (یعقوبؑ) کا ذکر کر کے یہ ثابت کیا گیا کہ یہ سب انسان تھے اور اللہ کے نبی تھے، لیکن خدائی میں شریک نہیں تھے۔ یہ سب اللہ تعالیٰ کے آگے جھکنے والے تھے۔ یہ سب جنت کے وارث ہیں۔

یہ سب نبی، خدائے رحمن کی آیات سن کر روتے ہوئے سجدے میں گر جاتے تھے۔ (آیت: 58)۔

﴿إِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ آيَاتُ الرَّحْمَنِ خَرُّوا سُجَّدًا وَبُكِيًّا﴾، لیکن ان انبیاء کے جانشین بڑے ناخلف ثابت ہوئے۔ انہوں نے نماز ضائع کر دی اور شہوات کی پیروی کرنے لگے۔ ﴿فَخَلَفَ مِنْ بَغْدِهِمْ خَلْفٌ أَضَاعُوا الصَّلَاةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوَاتِ﴾ (آیت: 59)۔

5- آیات 64 تا 83: پانچویں پیرا گراف میں، صرف اور صرف ﴿اللہ تعالیٰ کی عبادت﴾ کرنے اور اُسی پر چمے رہنے کا حکم دیا گیا۔

”اللہ ہی کی عبادت کرو اور اُسی کی عبادت پر چمے رہو“ ﴿فَاعْبُدْهُ وَاصْطَبِرْ لِعِبَادَتِهِ﴾ (آیت: 65)

مشرک سرداروں کو دوزخ کے احوال سنا کر خبردار کیا گیا کہ وہ اپنے اماثوں اور اپنی عالیشان مجلسوں پر نہ اترائیں۔ تاریخ شاہد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بڑی شان و شوکت رکھنے والی قوتوں کو بھی ہلاک کر کے رکھ دیا۔

ایک مشرک سردار کا قول نقل کیا گیا، جو یہ سمجھتا تھا کہ اول تو آخرت برپا نہیں ہوگی اور بالفرض ہوگی بھی تو وہاں بھی میں "مال و اولاد سے ضرور نوازاجا تا رہوں گا" ﴿لَا وَتَيْنَ مَا لَا وَ وَلَدًا﴾ (آیت: 77) مشرکین کے اس عقیدے کی تردید کی گئی کہ اللہ تعالیٰ کے سوا دیگر خود ساختہ معبود بھی ان کے حمایتی اور پشتی بان ہو سکتے ہیں۔ ﴿وَ اتَّخَذُوا مِنْ دُونِ اللّٰهِ اِلٰهًا لِّيَكُونُوا لَهُمْ عِزًّا﴾ (آیت: 81)۔ مشرکین اپنے خداؤں کو نہایت طاقت ور اور با اختیار سمجھتے تھے کہ وہ ہمیں فائدہ پہنچا سکتے ہیں اور نقصان سے بچا سکتے ہیں۔

6- آیات 84 تا 98: چھپے اور آخری پیرا گراف میں، رسول ﷺ کو تسلی دی گئی ﴿فَلَا تَعْجَلْ عَلَيْهِمْ﴾ (آیت: 84)

آخری پیرا گراف میں تثلیث (Trinity) کے قائل عیسائیوں بالخصوص اور مشرکین کو دھمکی دی گئی کہ ان کے شرک کی سزا دنیا میں ہلاکت کی صورت میں بھی مل سکتی ہے، ان کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کو صبر کرنے کی ہدایت دی گئی۔ اس آخری حصے میں شرک پر اللہ تعالیٰ کے غنیض و غضب اور جلال کا اظہار بھی ہوا ہے اور توحید پرستوں کے لیے اپنی محبت اور جمال کا اظہار بھی۔

(a) ﴿اِنَّ شَرَّ لِّشُرِكٍ﴾ کے لیے ﴿الرَّحْمٰنُ﴾ کا غنیض و غضب اور جلال ﴿تَكَادُ السَّمٰوٰتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ وَ تَنْشَقُّ الْاَرْضُ وَ تَخِرُّ الْجِبَالُ هَدًا﴾ (آیت: 90) "قریب ہے کہ آسمان پھٹ پڑیں، زمین شق ہو جائے اور پہاڑ گر جائیں" ﴿اَنْ دَعَوْا لِلرَّحْمٰنِ وَلَدًا﴾ (آیت: 91) "اس بات پر کہ لوگوں نے ﴿الرَّحْمٰن﴾ کے لیے اولاد ہونے کا دعویٰ کیا"۔ پھر وضاحت کی گئی کہ ﴿وَمَا يَنْبَغِيْ لِلرَّحْمٰنِ اَنْ يَّتَّخِذَ وَلَدًا﴾ (آیت: 92) "﴿الرَّحْمٰن﴾ کی یہ شان نہیں ہے، کہ وہ کسی کو بیٹا بنائے۔" (b) ﴿اِهلِ توحید کے لیے اللہ کی محبت، رحمانیت اور اس کا جمال

توحید پرستوں کے لیے خدائے رحمن کی جانب سے محبت کا اظہار ہوا۔ چنانچہ فرمایا:

﴿اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَيَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا﴾

"البتہ جو لوگ ایمان لے آئے اور جنہوں نے نیک عمل کیے اُن کے لیے خدائے رحمن مہر و محبت پیدا کر دے گا۔"

آخری آیت میں عیسائیوں اور مشرکین مکہ دونوں کو قوموں کی ہلاکت کی تاریخ سے سبق حاصل کرنے کا مشورہ دیا گیا۔

﴿وَكَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْنٍ هَلْ تُحِصُّ مِنْهُمْ مِّنْ اَحَدٍ اَوْ تَسْمَعُ لَهُمْ رِكْزًا؟﴾

"اور ان سے پہلے کتنی ہی قوموں کو ہم نے ہلاک کر کے چھوڑا۔ کیا تم میں سے کسی کو محسوس کرتے ہو؟ یا ان کی کوئی آہٹ

سنتے ہو؟"

یہ سورت ایک سوال پر ختم ہوتی ہے اور دعوتِ فکر دیتی ہے کہ انسان کو غور و فکر سے کام لے کر ہلاکت سے بچنے کے لیے تاریخ سے عبرت حاصل کرنا چاہیے اور شرک سے بچ کر توحید اختیار کرنا چاہیے۔

مرکزی مضمون

عیسائیوں کو تثلیث (Trinity) کا عقیدہ ترک کر کے خالص توحید اختیار کرنا چاہیے۔

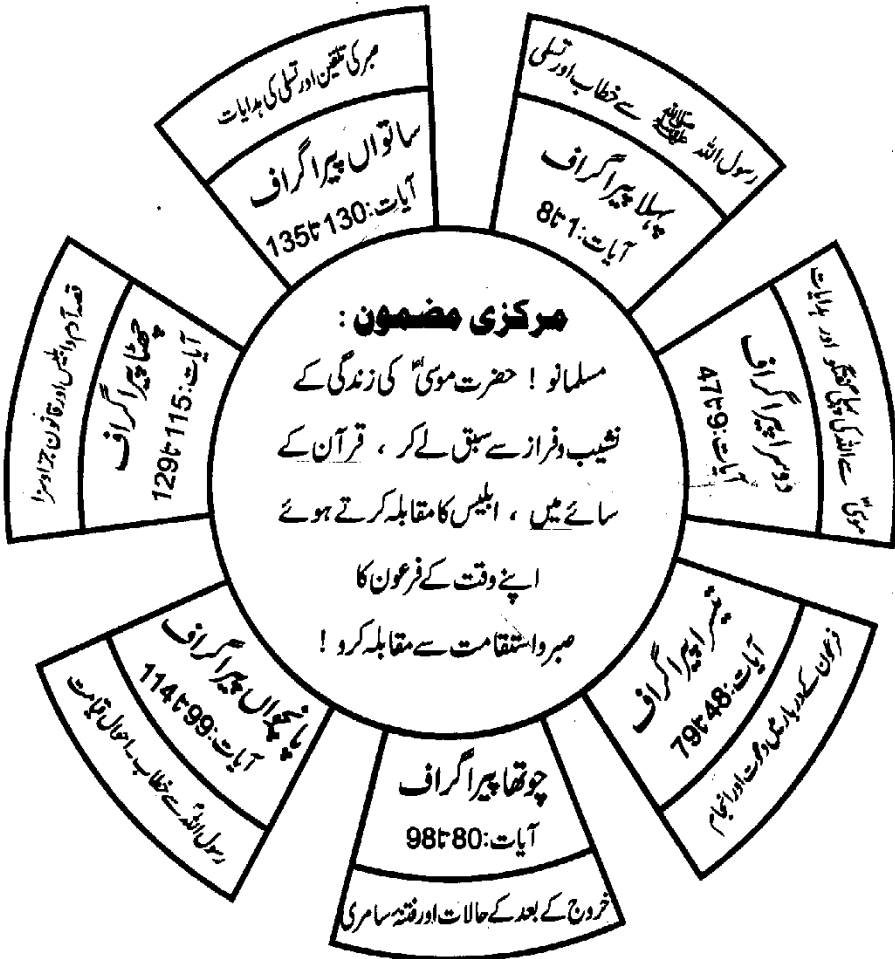


ترتیبی نقشہ ربط

تظم جلی

20- سُورَةُ طه

آیات : 135 مَكِّيَّةٌ پیرا گراف : 7



زمانہ نزول اور پس منظر

1- سورت ﴿طہ﴾، سورت ﴿مَرِیم﴾ کے بعد ہجرت حبشہ (رجب 5 نبوی) سے پہلے اور ذوالحجہ 6 نبوی کے درمیان کسی وقت نازل ہوئی۔ حضرت عمرؓ کی بہن کے پاس سورۃ ﴿طہ﴾ لکھی ہوئی تھی، جس سے متاثر ہو کر وہ ذوالحجہ 6 ہجری میں مسلمان ہوئے۔

اس مرحلے پر سورت ﴿طہ﴾ کے نزول کا مقصد، قریش کو رسالت کے مقصد اور طریقہ کار کو سمجھانا اور حضرت موسیٰؑ کی زندگی سے نوجوان صحابہؓ کی تربیت کرنا تھا۔ علاوہ ازیں قرآن کی دعوت تو حید و آخرت کی حقانیت پر قریش کے عقل مندوں ﴿اُولٰٓئِی السُّہٰی﴾ کو قائل کرنا تھا (آیات 54، 128)۔

2- آیت 114 غالباً آغاز نبوت کے فوراً بعد نازل ہوئی، جب آپ ﷺ دورانِ وحی جلد از جلد قرآن یاد کرنے کی کوشش کیا کرتے تھے۔

3- مشرکین مکہ کی قیادت کو بتایا گیا کہ اُن کے طاغوتی رویے بھی فرعون جیسے ہیں۔ حضرت موسیٰؑ نے بھی رسول اللہ ﷺ کی طرح تو حید، آخرت اور نمازی کی دعوت دی تھی اور قرآن کی یہ دعوت بھی اللہ کی معرفت اور آخرت کی معرفت کے لیے ہے۔ اس سے ﴿اعراض﴾ (آیات 100، 124) کا انجام بھی فرعون اور اُس کے لشکروں کی طرح دنیا اور آخرت کی رسوائی کی صورت میں ہوگا۔

سورۃ طہ کا کتابی ربط

1- پچھلی سورت ﴿مریم﴾ میں عیسائیوں کو قائل تو حید کرنے کے لیے ﴿حضرت عیسیٰؑ﴾ کی زندگی سے استدلال تھا۔ اس سورت ﴿طہ﴾ میں یہودیوں کو قائل کرنے کے لیے ﴿حضرت موسیٰؑ﴾ کی زندگی سے استدلال ہے، اہل کتاب میں دعوت و تبلیغ کے لیے سامانِ تربیت دونوں سورتوں میں موجود ہے، جو کہ ہجرت حبشہ سے پہلے مطلوب تھا۔

2- اگلی سورت ﴿الانبیاء﴾ میں ﴿سولہ (16) انبیاء﴾ کی تاریخ اور ان کے کردار اور ان کے کارناموں پر روشنی ڈالی گئی رسول اللہ ﷺ کو حضرت ابراہیمؑ کی میراث کا وارث اور ﴿رَحْمۃٌ لِّلْعٰلَمِیۡنَ﴾ ثابت کر کے دنیا کو آخری رسول ﷺ پر ایمان لانے کی دعوت دی گئی۔

اہم کلیدی الفاظ و مضامین

1- قرآن کا تعارف سورۃ ﴿طہ﴾ کے آغاز میں بھی ہوا ہے اور اختتام پر بھی۔
(a) قرآن بوجہ نہیں ہے۔ ﴿مَاۤ اَنْزَلْنَا عَلَیْكَ الْقُرْآنَ لِتَشْقٰی﴾ (آیت 2)

(b) قرآن، اہل خشیت کے لیے یاد دہانی اور نصیحت ہے۔ ﴿إِلَّا تَذَكُّرَةً لِّمَن يَخْشَى﴾ (آیت: 3)
 (c) عربی زبان میں قرآن کی تنزیل اور وعید کی ﴿تقریف﴾ کا مقصد ﴿غضب﴾ سے بچانا اور غور و فکر کرنے کی صلاحیت پیدا کرنا ہے۔

﴿وَكَذَلِكَ أَنزَلْنَاهُ قُرْآنًا عَرَبِيًّا وَصَرَّفْنَا فِيهِ مِنَ الْوَعِيدِ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ أَوْ يُحْدِثُ لَهُمْ ذِكْرًا﴾ (آیت: 113)

(d) قرآن سے ﴿اعراض﴾ کی سزا، روز قیامت کی رسوائی ہے، وہ ایک بھاری بوجھ اٹھائیں گے۔
 ﴿مَنْ أَعْرَضَ عَنْهُ فَاِنَّهُ يَحْمِلُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ وِزْرًا﴾ (آیت: 100)۔
 (e) قرآن سے ﴿اعراض﴾ کی سزا، دنیا میں معیشت کی تنگی کی صورت میں ظاہر ہوگی اور قیامت کے دن انہیں اندھا بنا کر اٹھایا جائے گا۔ (آیت: 124)

﴿وَمَنْ أَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِي فَإِنَّ لَهُ مَعِيشَةً ضَنْكًا وَنَحْشُرُهُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ أَعْمَى﴾

2- اثبات توحید ﴿لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ﴾ کے سلسلے میں دو (2) آیات اہم ہیں۔

(a) قرآن کی دعوت کا مقصد، اثبات توحید اور صفات حسی کی اشاعت ہے۔

﴿اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ، لَهُ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَى﴾ (آیت: 8)

(b) اللہ ہی ﴿إِلَٰه﴾ ہے، اُسی کی عبادت کرنی چاہیے۔ ﴿إِنِّي أَنَا اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا، فَاعْبُدْنِي﴾ (آیت: 14)۔

3- اللہ کے ذکر اور اُس کی یاد کے قیام کے لیے ہی نماز قائم کرنی چاہیے۔

﴿وَأَقِمِ الصَّلَاةَ لِذِكْرِي﴾ (آیت: 14)

4- ﴿أُولَى النَّهْيِ﴾ عقل مند لوگ:

(a) ﴿أُولُوا النَّهْيِ﴾ عقل مند لوگ جامع توحید (یعنی توحید ربوبیت اور توحید اسماء و صفات) کے قائل ہوتے

ہیں۔ (آیت: 54)

حضرت موسیٰ نے کہا کہ پچھلے لوگوں کے بارے میں علم، میرے رب کے ہاں کتاب میں موجود ہے، نہ تو میرا رب غلطی کرتا ہے، نہ بھولتا ہے۔ اُسی نے تمہارے لئے زمین کو فرش بنایا اور اس میں تمہارے چلنے کے لئے راستے بنائے ہیں اور آسمان سے پانی بھی وہی برساتا ہے، پھر بارش کی وجہ سے ہم مختلف قسم کی پیداوار حاصل کرتے ہیں۔ لہذا اس پیداوار سے خود ہمیں بھی استفادہ کرنا چاہیے اور اپنے جانوروں کو بھی کھلانا چاہیے۔ یقیناً اس میں ﴿أُولَى النَّهْيِ﴾ عقلمندوں کے لئے بہت سی نشانیاں اور دلائل ہیں۔

(b) ﴿أُولُوا النَّهْيِ﴾ یعنی عقل مند لوگ، ہلاکت اقوام کی تاریخ اور آثار سے عبرت حاصل کرتے ہیں۔
 ﴿أَلَقَلَّمْ يَهْدِيهِمْ كَمْ أَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِنَ الْقُرُونِ، يَمْشُونَ فِي مَسْجِرِهِمْ،
 إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِّأُولِي النَّهْيِ﴾ (آیت 128)

﴿سُورَةُ طه﴾ کا نظم جلی

سورة طہ سات (7) پیرا گرافوں پر مشتمل ہے۔

1- آیات 1 تا 8: پہلے پیرا گراف میں، رسول اللہ ﷺ سے خطاب کر کے انہیں تسلی دی گئی ہے۔ نزول قرآن کے مقاصد بیان کر کے ﴿قرآن اور اللہ تعالیٰ کا تعارف﴾ بیان کیا گیا ہے۔

قرآن ایک نصیحت ﴿تذکرہ﴾ ہے، بوجھ نہیں۔ اللہ کی تنزیل ہے۔ اللہ تعالیٰ زمین و آسمان و اور ان کے درمیان کی تمام چیزوں کا مالک ہے۔ جبری اور سری قول کو جان لیتا ہے۔ اُس کے علاوہ کوئی ﴿إِلَٰه﴾ نہیں۔ حسین و جمیل صفات پر مشتمل اُس کے حسین و جمیل نام ﴿الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَى﴾ ہیں۔

2- آیات 9 تا 47: دوسرے پیرا گراف میں، حضرت موسیٰ ؑ سے ﴿اللہ تعالیٰ کی پہلی گفتگو﴾ اور ابتدائی ہدایات کی تفصیل بیان کی گئی۔

اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے اپنی ﴿توحید﴾ کا ذکر کیا، اس کے بعد اپنی ﴿عبادت﴾، ﴿ذکر﴾ اور ﴿نماز﴾ کا حکم دیا۔
 ﴿إِنِّي أَنَا اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا، فَاعْبُدْنِي، وَأَقِمِ الصَّلَاةَ لِذِكْرِي﴾ (آیت: 14)۔
 پھر قیامت کی حقانیت ثابت کر کے ﴿قیامت کا مقصد﴾ بیان کیا۔

﴿إِنَّ السَّاعَةَ آتِيَةٌ أَكَادُ أُخْفِيهَا، لَتُخْزِي كُلَّ نَفْسٍ بِمَا تَسْعَى﴾ (آیت: 15)
 پھر حضرت موسیٰ اور ان کے بھائی کو دلائل کی روشنی میں دعوت پہنچانے کا حکم دیا اور ذکر میں سستی نہ کرنے کی ہدایت کی۔

3- آیات 48 تا 79: تیسرے پیرا گراف میں ﴿فوجی ڈکٹیٹر فرعون کے دربار میں﴾ حضرت موسیٰ ؑ کی دعوت اور پھر اس کے ساتھ مستقل کشش کی داستان بیان کر کے فرعون اور اس کی فوج کی ہلاکت کے سچے واقعات نقل کیے گئے۔

﴿قَالَ أَجِئْتَنَا لِنُخْرِجَكَ مِنَّا أَمْ لِنَسْجُرَكَ بِمُؤَسَى﴾ (آیت: 57)

فرعون کہنے لگا: ”اے موسیٰ! کیا تو اسی لئے آیا ہے کہ ہمیں اپنے جادو کے زور سے ہمارے ملک سے باہر نکال دے۔“

﴿فَتَوَلَّىٰ فِرْعَوْنُ فَجَمَعَ كَيْدَهُ ثُمَّ أَتَى﴾ (آیت: 60)

پھر فرعون پلٹا اور اس نے اپنے ہتھکنڈے جمع کئے، پھر (مقابلے پر) آگیا۔

﴿قَالُوا إِنَّ هَٰذَا لَسَاحِرٌ جَانٌّ أَن يَخْرِجَكُم مِّنْ أَرْضِكُمْ بِسِحْرِهِمَا وَيَذْهَبَا

بَطْرِيْقَتِكُمْ اَلْمُثْلٰى ﴿ (آیت: 63)

فرعون کے معاونین کہنے لگے: ”یہ دونوں محض جادوگر ہیں اور ان کا پختہ ارادہ ہے کہ اپنے جادو کے زور سے تمہیں تمہارے ملک سے نکال باہر کریں اور تمہارے بہترین مثالی نظام کو برباد کریں۔“

فرعون نے حضرت موسیٰ کو شکست دینے کے لیے جادوگر جمع کیے۔ انہوں نے اپنی رسیاں اور ڈنڈے پھینکے۔ پھر حضرت موسیٰ نے اپنی لاشی پھینکی۔ اللہ کے معجزے کے آگے جادوگروں کا جادو نہ چل سکا۔ پھر سارے جادوگر سجدے میں گر گئے اور دربار میں علی الاعلان کہہ دیا کہ ہم ہاروں اور موسیٰ کے رب پر ایمان لائے۔

﴿فَاَلْقٰى السَّحَرَةُ سُجَّدًا قَالُوْا اٰمَنَّا بِرَبِّ هٰرُوْنَ وَمُوْسٰى﴾ (آیت: 70)۔

فرعون جادوگروں کو اپنی ذاتی ملکیت سمجھتا تھا۔ وہ غضب ناک ہوا کہ تم میری اجازت کے بغیر کس طرح مسلمان ہو گئے اس نے انہیں تعذیب کے ساتھ قتل کی دھمکی دی۔ اس موقع پر اسلام قبول کرنے والے نو مسلم جادوگروں نے بے مثال جرأت اور ثابت قدمی کا مظاہرہ کیا۔ (آیت: 71)۔

جادوگروں نے فرعون سے صاف کہہ دیا: ”جو فیصلہ کرنا چاہتا ہے کر لے“ ﴿فَاَقْبَضَ مَا اَنْتَ قٰصٍ﴾۔

عقیدے اور عمل کا تزکیہ حاصل کرنے والوں کے لیے جنت کی بشارت دی گئی۔

﴿وَذٰلِكَ جَزَآءُ مَنْ تَزَلٰى﴾ (آیت: 76)۔ پھر فرعون اور اس کی فوجوں کے غرق کیے جانے کا ذکر کیا گیا۔

4- آیات 80 تا 98: چوتھے پیرا گراف میں مصر کی سر زمین سے بنی اسرائیل کے خروج (Exodus) کے بعد کے حالات اور ﴿فتنہ سامری﴾ کا ذکر کیا گیا۔

سامری نے لوگوں کے زیورات سے ایک بچھر اٹھایا۔ لوگوں کو دھوکہ دیا کہ یہ تم لوگوں کا بھی خدا ہے اور حضرت موسیٰ کا بھی خدا ﴿اَلِهٰكُمُ وَالِهٖ مُوْسٰى﴾ (آیت: 89) حضرت ہارون نے انہیں ہر چند سمجھایا، لیکن وہ فتنے میں گرفتار ہو گئے۔

5- آیات 99 تا 114: پانچویں پیرا گراف میں رسول اللہ ﷺ سے خطاب کر کے احوال قیامت بیان کیے گئے۔

پہاڑ ریزہ ریزہ ہو جائیں گے۔ ﴿لَيَذَرُهَا قَاعًا صَفْصَفًا ۚ لَا تَرٰى فِيْهَا عِوَجًا وَّ لَا اَمْتًا﴾ قرآن کو نازل کرنے والی ہستی برحق بادشاہ یعنی ﴿اَلْمَلِكُ الْحَقُّ﴾ کی ہے، جو بلند و برتر ہے۔

6- آیات 115 تا 129: چھٹے پیرا گراف میں ﴿قصہ آدم والییس﴾ نقل کیا گیا ہے اور اللہ تعالیٰ کے قانون جزا و سزا کی وضاحت کی گئی ہے۔

الییس بنی آدم کا دشمن ہے۔ وہ فرعونوں کا دوست ہوتا ہے۔ ہر نبی اور رسول کی تعلیمات میں رکاوٹ ہے، قرآن سے دور رکھنے کی کوشش کرتا ہے، لیکن جو لوگ قرآن کی دعوت سے اعراض کریں گے، ان کے لیے دنیا میں معیشت کی تنگی اور آخرت کا عذاب بھی ہے، انہیں روز قیامت اندھا بنا کر اٹھایا جائے گا۔ (آیت: 124)۔

﴿وَمَنْ أَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِي فَإِنَّهُ مَعِيشَةً ضَنْكًا وَنَحْشُرُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَعْمَى﴾

7- آیات 130 تا 135: ساتویں اور آخری پیرا گراف میں بھی، پہلے پیرا گراف کی طرح رسول اللہ ﷺ کو مشرکین مکہ کے فرعون اور طاغوتی رویوں کے خلاف مبرا اور نماز کی تلقین کے ساتھ تسلی اور ﴿روشن مستقبل﴾ کی بشارت دی گئی ہے۔

دنیا کی زینت کی طرف (جو دوسروں کو دی گئی ہے) آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھنے کی ہدایت کی گئی۔

﴿لَا تُمَدِّنْ عَيْنَكَ إِلَىٰ مَا مَتَّعْنَا بِهِ أَزْوَاجًا مِنْهُمْ ظَهْرَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا لِنَفْتِنَهُمْ فِيهِ وَرِزْقُ رَبِّكَ خَيْرٌ وَأَبْقَىٰ ۝ وَأْمُرْ أَهْلَكَ بِالصَّلَاةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا﴾
(آیت: 131، 132)۔

آخر میں تسلی اور دھمکی دی گئی کہ ہر شخص انتظار کر رہا ہے۔ آپ ﷺ بھی انتظار کیجئے۔ بہت جلد معلوم ہو جائے گا کہ کون صحیح ہے اور کون غلط؟ مستقبل قریب میں صراطِ مستقیم پر چلنے والے نمایاں ہوتے جائیں گے۔

www.KitaboSunnat.com

مرکزی مضمون

مسلمانوں کو حضرت موسیٰؑ کی دعوتی زندگی سے سبق لے کر، قرآن کے سائے میں، ابلیس کا مقابلہ کرتے ہوئے صبر و استقامت کے ساتھ اپنے وقت کے فرعون کا مقابلہ کرنا چاہیے۔



FLOW CHART

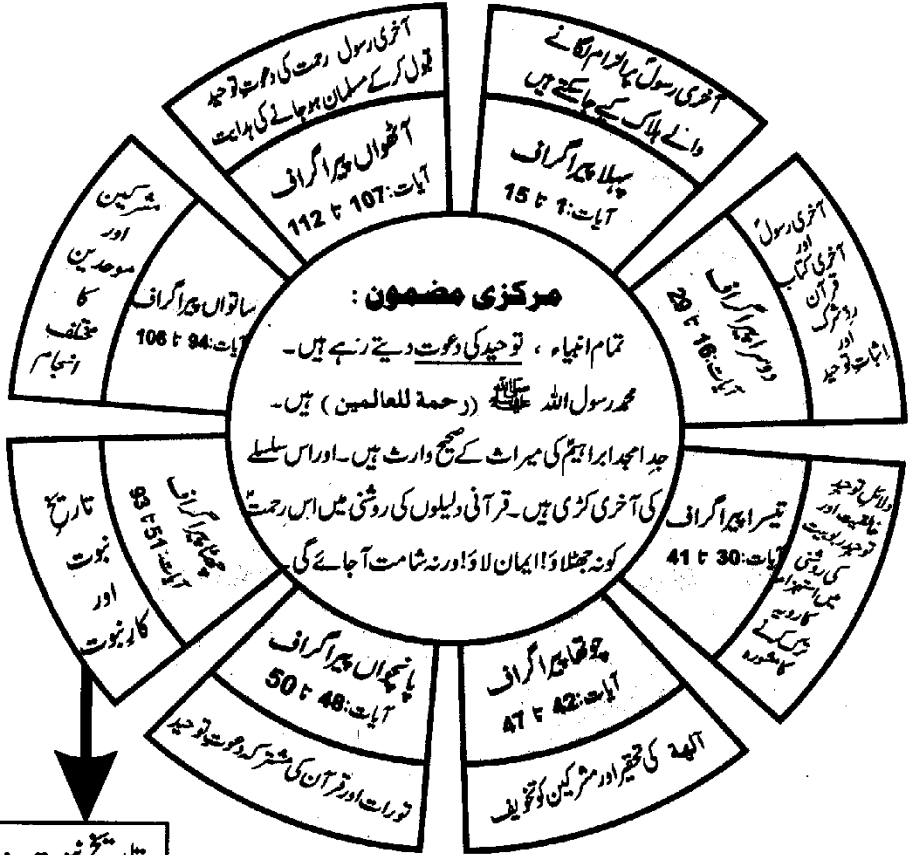
MACRO-STRUCTURE

ترتیبی نقشہ رابطہ

21- سُورَةُ الْأَنْبِيَاءِ

تظم جلی

آیات : 112 مکیہ پیرا گراف : 8



تاریخ نبوت و کار نبوت

قصہ ابراہیمؑ (50:71)، اٹھن، یعقوبؑ اور کار رسالت (72:73)، قصہ لوطؑ (75:74)، قصہ نوحؑ (77:76)،
 قصہ سلیمانؑ و داؤدؑ (78:82)، قصہ ایوبؑ (84:83)، اسحٰیلؑ، اور یس و ذوالکفلؑ (86:85)، ذوالنون یونسؑ (87:88)،
 زکریاؑ و یحییٰؑ (89:90)، مریمؑ (91)، رسولوں کی دعوت توحید (92:93)، رسول اللہ ﷺ (107)

زمانہ نزول: سورت ﴿الانبیاء﴾ غالباً 9 یا 10 نبوی میں، مکتہ المکرمہ میں سورۃ ﴿المؤمنون﴾ کے ساتھ نازل ہوئی،
 جب رسول اللہ ﷺ پر طرح طرح کے الزامات عائد کیے جا رہے تھے کہ یہ شاعر ہیں، ﴿مفسّری﴾ ہیں،
 رسول نہیں، محض بشر ہیں وغیرہ وغیرہ۔ ان حالات میں تاریخ انبیاء اور مصب نبوت کے بارے میں تعلیم ضروری
 تھی۔ یہ دعویٰ دور تھا، جب اہل توحید اور اہل شرک کے درمیان سخت کشمکش برپا تھی، چنانچہ آخری آیت میں اللہ
 تعالیٰ سے فیصلہ طلب کیا گیا ہے۔

سورة الانبياء کا کتابی ربط

- 1- سورة ﴿مریم﴾ میں عیسائیوں سے ﴿مجادلہ﴾ کر کے انہیں عقیدہ تثلیث ترک کرنے اور خالص توحید اختیار کرنے کی دعوت دی گئی تھی۔
- 2- سورة ﴿طہ﴾ میں یہودیوں سے ﴿مجادلہ﴾ ہے۔ حضرت موسیٰ کی زندگی سے استدلال کر کے انہیں دعوت اسلام دی گئی تھی۔
- 3- پچھلی دو سورتوں میں حضرت عیسیٰؑ اور حضرت موسیٰؑ کے حوالے تھے۔ یہاں سورت ﴿الانبياء﴾ میں کئی پیغمبروں کا اجمالی اور حضرت ابراہیمؑ کا تفصیلی ذکر کر کے، اس سلسلے کی آخری کڑی ﴿رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ﴾ محمد مصطفیٰ ﷺ پر ایمان لانے کی دعوت دی گئی ہے۔
- 4- یہاں سورت ﴿الانبياء﴾ میں مشرکین کو خبردار کیا گیا ہے کہ ان کی زمین تنگ کی جارہی ہے، مسلمانوں کو اقتدار حاصل ہوگا۔
- 5- اگلی سورة ﴿حج﴾ میں ان کے خلاف دفاعی جنگ کی اجازت دی گئی ہے۔

اہم کلیدی الفاظ اور مضامین

- 1- سورة الانبياء میں کئی نبیوں کا نام لے کر بتایا گیا کہ یہ سب نیک انسان اور اللہ کے ﴿مُتَّخِبِينَ﴾ ہوتے ہیں، جن پر ﴿وحی﴾ کی جاتی ہے۔
موسیٰ (آیت: 48)، ہارون (آیت: 48)، ابراہیم (آیت: 51)، اسحق (آیت: 72)، یعقوب (آیت: 72)، لوط (آیت: 74)، نوح (آیت: 76)، داؤد (آیت: 78)، سلیمان (آیت: 78)، ایوب (آیت: 83)، اسمعیل (آیت: 85)، ادريس (آیت: 85)، ذوالکفل (آیت: 85)، زلنون پونس (آیت: 87)، زکریا (آیت: 89)، یحییٰ (آیت: 90)، عیسیٰ ابن مریم (آیت: 91) اور رسول اللہ ﷺ (آیت: 107)۔
- 2- اس سورت میں، مختلف انبیاء کا نام لے کر، اجمالاً ﴿انبياء کی دعوت﴾ اور ان کے کردار پر روشنی ڈالی گئی۔
(a) تمام انبیاء بشر تھے۔ انسانوں کی طرح کھاتے پیتے تھے۔ انہیں بھی موت آتی تھی، انہیں ﴿خلود﴾ عطا نہیں کیا گیا۔
﴿وَمَا جَعَلْنَاهُمْ جَسَدًا لَا يَأْكُلُونَ الطَّعَامَ، وَمَا كَانُوا خَالِدِينَ﴾ (آیت: 8)
﴿وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِنْ قَبْلِكَ الْخُلْدَ﴾ (آیت: 34)
(b) تمام انبیاء کو وحی کی گئی تھی کہ اللہ کے سوا کوئی اور ﴿الہ﴾ نہیں ہے، لہذا صرف ایک اللہ ہی کی ﴿عبادت﴾ کی جانی

چاہیے۔ (آیت: 25)

﴿وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُولٍ إِلَّا نُوحِي إِلَيْهِ، أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا، فَاعْبُدُونِ﴾

(c) تمام انبیاء، اللہ تعالیٰ کے حکم سے، لوگوں کے امام اور لیڈر بن کر ان کی ہدایت کیا کرتے تھے۔

﴿وَجَعَلْنَاهُمْ أُمَّةً يَهْتَدُونَ بِأَمْرِنَا﴾ (آیت: 73)

(d) تمام انبیاء، نیکیوں پر مشتمل کام کیا کرتے تھے اور نیکی کے کاموں ﴿الْخَيْرَاتِ﴾ میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا کرتے

تھے۔ ﴿وَأَوْحَيْنَا إِلَيْهِمْ فِعْلَ الْخَيْرَاتِ﴾ (آیت: 73)، ﴿إِنَّهُمْ كَانُوا يُسْرِعُونَ فِي

الْخَيْرَاتِ﴾ (آیت: 90)

(e) تمام انبیاء کو نماز اور زکوٰۃ کا حکم دیا گیا تھا اور وہ ان پر عامل تھے۔

﴿وَقَامَ الصَّلَاةَ وَآتَيْنَاهُمُ الزَّكَاةَ﴾ (آیت: 73)

(f) اللہ تعالیٰ تمام انبیاء کو نیک اور ﴿صَالِح﴾ بناتا ہے، وہ اعلیٰ کردار کے حامل ہوتے ہیں۔

﴿وَكُنَّا جَعَلْنَا صَالِحِينَ﴾ (آیت: 72)۔ ﴿إِنَّهُمْ مِنَ الصَّالِحِينَ﴾ (آیت: 86)۔

(g) تمام انبیاء اللہ تعالیٰ کے سچے اور وفادار بندے اور بچے ﴿عبادت گزار﴾ ہوتے ہیں۔ ﴿وَكُنَّا لَنَا

عَابِدِينَ﴾ (آیت: 73)

(h) تمام انبیاء انتہائی شوق و رغبت اور خوف و درہمت کے ساتھ اللہ کے حضور ﴿دعائیں﴾ مانگتے تھے۔

﴿وَيَدْعُونَنَا رَغَبًا وَرَهَبًا﴾ (آیت: 90)

(i) تمام انبیاء اللہ تعالیٰ کے ﴿خاشعین﴾ ہوتے ہیں۔

﴿خُشُوع﴾ دل و دماغ میں عاجزی کی وہ کیفیت ہے، جس کے اثرات بدن پر نمایاں ہوتے ہیں۔

﴿وَكُنَّا لَنَا خَاشِعِينَ﴾ (آیت: 90)

(j) تمام انبیاء صبر و استقامت کا پیکر ہوتے ہیں۔ مشکل حالات میں اعلیٰ درجے کے صبر و تحمل کا مظاہرہ کرتے ہیں

اور توحید پر ڈٹ جاتے ہیں۔

﴿كُلٌّ مِّنَ الصَّابِرِينَ﴾ (آیت: 85)

(k) تمام انبیاء کی ایک ہی امت ہے۔ ان کا ایک ہی خاندان ہے، سب اللہ کے بندے اور اس کی حکومت کے

نمائندے اور سفیر ہوتے ہیں۔

3۔ ﴿رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَمَا ذَاقَ﴾

(a) مشرکین مکہ کو خبردار کیا گیا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کو دیکھتے ہی مذاق بنا لیتے اور کہتے ہیں کہ یہ ہمارے خداؤں کو برا

بھلا کہتے ہیں۔

﴿وَإِذَا رَأَوْا الَّذِينَ كَفَرُوا آتَيْنَهُم مِّنْ بَيْنِ يَدَيْهِمْ مَوْتًا مُّتَسَرِّعًا قَتْلًا ۚ وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ لَمَّا جَاءَهُم مَّوْتٌ مِّنْ بَيْنِ يَدَيْهِمْ لَمَّا جَاءَهُمْ قَالُوا إِنَّمَا نَحْنُ مُرْسِلُونَ ۚ أُولَٰئِكَ يَكْفُرُونَ ۚ﴾ (آیت: 36)۔

(b) رسول اللہ ﷺ کو تسلیم دی گئی کہ وہ دل جمعی رکھیں۔ تمام پچھلے رسولوں کا بھی مذاق اڑایا جاتا رہا ہے۔
﴿وَلَقَدْ اسْتَهْزَيْ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَجَاءَ بِالَّذِينَ سَخِرُوا مِنْهُمْ مَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِءُونَ﴾ (آیت: 41)۔

4۔ ﴿رسول اللہ پر الزامات﴾

(a) رسول اللہ ﷺ پر مشرکین نے یہ طنز کیا کہ یہ تو آپ لوگوں کی طرح کے ایک انسان کے علاوہ کیا حیثیت رکھتے ہیں؟ ﴿هَلْ هَذَا إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ؟﴾ (آیت: 3)۔

(b) رسول اللہ ﷺ کی زبان سے وحی مبارک کون کر مشرکین نے کہا کہ یہ پراگندہ خواب ہیں۔

﴿بَلْ قَالُوا أَضْغَاثٌ أَحْلَامٍ﴾ (آیت: 5)۔ وہ کہتے ہیں ”بلکہ یہ پراگندہ خواب ہیں

(c) آپ ﷺ پر الزام عائد کیا گیا کہ اس قرآن کو نعوذ باللہ آپ نے گھڑ لیا ہے۔ ﴿بَلِ افْتَرَاهُ﴾ (آیت: 5)۔

(d) آپ ﷺ پر الزام عائد کیا گیا کہ آپ ایک شاعر ہیں۔ ﴿بَلْ هُوَ شَاعِرٌ﴾ (آیت: 5)۔

(e) مشرکین مکہ کو جواب دیا گیا کہ کوئی رسول بھی کھانے پینے سے بے نیاز نہیں ہوتا اور کوئی رسول بھی ابدی زندگی لے

کر نہیں آتا۔ ﴿وَمَا جَعَلْنَاهُمْ جَسَدًا لَا يَأْكُلُونَ الطَّعَامَ وَمَا كَانُوا خَالِدِينَ﴾ (آیت: 8)۔

اُن رسولوں کو ہم نے کوئی ایسا جسم نہیں دیا تھا کہ وہ کھاتے نہ ہوں، اور نہ وہ سدا جینے والے تھے۔

5۔ ﴿تخلیق کائنات اور تخلیق انسان کا ایک خاص مقصد ہے﴾

انسان کی تخلیق کا مقصد خیر و شر کی آزمائش ہے۔ انسان کو خیر و شر کی آزادی (Freedom of Choice) عطا کی گئی ہے۔

(a) سورۃ الانبیاء میں وضاحت کی گئی ہے کہ زمین و آسمان کی تخلیق کھیل تماشا نہیں ہے، بلکہ اللہ تعالیٰ کی منصوبہ بندی کے عین مطابق ہے۔

﴿وَمَا خَلَقْنَا السَّمَاءَ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا لِعِبَادٍ﴾ (آیت: 16)۔

(b) انسان کی تخلیق کا مقصد خیر و شر کی آزمائش ہے، اسے کچھ دکھ میسر ہوں گے۔ لہذا امر نے کے بعد اللہ کے پاس حاضر ہو کر جواب دینا ہوگا۔ (آیت: 35)۔

﴿كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ، وَنَبْلُوكُمْ بِالشَّرِّ وَالْخَيْرِ فِتْنَةً، وَإِلَيْنَا تُرْجَعُونَ﴾

6- ﴿زَمِنَ وَآسَانَ كَے بارے میں عجیب و غریب انکشاف﴾

زمین و آسمان کے بارے میں یہ عجیب و غریب انکشاف کیا گیا کہ یہ دونوں پہلے آپس میں جڑے ہوئے تھے، اللہ تعالیٰ نے انہیں جدا کر دیا۔

چودہ سو سال پہلے کیا گیا یہ انکشاف، ہمارے دور کے سائنس دانوں کے نظریہ Big Bang Theory سے کس قدر مشابہ ہے؟ (آیت: 30)۔

﴿أَوَلَمْ يَرَ الَّذِينَ كَفَرُوا أَنَّ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ كَانَتَا رَتْقًا، فَفَتَقْنَاهُمَا﴾

7- ﴿پانی کے بارے میں عجیب و غریب انکشاف﴾

پانی کے بارے میں یہ عجیب و غریب انکشاف کیا گیا کہ ہر زندہ چیز کو اللہ تعالیٰ نے پانی سے پیدا کیا ہے، انسانوں سے ایمان کا مطالبہ کیا گیا ہے۔

﴿وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَاءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ، أَفَلَا يُؤْمِنُونَ؟﴾ (آیت: 30)۔

سورة الانبياء کا نظم جلی

سورة الانبياء آٹھ (8) پیرا گرافوں پر مشتمل ہے۔

1- آیات 15 تا 1: پہلے پیرا گراف میں، رسول اللہ ﷺ پر جھوٹے الزامات عائد کرنے والوں کو ﴿ہلاکت کی دھمکی﴾ دی گئی

(a) اس حصے میں غافل اور لاپرواہ مشرکین مکہ کو خبردار کیا گیا ہے کہ ان کے محاسبے کا وقت آچکا ہے۔ وہ رسول اللہ ﷺ پر طرح طرح کے الزامات عائد کر رہے تھے کہ محض ایک ﴿بشر﴾ ہیں (بھلا ایک بشر رسول کیسے ہو سکتا ہے؟)۔ کبھی کہتے کہ یہ ﴿پراگندہ خواب﴾ ہیں۔ کبھی کہتے کہ اس قرآن کو آپ نے گھڑ لیا ہے۔ کبھی کہتے کہ یہ ﴿شاعر﴾ ہیں اور مطالبہ کرتے کہ پچھلے رسولوں کی طرح کا کوئی حسی معجزہ دکھایا جائے انہیں ہلاکت کی دھمکی دی گئی۔

(b) مشرکین مکہ کو منصب رسالت کی نوعیت کو سمجھاتے ہوئے بتایا گیا کہ سابقہ تمام رسول انسان ہی تھے، اہل کتاب کے علماء سے دریافت کرنے کا مشورہ دیا گیا۔ تمام رسول کھاتے پیتے تھے اور ہمیشہ زندہ رہنے والے نہ تھے۔ آمد رسول سے کھٹکھٹ کا آغاز ہو جاتا ہے۔ ایمان لانے والوں کو بچا کر مفسرین کو ہلاک کر دیا جاتا ہے۔

(c) قریش مکہ کو بتایا گیا کہ اب اللہ نے ایک کتاب اتاری ہے، جس میں خود ان کے لیے یاد دہانی ہے۔ ﴿وَلَقَدْ أَنْزَلْنَا كِتَابًا فِيهِ ذِكْرُكُمْ﴾۔ پھر انہیں ظالم لوگوں کی ہلاکت کا نقشہ کھینچ کر ڈرایا گیا۔

2- آیات 16 تا 29: دوسرے پیرا گراف میں، ﴿توحید کا اثبات﴾ اور ﴿شرک کی تردید﴾ کی گئی۔

(a) اس حصے میں بتایا گیا کہ مخلیق کائنات کا ایک مقصد ہے، اسے کھیل تماشے کے طور پر نہیں بنایا گیا، بلکہ اللہ تعالیٰ حق کو

باطل پردے مارے گا۔ باطل مٹ جائے گا۔ دنیا کو کھیل تماشا سمجھنے والوں کے لیے تباہی ہے۔

(b) فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں سمجھنے والے اللہ سے غلط باتیں منسوب کرتے ہیں۔ زمین اور آسمانوں کے فرشتے اور اللہ کے مقرب فرشتے دم لیے بغیر اللہ کی بے عیبی کا اعتراف کرتے ہوئے اس کی عبادت سے نہیں تھکتے۔ زمین کو سیراب کرنے والے خدا الگ نہیں ہیں۔

(c) توحید کی عقلی دلیل پیش کی گئی اور فرمایا گیا کہ اگر زمین کے خدا الگ ہوتے اور آسمان کے خدا الگ ہوتے تو زمین و آسمان دونوں کا نظام درہم برہم ہو جاتا۔ عرش کا مالک اللہ ان منسوب کردہ غلط صفات سے پاک ہے۔ وہ کسی کے آگے جواب دہ نہیں۔ بلکہ سب اس کے آگے جواب دہ ہیں۔ اللہ کے علاوہ دیگر خداؤں کو ماننے والوں کو دلیل پیش کرنا چاہیے۔

(d) ہر رسول توحید عبادت کی دعوت دیتا ہے۔ ماضی میں جتنے بھی رسول بھیجے گئے ہیں ان سب پر اللہ نے یہی وحی کی کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور اللہ ہی کی عبادت کی جانی چاہیے۔

(e) فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں قرار دینے والے مشرکین سے کہا گیا کہ اللہ تعالیٰ ان الزامات سے پاک ہے۔ فرشتے تو اللہ کے مقرب بندے ہیں۔ وہ اللہ کے احکامات کی تعمیل کرتے ہیں۔ فرشتے صرف ان لوگوں کی شفاعت کریں گے، جنہیں اللہ پسند فرمائے گا۔ فرشتے اللہ کے خوف سے لرزاں رہتے ہیں۔ جو کہے ﴿میں اللہ ہوں﴾ اسے دوزخ میں داخل کیا جائے گا۔

3- آیات 30 تا 41: تیسرے پیراگراف میں، ﴿توحید کی آفاقی دلیلیں﴾ ہیں اور رسول اللہ ﷺ کا مذاق اڑانے والوں کو دھمکی دی گئی ہے۔

(a) اس حصے میں توحید کی آفاقی دلیلیں پیش کی گئی ہیں۔ آسمان، زمین، پانی، پہاڑ اور پہاڑی دروں سے استدلال کیا گیا کہ وہی رات دن اور چاند سورج کا ﴿خالق﴾ ہے۔ ہر ایک اپنے مدار میں گردش کر رہا ہے۔

(b) رسولوں کے بارے میں وضاحت کی گئی کہ انہیں لافانی زندگی عطا نہیں کی جاتی۔ ہر انسان کو موت کا مزا چکھنا ہے۔ انسان کو خیر اور شر کے امتحان سے آزمایا جا رہا ہے اور موت کے بعد اللہ کے ہاں واپسی ہوگی۔

(c) مشرکین پر فرد جرم عائد کی گئی کہ وہ رسول کریم ﷺ کو دیکھ کر مذاق اڑاتے ہیں اور طنز کرتے ہیں کہ آپؐ معبودوں کو برا بھلا کہتے ہیں ﴿يَذْكُرُ الْاِلٰهَتَكُمْ﴾۔ اور خود ان کا یہ حال ہے کہ خدائے رحمان کے ذکر کا انکار کر رہے ہیں۔

(d) مکرر قیامت اس کا وقت پوچھتے ہیں۔ کاش انہیں معلوم ہوتا کہ یہ دوزخ کی آگ سے نہ اپنے چہروں کو بچا سکیں گے اور نہ اپنی پیٹھوں کو۔ ان کی مدد کہیں سے نہ ہوگی۔ قیامت کی آفت اچانک آئے گی اور انہیں حیران کر

دے گی یہ نہ تو اسے رد کر سکیں گے اور نہ انہیں مزید مہلت ملے گی۔

(e) رسول کریم ﷺ کو تسلی دی گئی کہ پچھلے رسولوں کا بھی مذاق اڑایا جاتا رہا ہے، پھر وہ عذاب میں گھر گئے۔

4- آیات 42 تا 47: چوتھے پیرا گراف میں، مشرکین کے خود ساختہ خداؤں ﴿آلِهَةٌ﴾ کی بے بسی بیان کر کے انہیں تنبیہ کی گئی کہ ان کے دن گنے جا چکے ہیں۔ ﴿مسلمانوں کو اقتدار حاصل ہوگا﴾۔

(a) اس حصے میں مشرکین مکہ سے ﴿مجادلہ﴾ ہے۔ ان سے سوال کیا گیا کہ کون سا خدا اللہ کی گرفت سے قہاری حفاظت کر رہا ہے؟ کیا کوئی دوسرا خدا ان کو بچا سکتا ہے؟ وہ تو خود اپنی مدد کی استطاعت بھی نہیں رکھتے۔ مشرکین مکہ پر فرد جرم عائد کی گئی کہ یہ موروثی اور خاندانی امارت پر نازاں ہیں، لیکن اب اسلام پھیل رہا ہے اور مشرکین کی زمین تنگ ہوتی جا رہی ہے۔ یہ بہت دیر تک غالب نہیں رہ سکتے۔ مسلمانوں کو اقتدار حاصل ہوگا۔

(b) رسول اللہ ﷺ وحی کے ذریعے سے لوگوں کو خبردار کر رہے ہیں، ﴿إِنَّمَا أُنذِرُكُمْ بِالْوَحْيِ﴾ لیکن بہرے اس پکار کو کیسے سن سکتے ہیں؟ یہ پچھتا ئیں گے۔

قیامت کے دن عدل ہوگا۔ رائی کے برابر عمل بھی لا کر دکھایا جائے گا اور محاسبے کے لیے اللہ کافی ہے۔

5- آیات 48 تا 49: پانچویں پیرا گراف میں، یہ بات ثابت کی گئی کہ تورات اور قرآن دونوں کتابوں کی تعلیمات کی روشنی میں ﴿عقیدہ توحید﴾ اور ﴿عقیدہ آخرت﴾ اختیار کر لینا چاہیے۔

اس حصے میں بتایا گیا کہ پہلے حضرت موسیٰ اور حضرت ہارونؑ کو فرقان ﴿تورات﴾، روشنی اور یاد دہانی سے نوازا تھا اور اب ایک بابرکت ذکر (قرآن) محمد ﷺ پر نازل کیا گیا تو کیا مشرکین مکہ اس کا انکار کریں گے؟ تقویٰ رکھنے والے لوگ تو اللہ غیب اور قیامت پر ایمان لا کر اللہ سے ڈرتے ہیں اور خوف قیامت سے لرزاں رہتے ہیں۔

6- آیات 50 تا 93: چھٹے پیرا گراف میں، ﴿کئی انبیاء﴾ کا ذکر کر کے ان کے کردار اور ان کی دعوت پر روشنی ڈالی گئی

(a) ﴿حضرت ابراہیمؑ کی توحیدی خدمات﴾ اس حصے کی ابتدائی چوبیس آیات (50 تا 73) میں مشرکین کے جدا مجد حضرت ابراہیمؑ کے عقیدہ توحید کا ذکر تفصیل سے کیا گیا ہے۔ عقیدہ توحید کے سلسلے میں انہوں نے اپنے والد اور اپنی قوم سے مناظرہ کیا، جو باپ دادا کی اندھی تقلید میں مبتلا تھے۔ عقلی دلیلیں پیش کیں۔ خود غور و فکر سے کام لیا اور دوسروں کو غور و فکر کی دعوت دی۔ ان سے پوچھا کہ کیا تم اللہ کو چھوڑ کر ایسی ہستیوں کی عبادت کرنا چاہتے ہو؟ جو فائدہ اور نقصان کا اختیار نہیں رکھتیں۔ عزیمت اور جرأت سے کام لیا۔ بتوں کو پاش پاش کر دیا۔ چنانچہ آگ میں جھونکے گئے۔ اللہ نے انہیں بچا لیا۔ مشرکین کی سازشیں ناکام ہوئیں۔ حضرت لوطؑ کے ساتھ ارض مقدس کی طرف ہجرت کی۔ آزمائش سے گزرے۔ اللہ نے ان پر انعام کیا اور بیٹے اسحاقؑ اور پوتے یعقوبؑ سے نوازا۔ حاصل کلام یہ ہے کہ نبی انسان ہوتا ہے، آزمائشوں سے گزرتا ہے، لیکن بالآخر اللہ تعالیٰ کے انعامات کا مستحق ہو جاتا ہے۔

(b) دیگر انبیاء کا کردار اور ان کی خدمات ﴿اس کے بعد آیات (93-74) میں کئی انبیاء کا ذکر اختصار کے ساتھ کر کے بتایا گیا کہ یہ سب اللہ کے نیک، صالح، شاکر، صابر اور خاشع بندے تھے۔

● حضرت لوطؑ خباثت میں مبتلا ایک قوم سے برسرِ پیکار رہے۔ بالآخر اللہ نے نجات دی اور رحمت میں داخل ہوئے۔
● حضرت نوحؑ بھی اپنی قوم میں مسلسل دعوت کا کام کرتے رہے۔ اللہ سے مدد طلب کرتے رہے۔ بالآخر اللہ تعالیٰ نے انہیں اور ان کے پیروکاروں کو بچالیا۔

● حضرت داؤد و سلیمانؑ کو علم و حکم کی نعمتیں عطا کی گئیں۔ حضرت داؤدؑ کو خوش الحانی عطا کی پہاڑ اور پرندے بھی ان کے ہم نوا ہو جاتے۔ انہیں ہنر سکھایا کہ فوج کے لیے آہنی لباس تیار کرتے تھے۔

● حضرت سلیمانؑ کے لیے ہواؤں کو مسخر کر دیا۔ جنات ان کے تابع تھے۔

● حضرت ایوبؑ کو تکلیف سے نجات دی۔ ان کی دعائیں قبول کیں۔

● حضرت اسماعیلؑ و ادریسؑ و ذوالکفلؑ کو ان کی صبر و استقامت اور نیک چلنی کے سبب اپنی رحمت میں داخل کر لیا۔

● مچھلی والے حضرت یونسؑ کو نجات دی، جب انہوں نے اپنی لغزش کا اعتراف ان الفاظ میں کیا۔

﴿لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ، سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِينَ﴾

● حضرت زکریاؑ کی دعا قبول فرما کر بڑھاپے میں حضرت یحییٰؑ جیسا بیٹا عطا فرمایا، ان سب کا اللہ سے مضبوط تعلق تھا۔

یہ سب بزرگ شوق اور خوف کے طے جلے جذبات اور خشوع کے ساتھ اللہ سے دعائیں مانگا کرتے تھے۔

● پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت مریمؑ جیسی پاک دامن خاتون کو حضرت عیسیٰؑ جیسا بیٹا عطا فرمایا۔

(c) حاصلِ کلام یہ ہے کہ تمام پیغمبر بشر ہوتے ہیں، خدا انہیں ہوتے۔ لغزشوں پر توبہ اور استغفار کرتے ہیں۔

صابر و شاکر ہوتے ہیں۔ توحید کی دعوت کو عام کرنے کے لیے جرأت و عزیمت سے کام لیتے ہوئے قوم کی

مخالفوں کا سامنے کرتے ہیں۔ ان کا اللہ تعالیٰ سے تعلق بہت مضبوط ہوتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ بھی اسی سلسلے کی

آخری کڑی ہیں۔ ان پر اعتراضات اور الزامات کے بجائے ان کی قدر و منزلت پہچاننے کی کوشش کی جائے۔

اس حصے کے آخر میں بتایا گیا کہ ان تمام انبیاء کی ایک ہی امت ہے ﴿إِنَّا هِذِهِ أُمَّتُكُمْ أُمَّةً وَاحِدَةً﴾ اور ان

سب کا خدا بھی ﴿اللہ﴾ ہی ہے اور اُسی کی ﴿عبادت﴾ کی جانی چاہیے، لیکن بعد میں لوگوں نے دین کے ٹکڑے

کر دیے۔ جو شخص ایمان کے ساتھ نیک کوششیں کرے گا، اس کی محنت بیکار نہیں ہوگی۔

7- آیات 94-106: ساتویں پیرا گراف میں، بتایا گیا کہ ﴿اہلِ توحید﴾ اور ﴿اہلِ شرک﴾ کا انجام یقیناً مختلف ہوگا

(a) اہلِ شرک کا انجام: اس حصے میں بتایا گیا ہے کہ ضدی لوگ عذابِ الہی سے پہلے رجوع نہیں کرتے۔ قیامت سے

پہلے یا جوج ماجوج کو کھول دیا جائے گا۔ قیامت کا وقت قریب آ گیا ہے۔ کافر اس وقت پچھتائیں گے۔ مشرکین

سے کہا گیا وہ بھی اور ان کے بت بھی (اور ان کے وہ لیڈر بھی، جو خدائی میں شریک ہونا چاہتے تھے) ﴿حَصَبُ جَهَنَّمَ﴾ یعنی دوزخ کا ایندھن بنیں گے۔ دوزخ میں وہ اس طرح چلائیں گے کہ کوئی فریاد نہیں سن سکے گا۔
 (b) اہل توحید کا انجام: نیک لوگ دوزخ سے دور رکھے جائیں گے۔ اس کی آہٹ بھی نہیں سنیں گے۔ دل پسند عیش میں ہوں گے۔ ان پر گھبراہٹ طاری نہ ہوگی۔ فرشتے ان کا خیر مقدم کریں گے۔
 (c) قیامت کی عقلی دلیل پیش کی گئی کہ جس نے تخلیق کا ﴿آغاز﴾ کیا تھا، وہی اللہ ﴿اعادہ﴾ کرے گا۔ قیامت ہو کر رہے گی۔ ﴿كَمَا بَدَأْنَا أَوَّلَ خَلْقٍ نُعِيدُهُ﴾ (آیت: 104)

8- آیات 107 تا 112: آٹھویں اور آخری پیرا گراف میں، رسول اللہ ﷺ کو ﴿ساری کائنات کے لیے رحمت﴾ قرار دے کر آپ ﷺ پر ایمان لانے کی دعوت دی گئی۔ مسلمانوں کو اقتدار حاصل ہوگا۔

(a) آخری حصے میں مسلمانوں کو خوشخبری سنائی گئی کہ ﴿انہیں زمین میں اقتدار حاصل ہوگا﴾ یہ بشارت زبور میں لکھ دی گئی تھی ﴿إِنَّ الْأَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصَّالِحُونَ﴾
 (b) مشرکین مکہ کو سمجھایا گیا کہ وہ آخری پیغمبر حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی قدر پہچانیں۔ آپ سلسلہ رسالت کی آخری کڑی ہیں اور تمام اہل عالم کے لیے رحمت بنا کر بھیجے گئے ہیں ﴿وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ﴾۔ آخری پیغمبر کے بعد قیامت ہی کا انتظار کیا جاسکتا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ یہ لوگوں کے لیے ایک آزمائش ہو یا پھر فائدہ اٹھانے کے لیے ایک مہلت ہو۔ ساری دنیا سے مطالبہ کیا گیا کہ کیا وہ اسلام قبول کرنے کے لیے تیار ہے؟ ﴿فَهَلْ أُنْتُمْ مُسْلِمُونَ؟﴾

(c) آخری آیت: توحید و شرک کی کشمکش کے ماحول میں رسول اللہ ﷺ کی دعا نقل کی گئی: ”اے میرے رب! حق کے ساتھ فیصلہ کر دے۔ مشرکین مکہ کے خود ساختہ شرک پر ہم اپنے رحمن رب ہی سے مدد طلب کر سکتے ہیں۔“
 ﴿رَبِّ احْكُم بِالْحَقِّ، وَرَبُّنَا الرَّحْمَنُ الْمُسْتَعَانُ عَلَىٰ مَا تَصِفُونَ﴾

مرکزی مضمون

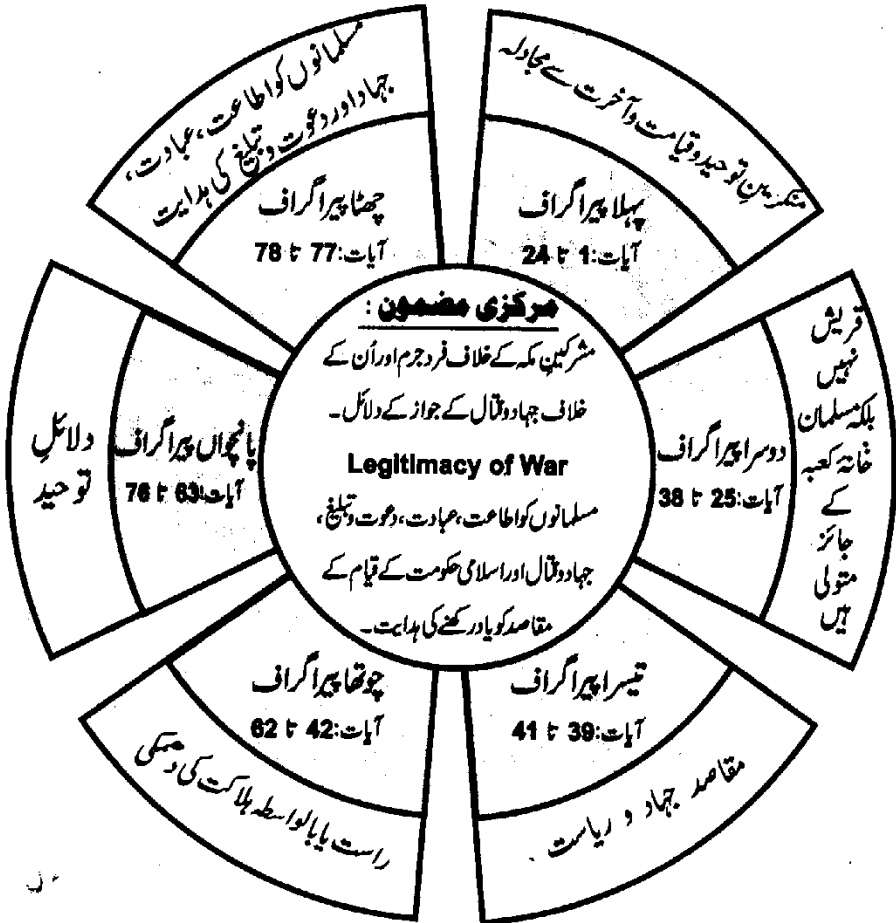
تمام انبیاء، توحید اور آخرت کی دعوت دیتے رہے ہیں۔ آخری رسول محمد مصطفیٰ ﷺ ﴿رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ﴾ ہیں۔ جد امجد ابراہیم کی میراث کے صحیح وارث ہیں اور اس سلسلے کی آخری کڑی ہیں۔ قرآنی دلیلوں کی روشنی میں اس رحمت کو جھٹلانے اور اسلام قبول نہ کرنے کی صورت میں انہیں ہلاک کیا جاسکتا ہے۔ مسلمانوں کو اقتدار حاصل ہوگا۔

ترتیبی نقشہ ربط

نظم جلی

22- سُورَةُ الْحَجِّ

آیات : 78 مَدَنِيَّةٌ پیرا گراف : 6



زمانہ نزول اور پس منظر

- 1- سورت ﴿الحج﴾ مکی بھی ہے اور مدنی بھی۔ چنانچہ اس سورت میں مدنی رنگ اور مکی رنگ دونوں کا امتزاج ملتا ہے۔ ابتدائی چوبیس (24) آیات غالباً ہجرت سے پہلے 13 نبوی میں نازل ہوئیں۔ اور بقیہ 54 آیات ہجرت کے فوراً بعد مدینہ منورہ میں نازل ہوئیں۔
- پہلی ہجری میں سورۃ الحج کے علاوہ، سورۃ التغابن نازل ہوئی۔ دوسری ہجری میں سورۃ البقرہ اور سورۃ الطلاق نازل ہوئیں۔ رمضان دو ہجری یعنی جنگ بدر سے پہلے سورۃ محمد نازل ہوئی اور جنگ بدر کے بعد سورۃ الانفال۔
- یہ وہ دور تھا، جب اسلامی تحریک ایک نئے اور حساس دور میں داخل ہو رہی تھی۔ 13 سال کی دعوت و تبلیغ اور اُس کے نتیجے میں ہونے والے ظلم و ستم اور رسول اللہ ﷺ کے شہر مکہ سے اخراج اور قتل کے منصوبوں کے بعد، اللہ تعالیٰ کی طرف سے مدینہ منورہ میں ایک ٹھکانہ فراہم ہو رہا تھا، جہاں اسلامی ریاست کی بنیاد پڑ رہی تھی۔
- 2- یہ وہ پہلی سورت ہے، جس میں مسلمانوں کو قتال کی پہلی قسم دفاعی جہاد کا حکم دیا گیا ہے۔ اس سے پہلے مسلم نوجوانوں سے کہا گیا تھا کہ وہ اپنے ہاتھ روکے رکھیں ﴿كُفُّوا أَيْدِيَكُمْ﴾ (النساء: 77)۔
- 3- اس سورت میں، قریش کی قیادت کے خلاف فرد جرم (Charge Sheet) بھی عائد کی گئی ہے اور ان کے خلاف قتال و جہاد کا جواز (Legitimacy of War) بھی پیش کیا گیا ہے۔ قریش کی متکبر قیادت، اپنے جد امجد حضرت ابراہیمؑ کی میراث کھو چکی تھی۔ توحید کے بجائے شرک، آخرت پر یقین کامل کے بجائے ریب اور شک میں مبتلا ہو چکی تھی۔ نماز، طواف اور دیگر مناسک حج میں بدعتوں کو جگہ دے چکی تھی۔ حلال و حرام کے خود ساختہ قوانین وضع کر کے اللہ کی حاکمیت کو چیلنج کر رہی تھی۔ ان تمام غلط عقائد کے باوجود، یہ خانہ کعبہ کی متولی بھی تھی۔ تمام بلاد عرب میں قریش کی ساکھ اسی گھر کی نسبت سے تھی۔ ان کی معیشت کا انحصار تجارت پر تھا، جس کے فروغ کی بنیادی وجہ ان کا مذہبی مرتبہ تھا۔ دراصل قریشی قیادت اُن پیرزادوں پر مشتمل تھی، جن کے اندر خوف خدا اور خوف آخرت دونوں کا فقدان تھا، یہ ایک ایسا ڈھانچہ تھا، جس میں صحیح ابراہیمی مذہبی رُوح غنقا ہو چکی تھی۔ ان تمام باتوں کے باوجود، وہ کسی عقلی اور نقلی دلیل و برہان کے بغیر، محض تکبر کی بنیاد پر رسول اللہ ﷺ سے بحث و کمر اور ﴿مُجَادَلَه﴾ پر اتر آئے تھے۔

سُورَةُ الْحَجِّ كَاتِبِي رِبْط

- 1- پچھلی سورت ﴿الانبياء﴾ میں بتایا گیا تھا کہ تمام انبیاء توحید کی دعوت دیتے رہے ہیں۔ محمد ﷺ اس سلسلے کی آخری کڑی اور رحمت للعالمین ہیں۔ اپنے جدِ امجد حضرت ابراہیمؑ کے سچے وارث ہیں۔ آپ ﷺ کو جھٹلانے والوں کی شامت آئے گی۔ پچھلی سورت میں جس شامت کا الٹی میٹم تھا، اُس کی عملی تعبیر کے لیے یہاں سورۃ الحج میں تحریک کے ابتدائی مرحلے میں مظلوم مسلمانوں کو ظالم مشرکین کے خلاف دفاعی جنگ کی اجازت دی گئی۔ ﴿اُذِنَ لِلَّذِينَ يُقَاتِلُونَ بِأَنفُسِهِمْ ظَالِمُونَ ۖ وَإِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ نَصْرِهِمْ لَقَدِيرٌ﴾ (آیت 39) ”اُن لوگوں کو (جہاد کی) اجازت دے دی گئی، جن کے خلاف جنگ کی جارہی ہے، کیونکہ وہ مظلوم ہیں، اور اللہ یقیناً ان کی مدد پر قادر ہے۔“ چنانچہ جب اگلے سال بدر میں ان کا مقابلہ کافروں سے ہوا تو مسلمانوں سرخرو ہو گئے۔
- 2- اگلی سورت ﴿المؤمنون﴾ میں مسلمانوں کو بتایا گیا ہے کہ اگلے مراحل میں مشرکین پر فتح حاصل کرنے کے لیے پختہ ایمان اور عملِ صالح ضروری ہے۔

اہم کلیدی الفاظ اور مضامین:

- 1- ﴿دو قسم کی قیادتوں (Leadership) کا تقابل﴾
اس سورت میں مشرکین مکہ کی قیادت اور رسول اللہ ﷺ کی قیادت میں اسلام قبول کرنے والے نوجوانوں کے کردار کا تقابل بھی ہے اور دونوں گروہوں ﴿هٰذَانِ خَصْمَانِ﴾ (آیت 19) کے موقف کی وضاحت بھی۔ قریش کی قیادت اور مسلمانوں کی قیادت کے اس تقابل کو مندرجہ ذیل جدول میں ملاحظہ فرمائیے۔

موضوع اور حوالہ جات	قریش کی مشرک قیادت	مسلمان قیادت
ظَلِمُوا (39) ، اُخْرِجُوا (40)	ظالم اور مُخْرِج	مظلوم اور مہاجر
آخرت پر شک، رعب (5,7)	جنت و دوزخ ، آخرت (بعث) اور جزا و سزا پر شکوک و شبہات	آخرت اور اُس کی جزا و سزا پر کامل یقین و ایمان
توحیدِ عبادت آیات: 77، 71، 11	اللہ پر ایمان کے ساتھ ساتھ مِن دُونِ اللہ کی عبادت	صرف اللہ واحد کی عبادت
توحیدِ دعا آیات: 13، 12	مِن دُونِ اللہ سے دُعا	صرف اللہ ہی سے دُعا
ولایت، اور سرپرستی آیات: 78 ، 13	لَيْسَ الْمَوْلَىٰ وَلَيْسَ الْعَشِيرُ (13) برے مرجع اور برے ساتھی	لَيَعْمَ الْمَوْلَىٰ وَيَعْمَ النَّصِيرُ (78) بہترین مرجع اور بہترین مددگار اللہ
امانتِ توحید میں خیانت آیت: 38	﴿خَوَّانٌ﴾ بدعہد ، خائن اور ﴿كَفُورٌ﴾ ناشکری قیادت ، جو خانہ کعبہ کی تولیت کا استحقاق نہیں رکھتی تھی۔	دینِ ابراہیمی اور توحید کی وارث قیادت، جو خانہ کعبہ کے متولی ہونے کا استحقاق رکھتی تھی۔
بلا علم بحث و تکرار يُجَادِلُ فِي اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ آیات: 3، 8 ، 68	علم ، دلیل ، برہان ، ہدایت اور کتاب سے محروم قیادت ، جو بے جا بحث و تکرار اور ﴿مُجَادِلَةٌ﴾ پر اتر آئی تھی	عقلی اور نقلی دلیلوں سے مسلح قیادت، جو وحی کی روشنی میں اعلیٰ اخلاق و کردار کی حامل تھی۔
حق و باطل آیت: 62	یہ قیادت باطل کی پیروکار اور باطل کی علمبردار تھی۔ ﴿مِن دُونِ اللّٰهِ﴾ باطل ہیں	یہ قیادت حق کی پیروکار اور حق کی علمبردار تھی۔ وَإِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيرُ

2- ﴿مُشْرِكِينَ مَكَّةَ كَابِلًا دَلِيلَ مُجَادَلَةٍ﴾

سورۃ الحج میں اس طرز عمل اور بحث و تکرار ﴿مُجَادَلَةٍ﴾ کا تین (3) مرتبہ ذکر کیا گیا (آیات 3، 8 اور 68)۔
 a- قریش کو صاف بتا دیا گیا کہ وہ کسی پختہ علم کے بغیر، رسول اللہ ﷺ کی دعوت کو قبول کرنے کے بجائے، ہر سرکش شیطان ﴿كُلَّ شَيْطَانٍ مَّرِيدٍ﴾ کی پیروی کرتے ہوئے ﴿مُجَادَلَةٍ﴾ یعنی بحث و تکرار پر اتر آئے ہیں۔ (آیت: 3)

b- قریش کو صاف بتا دیا گیا کہ وہ علم، کتاب اور دلیل و برہان کے بغیر، رسول اللہ ﷺ کی دعوت کو قبول کرنے کے بجائے ﴿مُجَادَلَةٍ﴾ یعنی بحث و تکرار پر اتر آئے ہیں۔ (آیت: 8)
 c- رسول اللہ ﷺ کو تسلی دی گئی کہ قریش پر واضح کیا جائے کہ اللہ تعالیٰ ان کے اس مجادلانہ طرز عمل سے خوب واقف ہے اور وہ روز قیامت فیصلہ کرے گا۔ (آیت: 68)

3- ﴿إِمَّا كَانِ آخِرَتٍ بِرُشْكَ﴾

آخرت اور بعثت کو شک ﴿رِبِّ﴾ کی نگاہ سے دیکھنے والوں اور آخرت کا انکار کرنے والوں کو ایک آفاقی دلیل کے ذریعے مطمئن کیا گیا کہ قبروں سے ضرور اٹھایا جائے گا۔ قیامت برپا ہو کر رہے گی (آیات: 5، 7)۔
 مکرین کے بارے میں بتایا گیا کہ یہ قیامت تک شک ﴿مَرِيَةٍ﴾ ہی میں مبتلا رہیں گے (آیت: 55)۔
 4- ﴿تَوْحِيدَ فِي الدِّعَاءِ كَسَلَسَ فِي دُو (2) رُوِي﴾

a- پہلا رویہ شدید گمراہ مشرکین مکہ کا تھا۔ وہ اُن جہتوں کو پکارتے تھے، جو انہیں نقصان یا فائدہ نہیں پہنچا سکتی تھیں۔
 ﴿يَدْعُوا مِنْ دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَضُرُّهُ وَمَا لَا نَنْفَعُهُ ذَلِكَ هُوَ الضَّلَالُ الْبَعِيدُ﴾ (آیت: 12)
 b- اس کے برخلاف رسول اللہ ﷺ کو ہدایت دی گئی کہ وہ صرف اور صرف اللہ ہی کو پکاریں اور اللہ ہی سے دعا کریں۔
 ﴿وَادْعُ إِلَى رَبِّكَ إِنَّكَ لَعَلَى هُدًى مُسْتَقِيمٍ﴾ (آیت: 67)
 5- ﴿بِهَيْرِينَ أَوْ بَدْرِينَ سِرِّسْتِ﴾ اس سورت میں دو قسم کی ولایتوں کا ذکر ہوا ہے۔

نِعَمَ الْمَوْلَى (آیت: 78) اور بِنَسِ الْمَوْلَى (آیت: 13):

a- سورۃ الحج کی اس آخری آیت نمبر 78 میں ﴿نِعَمَ الْمَوْلَى﴾ کے لفظ سے دراصل، آیت: 13 میں بیان کردہ ﴿لَبِئْسَ الْمَوْلَى وَلَبِئْسَ الْعَشِيرُ﴾ کا جواب دیا گیا ہے۔
 b- انسان جب ﴿مِنْ دُونِ اللَّهِ﴾ سے دعا کرتا ہے تو وہ گمراہی کی انتہاء پر پہنچ جاتا ہے۔ وہ ایسی مخلوق سے دعا کرتا ہے، جو ﴿بِنَسِ الْمَوْلَى وَبِنَسِ الْعَشِيرِ﴾ یعنی بدترین ساتھی اور رفیق ہے، جبکہ اللہ تعالیٰ ﴿نِعَمَ الْمَوْلَى وَنِعَمَ النَّصِيرِ﴾ یعنی بہترین مددگار ہے۔

6- ﴿اللہ تعالیٰ کے دو (2) اہم اصول اور قوانین۔ پہلے مہلت، پھر گرفت﴾

اس سورت کی آیات نمبر 44 اور 48 میں اللہ تعالیٰ کے دو (2) قوانین کی وضاحت کی گئی ہے۔

a- پہلا اصول یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ظالم قوموں کو مہلت دیتا ہے، عذاب کو موخر کر دیتا ہے، فوراً سزا نہیں دیتا۔ اس

اصول کی وضاحت کے لیے ﴿أَمَلَيْتُ﴾ ”میں نے مہلت دی“ کا لفظ استعمال کیا گیا۔

b- اللہ تعالیٰ کا دوسرا اصول یہ ہے کہ وہ مہلت کی مدت گزر جانے پر پکڑ لیتا ہے۔ اس اصول کی وضاحت کے لیے

﴿أَخَذْتُ﴾ ”میں نے پکڑ لیا“ کا لفظ استعمال کیا گیا۔ ﴿فَأَمَلَيْتُ لِّلْكَافِرِينَ ثُمَّ أَخَذْتُهُمْ

لَكَيْفَ كَانَ نَكِيرِ﴾ (آیت: 44)

وَكَايْنُ مِّنْ قُرْبَىٰ أَمَلَيْتُ لَهَا وَهِيَ ظَالِمَةٌ ثُمَّ أَخَذْتُهَا وَالَّتِي أَلَمَّصْتُ﴾ (آیت: 48)

7- ﴿مظلوم موئین مہاجرین کے لیے خوشخبری﴾

a- اس سورت میں اپنے گھروں سے ناحق نکالے گئے مظلوم مسلمانوں کو خوشخبری دی گئی ہے کہ اگر وہ اللہ کے دین کے

قیام کی کوشش اور کریں گے تو اللہ تعالیٰ اُن کی ضرورت مدد کرے گا۔

﴿الَّذِينَ أُخْرِجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ بِغَيْرِ حَقٍّ وَلَيَنْصُرَنَّ اللَّهُ مَنْ يَنْصُرُهُ

إِنَّ اللَّهَ لَقَوِيٌّ عَزِيزٌ﴾ (آیت: 40)

b- ہجرت کے دوران میں شہید ہونے والوں اور مرنے والوں کو رزقِ حسن کی خوشخبری سنائی گئی ہے۔ (آیت: 58)

﴿وَالَّذِينَ هَاجَرُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ ثُمَّ قُتِلُوا أَوْ مَاتُوا لَيَرْزُقَنَّهُمُ اللَّهُ رِزْقًا حَسَنًا

وَأَنَّ اللَّهَ لَهُوَ خَيْرُ الرَّازِقِينَ﴾ (آیت: 58)

8- ﴿بھرپور جہاد کے مختلف اور جامع پہلو﴾

اس سورت کی آخری آیت میں بھرپور مجاہدے کا حکم دیا گیا ہے۔ ﴿وَجَاهِدُوا فِي اللَّهِ حَقَّ جِهَادِهِ﴾

”اللہ کی راہ میں جہاد (جدوجہد) کرو! جیسا کہ جہاد کرنے کا حق ہے“۔

a- ﴿جہاد﴾ میں نہ صرف ﴿قتال﴾ بلکہ ہر قسم کی کوشش اور جدوجہد شامل ہے۔ جہاد زبان و قلم سے بھی ہوتا ہے

اور تلواریں سے بھی۔ عدل و قسط کا اہتمام بھی جہاد ہے۔

رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا کہ افضل مومن کون سا ہے؟ فرمایا: ﴿مُؤْمِنٌ يُجَاهِدُ بِنَفْسِهِ وَمَالِهِ فِي

سَبِيلِ اللَّهِ﴾ ”ایسا مومن جو اپنی جان اور مال سے اللہ کے راستے میں جہاد کرتا ہے“ (صحیح مسلم: 4995)

b- جہاد کا آغاز، قبولیت اسلام اور صحیح عقیدہ توحید سے ہوتا ہے، پھر یہ تعلق باللہ اور صبر کی منزلوں سے ہوتا ہوا

ہجرت کی منزلیں طے کرتا ہے، پھر نوبت قتال اور اقامت دین کی آتی ہے، تاکہ اسلامی حکومت کے ذریعے قیام

عدل کو یقینی بنایا جاسکے۔

- c۔ ﴿حَقِّ جِهَادِهِ﴾ کے الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان اپنی خود ساختہ رائے کے مطابق جدوجہد نہ کرے، بلکہ قرآن و سنت اور صحابہؓ کے راستے اور طریقہ کار کو پیش نظر رکھتے ہوئے اپنی تمام جسمانی، ذہنی، فکری، مالی، مادی اور روحانی صلاحیتوں کو شہادتِ دین کے لیے وقف کر دے۔
- d۔ حق پرست گروہ قیامت تک ﴿جہاد﴾ یعنی ﴿قتال﴾ بھی کرتا رہے گا۔
- رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

﴿لَا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِنْ أُمَّتِي يُقَاتِلُونَ عَلَى الْحَقِّ ظَاهِرِينَ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ﴾

(صحیح مسلم 412)

”میری امت کا ایک گروہ قیامت تک حق پر قائم رہتے ہوئے مسلسل لڑتا رہے گا اور غالب ہوگا“

- e۔ ﴿حَقِّ جِهَادِهِ﴾ میں علماء اور مجتہدین کا اجتماعی اجتہاد بھی شامل ہے، جو نئے پیش آمدہ مسائل کا حل قرآن و سنت کے واضح نصوص کی روشنی میں تلاش کر سکیں۔

f۔ غلبہ اسلام کے لیے دین اور دنیا کا صحیح اور پختہ علم حاصل کرنا بھی ﴿جہاد﴾ ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ﴿مَنْ خَرَجَ فِي طَلَبِ الْعِلْمِ فَهُوَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ حَتَّى يَرْجِعَ﴾

”جو علم کی تلاش میں نکلا، وہ اللہ کی راہ میں ہے، یہاں تک کہ وہ واپس آجائے“ (ترمذی: 2647، ضعیف)

9۔ اسلامی حکومت کی چار اہم ذمہ داریاں

اس سورت میں مسلمانوں کو بتایا گیا ہے کہ جہاد و قتال کا اصل مقصد، عادلانہ اسلامی ریاست کا قیام ہے۔ آیت نمبر

41 میں بتایا گیا ہے کہ اسلامی ریاست کے چار (4) بنیادی فرائض ہیں۔

(1) نماز کا قیام (2) نظامِ زکوٰۃ کا قیام (3) معروف کا حکم (4) منکرات کی روک تھام۔

10۔ ہمارا ازیلی نام ﴿مُسْلِمِينَ﴾ ہے:

اس سورت کی آخری آیت نمبر 78 میں، ہجرت کرنے والے مسلمانوں کو بتایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اُن کا نام مسلمان ﴿الْمُسْلِمِينَ﴾ رکھا ہے، انہیں قیامت تک کے لیے، ساری دنیا کی ہدایت و امامت کے لیے چن لیا گیا ہے ﴿هُوَ اجْتَبَاكُمْ﴾۔ انہیں اپنے حیدر امجد حضرت ابراہیمؑ کی میراثِ وحید کی حفاظت کرتے ہوئے، دنیا کی بقیہ آبادی تک دعوت و تبلیغ اور شہادتِ حق کا فریضہ بھر پور طریقے سے ادا کرنا چاہیے۔

﴿تَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ﴾

11۔ مسلمانوں کے اتحاد اور جمعیت کی اصل بنیاد

اسلامی ریاست کے استحکام کے لیے اعتصام باللہ ﴿واعتصموا باللہ﴾ کا حکم دیا گیا، تاکہ وہ تعلق باللہ کی بنیاد پر اپنی جمعیت اور تنظیم کو مضبوط اور مستحکم کر سکیں۔

﴿سُورَةُ الْحَجِّ كَانُظْمٌ جَلِي﴾

سورة الحجّ چھ (6) پیرا گرافوں پر مشتمل ہے۔

1- آیات 1 تا 24: پہلے پیرا گراف میں، منکرینِ توحید و قیامت و آخرت سے ﴿مُجَادَلَه﴾ ہے کہ وہ بلادلیل بحث و تکرار میں مبتلا ہیں۔

a- سب سے پہلے مناظرِ قیامت کی ہولناکی سے قریش مکہ کو تخویف کی گئی۔ مشرکین کسی علم اور دلیل کے بغیر ہر سرکش شیطان ﴿كُلَّ شَيْطَانٍ مُّرِيدٍ﴾ کی پیروی کر رہے ہیں اور اللہ کے معاملے میں فضول بحث و تکرار اور ﴿مُجَادَلَه﴾ میں گرفتار ہیں۔ (آیات: 1 تا 4)

b- وہ منکرِ آخرت بھی ہیں۔ دلائلِ تخلیق اور دلائلِ خزان و بہار کے ذریعے ان پر اتمامِ حجت کی گئی کہ وہ تکبر ترک کر دیں اور ہدایت، کتابِ مبین اور پختہ علم کے بغیر ﴿مُجَادَلَه﴾ یعنی بحث و تکرار نہ کریں۔ (آیات: 5 تا 10)

c- مشرکین کنارے کنارے رہتے ہوئے اللہ کی جزوی عبادت کرتے ہیں۔ ﴿شُرَكَاءَ فِي الدِّعَاءِ﴾ کے مرتکب ہیں۔ ان کے خدا اور ان کے رفیقِ بدترین سرپرست اور بدترین ساتھی ہیں۔ آفاقی دلیلوں سے شرک کا ردّ اور توحید کا اثبات کیا گیا۔

d- دو مخالف گروہوں ﴿خَصْمَانِ﴾ مشرکین مکہ اور مسلمانوں کا مختلف کردار اور انجام واضح کیا گیا۔ (آیات: 19 تا 24)

2- آیات 25 تا 38: دوسرے پیرا گراف میں واضح کیا گیا ہے کہ قریش نہیں، بلکہ مسلمان خانہ کعبہ کے جائز متولی (Legitimate Custodian) ہیں۔

a- مسجدِ حرام کے حقوق اور احکام حج کی تفصیلی وضاحت کی گئی (آیات: 25 تا 37)۔

b- قریش کی نحوّان (خائن اور بدعہد) و کفّود (ناشکری) قیادت کے مقابلے میں، مسلمانوں کی مدد کا وعدہ کیا گیا۔

3- آیات 39 تا 41: تیسرے پیرا گراف میں، اسلامی ریاست کی ذمہ داریاں بتا کر، ﴿مَظْلُومَ مُسْلِمَانٍ﴾ کو قتال کی اجازت دی گئی۔

a- مظلوم مسلمانوں کو دفاعی جہاد کی اجازت دی گئی۔ (آیت: 39)

b- اللہ کے دین کی مدد کرنے والوں سے مدد اور نصرت کا وعدہ کیا گیا ﴿وَلَيَنْصُرَنَّ اللَّهُ مَنْ يَنْصُرُهُ﴾

c- جہاد کا مقصد اسلامی ریاست کا قیام ہے اور اسلامی ریاست کے چار (4) اہم ترین بنیادی فرائض گنوائے

گئے۔ نماز کا قیام، اہتمام زکوٰۃ، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر (آیت: 41)۔

4- آیات 42 تا 62: چوتھے پیرا گراف میں، تکذیب کرنے والی قوموں کی تاریخ بتا کر، کافروں کو راست (Direct) یا مسلمانوں کے ذریعے بالواسطہ (Indirect) ہلاکت کی دھمکی دی گئی (آیات: 42 تا 48)

a۔ اللہ تعالیٰ کے دو (2) قوانین کی وضاحت کی گئی۔ پہلا قانون یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ظالم قوموں کو مہلت دیتا ہے، عذاب کو موخر کرتا ہے، فوراً سزا نہیں دیتا۔ اس قانون کی وضاحت کے لیے ﴿أَمَلَيْتُ﴾ ”میں نے مہلت دی“ کا لفظ استعمال کیا گیا۔ دوسرا قانون یہ ہے کہ وہ مہلت کی مدت گزر جانے پر پکڑ لیتا ہے۔ اس قانون کی وضاحت کے لیے ﴿أَخَذْتُ﴾ ”میں نے پکڑ لیا“ کا لفظ استعمال کیا گیا۔ (آیات: 44 تا 48)

b۔ ایمان لانے والوں سے مغفرت اور رزق کریم کا وعدہ اور کافروں کو دوزخ کی وعید سنائی گئی۔ (آیات: 49 تا 61)

c۔ ہجرت کے دوران میں شہید ہونے والوں اور مرنے والوں کو رزق حسن کی خوشخبری سنائی گئی ہے۔

﴿لَبِسْرٌ زُكْنَهُمُ اللَّهُ رِزْقًا حَسَنًا﴾۔ (آیت: 58)

d۔ دلائل کے ذریعے مشرکین پر واضح کیا گیا کہ اللہ کے علاوہ ﴿مِنْ دُونِ اللَّهِ﴾ یعنی دوسروں سے دعا کرنا باطل ہے۔ (آیت: 62)

5- آیات 63 تا 76: پانچویں پیرا گراف میں، دلائل توحید سے واضح کیا گیا ہے کہ ﴿خالق اور مخلوق﴾ برابر نہیں ہو سکتے

a۔ دلائل ربوبیت اور دلائل قدرت بیان کر کے آخر میں رسول اللہ ﷺ کو صرف اللہ تعالیٰ ہی سے دعا کرنے کا حکم دیا گیا۔ (آیات: 63 تا 68)

b۔ مشرکین پر واضح کیا گیا کہ ﴿مِنْ دُونِ اللَّهِ﴾ کی عبادت بلا دلیل ہے۔ ان کا انجام دوزخ ہوگا۔ (آیات: 69 تا 72)

c۔ عقیدہ توحید کی وضاحت اور ابطالِ شرک کے لیے ایک خوبصورت تمثیل بیان کی گئی۔ کبھی کی مثال سے ثابت کیا گیا کہ خالق اور مخلوق برابر نہیں ہو سکتے۔ انسان ﴿مِنْ دُونِ اللَّهِ﴾ یعنی دوسروں سے مانگ کر کوئی معمولی چیز بھی حاصل نہیں کر سکتا۔ طالب اور مطلوب دونوں ناتواں ہیں یعنی انسان بھی کمزور ہے اور ﴿مِنْ دُونِ اللَّهِ﴾ بھی کمزور۔ (آیت: 73)

d۔ مشرکین پر افسوس کا اظہار کیا گیا کہ انہوں نے اللہ کی صحیح قدر نہ پہچانی۔ ایسا اللہ کی صفات سے لاعلمی کی وجہ سے ہوتا ہے۔ (آیات: 74 تا 76)

6- آیات 77 تا 78: چھٹے اور آخری پیرا گراف میں، مسلمانوں کے لیے دس (10) نکاتی ہدایت نامہ عطا کیا گیا۔ رکوع، سجدہ، عبادت، افعال خیر، جہاد و قتال، دین ابراہیمی کی پیروی، شہادت دین کی انجام دہی، اہتمام نماز، اہتمام زکوٰۃ اور اللہ کے ساتھ مضبوط تعلق کی بنیاد پر اجتماعیت کی تشکیل۔

- a- امت مسلمہ کی فلاح کا دار و مدار، صحیح عقیدے، صحیح عبادات و اطاعات اور صحیح اجتماعی رویوں پر موقوف ہے۔
- b- مسلمانوں کو اپنی تمام تر جسمانی، ذہنی، فکری، مالی، ماویٰ اور روحانی صلاحیتوں کو شہادت دین کے لیے وقف کر دینا چاہیے۔
- c- مسلمانوں کو صحیح عقیدہ، توحید، شہادت دین، اقامت دین، امامت و قیادت، جہاد اور عدل اجتماعی کے لیے منتخب کر لیا گیا ہے۔
- d- دین اسلام میں رہبانیت اور تصوف کی سختیاں نہیں رکھی گئیں ہیں۔ ان کا نام مسلمان رکھا گیا ہے، انہیں فرقہ پرستی سے بچنا چاہیے۔ شہادت دین کے بارے میں نہ صرف رسول اللہ ﷺ بلکہ امت مسلمہ سے بھی باز پرس ہو گی۔ آخر میں حکم دیا گیا کہ مسلمانوں کو اللہ کو ﴿نِعْمَ الْمَوْلٰی﴾ اور ﴿نِعْمَ النَّصِیْر﴾ مان کر تعلق باللہ کی بنیاد پر مسلمانوں کو ایک مضبوط اجتماعیت قائم کرنا چاہیے۔ (آیت: 78)

مرکزی مضمون

مشرکین مکہ کے خلاف فرد جرم اور اُن کے خلاف جہاد و قتال کے جواز (Legitimacy of War) کے دلائل۔ مسلمانوں کو اطاعت عبادت، شہادت، دین، تعلق باللہ، دعوت و تبلیغ، جہاد و قتال، مضبوط اجتماعیت اور اسلامی حکومت کے قیام کے مقاصد کو یاد رکھنے کی ہدایت۔



سورة المؤمنون کا کتابی ربط

- 1- پچھلی سورۃ ﴿الحج﴾ میں اللہ کی طرف سے مظلوموں کو جہاد کی اجازت دی گئی تھی (آیت: 39)۔ یہاں سورۃ ﴿المؤمنون﴾ میں ظالموں کو بتایا گیا کہ نجات کا راستہ ایمان اور عمل صالح ہے تاکہ وہ اللہ کے عذاب سے بچ سکیں۔
- 2- اس سورۃ ﴿المؤمنون﴾ میں، مسلمانوں سے ایمان کے بعد اخلاقی، عبادتی اور مالی جامع اعمال صالحہ کا مطالبہ ہے، جو انفرادی اہمیت کی حامل ہیں۔
- 3- اگلی سورۃ ﴿النور﴾ میں اسلامی ریاست اور اُس کے اداروں کی تنظیم کے لیے، قانونی، معاشرتی اور فوجداری قوانین کے نفاذ کا مطالبہ ہے۔

اہم الفاظ و مضامین

- 1- سورۃ المؤمنون میں ﴿فلاح﴾ یعنی کامیابی کے لیے دو (2) شرائط کا ذکر کیا گیا ہے۔ ایمان اور عمل صالح (a) ایمان لا کر جامع صفات پر مشتمل کردار سازی کی کوشش کرنے والے لوگ ہی ﴿فلاح﴾ پائیں گے۔ ﴿قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ﴾ (آیت: 1)
- (b) اللہ کے ساتھ ساتھ ﴿مِنْ دُونِ اللَّهِ﴾ سے دعا کرنے والوں کے پاس کسی قسم کی دلیل نہیں ہے، وہ ﴿فلاح﴾ نہیں پائیں گے۔ ﴿وَمَنْ يَدْعُ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ، لَا بُرْهَانَ لَهُ بِهِ، فَإِنَّمَا حِسَابُهُ عِنْدَ رَبِّهِ، إِنَّهُ لَا يُفْلِحُ الْكَافِرُونَ﴾ (آیت: 117)۔
- 2- سورۃ المؤمنون میں ﴿توحید خالقیت﴾ کے مندرجہ ذیل دلائل ہیں۔
- (a) توحید کی ﴿انفسی دلیلیں﴾ بیان کرتے ہوئے واضح کی گیا کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کی ﴿تخلیق﴾ مٹی سے کی ہے۔ ﴿وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ مِنْ سُلَالَةٍ مِنْ طِينٍ﴾ (آیت: 12)
- (b) اللہ تعالیٰ نے انسان کی ﴿تخلیق﴾ کے مختلف مراحل بیان کیے ہیں۔ پہلے نطفہ، پھر لٹکنے والا جڑو، پھر تھڑا، پھر ہڈیاں، پھر ہڈیوں پر گوشت اور پھر وہ ایک بھرپور انسان بنا دیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نہ صرف خالق ہے، بلکہ نہایت بابرکت فیض رساں ﴿احسن الخالقین﴾ ہے۔ ﴿ثُمَّ خَلَقْنَا النَّطْفَةَ عَلَقَةً، فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً، فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظْمًا، فَكَسَوْنَا الْعِظْمَ لَحْمًا، ثُمَّ أَنشَأْنَاهُ خَلْقًا آخَرَ، فَتَبَرَّكَ اللَّهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِينَ﴾ (آیت: 14)

(c) توحید کی ﴿آفاقی دلیلیں﴾ بیان کر کے بتایا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے سات آسمان تہہ بہ تہہ ﴿تخلیق﴾ کیے، وہ اپنی ﴿تخلیق﴾ سے کبھی غافل نہیں ہوتا۔

﴿وَلَقَدْ خَلَقْنَا فَوْقَكُمْ سَبْعَ طَرَائِقَ، وَمَا كُنَّا عَنِ الْخَلْقِ غَافِلِينَ﴾ (آیت: 17)

3- سورۃ المؤمنون میں ﴿توحید﴾ کی ﴿نقلی دلیلیں﴾ اور ﴿عقلی دلیلیں﴾ بھی فراہم کی گئیں۔

(a) نقلی دلیل یہ کہ حضرت نوحؑ کے بعد سارے پیغمبروں نے ﴿اللہ کی عبادت﴾ کی دعوت دی، شرک سے روکا، لہذا شرک سے بچنا چاہیے۔ (آیت: 32)

﴿فَارْسَلْنَا فِيهِمْ رَسُولًا مِنْهُمْ، أَنْ اعْبُدُوا اللَّهَ، مَا لَكُمْ مِنْ إِلَهٍ غَيْرُهُ، أَفَلَا تَتَّقُونَ؟﴾

(b) رسول اللہ ﷺ کے بارے میں بھی یہ وضاحت کی گئی کہ وہ بھی توحید کے سیدھے راستے کی طرف دعوت دے

رہے ہیں۔ ﴿وَإِنَّكَ لَتَدْعُوهُمْ إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ﴾ (آیت: 73)

(c) توحید کی عقلی دلیلیں فراہم کی گئیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے لیے کوئی بیٹا نہیں بنایا، اس کے ساتھ ﴿الوہیت﴾ اور

﴿خالقیت﴾ میں کوئی شریک نہیں ہے، ورنہ ہر ﴿خالق﴾، اپنی اپنی تخلیق کو لے کر الگ ہو جاتا اور ہر ﴿خالق﴾

ایک دوسرے پر چڑھائی کر دیتا۔ اللہ کی ذات ہر قسم کے عیب سے پاک ہے۔

﴿مَا اتَّخَذَ اللَّهُ مِنْ وَلَدٍ، وَمَا كَانَ مَعَهُ مِنْ إِلَهٍ، إِذَا لَكَ هَبِ كُلُّ إِلَهٍ بِمَا خَلَقَ، وَلَعَلَّا

بَعْضُهُمْ عَلَى بَعْضٍ سُبْحَنَ اللَّهُ عَمَّا يُصِفُونَ﴾ (آیت: 91)

(d) آخر میں صاف کہہ دیا گیا کہ جو شخص اللہ کے علاوہ کسی کو پکارے گا تو اس کے پاس کسی قسم کی دلیل اور ﴿برہان﴾

نہیں ہے۔ ﴿وَمَنْ يَدْعُ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ، لَا بُرْهَانَ لَهُ بِهِ، فَإِنَّمَا حِسَابُهُ عِنْدَ رَبِّهِ

، إِنَّهُ لَا يُفْلِحُ الْكَافِرُونَ﴾ (آیت: 117)

4- سورۃ المؤمنون میں ﴿آخرت اور انکار آخرت﴾ کے سلسلے میں قریش کے رویے بھی بیان کیے گئے ہیں۔

(a) مشرکین مکہ میں سے بعض لوگ ﴿آخرت کا انکار﴾ کرتے تھے۔ انہیں تعجب تھا کہ قبر کی مٹی بن جانے کے بعد دوبارہ

کیسے زندہ کیے جائیں گے؟

﴿قَالُوا: يَا إِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَعِظَامًا، إِنَّا لَمَبْعُوثُونَ؟﴾ (آیت: 82)

(b) مشرکین مکہ میں سے بعض لوگ خالص دہریے اور مادہ پرست ﴿منکر آخرت﴾ تھے۔ دنیاوی زندگی ہی کو حتمی

زندگی سمجھتے تھے، جس میں وہ مرتے اور جیتے ہیں۔ وہ پورے یقین کے ساتھ کہتے تھے کہ ہم ہرگز دوبارہ زندہ نہیں

کیے جائیں گے۔

﴿إِنْ هِيَ إِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوتُ وَنَحْيَا، وَمَا نَحْنُ بِمَبْعُوثِينَ﴾۔ (آیت: 37)

(c) ان ﴿مکرمین﴾ آخرت ﴿کافرین﴾ کا موقف یہ تھا کہ رسول کریم ﷺ عام انسانوں کی طرح ہیں، اللہ کے رسول نہیں ہیں۔ ان کا کہنا تھا کہ یہ چونکہ عام آدمیوں کی طرح کھاتے اور پیتے ہیں، اس لیے اللہ کے رسول نہیں ہو سکتے ان کا یہ رویہ ان کے غرور اور ان کی مادی خوشحالی کی وجہ سے تھا، جسے قرآن نے ﴿اتراف﴾ کا نام دیا ہے۔ چنانچہ یہ کافر ملاقات رب کا بھی انکار کرتے تھے اور رسالت محمدیؐ کا بھی۔

﴿وَقَالَ الْمَلَأُ مِنْ قَوْمِهِ الَّذِينَ كَفَرُوا وَكَذَّبُوا بِإِيقَاءِ الْآخِرَةِ، وَاتَّخَفْتُهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا مَا هَذَا إِلَّا بَشَرٌ مِثْلُكُمْ، يَأْكُلُ مِمَّا تَأْكُلُونَ مِنْهُ، وَيَشْرَبُ مِمَّا تَشْرَبُونَ﴾۔ (آیت: 33)

(d) اللہ تعالیٰ نے ان ﴿مکرمین﴾ آخرت ﴿پر واضح کر دیا کہ تم لوگ بھی ضرور بہ ضرور روز قیامت دوبارہ زندہ کیے جاؤ گے۔ ﴿ثُمَّ إِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيَمَةِ تُبْعَثُونَ﴾۔ (آیت: 16)

(e) اللہ تعالیٰ نے ان ﴿مکرمین﴾ آخرت ﴿پر یہ بھی واضح کر دیا کہ وہ صراطِ مستقیم سے ہٹ گئے ہیں۔

﴿وَرَأَى الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ عَنِ الصِّرَاطِ لَنُكَيِّبُنَّ﴾ (آیت: 74)

(f) قیامت کا نقشہ کھینچ کر بتایا گیا کہ اس دن وہ درخواست کریں گے کہ انہیں دنیا میں واپس بھیج دیا جائے، اس مرتبہ وہ نیک عمل کر کے دکھائیں گے۔ اللہ نے وضاحت کی کہ کہنے والا جان بچانے کے لیے اس طرح کی بات کرے گا۔ ﴿مکرمین﴾ آخرت ﴿کو یہ بھی بتایا گیا کہ موت اور قیامت کے درمیان عالم برزخ ہے، دوبارہ زندہ کیے جانے تک انہیں برزخ میں رہنا ہوگا۔

﴿لَعَلِّي أَعْمَلُ صَالِحًا فِيمَا تَرَكْتُ، كَلَّا إِنَّهَا كَلِمَةٌ هُوَ قَائِلُهَا، وَيَوْمَ ذَرَأْتِهِمُ
بَرْزَخٍ إِلَى يَوْمٍ يُبْعَثُونَ﴾ (آیت: 100)

5۔ سورہ المؤمنون میں مشرک قیادت کے برے اوصاف کا ذکر کیا گیا ہے۔

اس سورت میں کافر قیادت کے لیے ﴿مُتَكَبِّرٍ﴾، ﴿عَالِيٍّ﴾ اور ﴿مُتَرَفِّعٍ﴾ کے الفاظ استعمال کیے گئے ہیں۔

(a) فرعون اور اس کے فوجی سرداروں نے ﴿اعکبار﴾ سے کام لیا، وہ اپنے آپ کو سب سے بلند ﴿عَالِینَ﴾

سمجھتے تھے۔ ﴿إِلَى فِرْعَوْنَ وَمَلَئِهِ فَاسْتَكْبَرُوا وَكَانُوا قَوْمًا عَالِينَ﴾ (آیت: 46)

(b) یہ لوگ ﴿تکبر﴾ سے اللہ کی آیات سے اسی طرح اعراض کرتے ہیں، جیسے کسی افسانہ گو کو ترک کیا جاتا ہے۔ ﴿قَدْ كَانَتْ آيَاتِي عَلَيْكُمْ فَكُنْتُمْ عَلَىٰ آعْقَابِكُمْ تَنكِصُونَ ۝ مُسْتَكْبِرِينَ بِهِ سِمِرًا تَهْجُرُونَ﴾ (آیت: 67)

(c) قوم کے کافر اور منکرین آخرت ﴿مُتَرَفِّعِينَ﴾ یعنی خوشحال لوگوں نے رسولوں کا انکار کیا اور کہا کہ یہ ہماری ہی طرح کھانے پینے والا محض بشر ہے، رسول نہیں۔

﴿وَقَالَ الْمَلَأُ مِنْ قَوْمِهِ الَّذِينَ كَفَرُوا وَكَذَّبُوا بِإِلْقَاءِ الْآخِرَةِ وَاتَّرفَفْنَهُمْ فِي الْحَيَوةِ الدُّنْيَا مَا هَذَا إِلَّا بَشَرٌ مِثْلُكُمْ بِأَكْلُ مَا تَأْكُلُونَ مِنْهُ وَيَشْرَبُ مِمَّا تَشْرَبُونَ﴾ (آیت: 33)

(d) بالآخر اللہ تعالیٰ نے بستی کے ﴿مُتَرَفِّعِينَ﴾ یعنی خوشحال لوگوں کو عذاب میں جکڑ لیا۔

﴿حَتَّىٰ إِذَا أَخَذْنَا مُتْرَفِيهِمْ بِالْعَذَابِ إِذَا هُمْ يَجْتَرُونَ﴾ (آیت: 64)

6۔ سورۃ المؤمنون میں ﴿استبدال اقوام﴾ (Law of Replacement) کا قانون بھی بیان کیا گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے دو قانون ہیں۔

پہلا قانون یہ ہے کہ وہ وقفے وقفے سے مجرم قوموں کو ہلاک کر دیتا ہے، یہ (Law of Annihilation) قانون ہلاکت ہے۔

دوسرا قانون یہ ہے کہ ایک مجرم قوم کو ہلاک کرنے کے بعد وہ دوسری قوم کو اٹھاتا ہے، یہ قانون استبدال (Law of Replacement) ہے۔

(a) قوم نوحؑ کی ہلاکت کے بعد، اللہ تعالیٰ نے دوسری قوموں کو میدان امتحان میں لا کھڑا کیا۔

﴿ثُمَّ أَنشَأْنَا مِنْ بَعْدِهِمْ قَرُونًا آخَرِينَ﴾ (آیت: 31)

(b) اسی طرح اس نے دوسری قوموں کی ہلاکت کے بعد کچھ اور لوگوں کو میدان امتحان میں لا کھڑا کیا۔

﴿ثُمَّ أَنشَأْنَا مِنْ بَعْدِهِمْ قَرُونًا آخَرِينَ﴾ (آیت: 42)

7۔ سورۃ المؤمنون میں مجرم قوموں کی ہلاکت کا اصول بھی بیان کیا گیا ہے۔

مشرکین مکہ رسول اللہ ﷺ کی دعوت کو جھٹلاتے تھے۔ تکذیب کے مجرم تھے۔ اپنی خوشحالی پر مغرور اور متکبر تھے۔ وہ اللہ کے آگے جھکتا نہیں چاہتے تھے۔ وہ اللہ کے حضور عاجزی اور تقضیر اختیار کرنا نہیں چاہتے تھے۔ ان بد اعمالیوں کے سبب انہیں ہلاکت کی دھمکی دی گئی۔

(a) اللہ تعالیٰ نے پے درپے رسول بھیجے، لیکن انہوں نے سب کی ﴿تَكْذِيب﴾ کی بالآخر ایمان نہ لانے والوں کو افسانہ بنا کر رکھ دیا گیا۔

﴿ثُمَّ أَرْسَلْنَا رُسُلَنَا تَتْرًا، كُلَّمَا جَاءَ أُمَّةٌ رَسُولُهَا كَذَّبُوهُ، فَاتَّبَعْنَا بَعْضَهُمْ بَعْضًا، وَجَعَلْنَاهُمْ أَحَادِيثَ لَبُغًا لِقَوْمٍ لَا يُؤْمِنُونَ﴾ (آیت: 44)

(b) تاریخی دلیل ﴿دی گئی کہ ماضی میں﴾ ﴿تَكْذِيب﴾ یعنی جھٹلانے کی وجہ سے لوگ ﴿مُهْلَك﴾ یعنی

- ہلاکت یافتہ بنے۔ ﴿فَكَذَّبُوهُمَا فَكَانُوا مِنَ الْمُهْلَكِينَ﴾ (آیت: 48)
- (c) اللہ کا یہ اصول ہے کہ وہ خوشحال لوگوں یعنی ﴿مترقین﴾ کو حکم دیتا ہے، وہ نافرمانی کرتے ہیں، پھر اللہ تعالیٰ انہیں اپنے عذاب میں جکڑ لیتا ہے۔
- ﴿حَتَّىٰ إِذَا أَخَذْنَا مُتْرَفِيهِم بِالْعَذَابِ إِذَا هُمْ يَجْتَرُونَ﴾ (آیت: 64)
- (d) اللہ تعالیٰ نے ان مجرموں کو اپنے عذاب میں جکڑا۔ یہ لوگ نہ تو جھکنے والے تھے اور نہ تضرع اختیار کرنے والے لوگ تھے۔

﴿وَلَقَدْ أَخَذْنَاهُم بِالْعَذَابِ ، فَمَا اسْتَكَانُوا لِرَبِّهِمْ ، وَمَا يَنْتَصِرُونَ﴾ (آیت: 76)

8۔ سورۃ المؤمنون میں رحمت اور مغفرت کی دعائیں:

- (a) اللہ کے نیک بندے، اللہ سے مغفرت بھی چاہتے ہیں اور وہ اس کی رحمت کے طلب گار بھی ہوتے ہیں۔
- ﴿إِنَّكَ كَانَ فَرِيقٌ مِّنْ عِبَادِي يَقُولُونَ رَبَّنَا آمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَأَنْتَ خَيْرُ الرَّاحِمِينَ﴾ (آیت: 109)
- (b) آخری آیت میں رسول اللہ ﷺ کو ہدایت کی گئی ہے کہ وہ مغفرت اور رحمت کے طلب گار بن جائیں۔ قریش پر عذاب نازل ہو سکتا ہے۔

﴿وَقُلْ رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَأَنْتَ خَيْرُ الرَّاحِمِينَ﴾ (آیت: 118)

سُورَةُ الْمُؤْمِنُونَ کا نظم جلی

سورۃ المؤمنون آٹھ (8) پیرا گرافوں پر مشتمل ہے۔

1- آیات 1 تا 11: پہلے پیرا گراف میں، مؤمنین کی صفات بیان کی گئی ہیں، جو جنت الفردوس کے وارث ہوں گے۔

- ﴿فلاح﴾ یعنی کامیابی کے لیے سب سے پہلے ایمان اور اس کے بعد نیک اعمال لازمی ہیں۔ چند نیک اعمال یہ ہیں۔
- (1) نماز میں خشوع۔ (2) لغویات سے پرہیز۔ (3) زکوٰۃ اور تزکیہ نفس پر عمل۔
- (4) جنسی پرہیز گاری۔ (5) امانت کا پاس۔ (6) عہد کا لحاظ۔ (7) نمازوں کی حفاظت۔

2- آیات 12 تا 22: دوسرے پیرا گراف میں، توحید کی انفسی اور آفاقی دلیلوں سے اللہ کی ربوبیت کا بیان ہے۔

سب سے پہلے انسان کی اپنی تخلیق کے مراحل بیان کر کے اللہ نے اپنی طاقت اور قدرت کو واضح کیا۔ یہ ﴿انفسی دلیل﴾ تھی۔ اس کے بعد سات آسمانوں کی تخلیق کا ذکر کر کے ﴿آفاقی دلیل﴾ فراہم کی۔ پھر مختلف پھلوں کی نعمتوں کا ذکر فرمایا پھر موبیشیوں کا ذکر کیا کہ ان کے ذریعے اللہ تعالیٰ انسانوں کو دودھ اور گوشت فراہم کرتا ہے اور ان جانوروں کو سواری کا

ذریعہ بھی بنا دیتا ہے۔

3- آیات 23 تا 31: تیسرے پیرا گراف میں، حضرت نوحؑ کی دعوت اور ان کی قوم کی ہلاکت کا بیان ہے۔

قوم نے حضرت نوحؑ کو جھٹلایا۔ سرداروں نے مخالفت کی۔ حضرت نوحؑ نے اللہ سے فریاد کی ﴿رب انصرنی﴾۔ اللہ کے حکم پر انہوں نے کشتی بنائی پھر طوفان کے بعد کشتی والوں کو بچا لیا گیا اور جھٹلانے والوں کو غرق کر دیا گیا۔ قوم نوحؑ کی ہلاکت کے بعد اللہ تعالیٰ نے دوسری قوموں کو اٹھایا۔ ﴿ثُمَّ أَنشَأْنَا مِنْ مَّ بَعْدِهِمْ قَرُونًا آخَرِينَ﴾ قوم نوحؑ کی ہلاکت کے انجام سے قریشی قیادت کو متنبہ کیا گیا ہے۔

4- آیات 32 تا 44: چوتھے پیرا گراف میں، نوحؑ کے بعد کی قوموں کے حالات بیان کیے گئے۔

قوم نوحؑ کے بعد اٹھائی جانے والی قومیں بھی آخرت کا انکار کرتی تھیں۔ انہوں نے رسولوں کی بشریت پر اعتراض کر کے انہیں جھٹلایا۔ ان میں خالص دنیا دار مادہ پرست دہریے بھی موجود تھے، جو یقین کے ساتھ کہتے تھے کہ اللہ تعالیٰ ہرگز مردوں کو زندہ نہیں کرے گا۔ اللہ تعالیٰ نے پے در پے رسول بھیجے۔ انکار اور تکذیب کی پاداش میں انہیں بھی ہلاک کیا گیا۔ پھر ان کی ہلاکت کے بعد دوسری قومیں اٹھائی گئیں۔

﴿ثُمَّ أَنشَأْنَا مِنْ مَّ بَعْدِهِمْ قَرُونًا آخَرِينَ﴾ (آیت: 42) ہر قوم کے لیے ایک وقت مقرر ہے۔

5- آیات 45 تا 69: پانچویں پیرا گراف میں، نیک لوگوں اور بد کردار لوگوں کا موازنہ پیش کیا گیا۔

سب سے پہلے حضرت موسیٰ و ہارونؑ کے مقابلے میں فرعون اور اس کے معاونین کا ذکر کیا گیا، جو نہ صرف متکبر تھے بلکہ اپنی بڑائی کا اظہار کرتے تھے۔ دونوں پیغمبروں کے بارے میں انہوں نے تکبر سے کہا کہ ہم ان کی پیروی کیسے کر سکتے ہیں، جب کہ ان کی قوم ہماری غلام ہے۔ پھر اس کے بعد حضرت عیسیٰ ابن مریمؑ کا ذکر کیا گیا اور بتایا گیا ہے کہ تمام رسولوں کا ایک ہی خاندان ہے۔ ﴿وَإِنَّ هَٰذِهِ أُمَّتُكُمْ أُمَّةً وَاحِدَةً﴾ (آیت: 52) پھر لوگوں نے فرقے بنا لیے اور ہر فرقہ اپنے آپ میں گمن ہے۔

نیک لوگوں کے اوصاف بیان کر کے ان کا موازنہ بد کردار، مغرور، خوشحال لوگوں سے کیا گیا، جو اللہ کے عذاب کے مستحق ہو جاتے ہیں۔

6- آیات 70 تا 77: چھٹے پیرا گراف میں، رسول ﷺ پر اعتراضات کا جواب دیا گیا اور مشرکین مکہ کو دعوت اسلام دی گئی

رسول ﷺ پر جنون کے اعتراض کا ذکر کیا گیا (آیت: 70) اور مشرکین کو دعوت دی گئی کہ وہ خواہشات نفس کی پیروی نہ کریں بلکہ حق کا راستہ اختیار کریں۔ رسول کریم ﷺ تو حید کی صراطِ مستقیم کی طرف ہی دعوت دے رہے ہیں۔

7- آیات 78 تا 92: ساتویں پیرا گراف میں، توحیدِ قدرت و اختیار کی دلیلیں ہیں اور شرک کا رد بھی ہے۔

ثابت کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو کان اور آنکھیں دی ہیں۔ اسے شکر ادا کرنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ ہی زندگی اور موت کا مالک ہے۔ وہ بادشاہ ہے۔ ایسا طاقت ور ہے جو سب کو پناہ دیتا ہے، اس کے مقابلے میں کوئی پناہ نہیں دے سکتا۔
شرک کی تردید کی گئی کہ اللہ کی کوئی اولاد نہیں ہے۔ اس کی خدائی میں کوئی شریک نہیں ہے۔ عقلی دلیل ﴿پیش کی گئی کہ اگر ایک سے زیادہ ﴿الہ﴾ ہوتے تو ہر ﴿الہ﴾ اپنی اپنی تخلیق کو لے کر الگ ہو جاتا۔ پھر وہ ایک دوسرے پر چڑھائی کرتے۔ اللہ تعالیٰ ان تمام عیوب سے پاک ہے، جو اس کی ذات سے منسوب کیے جاتے ہیں۔

8- آیات 93 تا 118: آٹھویں اور آخری پیرا گراف میں، دعوت کے آداب بیان کر کے شرک کی تردید کی گئی ہے۔

رسول اللہ ﷺ کو ہدایت کی گئی کہ وہ ظالم مشرکین کے بارے میں جلدی نہ کریں۔

(1) برائی کو نیکی سے دفع کریں۔ (آیت: 96)، (2) شیطان کی اکساہٹوں سے بچیں (آیت: 97، 98)

قیامت کے مناظر پیش کیے گئے کہ اس دن حسبِ نسب و نسب کام نہیں آئے گا۔ دوزخ کی آگ چہروں کا گوشت چاٹ لے گی۔ ظالم درخواست کریں گے کہ انہیں دنیا میں دوبارہ بھیج دیا جائے۔ اگر انہوں نے دوبارہ یہی کام کیا تب وہ ظالم ہوں گے۔

صاف بتا دیا گیا کہ انسانوں کی تخلیق بے مقصد نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ برحق بادشاہ ہے اور عرشِ کریم کا مالک ہے۔ جو شخص اللہ کے ساتھ کسی ہستی سے دعایا فریاد کرتا ہے اس کے پاس اس شرک کے لیے کوئی دلیل نہیں ہے۔

آخری آیت میں ہلاکت سے حفاظت کے لیے، مغفرت اور رحمت کی دعا مانگنے کا حکم دیا گیا۔ (آیت: 118)

مرکزی مضمون

صحیح عقیدہ توحید اور عقیدہ آخرت پر ایمان لا کر، محمد ﷺ کی دعوت کو قبول کرنے والے، باعمل ﴿مؤمنون﴾ ہی فلاح پائیں گے اور جنت کے وارث ہوں گے۔ کافر فلاح نہیں پاسکیں گے۔ قریشی قیادت کو، قوموں کی ہلاکت سے عبرت حاصل کرنے کا مشورہ دیا گیا اور رسول اللہ ﷺ کو مغفرت و رحمت کی دعا مانگتے ہوئے، دعوت و تبلیغ جاری رکھنے کی ہدایت کی گئی۔

FLOW CHART

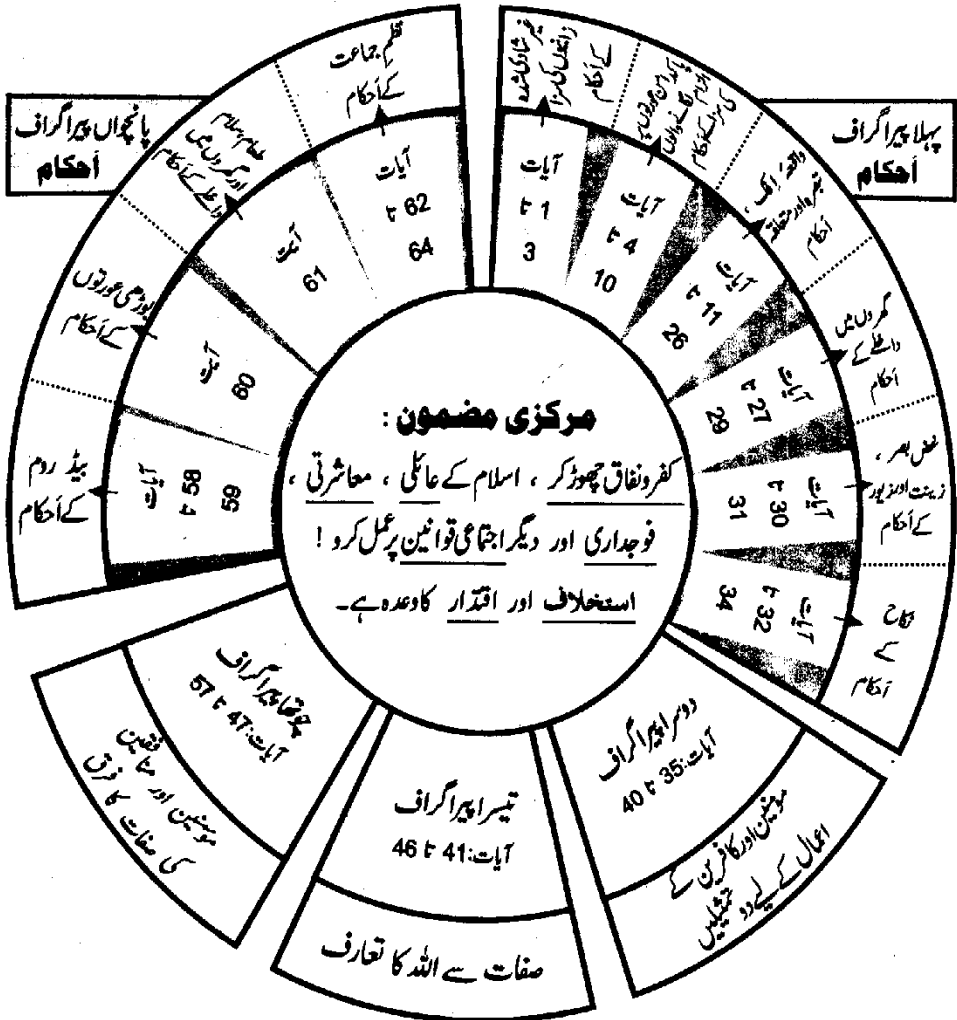
MACRO-STRUCTURE

ترتیبی نقشہ ربط

نظم جلی

24- سُورَةُ النُّورِ

آیات : 64 مَدَنیہ ہیرا گراف : 5



زمانہ نزول

سورت ﴿الاحزاب﴾ ذوالعقدہ 5ھ میں نازل ہو چکی تھی۔ غزوہ بنی المصطلق شعبان 6ھ میں ہوا۔ سورت ﴿النُّور﴾ غالباً شعبان، یا رمضان 6ھ میں غزوہ بنی المصطلق کے سفر سے واپسی پر، سورۃ الاحزاب کے نزول کے ایک سال بعد نازل ہوئی۔ یہ وہ زمانہ تھا، جب منافقین رسول اللہ ﷺ کی ذاتی زندگی پر جھوٹے الزامات کے ذریعے لاف زنی کر رہے تھے۔ پہلے حضرت زہبؓ سے نکاح کے خلاف پروپیگنڈہ کیا گیا کہ منہ بولے بیٹے کی مطلقہ سے شادی کر لی۔ پھر حضرت عائشہؓ پر الزام لگایا گیا۔

اس سورت میں بشارت دی گئی کہ دو سال کے اندر اندر فتح مکہ ہوگی۔ ﴿استخلاف فی الارض﴾ کا وعدہ پورا ہوگا۔ (آیت: 55)

یہ پیش گوئی رمضان 8ھ میں پوری ہوئی۔

سورة النُّور کا کتابی ربط

پچھلی سورت ﴿المؤمنون﴾ میں مومنین سے ایمانی، اخلاقی، عبادتی اور مالی جامع اوصاف کا مطالبہ تھا، جو انفرادی اہمیت کے حامل تھے۔ یہاں سورت ﴿النُّور﴾ میں ریاست کی تنظیم اور ان کے اداروں کے ذریعے ان اوصاف کی عمیق اور قانونی، معاشرتی اور فوجداری قوانین (Criminal Code) کے نفاذ کا مطالبہ ہے۔

اہم کلیدی الفاظ و مضامین

- 1- سورة النُّور کے احکام کی فرضیت: ﴿سُورَةُ أَنْزَلْنَاهَا وَفَرَضْنَاهَا﴾ (آیت: 1) کے الفاظ سے یہ بات سمجھائی گئی ہے کہ یہ محض سفارشات نہیں ہیں، بلکہ فرض احکام ہیں۔
- 2- واضح غیر مبہم دلائل و احکام: اس سورت میں ﴿آیات﴾ کا لفظ بار بار استعمال ہوا ہے۔ ﴿آیات﴾ کا لفظ احکام کے معانی میں آیا ہے۔ ﴿آيَاتٍ بَيِّنَاتٍ﴾ (آیت: 1)، ﴿بَيِّنَاتٍ﴾ (آیات: 18، 58، 59 اور 61) مبین (آیت 54)، ﴿آيَاتٍ مُّبِينَاتٍ﴾ (آیات: 34 اور 46) صرف آیت نمبر 46 میں ﴿آيَاتٍ مُّبِينَاتٍ﴾ کا لفظ، دلائل (Evidene) کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔
- 3- ﴿يُرْمُونَ﴾ کا لفظ تین (3) مرتبہ استعمال کیا گیا۔

پاک دامن عورتوں پر بہتان طرازی کی سزا (قذف)، اسی (80) کوڑے بتائی گئی۔ (آیت: 4)

پاک دامن عورتوں پر الزام لگانے والوں کے لیے، دنیا اور آخرت میں لعنت ہوگی۔ (23)

- 4- ﴿زَيْنَتٌ﴾ کا لفظ دومرتبہ (آیات: 31 اور 60) میں استعمال ہوا۔ جن مردوں کے سامنے عورتوں کے لیے زینت اور مقامات زینت کا اظہار جائز ہے، اُن کی تفصیل بیان کی گئی۔ بوڑھی عورتوں کو چادر سے مستثنیٰ کیا گیا، لیکن ﴿تَبْرُجٌ﴾ اور ﴿زَيْنَتٌ﴾ کی پابندی برقرار رکھی گئی۔
- 5- ﴿مُؤْمِنِينَ﴾ (آیات: 17، 47 اور 51)، ﴿الْمُؤْمِنُونَ﴾ (آیت: 31) کے الفاظ سے، یہ بات واضح کی گئی کہ احکام وہی نافذ کر سکتے ہیں، جو صاحب ایمان ہوں۔
- 6- تزکیہ: زُکِّی (آیت: 21)، اَزْکِی (آیت: 29)۔
فحاشی، عریانی اور منکرات سے بچنے کے حکم کی علت، پاکیزگی ﴿تزکیہ﴾ بیان کی گئی۔
بلا اجازت گھر میں داخلے کو ممنوع قرار دیا گیا اور اسے نفس کے ﴿تزکیہ﴾ کے لیے ضروری قرار دیا گیا۔
- 7- اس سورت میں ﴿مَسْلُمًا﴾ (آیت: 61)، ﴿تُسَلِّمُوا﴾ (آیت: 27) کے الفاظ کے ذریعے دو (2) مرتبہ ﴿سلام﴾ کا حکم دیا گیا۔ دوسروں کے گھروں میں داخل ہونے سے پہلے، اجازت لینے اور سلام کرنے کا حکم دیا گیا۔ (آیت: 27)۔
- اپنے گھروں اور اپنے رشتے داروں کے گھروں میں داخلے سے پہلے بھی، سلامتی کی دعا کرنے حکم دیا گیا۔ (آیت: 61)
- 8- اِسْتِئْذَنْ ﴿يَسْتَأْذِنُكَ﴾۔ (آیت: 62)
اس سورت میں، مسلمانوں کو اجتماعی زندگی کے آداب سکھائے گئے کہ ﴿أَمْرٌ جَامِعٌ﴾ کے لیے اجازت ﴿اِسْتِئْذَانٌ﴾ ضروری ہے۔ (آیت: 62)

سُورَةُ الْأَحْزَابِ اور سُورَةُ النُّورِ کا تقابلی جائزہ

مضمون	33- سُورَةُ الْأَحْزَابِ	24- سُورَةُ النُّورِ
زمانہ نزول	غزوۃ الاحزاب کے بعد ، 5 ھ میں نازل ہوئی ، حالانکہ کتابی ترتیب میں اسے بعد میں (یعنی 33 نمبر پر) رکھا گیا ہے۔	غزوۃ بنی المصطلق کے بعد ، شعبان 6 ھ میں ، سورۃ الاحزاب کے ایک سال بعد نازل ہوئی ، حالانکہ کتابی ترتیب میں اسے پہلے رکھا گیا ہے۔
مرکزی مضمون	امانت کی ذمہ داریوں کو سمجھتے ہوئے ، کفر و منافقت چھوڑ کر ، اخلاص کے ساتھ اسلام کے عائلی ، معاشرتی ، سماجی ، عسکری ، سیاسی اور دیگر اجتماعی احکام پر عمل کرو !	کفر و نفاق چھوڑ کر ، اسلام کے عائلی ، معاشرتی فوجداری اور دیگر اجتماعی قوانین پر عمل کرو ! استخلاف اور اقتدار کا وعدہ ہے۔
منافقین کی سرگرمیاں	منافقین ، رسول اللہ ﷺ کی ذات پر حملے کر رہے تھے کہ انہوں نے اپنے منہ بولے بیٹے حضرت زید بن حارثہ کی مطلقہ بیوی حضرت زینبؓ سے ، یعنی اپنی بہو سے نکاح کر لیا ہے۔ منافقین کی اذیت رسانیاں (آیت 53، 57، 58، 59، 69)	منافقین ، رسول اللہ ﷺ کی بیوی حضرت عائشہؓ کے خلاف زہریلا پروپیگنڈہ کر رہے تھے۔ واللہ اعلم (آیت 11 تا 26)
کافروں کی سرگرمیاں	پہلی اور آخری آیت میں منافقین اور کافرین سے نہ دینے کا حکم دیا گیا ہے۔ یہ وہ وقت تھا ، جب مدینے کی نوزائیدہ حکومت کو خارجی (External) اور داخلی (Internal) دشمنوں کا سامنا تھا۔	

مضمون	33- سُورَةُ الْأَحْزَابِ	24- سُورَةُ النُّورِ
نوجہداری احکام		غیر شادی شدہ زانی اور زانیہ کو سو (100) کوڑے مارنے کا حکم۔ پاک دامن عورتوں پر الزام لگانے والوں کو اسی (80) کوڑے مارنے کا حکم۔
عائلی احکام	نبی ﷺ کے گھر میں اجازت لے کر داخل ہونا چاہیے۔ (آیت 53) عائلی زندگی میں سادگی ضروری ہے۔ خاندان کے ہر فرد کے پیش نظر دارُ الآخرہ ہو۔ (آیت 28)	گھروں میں اجازت لے کر اور سلام کر کے داخل ہونے کا حکم (آیت 27، 29، 61) بیڈروم کے احکام (آیت 58، 59) بوڑھی عورتوں کے احکام (آیت 60)
معاشرتی احکام	بڑی چادر ﴿حجاب﴾ استعمال کرنے کا حکم (59) گھروں پر پردے ﴿حجاب﴾ لٹکانے اور پردے کے پیچھے سے مانگنے کا حکم (53) غیر مدخولہ کی کوئی عدت نہیں ہے (آیت 49) عورتیں دبی زبان سے بات نہ کریں (آیت 32) جاہلیت کا بناؤں سنگھار نہ دکھائیں (آیت 33) کھانے کی دعوت کے بغیر شرکت نہ کی جائے۔ عشاء کے کھانے کے بعد گپ شب نہ کی جائے۔ (آیت 53)	لعان کے احکام (آیت 10) مردوں اور عورتوں کو غصہ بصر کا حکم (30، 31) زینت چھپانے اور گردن پر دوپٹہ رکھنے کی ہدایات (آیت 31) بارہ (12) قسم کے مردوں کو زینت دکھائی جاسکتی ہے بچتا ہوا زیور پہننے کی ممانعت (آیت 31) مجرد عورتوں اور مردوں کا نکاح کر دینے کا حکم (آیت 32)
اجتماعی احکام		تظلم جماعت کی پابندی کرنے اور اجازت لے کر جانے کا حکم۔ منافقین بلا اجازت مجلس رسولؐ سے کھسک جایا کرتے تھے۔ (آیت 62، 64)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

پر وہ پیگنڈہ کرنے والے رشتے داروں کی مالی امداد جاری رکھنے کی ہدایت کی گئی اور گندے کاموں اور گندی باتوں سے دور رہنے کا حکم دیا گیا۔ (آیات: 11 تا 26)

عائلی اور معاشرتی احکام:

پاکیزگی نفس کے لیے، گھروں میں اجازت لے کر اور ﴿سلام﴾ کر کے داخل ہونے کا حکم دیا گیا۔
البتہ غیر مسکونہ عمارتوں میں، بلا اجازت داخلے پر ممانعت نہیں ہے۔ (آیات: 27 تا 29)
مردوں اور عورتوں دونوں کو غضب بصر کا حکم دیا گیا۔

عورتوں کو اپنی (زینت) چھپانے اور گریبان پر دوپٹہ رکھنے کی ہدایت کی گئی۔
بارہ (12) قسم کے مردوں کو (زینت) کو کھائی جاسکتی ہے۔ بچتا ہوا زیور پہننے کی ممانعت کی گئی۔ (آیات: 30 تا 31)
معاشرے میں موجود ﴿مَجْرُود﴾ عورتوں اور مردوں کو رشتہ ازدواج میں منسلک کر دینے کی ہدایت کی گئی۔
نکاح ہونے تک، پاک دامن رہنا ضروری ہے۔ (آیات: 32 تا 34)

2- آیات 35 تا 40: دوسرے پیرا گراف میں، مؤمنین اور کافرین کے اعمال کو، نہایت خوبصورت تمثیلوں سے واضح کیا گیا ہے

مؤمنین کے پاس ﴿نُور﴾ علیٰ نود ہے۔ یعنی روشنی پر روشنی۔
اور کافرین کے پاس ﴿ظُلُمَات﴾ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ ہے یعنی اندھیروں پر اندھیرے۔ (آیات: 35 تا 40)
نیکوں اور برائیوں، دونوں کے خاندان ہوتے ہیں۔

3- آیات 41 تا 46: تیسرے پیرا گراف میں، پرندوں، بادلوں، اولوں، بجلیوں اور بارش کے علاوہ، مختلف قسم کے جانوروں کی ساخت سے توحید کے آفاقی دلائل دیے گئے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی ذات کا تعارف اُس کی صفات سے کرایا گیا ہے، تاکہ عقل مندوں ﴿أُولُو الْأَلْبَابِ﴾ پر اتمام حجت کی جاسکے۔ صحیح عقیدہ توحید کے بغیر احکام پر عمل درآمد ممکن نہیں۔

4- آیات 47 تا 57: چوتھے پیرا گراف میں، مؤمنین اور منافقین کی صفات بیان کر کے تقابل پیش کیا گیا ہے۔

اطاعتِ رسول ﷺ اور اطاعتِ امیر کی ہدایت کی گئی کہ سچے اہل ایمان ہی احکام نافذ کر سکتے ہیں۔ (آیت: 55)۔
سچے ایمان اور عملِ صالح سے ﴿إِسْتِخْلَافٌ فِي الْأَرْضِ﴾ کا وعدہ کیا گیا۔
نماز، زکوٰۃ اور اطاعتِ رسولؐ کا حکم پر مدامت کی ہدایت کی گئی۔ (آیات: 47 تا 57)

5- آیات 58 تا 64: پانچویں اور آخری پیرا گراف میں، دوبارہ پہلے پیرا گراف کی طرح، متفرق اجتماعی اور معاشرتی احکامات بیان کیے گئے ہیں۔

بیڈروم کے احکام کے سلسلے میں گھر کے بچوں اور ملازمین کو تین (3) اوقات میں اجازت لے کر بیڈروم میں داخل ہونے کی ہدایت کی گئی۔ (آیات: 58 تا 59)

بوڑھی عورتوں کے لیے رخصت پر مبنی استثنائی احکام دیے گئے، وہ ﴿تَسْرُج﴾ اور ﴿زِبْنَت﴾ کے بغیر چادر اتار سکتی ہیں۔ (آیت: 60)۔

اندھے، لنگڑے اور بیمار لوگوں کو بھی کھانے کے آداب کی تعلیم دی گئی۔ اُن گیارہ (11) لوگوں کا ذکر کیا گیا، جن کے گھروں سے کھانا کھایا جاسکتا ہے۔ ﴿سلام﴾ کرنے کی تاکید مکرر ہوئی۔ (آیت: 61)

نظم جماعت کی پابندی کرنے اور اجازت لے کر جانے کا حکم۔

اُن منافقین پر تنقید کی گئی، جو بلا اجازت، آڑ لے کر مجلس رسول ﷺ سے کھسک جایا کرتے تھے۔

خام مسلمانوں اور خالص مسلمانوں کی تربیت کی گئی کہ اطاعت رسول ﷺ اور اطاعت امیرِ بی سے اخروی کامیابی حاصل کی جاسکتی ہے اور انہیں قیامت کے محاسبے سے تخویف کی گئی۔ (آیات: 62 تا 64)

مرکزی مضمون

صحیح عقیدہ توحید ذات و صفات کے ساتھ، کفر و نفاق چھوڑ کر، اسلام کے عائلی، معاشرتی، فوجداری اور دیگر اجتماعی قوانین پر عمل کرو! استخلاف اور اقتدار کا وعدہ ہے۔

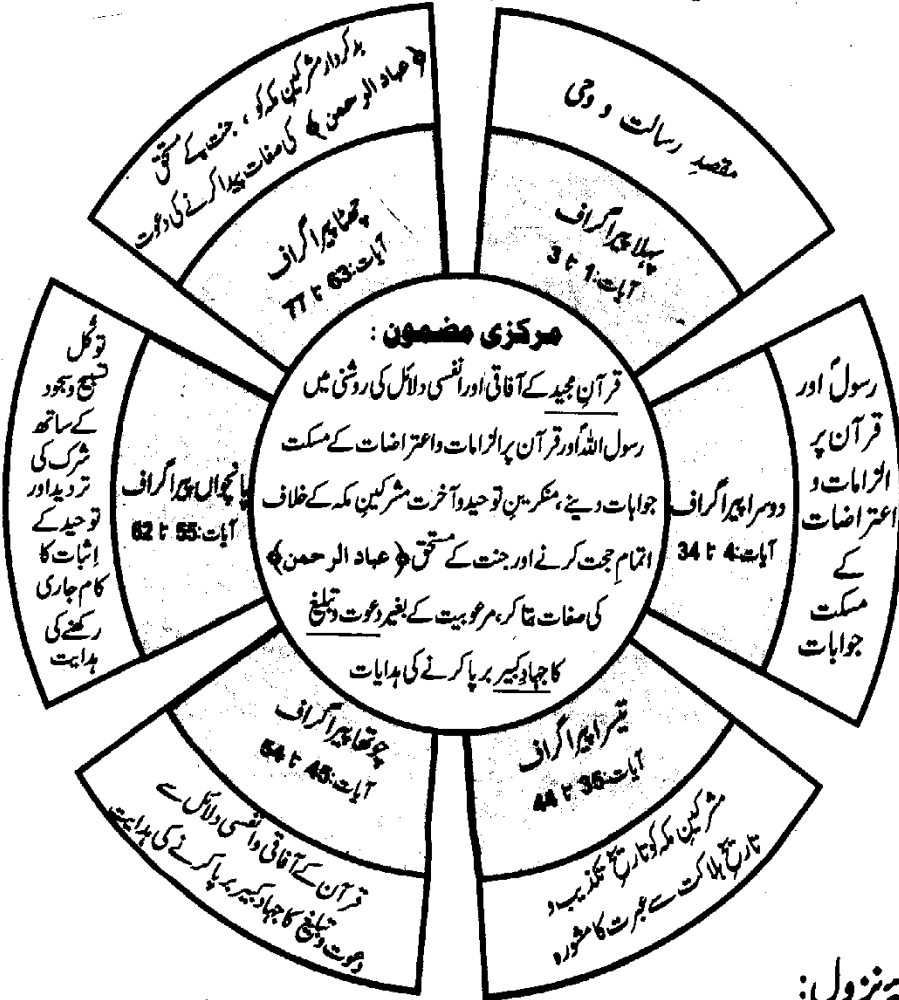


ترتیبی نقشہ ربط

تظم جلی

25- سُورَةُ الْفُرْقَانِ

آیات : 77 مَكِّيَّةٌ پیرا گراف : 6



زمانہ نزول:

سورة ﴿الْفُرْقَانِ﴾ سورة ﴿الْمُؤْمِنُونَ﴾ کے ساتھ رسول ﷺ کے قیام مکہ کے تیسرے دور (6 تا 10 نبوی) میں حضرت عمر کے قبول اسلام (ذوالحجہ 6 نبوی) کے بعد غالباً سات (7) نبوی میں نازل ہوئی، جب آپ پر ﴿مصحور﴾ اور ﴿مفتوری﴾ ہونے کا الزام تھا۔ چنانچہ اس سورت میں آپ ﷺ اور قرآن پر کیے گئے اعتراضات کا جواب دیا گیا۔ یہ وہی زمانہ تھا جب نو مسلم صحابہؓ کی تربیت مقصود تھی۔ اس سورت میں رسول اللہ ﷺ کو ساری دنیا کے لیے نذیر ﴿لِّلْعَالَمِينَ نَذِيرًا﴾ ٹھہرایا گیا۔ یہ وہی زمانہ ہے، جب سورة الانبياء اور سورة الْمُؤْمِنُونَ نازل ہوئیں۔

سورة الفرقان کا کتابی ربط

- 1- سورة ﴿المؤمنون﴾ میں جن جامع ایمانی صفات کا ذکر تھا، یہاں سورة ﴿الفرقان﴾ میں انہیں ﴿عباد الرحمن﴾ کی صفات کی صورت میں ظاہر کیا گیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی جس جامع دعوت کا ذکر سورة ﴿النور﴾ میں تھا، اُس کی حقانیت کے دلائل، یہاں سورة ﴿الفرقان﴾ میں بھی ہیں۔
- 2- سورة ﴿النور﴾ میں رسول اللہ ﷺ کی زوجہ محترمہ پر منافقین کی طرف سے جائید کردہ بے ہودہ الزامات کی تردید ﴿فَذَا بُهَّتَانِ عَظِيمٌ﴾ کے الفاظ سے کی گئی تھی اور ﴿مُحَصَّنَات﴾ پر الزام تراشی سے منع کیا گیا تھا۔
- یہاں سورة ﴿الفرقان﴾ میں رسول اللہ ﷺ کی ذات پر کافرین کی طرف سے عائد کردہ الزامات کی تردید ہے۔

اہم کلیدی الفاظ اور مضامین

- 1- سورة ﴿الفرقان﴾ میں تین (3) آیات ﴿تَبَرَّكَ﴾ سے شروع ہوتی ہیں۔ ﴿تَبَرَّكَ﴾ مبالغہ ہے۔ مراد اللہ کی ہستی نہایت بابرکت اور فیض رساں ہے۔
- (a) اللہ کے فیض اور بے پایاں برکت کی پہلی دلیل خود قرآن ہے۔
- ﴿تَبَرَّكَ الَّذِي نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلَى عَبْدِهِ لِيَكُونَ لِلْعَلَمِينَ نَذِيرًا﴾ (آیت: 1)
- (b) اللہ کے فیض اور بے پایاں برکت کی دوسری دلیل نظام کائنات (یعنی چاند، سورج وغیرہ) ہے۔
- ﴿تَبَرَّكَ الَّذِي جَعَلَ فِي السَّمَاءِ بُرُوجًا وَجَعَلَ فِيهَا سِرَاجًا وَقَمَرًا مُنِيرًا﴾ (آیت: 61)
- (c) اللہ کے فیض اور بے پایاں برکت کی تیسری دلیل آخرت کی نعمتیں، جنت اور وہاں کے محلات ہیں۔
- ﴿تَبَرَّكَ الَّذِي إِنْ شَاءَ جَعَلَ لَكَ خَيْرًا مِنْ ذَلِكَ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ وَيَجْعَلُ لَكَ فُصُورًا﴾ (آیت: 10)
- 2- رسول اللہ ﷺ کی ذمہ داریاں
- (a) رسول اللہ ﷺ سارے جہاں والوں کے لیے ﴿نذیر﴾ ہیں۔
- ﴿تَبَرَّكَ الَّذِي نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلَى عَبْدِهِ لِيَكُونَ لِلْعَلَمِينَ نَذِيرًا﴾ (آیت: 1)
- (b) رسول اللہ ﷺ کو صرف اور صرف ﴿نذیر﴾ اور ﴿بشیر﴾ بنا کر مبعوث کیا گیا۔
- ﴿وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا مُبَشِّرًا وَنَذِيرًا﴾ (آیت: 56)

(c) رسول اللہ ﷺ اپنی خدمات کے لیے کسی اجر کے طالب نہیں ہیں۔

﴿قُلْ مَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ إِلَّا مَنْ شَاءَ أَنْ يَتَّخِذَ إِلَىٰ رَبِّهِ سَبِيلًا﴾ (آیت: 57)

3- ﴿نزول قرآن کے مقاصد﴾

(a) قرآن یعنی فرقان کو محمد ﷺ پر اس لیے نازل کیا گیا ہے کہ وہ ساری دنیا کے لیے ﴿انذار﴾ یعنی (Warning) ہو۔

﴿تَبٰرَكَ الَّذِي نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلَىٰ عَبْدِهِ لِيَكُونَ لِلْعٰلَمِينَ نَذِيرًا﴾ (آیت: 1)۔

(b) رسول اللہ ﷺ کو ہدایت کی گئی کہ کافروں سے نہ دبتے ہوئے، وہ قرآن کے ذریعے دعوت و تبلیغ کا جہاد کبیر کریں۔

﴿فَلَا تُطِيعِ الْكٰفِرِيْنَ وَجَاهِدْهُمْ بِهٖ جِهَادًا كَبِيْرًا﴾ (آیت: 52)

(c) تبلیغ کیا گیا کہ دنیا کی کوئی ہستی ایسا قرآن پیش نہیں کر سکتی۔

﴿وَلَا يَأْتُوْنَكَ بِمَثَلٍ اِلَّا جِئْنَاكَ بِالْحَقِّ وَاَحْسَنَ تَفْسِيْرًا﴾ (آیت: 33)

(d) قرآن میں تذکیر و نصیحت کے لیے، اسلوب بدل بدل کر مختلف دلائل سے منکرین کو سمجھایا گیا ہے، جسے تصرف

القرآن کہتے ہیں۔

﴿وَلَقَدْ صَرَّفْنٰهُ بَيْنَهُمْ لِیَذْكُرُوْا فَاٰبٰی اَكْثَرُ النَّاسِ اِلَّا كُفُوْرًا﴾ (آیت: 50)

رسول اللہ ﷺ کی بشریت پر اعتراضات کا جواب:

ایک اعتراض یہ بھی کیا گیا کہ یہ کیسا رسول ہے، جو کھا تا پیتا ہے اور بازاروں میں چلتا پھرتا ہے۔

﴿وَقَالُوْا مَالِ هٰذَا الرَّسُوْلِ یَاْكُلُ الطَّعَامَ وَیَمْشِیْ فِی السُّوْاقِ﴾ (آیت: 7)

اس کا جواب یہ دیا گیا کہ مکھلیتہام رسول بھی انسان تھے، کھاتے پیتے تھے اور بازاروں میں چلتے پھرتے تھے۔

﴿وَمَا اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنَ الْمُرْسَلِیْنَ اِلَّا اِنَّهُمْ لَیَاْكُلُوْنَ الطَّعَامَ وَیَمْشُوْنَ فِی السُّوْاقِ﴾ (آیت: 20)

4- ﴿مشرکین و کفار مکہ کے الزامات و اعتراضات و اقوال﴾

﴿وَقَالَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا اِنْ هٰذَا اِلَّا اَفْکٌ اُنْفَرَتْ وَاَعَانَهُ عَلَیْهِ قَوْمٌ اٰخَرُوْنَ﴾ (آیت: 4)

(a) ایک اعتراض یہ تھا کہ قرآن ایک جھوٹ ہے، جسے محمد ﷺ نے گھڑ لیا ہے اور ایک قوم نے ان کی معاونت کی ہے۔

(b) دوسرا اعتراض یہ تھا کہ ہمارے اوپر (اللہ کی طرف سے) فرشتے کیوں نازل نہیں کیے گئے؟

(c) تیسرا اعتراض یہ تھا کہ ہم اللہ کو کیوں نہیں دیکھ سکتے؟ (آیت: 21)

﴿وَقَالَ الَّذِیْنَ لَا یَرْجُوْنَ لِقَاءَنَا لَوْلَا اُنْزِلَ عَلَیْنَا الْمَلٰٓئِکَةُ اَوْ نَرٰی رَبَّنَا﴾

(d) چوتھا اعتراض یہ تھا کہ قرآن کو ایک ہی وقت سارے کا سارا کیوں نازل نہیں کیا گیا؟ بتدریج کیوں نازل ہو رہا ہے اس کا جواب یہ دیا گیا کہ اس کا مقصد رسول کریم ﷺ کے دل کی تثبیت یعنی دل جمعی ہے۔

﴿وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْلَا نُزِّلَ عَلَيْهِ الْقُرْآنُ جُمْلَةً وَاحِدَةً كَذَلِكَ لِنُثَبِّتَ بِهِ فُؤَادَكَ وَرَتَّلْنَاهُ تَرْتِيلًا﴾ (آیت: 32)۔

(e) رسول اللہ ﷺ پر یہ الزام بھی عائد کیا گیا کہ یہ قرآن آپ ﷺ کی افتری ہے۔ آپ ﷺ نے اسے خود گمراہ کیا ہے۔ ﴿وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا إِنَّ هَذَا إِلَّا افْكٌ افْتَرَاهُ وَأَعَانَهُ عَلَيْهِ قَوْمٌ﴾ (آیت: 4)

(f) ایک اعتراض یہ بھی کیا گیا کہ آپ ﷺ پر کنز یعنی خزانے کیوں نازل نہیں کیے گئے؟ ﴿أَوْ يُلْقَى إِلَيْهِ كَنْزٌ﴾

(g) ایک اعتراض یہ بھی کیا گیا کہ آپ ﷺ کو باغات کیوں نہیں عطا کیے گئے؟ ﴿أَوْ تَكُونُ لَهُ جَنَّةٌ يَأْكُلُ مِنْهَا﴾

(h) ایک الزام یہ بھی عائد کیا گیا کہ آپ ﷺ ایک سحرزدہ انسان ہیں یعنی آپ ﷺ جادو اور آسیب ہے؟ ﴿وَقَالَ الظَّالِمُونَ إِنَّ تَبِعُونَ إِلَّا رَجُلًا مَّسْحُورًا﴾ (آیت: 8)۔

(i) رسول اللہ ﷺ پر ایک الزام یہ بھی عائد کیا گیا کہ یہ ہمارے معبودوں ﴿آلہۃ﴾ سے ہمیں برگشتہ کر دیں گے اگر ہم ثابت قدم نہ رہیں۔

﴿إِنْ كَادَ لَيُضِلَّنَا عَنْ إِلَهِنَا لَوْلَا أَنْ صَبَرْنَا عَلَيْهَا﴾ (آیت: 42)۔

(j) رسول اللہ ﷺ اور قرآن پر ایک الزام یہ بھی عائد کیا گیا کہ یہ پچھلے زمانوں کی کہانیاں ہیں، ایک شخص صبح و شام جنہیں لکھواتا ہے۔

﴿وَقَالُوا آسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ اكْتَتَبَهَا فَهِيَ تُمْلَى عَلَيْهِ بُكْرَةً وَأَصِيلًا﴾ (آیت: 5)۔

5- مشرکین مکہ کے جرائم:

(a) مشرکین مکہ ﴿مَنْ دُونِ اللَّهِ﴾ کی عبادت کیا کرتے تھے، جو انہیں نہ تو نقصان پہنچا سکتے تھے اور نہ فائدہ۔ ﴿وَيَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَنْفَعُهُمْ وَلَا يَضُرُّهُمْ وَكَانَ الْكَافِرُ عَلَى رَبِّهِ

ظہیرًا﴾ (آیت: 55)

(b) مشرکین مکہ مکرہین قیامت تھے۔

﴿بَلْ كَذَّبُوا بِالسَّاعَةِ وَأَعْتَدْنَا لِمَنْ كَذَّبَ بِالسَّاعَةِ سَعِيرًا﴾ (آیت: 11)

(c) مشرکین مکہ ملاقات رب کی امید نہیں رکھتے تھے۔

﴿لَا يَرْجُونَ لِقَاءَنَا﴾ (آیت: 21)

(d) مشرکین مکہ مرنے کے بعد کی زندگی پر یقین نہیں رکھتے تھے۔

﴿كَانُوا لَا يَرْجُونَ نُشُورًا﴾ (آیت: 40)

(e) مشرکین مکہ متکبر، سرکش اور ضدی لوگ تھے۔

﴿لَقَدْ اسْتَكْبَرُوا لِي أَنفُسِهِمْ وَعَتَوْا عُتُوًّا كَبِيرًا﴾ (آیت: 21)

(f) مشرکین مکہ مجرم تھے اور رسول اللہ ﷺ کے دشمن تھے۔

﴿وَكَذَلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا مِّنَ الْمُجْرِمِينَ﴾ (آیت: 31)

(g) مشرکین مکہ رسول اللہ ﷺ کا مذاق اڑاتے تھے اور کہتے تھے: اچھا! کیا یہ وہی شخص ہے، جس کو اللہ تعالیٰ نے

رسول بنا کر مبعوث کیا ہے؟

﴿وَاِذَا رَاوُكَ اِنْ يَتَّخِذُوْكَ اِلَّا هُزُوًا اَهْذَا الَّذِيۡ بَعَثَ اللّٰهُ رَسُوْلًا﴾ (آیت: 41)

(h) روز قیامت ﴿مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ﴾ سے پوچھا جائے گا کہ کیا تم نے اللہ کے بندوں کو گمراہ کیا؟ یا یہ خود ہی گمراہ

ہو گئے؟

﴿وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ وَمَا يَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَيَقُوْلُ ءَاَنْتُمْ اَصْلَلْتُمْ عِبَادِيۡ

هٰٓؤُلَآءِ اَمْ هُمْ ضَلُّوا السَّبِيْلَ﴾ (آیت: 17)

(i) مشرکین مکہ کی قیادت نے، اپنی خواہشات اور اپنے نفس کو اپنا خدا ﴿اِلٰه﴾ بنا لیا تھا۔

﴿اَرَاَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَةً هُوَ﴾ (آیت: 43)

(j) مشرکین مکہ نے، ان ہستیوں کو خدا ٹھہر لیا تھا، جو کوئی چیز تخلیق نہیں کر سکتی تھیں، جو اپنے آپ کو بھی فائدہ اور نقصان

نہیں پہنچا سکتی تھیں اور جو نہ تو زندگی اور موت کا اختیار رکھتی تھیں اور نہ مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کرنے کا اختیار۔

﴿وَاتَّخَذُوا مِنْ دُوْبِهِ اِلٰهَةً لَا يَخْلُقُوْنَ شَيْئًا وَهُمْ يُخْلَقُوْنَ وَلَا يَمْلِكُوْنَ اَنۡ يُّنْفُسِيْهِمْ

ضَرًا وَلَا نَفْعًا وَلَا يَمْلِكُوْنَ مَوْتًا وَلَا حَيٰوةً وَلَا نُشُوْرًا﴾ (آیت: 3)

6- انسان کو آزادی اختیار (Freedom of Choice) عطا کی گئی ہے، جو چاہے شکر گزار بن کر اللہ کے

راستہ اختیار کر لے۔

(a) ﴿مَنْ شَاءَ اَنْ يَّتَّخِذَ اِلٰى رَبِّهِ سَبِيْلًا﴾ (آیت: 57)

(b) ﴿لِمَنْ اَرَادَ اَنْ يَّدْعَكَ اَوْ اَرَادَ شُكُوْرًا﴾ (آیت: 62)

7- رسول ﷺ کو ہدایات:

(a) رسول اللہ ﷺ کو حکم دیا گیا کہ وہ کافروں کے آگے ہرگز نہ جھکیں۔

﴿فَلَا تُطِيعُ الْكُفْرِينَ﴾ (آیت: 52)

(b) رسول اللہ ﷺ کو حکم دیا گیا کہ قرآن کے ذریعے دعوت و تبلیغ کا جہاد کبیر کریں۔

﴿وَجَاهِدْهُمْ بِهِ جِهَادًا كَبِيرًا﴾ (آیت: 52)

(c) رسول اللہ ﷺ کو ان مشکل حالات میں اللہ ہی پر توکل کرنے کا حکم دیا گیا، ایسی بے عیب مستی جسے موت نہیں آتی۔

﴿وَتَوَكَّلْ عَلَى الْحَيِّ الَّذِي لَا يَمُوتُ﴾ (آیت: 58)

(d) رسول اللہ ﷺ کو حکم دیا گیا کہ اللہ کی حمد کے ساتھ اس کی تسبیح کریں یعنی اس کی بے عیبی کا اعتراف بھی کرتے رہیں۔

﴿وَسَبِّحْ بِحَمْدِهِ وَكَفَى بِهِ بِذُنُوبِ عِبَادِهِ خَبِيرًا﴾ (آیت: 58)

سورة الفرقان کا نظم جلی

سورة الفرقان چھ (6) پیرا گرافوں پر مشتمل ہے۔

1- آیات 1 تا 3: پہلے پیرا گراف میں، ﴿اللہ تعالیٰ﴾ کی قدرت کا تعارف کرایا گیا اور ﴿مَنْ دُونِ اللہ﴾ کی بے بسی پر روشنی ڈالی گئی۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے محمد ﷺ پر قرآن اسی لیے نازل کیا ہے کہ وہ سارے جہاں والوں کے لیے ایک تنبیہ ہو۔

﴿تَبَرَّكَ الَّذِي نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلَى عَبْدِهِ لِيَكُونَ لِلْعَالَمِينَ نَذِيرًا﴾ (آیت: 1)

اللہ زمین و آسمان کا بادشاہ ہے، اسی کی کوئی اولاد نہیں ہے، اس کی حکومت میں کوئی شریک نہیں ہے، اس نے ہر چیز کو پیدا کر کے اس کی تقدیر مقرر کر دی ہے۔

اس کے برخلاف ﴿مَنْ دُونِ اللہ﴾ نہ تو خالق ہیں، نہ تو اپنے آپ کو کوئی فائدہ اور نقصان پہنچا سکتے ہیں اور نہ ہی زندگی، موت اور موت کے بعد کی زندگی کا اختیار رکھتے ہیں۔

2- آیات 4 تا 34: دوسرے پیرا گراف میں، رسول اللہ ﷺ اور قرآن پر الزامات و اعتراضات کے مسکت جوابات دیئے گئے۔

مشرکین مکہ کے غلط عقائد کی تفصیل بیان کی گئی اور ان کی تردید کی گئی۔ مشرکین مکہ قیامت کا انکار کیا کرتے تھے، انہیں دوزخ کی بشارت دی گئی۔

﴿بَلْ كَذَّبُوا بِالسَّاعَةِ وَأَعْتَدْنَا لِمَنْ كَذَّبَ بِالسَّاعَةِ سَعِيرًا﴾ (آیت: 11)

مشرکین مکہ اپنے خود ساختہ خداؤں کو ﴿ولی﴾، سرپرست اور کارساز سمجھتے تھے۔ ان کی گرفت کی گئی۔

﴿قَالُوا سُبْحَنَكَ مَا كَانَ يُنَبِّئُنَا أَنْ نَتَّخِذَ مِنْ دُونِكَ مِنْ أَوْلِيَاءَ وَلَكِنْ

مَتَّعْتَهُمْ وَآبَاءَهُمْ حَتَّىٰ نَسُوا الذِّكْرَ وَكَانُوا قَوْمًا بُورًا ﴿١٨﴾ (آیت: 18)
 میں دون اللہ کی عبادت کرنے والے، دوزخ کے مستحق ہوں گے۔

3- آیات 35 تا 44: تیسرے پیرا گراف میں، مشرکین مکہ کو انبیاء کی تاریخ سے عبرت حاصل کرنے کا مشورہ دیا گیا۔

سب سے پہلے حضرت موسیٰؑ و ہارونؑ پھر قوم نوحؑ، پھر عاد و ثمود، پھر اصحاب الرس اور پھر قوم لوطؑ کے بارے میں بتایا گیا کہ یہ بھی مشرکین مکہ کی طرح منکرین قیامت تھے اور رسولوں کی تکذیب کیا کرتے تھے، انہیں ہلاک کیا گیا۔
 ﴿بَلْ كَانُوا لَا يَرْجُونَ نُشُورًا﴾ (آیت: 40)

قریش کے لیڈر نبی کریم ﷺ کا مذاق اڑایا کرتے تھے۔ ان کی بیماری کی تشخیص کی گئی کہ ان لوگوں نے اپنی خواہشات نفس کو اپنا خدا بنا لیا ہے ﴿أَرَأَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ إِلَهَهُ هَوَاهُ﴾ (آیت: 43)۔ انہیں جانوروں سے تشبیہ دی گئی۔

4- آیات 45 تا 54: چوتھے پیرا گراف میں، رسول اللہ ﷺ کو قرآن کے آفاقی و انفسی مآل سے، دعوت و تبلیغ کا جہاد کبیر برپا کرنے کی ہدایت دی گئی۔ کافروں کے آگے نہ جھکنے کی ہدایت بھی کی گئی۔ دلائل آفاق سے توحید و آخرت پر استدلال کیا گیا۔

﴿أَفَلَا تُطِيعُ الْكُفْرِينَ وَجَاهِدَهُمْ بِمِ جِهَادٍ كَبِيرٍ﴾ (آیت: 52)

5- آیات 55 تا 62: پانچویں پیرا گراف میں، رسول اللہ ﷺ کو تسوگٹل، حمد اور تسبیح و تہجد کے ساتھ شرک کی تردید اور توحید کے اثبات کا کام جاری رکھنے کی ہدایت کی گئی۔

﴿وَتَسَوَّكُلْ عَلَى الْحَيِّ الَّذِي لَا يَمُوتُ وَتَسَبِّحْ بِحَمْدِهِ وَكَفَىٰ بِهِ بِلُتُوبِ عِبَادِهِ خَبِيرًا﴾ (آیت: 58) آزادی اختیار Freedom of Choice کی وضاحت کی گئی۔ ہر شخص کو مذہبی آزادی حاصل ہے۔ جو چاہیے قرآن کی نصیحت کو قبول کر سکتا ہے اور شکر گزار بن سکتا ہے۔ ﴿لِمَنْ أَرَادَ أَنْ يَنْتَكِرَ أَوْ أَرَادَ شُكُورًا﴾ (آیت: 62)

6- آیات 63 تا 77: چھٹے اور آخری پیرا گراف میں، بدکردار مشرکین مکہ کو بتایا گیا کہ وہ اپنے کردار پر غور کریں اور رسول اللہ ﷺ اور ان کے مخلص صحابہؓ کے کردار پر غور کریں۔ ایمان لا کر اپنے اندر جنت کے مستحق ﴿عِبَادُ الرَّحْمَنِ﴾ کی صفات پیدا کریں۔

خدائے مہربان کے نیک بندوں ﴿عِبَادُ الرَّحْمَنِ﴾ کی بارہ (12) جامع صفات گنوائی گئیں۔ ان کی عبادات، ان کا طرز تبلیغ، ان کا خوف قیامت، مالی معاملات میں ان کا اعتدال، توحید پر ان کی ثابت قدمی، زنا، قتل، جھوٹی گواہی اور لغویات جیسے بڑے گناہوں سے ان کا اجتناب، آیات الہی پر غور و فکر اور توجہ اور اپنے اہل و عیال کے بارے میں ان کی فکر مندی پر روشنی ڈالی گئی۔

(a) زمین پر عاجزی سے چلتے ہیں۔ ﴿يَمْشُونَ عَلَى الْأَرْضِ هَوْنًا﴾ (آیت: 63)

(b) جاہل لوگوں کے الجھنے پر سلام کر کے رخصت ہو جاتے ہیں۔

﴿وَإِذَا خَاطَبَهُمُ الْجَاهِلُونَ قَالُوا سَلَامًا﴾ (آیت: 63)

(c) سجدے اور قیام میں راتیں گزارتے ہیں۔

﴿وَالَّذِينَ يَسْتَمِعُونَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَقِيَامًا﴾ (آیت: 64)

(d) دوزخ کے طراب سے پناہ کی دعائیں کرتے رہتے ہیں۔

﴿رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ﴾ (آیت: 65)

(e) مالی معاملات میں اعتدال کا رویہ اختیار کرتے ہیں۔ بخل اور اسراف سے بچتے ہیں۔

﴿كَمْ يَسْرِفُوا وَلَمْ يَقْتُرُوا وَكَانَ بَيْنَ ذَلِكَ قَوَامًا﴾ (آیت: 67)

(f) اللہ کی دعا کے ساتھ، کسی اور سے دعا نہیں کرتے۔

﴿لَا يَدْعُونَ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ﴾ (آیت: 68)

(g) ناحق کسی کو قتل نہیں کرتے۔

﴿وَلَا يَقْتُلُونَ النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ﴾ (آیت: 68)

(h) زنا نہیں کرتے۔ ﴿وَلَا يَزْنُونَ﴾ (آیت: 68)

(i) جھوٹی گواہی نہیں دیتے۔ ﴿لَا يَشْهَدُونَ الزُّورَ﴾ (آیت: 72)

(j) لغو اور بے ہودہ باتوں سے باوقار طریقے سے اجتناب کرتے ہیں۔

﴿وَإِذَا مَرُّوا بِاللَّغْوِ مَرُّوا كِرَامًا﴾ (آیت: 72)

(k) اللہ کی آیات کو توجہ سے سنتے ہیں۔ اندھے اور بہرے نہیں بنتے۔

﴿إِذَا دُرِّجُوا فِي آيَاتِ رَبِّهِمْ لَمْ يَخِرُّوا عَلَيْهَا صُمًّا وَعُمْيَانًا﴾ (آیت: 73)

(l) اپنی اولاد اور اپنی بیویوں کے لیے دعا کرتے رہتے ہیں۔

﴿رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ أَزْوَاجِنَا وَذُرِّيَّاتِنَا قُرَّةَ أَعْيُنٍ وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِينَ إِمَامًا﴾ (آیت: 74)

آخری آیت میں انہیں صاف صاف بتا دیا گیا کہ اللہ تعالیٰ تو جنت کی طرف دعوت دے رہا ہے، لیکن جو لوگ

قرآن اور رسول ﷺ کی دعوت مسترد کر کے، دوزخ میں جانا چاہتے ہوں تو اللہ بھی بے نیاز ہے۔

مرکزی مضمون

رسول اللہ ﷺ کو آپ ﷺ کی ذات اور قرآن پر الزامات و اعتراضات کے مسکت جوابات دینے، منکرین توحید و آخرت مشرکین مکہ کے خلاف اتمام حجت کرنے، جنت کے مستحق ﴿عصاٰ الرحمن﴾ کی صفات بتا کر، کسی بھی مرعوبیت کے بغیر، قرآن مجید کے آفاقی اور نفسی دلائل کی روشنی میں، دعوت و تبلیغ کا جہاد کبیر کرنے کی ہدایات دی گئیں۔



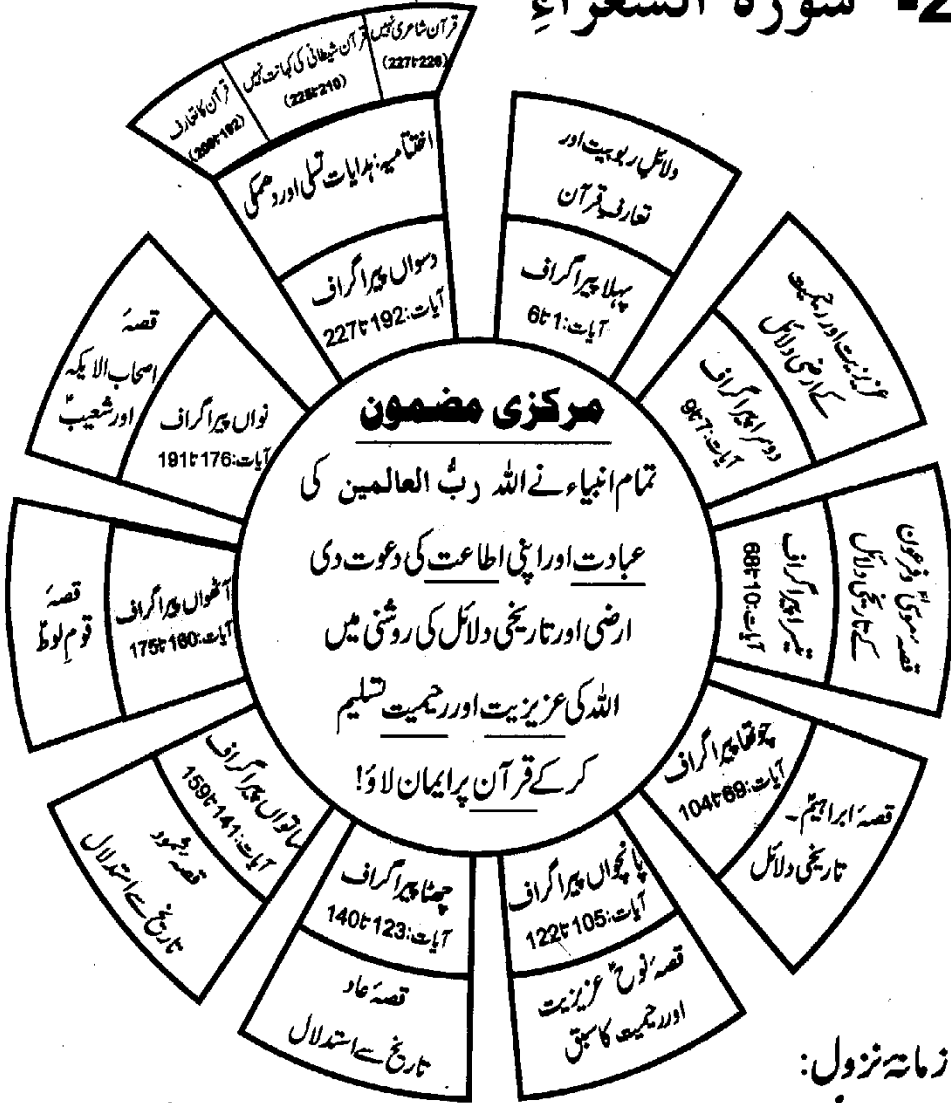
FLOW CHART

MACRO-STRUCTURE

نظم جلی

ترتیبی نقشہ ربط

26- سُورَةُ الشَّعَرَاءِ آیات : 227 مَجِیَّة پیرا گراف : 10



زمانہ نزول:

- 1- سورت «الشَّعَرَاءِ» رسول ﷺ کے قیام مکہ کے تیسرے دور (6-10 نبوی) میں نازل ہوئی جب عربی قرآن پر شک کے ساتھ اعتراض کیا جا رہا تھا اور رسول ﷺ پر «جُنُون» کا الزام عائد کیا گیا اور جب قریشی قیادت کو چھ (6) قوموں (قوم نوح، عاد، ثمود، اقوام لوط و شعیب و موئی) کے انجام سے عبرت حاصل کرنے کا مشورہ دیا گیا۔
- 2- آیت 214 ﴿وَآتِیْدُ عَشِیْرَتَکَ الْاَقْرَبِیْنَ﴾ اعلان عام سے ذرا پہلے 4 نبوی میں نازل ہوئی، جس کے بعد آپ ﷺ نے کوہ صفا پر چڑھ کر باریک دلی دعوت تو حید دی۔

(صحیح بخاری: کتاب التفسیر، باب سورة الشعراء، حدیث 4,492)

سورة الشعراء کا کتابی ربط

- 1- پچھلی سورت ﴿ الفرقان ﴾ میں رسول اللہ ﷺ کی دعوت اور قرآن مجید کی حقانیت کے عقلی، آفاقی اور انفسی دلائل تھے، اعتراضات اور الزامات کا مسکت جواب دیا گیا تھا۔
- 2- یہاں سورة الشعراء ﴿ الشعراء ﴾ میں اللہ تعالیٰ کے دو (2) صفاتی نام ﴿ عزیز ﴾ اور ﴿ رحیم ﴾ سے توحید اختیار کے تاریخی دلائل فراہم کیے گئے ہیں۔
- 3- اگلی تین (3) سورتوں ﴿ سورة الشعراء ﴾، سورة النمل اور سورة القصص ﴿ میں دو (2) باتیں مشترک ہیں۔
 (a) تینوں سورتوں میں حضرت موسیٰؑ اور فرعون کی کشمکش کی سچی داستان سنا کر، قریش کی طاغوتی قیادت کو فرعون کی روپیہ ترک کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔
 (b) تینوں سورتوں میں قریش کی طاغوتی قیادت کو، مختلف قوموں کی ہلاکت سے عبرت حاصل کرنے کا مشورہ دیا گیا ہے۔

اہم کلیدی الفاظ، مضامین اور آیات ترجیح:

- 1- سورة الشعراء میں ﴿ أَلَا يَتَّقُونَ ؟ ﴾ کیا یہ لوگ بچنا نہیں چاہتے؟ اور ﴿ أَلَا تَتَّقُونَ ؟ ﴾ کیا تم لوگ بچنا نہیں چاہتے؟ کے الفاظ کئی مرتبہ استعمال کیے گئے ہیں۔ ﴿ تقویٰ ﴾ کا بنیادی مطلب بچنا ہے۔ حرام سے بچنا، منکرات سے بچنا، اللہ کے غضب سے بچنا اور برائیوں کے دنیوی اور اخروی برے انجام سے بچنا ہے۔
 (a) ﴿ حضرت نوحؑ کی دعوت تقویٰ ﴾
 أَلَا تَتَّقُونَ ؟ (آیت 106) کیا تم لوگ بچنا نہیں چاہتے؟ یہاں قوم نوحؑ اور ان کے سرداروں کو دعوت تقویٰ ہے کہ وہ پانچ بتوں کی پرستش کے شرک سے بچیں۔ حضرت نوحؑ کو سنگسار کرنے کی دھمکیوں سے باز رہیں عام انسانوں کو گھٹیا ﴿ آذیل ﴾ سمجھنے سے بچیں۔ نبی کی رسالت کے انکار سے بچیں، تاکہ اس تقویٰ کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ کے دنیوی اور اخروی عذاب سے بچ سکیں۔
 (b) ﴿ حضرت ہودؑ کی دعوت تقویٰ ﴾
 أَلَا تَتَّقُونَ ؟ (آیت: 124) کیا تم لوگ بچنا نہیں چاہتے؟ یہاں قوم عاد اور ان کے سرداروں کو دعوت تقویٰ ہے کہ وہ شرک سے بچیں، آباء پرستی سے بچیں۔ انکار قیامت کے عقیدے سے توبہ کر لیں۔ اپنے پیغمبر حضرت ہودؑ کو جھوٹا اور بیوقوف کہنے سے بچیں۔ ﴿ استکبار فی الارض ﴾ سے بچیں اور ﴿ مَن أَشَدُّ مَنَا قُوَّةً ﴾ کا نعرہ لگانا چھوڑ دیں۔ جباری اور کفر و عناد کو ترک کر دیں۔

دوسری قوموں پر ﴿جبار﴾ بن کر حملہ آور نہ ہوں ، تاکہ اس تقویٰ کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ کے دنیوی اور اخروی عذاب سے بچ سکیں۔

(c) ﴿حضرت صالحؑ کی دعوتِ تقویٰ﴾

اَلَا تَتَّقُونَ ؟ (آیت: 142) کیا تم لوگ بچنا نہیں چاہتے ؟ یہاں قوم ثمود کو دعوتِ تقویٰ ہے کہ وہ اللہ کی اونٹنی کو ہلاک کرنے سے بچیں، قیامت کے انکار سے بچیں، آہاء پرستی اور شرک سے بچیں، اپنے نو (9) فساد ی لیڈروں کی پیروی سے بچیں، جو بہت متکبر، سرکش اور طاغی تھے۔ اپنے رسول صالحؑ کو ﴿مَسْحُود﴾ کہنے سے بچیں، حضرت صالحؑ اور اُن کے گھروالوں پر شب خون مارنے کے ارادے سے باز رہیں اور اُن پر ایمان لے آئیں، تاکہ اس تقویٰ کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ کے دنیوی اور اخروی عذاب سے بچ سکیں۔

(d) ﴿حضرت لوطؑ کی دعوتِ تقویٰ﴾

اَلَا تَتَّقُونَ ؟ (آیت: 161) کیا تم لوگ بچنا نہیں چاہتے ؟ یہاں قوم لوط اور اُن کے سرداروں کو دعوتِ تقویٰ ہے کہ وہ فساد، بد فعلی، بد عملی، سرکشی، ڈاکہ زنی، شہوانیت اور ہم جنس پرستی (Homosexuality) سے بچیں اور پیغمبروں کی تکذیب سے بچیں، تاکہ اس تقویٰ کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ کے دنیوی اور اخروی عذاب سے بچ سکیں۔

(e) ﴿حضرت شعیبؑ کی دعوتِ تقویٰ﴾

اَلَا تَتَّقُونَ ؟ (آیت: 177) کیا تم لوگ بچنا نہیں چاہتے ؟ یہاں قوم شعیبؑ اور اُن کے سرداروں کو دعوتِ تقویٰ ہے کہ وہ شرک، ناپ تول میں کمی، ڈاکہ زنی، فساد اور رزقِ حرام سے بچیں، تاکہ اس تقویٰ کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ کے دنیوی اور اخروی عذاب سے بچ سکیں۔

(f) ﴿حضرت موسیٰؑ کی دعوتِ تقویٰ﴾

اَلَا يَتَّقُونَ ؟ (آیت: 11) کیا یہ لوگ تقویٰ اختیار کرتا نہیں چاہتے ؟ یعنی کیا یہ لوگ بچنا نہیں چاہتے ؟ یہاں فرعون اور اُس کی فوجی حکومت کو دعوتِ تقویٰ ہے کہ وہ ظلم و ستم کرنے سے بچیں۔ نسل پرستی کی بنیاد پر، بنی اسرائیل کے قتل سے بچیں۔ ﴿عَلُّوْهُ الْاَرْض﴾ اور ﴿فَسَاد﴾ سے بچیں، تاکہ اس تقویٰ کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ کے دنیوی اور اخروی عذاب سے بچ سکیں۔

2- سورت ﴿الشَّعْرَاء﴾ میں بعض آیاتِ ترجیع آئی ہیں، جو بار بار دہرائی گئی ہیں:- ﴿اَلَا تَتَّقُونَ ۝ اِنْسٰی لَكُمْ رَسُوْلٌ ۝ اٰمِنُوْا ۝ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيعُوْا ۝ مَا اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ ۚ اِنِ اَجْرِیْٓ اِلَّا عَلٰی رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ﴾۔ (آیات: 109 ، 127 ، 145 ، 164 ، 180)۔

ان آیاتِ ترجیع سے مندرجہ ذیل باتیں معلوم ہوتی ہیں۔

(a) تمام چھ (6) انبیاء نے ﴿تَقْوَى﴾ کی دعوت دی، یعنی انہیں شرک و بدعات اور اپنے اپنے دور کے فتنوں سے بچنے کی دعوت دی۔

(b) تمام چھ (6) انبیاء نے اعلان کیا کہ وہ نہ صرف اللہ کے پیغام بر ہیں، بلکہ امین بھی ہیں، یعنی دیانت دار ہیں۔

(c) تمام چھ (6) انبیاء نے ﴿فَاتَّقُوا اللَّهَ﴾ یعنی ﴿أَعْبُدُوا اللَّهَ﴾ اللہ کی عبادت کرو، کی دعوت دی اور ﴿وَاطِيعُونَ﴾ کی دعوت دی، یعنی میری اطاعت کرو، (میں رسول وقت ہوں)۔

(d) تمام چھ (6) انبیاء نے اپنی اپنی قوم پر واضح کر دیا کہ وہ قوم سے پیسہ نہیں مانگتے۔ چندہ طلب نہیں کرتے۔ وہ قوم کو دینے کے لیے آتے ہیں اور قوم سے لینے کے لیے نہیں آتے۔ پیغمبر اللہ کے لیے کام کرتے ہیں اور اللہ ہی سے اجر کے طالب ہوتے ہیں۔ وہ اخلاص کے ساتھ دین کی دعوت دیتے ہیں۔

3- ﴿رَبُّ الْعَالَمِينَ﴾

(آیات: 16، 23، 47، 77، 98، 109، 127، 145، 164، 180، 192)

اس سورت میں ﴿رَبُّ الْعَالَمِينَ﴾ (یعنی تمام عالموں کا رب) کا لفظ کئی بار استعمال ہوا ہے۔ رب کے پانچ (5) مفہوم ہیں۔

(a) پرورش کرنے والا، نشوونما دینے والا بڑھانے والا۔ (b) دیکھ بھال اور خبر گیری کرنے والا۔
(c) مالک اور آقا۔ (d) مرکزی حیثیت رکھنے والا، جمع کرنے والا، سمیٹنے والا۔ (e) سردار، صاحب اقتدار، غلبہ رکھنے والا، صاحب تصرف، اختیارات رکھنے والا۔

لفظ ﴿رَبُّ الْعَالَمِينَ﴾ کی اس تکرار سے مندرجہ ذیل باتیں معلوم ہوتی ہیں۔

(a) تمام انبیاء اور رسول سب سے پہلے توحید ربوبیت کی طرف متوجہ کرتے ہیں، توحید ربوبیت سے ہی توحید الوہیت کا سراغ ملتا ہے۔

(b) مشرکین مکہ توحید ربوبیت کے قائل تھے، لیکن الوہیت اور عبادت کے علاوہ، اللہ تعالیٰ کی تحکیم اور تشریع میں شرک کیا کرتے تھے۔

4- سورت الشعراء میں نو (9) مرتبہ نو (9) رسولوں کے سچے واقعات بیان کرنے کے بعد مندرجہ ذیل آیت بھی بطور ترجیع آئی ہے، جو بار بار دہرائی گئی ہے۔ ﴿إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَةً وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُمْ مُؤْمِنِينَ﴾

(آیات: 9، 68، 104، 122، 140، 159، 175، 191، 217)

اس آیت ترجیع سے مندرجہ ذیل باتیں معلوم ہوتی ہیں۔

(a) تمام نو (9) انبیاء کے سچے واقعات میں ﴿آيَةً﴾ ہے یعنی دلائل قدرت ہیں، دلائل جزا و سزا ہیں، اللہ

تعالیٰ رسولوں کی نافرمانی کرنے والی قوموں کو ہلاک کر دیتا ہے اور رسول اور اُن کے ساتھیوں کو بچا لیتا ہے۔

(b) ﴿وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُمْ مُؤْمِنِينَ﴾ سے معلوم ہوتا ہے کہ سخت دل لوگ تاریخ کے سچے واقعات سے عبرت حاصل نہیں کرتے اور ایمان نہیں لاتے۔

5- سورۃ الشعراء میں نو (9) مرتبہ نو (9) رسولوں کے سچے واقعات بیان کرنے کے بعد مندرجہ ذیل آیت بھی بطور ترجیح آئی ہے، جو بار بار دہرائی گئی ہے۔ ﴿وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ﴾
(آیات 9 ، 68 ، 104 ، 122 ، 140 ، 159 ، 175 ، 191 اور 217)

اس آیت ترجیح سے مندرجہ ذیل باتیں معلوم ہوتی ہیں۔

(a) پہلی بات یہ معلوم ہوئی کہ جو ﴿رَب﴾ ہے، وہی کافروں کے لیے ﴿عَزِيز﴾ بھی ہے اور مومنوں کے لیے ﴿رَحِيم﴾ بھی ہے۔

(b) ہر پیغمبر نے اللہ کی صفات کے ذریعے، اللہ کا تعارف کرایا۔

(c) ہر قوم کی تاریخ ہلاکت سے یہ بات ثابت ہوئی کہ پالنے والا ﴿رَب﴾، انسانوں کی دیکھ بھال (Monitor) بھی کر رہا ہے۔ وہ دیکھ رہا ہے کہ انسانوں میں سے کون شکر گزار ہے اور کون ناشکرا ہے؟

(d) ہر قوم کی تاریخ ہلاکت سے یہ بات ثابت ہوئی کہ پالنے والا ﴿رَب﴾، ناشکرے اور فسادی انسانوں کے لیے ﴿عَزِيز﴾ ہوتا ہے۔ انہیں دنیا میں سزا سے دوچار کرتا ہے۔ یہی تاریخ کا سبق ہے اور انہیں آخرت میں بھی سزا سے دوچار کرے گا۔

(e) ہر قوم کی تاریخ ہلاکت سے یہ بات ثابت ہوئی کہ پالنے والا ﴿رَب﴾، ﴿رَحِيم﴾ کی صفت بھی رکھتا ہے۔ وہ اپنے شکر گزار بندوں کو دنیاوی اور اخروی عذاب سے بچا لیتا ہے۔

5- سورۃ الشعراء میں، جادو گردوں نے اپنی ظلمانی رسیاں اور لالچیاں بھینکنے سے پہلے ﴿بِسُورَةِ فِرْعَوْنَ﴾ فرعون کی عزت و اقتدار کی قسم یعنی فرعون کی طاقت، عزیزیت، آمریت، غلبہ اور اقتدار کی قسم کا نعرہ لگایا۔ (آیت: 44) یہی جادوگر بعد میں سچے اور بچے مسلمان بن گئے، بلکہ ہر قسم کی آزمائش کے لیے تیار ہو گئے وہ فرعون کی ﴿عَزِيزیت﴾ کے بجائے، اللہ تعالیٰ کو ﴿عَزِيز﴾ مان کر، اُس کی ﴿عَزِيزیت﴾ کے قائل ہو گئے۔
6- تکذیب﴾: سورۃ الشعراء میں، ماضی کی مختلف قوموں کی تکذیب اور اُن کے انجام سے ڈرایا گیا ہے۔

(a) قوم نوحؑ نے بھی رسولوں کی ﴿تکذیب﴾ کی۔ یعنی رسولوں کو جھٹلایا۔

﴿كَذَّبَتْ قَوْمُ نُوحٍ الْمُرْسَلِينَ﴾ (آیت: 105)

(b) قوم عاد نے بھی رسول کی ﴿تکذیب﴾ کی۔

﴿كَذَّٰبَتْ عَادُ الْمُرْسَلِينَ﴾ (آیت: 123)

(c) قوم ثمود نے بھی رسولوں کی ﴿کذیب﴾ کی۔

﴿كَذَّٰبَتْ ثَمُودُ الْمُرْسَلِينَ﴾ (آیت: 141)

(d) قوم لوط نے بھی رسولوں کی ﴿کذیب﴾ کی۔

﴿كَذَّٰبَتْ قَوْمُ لُوطٍ الْمُرْسَلِينَ﴾ (آیت: 160)

(e) اصحاب الایکہ یعنی قوم شعب نے بھی رسولوں کی ﴿کذیب﴾ کی۔

﴿كَذَّٰبَ أَصْحَابُ نُجَيْفٍ الْمُرْسَلِينَ﴾ (آیت: 176)

(f) قریش نے آخری رسول محمد ﷺ کی ﴿کذیب﴾ کی اور ان کا مذاق اڑایا۔

﴿فَقَدْ كَذَّبُوا فَسَيَأْتِيهِمْ أَنْبَاءُ مَا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِءُونَ﴾ (آیت: 6)

سورة الشعراء کا نظم جلی

سورة الشعراء دس (10) پیرا گرافوں پر مشتمل ہے۔

1- آیات 6 تا 1: پہلا تمہیدی پیرا گراف دلائل ربوبیت اور تعارف قرآن پر مشتمل ہے، آخری حصہ بھی تعارف قرآن پر مشتمل ہے۔

محمد ﷺ کی دردمندی کا ذکر کیا گیا کہ اگر یہ مشرکین ایمان نہ لائیں تو کیا آپ اپنی جان کھودیں گے؟ (آیت 3)
رسول اللہ ﷺ کی کذیب اور آپ ﷺ کے استہزاء پر قریش کو دھمکی دی گئی۔
﴿فَقَدْ كَذَّبُوا فَسَيَأْتِيهِمْ أَنْبَاءُ مَا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِءُونَ﴾ (آیت: 6)

2- آیات 7 تا 9: دوسرا پیرا گراف اللہ تعالیٰ کی دو (2) صفات، ﴿عزیزیت﴾ اور ﴿رحیمیت﴾ کے ارضی دلائل پر مشتمل ہے۔
انسان کو دعوت لگ رہی تھی ہے کہ وہ زمین پر غور کرے۔ زمین انسان کو نباتات کے ذریعے طرح طرح کی سبزیاں اور پھل فراہم کرتی ہے اور یہی زمین انسان کی قبر بن جاتی ہے۔ زمین اللہ تعالیٰ کی ﴿محبہ عزیزیت﴾ اور ﴿محبہ رحیمیت﴾ کے دلائل فراہم کر رہی ہے۔

3- آیات 10 تا 68: تیسرا پیرا گراف، قصہ موسیٰ و فرعون کے تاریخی دلائل پر مشتمل ہے۔

فرعون اور آل فرعون کی ہلاکت سے اللہ تعالیٰ کی ﴿عزیزیت﴾ کا تاریخی ثبوت فراہم کیا گیا اور حضرت موسیٰؑ اور بنی اسرائیل کی نجات سے اللہ تعالیٰ کی ﴿رحیمیت﴾ ثابت ہو گئی۔
اللہ نے حضرت موسیٰؑ اور حضرت ہارونؑ دونوں کو حکم دیا کہ فرعون کے پاس جا کر کہہ دینا کہ ہم دونوں اللہ رب العالمین

کے پیامبر ہیں۔ ﴿فَاتَيْنَا فِرْعَوْنَ فَقُولَا إِنَّا رَسُولُ رَبِّ الْعَالَمِينَ﴾ (آیت: 16)
 فرعون نے پوچھا: رب العالمین کیا ہوتا ہے؟ ﴿قَالَ فِرْعَوْنُ وَمَا رَبُّ الْعَالَمِينَ﴾ (آیت: 23)
 حضرت موسیٰؑ نے اپنی تقریر جاری رکھی، لیکن فرعون نے اپنے درباہوں سے کہا کہ جو رسول تم لوگوں کی طرف بھیجا گیا ہے
 وہ تو پاگل ﴿بَجُنُونٍ﴾ ہے۔

﴿قَالَ إِنَّ رَسُولَكُمْ الَّذِي أُرْسِلَ إِلَيْكُمْ لَمَجْنُونٌ﴾ (آیت: 27)
 فرعون نے حضرت موسیٰؑ کو دمکی دی کہ اگر میرے سوا کسی کو ﴿إِلَٰه﴾ بناؤ گے تو میں تمہیں جیل بھجوادوں گا۔
 ﴿قَالَ لَيْسَ اتَّخَذْتُ إِلَٰهًا غَيْرِي لَا جُعَلَنَّاكَ مِنَ الْمُسْجُورِينَ﴾ (آیت: 29)
 فرعون نے درباریوں کو اپنی رائے دی کہ یہ ایک بڑا ماہر جادوگر ہے۔

﴿قَالَ لِلْمَلَآئِكَةِ إِنَّ هَذَا لَسُحُورٌ عَلِيمٌ﴾ (آیت: 34)
 یہ تم لوگوں کو اپنے جادو کے زور سے تمہاری سرزمین سے بے دخل کرنا چاہتا ہے۔ تمہاری کیا رائے ہے؟
 ﴿يُرِيدُ أَنْ يَمُخِّرَ بَكُمْ مِنْ أَرْضِكُمْ بِسِحْرِهِ فَمَاذَا تَأْمُرُونَ﴾ (آیت: 35)
 فرعون نے حضرت موسیٰؑ سے مقابلے کے لیے سارے شہروں سے جادوگر بلوائے۔ ایک دن مقرر ہوا۔ جادوگروں نے
 انعام کی ضمانت مانگی۔ فرعون نے نہ صرف انعام کی ضمانت دی بلکہ یہ بھی کہا کہ میں دربار میں تمہیں ﴿مُقَرَّب﴾ بنا کر
 رکھوں گا۔ ﴿قَالَ نَعَمْ وَإِنَّكُمْ إِذَا لَمِنَ الْمُقَرَّبِينَ﴾ (آیت: 42)

جادوگروں نے فرعون کے اقتدار و عزت کی قسم کھا کر اپنی لالچیاں اور رسیاں پھینکیں اور کہا کہ ہم غالب رہیں گے۔
 ﴿قَالُوا حَبَّالَهُمْ وَعِصِيَّتُهُمْ وَقَالُوا بِعِزَّةِ فِرْعَوْنَ إِنَّا لَنَحْنُ الْغَالِبُونَ﴾ (آیت: 44)
 لیکن حضرت موسیٰؑ کا عصا سانپ بن گیا اور ان کے سانپوں کو نگل گیا۔ فرعون کے بلوائے ہوئے جادوگر مسلمان ہو گئے۔
 ﴿قَالُوا آمَنَّا بِرَبِّ الْعَالَمِينَ رَبِّ مُوسَىٰ وَهَارُونَ﴾
 فرعون غضب ناک ہوا اور کہنے لگا: میری اجازت کے بغیر تم کس طرح ایمان لے آئے؟

﴿قَالَ آمَنْتُمْ لَهُ قَبْلَ أَنْ آذَنَ لَكُمْ﴾ وہ Freedom of Faith کا قائل نہ تھا۔
 پھر فرعون نے دمکی دی کہ یہ تم جادوگروں کی باہمی سازش تھی۔ تمہارے بڑے جادوگر موسیٰؑ نے تمہیں یہ جادو سکھایا ہے۔
 ﴿إِنَّهُ لَكَبِيرٌ كُفُّمُ الَّذِي عَلَّمَكُمُ السِّحْرَ﴾
 میں تمہارے ہاتھ پاؤں مخالف سمت سے کٹاؤں گا۔

﴿لَا قِطْعَنَ أَيْدِيكُمْ وَأَرْجُلَكُمْ مِنْ عِلَافٍ وَلَا صَلْبَنَكُمْ أَجْمَعِينَ﴾
 اور تم سب کو پھانسی پر لٹکاؤں گا۔

جادوگروں نے ثابت قدمی کا مظاہرہ کیا اور کہنے لگے: کوئی مسئلہ نہیں! ہمیں اپنے رب کی طرف ہی لوٹنا ہے۔
﴿قَالُوا لَا ضَيْرَ إِنَّا إِلَىٰ رَبِّنَا مُنْقَلِبُونَ﴾ (آیت: 47-50)۔

4- آیات 69-104: چوتھے پیرا گراف میں قصہ ابراہیمؑ بیان کر کے اللہ تعالیٰ کی دو (2) صفات ﴿عزیزیت﴾ اور ﴿رحمیت﴾ ثابت کی گئیں۔

حضرت ابراہیمؑ نے اپنے والد اور اپنی قوم سے مباحثہ کیا اور پوچھا کیا پوجتے ہو امورتیاں؟ سوال کیا، کیا یہ مورتیاں کان رکھتی ہیں؟ کیا نفع و نقصان کی قدرت رکھتی ہیں؟ (آیت 69-73)
جواب ملا: نہیں! لیکن باپ دادا کو اسی طرح پایا ہے۔

﴿قَالُوا بَلْ وَجَدْنَا آهَاءَنَا كَمَا لَكَ بِفَعْلُون﴾ (آیت: 74)۔
حضرت ابراہیمؑ نے ان بتوں کو اپنا دشمن قرار دیا ﴿لَيَأْتِيَنَّهُمْ عَذَابٌ لِّئِيَّ إِلَّا رَبَّ الْعَالَمِينَ﴾ (آیت: 77)۔
اللہ تعالیٰ کی صفات گنوائیں۔ میرا رب، خالق و ہادی ہے، مطعم ہے، ساتی ہے، شاف ہے، شفا دیتا ہے۔
﴿مُحْسِي﴾ اور ﴿مُؤْمِت﴾ ہے۔ اسی سے قیامت کے دن خطاؤں کی معافی کی امید رکھتا ہوں۔
حضرت ابراہیمؑ نے دعا کی: مجھے حکم عطا کر! اور صالحین کے ساتھ ملا دے!

بعد والوں میں سچی ناموری عطا کر! جنت کا وارث بنا! میرے والد کو معاف کر دے۔
﴿وَأَغْفِرْ لَّآبَائِي﴾ وہ گمراہ ہیں۔ قیامت کے دن رسوا نہ کرنا!
قیامت کے دن مال اور اولاد کام نہیں آئیں گے۔ ﴿يَوْمَ لَا يَنْفَعُ مَالٌ وَلَا بَنُونَ﴾ (آیت: 88)
قیامت کے دن عقیدہ توحید پر یکسو رہنے والا ﴿قَلْبٌ سَلِيمٌ﴾ ہی کام آئے گا۔
﴿إِلَّا مَنْ آتَى اللَّهَ بِقَلْبٍ سَلِيمٍ﴾ (آیت: 89)
اُس دن، جنت متقین کے قریب ہوگی اور دوزخ ﴿غَاوِينَ﴾ یعنی بیکے ہوؤں کے لیے کھول دی جائے گی۔

5- آیات 105-122: پانچویں پیرا گراف میں قصہ نوحؑ بیان کر کے اللہ تعالیٰ کی دو (2) صفات ﴿عزیزیت﴾ اور ﴿رحمیت﴾ ثابت کی گئیں۔

قوم نوحؑ مشرک تھی۔ پانچ (5) بتوں کی پوجا کیا کرتی تھی۔ سیاسی طور پر بڑی بااثر تھی۔

اُس نے حضرت نوحؑ کو سگسار کرنے کی دھمکی دی۔
﴿قَالُوا لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهِ يَنُوحَ لَتَكُونَنَّ مِنَ الْمَرْجُومِينَ﴾ (آیت: 116)
اللہ نے حضرت نوحؑ اور اُن کے ساتھیوں کو کشتی میں سوار کر کے نجات دی۔ یہ اللہ کی ﴿رحمیت﴾ تھی۔
﴿فَأَنجَيْنَاهُ وَمَنْ مَّعَهُ فِي الْفُلِّ الْمَشْحُونِ﴾ (آیت: 119)

اور بقیہ تمام کافروں کو غرق کر دیا۔

﴿ثُمَّ أَغْرَقْنَا بَعْدُ الْبَاقِينَ﴾ (آیت: 120)۔ یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ اللہ ﴿عزیز﴾ ہے۔

6- آیات 123 تا 140: چھٹے پیرا گراف میں قصہ قوم عاد اور حضرت ہودؑ بیان کر کے اللہ تعالیٰ کی دو (2) صفات ﴿عزیزیت﴾ اور ﴿رحمیت﴾ ثابت کی گئیں۔

قوم عاد بد عمل تھی۔ حضرت صالحؑ کی تکذیب کی، یعنی اُن کی تعلیمات کو جھٹلایا، چنانچہ ہلاک کی گئی۔
﴿فَكَذَّبُوهُ فَأَهْلَكْنَاهُمْ﴾ (آیت: 139)

7- آیات 141 تا 159: ساتویں پیرا گراف میں قصہ قوم ثمود اور حضرت صالحؑ بیان کر کے اللہ تعالیٰ کی دو (2) صفات ﴿عزیزیت﴾ اور ﴿رحمیت﴾ ثابت کی گئیں۔

قوم ثمود کے لیڈر ﴿مُسْرِف﴾ تھے۔ اختیارات میں حدود سے تجاوز کیا کرتے تھے۔ (Abuse of Power)
حضرت صالحؑ نے انہیں ان مفسد لیڈروں کی پیروی سے روکا۔

﴿وَلَا تُطِيعُوا أَمْرَ الْمُسْرِفِينَ﴾۔ لیکن انہوں نے ان کی بات نہ مانی۔ چنانچہ ہلاک کی گئی۔

8- آیات 160 تا 175: آٹھویں پیرا گراف میں قصہ قوم لوطؑ بیان کر کے اللہ تعالیٰ کی دو (2) صفات ﴿عزیزیت﴾ اور ﴿رحمیت﴾ ثابت کی گئیں۔

قوم لوطؑ نے رسولوں کو جھٹلایا۔ اللہ تعالیٰ نے نجات دی، بجز بڑھیا بیوی کے، لیکن ﴿مُنْذَرِينَ﴾ یعنی جن کو پہلے سے خبردار کر دیا گیا تھا، انہیں ہلاک کیا گیا تھا، اُن پر بڑی بارش برساتی گئی۔

9- آیات 176 تا 191: نویں پیرا گراف میں قصہ قوم شعیبؑ (اصحاب الایکہ) بیان کر کے اللہ تعالیٰ کی دو (2) صفات ﴿عزیزیت﴾ اور ﴿رحمیت﴾ ثابت کی گئیں۔

قوم شعیبؑ نے اپنے نبی پر الزام لگایا کہ یہ سحر زدہ اور آسیب زدہ ہیں۔ ﴿قَالُوا إِنَّمَا أَنْتَ مِنَ الْمُسَحَّرِينَ﴾
ان پر اعتراض تھا کہ یہ محض ہماری طرح کے بشر ہیں، رسول نہیں، بلکہ جھوٹے ہیں۔
﴿وَمَا أَنْتَ إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا وَإِنْ نَطْنُكَ لَمِنَ الْكَذِبِينَ﴾ (آیت: 186)
اس قوم کو بھی ہلاک کیا گیا۔

10- آیات 192 تا 227: دسواں اور آخری پیرا گراف اختتامیہ ہے۔ اس میں پہلے پیرا گراف کی طرح قرآن کا مزید تعارف ہے۔ رسول اللہ ﷺ کو ہدایات اور تسلی دی گئی اور قریش مکہ کو پچھلی قوموں کی طرح کے عذاب کی دھمکی دی گئی۔
(1) یہ (قرآن) ﴿رَبُّ الْعَالَمِينَ﴾ کی طرف سے نازل کیا گیا ہے ﴿وَأَنَّهُ لَئِنْ زَيْلُ رَبِّ الْعَالَمِينَ﴾۔

روح الامین اسے لے کر آئے ہیں ﴿نَزَلَ بِهِ الرُّوحُ الْأَمِينُ﴾ (آیت: 193)۔

وہی ﴿رَبُّ الْعَالَمِينَ﴾ ہے، جو ﴿عَزِيزٌ﴾ ہے، جس نے ماضی میں کئی ناشکری قوموں کو ہلاک کیا، وہی ﴿رَبُّ الْعَالَمِينَ﴾ ہے، جو ﴿رَحِيمٌ﴾ بھی ہے، جس نے اپنے پیغمبروں اور ان پر ایمان لانے والے شکر گزار بندوں کو بچالیا۔

(2) یہ قرآن کوئی شیطانی کلام نہیں ہے۔ ﴿وَمَا نَزَّلَتْ بِهِ الشَّيَاطِينُ﴾ (آیت: 210)۔ رسول اللہ ﷺ جیسی شخصیت پر کیسے اتر سکتے ہیں؟ ﴿هَلْ أُنَبِّئُكُمْ عَلَىٰ مَا نَزَّلَ الشَّيَاطِينُ﴾

(آیت: 221) شیاطین تو صرف ﴿الْكَاكِ﴾ جعل سازوں اور ﴿أَرْبَابٍ﴾ بدکار لوگوں پر صرف اترتے ہیں۔

(3) یہ قرآن شاعری بھی نہیں ہے، شاعر لوگ تو ہر وادی میں بھٹکتے ہیں، وہ کہتے ہیں، جو کرتے نہیں ﴿وَأَنَّهُمْ

يَقُولُونَ مَا لَا يَفْعَلُونَ﴾۔ (آیت: 226) رسول اللہ ﷺ جیسی شخصیت شاعر کیسے ہو سکتی ہے؟ وہ تو ﴿مُنْذِرٌ﴾ ہیں، یعنی خبردار کرنے والے ہیں۔ لہذا جلد سے جلد ایمان لے آؤ۔

(4) رسول اللہ ﷺ کو ہدایت دی گئی کہ آپ اپنے قریبی خاندان والوں کو خبردار کریں، ایمان لانے والوں پر شفقت کریں اور اللہ ہی پر توکل کریں، جو ﴿عَزِيزٌ﴾ اور ﴿رَحِيمٌ﴾ بھی ہے۔ (آیت: 214)

(5) ہلاکت اقوام کا ایک اصول بیان کیا گیا کہ ﴿مُنْذِرٌ﴾ خبردار کرنے والے رسولوں کی بعثت کے بغیر، تو میں ہلاک

نہیں کی جاتیں۔ ﴿وَمَا أَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍ إِلَّا لَهَا مُنْذِرُونَ﴾ (آیت: 208)۔

﴿مُنْذِرِينَ﴾ یعنی ڈرانے والے رسولوں کی بعثت کے بغیر، ہم نے کوئی بستی ہلاک نہیں کی۔“

(6) محمد ﷺ کو توحید دعا اختیار کرنے کا حکم دیا گیا۔ دعا میں شرک کرنے والے اللہ کے عذاب کے مستحق ہو جاتے ہیں۔

﴿فَلَا تَدْعُ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ فَتُكُونَ مِنَ الْمُعَذَّبِينَ﴾ (آیت: 213)

مرکزی مضمون

تمام انبیاء نے ﴿اللہ ربُّ الْعَالَمِينَ﴾ کی عبادت اور اپنی اطاعت کی دعوت دی۔ ارضی اور تاریخی دلائل کی روشنی میں، اللہ کو ﴿عَزِيزٌ﴾ اور ﴿رَحِيمٌ﴾ تسلیم کر کے، لوگوں کو قرآن کی دعوت جزا و سزا پر ایمان لانا چاہیے۔



FLOW CHART

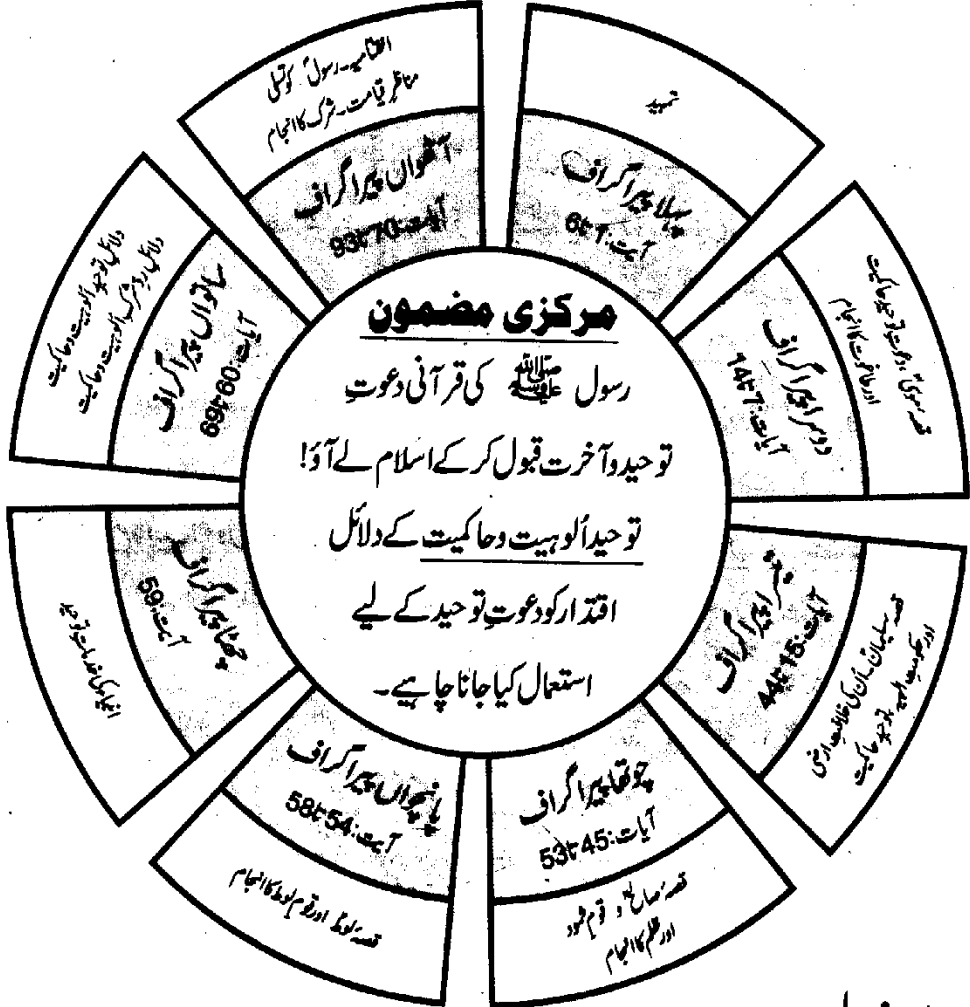
MACRO-STRUCTURE

ترتیبی نقشہ ربط

تظم جلی

27- سُورَةُ النَّمْلِ

آیات : 93..... مَكِّيَّةٌ پیرا گراف : 8



زمانہ نزول:

سورت ﴿النمل﴾، سورت ﴿الشعراء﴾ کے بعد رسول ﷺ کے قیام مکہ کے تیسرے دور (6 تا 10 نبوی) میں نازل ہوئی، جب شک و ریب کے ساتھ رسول ﷺ پر ﴿مَسَاحُو﴾ ہونے کا الزام عائد کیا جا رہا تھا اور جب مکہ کی بت پرست قریشی قیادت کو یمن کی سلطنت سبا کی ملکہ کے قبول اسلام سے عبرت حاصل کرنے کا مشورہ دیا گیا، جو اسلام لانے سے پہلے سورج کی پوجا کیا کرتی تھی۔

سورة النمل کا کتابی ربط

- 1- پہلی سورت ﴿الشعراء﴾ میں ہلاک شدہ قوموں کے منہی رویوں سے عبرت حاصل کرنے کا مشورہ تھا، جنہوں نے دعوت کو جھٹلا کر مسترد کر دیا تھا۔ یہاں سورۃ ﴿النمل﴾ میں تصویر کا دوسرا رخ ہے۔ یمن کی ملکہ نے دعوت کو قبول کر کے دنیا اور آخرت کی کامیابی حاصل کر لی۔ یہاں مثبت رویوں کو اپنانے کا مشورہ ہے۔
- 2- وہاں سورۃ ﴿الشعراء﴾ میں توحید اختیار اور توحید صفات ﴿عزیز و رحیم﴾ کا ذکر تھا، یہاں سورۃ ﴿النمل﴾ میں ﴿ءَالِهَۃٌ مَّعَ اللّٰهِ؟﴾ کے سوال کے ذریعے توحید الوہیت و حاکمیت کا تذکرہ ہے۔

اہم کلیدی الفاظ و مضامین

- 1- اس سورت میں آیت ترجیع ﴿ءَالِهَۃٌ مَّعَ اللّٰهِ؟﴾ پانچ (5) مرتبہ آئی ہے۔ شرک کی تردید کے لیے پانچ (5) مرتبہ سوال کیا گیا ہے ﴿ءَالِهَۃٌ مَّعَ اللّٰهِ؟﴾ ”کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور ﴿ءَالِهَۃٌ﴾ بھی الوہیت میں شریک ہے؟“۔ یہاں معبود حقیقی اللہ کے لیے ﴿ءَالِهَۃٌ﴾ کا لفظ، قدرت، طاقت، اختیار اور قوت کے لیے استعمال کیا گیا ہے۔
- آیت 60 میں زمین اور آسمان کی تخلیق کی طاقت و قدرت کی دلیل دی گئی اور بارش کے ذریعے نباتات اُگانے کی طاقت و قدرت کا ذکر کر کے سوال کیا گیا ﴿ءَالِهَۃٌ مَّعَ اللّٰهِ؟﴾۔ (آیت: 60)
- اگلی آیت 61 میں زمین کی تخلیق اور پھر اُس میں پہاڑوں اور نہروں کے نظام کی دلیل فراہم کر کے سوال کیا گیا ﴿ءَالِهَۃٌ مَّعَ اللّٰهِ؟﴾۔ اگلی آیت میں انسان کو اپنی ذات کے اندر غور کرنے کی دعوت دی گئی۔ اللہ تعالیٰ ہی بے قرار اور مضطر کی فریاد سنتا ہے، تکلیف دور کرتا ہے انسانوں کو خلیفہ اور جانشین بناتا ہے، پھر اللہ کے ساتھ کسی اور کو شریک کیوں کیا جاتا ہے؟ ﴿ءَالِهَۃٌ مَّعَ اللّٰهِ؟﴾۔ (آیت: 62) اگلی آیت میں یہ دلیل دی گئی کہ اللہ تعالیٰ ہی اندھیروں میں راستہ دکھانے کی قدرت رکھتا ہے۔ ہواؤں کو بھیجنے کی طاقت رکھتا ہے۔ پھر اللہ کے ساتھ کسی اور الہ کا عقیدہ کیوں اختیار کیا جاتا ہے؟ ﴿ءَالِهَۃٌ مَّعَ اللّٰهِ؟﴾ (آیت: 63)۔ اس سلسلے کی آخری اور پانچویں آیت میں بتایا گیا کہ اللہ ہی تخلیق کا آغاز کرتا ہے اور اُس کا اعادہ بھی کرے گا۔ وہی لوگوں کو رزق دیتا ہے۔ پھر اللہ کو چھوڑ کر ﴿مِّنْ دُونِ اللّٰهِ﴾ کو الوہیت، قدرت، طاقت، ربوبیت اور حاکمیت میں شریک کرنے کے لیے کوئی دلیل نہیں ہے۔
- ﴿ءَالِهَۃٌ مَّعَ اللّٰهِ؟﴾ (آیت: 64)۔

- 2- سورت النمل میں ﴿عرش﴾ یعنی تخت کا لفظ بھی چار (4) مرتبہ استعمال ہوا ہے۔

(a) ایک ملکہ سبا کا عرش (تخت) تھا ﴿وَلَهَا عَرْشٌ عَظِيمٌ﴾ (آیت: 23)۔

(b) لیکن ایک اللہ تعالیٰ خالق کائنات اور فرمان روائے کائنات کا عرش ہے، جس کے علاوہ کوئی ﴿إِلَهَ﴾ نہیں اور جو عرش عظیم کا مالک ہے

﴿إِلَهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ﴾ (آیت: 26)۔

3- ﴿عُلُو﴾ سورت النمل میں دو (2) قسم کی بالادستی ﴿عُلُو﴾ کا ذکر ہے۔

(a) حضرت سلیمانؑ نے یمن کی ملکہ کو خط لکھا: مجھ پر بالادستی ﴿عُلُو﴾ کی کوشش نہ کرنا۔ سیدھی طریقے سے مسلمان بن کر حاضر ہو جانا!

بیریاست کی قوت سے دعوت اسلام تھی۔ ﴿أَلَا تَعْلَمُونَ عَلَيَّ وَاتَّوْنِي مُسْلِمِينَ﴾ (آیت: 31)۔

(b) آل فرعون نے ظلم اور بالادستی ﴿عُلُو﴾ کے غرور میں حضرت موسیٰؑ کی دعوت کا انکار کیا۔

﴿وَجَعَلُوا بَيْنَهُمَا وَاسْتَفْقَنْتَهُمَا أَنْفُسُهُمْ ظُلْمًا وَعُلُوًّا﴾ (آیت: 14)

4- ﴿ظلم﴾ اس سورت میں قوم ثمود اور قوم فرعون کے مظالم کا ذکر ہے۔

(a) فرعون کی فاسق قوم نے اللہ کی آیات کا ظلم اور تکبر سے انکار کیا، حالانکہ ان کے دل اسلام پر مطمئن ہو چکے تھے۔

﴿وَجَعَلُوا بَيْنَهُمَا وَاسْتَفْقَنْتَهُمَا أَنْفُسُهُمْ ظُلْمًا وَعُلُوًّا﴾ (آیت: 14)۔

(b) قوم ثمود ایک ظالم قوم تھی، ان کے ظلم کے سبب ان کی بستیاں اوندھی کر دی گئیں۔

﴿فَنَزَلْنَاكَ بَرِئًا مِّنْهُم خَابِرَةً بِّمَا ظَلَمُوا﴾ (آیت: 52)

5- ﴿فساد﴾ اس سورت میں قوم ثمود کے نو (9) لیڈروں اور فرعون کے فساد کا تذکرہ ہے۔

(a) فرعون اور اس کے لشکر ﴿مفسد﴾ تھے۔ ان کے انجام سے عبرت حاصل کرنے کا حکم دیا گیا۔

﴿كَانَظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِينَ﴾ (آیت: 14)

(b) قوم ثمود کے نو (9) لیڈر بھی مفسد تھے، ان میں اصلاح کا کوئی جذبہ موجود نہ تھا۔

﴿وَكَانَ فِي الْمَدِينَةِ بَسْعَةٌ رَّهْبٌ يُفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ وَلَا يُصْلِحُونَ﴾ (آیت: 48)

6- ﴿قرآن﴾ قرآن کے تعاف کے سلسلے میں مندرجہ ذیل باتیں بتائی گئیں۔

(a) قرآن ایک واضح کتاب ہے۔

﴿طسَ يٰلِكَ الْإِنشَاقُ الْقُرْآنِ وَكِتَابٍ مُّبِينٍ﴾ (آیت: 1)

(b) دانا حکیم اور عظیم ہستی کی طرف سے محمد ﷺ پر قرآن نازل کیا گیا ہے۔

﴿وَأَنكَ لَنَلْقَى الْقُرْآنَ مِنْ لَّدُنْ حَكِيمٍ عَلِيمٍ﴾ (آیت: 6)

(c) قرآن بنی اسرائیل کے اختلافی مسائل میں صحیح اور بے لاگ بات بتاتا ہے۔

﴿إِنَّ هَذَا الْقُرْآنَ يَنْقُصُ عَلَىٰ بَنِي إِسْرَءِيلَ أَكْثَرَ الَّذِي هُمْ فِيهِ يَخْتَلِفُونَ﴾ (آیت: 76)

(d) اللہ کی ذات ہی قابل تعریف اور قابل شکر ہے، وہ بہت جلد ایسی علامات ظاہر کرے گا کہ مشرکین مکہ جان لیں گے۔

﴿وَقُلِ الْحَمْدُ لِلَّهِ سِيرَتُكُمْ إِلَيْهِ فَتَعْرِفُونَهَا﴾ (آیت: 93)

7- ﴿اسلام﴾ اسلام کے سلسلے میں سورۃ النمل کی چار (4) باتوں پر غور فرمائیے۔

(a) حضرت سلیمانؑ نے ملکہ سبا اور اہل سبا کو مدد دی۔ مجھ پر اپنی بڑائی نہ جماؤ۔ سیدھے طریقے سے مسلم بن کر

حاضر ہو جاؤ۔ ﴿أَلَا تَعْلَمُونَ عَلَيَّ وَأَتُونَنِي مُسْلِمِينَ﴾ (آیت: 31)

(b) ملکہ سبا نے اسلام کا اقرار کر لیا اور حضرت سلیمانؑ کے ساتھ، کائنات کے رب کے آگے جھک گئی۔

﴿وَأَسْلَمْتُ مَعَ سُلَيْمَانَ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ﴾ (آیت: 44)

(c) جو لوگ اللہ کی آیات کو توجہ سے سنتے ہیں، وہی ﴿مُسْلِمِينَ﴾ یعنی فرمان بردار ہوتے ہیں۔

﴿إِنْ تَسْمَعُ إِلَّا مَنْ يُؤْمِنُ بِآيَاتِنَا فَهُمْ مُسْلِمُونَ﴾ (آیت: 81)

(d) رسول اللہ ﷺ کی زبان سے اعلان کرایا گیا کہ مجھے تو ﴿مُسْلِمِينَ﴾ یعنی فرماں برداروں ہی میں شامل ہونے کا حکم دیا گیا ہے۔

﴿وَأُمِرْتُ أَنْ أَكُونَ مِنَ الْمُسْلِمِينَ﴾ (آیت: 91)

سورة النمل کا نظم جلی

سورة ﴿النمل﴾ آٹھ (8) پیرا گرافوں پر مشتمل ہے۔

1- آیات 1 تا 6: پہلا پیرا گراف تمہید (Introduction) ہے۔ اس میں مؤمنین اور کافرین کی صفات بیان کر کے ﴿قرآن کا تعارف﴾ پیش کیا گیا ہے۔

طس، یہ قرآن اور کتاب مبین کی آیات ہیں۔ مؤمنین کے لیے ہدایت اور بشارت ہے۔

﴿هُدًى وَبُشْرَىٰ لِلْمُؤْمِنِينَ﴾ (آیت: 2) مؤمنین نماز قائم کرتے ہیں، زکوٰۃ دیتے ہیں، آخرت پر یقین

رکھتے ہیں۔ آخرت کو نہ ماننے والوں کے لیے، ان کے اعمال کو خوش نمایا دیا گیا ہے۔ اندھے ہیں، پٹکے پھرتے

ہیں۔ ﴿إِنَّ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ زَيَّنَّا لَهُمْ أَعْمَالَهُمْ فَهُمْ يَعْمَهُونَ﴾ (آیت: 4)

ان کے لیے بری سزا ہے۔ آخرت کا خسارہ ہے۔

رسول اللہ ﷺ کو بتایا گیا کہ آپ ﷺ یہ قرآن عظیم و حکیم ہستی کی طرف سے پارہے ہیں۔

﴿وَأَنَّكَ لَكُلِّقَى الْقُرْآنِ مِنْ لَدُنْ حَكِيمٍ عَلِيمٍ﴾ (آیت: 6)

2- آیات 14 تا 7: دوسرے ہیرا گراف میں قصہ موٹی بیان کیا گیا ہے، دعوتِ توحیدِ حاکمیت دی گئی ہے اور طاغوت کے انجام سے خبردار کیا گیا ہے۔

حضرت موٹی نے اپنے گھر والوں سے کہا: مجھے آگ نظر آئی ہے۔ کوئی خبر یا آگ لاتا ہوں، تاکہ تم لوگ گرم ہو سکو۔

وہاں پہنچے تو آواز آئی: مبارک ہے وہ شخص! جو اس آگ میں ہے اور جو اس کے ارد گرد ہیں۔ (آیت: 8)

”میں اللہ ہوں، زبردست اور دانا“۔ لاشی پھینکو۔ وہ سانپ بن گئی۔ حضرت موٹی بھاگے اور مڑ کر نہ دیکھا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿لَا تَخَفْ، إِنِّي لَا أَخَافُ لَدَى الْمُعْزِلُونَ﴾ (آیت: 10)

ڈرو نہیں! میرے پاس پیغمبر نہیں گھبراتے، الایہ کہ کسی نے قصور کیا ہو۔ جیب میں ہاتھ داخل کرو! چمکتا ہوا نکلے گا۔ (نو: 9) نشانیاں عطا فرمائیں۔

فرعون اور اس کی فاسق قوم کی طرف (نو: 9) آیات کے ساتھ جانے کا حکم دیا گیا۔

آل فرعون نے کھلی کھلی نشانوں کو جادو کہا۔ ظلم اور غرور سے انکار کیا، حالانکہ دل قائل ہو چکے تھے۔

﴿وَجَعَلُوا بِهَا أَسْتَيْقِنَتْهَا أَنْفُسُهُمْ ظُلْمًا وَعُلُوًّا﴾

یہ مفسد قوم تمہیں وہ برے انجام سے دوچار ہوئی۔ ﴿لَنَنْظُرَ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِينَ﴾ (آیت: 14)

3- آیات 15 تا 44: تیسرے ہیرا گراف میں حضرت سلیمان کی خلافتِ ارضی اور اُن کی حکومتِ الہیہ، توحیدِ حاکمیت اور اُن کے جذبہ تبلیغِ اسلام پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤدؑ اور حضرت سلیمانؑ کو علم دیا۔ دونوں نے اس فضیلت پر شکر ادا کیا۔ حضرت داؤدؑ کے

وارث حضرت سلیمانؑ ہوئے۔ انہیں پرندوں کی بولیاں سکھائی گئیں۔ ہر طرح کی چیزیں عطا کی گئیں۔

حضرت سلیمانؑ کے لیے جن، انسان اور پرندوں کے لشکر جمع کیے گئے اور وہ ضبط میں رکھے جاتے تھے۔

﴿وَحُشِرَ لِسُلَيْمَانَ جُنُودُهُ مِنَ الْجِنِّ وَالْإِنسِ وَالطَّيْرِ لَهُمْ مَوْزِعُونَ﴾ (آیت: 17)

ایک دن کوچ کر رہے تھے۔ چوٹی کی بل پر پہنچے۔ ایک چوٹی ﴿نَمْلَةٍ﴾ نے باقی چوٹیوں سے کہا: بل میں کس

جاؤ! کہیں سلیمانؑ کے لشکر تمہیں کچل نہ دیں!

حضرت سلیمانؑ مسکرائے اور کہا: اے اللہ! مجھے قابو میں رکھ! ﴿رَبِّ أَوْزِعْنِي﴾ تاکہ تیرے احسان کا شکر ادا کرتا

رہوں جو مجھ پر اور میرے والدین پر ہوا۔ ایسا عمل کروں، جو تجھے منظور ہو

﴿أَنْ أَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِي أَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلَى وَالِدَيَّ وَأَنْ أَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضَاهُ﴾

دعا فرمائی کہ اپنی رحمت سے صالحین میں شامل فرما!

﴿وَأَذِّنْ لِي فِي رَحْمَتِكَ فَيُعْبَادِكَ الصَّالِحِينَ﴾ (آیت: 19)

حضرت سلیمانؑ نے پرندوں کا جائزہ لیا۔ ایک جاسوس ﴿هُدْهُ﴾ کو غائب پایا۔ فرمایا: میں اس کو سخت سزا دوں گا۔ اگر معقول وجہ نہ بتائی تو ذبح کر دوں گا۔

ہد ہد نے کہا: میں نے (یعنی کی) قوم سہا کے متعلق، وہ معلومات حاصل کی ہیں، جو آپ کے علم میں نہیں (حضرت سلیمانؑ کے پاس بھی علم غیب نہ تھا) ہد ہد نے بتایا کہ وہاں ایک عورت حکمران ہے۔ ہر قسم کے سروسامان اور تخت ﴿عرش عظیم﴾ کی مالک ہے، وہ اور اس کی قوم سورج کو سجدہ کرتی ہے اور راہ سے ہٹکی ہوئی ہے اور عرش عظیم تو اللہ کا ہے۔

﴿وَجَدْتُهَا وَكَوْمَهَا يَسْجُدُونَ لِلشَّمْسِ مِنْ دُونِ اللَّهِ﴾ (آیت: 24)

درحقیقت عرش عظیم کا مالک تو اللہ تعالیٰ ہے، جس کے سوا کوئی ﴿إِلَه﴾ نہیں۔

﴿إِنَّ اللَّهَ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ﴾ (آیت: 26)

حضرت سلیمانؑ نے ہد ہد سے کہا: دیکھتے ہیں کہ تم نے سچ کہا یا نہیں (یعنی دوسرے ذرائع سے تصدیق کرتے ہیں)۔ یہ میرا خط لے جاؤ! انجان طریقے سے ڈال دو! پھر اُن کا رد عمل دیکھو۔ خط میں اسلام قبول کرنے کی دعوت تھی

”یہ خط سلیمانؑ کی طرف سے ہے۔ ﴿بِسْمِ اللَّهِ﴾ سے آغاز ہوا۔

﴿إِنَّهُ مِنْ مُسْلِمٍ وَإِنَّهُ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ﴾ (آیت: 30)

”مجھ پر بالادستی ﴿عُلُو﴾ نہ جتاؤ اور مسلم ہو کر حاضر ہو جاؤ!

﴿أَلَا تَعْلَمُونَ عَلَيَّ وَاتَّوَلَّيْتُ مُسْلِمِينَ﴾ (آیت: 31)

ملکہ سہانے سرداران قوم سے مشورہ مانگا، انہوں نے کہا: ہم طاقتور ہیں لیکن فیصلہ آپ کے ہاتھ میں ہے ملکہ نے کہا: بادشاہ جب کسی ملک میں گھس آتے ہیں تو اسے خراب کرتے ہیں اور عزت والوں کو ذلیل کرتے ہیں۔

میں ایک تحفہ ﴿ہدیہ﴾ بھیج کر دیکھتی ہوں۔

حضرت سلیمانؑ نے کہا: مال سے میری مدد کرنا چاہتی ہو؟ ﴿أَتُمَلِّدُونَنِي بِمَالٍ﴾ (آیت: 35)

میرے پاس اللہ کا دیا بہت ہے۔

﴿لَمَّا أَنْنِي اللَّهُ خَيْرٌ مِمَّا آتَاكُمْ﴾ (آیت: 36)

تمہارا تحفہ ﴿ہدیہ﴾ تمہیں مبارک ہو۔

﴿بَلْ أَنْتُمْ بِهَدَايَتِكُمْ تَفْرَحُونَ﴾ (آیت: 36)

یہ تحفہ واپس کرو، حضرت سلیمانؑ نے دھمکی دی۔ ہم ایسے لشکر لے آئیں گے، جس کا وہ مقابلہ نہیں کر سکیں گے۔

﴿وَأَرْجِعْ إِلَيْهِمْ فَلَنَأَيِسَنَّهُمْ بِجُنُودٍ لَّا قِبَلَ لَهُمْ بِهَا﴾

﴿وَلَنُخْرِجَنَّهُمْ مِنْهَا أَذِلَّةً وَهُمْ صَاغِرُونَ﴾ (آیت: 37)

دربار یوں سے پوچھا: کون ملکہ سبا کا تخت لاتا ہے؟ ایک عفریت جن نے کہا: میں قوی اور امین ہوں۔ اس سے پہلے کہ آپ اپنی جگہ سے اٹھیں، میں اسے لاسکتا ہوں۔

﴿قَالَ عِفْرِيتٌ مِّنَ الْجِنِّ أَنَا رَبُّكَ بِمَا قَبْلَ أَنْ تَقُومَ مِنْ مَّقَامِكَ وَذَلَّنِي عَلَيْهِ لَقَوِيَّ أَمِينٌ﴾ (آیت: 39)

لیکن ایک دوسرے صاحب علم کتاب (عفریت جن) نے کہا: میں ہلک جھپکنے سے پہلے لے آتا ہوں۔

﴿قَالَ الَّذِي عِنْدَهُ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتَابِ أَنَا رَبُّكَ بِمَا قَبْلَ أَنْ يَرْتَدَّ إِلَيْكَ طَرْفُكَ﴾

﴿عرش﴾ یعنی تخت یمن سے فوراً فلسطین لایا گیا۔ حضرت سلیمانؑ نے اللہ کا شکر ادا کیا اور فرمایا: یہ میرے لیے شکر، اور

ناشکری کا امتحان ہے۔ ﴿هَذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّي لِيَبْلُوَنِي أَأَشْكُرُ أَمْ أَكْفُرُ﴾ (آیت: 40)

ملکہ سبا یمن سے فلسطین آئی۔ حضرت سلیمانؑ کے محل میں داخل ہوئی۔ ششے کے فرش کو پانی کا حوض سمجھ کر پانی چڑھا

لیئے۔ بالآخر سورج کی پرشش کرنے والی یہ ملکہ سبا اپنے شرک و ظلم کا اقرار کر کے مسلمان ہو جاتی ہے۔

﴿قَالَتْ رَبِّ إِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي وَأَسْلَمْتُ مَعَ سُلَيْمَانَ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ﴾ (آیت: 44)

4- آیات 45 تا 53: چوتھے پیرا گراف میں حضرت صالحؑ اور ان کی قوم ثمود کا تذکرہ ہے اور ان کے ظلم کے انجام پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

قوم ثمود کے پاس حضرت صالحؑ بھیجے گئے۔ دعوتِ توحید دی۔ اختلاف ہوا۔ دو گروہ بن گئے۔

حضرت صالحؑ نے کہا: استغفار کیوں نہیں کرتے؟ رحم ہوگا۔ جواب ملا: ہم نے تم کو بدھگوئی کا نشان پایا ہے۔

اس شہر میں نو (9) جھتے دار فساد لیڈر تھے، جنہیں اصلاح سے کوئی دلچسپی نہ تھی۔

﴿وَكَانَ فِي الْمَدِينَةِ تِسْعَةُ رَهْطٍ يُفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ وَلَا يُصْلِحُونَ﴾ (آیت: 48)

انہوں نے باہم قسم کھائی کہ حضرت صالحؑ اور ان کے گھروالوں پر شب خون ماریں گے۔ ان کے وارثوں سے کہہ دیں

گے ہم موقعہ واردات پر موجود نہ تھے۔ انہوں نے چال چلی، لیکن اللہ کی چال اپنی ہوتی ہے۔ سب کو تباہ کر دیا۔ انہیں

عبرت کا نشان بنا دیا۔ ﴿وَمَكْرُؤًا مَّكْرًا وَمَكْرُؤًا مَّكْرًا وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ﴾ (آیت: 50)

قوم ثمود کو ہلاک کر دیا گیا اور حضرت صالحؑ اور اہل ایمان متعین کو بچا لیا گیا۔

5- آیات 54 تا 58: پانچویں پیرا گراف میں حضرت لوطؑ کی قوم کی بد اعمالیوں اور ان کی ہلاکت کا ذکر ہے۔

حضرت لوطؑ نے اپنی قوم کو فحاشی اور بدکاری سے روکا۔ عورتوں کے بجائے، مردوں سے شہوت رانی پر گرفت کی، لیکن

قوم لوطؑ نے حضرت لوطؑ اور ان پر ایمان لانے والے مسلمانوں کو جلا وطنی (Deportation) کا حکم دیا۔

”لوٹ اور اس کے گھروالوں کو بستی سے نکال دو! یہ بڑے پاکباز بنتے ہیں۔“

﴿اٰخِرُ جُوْا اِلٰی لُوْطٍ مِّنْ قَرْیَتِکُمْ﴾ (آیت: 56)۔

اور حضرت لوٹ پر پاکبازی کی بھتی کسی۔ اِنَّهُمْ اَنَاسٌ ”یَنْتَطِفِرُوْنَ“ (آیت: 56)

اللہ نے حضرت لوٹ اور ان کے گھروالوں کو بچالیا۔ بدکاروں پر مٹی کے پتھروں کی بارش کی گئی۔

6- آیت 59: چھپے پیرا گراف میں انبیاء کی خدمات توحید کی تعریف کر کے انہیں خراج تحسین پیش کیا گیا ہے۔

دعوت توحید کو عام کرنے میں اُن کی خدمات بے مثال ہیں۔

﴿قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَمَلَمَّ“ عَلٰی عِبَادِهِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی ؕ وَاللّٰهُ خَبِیْرٌ“ اَمَّا یُشْرِکُوْنَ﴾

(آیت: 59)۔

ان میں پہلے توحید حمد کا ذکر ہے پھر اوپر ذکر کردہ حضرت موسیٰ، حضرت دواؤد و سلیمان، حضرت صالح اور حضرت

لوٹ جیسے منتخب بندوں ﴿عِبَادِهِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی﴾ کو خراج تحسین ہے۔

آخر میں مشرکوں کے ضمیر کو بیدار کرنے کے لیے سوال کیا گیا۔ کیا اللہ بہتر ہے؟ یا نام نہاد معبود اور شریک؟ (آیت: 59)

یہی مضمون سورۃ الصافات کی آخری آیات میں بیان ہوا ہے، جو اُس سورت کا خلاصہ بھی ہے۔

7- آیات 60 تا 69: ساتویں پیرا گراف میں دلائل توحید اُلوہیت و حاکمیت ہیں اور دلائل ردِ شرک اُلوہیت و حاکمیت ہیں

قدرت، طاقت، ربوبیت اور اختیار کی دلیلیں فراہم کرنے کے بعد، پانچ (5) مرتبہ یہ سوال کیا گیا کہ کیا اللہ کے

ساتھ کوئی اور ہستی بھی اُلوہیت میں شریک ہے؟ ﴿ہَآءِ اِلٰہٌ مَّعَ اللّٰهِ؟﴾۔ اس طرح شرک اُلوہیت، شرک حاکمیت،

شرک اختیار، شرک ربوبیت وغیرہ کی دلیلوں سے تردید کی گئی۔

مشرکین کو صاف صاف خبردار کر دیا گیا کہ آخرت کا علم اُن سے کھو گیا ہے، اسی لیے وہ شک کے اندھیروں میں بھٹک

رہے ہیں۔ اسی لیے وہ ایسے سوال کرتے ہیں کہ ہم اور ہمارے باپ دادا قبروں سے کس طرح اُٹھائے جائیں گے۔ یہ

آخرت کو افسانہ قرار دیتے ہیں۔

﴿بَلِ اٰذْرٰکَ عَلٰیہُمْ فِی الْاٰخِرَةِ بَلٌ هُمۡ فِیۡ شَکٍّ مِّنْہَا بَلٌ هُمۡ مِّنْہَا عَمُوْنَ﴾ (آیت: 66)

مشرکین کو دھمکی دی گئی کہ اللہ تعالیٰ انہیں بھی بھجلی قوموں کے بحرین کی طرح ہلاک کر سکتا ہے۔

8- آیات 70 تا 93: آٹھویں اور آخری پیرا گراف اختتامیہ ہے۔ رسول ﷺ کو تسلی دے کر مناظر قیامت بیان کیے

گئے ہیں اور شرک کے انجام سے خبردار کیا گیا ہے۔

رسول اللہ ﷺ کو تسلی دی گئی ہے کہ مشرکین مکہ کی سازشوں سے دل گرفتہ ہونے کی کوئی ضرورت نہیں۔

﴿وَلَا تَحْزَنْ عَلَیْہُمْ وَلَا تَكُنْ فِیۡ ضَیِّقٍ مِّمَّا یَمْکُرُوْنَ﴾ (آیت: 70)

وعدے کا دن کب ہے؟ شاید فریب ہو۔

تمہارا رب فضل فرمانے والا ہے۔ لیکن اکثر لوگ شکر ادا نہیں کرتے۔

اللہ دلوں کے حال سے واقف ہے۔ ہر چیز کتاب میں درج ہو رہی ہے۔

آخری کتاب قرآن کے بارے میں یہ انکشاف کیا گیا کہ یہ بنی اسرائیل کے اختلافی مسائل کے بارے میں صحیح موقف بیان کرتی ہے۔

﴿إِنَّ هَذَا الْقُرْآنَ يَنْقُضُ عَلَىٰ بَنِي إِسْرَآءَ بَلَّ أَكْثَرُ الَّذِي هُمْ فِيهِ يَخْتَلِفُونَ﴾ (آیت: 76)
مؤمنین کے لیے قرآن، ہدایت اور رحمت ہے۔

﴿وَأَنَّهُ لَهْدَىٰ وَرَحْمَةً لِّلْمُؤْمِنِينَ﴾ (آیت: 77)

رسول اللہ ﷺ کو اللہ پر ہی بھروسہ اور توکل کرنے کا حکم دیا گیا کہ مشرکین دعوت قرآن کے سلسلے میں مردہ ہیں، بہرے ہیں، اندھے ہیں۔ ظاہر ہے آپ ﷺ مردوں کو نہیں سنا سکتے، بھاگنے والے بہروں کو نہیں سنا سکتے، نہ اندھوں کو راستہ دکھا سکتے ہیں۔ ہاں اہل ایمان فرماں برداروں کو قرآن سنا سکتے ہیں، جو اس آخری ہدایت پر توجہ دینے کے لیے تیار ہیں۔

یہاں قرب قیامت کی تیسری نشانی بتائی گئی: (پہلی نشانی حضرت عیسیٰؑ کا نزول، دوسری نشانی یا جوج ماجوج کا ظہور ہے) جب قیامت واقع ہوگی تو اللہ تعالیٰ زمین سے ایک ایسا ﴿ذَابَّةٌ﴾ یعنی جانور پیدا کرے گا، جو لوگوں سے بات چیت کرے گا۔

﴿وَإِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ أَخْرَجْنَا لَهُمْ دَابَّةً مِّنَ الْأَرْضِ تُكَلِّمُهُمْ﴾ (آیت: 82)
قیامت کے دن، آیات کی تکذیب کرنے والوں کو، فوج در فوج منکلم طور پر گھیر لیا جائے گا۔

قیامت کے دن سب سے پہلے ایک صور پھونکا جائے گا، جو زمین و آسمان کے مکینوں پر گھبراہٹ طاری کر دے گا۔ ﴿وَيَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّورِ نَفْخَةٌ مِّنْ فِي السَّمَوَاتِ وَمِنْ فِي الْأَرْضِ﴾ (آیت: 87)
کافراوندھے منہ آگ میں جھونکے جائیں گے اور نیک لوگ قیامت کے دن ہر قسم کی گھبراہٹ سے محفوظ ہوں گے۔
سورت کے آخر میں رسول اللہ ﷺ کو مندرجہ ذیل باتوں کے اعلان کا حکم دیا گیا۔

(a) مجھے ہلہ حرام کے رب کی بندگی کا حکم دیا گیا ہے۔

(b) مجھے مسلم بننے کا حکم دیا گیا ہے۔ (آیات: 91: 92)

(c) اے محمد ﷺ! قرآن سناتے جائیے! (آیات: 91: 92)

(d) میں تو صرف خبردار کرنے والا ہوں! اسی کی حمد ہے! (آیت: 93)

(e) جلد اللہ تعالیٰ ایسی علامات ظاہر کرے گا کہ لوگ حق کی معرفت حاصل کر لیں گے۔

﴿سَيُرِيكُمْ آيَاتِهِ فَتَعْرِفُونَهَا﴾

کافروں کو دھمکی دی گئی کہ اللہ تعالیٰ ان کے کرتوتوں سے بے خبر نہیں ہے۔

﴿وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ﴾ (آیت: 93)

مرکزی مضمون

توحید ﴿الوہیت﴾ اور ﴿توحید حاکیت﴾ کے دلائل فراہم کر دیئے گئے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کی قرآنی دعوت توحید و آخرت قبول کر کے اسلام لانا چاہیے۔ اقتدار کو دعوت توحید کے لیے استعمال کیا جانا چاہیے۔



FLOW CHART

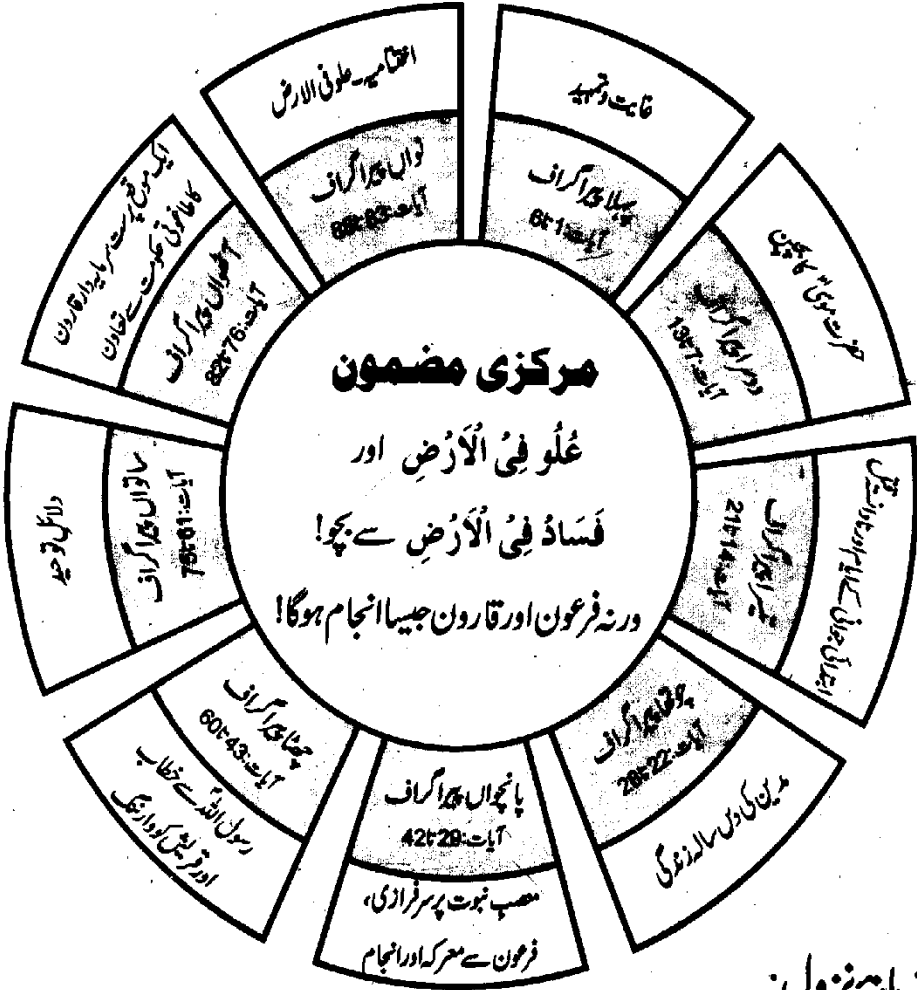
MACRO-STRUCTURE

ترتیبی نقشہ ربط

تظم جلی

28- سُورَةُ الْقَصَصِ

آیات : 88..... مکیہ..... پیرا گراف : 9



زمانہ نزول:

- 1- سورت ﴿الْقَصَصِ﴾، سورت ﴿الشُّعَرَاءِ﴾ اور سورت ﴿النَّمْلِ﴾ کے بعد، رسول ﷺ کے قیام مکہ کے تیسرے دور (6 تا 10 نبوی) میں نازل ہوئی، جب قریشی قیادت کو فرعون، ہامان اور قارون کے انجام سے عبرت حاصل کرنے کا مشورہ اور رسول اللہ ﷺ کو قریش کے مجرمین کا مددگار بننے سے روک دیا گیا۔
- 2- آیت: 56 ﴿إِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ﴾ رجب 10 نبوی میں، حضرت ابوطالب کے انتقال کے موقع پر نازل ہوئی۔

سورة الْقَصَص کا کتابی ربط

پچھلی سورت ﴿النمل﴾ میں دعوتِ توحید کے سلسلے میں ملکہ سبا کے ثبت روپیوں کا ذکر تھا، سورج کی پوجا کرنے والی ملکہ نے اسلام قبول کر لیا یہاں سورۃ ﴿القصاص﴾ میں فرعون، ہامان ان دونوں کے لشکروں اور قارون کے منی روپیوں کا ذکر ہے، ان سب کو عبرت بنا کر ہلاک کر دیا گیا۔

اہم کلیدی الفاظ اور مضامین

1- ﴿عُلُوِّ فِي الْأَرْضِ﴾ اس سورت کا مرکزی مضمون ہے اور قرآن مجید کی ایک خاص اصطلاح ہے، جو تکبر حکمرانوں اور آدمیوں کے لیے مخصوص ہے۔ یہ لوگ خوفِ خدا اور قانونِ خدا سے بے نیاز ہو کر اللہ کے اختیارات اپنے ہاتھ میں لے کر زمین پر خود خدا بننے کی ناکام کوشش کرتے ہیں۔

(a) سورت کے آغاز ہی میں فرعون کے خلاف فردِ جرم عائد کرتے ہوئے اُسے ﴿عُلُوِّ فِي الْأَرْضِ﴾ کا مجرم قرار دیا گیا۔ ﴿إِنَّ فِرْعَوْنَ عَلَا فِي الْأَرْضِ﴾ (آیت: 4)

(b) سورت کے اختتام پر یہ بتایا گیا کہ ﴿عُلُوِّ فِي الْأَرْضِ﴾ کے جرم کے سبب ہی یہ دنیا میں ہلاک کیا گیا اور آخرت میں جنت کے گھر سے بھی محروم رہے گا۔

﴿يَلِكِ الدَّارُ الْآخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِينَ لَا يُرِيدُونَ عُلُوًّا فِي الْأَرْضِ وَلَا فَسَادًا وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ﴾ (آیت: 83)

(c) اس آیت میں ﴿الْمُتَّقِينَ﴾ کا ایک خاص مطلب ہے۔ یہاں وہ حکمران مقصود ہیں، جو اللہ کے ﴿خلیفہ﴾ بن کر اللہ کے قانون کے ماتحت حدود و قیود میں رہتے ہوئے اور اللہ کی نافرمانی سے بچتے ہوئے اپنے اختیارات کو استعمال کرتے ہیں اور اختیارات کے ناجائز استعمال (Abuse of Power) اور فساد سے بچتے ہیں۔

(d) اس سورت میں ﴿عُلُوِّ فِي الْأَرْضِ﴾ ابتدا میں بھی آیا ہے اور اختتام پر بھی۔ یہ قرآن مجید کی اکثر سورتوں کا ایک خاص اسلوب ہے۔ ابتدا میں مقدمہ بیان کیا جاتا ہے، درمیان میں تفصیل ہوتی ہے اور آخر میں مقدمے کا اعادہ (Re-cap) کیا جاتا ہے۔

2- ﴿اسْتِكْبَارِ فِي الْأَرْضِ﴾ بھی قرآن کی ایک خاص اصطلاح ہے۔ یہ سرکش اور طاغی افراد اور اُن کے باطن کا وہ رویہ ہے، جو اُن کے باطن سے ہو کر خارج ﴿الارض﴾ پر اثر انداز ہوتا ہے۔

”فرعون اور اُس کے لشکروں نے زمین پر ناحق تکبر سے کام لیا۔“

﴿وَأَسْتَكْبَرُوا وَجُنُودُهُ فِي الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ﴾ (آیت: 39)

یہاں ﴿جُنُودٌ﴾ کا لفظ بھی قابلِ توجہ ہے، یہ ﴿اعکبار﴾ انفرادی نہیں تھا، بلکہ پوری فوج اور اس کے اہم ترین کمانڈروں کی اجتماعی ذہنیت تھی۔ فوجی اور عسکری قوت کا نشر انسان کو دوسرے لوگوں کی تذلیل پر اکساتا ہے۔

3- فرعون اور اس کے عسکری اور سیاسی معاونین ﴿مَصَلًا﴾ کو قرآن نے ﴿فاسق﴾ یعنی بدکار، بد عمل اور نافرمان کہا ہے۔ ﴿إِنَّهُمْ كَانُوا قَوْمًا فَاسِقِينَ﴾ (آیت: 32)

4- سورت القصاص میں دو (2) قسم کی قیادت اور امامت (Leadership) کا فرق واضح کیا گیا ہے۔ امام کی جمع ﴿اِئِمَّةٌ﴾ ہے، امام اور لیڈر جتنی بھی ہو سکتے ہیں اور دوزخی بھی۔

(a) حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون کی قیادت ایک صالح قیادت تھی۔ اللہ تعالیٰ چاہتا تھا کہ بنی اسرائیل کے ان ضعیف مظلوموں پر احسان کرے اور انہیں دنیا میں امام ﴿اِئِمَّةٌ﴾ اور وارث بنائے۔ چنانچہ آیت: 5 میں کہا گیا: ﴿وَنُرِيدُ أَنْ نَمُنَّ عَلَى الَّذِينَ اسْتُضِعُوا فِي الْأَرْضِ وَنَجْعَلَهُمْ اِئِمَّةً وَنَجْعَلَهُمُ الْوَارِثِينَ﴾

(b) اس کے برخلاف فرعون کی امامت اور قیادت لوگوں کو 'دوزخ کی طرف دعوت دینے والی' فاسق اور بد عمل امامت تھی۔ ان کے تکبر کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ایسا لیڈر بنادیا، جو دوزخ کی آگ کی طرف دعوت دیتے تھے۔ ﴿وَجَعَلْنَاهُمْ اِئِمَّةً يَدْعُونَ إِلَى النَّارِ﴾ (آیت: 41)۔

5- سورت القصاص میں ﴿جُنُودٌ﴾ اور ﴿جُنُودُهُمَا﴾ کے الفاظ دو دو بار استعمال کیے گئے ہیں۔ ﴿جُنُودُهُمَا﴾ کے لفظ سے ظاہر ہوتا ہے کہ فوج کی کمان دو (2) کمانڈروں کے ہاتھ میں تھی۔ فرعون کی حیثیت غالباً صدر اور آرمی چیف کی سی تھی اور ہامان کی حیثیت وزیر اعظم، وزیر دفاع یا ڈپٹی آرمی چیف کی سی تھی۔

(a) اللہ تعالیٰ چاہتا تھا کہ فرعون اور ہامان دونوں کے لشکروں ﴿جُنُودُهُمَا﴾ کو وہ انجام دکھا دے، جس کا خود انہیں اندیشہ تھا۔ ﴿وَلْيُرَىٰ فِرْعَوْنُ وَهَامَنْ وَجُنُودُهُمَا مِنْهُمْ مَا كَانُوا يَحْذَرُونَ﴾ (آیت: 6)۔

(b) اللہ تعالیٰ نے فرعون اور ہامان دونوں کے لشکروں ﴿جُنُودُهُمَا﴾ کو ﴿خَطِرِينَ﴾ یعنی خطا کار کہا۔ "یقیناً فرعون، ہامان اور ان دونوں کے ماتحت فوجیں خطا کار تھیں۔" ﴿إِنَّ فِرْعَوْنَ وَهَامَنْ وَجُنُودَهُمَا كَانُوا خَاطِرِينَ﴾

(c) فرعون اور اس کی پوری فوج نے بلا کسی استحقاق کے زمین پر تکبر کا مظاہرہ کیا۔ ﴿وَاسْتَكْبَرَ هُوَ وَجُنُودُهُ فِي الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ﴾ (آیت: 39)

(d) اللہ تعالیٰ نے فرعون کو بھی جکڑ لیا اور اس کی فوج ﴿جُنُودٌ﴾ کو بھی، پھر یہ سب موجوں کے حوالے کر دیے گئے۔ ﴿فَاعْزَلْنَاهُ وَجُنُودَهُ فَنَبَذْنَاهُمْ فِي الْيَمِّ﴾ (آیت: 40)

6- سورت القصاص میں ﴿إِلَهُ﴾ کا لفظ بھی کامل اختیارات (Sovereignty) کے لیے استعمال ہوا ہے۔
 فرعون نے ﴿الْوَهِّيت﴾ کا دعویٰ بھی کیا اور ﴿دَبَّسِیْتُ﴾ کا دعویٰ بھی کیا، اس نے ﴿أَنَا رَبُّكُمْ إِلَّا عَلَى﴾ کا دعویٰ بھی کیا تھا، حالانکہ وہ خود کئی خداؤں ﴿إِلَهَات﴾ کی پرستش کرنے والا ایک مشرک آمر (Dictator) تھا۔

- (a) وہ اپنے فوجی کمانڈروں سے کہتا: ”میں اپنے علاوہ کسی اور کو تم لوگوں کا ﴿إِلَهُ﴾ حاکم (Sovereign) نہیں گردانتا“ ﴿وَقَالَ فِرْعَوْنُ يَأْتِيهَا الْمَلَآءُ مَا عَلِمْتُ لَكُمْ مِنْ إِلَهٍ غَيْرِي﴾ (آیت: 38)
 (b) مندرجہ ذیل آیت میں ﴿إِلَهُ﴾ کا لفظ، ایک ایسی صاحب قوت معبود ہستی کے لیے استعمال ہوا ہے، جو روشنی فراہم کر سکتی ہے۔ ”مَنْ إِلَهُ غَيْرُ اللَّهِ يَأْتِيكُمْ بِضِيَاءٍ“ (آیت: 71)
 (c) مندرجہ ذیل آیت میں ﴿إِلَهُ﴾ کا لفظ، ایک ایسی صاحب قوت معبود ہستی کے لیے استعمال ہوا ہے، جو رات کا سکون فراہم کر سکتی ہے۔ ”مَنْ إِلَهُ غَيْرُ اللَّهِ يَأْتِيكُمْ بِلَيْلٍ تَسْكُنُونَ فِيهِ“ (آیت: 72)۔
 7- سورت القصاص میں ﴿هَلَكَ﴾ کا لفظ بھی بار بار استعمال ہوا ہے۔

- (a) حضرت موسیٰؑ کو (1,300 ق م میں) کتاب عطا کی گئی۔ اللہ تعالیٰ نے ہلاک شدہ اقوام قوم نوحؑ، قوم عاد، قوم ثمود، قوم لوط اور قوم شعیبؑ وغیرہ، ان کا ذکر بطور بصیرت تورات میں کر دیا۔
 ﴿وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ مِنْ بَعْدِ مَا أَهْلَكْنَا الْقُرُونَ الْأُولَى﴾ (آیت: 43)
 (b) اللہ تعالیٰ نے کتنی ہی ایسی قوموں کو ہلاک کیا، جنہیں اپنے طرز زندگی، اپنے رہن سہن اور اپنی معیشت پر ناز تھا۔ تاریخ کے اس منظر میں اکیسویں صدی عیسوی کی امیر قوموں کے لیے اور قیامت تک آنے والی مادہ پرست تہذیبوں کے لیے سامان عبرت ہے۔

﴿وَكَمْ أَهْلَكْنَا مِنْ قُرْيَةٍ بِظُلْمٍ مَعِيشَتِهَا﴾ (آیت: 58)

- (c) اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے ہلاکتِ اقوام کے دو (2) اصول بتائے ہیں۔ پہلا اصول یہ ہے کہ رسول کی بعثت اور اُس کی دعوت و اتمامِ حجت کے بغیر قوموں کو ہلاک نہیں کیا جاتا۔

﴿وَمَا كَانَ رَبُّكَ مُهْلِكَ الْقُرَى حَتَّى يَبْعَثَ فِي أُمَمٍ رَسُولًا يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِنَا﴾
 دوسرا اصول یہ ہے کہ صالح اور نیک افراد پر مشتمل بستیوں کو ہلاک نہیں کیا جاتا، بلکہ ظالم بستیوں کو ہلاک کر دیا جاتا ہے۔ ﴿وَمَا كُنَّا مُهْلِكِي الْقُرَى إِلَّا وَأَهْلُهَا ظَالِمُونَ﴾ (آیت: 59)۔

- (d) فرعون کا دستِ راست اور سرمایہ دار یہودی قارونؑ یہ سمجھتا تھا کہ اُسے دولت اُس کے علم کی بنیاد پر عطا کی گئی ہے، حالانکہ تاریخ گواہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اُس سے زیادہ علم، اُس سے زیادہ قوت اور اُس سے زیادہ جمعیت رکھنے والے

بڑے بڑے گناہ گار مجرموں کو ہلاک کر کے رکھ دیا۔

﴿قَالَ إِنَّمَا أُوتِيتُهُ عَلَىٰ عِلْمٍ عِنْدِي أَوَلَمْ يَعْلَم أَنَّ اللَّهَ قَدْ أَهْلَكَ مِنْ قَبْلِهِ مِنَ الْقُرُونِ مَنْ هُوَ أَشَدُّ مِنْهُ قُوَّةً وَآكْثَرُ جَمْعًا وَلَا يُسْئَلُ عَنْ ذُنُوبِهِمُ الْمُجْرِمُونَ﴾ (آیت: 78)

(e) اللہ تعالیٰ نے قارون کو اُس کے گھر کے ساتھ زمین میں دھنسا دیا۔ اللہ کے علاوہ کوئی قوت اور کوئی جمعیت اُس کی مدد کے لیے موجود نہ تھی۔

﴿فَخَسَفْنَا بِهِ وَابْنَاهُ الْأَرْضَ كَمَا كَانَ لَهُ مِنْ لَدُنْهِ يَنْصُرُونَكَ مِنْ دُونِ اللَّهِ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُنتَصِرِينَ﴾ (آیت: 81)

(f) سورت القصاص کی آخری آیت میں توحید دعا، توحید اختیار، توحید حیات اور توحید تشریع کی تفصیلی وضاحت کر کے آمروں پر یہ بات واضح کر دی گئی کہ وہ دنیوی عذاب سے بھی دوچار کیے جاسکتے ہیں اور آخرت کی سزا سے بھی۔ تمام مخلوق کے لیے فنا ہے اور صرف خالق اللہ کے لیے ہے بقاء ہے۔ اس لیے نہ تو اُس کے علاوہ کسی اور سے دعا کرنا چاہیے اور نہ کسی اور کو ﴿حاکم﴾ (Soveriegn) تسلیم کرنا چاہیے۔ یہ خیال ہمیشہ دامن گیر ہو کہ ہمیں اُسی کی طرف لوٹنا ہے۔ ﴿وَلَا تَدْعُ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ، لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ، كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ، لَهُ الْحُكْمُ، وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ﴾ (آیت: 88)

8- اس سورت میں ﴿ظہیر﴾ یعنی مددگار کا لفظ دو (2) مرتبہ استعمال کیا گیا ہے۔ ان دو آیتوں سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ اللہ کے نیک بندوں کو مجرموں اور کافروں کا ﴿ظہیر﴾ یعنی مددگار نہیں بننا چاہیے اور اگر نادانستہ طور پر کبھی ان سے ایسی غلطی سرزد ہو جائے تو اللہ سے استغفار کر کے آئندہ خالوں، قاسقوں اور کافروں کے ﴿ظہیر﴾ یعنی مددگار بننے سے باز آ جانا چاہیے، خواہ وہ مجرم اور گناہ گار افراد ان کی اپنی قوم، اپنے خاندان، یا اپنے عزیز و اقارب ہی کیوں نہ ہوں، بالخصوص فرعون کی ذہنیت رکھنے والے آمروں (Dictators) کی حمایت سے بچنا چاہیے۔

(a) حضرت موسیٰؑ نے نادانستہ قتل پر استغفار کیا۔ اللہ تعالیٰ نے معافی دے دی۔ اس معافی پر احسان مندی کے طور پر حضرت موسیٰؑ نے یہ عہد کیا کہ وہ آئندہ کسی مجرم کے ﴿ظہیر﴾ یعنی مددگار نہیں بنیں گے۔

﴿قَالَ رَبِّ بِمَا أَنْعَمْتَ عَلَيَّ فَلَنْ أَكُونَ ظَهِيرًا لِّلْمُجْرِمِينَ﴾ (آیت: 17)

(b) اللہ تعالیٰ نے اپنے آخری رسول ﷺ پر کی جانے والی وحی کو رحمت قرار دیا۔ دنیا پر یہ واضح کر دیا کہ خود رسول اللہ ﷺ رسالت اور نبوت کے خواہش مند نہیں تھے۔ وحی کی اس احسان مندی کے ذکر کے بعد اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو حکم دیا کہ وہ ہرگز ہرگز کافروں کے ﴿ظہیر﴾ یعنی مددگار نہ بنیں۔

﴿وَمَا كُنْتَ تَرْجُو أَن يُلْقَىٰ إِلَيْكَ الْكِتَابُ إِلَّا رَحْمَةً مِن رَّبِّكَ فَلَا تَكُونَنَّ ظَهِيرًا لِّلْكَافِرِينَ﴾ (آیت: 86)

سورة القصص کا نظم جلی

سورة القصص نو (9) ہیرا گرافوں پر مشتمل ہے۔

1- آیات 6 تا 1: سورت القصص کا پہلا ہیرا گراف سورت کی غایت اور سورت کی تمہید پر مشتمل ہے۔

کتاب مبین میں حضرت موسیٰ اور فرعون کا سچا قصہ ٹھیک ٹھیک بیان کر دیا گیا ہے۔ اس حصے میں فرعون کے خلاف فرد جرم (Charge Sheet) عائد کی گئی ہے۔

(a) فرعون ایک منکبر اور سرکش حکمران تھا زمین پر بڑا بنتا تھا۔ ﴿إِنَّ فِرْعَوْنَ عَلَا فِي الْأَرْضِ﴾۔
(b) فرعون اپنے شہریوں کو تقسیم کرتا تھا ﴿وَجَعَلَ أَهْلَهَا شِيَعًا﴾ (Divide & Rule) کی پالیسی پر عمل کرتا تھا۔

(c) فرعون نسل پرست تھا۔ ﴿يَسْتَضْعِفُ طَائِفَةٌ مِّنْهُمْ﴾ ایک گروہ (یعنی بنی اسرائیل) کو کمزور کرتا تھا۔
(d) فرعون ایک نسل کش حکمران تھا۔ ﴿يُذَبِّحُ أَبْنَاءَهُمْ وَيَسْتَحْيِي نِسَاءَهُمْ﴾ لڑکوں کو ہلاک کر کے لڑکیوں کو چھوڑ دیتا تھا۔ (Ethenic Cleansing) کے جرم کا مرتکب تھا۔

(e) فرعون ایک فسادی حکمران تھا ﴿إِنَّكَ كَانِ مِنَ الْمُفْسِدِينَ﴾ (آیت: 4)

اس سورت کے آغاز (آیت: 4) میں بھی ﴿عَلَا فِي الْأَرْضِ﴾ کا ذکر ہے، اور اختتام پر بھی (آیت نمبر 83 میں) ان دونوں کے درمیان سارا واقعہ بیان کیا گیا ہے، یہی اس سورت کا مرکزی مضمون ہے۔

اللہ تعالیٰ کی منصوبہ بندی یہ تھی کہ مظلوم اور ضعیف بنی اسرائیل پر احسان کیا جائے اور ان کے حوالے دنیا کی امامت سپرد کی جائے۔ چنانچہ حضرت موسیٰؑ کے تین سو (300) سال بعد، حضرت طالوتؑ، حضرت داؤدؑ اور حضرت سلیمانؑ کو حکومت عطا کی گئی اور اس خاندان میں بڑے بڑے انبیاء اور رسول پیدا کیے گئے، جو توحید کی مہراث کے علمبردار تھے۔ ﴿وَنُرِيدُ أَنْ نَمُنَّ عَلَى الَّذِينَ اسْتُضْعِفُوا فِي الْأَرْضِ وَنَجْعَلَهُمْ أَئِمَّةً وَنَجْعَلَهُمُ الْوَارِثِينَ﴾ (آیت: 5)

2- آیات 7 تا 13: دوسرے ہیرا گراف میں حضرت موسیٰؑ کے بچپن کی سچی داستان رقم کی گئی۔

حضرت موسیٰؑ کی والدہ پر اللہ تعالیٰ نے وحی کی کہ بچے کی پیدائش کے فوراً بعد اُسے دودھ پلا کر دریا کی موجوں کے حوالے کر دیا جائے اور یہ تسلی بھی دی کہ یہ لڑکا تمہاری گود میں لوٹا دیا جائے گا۔ دریا کی موجوں نے بچے کو فرعون کے محل

تک پہنچا دیا۔ فرعون کی بیوی نے بچے کے قتل سے روک دیا اور محل کی عورتوں کو دودھ پلانے کا حکم دیا، لیکن حضرت موسیٰؑ کسی اور خاتون کا دودھ ہی نہیں پیتے تھے۔ اس طرح انہیں دوبارہ اپنی ماں کے پاس پہنچا دیا گیا۔

﴿فَرَدَدْنَاهُ إِلَىٰ أُمِّهِ كَمَا تَفَرُّ عَنْهَا وَلَا تَحْزَنَ وَلِتَعْلَمَنَّ أَنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ﴾ (آیت: 13)
فرعون کے محل والے اس حقیقت سے بے خبر تھے کہ یہی نو مولود مستقبل میں فرعون اور اس کے فوجی اقتدار کے لیے دشمن ثابت ہوگا اور ان کے رنج کا باعث بنے گا ﴿لَيَكُونَنَّ لَهُمْ عَذَابٌ وَحَرْنَا﴾ (آیت: 8)۔

3- آیات 14 تا 21: تیسرے پیرا گراف میں حضرت موسیٰؑ کی جوانی کا ایک واقعہ نقل کیا گیا ہے۔

ابتدائی جوانی کے ایام میں ان سے ایک نادانستہ قتل ہو گیا۔ حضرت موسیٰؑ کو فوراً یہ احساس ہوا کہ یہ ایک شیطانی عمل ہے۔ انہوں نے فوراً استغفار کیا اور اللہ تعالیٰ نے بھی انہیں فوراً معاف کر دیا۔ ﴿قَالَ رَبِّ إِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي فَاغْفِرْ لِي، فَغَفَرَهُ إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ﴾ (آیت: 16)

اللہ تعالیٰ کی طرف سے مغفرت کا مژدہ سننے کے بعد حضرت موسیٰؑ نے احسان مندی کے اعتراف میں عہد کیا۔

”آئندہ ہر گز ہر گز کبھی مجرموں کا حمایتی نہ بنوں گا“ (آیت: 17)۔ حکومت کے ایک آدمی نے حضرت موسیٰؑ کو یہ اطلاع دی کہ حکمران ان کے قتل کی سازش کر رہے ہیں، چنانچہ حضرت موسیٰؑ نے مصر سے مدین کی طرف ہجرت کی۔

4- آیات 22 تا 28: چوتھے پیرا گراف میں حضرت موسیٰؑ کی دس (10) سالہ مدینی زندگی کے سچے واقعات نقل کیے گئے ہیں۔

یہاں حضرت موسیٰؑ کی فطری قائدانہ صلاحیتوں پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ مدین پہنچ کر انہوں نے محض اللہ کی خوشنودی اور خدمتِ خلق کے جذبے کے تحت دو کمزور لڑکیوں کی مدد کی۔ ان کے جانوروں کو پانی پلایا۔ پھر ان دونوں سے بے نیاز ہو کر ایک سائے کی طرف رخ کیا۔ ﴿فَمَّا تَوَلَّىٰ إِلَى الظِّلِّ﴾۔ پھر ایک اجنبی مقام پر دیارِ غیر میں اللہ کے سامنے اپنے ہاتھ پھیلا دیئے کہ اے میرے پالنے والے! جو بھی خیر تو نے میرے لیے مقدر کر رکھا ہے، اُس کا میں محتاج ہوں ﴿رَبِّ إِنِّي لَمَّا أَنزَلْتُ إِلَيْكَ أَخْبِرَكَ فَلْيُخْبِرْ﴾ (آیت: 24)۔ دعا قبول ہوئی۔ ان میں سے ایک لڑکی شرماتی ہوئی آئی۔ کہا: میرے والد آپ کو مزدوری دینا چاہتے ہیں۔ حضرت موسیٰؑ نے ان لڑکیوں کے والد کو مصر کے حالات تفصیل سے بتائے اور بنی اسرائیل پر فرعون کے مظالم کی داستان سنائی۔ لڑکی کے والد نے کہا: ﴿نَجُوتُ مِنَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ﴾ (آیت: 25)۔ ان دو لڑکیوں میں سے ایک ذہین لڑکی نے اپنے والد کو مشورہ دیا کہ حضرت موسیٰؑ کو ملازم رکھ لیا جائے اور اس کے لیے اپنی طرف سے دو مضبوط دلیلیں بھی دیں۔ اچھے ملازم میں دو (2) بنیادی اوصاف کا ہونا ضروری ہے۔ (1) طاقت اور قوت (2) امانت و دیانت۔ (آیت: 26) ﴿كَأَلَيْتُ إِحْدَهُمَا بِتِسَاءٍ مِّنْ نَّجْوَىٰ إِنَّ خَيْرَ مِّنْ اسْتِجَارَةٍ أَلَّا يَخْرُجُوا مِنَ الْقَوْمِ﴾ (آیت: 26) وہ حضرت موسیٰؑ کی جرأت اور ان کے تقویٰ کے علاوہ، ان کے تعلق باللہ کا مشاہدہ کر چکی تھی۔ آٹھ یا دس سال کی ملازمت پر ایک لڑکی سے ان کے

نکاح پر اتفاق ہو گیا۔ ﴿ذَلِكَ بَيْنُنِي وَبَيْنَكَ﴾ (آیت: 28)

5- آیات 29 تا 42: پانچویں پیرا گراف میں، حضرت موسیٰؑ کی منصب نبوت پر سرفرازی اور اُس کے بعد ان کی فرعون سے معرکہ آرائی اور فرعون اور اُس کی فوجوں کے انجام پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

ملازمت کے معاہدے کی تکمیل کے بعد حضرت موسیٰؑ کو نبوت سے سرفراز کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے خود ان سے خطاب کیا اور فرمایا: ”اے موسیٰ! میں اللہ ہوں، تمام جہانوں کا رب ہوں۔“ ﴿يَسْأَلُنِي رَبِّيَ أَنَا اللَّهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ﴾ (آیت: 30)۔ دو (2) معجزات سے نوازا۔ لاشی سانپ بن جاتی تھی اور ہاتھ جیب سے نکلتے ہی چمکنے لگتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ کو حکم دیا کہ ان دو معجزات کے ساتھ کفر فرعون کے دربار میں جائیں اور انہیں اسلام کی دعوت دیں۔ یہ لوگ بڑے ہی بدکار ہیں۔ (آیت: 32)

حضرت موسیٰؑ نے درخواست کی کہ حضرت ہارونؑ کو بھی معاون بنایا جائے۔ یہ درخواست قبول کی گئی۔ حضرت موسیٰؑ نے اس خدشے کا اظہار کیا کہ فرعون ان کے نادانستہ قتل کا انتقام لے گا۔ اللہ تعالیٰ نے یہ یقین دہانی کرائی کہ ہم تم دونوں بھائیوں کو ایسی طاقت عطا کریں گے کہ فرعون اور اُس کے کمانڈر تم دونوں پر ہاتھ نہیں ڈال سکیں گے ﴿نَجْعَلُ لَكُمَا سُلْطٰنًا فَلَا يَصْلُوٰنَ اِلَيْكُمَا﴾ (آیت: 35)۔

حضرت موسیٰؑ نے فرعون کے دربار میں دعوت دی، اُس نے انہیں جادوگر اور مفتری ٹھہرایا، تکبر سے کام لیا اور اپنے کامل اقتدار و اختیار کا دعویٰ ﴿الوہیت﴾ کی شکل میں کیا۔ ”میں اپنے سوا تم لوگوں کے لیے کوئی اور حاکم ﴿اللہ﴾ نہیں گردانتا۔“ ﴿يٰۤاَيُّهَا الْمَلَا مَا عَلِمْتُ لَكُمْ مِنْ اِلٰهٍ غَيْرِي﴾ (آیت: 38)۔

فرعون اور اُس کی فوجوں نے آخرت کا انکار کر کے تکبر کا مظاہرہ کیا اور حضرت موسیٰؑ کو مسترد کر دیا۔ ﴿وَاسْتَكَبَرُوا هُوَ وَجُنُودُهُ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَظَنُّوْا اَنَّهُمْ اِلٰهًا لَا يُرْجَعُوْنَ﴾ (آیت: 39) اللہ تعالیٰ نے فرعون کو بھی پکڑ لیا اور اُس کی ظالم فوجوں کو بھی دریائے نیل کے حوالے کر کے ہلاک کر دیا۔ ﴿فَاَخَذْنٰهُ وَجُنُودَهُ فَنَبَذْنٰهُمْ فِي الْيَمِّ فَاَنْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الظّٰلِمِيْنَ﴾ (آیت: 40) یہ دوزخ کی آگ کی طرف بلانے والے لیڈر اور امام تھے ﴿اٰئِمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى النَّارِ﴾ (آیت: 41)۔ ان پر دنیاوی لعنت بھی ہوئی اور اخروی عذاب بھی ہوگا۔ (آیت: 42)

6- آیات 43 تا 60: چھٹے پیرا گراف میں، رسول اللہ ﷺ سے خطاب ہے اور قریش کو وارننگ دی گئی ہے کہ ان کے رویے بھی فرعون ہی ہیں اور انہیں بھی شاید اسی انجام سے دوچار ہونا پڑے۔

قریش مکہ نے رسول اللہ ﷺ کو جادوگر کہا تھا، بالکل اسی طرح، جس طرح حضرت موسیٰؑ اور حضرت ہارونؑ کو جادوگر کہا گیا تھا۔ (آیت: 48)

قریش کے سرداروں کو چیلنج کیا گیا کہ ان سے صاف کہہ دیا جائے: قرآن سے بہتر کتاب لا کر دکھاؤ! (اور ایسا ممکن نہیں ہے) میں خود اُس کتاب کی پیروی کروں گا۔ ورنہ اس کا مطلب یہ ہوگا کہ تم لوگ خواہشاتِ نفس کے پیرو ہو (آیات: 49-50)۔ اللہ تعالیٰ نے اتمامِ حجت کر دی ہے، امید ہے کہ یہ لوگ نصیحت قبول کریں گے۔

﴿وَلَقَدْ وَصَّلْنَا لَهُمُ الْقَوْلَ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ﴾ (آیت: 51)۔

قریش مکہ کو غیرت دلائی گئی کہ تم سے تو بعض اہل کتاب (جیسے حبش کے عیسائی بادشاہ نجاشی وغیرہ) زیادہ بہتر ہیں۔ وہ ایمان لا چکے ہیں۔ ان کی ثابت قدمی کی وجہ سے انہیں دوہرا اجر دیا جائے گا۔ یہ لوگ برائی کو بھلائی سے دفع کرتے ہیں، لغو سے اعراض کرتے ہیں، ﴿وَإِذَا سَمِعُوا اللَّغْوَ أَعْرَضُوا عَنْهُ﴾ جاہلوں کو سلام کہتے ہیں، ان سے الجھتے نہیں، ﴿سَلَامٌ عَلَيْكُمْ لَا تَبْتَغِي الْجَاهِلِينَ﴾ (آیت: 55)۔

مشرکین کو احساس دلایا گیا کہ خانہ کعبہ کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اس شہر کو ایک پرامن جائے قیام بنایا۔ ہر قسم کے بھلوں اور رزق پہنچانے کا بندوبست کیا ہے۔ (آیت: 57)

مشرکین کو دھمکی دی گئی کہ تم کس کھیت کی مولیٰ ہو؟ تم سے پہلے کتنی ہی مغرور تہذیبیں اور مضبوط معیشتیں (Sound Economies) بھی تباہ کر دی گئیں۔

7- آیات 61-75: ساتویں پیرا گراف میں، دلائل تو حید پیش کیے گئے ہیں۔

توحید کی مختلف دلیلوں کو پیش کرنے کے بعد یہ حقیقت واضح کی گئی کہ اللہ کے علاوہ کوئی ﴿إِلَه﴾ نہیں ہے۔ اول و آخر وہی تعریف کا مستحق ہے، وہی حاکم اور شارع (Law giver) ہے۔ دنیا میں فرعونوں کا قانون نہیں، بلکہ خالق ﴿اللہ﴾ کا قانون ہی چلے گا۔ آیت: 70 کا یہ مضمون، آخری آیت: 88 میں دہرایا گیا۔

﴿وَهُوَ اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ لَهُ الْحَمْدُ فِي الْأُولَى وَالْآخِرَةِ وَلَهُ الْحُكْمُ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ﴾ (آیت: 70) اللہ تعالیٰ کی قدرت اور طاقت کے دلائل پیش کیے گئے کہ وہی دن اور رات کے نظام کو چلانے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ اسی کا شکر ادا کیا جانا چاہیے۔ قیامت کے دن ہر امت سے ایک گواہ اٹھایا جائے گا۔ ہر ایک سے دلیل طلب کی جائے گی۔ اُس وقت ثابت ہو جائے گا کہ توحید برحق ہے اور شرک کا عقیدہ جھوٹ اور افتراء ہے، جو کوئی بنیاد نہیں رکھتا۔ ﴿وَنَزَعْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ شَهِيدًا، فَفَلَّنَا هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ فَعَلِمُوا أَنَّ الْحَقَّ لِلَّهِ، وَضَلَّ عَنْهُمْ مَا كَانُوا يَفْتَرُونَ﴾ (آیت: 75)۔

8- آیات 76-82: آٹھویں پیرا گراف میں، ایک موقع پرست سرمایہ دار قارون کی، فرعون کی طاغوتی حکومت سے تعاون کی سچی داستان رقم کی گئی۔

قارون، بنی اسرائیل میں سے تھا اور حضرت موسیٰ کا چچا زاد بھائی تھا، موسیٰ کے والد ہارون اور قارون کے والد

یہ صبر دلوں بھائی تھے اور ﴿قَابِتٌ﴾ کی اولاد تھے، لیکن مفادات کی خاطر قارون، فرعون اور اُس کی آمرانہ مشنری سے جاملے۔ اُس نے اپنی قوم کے خلاف بغاوت کی۔ ﴿كَفَىٰ عَلَيْهِمْ﴾ (آیت: 76)

قارون اس قدر دولت مند تھا کہ اُس کے خزانوں کی کھجیاں بھی ایک طاقتور جماعت بمشکل اٹھا سکتی تھی۔

﴿وَآتَيْنَاهُ مِنَ الْكُنُوزِ مَا إِنَّ مَفَاتِحَهُ لَتَنُوءُ بِالْعُصْبَةِ أُولَى الْقُوَّةِ﴾ (آیت: 76)۔

قوم کے مخلص لوگوں نے قارون سے کہا کہ اُسے اپنی دولت پر ناز نہیں کرنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ اترانے والوں کو پسند نہیں

کرتا۔ ﴿لَا تَفْرَحْ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْفَرِحِينَ﴾ (آیت: 76)۔ اُسے مشورہ دیا گیا کہ (غریبوں پر خرچ

کرتے ہوئے) اللہ کی دی گئی دولت سے آخرت کا گھر (یعنی جنت) تعمیر کر لے۔

﴿وَاتَّبِعْ فِيمَا أَنْكَرَ اللَّهُ الدَّارَ الْآخِرَةَ﴾

البتہ دنیا کا حصہ فراموش نہ کر ﴿وَلَا تَنْسَ نَصِيكَ مِنَ الدُّنْيَا﴾

(لوگوں پر فیاضی کے ساتھ) احسان کر! جس طرح اللہ نے تجھ پر (اتنی دولت دے کر) احسان کیا ہے ﴿وَإِحْسِنْ

كَمَا أَحْسَنَ اللَّهُ إِلَيْكَ﴾ (آیت: 77)۔

قارون بھی، اپنے چیف فرعون کی طرح فسادی تھا۔ اسی لیے اُسے زمین میں فساد کرنے سے منع کیا گیا۔

﴿وَلَا تَتَّبِعِ الْفُسَادَ فِي الْأَرْضِ﴾

اللہ مفسدوں کو پسند نہیں کرتا! ﴿إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِينَ﴾ (آیت: 77)۔

قارون اپنی دولت کو، اللہ کے احسان سمجھنے کے بجائے، اپنے ذاتی علم کا نتیجہ سمجھتا تھا۔

﴿إِنَّمَا أُوتِيتُهُ عَلَىٰ عِلْمٍ عِنْدِي﴾ (آیت: 78)۔

ایک روز قارون، ٹھاٹھ باٹھ سے نکلا تو دنیا پرستوں نے اُس کی شان و شوکت کو دیکھ کر کہا کہ کاش

ہمیں بھی اس طرح نوازا جاتا۔ قارون تو بہت ہی خوش قسمت آدمی ہے۔ ﴿يَا لَيْتَ لَنَا مِثْلَ مَا أُوتِيَ قَارُونُ إِنَّهُ

لَذُو عَظْمٍ عَظِيمٍ﴾ (آیت: 79)، لیکن اہل علم دھوکہ نہیں کھاتے۔ انہوں نے کہا کہ دنیا کی دولت سے، اللہ کا اجر

و ثواب زیادہ بہتر ہے۔

بالآخر قارون اپنے گھر کے ساتھ زمین میں دھنسا دیا گیا۔ فرعون کی سیاسی اور فوجی دوستی اُس کے کسی کام نہ آئی۔ اللہ کی

قوت کے سامنے فرعونوں اور ﴿مَنْ دُونِ اللَّهِ﴾ کی قوت کی بھلا کیا حیثیت ہے؟

﴿فَخَسَفْنَا بِهِ وَبَدَارِهِ الْأَرْضَ فَمَا كَانَ لَهُ مِنْ فِئَةٍ يَنْصُرُوهُ مِنْ دُونِ اللَّهِ وَمَا كَانَ مِنَ

الْمُتَنَصِّرِينَ﴾ (آیت: 81)۔

وہی لوگ جو کل تک قارون کی دولت پر رشک کیا کرتے تھے، قارون کے زمین میں دھنسا دیئے جانے کے بعد قارون

کے انجام پر افسوس کرنے لگے۔ یہ کچے اور خام عوام الناس کا حال تھا، جو اپنا موقف فوراً بدل لیتے ہیں۔ اقرار کیا کہ اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے دولت سے نواز دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے محروم کر دیتا ہے۔

﴿وَيَكُنَّ اللَّهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ وَيَقْدِرُ﴾

اقرار کیا کہ کافر کا میاب نہیں ہو سکتے۔ اللہ تعالیٰ نے ہم پر احسان کیا ہے، ورنہ ہم بھی قارون کے ساتھ زمین میں دھنسا دیے جاتے۔ ﴿لَوْ لَا أَنْ مَنَّ اللَّهُ عَلَيْنَا لَخَسَفَ بَنَّا وَيَكُنَّا لَآ يَفْلَحُ الْكَافِرُونَ﴾۔

9- آیات 83-88: نواں اور آخری پیرا گراف اختتامیہ پر مشتمل ہے۔ اس میں فرعون کے جرم ﴿عُلُوِّ فِي الْأَرْضِ﴾ کا اعلاہ کیا گیا اور بتایا گیا کہ دنیوی عذاب پانے والا یہ متکبر فوجی حکمران، آخرت کے گمرے بھی محروم رہے گا۔ وہ متقی نہیں تھا۔

﴿بَلْكَ الدَّارُ الْآخِرَةَ نَجْعَلَهَا لِلَّذِينَ لَا يُرِيدُونَ عُلُوًّا فِي الْأَرْضِ وَلَا فَسَادًا وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ﴾ (آیت: 83)۔

رسول اللہ ﷺ کو ہدایات دی گئیں کہ بھلائی کا بدلہ اس سے بہتر بھلائی اور برائی کا بدلہ، برائی کے برابر ہی دیا جائے گا۔ قرآن کو فرض کیا گیا ہے، یہ بہترین انجام کو پہنچانے والی کتاب ہے۔ رسول اللہ ﷺ کو شرک سے بچتے ہوئے اپنے رب کی طرف دعوت دینے کا حکم دیا گیا۔ قریش مکہ کے سرداروں کی معاونت سے منع کیا گیا۔ ﴿وَلَا يَصُدُّكَ عَنْ آلِهِ اللَّهُ بَعْدَ إِذْ أَنْزَلْتُ إِلَيْكَ ، وَأَذْعُ إِلَى رَبِّكَ ، وَلَا تَكُونَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِينَ﴾ (آیت: 87)۔

آخری آیت میں پانچ (5) باتوں کی طرف اشارہ کر کے حاصل کلام رکھ دیا گیا۔

(a) اللہ کے علاوہ، اللہ کے ساتھ ساتھ کسی اور ہستی سے دعا نہیں کی جاسکتی ﴿وَلَا تَدْعُ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ﴾ یہ ﴿توحید دعا﴾ کا مضمون ہے۔

(b) اللہ کے علاوہ، کوئی اور ہستی ﴿إِلَه﴾ نہیں ہے۔ ﴿لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ﴾۔ یہ ﴿توحید الوہیت﴾، توحید اختیار اور توحید عبادت کا مضمون ہے۔

(c) اللہ خالق ہے، اُس کے علاوہ جو کچھ ہے، وہ مخلوق ہے۔ صرف اللہ ہی کے لیے ﴿بِقَا﴾ ہے اور باقی تمام مخلوقات کے لیے ﴿فَن﴾ ہے۔ ﴿كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ﴾۔ یہ ﴿توحید ذات﴾ کا مضمون ہے۔

(d) اللہ تعالیٰ ہی حاکم حقیقی ہے۔ کسی فرعون کو زمین پر اللہ تعالیٰ کے قانون سے بے نیاز ہو کر حکومت کرنے کا کوئی حق نہیں ہے۔ ﴿لَهُ الْحُكْمُ﴾۔ یہ ﴿توحید تشریع﴾ کا مضمون ہے۔

(e) اللہ تعالیٰ آخرت برپا کرے گا، نیک لوگوں کو جزا اور فرعونوں کو سزا سے دوچار کرے گا ﴿وَالَّذِينَ تَرَجَعُونَ﴾۔ یہ توحید قدرت اور توحید اختیار کا مضمون ہے۔ (آیت: 88)۔

مرکزی مضمون

انسان کو تکبر، ﴿عُلُو فِي الْأَرْضِ﴾ اور ﴿فَسَادٌ فِي الْأَرْضِ﴾ سے بچنا چاہیے، ورنہ فرعون اور قارون کی طرح، وہ دنیوی عذاب سے بھی دوچار کیا جاسکتا ہے اور اخروی عذاب سے بھی۔



FLOW CHART

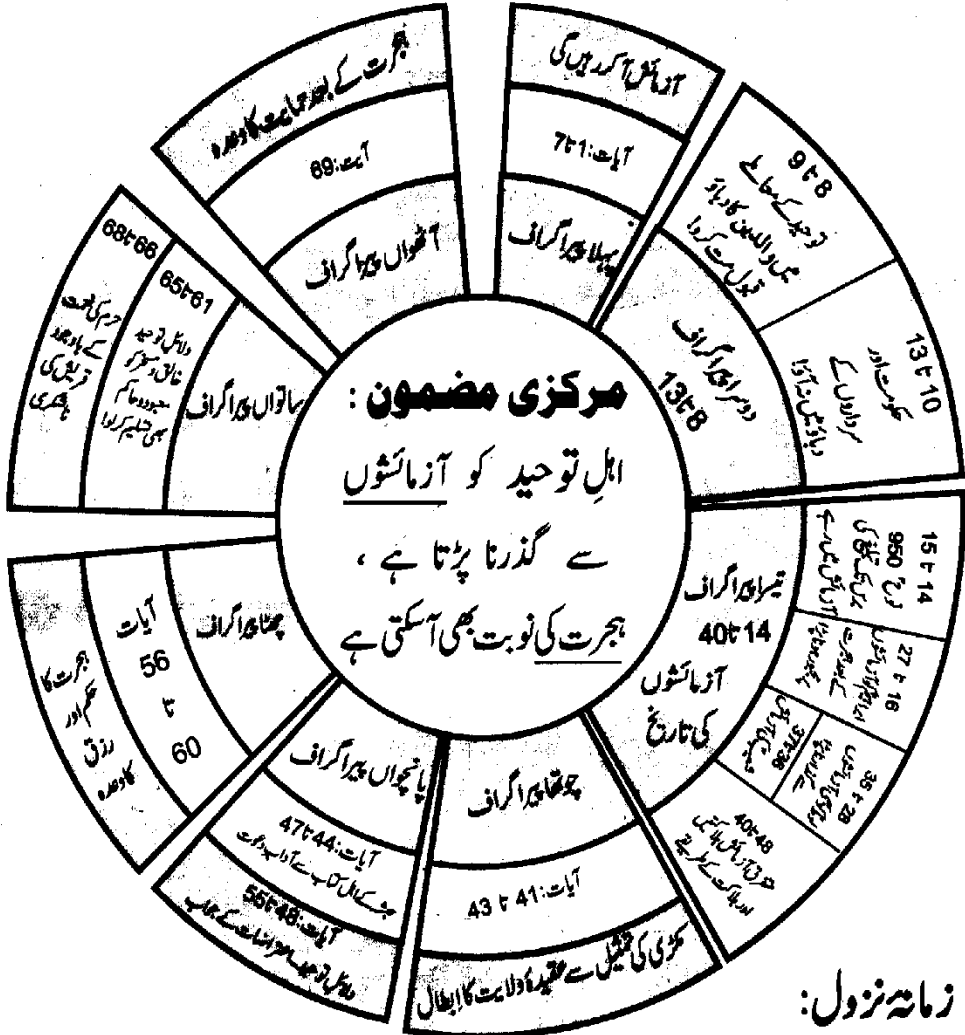
MACRO-STRUCTURE

نظم جلی

29- سُورَةُ الْعَنْكَبُوتِ

ترتیبی نقشہ ربط

آیات : 69 مکیہ ہر اعراف : 8



1- سورت ﴿الْعَنْكَبُوتِ﴾، سورت ﴿لُقْمَانَ﴾ کے بعد ہجرت حبشہ (رجب 5 نبوی) سے پہلے، 5 نبوی کے اوائل میں نازل ہوئی، جب مسلمان منکرین آخرت مشرکین کے ظلم و ستم کا شکار تھے۔ مسلمانوں کو ہجرت اور دیگر آزمائشوں کے لئے تیار کیا گیا۔

2- ﴿إِنَّ أَرْضِي وَاسِعَةٌ﴾ کے ذریعے ہجرت حبشہ کا حکم دیا گیا (آیت 56)۔

3- اُن کمزور مسلمانوں اور منافقین مکہ کو تنبیہ کی گئی، جو ہجرت حبشہ کے لئے متردد تھے (آیت 11-10)۔

سورة العنكبوت کا کتابی ربط

- 1- پچھلی سورۃ ﴿الْقَصَص﴾ میں فرعون کی فوجی حکومت کے مقابلے میں بنی اسرائیل کی مظلومیت کا ذکر تھا۔ یہاں سورت ﴿العنكبوت﴾ میں مکے کے نو مسلموں کی مظلومیت کا ذکر ہے۔ انہیں ہجرت اور آزمائشوں کے لیے تیار کیا گیا ہے۔
- 2- اس سورت میں ﴿توحید و لایت﴾ کو ثابت کرنے کے لیے مٹری کے گھر سے ایک خوبصورت تمثیل بیان کی گئی ہے۔
- 3- اگلی سورۃ ﴿الزُّمَر﴾ میں اثباتِ آخرت اور اثباتِ قیامت کے دلائل پیش کیے گئے ہیں۔

اہم کلیدی الفاظ و مضامین

- 1- اس سورت میں ﴿يُفْتَنُونَ﴾ کے لفظ سے مسلمانوں کو آزمائشوں کے اصول بتائے گئے۔
 - (a) مسلمانوں کی تربیت کی گئی کہ توحید پر ایمان لانے کے بعد، آزمائشیں آکر رہیں گی۔
 - ﴿أَحْسِبَ النَّاسُ أَنْ يَتْرَكُوا أَنْ يَقُولُوا آمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُونَ﴾ (آیت: 2)۔
 - (b) دعوتِ توحید کی تاریخ آزمائشوں سے بھری پڑی ہے۔ ﴿وَلَقَدْ فَتَنَّا الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ﴾
 - (c) آزمائشوں کا مقصد سچے مسلمانوں کو چھاننا ہوتا ہے۔
- 2- ملاقاتِ رب یعنی ﴿لِقَاءَ اللَّهِ﴾ کا مضمون اس سورت میں تین (3) بار آیا ہے۔
 - (a) اللہ سے ملاقات کی امید رکھنے والوں کو یقین دلایا گیا ہے کہ ﴿اجل﴾ آکر رہے گی۔
 - ﴿مَنْ كَانَ يَرْجُوا لِقَاءَ اللَّهِ فَإِنْ أَجَلَ اللَّهُ لَاتٍ﴾ (آیت: 5)
 - (b) ملاقاتِ رب اور آیاتِ الہی کا انکار کرنے والوں کو عذابِ الیم کا مژدہ سنایا گیا ہے۔ (آیت: 23)
 - ﴿وَالَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِ اللَّهِ وَلِقَائِهِ أُولَئِكَ يَكْسُؤُنَا مِنْ رَحْمَتِي وَأُولَئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ﴾
 - (c) حضرت شعیبؑ نے بھی اپنی قوم کو توحید اور آخرت پر ایمان لانے کی ہدایت کی اور فساد سے روکا۔
- ﴿وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَنُدْخِلَنَّهُمْ مِنَ الْجَنَّةِ غُرُفًا يُدْخِلُ فِيهَا مِنْ نَحْنُ نَزْلًا مُسْتَقِيمًا﴾ (آیت: 36)
- 3- مجاہدہ: اس سورت میں جدوجہد اور کوشش کا ذکر دو (2) مرتبہ ہوا ہے۔
 - (a) پہلی بات یہ کی گئی کہ ﴿مجاہدہ﴾ خود انسان کی اپنی ذات کے لیے فائدہ بخش ہے۔
 - ﴿وَمَنْ جَاهَدَ فَإِنَّمَا يُجَاهِدُ لِنَفْسِهِ﴾ (آیت: 6)

(b) دوسری بات یہ کہ جو لوگ اللہ کے راستے میں مجاہدہ کریں گے انہیں اللہ تعالیٰ خود بخود مستقبل کے راستے دکھاتا جائے گا۔ ﴿وَالَّذِينَ جَاهَدُوا فِينَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا﴾ (آیت: 69)

4- سورت ﴿العنکبوت﴾ میں ہجرت کا ذکر دو (2) بار ہوا ہے۔

(a) حضرت ابراہیمؑ پر صرف اُن کے پیچھے حضرت لوطؑ ایمان لے آئے اور انہوں نے اپنے رب کی طرف ہجرت کا اعلان کیا۔ ﴿فَأَمِنَ لَهُ لُوطٌ﴾ وَقَالَ إِنِّي مُهَاجِرٌ إِلَى رَبِّي ﴿ (آیت: 26)

(b) اللہ تعالیٰ نے ایمان لانے والے اپنے خاص بندوں کو حکم دیا کہ اگر مکہ کی زمین تم پر تنگ ہوگئی ہے تو کیا تم ہے۔ میری زمین بہت وسیع ہے۔ کسی بھی دوسرے ملک میں جاؤ، لیکن میری ہی عبادت و اطاعت کرنا ضروری ہے۔

﴿يُعْبَادِي الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّ أَرْضِي وَاسِعَةٌ﴾ لِقَائِي فَاعْبُدُونِ ﴿ (آیت: 56)

5- ﴿مَسِيل﴾ اس سورت میں دو (2) راستوں کا ذکر کیا گیا ہے۔

(a) کافر لیڈروں کا راستہ: کافروں کے لیڈروں نے مسلمانوں سے کہا کہ ہمارے راستے پر چلو۔ ہم تمہارے گناہوں کا بوجھ اٹھالیں گے۔

﴿وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لِلَّذِينَ آمَنُوا اتَّبِعُوا سَبِيلَنَا وَلْنَحْمِلْ خَطَايَكُمْ وَمَا هُمْ بِحَامِلِينَ مِنْ خَطَايَهُمْ مِنْ شَيْءٍ إِنَّهُمْ لَكَاذِبُونَ﴾ (آیت: 12)

(b) اللہ کا راستہ: اللہ تعالیٰ نے محسنین مسلمانوں کو تسلی دی کہ میں تمہارے ساتھ ہوں۔ تم میری راہ میں کوشش کر رہے ہو۔ میں تمہیں اپنے راستوں کی طرف رہنمائی کرتا رہوں گا۔ ﴿وَالَّذِينَ جَاهَدُوا فِينَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا وَإِنَّ اللَّهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِينَ﴾ (آیت: 69)

6- احکامات و ہدایات :

نوسلم صحابہ کی تربیت کی گئی کہ اپنے کافروالدین کے ساتھ احسان کا رویہ اختیار کریں، لیکن اگر وہ ﴿شُرک﴾ پر مجبور کریں تو اُن کی اطاعت ہرگز نہ کی جائے۔ ﴿وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حُسْنًا وَإِنْ جَاهَدَاكَ لِتُشْرِكَ بِي مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا﴾ (آیت: 8)

7- رسول اللہ ﷺ کو وحی کی تعلیمات لوگوں تک پہنچانے اور نماز قائم کرنے کا حکم دیا گیا۔ نماز کے سلسلے میں دو (2) اہم باتیں بتائیں گئیں۔

﴿اتْلُ مَا أُوحِيَ إِلَيْكَ مِنَ الْكِتَابِ وَأَقِمِ الصَّلَاةَ إِنَّ الصَّلَاةَ تَنْهَى عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ وَلَذِكْرُ اللَّهِ أَكْبَرُ وَاللَّهُ يَعْلَمُ مَا تَصْنَعُونَ﴾ (آیت: 45)

(a) نماز بے شرمی اور بے حیائی کے کاموں سے روکتی ہے۔

(b) نماز کی اصل روح ﴿ذکر﴾ یعنی اللہ کی یاد ہے اور یہ ﴿اُحْسِر﴾ ہے یعنی زیادہ بڑی چیز ہے۔

8۔ ہجرت حبشہ کرنے والے مسلمانوں کی تربیت کی گئی کہ حبش کی سرزمین پر تمہیں اہل کتاب میں دعوت و تبلیغ کا کام کرنا ہے۔ یقیناً تم ان سے عقیدہ توحید پر بحث و تکرار کر سکتے ہو، لیکن یہ ﴿مُجَادِلَہ﴾ اور یہ بحث و تکرار خوبصورتی اور احسان پر مشتمل ہو۔

﴿وَلَا تُجَادِلُوا أَهْلَ الْكِتَابِ إِلَّا بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ﴾ (آیت: 46)

سورة العنكبوت کا نظم جلی

سورة العنكبوت نو (9) پیرا گرافوں پر مشتمل ہے۔

1- آیات 7 تا 1: پہلے پیرا گراف میں نو مسلم صحابہ کو بتایا گیا ہے کہ آزمائش آکر رہیں گی۔ وہ محض ﴿آمَنَّا﴾ کہنے پر چھوڑ نہیں دیئے جائیں گے۔

پچھلے مسلمان بھی آزمائش سے گزر رہے ہیں۔ مقصد آزمائش، سچوں اور جھوٹوں کی پہچان کرنا ہے۔ برے اعمال کرنے والے، اللہ تعالیٰ کی گرفت سے بچ نہیں سکتے۔

www.KitaboSunnat.com

اللہ سے ملاقات ﴿لِقَاءُ اللہ﴾ کی امید رکھنے والوں کو معلوم ہونا چاہیے کہ مقررہ وقت آنے والا ہے۔ ایمان لا کر جدوجہد کرنے والوں کی محنت رنگ لائے گی اور خود اُن کے لیے نفع بخش ثابت ہوگی ﴿وَمَنْ جَاهَدَ فَإِنَّمَا يُجَاهِدُ لِنَفْسِهِ﴾۔ ان کی برائیاں محو کی جائیں گی اور انہیں نیکی کی جزا ملے گی۔

2- آیات 8 تا 13: دوسرے پیرا گراف میں نو مسلم صحابہ کو حکم دیا گیا کہ وہ مشرک سرداروں کے دباؤ میں نہ آئیں۔

والدین کے ساتھ احسان کا حکم ہے، لیکن شرک پر اصرار اور دباؤ تو والدین کی اطاعت نہیں کرنا چاہیے۔ اس موقع پر اُن کمزور مسلمانوں کے نفاق پر گرفت کی گئی، جو ہجرت حبشہ میں متردد اور سردارانِ قریش سے خوف زدہ تھے۔ منافق ﴿آمَنَّا﴾ کہتا ہے، لیکن لوگوں کے فتنے کو، عذاب الہی کی طرح اللہ سمجھتا ہے۔ کامیابی ہو تو اپنی رفاقت کا احسان جتا تا ہے۔ سینے کے رازوں سے واقف، اللہ تعالیٰ یہ جاننا چاہتا ہے کہ کون مومن ہے اور کون منافق؟ ﴿وَمِنْ النَّاسِ مَنْ يَقُولُ آمَنَّا بِاللہِ فَإِذَا أُوذِيَ فِي اللہِ جَعَلَ الْفِتْنَةَ النَّاسِ كَعَذَابِ اللہِ وَلَکِنْ جَاءَ نَصْرٌ مِنْ رَبِّکَ لَيَقُولُنَّ إِنَّا کُنَّا مَعَكُمْ أَوْ لَیْسَ اللہُ بِاعْلَمَ بِمَا فِی صُدُورِ الْعَالَمِینَ﴾ (آیت: 10) کافروں کے سردار کمزور مسلمانوں پر دباؤ ڈالتے تھے کہ روز قیامت ہم تمہارے گناہ اپنے سر لے لیں گے۔ انہیں جھوٹا کہا گیا۔ روز قیامت یہاں اور دوسروں کا دواہر ابو جھانٹھائیں گے۔ اُس دن اُن کی افتراء پر دازیوں کے بارے میں باز پرس ہوگی۔

3- آیات 14 تا 40: تیسرے پیرا گراف میں آزمائشوں کی تاریخ بیان کی گئی ہے۔ حضرت نوحؑ، حضرت ابراہیمؑ، حضرت لوطؑ اور حضرت شعیبؑ آزمائشوں سے گزرے۔

(a) حضرت نوحؑ کو اپنی قوم کے درمیان 950 سال رہے:

ان کی قوم کو طوفان سے ہلاک کیا گیا۔ یہ ظالم لوگ تھے۔ اللہ نے کشتی والوں کو بچالیا اور سارے جہاں والوں کے لیے عبرت کا سامان فراہم کر دیا۔ (آیت: 15)

(b) حضرت ابراہیمؑ نے توحید و تقویٰ کی دعوت دی: ﴿اعْبُدُوا اللَّهَ وَانْقِصُوا﴾ (آیت: 16)

حضرت ابراہیمؑ نے بت پرستی کو جھوٹ قرار دیا اور ﴿مِنْ دُونِ اللَّهِ﴾ کا پول کھول دیا کہ یہ رزق نہیں دے سکتے۔ ﴿إِنَّمَا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ أَوْثَانًا وَتَخْلُقُونَ إِفْكًا إِنَّ الَّذِينَ تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ لَا يَمْلِكُونَ لَكُمْ رِزْقًا﴾

لہذا لوگوں کو اللہ کے پاس رزق تلاش کرنا چاہیے۔ اُسی کی عبادت کرنی چاہیے، اُس کا شکر ادا کرنا چاہیے، اُسی کی طرف لوٹنا ہے۔ ﴿فَابْتَغُوا عِنْدَ اللَّهِ الرِّزْقَ وَاعْبُدُوهُ وَاشْكُرُوا لَهُ إِلَيْهِ تُرْجَعُونَ﴾ (آیت: 17)

پچھلی قوموں نے بھی تکذیب کی۔ رسول کا کام تو صرف بلاغ مبین ہوتا ہے۔ ﴿وَرَأَى تُكْذِبُوهَا فَقَدْ كَذَّبَ أُمَمٌ مِّنْ قَبْلِكُمْ وَمَا عَلَى الرَّسُولِ إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ﴾ (آیت: 18)

حضرت ابراہیمؑ نے توحید کے متعدد عقلی دلائل پیش کیے۔

اللہ ہی خلق کی ابتداء اور اعادہ کرتا ہے؟ یہ اللہ کے لیے آسان ہے۔

اللہ ہر شے پر قادر ہے۔

اللہ چاہے تو سزا دے، چاہے تو رحم کرے۔ اللہ کو زمین و آسمان میں عاجز نہیں کیا جاسکتا۔

اللہ کے غضب سے بچانے والا، کوئی ﴿ولی﴾ اور ﴿نصیر﴾ نہیں ہے۔ (آیت: 21 تا 22)

کافرین اور منکرین آخرت، رحمت الہی سے مایوس ہیں، ان کے لیے دردناک عذاب ہوگا۔ (آیت: 23)

حضرت ابراہیمؑ کی قوم نے انہیں قتل کرنے یا زندہ جلادینے کا مشورہ کیا ﴿اَقْتُلُوهُ أَوْ حَرِّقُوهُ﴾۔ اللہ نے انہیں

آگ سے نجات دی۔ اس واقعے سے اہل ایمان آزمائشوں کی تاریخ جان کر اپنے اندر حوصلہ پیدا کر سکتے ہیں۔

(c) حضرت ابراہیمؑ پر صرف اُن کے بیٹے حضرت لوطؑ ایمان لے آئے۔

اعلان کیا: میں اپنے رب کی طرف ہجرت کرنے والا ہوں۔ (آیت: 26)

﴿فَأَمِّنْ لَهُ لُوطٌ﴾ وَقَالَ إِنِّي مُهَاجِرٌ إِلَى رَبِّي﴾ (آیت: 26)

حضرت لوطؑ نے اپنی قوم سے کہا: بیش کام نہ کرو! جو دنیا میں پہلے کسی نے نہیں کیا، یعنی مردوں کے ساتھ لواطت۔
(آیت: 28-29)

یہ لوگ اس قدر بے شرم تھے کہ مجالس میں منکر افعال کیا کرتے تھے (آیت: 29)۔ قوم نے عذاب کو دعوت دی۔ حضرت لوطؑ نے دعا کی ﴿رَبِّ انصُرْنِي عَلَى الْقَوْمِ الْمُفْسِدِينَ﴾

(d) اللہ نے مدین کی طرف حضرت شعیبؑ کو بھیجا۔ انہوں نے تین (3) باتوں کی دعوت دی۔ (1) اللہ کی بندگی کرو! (2) قیامت کے دن کی امید رکھو! (3) فساد نہ کرو! (آیت: 36)۔

﴿(1) اُعْبُدُوا اللَّهَ (2) وَارْجُوا الْيَوْمَ الْآخِرَ (3) وَلَا تَعْتُوا إِلَى الْأَرْضِ مُفْسِدِينَ﴾
قوم نے تکذیب کی۔ ایک سخت زلزلے ﴿الرَّجْفَةِ﴾ نے آیا۔ وہ اپنے گھر میں پڑے کے پڑے رہ گئے۔

(e) عاد و ثمود کو اللہ تعالیٰ نے ہلاک کیا۔ اُن کے اعمال کو، شیطان نے خوش نما بنا دیا تھا۔ (آیت: 38)

اللہ تعالیٰ نے قارون، فرعون اور ہامان کو ہلاک کیا۔ یہ ﴿اسْتَكْبَارٍ فِي الْأَرْضِ﴾ کے مجرم تھے۔ (آیت: 39)

(f) آخر میں قوموں کی ہلاکت کے چار (4) مختلف طریقے بیان کیے گئے۔ ہلاکت گناہوں کی وجہ سے ہوتی ہے۔

﴿فَكَلَّا أَخَذْنَا بِذُنُوبِهِ﴾

(1) لَمِنْهُمْ مَنْ أَرْسَلْنَا عَلَيْهِ حَاصِبًا

(2) وَمِنْهُمْ مَنْ أَخَذَتْهُ الصَّيْحَةُ

(3) وَمِنْهُمْ مَنْ خَسَفْنَا بِهِ الْأَرْضَ

(4) وَمِنْهُمْ مَنْ أَغْرَقْنَا

1- تیز آندھی سے

2- ﴿الصَّيْحَةِ﴾ دھماکے سے

3- ﴿خَسَفَ﴾ زمین میں دھنسا کر

4- غرق کر کے (آیت: 40)

وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُظْلِمَهُمْ وَلَكِنْ كَانُوا أَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ ﴿ (آیت: 40)

4- آیات 41-43: جو تھے ہیرا گراف میں کڑی کی مثال سے عقیدہ ولایت کا ابطال کیا گیا۔ توحید ولایت یحییٰ ہے۔

اللہ ہی ﴿ولی﴾، کارساز، سرپرست اور تحفظ فراہم کرنے والی ہستی ہے۔

﴿مِنْ دُونِ اللَّهِ﴾ اور ﴿غَيْرُ اللَّهِ﴾ کی ولایت کا عقیدہ، کڑی کے کمزور گھر کی طرح ہے، جو نہ سکون پہنچا

سکتا ہے اور نہ تحفظ فراہم کر سکتا ہے۔ اللہ کا سہارا مضبوط ہے اور ﴿غَيْرُ اللَّهِ﴾ کا سہارا نہایت کمزور ہے۔ جن

لوگوں نے ﴿اولیاء﴾ بنائے، ان کی مثال کڑی جیسی ہے۔ گھر بنایا۔

﴿مَثَلُ الَّذِينَ اتَّخَذُوا مِنْ دُونِ اللَّهِ أَوْلِيَاءَ كَمَثَلِ الْعَنْكَبُوتِ اتَّخَذَتْ بَيْتًا﴾

﴿مَنْ ذُوْنَ اللّٰهِ﴾ کو دلی، کارساز اور محافظ سمجھنے والے مٹری کے گھر میں رہتے ہیں۔ یہ ایک کمزور گھر ہے۔ اس گھر میں انہیں کوئی تحفظ حاصل نہیں ہو سکتا۔

﴿وَإِنَّ أَوْهَنَ الْيَبُوتِ لَسَبْتُ الْعُنُكُبُوتِ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ﴾ (آیت: 41)
ان خوبصورت قرآنی تمثیلوں سے اہل علم ہی مستفید ہو سکتے ہیں۔ ﴿وَمَا يَعْقِلُهَا إِلَّا الْعُلَمَاءُ﴾ (آیت: 43)

5- آیات 44 تا 55: پانچویں ہیرا گراف میں دلائل تو حید دیئے گئے، اعتراضات کا مسکت جواب دیا گیا اور عیسائیوں میں احسان کے ساتھ دعوت تو حید دینے کے آداب سکھائے گئے۔

رسول اللہ ﷺ کو ہدایت کی گئی کہ وہ قرآن سے تبلیغ کرتے رہیں اور نماز کے ذریعے اللہ کو یاد کرتے رہیں۔ یقیناً نماز برائی اور بے حیائی سے روکتی ہے، لیکن نماز میں اصل چیز ﴿ذکر﴾ ہے۔

﴿وَلَذِكْرُ اللّٰهِ أَكْبَرُ﴾ (آیت: 45)

اہل کتاب کے ساتھ، خوبصورتی سے بحث و مجادلہ کرنا چاہیے۔ انہیں بتانا چاہیے کہ اسی طرح کی چیز ہمارے پاس بھی بھیجی گئی ہے۔ ﴿وَلَا تُجَادِلُوا أَهْلَ الْكِتَابِ إِلَّا بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ﴾

اُن سے کہنا چاہیے ”ہمارا تمہارا خدا ایک ہے، اور ہم اسی کے فرماں بردار ﴿مسلم﴾ ہیں“ (آیت: 46)

﴿قُولُوا آمَنَّا بِالَّذِي أُنْزِلَ إِلَيْنَا وَأَنْزَلَ إِلَيْكُمُ وَالْهَنَّا وَالْهَكُمُ وَاحِدٌ وَنَحْنُ لَهُ مُسْلِمُونَ﴾
رسول اللہ ﷺ پر اعتراض کا جواب دیا گیا کہ یہ قرآن خود آپ ﷺ کا تصنیف کردہ نہیں ہے۔ یہ اللہ کا کلام ہے۔ رسول ﷺ نہ تو پہلے پڑھتے تھے، نہ ہاتھ سے لکھتے تھے، پھر باطل پرست شک میں کیوں مبتلا ہوتے ہیں۔

6- آیات 56 تا 60: چھٹے ہیرا گراف میں ہجرت کا حکم دیا گیا اور رزق کا وعدہ کیا گیا

اگر مقامی جگہ پر دین پر عمل درآمد ممکن نہ ہو تو مسلمانوں کو کسی دوسرے مقام کی طرف ہجرت کرنا ضروری ہے۔

﴿يُجَادِي الدِّينِ آمَنُوا إِنَّ أَرْضِي وَاسِعَةً﴾ لِيَأْتِيَ فَاعْبُدُونِ﴾ (آیت: 56)

ایمان لا کر عمل صالح اور ہجرت کرنے والوں کے لیے، جنت کی بلند و بالا عمارتیں ہیں، جن کے نیچے سے نہریں بہتی ہوں گی۔ کیا ہی عمدہ اجر ہے، اُن لوگوں کے لیے، جنہوں نے مشکل حالات صبر کیا اور اپنے رب پر بھروسہ کرتے رہے۔ مسلمانوں کو یقین دلایا گیا کہ ہجرت کے بعد انہیں رزق ملتا رہے گا۔

”کتنے ہی جانور ہیں، جو رزق اٹھائے نہیں پھرتے۔ اللہ انہیں بھی رزق دیتا ہے، تمہیں بھی دے گا۔“

﴿وَكَايْنٍ مِّنْ ذَا بَنِي لَا تَحْمِلُ رِزْقَهَا، اَللّٰهُ يَرْزُقُهَا، وَيَايَاكُمْ﴾ (آیت: 60)

7- آیات 61 تا 68: ساتویں ہیرا گراف میں قریش کے خلاف فرد جرم ہے۔ حرم کی نعمت کے باوجود، یہ لوگ ناشکری میں مبتلا ہیں۔

دنیا کی زندگی کھیل اور دل کے بہلاوے کے علاوہ کچھ نہیں۔ اصل گھر آخرت کا ہے۔

یہ مشرک کشتی پر سوار ہو کر ﴿موجود﴾ بن جاتے ہیں۔ اللہ کی اطاعت کو خالص کر کے دعا کرتے ہیں، لیکن نجات کے بعد مشرک کرنے لگتے ہیں۔ انہیں مہلت دی جا رہی ہے۔

اللہ نے کئے کو پر امن جگہ بنایا ہے، جب کہ گرد و پیش میں لوگ اچک لیے جاتے ہیں۔

(آلہ نے یہ امن قائم نہیں کیا) یہ باطل کو مانتے ہیں، حق کو نہیں! ایسے کافروں کے لیے جہنم کی سزا ہے۔

8- آیت 69: آخری پیرا گراف، آخری آیت پر مشتمل ہے۔ نو مسلم نوجوانوں سے ہجرت حبشہ کے بعد حمایت کا وعدہ کیا گیا

جو اللہ کے لیے تنگ و دو کرتے ہیں، اللہ انہیں اپنا راستہ دکھاتا ہے۔ یہ محسن ہیں، ان کے ساتھ اللہ ہوتا ہے۔

﴿وَالَّذِينَ جَاهَدُوا فِينَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا وَإِنَّ اللَّهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِينَ﴾ (آیت: 69)

”جو لوگ ہماری خاطر مجاہدہ کریں گے، انہیں ہم اپنے راستے دکھائیں گے، اور یقیناً اللہ نیکو کاروں ہی کے ساتھ ہے۔“

اس آیت میں یہ بشارت پوشیدہ ہے کہ ہجرت حبشہ کے بعد، ہجرت مدینہ اور پھر بدر، احد، احزاب، صلح حدیبیہ، خیبر

اور فتح مکہ، جو کہ مراحل آئیں گے اور پھر اس کے بعد مشرق و مغرب میں اسلام کی دعوت کی توسیع ہوگی۔ ہر

مرحلے پر اللہ تعالیٰ ﴿مُحْسِن﴾ مسلمانوں کو اپنے ﴿سُبُل﴾ یعنی راستوں کی طرف رہنمائی کرتا رہے گا۔

مرکزی مضمون

اہل توحید کو آزمائشوں سے گزرنا پڑتا ہے، ہجرت کی نوبت بھی آسکتی ہے۔



FLOW CHART

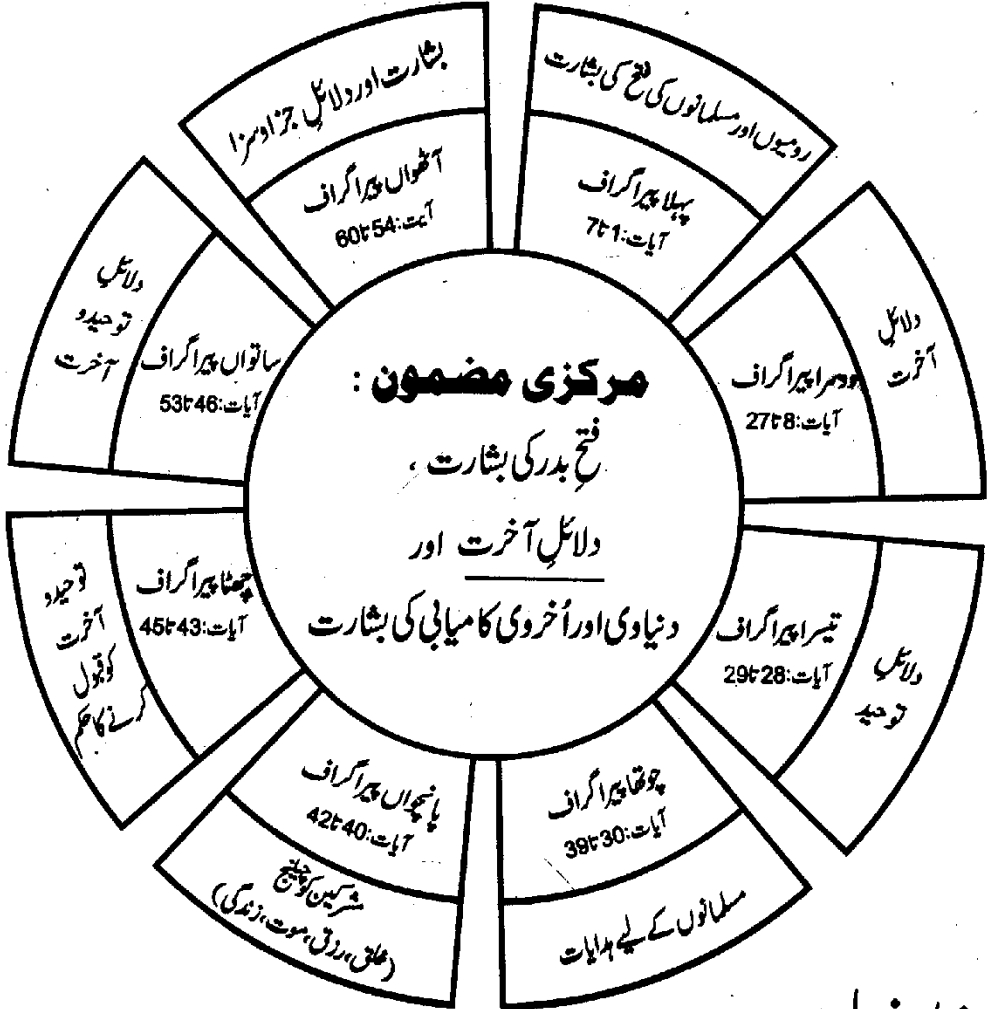
MACRO-STRUCTURE

ترتیبی نقشہ رابطہ

نظم جلی

30- سُورَةُ الرُّوم

آیات : 60 مَجِئَةٌ پیرا گراف : 8



زمانہ نزول:

سورت ﴿الرُّوم﴾ ہجرت حبشہ (رجب 5 نبوی 615ء) سے پہلے، 5 نبوی کے اوائل میں نازل ہوئی۔ اس سورت میں پیش گوئی کی گئی کہ ایرانیوں کی بڑھتی ہوئی فتوحات رک جائیں گی اور ایرانیوں پر رومی غالب آجائیں گے۔ اور اسی سال مسلمان بھی فتح سے ہمکنار ہوں گے۔ 8، 9 سال بعد، سورت ﴿الرُّوم﴾ کی یہ بشارت، رومیوں کی فتح اور رمضان 2ھ (624ء) میں جنگ بدر میں مسلمانوں کی فتح کی صورت میں ظاہر ہوئی۔

خصوصیت

سورت ﴿الرّوم﴾ میں سات مرتبہ ﴿وَقَيْنُ آيَاتِهِ﴾ کے اسلوب کذریعے توحید کے دلائل فراہم کیے گئے ہیں۔

سورة الرّوم کا کتابی ربط

- 1- پہلی سورت ﴿العنکبوت﴾ میں اسلام پسندوں کی آزمائشوں اور ہجرت کا ذکر تھا۔ یہاں سورت ﴿الرّوم﴾ میں ان دو چیزوں کے نتیجے ہی میں، فتح و نصرت کا وعدہ ہے، جو فتح کی صورت میں پورا ہوا۔
- 2- سورت ﴿الرّوم﴾ کا مرکزی مضمون ہی قیامت اور آخرت کا اثبات ہے اور اس سورت کا اختتام ﴿لَا يُوقِنُونَ﴾ کے الفاظ پر ہوا ہے۔ اگلی سورت ﴿لقمان﴾ کے پہلے تمہیدی حصے ہی میں محسنین کی صفات بیان کرتے ہوئے فرمایا گیا ﴿وَهُمْ بِالْآخِرَةِ هُمْ يُوقِنُونَ﴾
- 3- یہاں سورت ﴿الرّوم﴾ میں بھی طرح طرح دلائل توحید کے علاوہ امکانِ آخرت اور اثباتِ آخرت کے دلائل دیے گئے ہیں، جب کہ اگلی سورت ﴿لقمان﴾ میں توحید کے اثبات اور شرک کی تردید کے دلائل فراہم کیے گئے ہیں۔

اہم کلیدی الفاظ اور مضامین

- 1- آخرت اور ﴿لِقَاءِ﴾ یعنی اللہ سے ملاقات سورت ﴿الرّوم﴾ کا اہم مضمون ہے۔
 - (a) اس سورت میں وضاحت کی گئی ہے کہ انسان کا اصل مسئلہ یہ ہے کہ وہ آخرت کا منکر ہے اور اپنے رب سے ملاقات کا انکار کرتا ہے ﴿وَإِنَّ كَثِيرًا مِّنَ النَّاسِ بِلِقَائِي رَبِّهِمْ لَكُفْرُونَ﴾ (آیت: 8)۔
 - (b) ﴿لِقَاءِ﴾ یعنی ملاقات رب کا انکار کرنے والے اہل تکذیب کو عذاب کا مزدہ سنایا گیا۔ ﴿وَأَمَّا الَّذِينَ كَفَرُوا وَكَذَّبُوا بِآيَاتِنَا وَلِقَائِ الْآخِرَةِ فَأُولَٰئِكَ فِي الْعَذَابِ مُحْضَرُونَ﴾ (آیت: 16)۔
 - (c) آخرت کی دلیل: بارش سے دلیل فراہم کی گئی کہ اللہ تعالیٰ اس سے مردہ زمین کو سرسبز و شاداب کر دیتا ہے۔ اسی طرح وہ مردوں کو زندہ کرے گا۔ ﴿فَانظُرْ إِلَىٰ الْمَرْحُومَاتِ اللَّو كَيْفَ يُحْيِي الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا إِنَّ ذَٰلِكَ لَمُعْجِزٌ لِّلْمُوتَى﴾ (آیت: 50)
 - (d) آخرت کی عقلی دلیل فراہم کی گئی کہ وہ زندہ سے مردہ اور مردہ چیزوں سے زندہ چیزیں پیدا کرتا ہے۔ درخت پر بیج اُگتے ہیں، بیج سے درخت۔ مرغی سے انڈ اور انڈے سے مرغی۔ اسی طرح انسان بھی قبروں سے زندہ کیے جائیں گے۔ ﴿يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَيُحْيِي الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا﴾

وَكُلِّلَكَ تُخْرَجُونَ ﴿ (آیت: 19)

(e) انسان کی غفلت کا پھل کھولا گیا ہے کہ وہ دنیا کی زندگی میں کھو گیا ہے اور آخرت سے غافل ہے۔

﴿يَعْلَمُونَ ظَاهِرًا مِّنَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَهُمْ عَنِ الْآخِرَةِ هُمْ غٰفِلُونَ﴾ (آیت: 7)

2- قریش کے لیڈروں کو بتایا گیا ہے کہ تاریخ گواہی دے رہی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ﴿مُجْرِمِينَ﴾ سے انتقام لیا اور مؤمنین کی مدد کی۔

(a) وہ آخری رسول حضرت محمد ﷺ پر ایمان لانے والوں کی لازماً مدد کرے گا۔ مشرکین مکہ شکست سے دوچار ہو کر رہیں گے۔ ﴿وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ رُسُلًا إِلَىٰ قَوْمِهِمْ فَجَاءَهُمْ بِالْبَيِّنَاتِ فَانْتَقَمْنَا مِنَ الَّذِينَ أَجْرَمُوا وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِينَ﴾ (آیت: 47)

(b) دنیا میں گن اور آخرت سے غافل ﴿بجرم﴾ لوگ روز قیامت قسم کھا کر کہیں گے کہ وہ تو دنیا میں صرف ایک گھڑی ہی ٹھہرے ہیں۔ ﴿وَيَوْمَ تَقُومُ السَّاعَةُ يُقْسِمُ الْمُجْرِمُونَ مَا لَبِثُوا غَيْرَ سَاعَةٍ﴾ (آیت: 55)

3- اس سورت میں ﴿وَمِنَ الْآيَةِ﴾ کے الفاظ سے شروع ہونے والی سات (7) آیات ہیں۔ اس اسلوب کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی توحید، اس کی قدرت، طاقت، اس کی حکمت ثابت کی گئی ہے اور آخرت پر دلیلیں قائم کی گئی ہیں۔

(a) (آیت: 20) میں انسان کی مٹی سے تخلیق کی حقیقت بیان کر کے توحید قدرت و اختیار کو ثابت کیا گیا ہے۔

﴿وَمِنَ الْآيَةِ أَنْ خَلَقَكُمْ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ إِذَا أَنْتُمْ بَشَرٌ تَنْتَشِرُونَ﴾ (آیت: 20)

(b) آیت 21 میں انسانی نسل کے جوڑوں کی پیدائش، ان کے درمیان محبت اور رحمت پیدا کرنے کی قدرت کی دلیل ہے۔ ﴿وَمِنَ الْآيَةِ أَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِنْ أَنْفُسِكُمْ أَزْوَاجًا لِتَسْكُنُوا إِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَوَدَّةً وَرَحْمَةً إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ﴾ (آیت: 21)۔

(c) آیت 22 میں ارض و سما کی تخلیق اور مختلف انسانی زبانوں اور رنگوں کے اختلاف سے بھی توحید قدرت کی دلیل فراہم کی گئی ہے۔

﴿وَمِنَ الْآيَةِ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَاعْمَالُ السَّجٰتِ وَاللَّوٰكِبِ﴾ (آیت: 22)

(d) آیت 23 میں رات اور دن کی تخلیق اور ان کے مقاصد (نید آرام اور روزگار) سے دلیلی حکمت مہیا کی گئی ہے۔ ﴿وَمِنَ الْآيَةِ مَنَامُكُمْ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَالْبَرْقُ وَالْغَمَامُ وَالْمَنَامُ﴾ (آیت: 23)۔

(e) آیت 24 میں بجلیوں اور بارشوں سے دلیلی آخرت ہے، جو دلیلی قدرت بھی ہے۔ ﴿وَمِنَ الْآيَةِ بُرُؤُكُمْ الْبَرْقِ خَوْفًا وَطَمَعًا وَمِمَّا يُنَزَّلُ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَيُخْرِجُ بِهِ الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا﴾ (آیت: 24)۔

(f) آیت 25 میں قیام ارض و سماء کی قدرت و طاقت بیان کی گئی۔ یہ دلیل قدرت اور دلیل آخرت ہے۔

﴿وَمِنَ الْآيَةِ أَنْ تَقُومَ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ بِأَمْرِهِ ثُمَّ إِذَا دَعَاكُمْ دَعْوَةً مِّنَ الْأَرْضِ إِذَا أَنْتُمْ تَخْرُجُونَ﴾ (آیت: 25)۔

(g) آیت 46 میں ہواؤں اور کشتیوں سے دلیل قدرت اور آخرت فراہم کی گئی ہے۔ اسباب ربوبیت کا ذکر کر کے شکر کا مطالبہ کیا گیا ہے۔

﴿وَمِنَ الْآيَةِ أَنْ يُرْسِلَ الرِّيَّاحَ مُبَشِّرَاتٍ وَلِيُذِيقَكُمْ مِّنْ رَّحْمَتِهِ وَلِتَجْرِيَ الْفُلُكُ بِأَمْرِهِ وَلِتَبْتَغُوا مِنْ فَضْلِهِ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ﴾ (آیت: 46)۔

4- ﴿الْأَنفُسُ﴾

(a) توحید کی انفسی دلیل: ایک تمثیل کے ذریعے عقل مندوں کو سمجھایا گیا ہے کہ وہ اپنے مملوکوں کو اپنے جیسا نہیں سمجھتے تو پھر خالق مخلوق کی طرح کیسے ہو سکتا ہے؟ ﴿ضَرَبَ لَكُمْ مَثَلًا مِّنْ أَنْفُسِكُمْ هَلْ لَّكُمْ مِّنْ مَّا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ مِّنْ شُرَكَاءَ فِيْ مَا رَزَقْنَكُمْ لَأَنْتُمْ فِيْهِ سَوَاءٌ تَخَافُونَهُمْ كَخِيفَتِكُمْ أَنْفُسَكُمْ كَذَلِكَ نُفَوِّلُ الْآيَاتِ لِقَوْمٍ يَعْقِلُونَ﴾ (آیت: 28)

(b) آخرت کی انفسی دلیل: اپنے اندر جھانک کر غور کرنے کی دعوت دی گئی ہے کہ اللہ نے یہ کائنات بلا مقصد پیدا نہیں کی۔ یہ ایک امتحان گاہ ہے، اس لیے آخرت کو تسلیم کر کے اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کرنا چاہیے ﴿أَوَلَمْ يَتَفَكَّرُوا فِيْ أَنْفُسِهِمْ مَا خَلَقَ اللَّهُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا إِلَّا بِالْحَقِّ وَأَجَلٍ مُّسَمًّى وَإِنَّ كَثِيرًا مِّنَ النَّاسِ بِلِقَائِي رَبِّهِمْ لَكُفْرُونَ﴾ (آیت: 8)

سورة الروم کا نظم جلی

سورة ﴿الروم﴾ آٹھ (8) ہیرا گرافوں پر مشتمل ہے۔ پہلے اور آخری ہیرا گراف میں فتح کی بشارت ہے۔ چوتھے اور چھٹے ہیرا گراف میں دعوت اسلام ہے۔ درمیانی ہیرا گرافوں میں دلائل توحید، دلائل آخرت اور شرک کی تردید ہے۔

1- آیات 1 تا 7: پہلے ہیرا گراف میں چند سوالوں کے اندر اندر، رومیوں کی فتح اور جنگ بدر میں مسلمانوں کی فتح کی بشارت دے کر بتایا گیا ہے کہ اللہ کے وعدے سچے ہوتے ہیں۔ اسی طرح قیامت کا وعدہ بھی سچا ہے، اس پر ایمان لانا چاہیے۔

﴿سَيُفْلِحُونَ﴾ ۵ ﴿فِي بَضْعِ يَمِينٍ﴾ ۶ ﴿لِلَّهِ الْأَمْرُ مِنْ قَبْلُ وَمِنْ بَعْدُ وَيَوْمَئِذٍ يَفُرحُ الْمُؤْمِنُونَ﴾ ۷
چنانچہ رمضان 2ھ بمطابق 624ء میں جنگ بدر کی فتح کا یہ وعدہ پورا ہوا۔ آخرت بھی واقع ہو کر رہے گی، جس سے مشرکین کدغافل ہیں۔ ﴿يَعْلَمُونَ ظَاهِرًا مِّنَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَهُمْ عَنِ الْآخِرَةِ هُمْ غٰفِلُونَ﴾ (آیت: 7)

2- آیات 27 تا 28: دوسرے پیرا گراف میں دلائل توحید اور دلائل آخرت فراہم کیے گئے ہیں۔

آخرت پر ایمان لانے کے لیے آفاق و انفس کی نشانیوں پر غور کرنے کی دعوت دی گئی ہے۔

طاقتور قوموں کی ہلاکت کے تین اسباب تھے: (1) رسولوں کا انکار۔ (2) تکذیب آیات اور (3) استہزاء

یعنی رسولوں کی دعوت کا مذاق۔ اللہ ظالم نہ تھا، بلکہ یہ خود اپنے آپ پر ظلم کر رہے تھے۔ (آیات: 10 تا 11)

اللہ ہی مخلیق کی ابتداء اور اعادہ کرتا ہے، لیکن قیامت کے دن ﴿مجرم﴾ منکرین آخرت ناامید ہو جائیں گے۔

﴿وَيَوْمَ تَقُومُ السَّاعَةُ يُبْلِسُ الْمُجْرِمُونَ﴾ (آیت: 12)۔

روز قیامت کوئی سفارشی نہ ہوگا۔ سارے سفارشی منکر ہو جائیں گے۔ قیامت کے دن لوگ بٹ جائیں گے۔

اس کے برخلاف ایمان لا کر نیک عمل کرنے والے باغوں میں شاداں و فرحاں ہوں گے۔ منکرین آخرت اور اللہ کی آیات کو

جھٹلانے والے عذاب میں مبتلا ہوں گے۔ لہذا انسان کو خوف آخرت کے ماتحت حمد کے ساتھ صبح و شام تسبیح کرنا چاہیے۔

امکان آخرت کی عقلی دلیل فراہم کی گئی کہ اللہ مردہ چیز میں سے زندہ چیز اور زندہ چیزوں میں سے مردہ چیزیں پیدا کرتا

ہے۔ اسی طرح انسان بھی دوبارہ قبروں سے نکالے جائیں گے۔

﴿يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَيُحْيِي الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا

وَكَذَلِكَ تُخْرَجُونَ﴾ (آیت: 19)

اس کے بعد ﴿وَمِنْ آيَاتِهِ﴾ کے اسلوب کے ذریعے دلائل توحید فراہم کیے گئے ہیں۔ (آیات 20 تا 23)

اس کے بعد ﴿وَمِنْ آيَاتِهِ﴾ کے اسلوب ہی ذریعے دلائل آخرت فراہم کیے گئے ہیں۔ (آیات 24 اور 25)

زمین و آسمان کی ہر چیز اللہ کی ہے، سب تابع ہیں، وہی تخلیق کا آغاز اور اعادہ کرتا ہے (آیات: 26 تا 27)۔

آخرت برپا کرنا اللہ کے لیے آسان تر ہے ﴿وَهُوَ أَهْوَنُ عَلَيْهِ﴾ -

سب سے برتر صفات اللہ ہی کی ہیں ﴿وَلَهُ الْمَثَلُ الْأَعْلَى﴾ وہ عزیز و حکیم ہے (آیت: 27)۔

3- آیات 28 تا 29: تیسرے پیرا گراف میں کچھ مزید انفسی دلائل توحید بیان کیے گئے ہیں۔

خود مخلوقات اور انسانوں کے اندر درجہات کا تفاوت ہے تو پھر انسان ﴿مَخْلُوق﴾ اور ﴿مَعْلُوق﴾ یعنی

﴿مِنْ دُونِ اللَّهِ﴾ کے فرق کو سمجھنے سے کیوں قاصر ہے؟ ان سے پوچھا گیا کہ کیا تمہارے غلام، کیا تمہاری دولت میں

برابر کے شریک ہیں؟ کیا تم غلاموں سے اسی طرح ڈرتے ہو! جس طرح اپنے ہمسروں سے ڈرتے ہو؟

مشرکین کی گمراہی کے اصل سبب پر روشنی ڈالی گئی کہ یہ ظالم ﴿أَهْوَاء﴾ یعنی اپنے تخیلات، قیاسات اور خواہشات کے

غلام ہیں۔ (آیت نمبر 29)

4- آیات 30 تا 39: چوتھے پیرا گراف میں اسلام کی دعوت دی گئی ہے۔ اسلام دینِ فطرت ہے اور سیدھا دین ہے۔

(a) انسان کو چاہیے کہ وہ اپنا رُخ کامل یکسوئی کے ساتھ دینِ فطرت اسلام کی طرف کر لے۔

﴿فَأَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّينِ حَنِيفًا فِطْرَتَ اللَّهِ الَّتِي فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا لَا تَبْدِيلَ لِخَلْقِ اللَّهِ ذَلِكَ الدِّينُ الْقَيِّمُ وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ﴾ (آیت: 30)۔ اللہ نے انسانوں کو جس فطرت پر قائم کیا ہے، اسی پر قائم ہو جانا چاہیے۔ اللہ کی بنائی ہوئی ساخت بدلی نہیں جاسکتی۔

(b) دعوت دی گئی کہ اللہ کا تقویٰ اور اللہ کی اتباع اختیار کرتے ہوئے نماز کے قیام کا اہتمام کیا جائے، ورنہ ان کا شمار مشرکین میں سے ہوگا۔

﴿مُذِيبِينَ إِلَيْهِ وَاتَّقُوهُ وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَلَا تَكُونُوا مِنَ الْمُشْرِكِينَ﴾ (آیت: 31) مشرکین گروہوں میں بٹ گئے ہیں۔ ہر گروہ اپنے پاس کی چیز پر مبنی ہے ﴿كُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُونَ﴾ انسانی نفسیات: انسان نفسیات پر روشنی ڈالی گئی کہ وہ مصیبت میں (غیب) بن کر اللہ کی طرف رجوع کر لیتا ہے (کیونکہ توحید اُس کے دل کی فطری آواز ہے) لیکن رحمت کے نزول کے بعد شرک شروع کر دیتا ہے۔

مشرکین پر واضح کیا گیا کہ شرک کے لیے کوئی دلیل اور سند نہیں ہے۔ اللہ نے کوئی سند نازل نہیں کی۔

(c) اللہ تعالیٰ کی خوشنودی ﴿وَجْهَ اللَّهِ﴾ حاصل کرنے کے لیے رشتے داروں، مسکینوں اور مسافروں کے حقوق کو ادا کرنے کا حکم دیا گیا۔ یہی لوگ فلاح پائیں گے۔

﴿فَإِذَا الْقُرْبَىٰ حَقُّهُ وَالْمُسْكِينُ وَابْنُ السَّبِيلِ ذَلِكَ عَمِيرٌ﴾ (آیت: 38) وَلِلَّذِينَ يُرِيدُونَ وَجْهَ اللَّهِ وَأُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ

(d) اتفاق کی ترغیب دی گئی۔ سود اور زکوٰۃ کے فرق کی وضاحت کی گئی۔ اللہ کے نزدیک سود نہیں بڑھتا، لیکن اللہ کی خوشنودی ﴿وَجْهَ اللَّهِ﴾ کے لیے دی جانے والی زکوٰۃ میں اضافہ کیا جاتا ہے۔

﴿وَمَا اتَّبَعْتُ مِنْ رَبِّ إِلَّا صِرَاطًا فَاسِدًا﴾ (آیت: 39) وَلِلَّذِينَ يُرِيدُونَ وَجْهَ اللَّهِ وَأُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ

(e) یہ ایک مکی سورت ہے، لیکن یہاں زکوٰۃ اور حقوق العباد کی تمہید باندھی گئی ہے۔

5- آیات 40 تا 42: پانچویں پیرا گراف میں شرک کی تردید ہے اور مشرکین کی ہلاکت کی دھمکی ہے۔

(a) مشرکین سے سوال کیا گیا کہ کیا تمہارے شریک، ﴿آلِهَهُ﴾، ﴿مِنْ دُونِ اللَّهِ﴾ نے کوئی چیز اللہ کی طرح تخلیق کی ہے؟ پھر تمہیں اشتباہ کیسے ہو گیا؟ انسان شرک کا مجرم ہے، بخود بر کے فساد کا ذمے دار خود ہے۔

﴿ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ أَيْدِي النَّاسِ﴾

(b) انسانوں کو سزا اس لیے دی جاتی ہے کہ بعض اعمال کی سزا پانے کے بعد، شاید وہ برے اعمال سے باز آئیں۔

﴿لِيُذِيقَهُمْ بَعْضَ الَّذِي عَمِلُوا لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ﴾ (آیت: 41)

(c) مشرکین کو دھمکی دی گئی کہ انہیں زمین میں چل پھر کر دیکھنا چاہیے اور غور کرنا چاہیے کہ ہلاک ہونے والے اکثر مشرک تھے۔ ﴿كَانَ أَكْثَرُهُمْ مُشْرِكِينَ﴾ (آیت: 42)۔ ان کی بھی شامت آسکتی ہے۔

6- آیات 43 تا 45: چھپے پیرا گراف میں بھی، چوتھے پیرا گراف کی طرح دعوتِ اسلام دی گئی ہے۔

آیت 30 کی دعوت ﴿فَإِلَهُكُمْ وَجْهَكَ لِلدِّينِ﴾ کا اعادہ آیت 43 میں کیا گیا اور قیامت کے عذاب سے ڈرایا گیا۔ عقیدہ توحید پر مشتمل دینِ فہم کی طرف رخ کرنے کے لیے ہی یکسو ہو جانا ضروری ہے۔

قیامت کا عذاب ٹلنے والا نہیں۔ قیامت کا مقصد جزا و سزا ہے۔ ہر شخص اپنے کیے کا ذمہ دار ہوگا۔ لہذا قرآن مجید کی دعوت توحید اور دعوتِ آخرت پر ایمان لا کر، دینِ اسلام قبول کر لینا چاہیے۔

7- آیات 46 تا 53: ساتویں پیرا گراف میں دوسرے اور تیسرے پیرا گراف کی طرح کچھ مزید دلائل توحید اور دلائلِ آخرت بیان کیے گئے۔

(a) دلیل توحید قدرت بیان کی گئی کہ اللہ ہی بشارت اور رحمت بنا کر ہوا نہیں بھیجتا ہے، جس سے بارش ہوتی ہے، کشتیاں چلتی ہیں، تاکہ انسان اللہ کی نعمتوں کا شکر ادا کرے، لیکن اللہ کے چند اصول ہیں۔ (1) رسولوں کو واضح دلائل کے ساتھ بھیجتا ہے۔ (2) ناشکری اور مجرم قوموں سے انتقام لیتا ہے۔ (3) اور مومنین کی مدد کر کے انہیں بچا لیتا ہے ﴿وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ رُسُلًا إِلَى قَوْمِهِمْ فَجَاءَهُمْ بِالْبَيِّنَاتِ فَانْتَقَمْنَا مِنَ الَّذِينَ أَجْرَمُوا وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِينَ﴾ (آیت: 47)

(b) دلیل توحید و آخرت بیان کی گئی کہ اللہ اپنی رحمت سے مردہ زمین کو جلا اٹھاتا ہے۔ اسی طرح وہ مردوں کو زندگی دینے والا ہے۔ وہ ہر چیز کی قدرت رکھتا ہے۔

﴿فَإِنظُرْ إِلَى الْبَرِّ رَحِمَتِ اللَّهِ كَيْفَ يُخَيِّ الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا إِنَّ ذَٰلِكَ لَمُنْهِي الْمَوْتِ وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ﴾ (آیت: 50)

رسول اللہ ﷺ کو تسلی دی گئی کہ آپ بحسنِ خوبی تبلیغِ کافر فیضہ انجام دے رہے ہیں، لیکن آپ ﷺ ان مردوں کو نہیں سنا سکتے۔ بہرہ ور اور اندھوں کو راستہ دکھا نہیں سکتے۔ (آیت: 52)

ہاں اہل ایمان کو اور مسلمون (جھکنے والوں) کو سمجھا سکتے ہیں۔ (آیت نمبر 53)

8- آیات 54 تا 60: آٹھویں اور آخری پیرا گراف میں رسول اللہ ﷺ کو فتح بدر کی بشارت اور تسلی دی گئی اور ﴿مجرم﴾ مشرکین کو، جو منکرینِ آخرت بھی تھے، دھمکی دے کر اتمامِ حجت کی گئی۔

انفسی دلیل: اللہ کی قدرت اور آخرت کو ثابت کرنے کے لیے ایک انفسی دلیل دی گئی کہ اللہ نے کمزوری کی حالت میں انسانوں کو پیدا کیا، پھر قوت بخشی، قوت کے بعد ضعیف اور بوڑھا کر دیا۔ اللہ جیسے چاہے پیدا کرتا ہے۔ وہ عظیم و قدیر ہے (آیت: 54)۔ انسانی زندگی کے یہ مراحل شہادت دے رہے ہیں کہ اس کے بعد کی منزلیں موت اور آخرت ہے۔ قیامت کے دن نہ معذرت لفع دے گی، اور نہ ظالموں سے معافی مانگنے کے لیے کہا جائے گا۔ (آیت: 57) مشرکین کو بتایا گیا کہ وہ ضدی ہیں۔ اللہ نے اس قرآن میں طرح طرح سے سمجھایا ہے، لیکن خواہ کوئی نشانی لائی جائے، منکرین اسے باطل ہی کہیں گے۔ اس طرح اللہ تعالیٰ بے علم لوگوں کے دلوں پر ٹھپہ لگا دیتا ہے۔ آخری آیت میں رسول اللہ ﷺ کو صبر کی نصیحت کی گئی۔ منکرینِ آخرت کو دھمکی دی گئی کہ اللہ کا وعدہ سچا ہے۔ آخرت پر یقین نہ رکھنے والے رسول اللہ ﷺ کو ہلکا خیال نہ کریں۔

﴿كَاصِبٌ إِنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ وَلَا يَسْتَخِفُّكَ الْإِيمَانُ لَا يُؤَفِّقُونَ﴾ (آیت: 60) چند سالوں میں مشرکین مکہ شکست سے دوچار ہوں گے اور مسلمانوں میدانِ بدر میں کامیاب و کامران ہوں گے۔

مرکزی مضمون

دلائل توحید اور دلائلِ آخرت دے کر مشرک مجرم منکرینِ آخرت کو ڈرایا گیا ہے کہ اُن کے حق میں بھی بہتر ہے کہ وہ اسلام قبول کر لیں، ورنہ چند سالوں میں شکست سے دوچار ہو کر رہیں گے۔ فتح بدر پر مسلمان خوشیاں منائیں گے۔

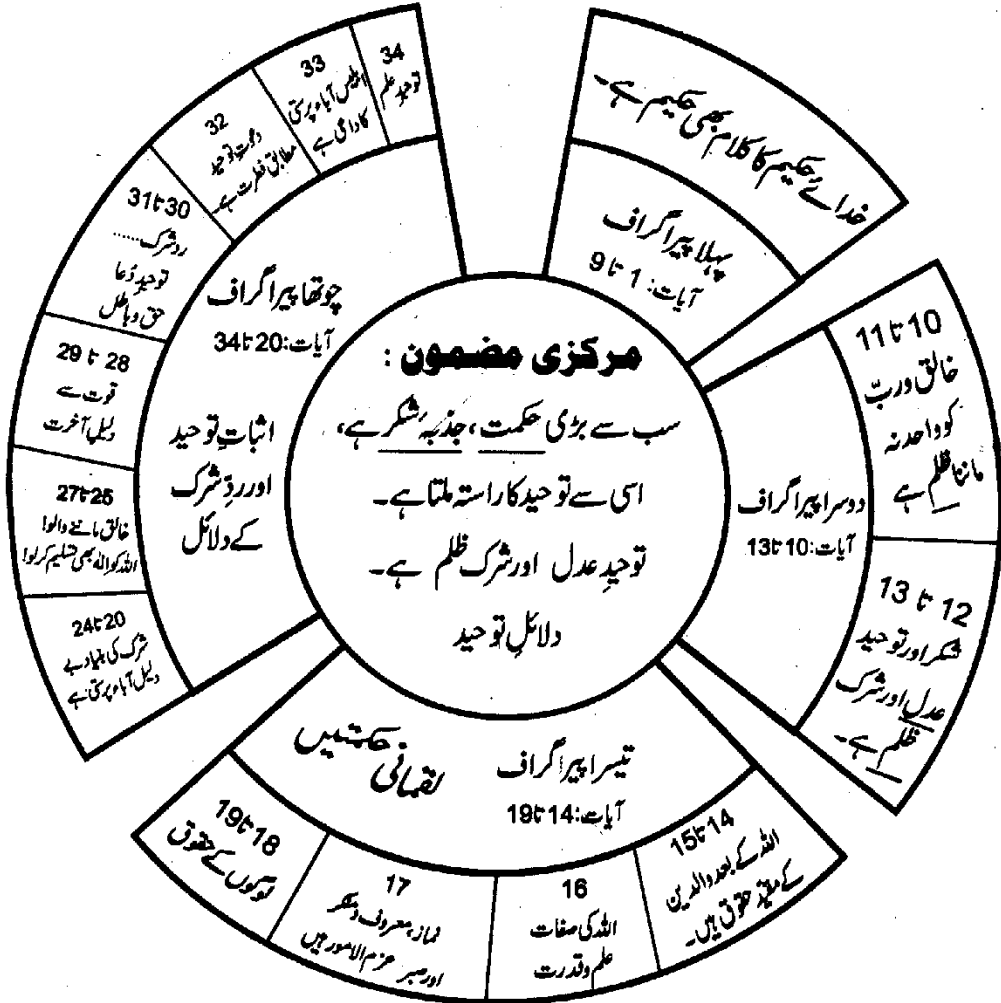


تظم جلی

ترتیبی نقشہ ربط

31- سُورَةُ لُقْمَانَ

آیات : 34 مَكِّيَّة پیرا گراف : 4



زمانہ نزول:

سورت ﴿لُقْمَانَ﴾، سورت ﴿العنکبوت﴾ اور ہجرت حبشہ (رجب 5 نبوی) سے پہلے، 5 نبوی کے اوائل میں نازل ہوئی۔ نو مسلم نوجوانوں کو ہدایت دی گئی ہے کہ انہیں اپنے شرک والدین کے ساتھ حسن سلوک تو لازماً کرنا چاہیے، لیکن شرک کے مسئلے پر ان کی اطاعت جائز نہیں۔

سورة لقمان کا کتابی ربط

پہلی سورت ﴿الزُّم﴾ میں دلائل تو حید اور دلائل آخرت تھے۔ بدر میں فتح و نصرت کی بشارت تھی۔ یہاں سورت ﴿لقمان﴾ میں شرک کو ﴿ظلم عظیم﴾ کہا گیا ہے، شکر کا مطالبہ کیا گیا اور آباء پرستی سے بچنے کی ہدایت دی گئی۔ یہاں سورة ﴿لقمان﴾ میں حضرت لقمان کی جامع نصیحتیں بیان ہوئی ہیں، جو دراصل مومنین کی صفات ہیں۔ اگلی سورت ﴿الاسجدہ﴾ میں بھی ﴿مومن﴾ اور ﴿فاسق﴾ کا فرق بتا کر مومنین کی صفات بیان کی گئی ہیں کہ وہ حمد و تسبیح کے ساتھ تہجد کا اہتمام کرتے ہیں اور نہایت عاجزی کے ساتھ اللہ کا خوف اور اللہ سے اُمید کا رویہ اختیار کرتے ہیں۔

اہم کلیدی الفاظ اور مضامین

1- اللہ تعالیٰ بھی ﴿حَکِیم﴾ ہے اور اُس کی کتاب بھی ﴿حَکِیم﴾ ہے۔ دنیا کی آزمائشیں اور آخرت میں جزاء و سزا کا نظام بھی اللہ تعالیٰ کی ﴿حِکْمَت﴾ پر مبنی ہے۔

(a) اللہ تعالیٰ ﴿حَکِیم﴾ ہے۔ ﴿وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ﴾ (آیت: 9)
 (b) اللہ تعالیٰ کی کتاب بھی ﴿حَکِیم﴾ ہے۔ ﴿بِكَائِكَ الْكِتَابِ الْحَكِيمِ﴾ (آیت: 2)
 (c) حضرت لقمان کو بھی حکمت عطا کی گئی تھی کہ اللہ کا شکر ادا کرو۔ ﴿وَلَقَدْ آتَيْنَا لُقْمَانَ الْحِكْمَةَ اَنِ اشْكُرْ لِلّٰهِ﴾ (آیت: 12)

(d) جنت اور دوزخ کی سزا بھی حکمت پر مبنی ہے۔ (آیات: 7 تا 9)
 2- ﴿شکر﴾ کا حکم دیا گیا ہے۔ احساس شکر کے نتیجے میں تو حید جنم لیتی ہے۔ ﴿شکر﴾ وفادار بندوں کا طرہ امتیاز ہے۔
 (a) اللہ تعالیٰ نے حضرت لقمان کو یہ حکمت عطا کی کہ اللہ کا ﴿شکر﴾ ادا کرنا ضروری ہے ﴿اَنِ اشْكُرْ لِلّٰهِ﴾ (آیت: 12)
 (b) ﴿شکر﴾ خود انسان کے لیے مفید ہے۔ ﴿وَمَنْ يَشْكُرْ فَاِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهِ﴾ (آیت: 12)
 (c) بے وفا اور ناشکرے لوگ صرف مصیبت کے وقت اللہ کو یاد کرتے ہیں، لیکن وفادار اور ﴿شکر گزار﴾ لوگ ہر حال میں اللہ کو یاد کرتے ہیں۔ (آیت: 32)

3- سورة لقمان میں ﴿آباء پرستی﴾ سے بچتے ہوئے تو حید کا راستہ اختیار کرنے کا مشورہ دیا گیا ہے۔
 (a) اگر والدین اپنی اولاد کو شرک پر مجبور کریں تو ان دونوں کی اطاعت بھی نہیں کی جاسکتی، البتہ دنیا میں معروف کے مطابق اُن سے بھلا سلوک کیا جائے گا ﴿وَاِنْ جَاهَدَكَ عَلٰی اَنْ تَشْرِكَ بِىْ مَا لَيْسَ لَكَ بِہِ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا وَصَاحِبْهُمَا فِی الدُّنْيَا مَعْرُوفًا﴾ (آیت: 15)۔
 (b) مشرکین مکہ سے قرآن کی پیروی کا مطالبہ کیا گیا تو انہوں نے یہی جواب دیا کہ ہم تو اُسی راستے پر چلیں گے، جس

پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا تھا۔ ﴿وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ اتَّبِعُوا مَا أَنْزَلَ اللَّهُ قَالُوا بَلْ نَتَّبِعُ مَا وَجَدْنَا عَلَيْهِ آبَاءَنَا﴾ (آیت: 21)۔

(c) روزِ قیامت نہ باپ اپنے بیٹے کی طرف سے بدلہ دے سکے گا اور نہ بیٹا اپنے والد کی طرف سے۔ اس لیے ہر انسان کو آباء پرستی سے بچ کر اپنے مستقبل کی خود فکر کرنی چاہیے ﴿وَإِخْشَوْا بَنُو مَا لَا يَجْزِي وَالِدٌ عَنْ وَلَدِهِ وَلَا مَوْلُودٌ هُوَ جَارٌ عَنْ وَالِدِهِ شَيْئًا﴾ (آیت: 33)۔

4- اس سورت میں اللہ تعالیٰ کے ﴿خَالِقِ﴾ ہونے کی کئی دلیلیں بیان کر کے توحید الوہیت کا مطالبہ کیا گیا۔

(a) اللہ تعالیٰ آسمانوں کا ﴿خَالِقِ﴾ ہے ﴿خَلَقَ السَّمَوَاتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا﴾ (آیت: 10)۔

(b) مشرکین سے چیلنج کرتے ہوئے پوچھا گیا کہ کیا ﴿مِنْ دُونِ اللَّهِ﴾ نے بھی کوئی چیز ﴿تَخْلُقِ﴾ کی ہے؟ ﴿هَذَا خَلْقُ اللَّهِ فَأَرُونِي مَاذَا خَلَقَ الَّذِينَ مِنْ دُونِهِ﴾ (آیت: 11)۔

(c) مشرکین کہہ اللہ تعالیٰ کو ﴿خَالِقِ﴾ مانتے تھے، لیکن عبادت اور اطاعت میں شرک کیا کرتے تھے۔ ﴿وَلَكِنْ سَأَلْتَهُمْ مَنْ خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ لَيَقُولُنَّ اللَّهُ﴾ (آیت: 25)۔

(d) ساری انسانیت کی ابتدائی تخلیق اور انہیں دوبارہ زندہ کر دینا، اللہ کے نزدیک محض ایک آدمی کی ﴿تَخْلُقِ﴾ کے برابر ہے۔ ﴿مَا خَلَقُكُمْ وَلَا بِعَنُكُمُ إِلَّا كَنَفْسٍ وَاحِدَةٍ﴾ (آیت: 28)۔

5- اس سورت میں ﴿تَوْحِيدِ عِلْمِ﴾ کے دلائل ہیں، جس سے مراد اللہ تعالیٰ کا ایسا مکمل علم ہے، جو اس کی کسی مخلوق میں نہیں پایا جاتا۔

(a) حضرت لقمانؑ نے اپنے بیٹے کو ایک خوبصورت مثال کے ذریعے سے توحیدِ علم اور توحیدِ اختیار کی تعلیم دی۔ اللہ تعالیٰ ایسا باریک بین خبیر ہے کہ وہ زمین آسمان میں پوشیدہ رائی کے دانے برابر چیز کا بھی علم رکھتا ہے اور اسے لے آنے کی قدرت بھی رکھتا ہے۔ یہ دلیلی آخرت بھی ہے۔

﴿إِنِّي أَنَا تَكُ مِنْكَ مِنْ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ فَتَكُنْ فِيَّ صَخْرَةً أَوْ فِي السَّمَوَاتِ أَوْ فِي الْأَرْضِ بِمَا اللَّهُ إِنَّ اللَّهَ لَطِيفٌ خَبِيرٌ﴾ (آیت: 16)۔

(b) اللہ تعالیٰ ایسا ﴿عَلِيمِ﴾ ہے، جو سینوں کے رازوں کو بھی جان لیتا ہے۔

﴿إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ﴾ (آیت: 23)۔

سورة لقمان کا نظم جلی

سورة لقمان چار (4) پیرا گرافوں پر مشتمل ہے۔

1- آیات 9 تا 1: پہلے پیرا گراف میں، بتایا گیا ہے کہ اللہ بھی حکیم ہے اور اُس کا کلام بھی حکمت سے معمور ہے۔ جزاء و سزا میں بھی حکمت ہے۔

قرآن مجید کی آیات محسنین کے لیے ہدایت اور رحمت ہے۔ محسنین نماز قائم کرتے ہیں، زکوٰۃ دیتے ہیں۔ آخرت پر یقین رکھتے ہیں۔ یہ ہدایت پر ہیں اور فلاح پائیں گے (آیات: 5 تا 4)۔
﴿لَهُوَ الْحَدِيثُ﴾ یعنی کلام دل فریب سے کام لے کر اللہ کی راستے سے رکنے اور روکنے والوں کے لیے سخت عذاب ہے۔
موسیقی نا جائز ہے۔ (آیت نمبر 6) دنیا دار لیڈر، لوگوں کو اللہ کے راستے سے بھٹکانا چاہتے ہیں اور دعوت کا مذاق اڑاتے ہیں۔ دعوت سن کر منہ پھیر لیتے ہیں، تکبر سے کام لیتے ہیں، جیسے وہ بہرے ہیں اور انہوں نے سنا ہی نہیں۔ انہیں عذاب ہوگا۔ اس کے برخلاف ایمان لا کر نیک عمل کرنے والوں کے لیے نعمت بھرے باغات ہوں گے۔

2- آیات 10 تا 13: دوسرے پیرا گراف میں، بتایا گیا ہے کہ شرک ظلم عظیم ہے اور تو حید سرِ ایا عدل ہے۔

(a) ﴿توحید کی دلیلیں﴾ فراہم کی گئیں کہ اللہ نے تو آسمان کو بلاستون پیدا کیا۔ پہاڑ جمادے، تاکہ وہ انسانوں کو لے کر ڈھلک نہ جائیں۔ زمین پیدا کر کے اُس میں طرح طرح کے جانور پھیلا دیے۔ آسمان سے بارش برساتی۔ قسم قسم کی عمدہ نباتات اُگادیں۔ یہ اللہ کی تخلیق ہے۔ چیلنج کیا گیا کہ مشرکین بتائیں کہ ﴿مَنْ دُونِ اللَّهِ﴾ نے کیا پیدا کیا ہے؟

(b) اللہ تعالیٰ نے حضرت لقمان کو حکمت عطا کی اور حکم دیا کہ وہ (1) اللہ کا شکر ادا کریں شکر اپنے آپ کے لیے مفید ہے۔ اللہ غنی حمید ہے۔ (2) شرک نہ کریں۔ یہ ظلم عظیم ہے۔

﴿يُبْنَىٰ لَا تُشْرِكْ بِاللَّهِ إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ﴾ (آیت: 13)

3- آیات 14 تا 19: تیسرے پیرا گراف میں، حضرت لقمان کی ﴿جامع نصیحتیں﴾ بیان کی گئیں، جو دراصل ﴿صفات المؤمنین﴾ ہیں۔

عقائد میں شرک سے روکا گیا۔ اللہ کی صفات بیان کر کے توحید علم اور توحید اختیار کی وضاحت کی گئی۔ عبادات میں نماز کا حکم دیا گیا۔ معاشرت میں والدین کے ساتھ حسن سلوک کا حکم دے کر اطاعت کی حدود کا تعین کر دیا گیا۔ آداب دعوت بتائے گئے کہ نیکی کا حکم دیا جائے اور برائی سے روکا جائے۔ اخلاقیات میں صبر کی نصیحت کی گئی۔ میانہ روی کا حکم دیا گیا۔ گفتگو کے آداب سکھائے گئے۔ چیخنے چلانے کو گدھے کی آواز سے تشبیہ دی گئی۔ سیاسیات اور اجتماعی زندگی کا ادب سکھایا

گیا کہ صرف اُن لیڈروں کی پیروی کی جائے، جن میں اللہ کی اِثابت پائی جاتی ہے۔

(1) اللہ کا شکر ادا کریں۔

(2) شرک نہ کریں یہ ظلم عظیم ہے۔

(3) والدین کے ساتھ احسان کی ہدایت کی گئی، بالخصوص ماں کے ساتھ احسان کے وہ تکلیف پر تکلیف اٹھا کر، پیٹ میں

رکھتی ہے۔ 2 سال تک دودھ پلاتی ہے، اللہ کا شکر اور والدین کا شکر ادا کرنے کی نصیحت کر کے بتایا گیا کہ والدین بھی

شرک پر مجبور کریں، تو اُن کی اطاعت نہیں کی جائے گی۔ ہاں! معروف میں اُن کا ساتھ دیا جاسکتا ہے۔ ﴿وَوَصَّيْنَا

الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حَمَلَتْهُ أُمُّهُ وَهْنًا عَلَى وَهْنٍ وَفِصْلُہٗ فِیْ عَامَیْنِ اِنْ اَشْكُرْ لِّیْ

وَلِوَالِدَیْكَ اِلَیَّ الْمَصِیْرُ﴾ (آیت: 14)

(3) خدا ترس صالح لیڈروں کی پیروی کا حکم دیا گیا ﴿وَاتَّبِعْ سَبِیْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَیَّ﴾ (آیت: 15)

(4) حضرت لقمان نے ایک خوبصورت تمثیل کے ذریعے بچے کو توحید علم اور توحید اختیار سمجھا کر آخرت کی دلیل

فراہم کی۔ (آیت: 16)

(4) بیٹا! نماز قائم کر! ﴿يٰۤاِبْنٰی اَقِمِ الصَّلٰوةَ﴾ (آیت: 17)

(5) نیکی کا حکم دے! ﴿وَاْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ﴾ (آیت: 17)

(6) بدی سے منع کر! ﴿وَاَنْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ﴾ (آیت: 17)

(7) مصیبت پر صبر کر! ﴿وَاصْبِرْ عَلٰی مَا اَصَابَكَ﴾ (آیت: 17) یہ وہ باتیں ہیں، جن کی بڑی تاکید کی

گئی ہے (حوصلے کے کام ہیں)

(8) لوگوں سے منہ پھلا کر بات نہ کر! ﴿وَلَا تُصَوِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ﴾ (آیت: 18)

(9) زمین میں اُکڑ کر مت چل! ﴿وَلَا تَمْشِ فِی الْاَرْضِ مَرْحًا﴾ (آیت: 18) اللہ خود پسند اور فخر جتانے

والے کو پسند نہیں کرتا ﴿اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ﴾ (آیت: 18)۔

(10) اپنی چال میں اعتدال اختیار کر! ﴿وَاَقْصِدْ فِیْ مَشِیْكَ﴾ (آیت: 19)

(11) آواز پست رکھ! سب آوازوں سے زیادہ بری آواز گدھوں کی ہوتی ہے۔ ﴿وَاعْصِصْ مِنْ صَوْتِكَ اِنْ

اَنْكَرَ الْاَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِیْرِ﴾ (آیت: 19)

4- آیات 20 تا 34: جو تھے اور آخری پیرا اگر ان میں ﴿توحید کی دلیلیں﴾ دے کر اس کا اثبات اور ﴿شرک کا ابطال﴾ کیا گیا

مکہ کے مشرک نوجوانوں کو سمجھایا گیا کہ وہ دلائل پر غور کریں اور آباء پرستی سے بچ کر اسلام کی دعوت کو قبول کر لیں۔

(a) ﴿آفاقی دلیلیں﴾ پیش کی گئیں کہ اللہ نے زمین آسمان کی ساری چیزیں، انسانوں کے لیے مسخر کر دی ہیں۔

کھلی اور چھپی نعمتیں تمام کر دی ہیں۔ لیکن لوگ اللہ کے بارے میں علم، ہدایت، روشنی اور کتاب کے بغیر فضول بحث کرتے ہیں اور جھگڑنے لگتے ہیں (آیت: 20)۔

(b) ﴿مشرکین مکہ کی ضد﴾ کی تصویر کھینچی گئی کہ وہ قرآن کی دعوت تو حید پر غور کرنا ہی نہیں چاہتے۔ اُن کی زبان پر تو بس یہی رٹ ہے: ہم باپ دادا کی روایات پر چلیں گے۔ ان سے پوچھا گیا کہ کیا اُس صورت میں بھی، جب شیطان دوزخ کی آگ کی طرف بلائے؟ (آیت: 21)

(c) صاف بتا دیا گیا کہ اسلام قبول کر کے اچھا عمل کرنے والا ایک مضبوط سہارے کو تھام لیتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کو تسلی دی گئی کہ وہ ان ناشکروں کے غم میں مبتلا نہ ہوں۔ یہ سب اللہ کی طرف پلٹیں گے اور پھر انہیں اعمال دکھائے جائیں گے۔

(d) ﴿توحید اسماء و صفات﴾ بیان کی گئی کہ اللہ ہی تعریف کا مستحق ہے!

اگر سارے درخت قلم بن جائیں، سمندر دوات بن جائے۔ سات مزید سمندر روشنائی مہیا کریں، تب بھی کلمات اللہ (اللہ تعالیٰ کی صفات جو اُس کے ناموں کے ذریعے بیان ہوئی) ختم نہ ہوں گے۔ اللہ عزیز و حکیم ہے۔ (آیت: 27)

(e) ایک ﴿عقلی دلیل﴾ دے کر ثابت کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ کے لیے سارے انسانوں کو پیدا کرنا اور مارتا، ایک شخص کی پیدائش اور موت کے برابر ہے۔ اللہ تعالیٰ سمیع و بصیر ہے (آیت: 28)۔ یہ دلیل قدرت بھی ہے اور دلیل آخرت بھی۔

توحید کی دلیلیں پیش کی گئیں کہ اللہ ہی رات میں دن اور دن میں رات پر دوتا ہے۔ اُسی نے مَٹس و قمر کی تسخیر کی ہے۔ اللہ ﴿حق﴾ ہے اور اللہ کے علاوہ باقی تمام مخلوقات جن سے دعائیں مانگی جاتی ہیں ﴿باطل﴾ ہیں۔ اللہ ہی بلند و بالا ہے۔ ﴿ذَلِكْ بِأَنَّ اللَّهَ هُوَ الْحَقُّ وَأَنَّ مَا يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ الْبَاطِلُ﴾ (آیت: 30)۔

(f) ﴿توحید کی انفسی دلیلیں﴾ انسان کو کشتیوں اور جہازوں پر غور کر کے اللہ تعالیٰ کی آیات کا مشاہدہ کرنا چاہیے۔ صابر و شاکر لوگ ان آیات و دلائل سے نصیحت اور عبرت حاصل کر لیتے ہیں۔ توحید فطرت کی آواز ہے۔ معصیت کے وقت انسان ملاوٹ اور آمیزش کے بغیر اللہ ہی سے فریاد کرتا ہے، لیکن ساحل پر اترنے کے بعد اپنی فطری آواز کو دوبارہ دیتا ہے۔ غدار اور ناشکرے افراد ہی اللہ کی آیات اور دلیلوں کا انکار کرتے ہیں۔

قیامت کے دن سے ڈرایا گیا کہ وہاں آباء پرستی کام نہ آئے گی۔ اُس دن، باپ بیٹے کی طرف سے، نہ بیٹا باپ کی طرف سے بدلا دے سکے گا۔

اللہ کا وعدہ سچا ہے۔ دنیا کی زندگی انسانوں کو دھوکے میں مبتلا نہ کرے اور شیطان دھوکہ نہ دینے پائے۔ (آیت: 33)

(g) ﴿توحید علم﴾ پانچ (5) چیزوں پر غور کرنے کی دعوت دی گئی کہ ان سب چیزوں کا علم بھی صرف خالق کے پاس ہے۔

(1) ﴿إِنَّ اللَّهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ﴾ قیامت کی گھڑی کا علم، صرف اللہ ہی کو ہے۔ (2) ﴿وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ﴾ وہی بارش برساتا ہے۔ (3) ﴿وَيَعْلَمُ مَا فِي الْأَرْحَامِ﴾ وہی جانتا ہے کہ ارحام میں کیا ہے؟ (4) ﴿وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا﴾ کوئی نفس، کل کی کمائی سے باخبر نہیں۔ (5) ﴿وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوتُ﴾ کوئی نفس اپنی سرزمین موت سے باخبر نہیں۔ اللہ علیم وخبیر ہے۔ (آیت: 34)

مرکزی مضمون

سب سے بڑی انصاف کی بات توحید ہے اور سب سے بڑا ظلم شُرک۔ جذبہ شکر سے توحید کا سراغ ملتا ہے۔ عقیدہ توحید پر ایمان لا کر دین کی جامع تعلیمات پر عمل کرنا چاہیے، یہی اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ لقمانی حکمت ہے۔

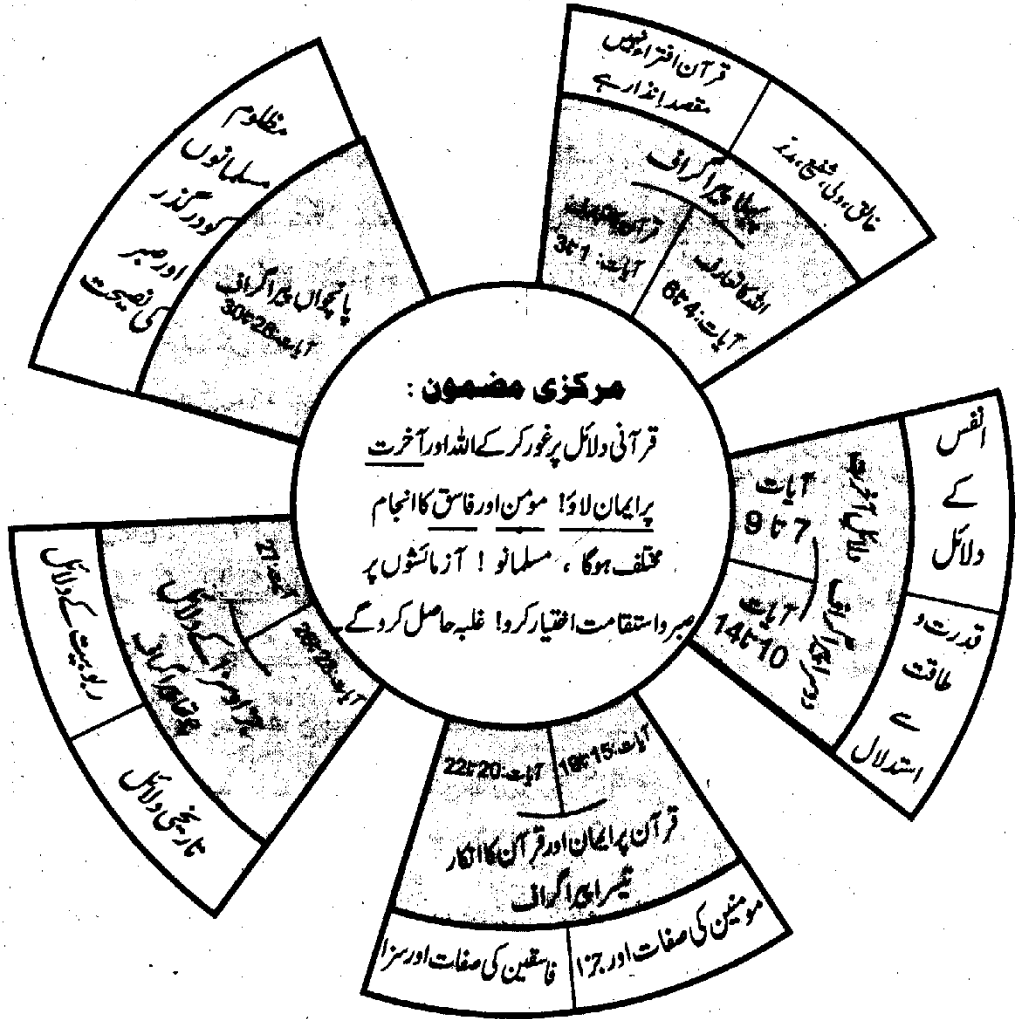


ترتیبی نقشہ ربط

نظم جلی

32- سُورَةُ السَّجْدَةِ

آیات : 30 مکیہ ہیراگراف : 5



زمانہ نزول:

سورۃ السَّجْدَةِ ۝ اعلان عام کے بعد رسول ﷺ کے قیام مکہ کے دوسرے دور (4 تا 5 ہجری) کے ابتدائی دور میں نازل ہوئی، جب آپ ﷺ پر ۝ مفسرۃ ۝ ہونے کا الزام تھا۔ ابھی مسلمانوں پر ظلم و ستم کا آغاز نہیں ہوا تھا۔ قریش کے نام نہاد دانشور مشرکین و فاسقین کو ان کے مخالف ۝ مؤمنین ۝ کے کردار پر غور کرنے کی دعوت دی گئی۔

سورة السَّجْدَةِ کے فضائل

اس سورت کی فضیلت میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے:
 جمعہ کے روز رسول اللہ ﷺ نماز فجر میں سورت ﴿السَّجْدَةِ﴾ اور سورت ﴿الدَّهْرِ﴾ کی تلاوت فرماتے تھے۔ (صحیح مسلم: کتاب الجمعة، باب ما یقرأ فی یوم الجمعة، حدیث 2,068)

سورة السَّجْدَةِ کا کتابی ربط

1- پہلی سورت ﴿لقمان﴾ میں قریش کے سرداروں کے خلاف فرد جرم تھی کہ یہ اسلام کی دعوت کو روکنے کے لیے ﴿لَهُوَ الْحَدِيثُ﴾ سے کام لے رہے ہیں۔ تکبر میں مبتلا ہیں، دعوت کو توجہ سے سننا نہیں چاہتے۔ ﴿مَا أَنْزَلَ اللَّهُ﴾ کے بجائے ﴿مَا وَجَدْنَا عَلَيْهِ آبَاءَنَا﴾ یعنی آباء پرستی پڑ گئی ہے۔ منکر آخرت ہیں، شرک میں گرفتار ہیں، جو ﴿ظَلِمَ عَظِيمٌ﴾ ہے۔
 یہاں سورت ﴿السَّجْدَةِ﴾ میں ان فاسق و مجرم افراد کے برعکس، نیک اور صالح مؤمنین کے اوصاف بیان کیے گئے۔ متکبر نہیں ہوتے، حمد و تسبیح کرتے ہیں، تہجد گزار ہیں، خوف اور امید سے رب کے حضور دعائیں کرتے ہیں اور فیاض ہیں۔

﴿إِنَّمَا يُؤْمِنُ بِآيَاتِنَا الَّذِينَ إِذَا ذُكِّرُوا بِهَا خَرُّوا سُجَّدًا وَسَبَّحُوا بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُونَ﴾ تَنَجَّأ لِي جُنُوبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَطَمَعًا وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنفِقُونَ
 2- سورة ﴿السَّجْدَةِ﴾ میں باکر دار ﴿مؤمنین﴾ اور بدکردار ﴿فاسقین﴾ کے درمیان موازنہ ہے کہ یہ ایک جیسے نہیں ہو سکتے اور ان کا انجام بھی مختلف ہوگا۔

3- اگلی سورت ﴿الاحزاب﴾ میں مخلص صحابہؓ اور منافقین کے درمیان تقابل کر کے بتایا گیا کہ ان کے کردار میں کیا فرق پایا جاتا ہے؟

اہم کلیدی الفاظ اور مضامین

- 1- فاسقوں کے بارے میں صاف صاف بتا دیا گیا کہ ان کا ٹھکانہ دوزخ کی آگ ہوگی۔
 ﴿وَأَمَّا الَّذِينَ فَسَقُوا فَمَأْوَاهُمُ النَّارُ﴾ (آیت: 20)۔
- 2- سورة السجدة میں ﴿لقاء﴾ کا لفظ تین (3) مرتبہ استعمال ہوا۔ (آیات 14، 10، 23)

- (a) مشرکین مکہ دراصل آخرت کے منکر تھے۔ ﴿لِقَاءِ﴾ یعنی ملاقات رب کا انکار کیا کرتے تھے۔
 ﴿ءَاِنَّا لَفِيْ خَلْقٍ جَدِيْدٍۙ بَلْ هُمْ بِلِقَآئِ رَبِّهٖمْ كُفْرُوْنَ﴾ (آیت: 10)۔
 (b) تورات میں حضرت موسیٰؑ کے ذریعے بھی صاف صاف بتا دیا گیا تھا کہ اپنے رب سے ملاقات ﴿لِقَاءِ﴾ کے بارے میں کسی شک میں مبتلا نہ ہوتا۔ ﴿فَلَا تَكُنْ فِیْ مِرْيَةٍ مِّنْ لِّقَآئِهٖ﴾ (آیت: 23)۔
 (c) منکرین آخرت کو روز قیامت اسی طرح فراموش کر دیا جائے گا، جس طرح یہ دنیا میں ﴿لِقَاءِ﴾ یعنی ملاقات رب کا انکار کیا کرتے ہیں۔

- ﴿فَلذُوْا بِمَا نَسِيتُمْ لِّقَآءِ يَوْمِكُمْ هَٰذَاۙ اِنَّا نَسِيتُكُمْ﴾ (آیت: 14)۔
 3۔ اس سورت میں منکرین آخرت کے لیے ﴿فَاسْقِیْنَ﴾ کے علاوہ ﴿مَجْرِمِیْنَ﴾ کے الفاظ بھی استعمال کیے گئے ہیں۔
 آخرت کی جواب دہی کا احساس نہ ہونے کی وجہ سے ہی انسان بد کردار، بد عمل، فاسق، فاجر اور مجرم بن جاتا ہے۔
 (a) اللہ تعالیٰ منکرین آخرت ﴿مَجْرِمٍ﴾ اور فاسق لوگوں سے انتقام لے کر رہے گا۔
 ﴿اِنَّا مِنَ الْمُجْرِمِیْنَ مُنتَقِمُوْنَ﴾ (آیت: 22)۔
 (b) روز قیامت منکرین آخرت ﴿مَجْرِمٍ﴾ اور فاسق افراد اللہ کے حضور سر جھکائے شرمندہ کھڑے ہوں گے۔
 ﴿اِذِ الْمُجْرِمُوْنَ لَا یَسُوْا رُءُوْیَہُمْ عِنْدَ رَبِّہُمْ﴾ (آیت: 12)۔

سورة السجدة کا نظم جلی

1- آیات 6 تا 1: پہلے پیرا گراف میں، ﴿اللہ تعالیٰ کی صفات﴾ بیان کر کے اُس کا تعارف کرایا گیا ہے۔

وہ رب العالمین ہے۔ اسی نے قرآن نازل کیا ہے۔ یہ قرآن رسول اللہ ﷺ کی افرا نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ خالق ہے، ولی ہے، شفیع ہے، اس کے علاوہ کوئی ولی اور شفیع نہیں۔ وہی مدبر ہے۔
 ﴿یُدَبِّرُ الْأُمُوْرَ مِنَ السَّمَآءِ اِلَی الْاَرْضِ﴾۔ عالم غیب و شہادت ہے اور عزیز و رحیم ہے۔

2- آیات 14 تا 7: دوسرے پیرا گراف میں ﴿دلائل آخرت﴾ بیان کر کے منکرین آخرت مجرمین کا انجام بتایا گیا ہے

اللہ تعالیٰ نے انسان کی تخلیق کا آغاز مٹی سے کیا، پھر اس کی نسل حقیر پانی کے ست سے چلائی، پھر اس کے نوک پلک سنوارے اور اس میں اپنی روح پھونکی اور قوت سماعت، قوت بصارت اور قوت فہم و ادراک عطا فرمائے۔
 لیکن انسانوں میں بہت کم لوگ شکر گزار ہوتے ہو۔ (آیت نمبر 7 تا 9)۔ منکر آخرت ہو جاتے ہیں۔ لیکن روز قیامت یہ بد کردار مجرم پچھتائیں گے اور اللہ سے درخواست کریں گے کہ دنیا میں انہیں دوبارہ واپس بھیج دیا جائے، تاکہ اچھا عمل کر سکیں۔ ﴿فَاَرْجِعْنَا نَعْمَلْ صَالِحًاۙ اِنَّا مُوقِنُوْنَ﴾ (آیت 12) یہ ممکن نہ ہوگا۔

اللہ تعالیٰ روز قیامت کامل انصاف کرے گا اور دوزخ کو انسانوں اور جنات سے بھر کر رہے گا۔
﴿لَا مَلْئَکَۃَ جَہَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِیۡنَ﴾ (آیت 13)
روز قیامت کو فراموش کر دینے والوں کو اللہ تعالیٰ بھی فراموش کر دے گا۔

3- آیات 15 تا 22: تیسرے پیرا گراف میں، قرآن پر ایمان لانے والے ﴿مؤمنین کی صفات﴾ بیان کی گئیں۔

اہل ایمان اللہ کی آیات سن کر سجدے میں گر پڑتے ہیں، حمد و تسبیح کرتے ہیں۔ (آیت 15)
تکبر نہیں کرتے، ان کی پیشیں بستروں سے الگ رہتی ہیں، اپنے رب کو خوف و طمع سے پکارتے ہیں، اتفاق کرتے ہیں۔ (آیت 15 تا 16)۔ ان خوش نصیبوں کے لیے حیران کن قسم کے انعامات ہوں گے۔
صاف بتا دیا گیا کہ ﴿مومن﴾ اور ﴿فاسق﴾ ہرگز ہرگز برابر اور ایک جیسے نہیں ہو سکتے۔
﴿اَلَمْۤنَ كَانَ مُؤْمِنًا کَمَنۡ کَانَ فَاسِقًا لَا یَسْتَوِیۡنَ﴾ (آیت نمبر 18)۔
ایمان اور عمل صالح کرنے والوں کے لیے جنت ہے۔
فاسقوں کے لیے دوزخ ہے۔ یہ نصیحت سے منہ موڑنے والے ﴿مجرم﴾ ہیں، جن سے انتقام لیا جائے گا۔

4- آیات 23 تا 27: چوتھے پیرا گراف میں، جزا و سزا کے ﴿تاریخی دلائل﴾ بھی ہیں اور ﴿دلائل ربوبیت﴾ بھی۔

(a) حضرت موسیٰؑ کو دی جانے والی کتاب میں بھی صاف بتا دیا گیا تھا کہ آخرت میں اللہ سے ملاقات کے بارے میں ہرگز ہرگز شک نہ کیا جائے۔ ایمان اور صبر کے نتیجے ہی میں اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو امامت عطا کی تھی۔
﴿وَجَعَلْنَا مِنْهُمْ اٰیۡمَۃً یَّهْدُوۡنَ بِاَمْرِۤنَا لَمَّا صَبَرُوۡا وَکَانُوۡا بَاٰیۡتِنَا یُوقِنُوۡنَ﴾ (آیت 24)
لہذا مشرکین مکہ کے ظلم و ستم کے مقابلے میں ایمان اور صبر و تقویٰ ہی وہ دو ہتھیار ہیں، جن سے کام لے کر مسلمان کامیاب و کامران ہو سکیں گے۔

(b) ﴿مکرمین آخرت﴾ کو قوموں کی ہلاکت سے ڈرایا گیا۔

﴿آخرت کی دلیل﴾ ربوبیت سے فراہم کی گئی۔ اللہ تعالیٰ ہی اپنی قدرت سے ہارش کے ذریعے بنجر زمین کو سیراب کرتا ہے۔ انسانوں اور جانوروں کو کھلاتا ہے۔ یہی خدا قبروں کو زندہ کر کے آخرت برپا کرے گا۔

5- آیات 28 تا 30: پانچویں اور آخری پیرا گراف میں، رسول اللہ ﷺ کو ان ﴿مکرمین آخرت﴾ سے اعراض کرنے کی ہدایت دی گئی۔

مکرمین آخرت سوال کرتے ہیں کہ قیامت کب آئے گی؟

﴿فَاعْرِضْ عَنْہُمْ وَانتَظِرْ اِنَّہُمْ مُّنتَظِرُوۡنَ﴾ (آیت 30)

مکرمین آخرت بھی انتظار کر رہے ہیں۔ آپ ﷺ بھی انتظار کریں۔ اللہ تعالیٰ بہت جلد فیصلہ کرے گا۔

اس میں یہ بشارت بھی پوشیدہ ہے کہ بالآخر مسلمان ہی غالب رہیں گے۔

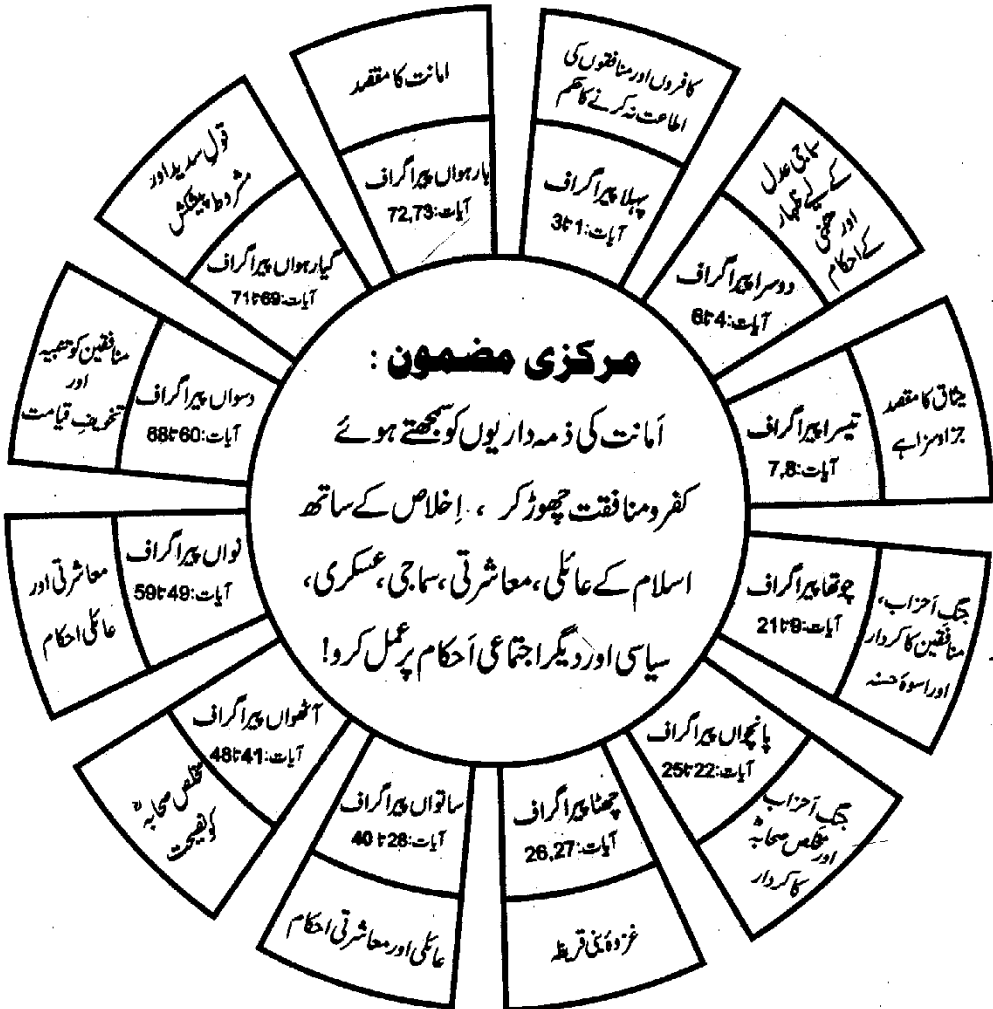
مرکزی مضمون

قرآنی دلائل پر غور کر کے اللہ اور آخرت پر ایمان لانا چاہیے۔ ﴿مومن﴾ اور ﴿فاسق﴾ کا انجام مختلف ہوگا۔ مسلمانوں کو آزمائشوں پر صبر و استقامت اختیار کرنا چاہیے تاکہ غلبہ اور کامرانی حاصل ہو سکے۔



33- سُورَةُ الْأَحْزَابِ

آیات : 73 مَدَنِيَّةٌ پیرا گراف : 12 (زمانہ نزول: 5ھ)



زمانہ نزول

سورت ﴿الاحزاب﴾ غزوہ احزاب (شوال 5 ھ)، غزوہ بنی قریظہ اور نکاح زینبؓ ذوالقعدہ 5 ھ میں نازل ہوئی۔ ایک سال بعد 6 ھ میں سورت ﴿النور﴾ نازل ہوئی، اگرچہ کتابی ترتیب میں سورت ﴿الاحزاب﴾ بعد میں اور سورت ﴿النور﴾ پہلے ہے۔

پہلی ہی آیت میں منافقین اور کافرین سے نہ دینے کا حکم دیا گیا۔

غزوہ احزاب کو ﴿غزوہ خندق﴾ بھی کہا جاتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ اور صحابہؓ پر یہ نہایت کڑا وقت تھا۔ قریش اور ان کی تمام حلیف قوتوں نے مل کر مدینہ کا محاصرہ کر لیا تھا۔ مدینہ کے اندر منافقین رسول اللہ ﷺ کی ذات پر حملے کر کے آپ ﷺ کو اذیت اور تکلیف پہنچا رہے تھے۔ دباؤ کے اس ماحول میں بھی اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو یہ حکم دیا کہ وہ نہ تو ﴿بیرونی دشمنوں﴾ یعنی قریش اور ان کے حلیف کے آگے جھکیں اور نہ اندرونی دشمنوں ﴿مُنافِقِينَ﴾ کے سامنے ہر ڈالیں۔ ﴿وَلَا تُطِيعِ الْكُفْرِينَ وَالْمُنَافِقِينَ﴾ (آیت: 1) یہی بات دوبارہ آیت: 48 میں دہرائی گئی۔

سورة الاحزاب کا کتابی ربط

- 1- پہلی سورت ﴿السَّجْدَة﴾ میں ﴿مُؤْمِنِينَ اور فَاسِقِينَ﴾ کا اجمالی ذکر تھا۔ یہاں سورت ﴿الاحزاب﴾ میں مخلص صحابہؓ اور منافقین کے کردار سے ان ﴿مُؤْمِنِينَ اور فَاسِقِينَ﴾ کی تفصیلی وضاحت کی گئی ہے۔
- 2- یہاں سورة ﴿الاحزاب﴾ میں رسول اللہ ﷺ پر منافقین کے بیہودہ اعتراضات کا تذکرہ ہے اور اگلی سورت ﴿سبا﴾ میں مشرکین مکہ کے اعتراضات کا ذکر ہے۔

اہم کلیدی الفاظ اور مضامین

- 1- رسول اللہ ﷺ اور صحابہؓ کو غزوہ احزاب کے موقع پر نہایت مشکل حالات کا سامنا تھا۔ ان مشکل حالات میں، جب کہ اندورنی اور بیرونی دشمنوں یعنی منافقین اور کافرین دونوں طرف سے دباؤ تھا، اللہ کی طرف سے ہدایت دی گئی کہ وہ اسی پر ﴿تَوَكَّلْ﴾ کریں۔
 - 2- سورة کا آغاز اور اختتام ﴿تَوَكَّلْ﴾ کی یہ صیحت ابتدائی تین (3) آیات کے بعد بھی دی گئی اور اعادے کے طور پر آیت: 48 میں بھی۔
 - 2- سورة کا آغاز اور اختتام ﴿تَوَكَّلْ﴾ کی یہ صیحت ابتدائی تین (3) آیات کے بعد بھی دی گئی اور اعادے کے طور پر آیت: 48 میں بھی۔
- پہلی آیت میں کفر و منافقت سے ترک تعلق کا حکم دیا گیا ہے اور آخری آیت میں بتایا گیا ہے کہ امانت کی ذمہ

دار یوں کو صحیح طور پر ادا کرنے کے لیے ضروری ہے کہ جہالت اور ظلم کا رویہ ترک کیا جائے، ورنہ کفر و منافقت کی سزا بھگتنی پڑے گی۔

3- اس سورت میں، دوزخ کا فرو مشرک و منافق قیادت (Leadership) کے لیے، ﴿سَادَ قَنَا﴾ ہمارے لیڈر، ﴿مُكْرَءَ نَا﴾ ہمارے بڑے اور بزرگ (آیت: 67) کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔

4- سیاسی احکام اور مشرک و کافر و منافق قیادت ﴿

منافقین اور کافرین کی اطاعت نہ کی جائے۔ (آیت: 1، 48)، یہ دوزخ میں جائیں گے۔ (آیت: 68)

5- ﴿لِ﴾ سے شروع ہونے والی تین (3) آیات کا امانت سے ربط ﴿

اس سورت میں، بعض آیات لام علت ﴿لِ﴾ سے شروع ہوتی ہیں۔ جیسے: لَيْسَ نَلَّ (آیت: 8)،

لِيَجْزِيَ ، وَيُعَذِّبَ ، اَوْ يُتُوبَ (آیت: 24) ، لِيُعَذِّبَ ، وَ يُتُوبَ (آیت: 73)

a- ﴿امانت﴾ دراصل ایک عظیم ذمے داری اور امتحان ہے۔ ﴿صَادِقِينَ﴾ اس کو تسلیم کر کے اس کے تقاضوں کی تکمیل کرتے ہیں۔

کافرین، مشرکین اور منافقین اس ذمے داری کے بارے میں ظلم اور جہالت کا رویہ اختیار کرتے ہیں۔

نہ صرف رسول اللہ ﷺ ، بلکہ تمام انبیاء سے ﴿مِثَاقٍ﴾ لیا گیا۔ (آیت: 17)

b- امانت کی ذمے داریوں کا مقصد یہ ہے کہ بچوں کو ان کی سچائی کا اجر دیا جائے، اور کافروں کو دردناک عذاب سے دوچار کیا جائے۔ (آیت: 8)

c- مِثَاق اور امانت کا مقصد یہ بھی ہے کہ ﴿صَادِقِينَ﴾ کو جزا اور ﴿مُتَالِقِينَ﴾ کو سزا دی جائے۔ (آیت: 24)

d- امانت کا ایک مقصد یہ بھی ہے کہ مرد و خواتین منافقین و مشرک کافرین کو سزا اور مرد و خواتین مومنین پر مہربانی کی جائے۔ (آیت: 73)

6- ﴿منافقین کی اذیت رسانی﴾

اس سورت میں ﴿اِذَاء﴾ کے مادے ﴿اَذَى﴾ سے نکلنے والے کئی الفاظ استعمال کیے گئے ہیں۔

a- منافقین کے بعض رویوں سے رسول اللہ ﷺ کو اذیت پہنچی۔ (آیت: 53)

b- مخلص مسلمانوں کے لیے زیبا نہیں کہ وہ رسول اللہ ﷺ کو اذیت پہنچائیں۔ (آیت: 53)

c- اللہ اور رسول کو ﴿اَذِيت﴾ پہنچانے والوں کے لیے دنیا اور آخرت میں لعنت ہے اور ان کے لیے ذلت کا عذاب تیار ہے۔ (آیت: 57)

d- منافقین کی ﴿اَذِيت﴾ سے بچنے کے لیے مسلمان عورتوں کے لیے ضروری ہے کہ وہ لمبی چادر استعمال کریں۔

(آیت: 59)

e۔ منافقین کو ہدایت کی گئی ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کو ﴿اَذِیْت﴾ نہ پہنچائیں، جس طرح بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰ کو ﴿اَذِیْت﴾ دی تھی۔ (آیت: 69)

f۔ کافرین اور منافقین کی ﴿اَذِیْت﴾ رسائیوں سے درگزر کرنے کی ہدایت۔ (آیت: 48)

7۔ ﴿مخلص صحابہ﴾ اور منافقین کا تقابل

اس سورت میں دو کردار پیش کیے گئے ہیں۔

پہلا کردار ﴿مخلص صحابہ﴾ کا ہے، جن کا ایمان، دشمن کی فوجوں کو دیکھ کر بڑھ گیا۔ (آیت: 22) اور (آیات: 31-36)

دوسرا کردار اُن منافقین کا ہے، جو ریاست مخالف سرگرمیوں میں مصروف رہتے ہیں۔ (آیات: 12-21)

8۔ ﴿عائلی احکام﴾

عائلی زندگی میں سادگی کا اہتمام ضروری ہے، خاندان کے ہر فرد کے پیش نظر ﴿دارُ الآخرة﴾ ہو۔ (آیت: 28)

رسول اللہ ﷺ کے لیے عائلی ہدایات دی گئیں۔ (آیات: 50، 51 اور 52)

9۔ ﴿معاشرتی احکام﴾

a۔ مسلمان عورتیں بڑی چادر ﴿جلباب﴾ استعمال کریں۔ (آیت: 59)

b۔ گھروں پر پردے لٹکائیں۔ عورتوں سے مانگنا بھی ہوتا ﴿حجاب﴾ پردے کے پیچھے سے مانگنا چاہیے۔ (آیت: 53)

c۔ عورتیں دبی زبان سے گفتگو نہ کریں اور جاہلیت کا بناؤ سنگھار نہ ﴿تَبَرُّج﴾ دکھائیں۔ (آیت: 33)

d۔ حضرت زینبؓ سے رسول اللہ ﷺ کے نکاح کی حکمت یہ تھی کہ ﴿مُتَبَنِّی﴾ منہ بولے بیٹوں کے بارے میں مسلمانوں پر قیامت تک کوئی تنگی باقی نہ رہے۔ (آیت: 37)

e۔ غیر مدخولہ طلاق یافتہ عورت کی کوئی عدت نہیں ہے۔ (آیت: 49)

f۔ گھروں میں اجازت لے کر داخل ہونا چاہیے۔ (آیت: 53)

g۔ دعوت کے بغیر کھانے کی محفل میں شریک نہیں ہونا چاہیے۔ (آیت: 53)

h۔ عشاء کی نماز کے بعد کھانا کھالیا تو کپ شپ میں وقت ضائع نہ کیا جائے۔ (آیت: 53)

10۔ ﴿سماجی احکام﴾

a۔ ﴿ظہار﴾ سے بیوی نہ تو ماں بنتی ہے اور نہ کبھی ﴿مُتَبَنِّی﴾ یعنی (منہ بولا بیٹا) سکا بیٹا بن سکتا ہے۔ (آیت: 4)

b۔ سماجی عدل کے لیے رشتے داروں کا صحیح تعین ضروری ہے۔ یہ ﴿اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ﴾ ہے۔ (آیت: 5)

c- منہ بولے بیٹوں کو، اُن کے اصل باپوں کے نام سے پکارنا ضروری ہے۔ (آیت: 5)

d- منافقانہ غلط پروپیگنڈے کے بجائے، ذکر الہی کیا جائے۔ (آیت: 41)

e- رسول اللہ ﷺ کے لیے درود و سلام کا اہتمام کیا جائے۔ (آیت: 56) یہ دین اسلام اور رسول اللہ ﷺ سے

خیر خواہی کا تقاضا ہے۔

﴿اہم نوٹ﴾: سورۃ الاحزاب ﴿النور﴾ کے ساتھ ملا کر پڑھا جائے۔

﴿سورۃ الاحزاب کا نظم جلی﴾

سورۃ الاحزاب بارہ (12) پیرا گرافوں پر مشتمل ہے۔ اس سورت کے نظم کی خصوصیت یہ ہے کہ پہلے، دوسرے ساتویں اور نویں پیرا گراف میں احکام دیئے گئے۔ بقیہ میں تذکیر کی گئی۔

1- آیات 1 تا 3: پہلے پیرا گراف میں، غزوۂ احزاب کے موقع پر، بیرونی دشمنوں یعنی کافروں سے اور اندرونی دشمنوں یعنی منافقوں سے نہ دہنے اور اُن کے آگے نہ جھکنے اور ان مشکل حالات میں اللہ ہی پر بھروسہ ﴿توکل﴾ کرنے کی ہدایت کی گئی۔

2- آیات 4 تا 6: دوسرے پیرا گراف میں، سماجی عدل کے قیام کے لیے وضاحت کی گئی کہ ﴿ظہار﴾ سے بیوی ہر گز ماں نہیں بنتی۔ اسی طرح منہ بولا بیٹا کبھی سگ بیٹا نہیں بن سکتا۔ منہ بولے بیٹوں کو (سرپرست کے بجائے) اُن کے اصلی باپوں کے نام سے پکارنے کا حکم دیا گیا۔

3- آیات 7 تا 8: تیسرے پیرا گراف میں، بتایا گیا کہ تمام انبیاء سے (دعوت و تبلیغ کا) جو ﴿عہد و میثاق﴾ لیا گیا ہے، اُس کا مقصد ﴿صادقین﴾ کو اُن کی سچائی کی جزا اور ﴿کافروں﴾ کو اُن کی تکذیب کی سزا دینا ہے۔

4- آیات 9 تا 21: چوتھے پیرا گراف میں، جب احزاب کے موقع پر منافقین کے کردار پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ایک آمدھی بھیج کر مسلمانوں کی مدد کی اور قریش اور اُن کے حلیفوں کو بھاگنے پر مجبور ہونا پڑا۔ منافقین جھوٹے بہانے بنا کر جنگ سے رخصت لے رہے تھے۔ اللہ کے بارے میں بدگمانی سے کام لے رہے تھے۔ جنگ میں ان کی شرکت برائے نام تھی۔ اُن سے کہا گیا کہ تمہارے لیے رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں بہترین نمونہ ہو سکتا ہے، بشرط یہ کہ تم اللہ سے ملاقات پر ایمان لا کر، یوم آخرت پر یقین کر کے اور کثرت سے ذکر کا اہتمام کرتے رہو۔

5- آیات 22 تا 25: پانچویں پیرا گراف میں، جب احزاب میں مخلص صحابہؓ کا کردار بتایا گیا ہے کہ دشمن کو دیکھ کر ان کا ایمان اور اُن کا جذبہ اطاعت و تسلیم بڑھ گیا۔ ان کے عزم و حوصلہ میں کمی نہیں آئی۔ کچھ نے اپنا عہد پورا کر دکھایا اور کچھ منتظر ہیں۔

6- آیات 26 تا 27: چھٹے پیرا گراف میں، یہودی قبیلہ غزوہ بنی قریظہ کا انجام بتایا گیا۔

عہد شکنی کی سزا، میں ان کے مردوں کو قتل کیا گیا اور عورتوں کو قیدی بنالیا گیا۔ ان پر رعب کے ذریعے فتح حاصل ہوئی۔ مسلمانوں کو ان کے اموال اور زمینوں کا مالک بنادیا گیا۔

7- آیات 28 تا 40: ساتویں پیرا گراف میں، عائلی اور معاشرتی احکام دیے گئے۔

اللہ، رسول اور دار آخرت کے طالبین کے لیے اجر عظیم ہے۔

دبی زبان سے گفتگو کرنے کی ممانعت کی گئی، تہرج جاہلیت سے منع کر دیا گیا۔ مومنین کو صاف بتادیا گیا کہ اللہ اور رسول کے فیصلے کے بعد، انہیں کوئی اختیار نہیں رہتا۔ اللہ اور رسول ﷺ کی مخالفت صریح گمراہی ہے۔ حضرت زینبؓ کا نکاح خود اللہ تعالیٰ نے کیا، یہ سماجی عدل کا عین تقاضا ہے۔

8- آیات 41 تا 48: آٹھویں پیرا گراف میں مخلص صحابہؓ کو نصیحت کی گئی کہ وہ کثرت سے اللہ کو یاد کریں۔

صبح و شام اس کی بے عیبی کا اعتراف کریں۔ رسول اللہ ﷺ کے مرتبے اور مقام کو سمجھیں کہ وہ ﴿شاهد، مُبَشِّر، نَذِیر، داعی اور یسراج مُنیر﴾ بنا کر مبعوث کیے گئے ہیں۔ پہلے پیرا گراف کے مضمون کا اعادہ کیا گیا کہ اندرونی اور بیرونی دشمنوں یعنی ﴿مُنافِقین﴾ اور ﴿کافرین﴾ سے دُشمنی کی کوئی ضرورت نہیں۔ اللہ پر ہی ﴿تَوَكَّل﴾ کیا جائے۔

9- آیات 49 تا 59: نویں پیرا گراف میں کچھ اور معاشرتی اور عائلی احکام بیان کیے گئے۔

غیر مذکورہ مطلقہ خاتون کے لیے کوئی عدت نہیں ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی عائلی زندگی کے بارے میں خصوصی احکام دیے گئے۔ بغیر دعوت کے کھانے میں شریک نہ ہونے اور دیر تک گفتگو کرنے سے روکا گیا۔ سچے مومن رسول اللہ ﷺ کے لیے درود (صلاة) یعنی دے دئے رحمت کرتے ہیں اور منافقین آپ کو اذیت پہنچاتے ہیں۔

10- آیات 60 تا 68: دسویں پیرا گراف میں ہجرت انگریز خبریں اور افواہیں پھیلانے والے منافقین کو نوٹس دیا دے

گیا کہ وہ شاید مدینے میں پڑوسی بن کر نہ رہ سکیں۔ انہیں قتل بھی کیا جاسکتا ہے۔

انہیں دوزخ کے عذاب سے ڈرایا گیا۔ دوزخ میں وہ اللہ سے درخواست کریں گے کہ ہمارے لیڈروں ﴿مُکْسِرَاء اور مَسَادَة﴾ کو دگنا عذاب دیا جائے۔

11- آیات 69 تا 71: گیارہویں پیرا گراف میں خام مسلمانوں اور منافقین کو قوم موسیٰؑ کی طرح اپنے رسول کو اذیت

دینے سے منع کیا گیا۔

﴿قَوْلِ مَسَدِید﴾ اور مخلصانہ اطاعت سے کام لینے کی صورت میں ﴿مَغْفُور﴾ اور فوز عظیم کا وعدہ کیا گیا۔

12- آیات 72 تا 73: بارہویں اور آخری پیرا گراف میں ﴿امانت﴾ کا مقصد بتایا گیا۔

انسان کو اس ذمے داری کو اٹھانے کے بعد ظلم اور جہالت کا ثبوت نہیں دینا چاہیے۔ ﴿امانت﴾ کے امتحان میں مشرک اور منافق ناکام ہو کر، عذاب کے مستحق بنیں گے اور مومن کامیاب ہو کر اللہ تعالیٰ کی مغفرت سے فیض یاب ہوں گے۔

مرکزی مضمون

﴿امانت﴾ کی ذمہ داریوں کو سمجھتے ہوئے، کفر و منافقت چھوڑ کر، اخلاص کے ساتھ اسلام کے عائلی، معاشرتی، سماجی، عسکری، سیاسی اور دیگر اجتماعی احکام پر عمل کرو!

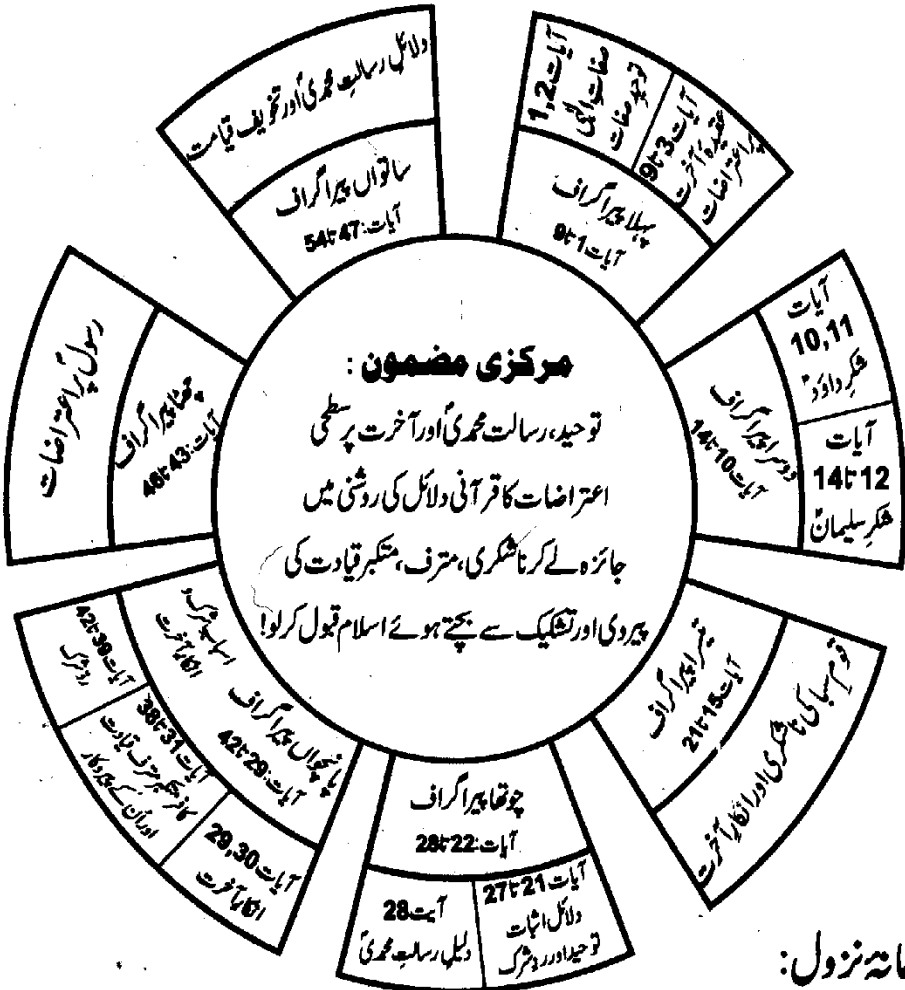


ترتیبی نقشہ ربط

تنظیم جلی

34- سُورَةُ سَبَأٍ

آیات : 54 مَكِّيَّةٌ پیراگراف : 7



سورت ﴿مبا﴾ اعلانِ عام کے بعد رسول ﷺ کے قیام مکہ کے دوسرے دور (4 تا 5 نبوی) کے ابتدائی دور میں نازل ہوئی، جب آپ ﷺ پر شک و ریب کے ساتھ الزامات کی بوچھاڑ ہو رہی تھی، جیسے: ﴿مَجْنُونٌ، مَسْجُورٌ، مُفْتَرٍ﴾ وغیرہ لیکن مخالفت نے شدت پیدا نہیں کی تھی۔ آلِ داؤدؑ سے جس شکر کا مطالبہ کیا گیا تھا، وہی قریش سے کیا گیا ہے اور انہیں قومِ سبا کے انجام سے ڈرایا گیا ہے۔ جنات اور ملائکہ کی عبادت کے عقیدے کو ترک کرنے کا مشورہ بھی دیا گیا ہے۔

● سورۃ سَبَا کا کتابی ربط:

- 1- پچھلی سورت ﴿الاحزاب﴾ میں ﴿خاتم النبیین﴾ محمد ﷺ پر رحمت اور سلامتی کا مضمون تھا، یہاں سورۃ ﴿سَبَا﴾ میں آپ ﷺ کو ﴿بَشِيرٌ وَنَذِيرٌ﴾ بتا کر مشرکین کے الزامات سے بری کیا گیا ہے۔
- 2- پچھلی سورت ﴿الاحزاب﴾ میں رسول اللہ ﷺ پر منافقین کے اعتراضات نقل کیے گئے تھے۔ یہاں سورت ﴿سَبَا﴾ میں مشرکین مکہ کے اعتراضات نقل کیے گئے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے قرآن کو گھڑ لیا ہے۔ یہ افتراء ہے۔ الگ ہے اور کھلا جادو ہے۔

● اہم کلیدی الفاظ اور مضامین:

- 1- سورت سبامیں ﴿وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا﴾ کے الفاظ سے بار بار مشرکین مکہ کے اعتراضات و الزامات نقل کیے گئے۔

(a) مشرکین مکہ کہتے تھے کہ قیامت بھی نہیں آئے گی۔ انہیں اللہ کی صفات کی تفصیل بیان کر کے جواب دیا گیا کہ یہ آکر رہے گی۔

﴿وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لَا تَأْتِيَنَا السَّاعَةُ قُلْ بَلَىٰ وَرَبِّي لَتَأْتِيَنَّكُمْ عِلْمُ الْغَيْبِ﴾ (آیت: 3)۔
 (b) مشرکین مکہ کو رسول کریم ﷺ کی دعوت پر حیرت تھی کہ جب انسان زمین میں تحلیل ہو جائے گا تو نئے سرے سے کیسے پیدا کیا جاسکتا ہے؟

﴿وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا هَلْ نَدُلُّكُمْ عَلَىٰ رَجُلٍ يُنْبِئُكُمْ إِذَا مُزِقْتُمْ كُلٌّ مِّمَّزِقٍ إِنَّكُمْ لَهِيَ خَلْقٍ جَدِيدٍ﴾ (آیت: 7)

(c) مشرکین مکہ کے ظالم اور متکبر لیڈر صاف کہتے تھے کہ وہ قرآن پر ہرگز ایمان نہیں لائیں گے۔ انہیں قیامت کے مناظر سے ڈرایا گیا۔ قیامت کے دن ان مغرور لیڈروں سے اُن کے کمزور کیے گئے پیروکار کہیں گے: ”اگر تم لوگ نہ ہوتے تو ہم مسلمان ہو جاتے“

﴿وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لَنْ نُؤْمِنَ بِهَٰذَا الْقُرْآنِ وَلَا بِالَّذِي بَيْنَ يَدَيْهِ﴾ (آیت: 31)۔
 (d) مشرکین مکہ کا رسول کریم ﷺ پر یہ اعتراض تھا کہ وہ لوگوں کو اُن کے باپ دادا کے طریقہ عبادت سے روک رہے ہیں اور قرآن ایک جھوٹا افتراء اور کھلا جادو ہے۔ ﴿مَا هَٰذَا إِلَّا فُكٌّ مِّمَّنْ يَمُوتُونَ﴾ (آیت: 43)

- 2- رسول اللہ ﷺ پر اعتراضات کیے گئے کہ قرآن افتراء ہے (8) آپ پر جنون ہے (8) یہ جھوٹ ہے (43)

آپ ﷺ صرف انسان ہیں (43) قرآن ایک کھلا ہوا جادو ہے۔ (43)

(a) مشرکین کا الزام تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے اللہ پر جھوٹ گڑ لیا ہے، یا پھر آپ پر ﴿جنون﴾ یعنی دیوانگی طاری ہے۔ ﴿اَفَتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا اَمْ بِهِ جِنَّةٌ ۚ بَلِ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ فِي الْعَذَابِ وَالضَّلَالِ الْبُعِيدِ﴾ (آیت: 8)۔

(b) اللہ تعالیٰ نے مشرکین کو دعوت دی کہ وہ غور کریں کہ کیا محمد ﷺ کو جنون لاحق ہے؟ ایسا نہیں ہے ﴿مَا بِصَاحِبِكُمْ مِنْ جِنَّةٍ﴾ بلکہ محمد ﷺ کو تو ایک سخت عذاب سے متنبہ اور خبردار کرنے کے لیے مبعوث کیا گیا ہے۔ ﴿قُلْ اِنَّمَا اَعْطٰكُمْ بِوَاحِدَةٍ اَنْ تَقُوْمُوْا لِلّٰهِ مَتٰى وَفِرَادٰى ثُمَّ تَتَفَكَّرُوْا مَا بِصَاحِبِكُمْ مِنْ جِنَّةٍ اِنْ هُوَ اِلَّا نَذِيْرٌ لَّكُمْ بَيْنَ يَدٰى عَذَابٍ شَدِيْدٍ﴾ (آیت: 46)۔

3- مشرکین مکہ ﴿آخرت پر شک﴾ کیا کرتے تھے۔ انہیں یقین نہیں تھا۔ وہ پوچھتے تھے کہ یہ کب آئے گی؟

(a) وہ منکر قیامت تھے۔ صاف کہتے تھے کہ ہم پر قیامت نہیں آئے گی۔ ﴿لَا تَأْتِيْنَا السَّاعَةُ﴾ (آیت: 3)۔

(b) وہ بار بار پوچھتے تھے کہ قیامت کا یہ وعدہ کب پورا ہوگا؟

﴿وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ﴾ (آیت: 29)۔

(c) آخرت پر ایمان نہ لانے والوں کے لیے عذاب ہے۔

﴿بَلِ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ فِي الْعَذَابِ وَالضَّلَالِ الْبُعِيدِ﴾ (آیت: 8)۔

(d) اللہ چاہتا ہے کہ آخرت پر ایمان لانے والوں کو اور آخرت پر شک کرنے والوں کو میسر کر دے۔ اہلس کے پھندے سے بچا جاسکتا ہے۔ ﴿وَمَا كَانَ لَہٗ عَلَیْہِمْ مِنْ سُلْطٰنٍ اِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ یُّؤْمِنُ بِالْآخِرَةِ مِمَّنْ هُوَ مِنْہَا فِیْ شَكٍّ وَرَبُّكَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ حَفِیْظٌ﴾ (آیت: 21)۔

(e) روز قیامت آخرت پر شک کرنے والوں اور ان کے خواہشات کے درمیان دیوار حائل کر دی جائے گی۔ یہی

معاملہ پچھلے لوگوں کے ساتھ بھی ہوا جو شک میں مبتلا تھے اور دوسروں کو بھی شک میں مبتلا کرتے رہے۔

﴿وَحِجْلٌ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ مَا يَشْتَهُوْنَ کَمَا فُعِلَ بِأَشْيَاعِهِمْ مِّنْ قَبْلُ اِنَّہُمْ کَانُوْا فِیْ شَكٍّ مَُّرِیْبٍ﴾ (آیت: 54)۔

4- لیڈر اور ان کے پیروکار: سورت ﴿سبا﴾ میں مغرور و متکبر لیڈروں کے لیے ﴿الَّذِیْنَ اسْتَكْبَرُوْا﴾ اور

پیروکاروں کے لیے ﴿الَّذِیْنَ اسْتَضَعِفُوْا﴾ ”کمزور کیے گئے یعنی دبائے گئے“ لوگوں کی اصطلاح استعمال کی

گئی۔ انہیں ﴿مُتَرَفِّیْنَ﴾ بھی کہا گیا۔

(a) قیامت کے دن یہی ﴿مُسْتَضَعِفِیْنَ﴾ اپنے متکبر لیڈروں سے کہیں گے کہ اگر آپ نہ ہوتے تو ہم ایمان لاتے

﴿لَوْلَا أَنْتُمْ لَكُنَّا مُؤْمِنِينَ﴾ یعنی ہمارے ایمان کی راہ میں آپ ہی رکاوٹ تھے۔ (آیت: 31)

(b) روز قیامت وہ بچھتاہیں گے۔ عذاب دیکھ کر نادم اور شرمسار ہوں گے۔

﴿وَقَالَ الَّذِينَ اسْتَضَعُّوا لِلَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا بَلْ مَكْرُ الْكَلِيلِ وَالنَّهَارِ إِذْ تَأْمُرُونَنَا أَنْ نَكْفُرَ بِاللَّهِ وَنَجْعَلَ لَهُ أَنْدَادًا وَأَسَرُّوا النَّدَامَةَ لَمَّا رَأَوُا الْعَذَابَ﴾ (آیت: 33)۔

(c) روز قیامت لیڈر اپنے پیروکاروں سے پوچھیں گے کہ کیا ہم نے تمہیں ہدایت سے روکا تھا؟ نہیں بلکہ تم خود مجرم تھے۔ تم نے اپنی عقل سے کام کیوں نہیں لیا؟ تم نے ہماری پیروی کیوں کی۔ ثابت ہوا ہر شخص اپنے کیے کا ذمہ دار ہے۔ (آیت: 32)۔

﴿قَالَ الَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا لِلَّذِينَ اسْتَضَعُّوْا اَنْحُنْ صَدَدْنَكُمْ عَنِ الْهُدٰى بَعْدَ اِذْ جَاءَكُمْ بَلْ كُنْتُمْ مُّجْرِمِيْنَ﴾

(d) ﴿مُتَسْرِفِينَ﴾ یعنی خوشحال لوگوں کے بارے میں یہ تاریخی حقیقت بیان کی گئی کہ جب بھی کسی بستی میں کوئی رسول خبردار کرنے کے لیے آیا تو ان کے ﴿مُتَسْرِفِينَ﴾ نے صاف کہہ دیا کہ جس چیز کو دے کر آپ کو بھیجا گیا ہے، ہم اس کا انکار کرتے ہیں۔ (آیت: 34)

﴿وَمَا أَرْسَلْنَا فِي قَرْيَةٍ مِّنْ نَّذِيرٍ إِلَّا قَالَ مُتْرَفُوهَا إِنَّا بِمَا أُرْسِلْتُمْ بِهِ كَافِرُونَ﴾

5- ﴿شکر﴾ سورت ﴿سبا﴾ کا ایک اہم موضوع ہے۔

(a) آل داؤد سے ﴿شکر﴾ کا مطالبہ کیا گیا کہ حضرت سلیمانؑ کے لیے جنات بہت سے کام کیا کرتے تھے۔ جنات کو ان کا تابع کر دیا گیا تھا۔ اس حقیقت پر روشنی ڈالی گئی کہ انسانوں میں سے بہت کم لوگ ایسے ہوتے ہیں، جو ﴿شکر﴾ ادا کرتے ہیں۔ ﴿اعْمَلُوا آلَ دَاوُدَ شُكْرًا وَقَلِيلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّكُورُ﴾ (آیت: 13)

(b) قوم سبا سے کہا گیا تھا کہ اپنے رب کی عطا کردہ نعمتوں پر اللہ کا ﴿شکر﴾ ادا کریں۔ وہ مغفرت فرمانے والا ہے۔ ﴿كُلُّوا مِنْ رِّزْقِ رَبِّكُمْ وَاشْكُرُوا لَهُ بَلَدَهُ طَيِّبَةً وَرَبُّ الْغُفُورِ﴾ (آیت: 15)۔

(c) قوم سبا کو ان کی ﴿ناشکری﴾ کی سزا دی گئی۔ یہ اصول بتا دیا گیا ہے کہ ناشکروں ہی کو اس طرح کا بدلہ دیا جاتا ہے۔ ﴿ذَٰلِكَ جَزَاؤُهُمْ بِمَا كَفَرُوا وَهَلْ نُجْزِي إِلَّا الْكَافِرِينَ﴾ (آیت: 17)۔

(d) قوم سبا ایک ناشکری قوم تھی، جس کے سبب انہیں دوسرے بزرگ شاداب باغوں کے بجائے بیر اور اثل کے جنگل دیے گئے۔ اسے داستان بتا دیا گیا۔ ان کے انجام میں ہر ﴿صابر و شاکر﴾ آدمی کے لیے عبرت کا سامان موجود ہے۔

﴿فَقَالُوا رَبَّنَا بَعْدَ بَيْنِ أَسْفَارِنَا وَظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ فَجَعَلْنَاهُمْ أَحَادِيثَ وَمَزَّقْنَاهُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُورٍ﴾ (آیت: 19)۔

6- سورت ﴿سب﴾ میں اللہ تعالیٰ کے علم کی وضاحت کی گئی کہ وہ ﴿غیب﴾ کا مکمل علم رکھتا ہے۔

(a) زمین و آسمان کی کوئی چیز اللہ تعالیٰ سے پوشیدہ نہیں۔ وہ ﴿عالم الغیب﴾ ہے۔

﴿عَلِيمُ الْغَيْبِ لَا يَعْزُبُ عَنْهُ لَفْظٌ ذَرَّةٌ فِي السَّمَوَاتِ وَلَا فِي الْأَرْضِ وَلَا أَصْغَرُ مِنْ ذَلِكَ وَلَا أَكْبَرُ إِلَّا فِي يَكْبُ مُبِينٌ﴾ (آیت: 3)۔ اللہ تعالیٰ ﴿عَلَامُ الْغُيُوبِ﴾ (آیت: 48)۔

(b) جنات بھی علم غیب نہیں رکھتے۔ حضرت سلیمانؑ نے کھڑے کھڑے وفات پائی۔ وہ اپنی لاشی کے سہارے کھڑے رہے۔ جنات انہیں زندہ سمجھ کر اطاعت کرتے رہے، لیکن جب دیمک نے لاشی کو چاٹ لیا اور حضرت سلیمانؑ گر پڑے، تب یہ حقیقت کھلی کہ وہ علم غیب نہیں رکھتے ورنہ اس ذلت میں جتانہ ہوتے۔ ﴿لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ الْغَيْبَ مَا لَبِثُوا فِي الْعَذَابِ الْمُهِينِ﴾ (آیت: 14)۔

سورة السَّبَّاءِ کا نظم جلی

1- آیات 9 تا 1: پہلے پیرا گراف میں، ﴿اللہ تعالیٰ کی صفات﴾ بیان کی گئیں اور ﴿عقیدہ آخرت پر اعتراضات﴾ نقل کر کے جواب دیا گیا۔

اللہ تعالیٰ آسمانوں اور زمین کا مالک ہے، وہی قاطبی تعریف ہے۔ آخرت میں بھی اُسی کی حمد ہے۔ حکیم و خیر ہے۔ اللہ کا علم: زمین میں جو داخل و خارج ہوتا ہے۔ آسمان سے جو چڑھتا اترتا ہے، اُن سب کا علم رکھتا ہے وہ رحیم و غفور ہے۔ منکرین آخرت اور منکرین قیامت کو بتایا گیا کہ قیامت آکر رہے گی۔ اللہ سے، زمین و آسمان کی کوئی چھوٹی بڑی چیز مخفی نہیں۔ ایک نمایاں کتاب میں درج ہے۔

قیامت کا مقصد، نیک لوگوں کو جزا دینا اور برے لوگوں کو سزا دینا ہے۔ صاحب ایمان و عمل صالح کے لیے مغفرت اور رزق کریم ہے۔ آیات کو نیچا کھانے کے لیے دوڑ دھوپ کرنے والے بدکاروں کے لیے عذاب ہے۔ (آیت: 4 تا 5) قرآن سراسر حق ہے۔ خدائے عزیز و حمید کا راستہ دکھاتا ہے۔ (آیت: 6) جبکہ منکرین اسے جھوٹ قرار دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ محمد ﷺ کو ﴿جنون﴾ لاحق ہے۔ نہیں بلکہ یہ خود گمراہ ہیں۔ انہیں عذاب دیا جائے گا۔ اللہ کی طاقت اور قدرت سے ڈرایا گیا کہ اللہ وہ ہستی ہے جو انہیں زمین میں دھنسا سکتی ہے اور ان پر آسمان ٹوٹ سکتا ہے ہر غیب بندے کو عبرت حاصل کرنا چاہیے۔

2- آیات 10 تا 14: دوسرے پیرا گراف میں، ﴿حضرت داؤد اور حضرت سلیمانؑ کی شکر گزاری﴾ کی تفصیل ہے۔

(a) حضرت داؤدؑ کو فضل عطا کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے پہاڑوں اور پرندوں کو، ان کے ساتھ ہم آہنگی کا حکم دیا۔ ان کے لیے لوہا نرم کیا۔ انہیں زرہیں بنانے، حلقے ٹھیک رکھنے اور نیک عمل کرنے کی ہدایت دی گئی۔

(b) حضرت سلیمانؑ کے لیے ہوا کو مسخر کیا گیا۔ ایک ماہ کے سفر کا راستہ صبح کو، اور ایک ماہ کا شام کو طے ہوتا تھا۔ ان کے لیے پچھلے ہوئے تانبے کا چشمہ بہا دیا، ان کے لیے جنات تابع کر دیئے گئے۔

حضرت سلیمانؑ نافرمان جنوں کو آگ کا مزہ چکھاتے تھے۔ حضرت سلیمانؑ کے لیے جنات اونچی عمارتیں، تصویریں، بڑے بڑے لگن اور بڑی دیکیں بناتے تھے۔ انہیں حکم دیا گیا ﴿اعْمَلُوا آلَ دَاوُدَ شُكْرًا﴾ اے آلِ داؤد! شکر کے طریقے پر عمل کرو! (آیت: 12: 13) لیکن انسانوں میں بہت کم شکر گزار ہوتے ہیں۔

(c) جنات غیب کا علم نہیں رکھتے: حضرت سلیمانؑ کی موت سے جنات لاعلم رہے۔ گھن عصا کو کھارہا تھا۔ جب حضرت سلیمانؑ گر پڑے، تب جنات کو احساس ہوا کہ وہ غیب کے عالم نہیں ہیں، ورنہ یہ ذلت نہ اٹھاتے۔ (آیت: 14)

3- آیات 15: 20: تیسرے پیرا گراف میں، ﴿قوم سبا کی ناشکری اور انکارِ آخرت﴾ کا تذکرہ ہے۔

قوم سبا یمن میں آباد تھی۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں باغات عطا کیے تھے۔ انہیں نعمتوں پر شکر کا حکم دیا گیا تھا، لیکن انہوں نے نافرمانی، نمک حرامی اور ناشکری سے کام لیا۔ (آیت: 15)

انہیں سزا دی گئی۔ سیلاب آیا۔ دوسرے سبز و شاداب باغات کے بدلے میں دو خمط (کڑوے)، اَنُثُل (جھاؤ)، سِنْدُر (بیر) کے درخت لگا دیئے۔ اللہ تعالیٰ نے سبا اور فلسطین کے درمیان نمایاں بستیاں بسائیں۔ تجارتی شاہراہیں اور منزلیں بنیں۔ پر اس سفر کی راہ ہموار ہوئی۔ لیکن انہیں آبادی کھلنے لگی۔ انہوں نے دعا کی کہ ہمارے سفر کی مسافتیں لمبی کر دے۔ ﴿رَبَّنَا بَاعِدْ بَيْنَ أَسْفَارِنَا﴾ چنانچہ ان پر عذاب آیا۔ اللہ نے انہیں قصہ پارینہ بنا دیا۔ تاریخ کے اس واقعہ میں ہر صابروشا کر کے لیے سبق ہے۔

قوم سبا ابلیس کے دام میں گرفتار ہو کر رہے۔ اہل ایمان بچ نکلے۔ قوم سبا آخرت کی منکر تھی۔ اللہ چاہتا تھا کہ منکرینِ آخرت سے مومنینِ آخرت کو تمیز اور ممتاز کر دے۔

4- آیات 21: 28: چوتھے پیرا گراف میں، ﴿دلائلِ توحید﴾ ہیں، ردِ شرک ہے اور منصبِ رسالت کی وضاحت ہے۔

(a) دلائلِ توحید: مشرکین کو چیلنج کیا گیا کہ ﴿مِنْ دُونِ اللَّهِ﴾ زمین و آسمان میں ذرہ برابر بھی اختیار نہیں رکھتے۔ ان کی سفارش بھی کام نہیں آسکتی۔ شفاعت اللہ کی مرضی کے بغیر ممکن نہیں۔ (روزِ قیامت) شافع پر بھی گھبراہٹ طاری ہوگی۔ ان سے پوچھا گیا آسمان اور زمین سے کون رزق دیتا ہے؟ اللہ۔ ایسی صورت میں لامحالہ ہم میں اور تم میں، کوئی ایک ہدایت پر ہے۔ ہر آدمی کو اپنی بھلائی کے لیے سوچنا ہوگا۔ ہماری تصور کی باز پرس، تم سے نہ ہوگی اور نہ تمہارے تصور کی، ہم سے ہوگی۔ روزِ قیامت اللہ سب کو جمع کرے گا۔ عدل کرے گا۔ زبردست اور علیم ہے۔

(c) منصبِ رسالت کی تشریح: رسول اللہ ﷺ کو ساری دنیا کی طرف ایک خوشخبری دینے والے اور ایک خبردار کر دینے والے کی حیثیت سے مبعوث کیا گیا ہے، لیکن اکثر لوگ نہیں جانتا چاہتے۔

﴿وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا كَافَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيرًا وَنَذِيرًا وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ﴾

5- آیات 29 تا 42: پانچویں پیرا گراف میں، منکبر قیادت (Leadership)، شرک اور انکار آخرت کے اسباب کی وضاحت کی گئی۔

منکرین آخرت قیامت کا وقت پوچھتے ہیں۔ انہیں بتایا گیا کہ اس کا وقت مقرر ہے۔

(a) منکبر قیادت پر واضح کیا گیا کہ وہ عام لوگوں کی ہدایت کی راہ میں رکاوٹ ہیں۔ روز قیامت عوام کہیں گے کہ اگر آپ لوگ نہ ہوتے تو ہم مومن ہوتے۔ وہ الٹا انہیں الزام دیں گے اور کہیں گے کہ تم خود مجرم تھے۔ دونوں شمار ہوں گے۔ ان کی گردنوں میں پھندا ہوگا۔

(b) ﴿مترفین﴾ کے بارے میں یہ اصول بیان کیا گیا کہ انہوں نے ہمیشہ رسولوں کا انکار کیا۔ انہیں اپنی اولاد اور اپنے مال پر ناز تھا اور یہ خوش فہمی کہ ہمیں سزا نہیں دی جائے گی۔ ﴿نَحْنُ أَكْثَرُ أَمْوَالًا وَأَوْلَادًا﴾۔ رسول اللہ ﷺ کو ہدایت دی گئی کہ وہ انہیں بتادیں کہ رزق اللہ کے ہاتھ میں ہے اور تقرب الہی، اموال و اولاد سے نہیں، بلکہ ایمان اور عمل صالح سے حاصل ہوتا ہے۔ ہماری آیات کو، نچا دکھانے والوں کے لیے عذاب ہوگا۔

(c) مشرکین مکہ فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں قرار دیتے تھے۔ بتایا گیا کہ روز قیامت فرشتوں سے سوال ہوگا کہ کیا یہ لوگ تمہاری عبادت کیا کرتے تھے؟ فرشتے اللہ کی بے یبسی کا اعتراف کریں گے کہ اللہ ہی اُن کا سرپرست ہے۔ بعض (d) مشرکین مکہ جنات کی عبادت کرتے تھے یعنی جنات سے ڈر کر اُن کی پناہ لیا کرتے تھے۔ قیامت کے عذاب سے ڈرایا گیا کہ اُس دن فائدہ اور نقصان کسی کے اختیار میں نہ ہوگا۔

6- آیات 43 تا 46: چھٹے پیرا گراف میں ﴿رسول ﷺ﴾ کے گئے اعتراضات ﴿نقل کر کے اُن کا جواب دیا گیا۔

قرآن کی آیات کی تلاوت پر آپ ﷺ پر اعتراض کیا گیا کہ آپ محض ایک انسان ہیں، رسول نہیں ہیں، جو باپ دادا کے طریقہ عبادت سے روکنا چاہتے ہیں۔ یہ قرآن جھوٹ ہے۔ گھڑا گیا ہے۔ جادو ہے۔ رسول کریم ﷺ کو ﴿جنون﴾ لاحق ہے۔ انہیں دعوت فکری گئی کہ وہ اکیلے یا مل کر غور و فکر کریں کہ کیا ﴿مجنوںوں﴾ کی باتیں ایسی ہوتی ہیں؟ آپ ﷺ تو صاف خبردار کر دینے والے ہیں۔

7- آیات 47 تا 54: ساتویں اور آخری پیرا گراف میں ﴿دلائل رسالت محمدی﴾ دیے گئے اور عذاب قیامت سے ڈرایا گیا۔

(a) محمد ﷺ تو کسی اجر کے طالب نہیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان پر حق دے دیتا ہے۔ (آیت: 47)

حق آگیا ہے۔ اب باطل کے لیے کچھ نہیں ہو سکتا۔ رسول اللہ ﷺ کی زبان سے کہلوا گیا کہ اگر میں گمراہ ہوں

تو اس کا وبال مجھ پر ہے۔ اگر میں ہدایت پر ہوں تو وحی کی بنا پر ہوں۔ اللہ دیکھتا ہے۔ سنتا ہے۔ وہ بہت قریب ہے۔
 (b) کافر لوگ روز قیامت گھبرائے ہوئے ہوں گے۔ بچ کر نہ جاسکیں گے۔ قریب کی جگہ پر پکڑ لیے جائیں گے۔ (آیت: 51)
 کہیں گے۔ ”ایمان لائے ہیں۔“ (لیکن اب ایمان نافع نہ ہوگا) (آیت: 52)
 دوزخیوں کا جرم یہ ہوگا کہ یہ رسالت کا انکار کرتے تھے۔ دور کی کوڑیاں لایا کرتے تھے۔ تناؤں میں اسیر تھے۔
 پھل قوموں کی طرح ان کی اور ان کی خواہشات کے درمیان دیوار کھڑی کر دی جائے گی، کیونکہ یہ بھی خود شک
 میں مبتلا تھے اور دوسروں کو بھی شک میں مبتلا کیا کرتے تھے۔

مرکزی مضمون

توحید، رسالت محمدی ﷺ اور آخرت پر سطحی اعتراضات سے بچنا چاہیے۔ قرآنی دلائل کی روشنی میں جائزہ لے کر
 ناشکری، مترف، متکبر قیادت کی پیروی سے بچنا چاہیے۔ تذبذب اور تشکیک سے بچ کر ایمان لانا چاہیے۔



FLOW CHART

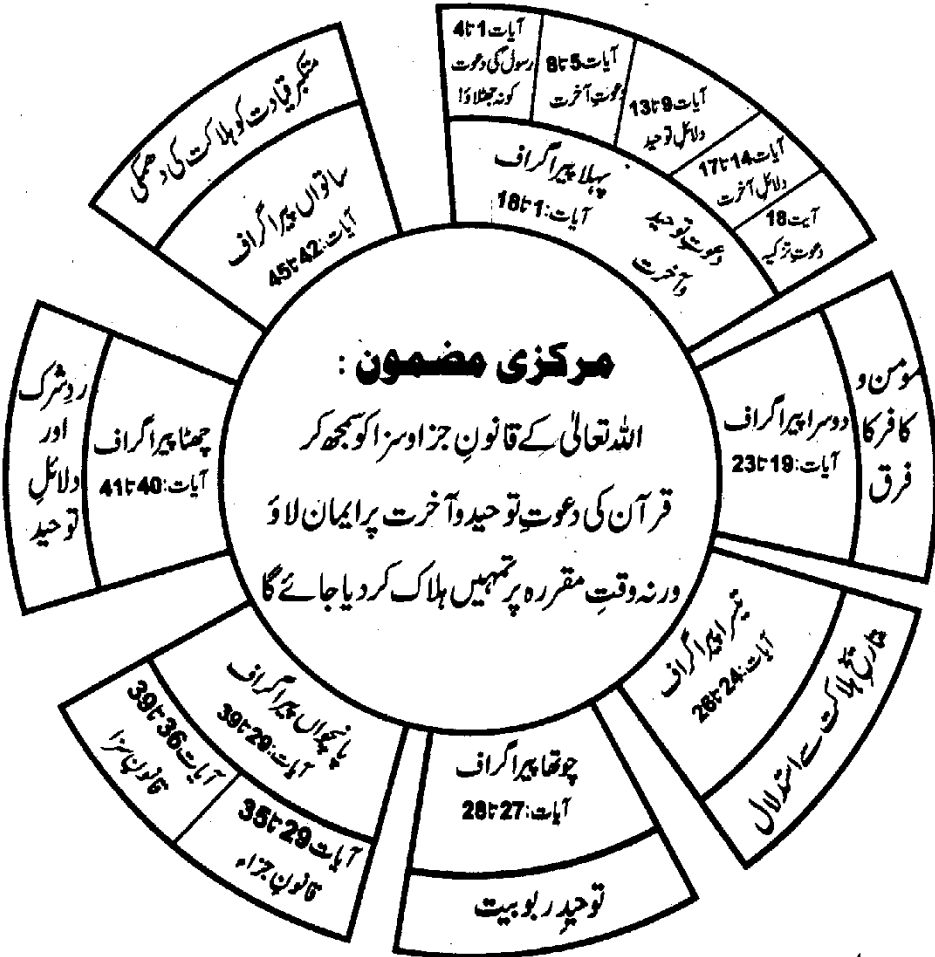
MACRO-STRUCTURE

ترتیبی نقشہ ربط

نظم جلی

35- سُورَةُ فَاطِر

آیات : 45 مَكِّيَّةٌ پہرا گراف : 7



زمانہ نزول:

سورت ﴿فاطر﴾، رسول ﷺ کے قیام مکہ کے تیسرے دور (6 تا 10 نبوی) میں نازل ہوئی، جب شدت مخالفت میں آپ ﷺ کے خلاف سازشیں ہو رہی تھیں۔ قریش کی ﴿منکبر قیادت﴾ کو قانون جزا و سزا بتا کر ﴿ہلاکت کی دھمکی﴾ دی گئی ہے۔

سورة فاطر کا کتابی ربط

- 1۔ پچھلی سورت ﴿سَبَا﴾ میں ﴿جنات کی عبادت﴾ کی نفی تھی۔ اس سورت ﴿فاطر﴾ میں ﴿فرشتوں کی عبادت﴾ کی نفی ہے۔ دونوں سورتوں میں قریش کے ﴿استکبار﴾ پر مشتمل متفی رویوں کی طرف نشاندہی ہے۔
- 2۔ اگلی سورت ﴿ہٰجِیّہ﴾ میں مشرکین کے خلاف اللہ کا جلال ہے۔ اللہ کے اختیارات کی تفصیلی وضاحت ہے۔ دونوں سورتوں میں ہلاکت کی دھمکی ہے۔

اہم کلیدی الفاظ اور مضامین

- 1۔ ﴿دلائل توحید﴾ سورت فاطر میں توحید کے دلائل شد و مد کے ساتھ بیان کیے گئے ہیں۔
(a) اللہ کی نعمتوں کا ذکر کر کے ﴿شکر﴾ کا مطالبہ کیا گیا کہ بیٹھا پانی اور کھارا پانی ایک جیسا نہیں، لیکن اللہ تعالیٰ دونوں سے انسان کو سمندری غذا فراہم کرتا ہے اور وہ موتی بھی جو زیور بن جاتے ہیں۔ پانیوں میں وہ کشتیاں بھی ہیں جن سے اللہ کا فضل تلاش کیا جاتا ہے۔ (آیت: 12)
﴿وَمَا يَسْتَوِي الْبَحْرَانِ هَذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ سَائِغٌ شَرَابُهُ وَهَذَا مِلْحٌ أُجَاجٌ وَمَنْ كُلَّ تَاْكُلُونَ لَحْمًا طَرِيًّا وَتَسْتَخْرِجُونَ حِلْيَةً تَلْبَسُونَهَا وَتَرَى الْفُلْكَ فِيهِ مَوَاجِرَ لَتَبْتَغُوا مِنْ فَضْلِهِمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ﴾
- (b) ﴿توحید کی آفاقی دلیلیں﴾ پانی پر غور کرنے کی دعوت دی گئی کہ اس سے رنگ برنگے پھل پیدا کیے جاتے ہیں۔ پہاڑوں پر غور کرنے کی دعوت دی گئی کہ اُس کے رنگ بھی مختلف قسم کے ہیں۔ لہذا ایسی عظیم الشان قدرت رکھنے والے خدائے واحد ہی پر ایمان لانا چاہیے۔
﴿أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ أَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَخَرَجْنَا بِهِ نَخْلًا مَخْتَلِفًا أَلْوَانُهَا وَاللَّهُ جَبَّارٌ مُجْدِدٌ مِ يَبْضُ وَحُمْرٌ مُخْتَلِفٌ أَلْوَانُهَا وَغَرَابِيبُ سُودٌ﴾ (آیت: 27)
- (c) انسانوں، جانوروں اور موشیوں پر غور کرنے کی دعوت دی گئی کہ ان کے رنگ بھی مختلف ہیں۔ لیکن کائنات میں غور و فکر کر کے صحیح نتیجے پر صرف وہی بندے پہنچ سکتے ہیں جو اللہ کی خشیت اختیار کرتے ہیں۔
﴿وَمِنَ النَّاسِ وَالْأَنْعَامِ مُخْتَلِفٌ أَلْوَانُهُ كَذَلِكَ إِنَّمَا يَخْشَى اللَّهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ﴾ (آیت: 28)
- (d) ﴿توحید اختیار﴾ کی وضاحت کی گئی کہ رحمت اللہ ہی کے ہاتھ میں ہے۔ اگر وہ کھول دے تو کوئی روک نہیں سکتا اور اگر وہ اپنی رحمت کو روک لے تو کوئی عطا نہیں کر سکتا۔ وہ زبردست قوت والا بھی ہے اور حکمت والا بھی ہے۔

﴿ مَا يَفْتَحِ اللَّهُ لِلنَّاسِ مِنْ رَحْمَةٍ فَلَا مُمْسِكَ لَهَا، وَمَا يُمْسِكُ فَلَا مُرْسِلَ لَهُ مِنْ بَعْدِهِ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴾ (آیت: 2)

(e) ﴿توحید کی انفسی دلیل﴾ انسان کو سمجھایا گیا کہ وہ اللہ کے محتاج ہیں، جب کہ اللہ کو نہ تو مال کی ضرورت ہے اور نہ تعریف کی۔ وہ غنی بھی ہے اور حمید بھی۔ یَا أَيُّهَا النَّاسُ أَنْتُمُ الْفُقَرَاءُ إِلَى اللَّهِ وَاللَّهُ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيدُ ﴿ (آیت: 15)

(f) ﴿آفاقی دلیل﴾ اللہ کی قدرت کو ثابت کرنے کے لیے یہ حقیقت واضح کی گئی کہ وہی آسمانوں اور زمین کو سرکنے سے تھامے ہوئے ہے۔ اگر وہ سرکیں تو ﴿غیر اللہ﴾ انہیں تھام نہیں سکتے۔ اللہ حلیم اور بردبار ہے کہ اس قوت کے باوجود وہ مشرکوں کو ڈھیل دیتا ہے۔ فوراً عذاب نازل نہیں کرتا۔

﴿إِنَّ اللَّهَ يُمْسِكُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ أَنْ تَزُولَا، وَلَئِنْ زَالَتَا إِنْ أَمْسَكَهُمَا مِنْ أَحَدٍ مِنْ بَعْدِهِ﴾ (آیت: 41)

(g) ﴿اللہ کی قدرت اور حکمت﴾ کی وضاحت کی گئی کہ اگر وہ انسانوں کے گناہوں کی سزا دینے پر آئے تو زمین کی پیٹھ پر کوئی باقی نہ بچے، لیکن وہ ایک وقت مقررہ تک اسے ٹال دیتا ہے۔ جب مدت پوری ہو جائے تو پھر وہ اپنے بندوں کو خود رکھنے والا ہے۔

﴿وَلَوْ يَوَازِعُهُ اللَّهُ النَّاسَ بِمَا كَسَبُوا مَا تَرَكَ عَلَى ظَهْرِهَا مِنْ دَابَّةٍ وَلَكِنْ يُؤَخِّرُهُمْ إِلَى أَجَلٍ مُّسَمًّى فَإِذَا جَاءَ أَجَلُهُمْ لَبَانَ اللَّهُ كَأَنِ بَصِيرًا﴾ (آیت: 45)

(h) ﴿توحید اختیار﴾ اللہ کے اختیار کی وضاحت کی گئی کہ وہ انسانوں کو ہلاک کر کے دوسری قوم تخلیق کر سکتا ہے۔

﴿إِنْ يَشَأْ يُذْهِبْكُمْ وَيَأْتِ بِخَلْقٍ جَدِيدٍ﴾ (آیت: 16)

2- ﴿شرک کی تردید﴾ سورت فاطر میں شرک کی تردید بھی شد و مد سے کی گئی ہے۔

(a) انسان اللہ کی نعمتیں یاد رکھے۔ ان سے پوچھا گیا کہ کیا کوئی ﴿غیر اللہ﴾ تمہیں رزق دیتا ہے؟ لہذا ﴿خالق﴾ ہی کو اللہ تسلیم کر لینا چاہیے۔

﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ اذْكُرُوا لِلَّهِ عَلَيْكُمْ هَلْ مِنْ خَالِقٍ غَيْرِ اللَّهِ يَرْزُقُكُمْ مِنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ فَاتَّبِعُوهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَكُونَ﴾ (آیت: 3)

(b) ﴿مِنْ دُونِ اللَّهِ﴾ کی تحقیر کی گئی اور چیلنج کیا گیا کہ انہوں نے کیا پیدا کیا ہے دکھاؤ۔ کیا وہ آسمانی نظام میں شریک ہیں؟ (آیت: 40)

﴿أَرَأَيْتُمْ شُرَكَاءَ كُمُ الَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ أَرُونِي مَاذَا خَلَقُوا مِنَ الْأَرْضِ أَمْ لَهُمْ

شُرْكٌ فِي السَّمٰوٰتِ ﴿

(c) مشرکین کو صاف صاف بتا دیا گیا کہ ﴿غیر اللہ﴾ کے پاس کوئی عزت نہیں ہے۔ عزت تمام کی تمام اللہ ہی کے لیے ہے۔

﴿مَنْ كَانَ يُرِیدُ الْعِزَّةَ فَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ جَمِیْعًا﴾ اچھی باتیں اور اچھا عمل ہی اُس کے ہاں قبول کیا

جاتا ہے۔ ﴿اِلَیْهِ یَصْعَدُ الْکَلِمُ الطَّیْبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ یَرْفَعُهُ﴾ ساریں کرنے والے

کے لیے سخت عذاب ہے اور اس کی چالیں ناکام ہو کر رہیں گی ﴿وَالَّذِیْنَ یَمْکُرُوْنَ السَّیِّاَتِ لَهُمْ

عَذَابٌ شَدِیْدٌ ۝ وَمَكْرُ اُولٰٓئِکَ هُوَ یَبُوْرُ﴾ (آیت: 10)

(d) ﴿اللہ﴾ اور ﴿مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ﴾ کا موازنہ کر کے بتایا گیا کہ اللہ تو دن کو رات میں اور رات کو دن میں داخل کرتا ہے

۔ اسی نے سورج اور چاند کو مسخر کر دیا ہے۔ یہ ہے انسانوں کا پالنے والا۔ اُسی کے لیے کائنات کی بادشاہت ہے۔

﴿مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ﴾ کوئی اختیار نہیں رکھتے۔ اس لیے صرف اللہ ہی کو پکارنا چاہیے۔ اُسی سے دعا کرنی چاہیے۔

﴿ذٰلِکُمْ اللّٰهُ رَبُّکُمْ لَہُ الْمُلْکُ وَالَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِہٖ مَا یَمْلِکُوْنَ مِنْ

قِطْعَمٍ﴾ (آیت: 13)۔

(e) ﴿شفاعت کے خود ساختہ تصور کی نفی کی گئی﴾ قریبی رشتہ دار بھی روز قیامت کام نہیں آئیں گے۔ ہر آدمی کو خود اپنا

بوجھ اٹھانا ہے۔ (آیت: 18)

﴿وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ اُخْرٰی وَاِنْ تَدْعُ مُثْقَلَةٌ اِلٰی حِمْلِہَا لَا یُحْمَلْ مِنْہٗ شَیْءٌ وَّلَوْ

كَانَ ذَا قُرْبٰی﴾

(f) ﴿مشرکین کو تنبیہ﴾ متکبر لیڈروں کو خبردار کیا گیا کہ وہ تاریخ کا سبق یاد رکھیں۔ انہوں نے رسولوں کی آمد کے بعد اپنی

بیزاری اور اپنی سازشوں میں اضافہ کیا، لیکن بری چالوں اور سازشوں کی زد میں وہ خود آ جاتے رہے۔ یہ ہلاک ہو کر رہے

بھی اللہ کی سنت ہے۔ کیا یہ بھی عذاب کے منتظر ہیں؟

﴿وَاَقْنَمُوا۟ اَلْاَنْفُسَۃَ اَسْکُبَارًاۤ اِلٰی الْاَرْضِ وَمَكْرُ السَّیِّئِ وَلَا یَحِیْطُ الْمُکْرُ السَّیِّءُ اِلَّا بِاَعْلٰہِۭ فَہَلْ

یَنْظُرُوْنَ﴾ (آیت: 43)

3- ﴿دلیل آخرت﴾ ہواؤں کے ذریعے بادل بھیجے جاتے ہیں، جو مردہ زمین کو سیراب کرتے ہیں۔ اسی طرح

مردے زندہ کیے جائیں گے۔

﴿وَاللّٰہُ الَّذِیْۤ اَرْسَلَ الرِّیْحَ فَتُنْفِیْۡرُ سَحَابًاۭ فَسُقْنٰہُۭ اِلٰی بَلَدٍ مَّیِّتٍ فَاَحْیٰیۡنَاۤ بِہِ

الْاَرْضَۤ بَعْدَ مَوْتِہَاۭ کَذٰلِکَ النُّشُوْرُ﴾ (آیت: 9)

4- ﴿کافروں کو مومن کا فرق﴾ واضح کیا گیا۔ مومن زندہ ہوتا ہے۔ قرآن کی دعوت کو سنتا ہے۔ جبکہ کافر مردہ ہوتا ہے اُس

کی ضد اور غرور کی وجہ سے اُسے حق کی بات سنائی نہیں جاسکتی۔ وہ کان رکھتے ہوئے بہرہ ہوتا ہے۔ (آیت: 22)

﴿وَمَا يَسْتَوِي الْأَحْيَاءُ وَلَا الْأَمْوَاتُ إِنَّ اللَّهَ يُسْمِعُ مَنْ يَشَاءُ وَمَا أَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَنْ لِي الْقُبُورُ﴾

5- ﴿خلافت اور وراثت﴾ کے سلسلے میں تین رویوں کی وضاحت کی گئی۔

(a) یہودیوں کو امامت سے معزول کر دیا گیا اور بنی اسمعیل میں آخری پیغمبر محمد ﷺ کو مبعوث کیا گیا۔ اب ان میں تین (3) گروہ ہو گئے ہیں۔ پہلا گروہ اپنے نفس پر ظلم کر رہا ہے۔ دوسرا گروہ میانہ روی اختیار کر رہا ہے اور تیسرا گروہ نیکیوں میں سبقت حاصل کر رہا ہے۔ یہی سب سے بڑا فضل ہے۔

﴿لَمْ أَوْزِنَا الْكِتَابَ الَّذِينَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهِ وَمِنْهُمْ مُقْتَصِدٌ وَمِنْهُمْ سَابِقٌ بِالْخَيْرَاتِ بِإِذْنِ اللَّهِ ذَلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيرُ﴾ (آیت: 32)

(b) اللہ نے انسانوں کو زمین پر خلیفہ بنایا ہے۔ اب اگر کوئی شخص انکار کرے گا تو اُس کا وبال اُسی پر ہوگا۔ اُس کا کفر اُس کے ہی نقصان میں اضافہ کرے گا۔ (آیت: 39)

﴿هُوَ الَّذِي جَعَلَكُمْ خَلَائِفَ فِي الْأَرْضِ فَمَنْ كَفَرَ فَعَلَيْهِ كُفْرُهُ وَلَا يَزِيدُ الْكَافِرِينَ كُفْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ إِلَّا مَقْتًا وَلَا يَزِيدُ الْكَافِرِينَ كُفْرُهُمْ إِلَّا خَسَارًا﴾

6- ﴿ابلیس کو اپنا دشمن بنا لینے کی ہدایت﴾ انسانوں پر واضح کیا گیا کہ ابلیس اُن کا دشمن ہے۔ وہ اور اُس کی پارٹی یہ چاہتی ہے کہ انسان دوزخ میں جائیں۔ اس لیے ابلیس کو اپنا دشمن بنانا ضروری ہے۔ (آیت: 6)

﴿إِنَّ الشَّيْطَانَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوهُ عَدُوًّا إِنَّمَا يَدْعُوا حِزْبَهُ لِيَكُونُوا مِنْ أَصْحَابِ السَّعِيرِ﴾

7- ﴿رسول اللہ ﷺ کو تسلی﴾ دی گئی کہ ماضی میں بھی رسولوں کو جھٹلایا جاتا رہا ہے۔ یہ کوئی نئی بات نہیں، لیکن سارے فیعلے اللہ کی طرف لوٹتے ہیں۔ (آیت: 4 اور 26)

﴿وإِنْ يَكْذِبُواكَ فَكُذِّبَتْ رُسُلٌ مِّن قَبْلِكَ وَاللَّهُ مُرْجِعُ الْأُمُورِ﴾

سورة فاطر کا نظم جلی

سورة فاطر سات (7) حیرا گراف پر مشتمل ہے۔

1- آیات 1 تا 18: پہلے حیرا گراف میں، دعوت تو حید اور دعوت آخرت کا بیان ہے۔

اللہ ﴿فاطر﴾ یعنی خالق ارض و سماء ہے۔ صاحب اختیار ہے۔ اُسی کے ہاتھ میں رحمت ہے۔ غیر اللہ کے پاس کوئی اختیار نہیں۔ وہ خالق نہیں ہیں۔ اللہ ہی رازق ہے، لہذا اُسی کو ﴿الہ﴾ تسلیم کر لینا چاہیے۔ رسول کریم ﷺ کو تسلی دی گئی کہ جھٹلائے جانے پر آپ رنجیدہ نہ ہوں۔ ماضی میں ہر رسول کو جھٹلایا گیا ہے۔ ابلیس اور اُس کی پارٹی ﴿انسانوں کو خبردار کیا گیا ہے کہ وہ دنیا کی زندگی سے دھوکہ نہ کھائیں۔ ابلیس کے دام میں نہ آئیں۔ ابلیس انسانوں کا دشمن ہے اس لیے اس کو دشمن بنا لینا چاہیے۔ وہ اور اُس کی پارٹی انسانوں کو دوزخ میں دیکھنا چاہتے ہیں۔

﴿رسول اللہ ﷺ کو تسلی﴾ دی گئی کہ وہ ان لوگوں کی خاطر غم و افسوس میں نہ گھلیں، جو اپنے برے اعمال کو خوشنما دیکھتے ہیں۔ اللہ ان کی کارستانیوں سے واقف ہے۔ ﴿اَفَمَنْ زَيْنَ لَهُ مَوَدَّ عَمَلِهِ فَرَّاهُ حَسَنًا فَلَانَ اللّٰهُ يُضِلُّ مَنْ يَّشَاءُ وَيَهْدِي مَنْ يَّشَاءُ، فَلَا تَذْهَبُ نَفْسُكَ عَلَيْهِمْ حَسْرَتٍ، اِنَّ اللّٰهَ عَلِيمٌ بِمَا يَصْنَعُونَ﴾ (آیت نمبر 8)

﴿آخرت کی دلیل﴾ ہواؤں، بادلوں اور بارش سے فراہم کی گئی۔ شرک کی تردید کی گئی کہ غیر اللہ کے پاس عزت نہیں ہے بلکہ تمام کی تمام صرف اللہ کے پاس ہے۔ ﴿مَنْ كَانَ يُرِيدِ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ الْعِزَّةُ جَمِيعًا﴾ اللہ کے ہاں اچھی بات اور اچھا عمل ہی قبول کیا جاتا ہے ﴿اِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ يَرْفَعُهُ﴾ رسول اللہ ﷺ کے خلاف سازش کرنے والوں کے لیے عذاب ہے۔ ان کی سازشیں کامیاب نہیں ہوں گی۔

وَالَّذِينَ يَمْكُرُونَ السَّيِّئَاتِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيدٌ، وَمَكْرُؤُاْلَيْكَ هُوَ يُؤْوَرُ ﴿(آیت نمبر 10)﴾ انسان کی اپنی ذات کی پیدائش سے اللہ کی قدرت اور علم پر دلیلیں قائم کی گئیں۔

﴿توحید کی آفاقی دلیل﴾ پانی کے دوزخیرے یکساں نہیں۔ میٹھا پیاس بجھانے والا اور سخت کھاری تلخ۔ دونوں سے تروتازہ گوشت ملتا ہے۔ پہننے کے لیے سامانِ زینت (موتی) ملتے ہیں۔ کشتیاں سمندری رزق فراہم کرتی ہیں۔ یہ سب کچھ اللہ کی نعمتیں ہیں جن پر شکر ادا کرنا ضروری ہے۔ اللہ دن کو رات میں، رات کو دن میں پروتا ہے۔ اُسی نے چاند اور سورج کو مسخر کیا۔ اُسی کی فرماں روائی ہے۔ غیر اللہ کے پاس ذرہ برابر اختیار بھی نہیں ہے۔

- ﴿توحید دعا﴾ ﴿غیر اللہ﴾ نہ تمہاری دعائیں سن سکتے ہیں اور بالفرض سن بھی لیں تو جوابی کارروائی نہیں کر سکتے۔ انسانوں سے کہا گیا کہ وہ اللہ کے محتاج ہیں اور اللہ غنی و حمید ہے۔
 - ﴿توحید اختیار﴾ اللہ کے پاس استبدال قوم کی قدرت ہے۔ (ایک قوم کو ہلاک کر کے) دوسروں کو اٹھانا دشوار نہیں۔ ﴿إِنْ يَشَأْ يُذْهِبْكُمْ وَيَأْتِ بِخَلْقٍ جَدِيدٍ ۚ وَمَا ذَلِكَ عَلَى اللَّهِ بَعِزٌ﴾ (آیت نمبر 16 تا 17)
 - ﴿روز قیامت﴾ کوئی دوسرے کا بوجھ نہ اٹھائے گا، چاہے وہ قریبی رشتہ داری کیوں نہ ہو۔
- رسول اللہ ﷺ تو صرف غیب پر ایمان لانے والوں کو خبردار کر سکتے ہیں، جو نماز قائم کرتے ہیں۔ تزکیہ انسان کے اپنے لیے مفید ہے۔

2- آیات 19 تا 23: دوسرے پیرا گراف میں ﴿مومن و کافر کا فرق﴾ بیان کیا گیا۔

مومن بیٹا اور کافر ناپینا ہوتا ہے۔ رسول خبردار کرنے کے لیے آتا ہے، وہ مردوں کو نہیں سنا سکتا۔ اندھے اور بہرے ضدی لوگ اسلام کی دولت سے فیض یاب نہیں ہو سکتے۔

3- آیات 24 تا 26: تیسرے پیرا گراف میں ﴿تاریخِ ہلاکت﴾ سے استدلال ہے۔

آخری پیرا گراف میں ہلاکت کی دھمکی ہے رسولوں کا انکار کرنے والوں کو اللہ نے اپنے عذاب میں جکڑ لیا۔

4- آیات 27 تا 28: چوتھے پیرا گراف میں ﴿توحید ربوبیت کے آفاقی دلائل﴾ ہیں۔

کافروں کو پانی، درختوں کے پھل، مختلف رنگوں کے پہاڑوں اور رنگ برنگے جانوروں، مویشیوں اور انسانوں پر غور کر کے اللہ کی خشیت اختیار کرنی چاہیے۔ وہ مغفرت کی قدرت رکھتا ہے۔

5- آیات 29 تا 39: پانچویں پیرا گراف میں ﴿قانونِ جزا و سزا﴾ بیان ہوا ہے۔

ایمان لا کر نماز کا اہتمام کرنے والوں اور اتفاق کرنے والوں کی تجارت نقصان نہیں دے سکتی۔ یہودیوں کے بعد اب بنی اسماعیل امتحان میں ہیں۔ آپ ﷺ کی نبوت کے بعد کچھ ظلم یعنی شرک کا مظاہرہ کر رہے ہیں۔ کچھ انتظار میں ہیں اور کچھ نیکیوں میں پہل کر رہے ہیں۔ یہی کامیابی ہے۔ ان کے لیے جنت ہے جہاں نہ کوئی ملال ہے نہ کلفت و محنت اور نہ کوئی تھکان ہے۔

اس کے برخلاف انکار کرنے والوں کے لیے دوزخ کی آگ ہے۔ وہ فریاد کریں گے کہ انہیں ایک اور موقع دیا جائے، لیکن ایسا نہیں ہو سکتا۔ ان خالوں کے لیے کوئی مددگار نہیں ہوگا۔ انہیں کوزمین پر خلیفہ بنا کر اختیارات عطا کیے گئے ہیں لیکن اگر وہ انکار اور ناشکری کا رویہ اختیار کرے گا تو لازماً نقصان میں رہے گا۔

6- آیات 40 تا 41: چھٹے پیراگراف میں ﴿شُرک کی تردید﴾ اور ﴿توحید کے اثبات﴾ کے دلائل ہیں۔

مشرکین کو چیلنج کیا گیا کہ وہ بتائیں ﴿مِنْ دُونِ اللّٰہ﴾ نے زمین میں کیا پیدا کیا ہے؟ اور کیا وہ آسمان کی بادشاہت میں شریک ہیں۔ اللہ ہی زمین و آسمان کو تھامے ہوئے ہے۔ اللہ کے علاوہ کسی اور کے پاس اختیار نہیں ہے۔

7- آیات 42 تا 45: ساتویں اور آخری پیراگراف میں ﴿مکبر قیادت کو ہلاکت کی دھمکی﴾ ہے۔

پہلے تو انہوں نے کڑی قسمیں کھا کر کہا تھا کہ اگر کوئی نذر آئے گا تو وہ اپنے آپ کو زیادہ ہدایت یافتہ ثابت کریں گے لیکن نذر کے آنے کے بعد ان کی ہیزاری، زمین پر ان کے گنبر میں اور ان کی سازشوں میں اضافہ ہوتا گیا۔ قریش کو تاریخ سے سبق حاصل کرنا چاہیے۔ پہلی قومیں تو ان سے زیادہ طاقتور تھیں۔ ہلاک کر دیں گئیں ﴿وَكَاٰنُوا اٰخِذًا مِنْهُمْ قُوَّةً﴾۔ اللہ کی سنت یہ نہیں ہے کہ وہ فوراً عذاب دے۔ اگر ایسا ہوتا تو زمین پر کوئی جاندار بھی نہ چھوٹا۔ وہ وقت مقررہ پر پکڑ لیتا ہے۔ وہ اپنے بندوں کی نگرانی کر رہا ہے۔

مرکزی مضمون

محکم دلائل کی روشنی میں توحید کی حقانیت ثابت کر کے شرک کی تردید کر دی گئی ہے۔ اسلام قبول کر لینا چاہیے، ورنہ اللہ تعالیٰ وقتِ مقررہ پر قوموں کو ہلاک کر دیتا ہے۔



FLOW CHART

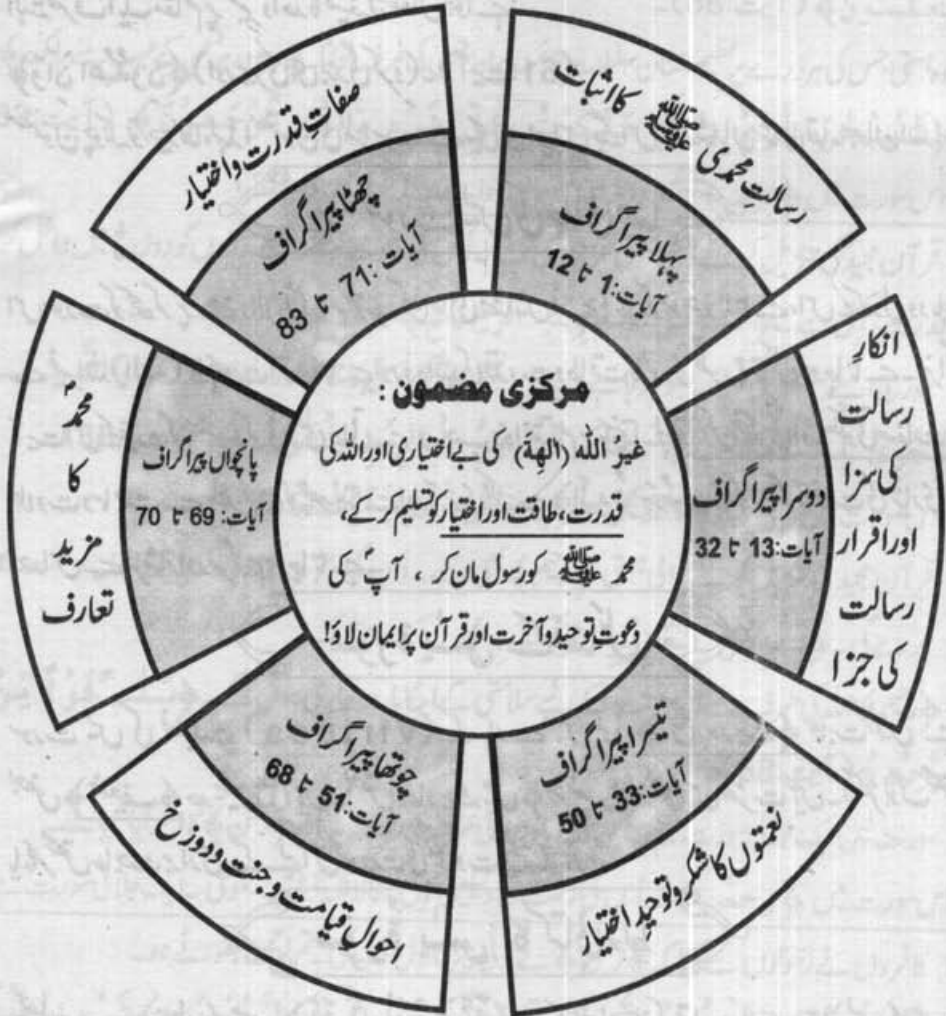
MACRO-STRUCTURE

ترتیبی نقشہ ربط

نظم جلی

36- سُورَةُ يَس

آیات : 83 مَكِّيَّة پیرا گراف : 6



زمانہ نزول:

سورت ﴿یس﴾، رسول ﷺ کے قیام مکہ کے تیسرے دور (6 تا 10 نبوی) میں نازل ہوئی، جب آپ پر ﴿شاعر﴾ ہونے کا الزام تھا۔ یہ ایک جلالی سورت ہے۔

1- ضمیر جمع متکلم کے صیغہ

اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے لیے پینتالیس (45) سے زیادہ مرتبہ ضمیر جمع کا صیغہ (ہم) استعمال کیا ہے۔ (بطور ضمیر منفصل جیسے: اَنَا، نَحْنُ یا پھر ضمیر متصل جیسے: جَعَلْنَا، اَغْنَيْنَا، لَكُنَا، نَحْيِي، نَشَا، نَعْرِفُ وغیرہ وغیرہ)۔ اس طرح کا پیرایہ بیان، شان، عظمت اور تفخیم کے لیے استعمال کے لیے استعمال ہوتا ہے، البتہ صرف ایک مقام پر ضمیر واحد کا صیغہ استعمال ہوا ہے:

﴿وَأَنِ اعْبُدُونِ﴾ (اور میری ہی بندگی کرو)۔ (آیت: 61)

مضمون چونکہ تو حید تھا، لہذا مضمون کی مناسبت سے یہی پیرایہ اس جگہ اس کے شایانِ شان تھا۔ سبحان اللہ!

2- سورت یس کی جلالی فضا

اس سورت کو سمجھ کر پڑھنے والا، ایک مرعوب کن جلالی فضا میں اپنے آپ کو موجود پاتا ہے، اس کے دل و دماغ پر سے غیر اللہ (الہہ) کا بھوت اتر جاتا ہے اور وہ اللہ کی قدرت و طاقت کا پوری طرح قائل ہو جاتا ہے۔ ہر اگلی آیت اس کیفیت کو مضبوط کرتی چلی جاتی ہے اور جب وہ اختتام پر پہنچتا ہے تو کن فیکوئی اور ملکوتی صفات کی تلاوت و سماعت سے بلند یوں کو چھو لیتا ہے اور آخری لکڑے ﴿الَّذِي نُرْجِعُكُمْ﴾ کو سن کر آخرت کی تیاری کے احساس سے سرشار اور سرگرم ہو جاتا ہے۔

سورة یس کے فضائل

سورت یس کی فضیلت (Virtues) کے بارے میں کوئی صحیح حدیث ثابت نہیں ہے، البتہ بعض ضعیف حدیثیں ملتی ہیں۔ بعض احادیث میں موضوع یعنی من گھڑت ہیں۔ اکثر لوگ محض ثواب یا پھر محض حاجت براری کے لیے اس سورت کی تلاوت کرتے ہیں۔

سورة یس کا کتابی ربط

- 1- پچھلی سورت ﴿فاطر﴾ میں ﴿أَشَدُّ مِنْهُمْ قُوَّةً﴾ کے انجام کا ذکر تھا۔ یہاں سورۃ ﴿یس﴾ میں اللہ تعالیٰ کی قدرت، طاقت، ملکوتیت اور کن فیکوئی صفات سے توحید اختیار و توحید تصرف کی تفصیل ہے۔
- 2- یہاں ﴿یس﴾ میں رسول اللہ ﷺ سے کہا گیا کہ بلاشبہ آپ ﴿مرسلین﴾ میں سے ہیں۔ اگلی سورت ﴿الصافات﴾ میں ان کی خدمات کے اعتراف میں تمام ﴿مرسلین﴾ یعنی رسولوں کو ﴿سلام﴾ کہا گیا ہے۔

اہم کلیدی الفاظ اور مضامین

1- سورت ﴿یس﴾ میں ﴿سُبْحَانَ﴾ کا لفظ دو مرتبہ استعمال ہوا ہے۔ (آیات: 36، 83)

(a) ہر چیز کا جوڑا بنانے والی خالق ہستی بے عیب ہے۔ خود اس کا کوئی جوڑ نہیں۔ کوئی بیوی نہیں۔

﴿سُبْحَانَ الَّذِي خَلَقَ الْأَزْوَاجَ كُلَّهَا مِمَّا تُنْبِتُ الْأَرْضُ وَمِنْ أَنْفُسِهِمْ وَمِمَّا لَا يَعْلَمُونَ﴾ (آیت: 36)۔

(b) وہ ہستی جس کی ہر ذرے پر عظیم الشان سلطنت قائم ہے اور جس کی طرف لوٹنا ہے، وہ ہر قسم کے عیب سے پاک ہے۔

﴿فَسُبْحَانَ الَّذِي بِيَدِهِ مَلَكُوتُ كُلِّ شَيْءٍ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ﴾ (آیت: 83)۔

2- اس سورت میں ﴿عَزِيزٌ﴾ کا لفظ دو مرتبہ استعمال ہوا ہے۔ (آیات: 5، 38)

(a) قرآن مجید کی تنزیل کرنے والی ہستی عزیز بھی ہے۔ اُس کی دعوت کو ٹھکرانے والوں کو دوزخ میں داخل کرنے کی

قدرت رکھتی ہے۔ ﴿تَنْزِيلَ الْعَزِيزِ الرَّحِيمِ﴾ (آیت: 5)۔

(b) سورج اپنے مستقر کی طرف گھوم رہا ہے۔ یہ عزیز یعنی طاقتور ہستی کا قائم کردہ نظام ہے۔ ﴿وَالشَّمْسُ

تَجْرِي لِـمُسْتَقَرٍّ لَّهَا ذَلِكَ تَقْدِيرُ الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ﴾ (آیت: 38)۔

3- اس سورت میں ﴿رَحِيمٌ﴾ کا لفظ بھی دو مرتبہ استعمال ہوا ہے (آیات: 5، 58)۔

(a) قرآن مجید کی تنزیل کرنے والی ہستی ﴿رحیم﴾ بھی ہے۔ اُس کی دعوت کو قبول کرنے والوں کو جنت میں داخل

کرے گی۔ ﴿تَنْزِيلَ الْعَزِيزِ الرَّحِيمِ﴾ (آیت: 5)۔

(b) ﴿رحیم﴾ اللہ کی طرف سے اہل جنت کے لیے سلامتی کے احکامات جاری ہوں گے۔ ﴿سَلَامٌ قَوْلًا مِّن رَّبِّ

رَحِيمٍ﴾ (آیت: 58)۔

سورت یس ایک جلالی سورت ہے۔ اس کے باوجود کئی مرتبہ ﴿رحمت﴾ اور ﴿رحمن﴾ کا ذکر کیا گیا ہے۔

4- اس سورت میں ﴿رَحْمَنٌ﴾ اور اُس کی رحمت کی دلیلیں ہیں، حالانکہ بحیثیت مجموعی یہ ایک جلالی سورت ہے۔

(a) کافروں نے رسولوں سے کہا کہ ﴿رحمن﴾ نے کوئی چیز نازل نہیں کی۔ تم لوگ جھوٹے ہو۔

﴿قَالُوا مَا أَنْتُمْ إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا وَمَا أَنْزَلَ الرَّحْمَنُ مِنْ شَيْءٍ إِنْ أَنْتُمْ إِلَّا

تَكْذِبُونَ﴾ (آیت: 15)۔

(b) خدی لوگ نہ ماضی سے عبرت حاصل کرتے ہیں اور نہ مستقبل کے بارے میں فکر مند ہوتے ہیں، چنانچہ وہ

﴿رحمن﴾ کی دعوت رحمت کو مسترد کر دیتے ہیں۔ (آیت: 45)

﴿وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ اتَّقُوا مَا بَيْنَ أَيْدِيكُمْ وَمَا خَلْفَكُمْ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ﴾

(c) اللہ تعالیٰ اگر چاہے تو سمندری جہازوں کو غرق کر سکتا ہے۔ یا پھر اپنی خاص ﴿رحمت﴾ سے انہیں زندگی کی کچھ مزید مہلت عطا کر سکتا ہے۔ ﴿إِلَّا رَحْمَةً مِنَّا وَمَتَاعًا إِلَىٰ حِينٍ﴾ (آیت: 44)۔

(d) جنتی مومن نے توحید کا اقرار کرتے ہوئے کہا کہ اگر ﴿خدائے رحمن﴾ مجھے نقصان پہنچانا چاہے تو دوسرے نام نہاد خداؤں کی سفارش مجھے فائدہ نہیں پہنچا سکتی۔

﴿وَمَا آتَاكَ مِن دُونِ اللَّهِ إِنْ يُرِدْنِ الرَّحْمَنُ بِضُرٍّ لَا تُغْنِي عَنْهُمْ شَيْئًا وَلَا يَقُولُونَ﴾ (آیت: 23)

(e) بن دیکھے ﴿رحمن﴾ کے ڈرنے والوں کے لیے مغفرت اور اجر کریم ہے۔

﴿إِنَّمَا تُنذِرُ مَنِ اتَّبَعَ الذِّكْرَ وَخَشِيَ الرَّحْمَنَ الْغَيْبَ فَبَشِّرْهُ بِمَغْفِرَةٍ وَأَجْرٍ كَرِيمٍ﴾ (آیت: 11)۔

5- سورت ﴿یس﴾ میں اثبات توحید کے لیے ﴿غیر اللہ﴾ کی تحقیر کی گئی۔

(a) ﴿غیر اللہ﴾ کسی ڈوبنے والے کو نہیں بچا سکتے

﴿وَإِنْ نَشَاءُ نُغْرِقْهُمْ فَلَا صَرِيخَ لَهُمْ وَلَا هُمْ يُنقذُونَ﴾ (آیت: 43)۔

(b) ﴿غیر اللہ﴾ کسی کی مدد کی استطاعت بھی نہیں رکھتے ﴿لَا يَسْتَطِيعُونَ نَصْرَهُمْ﴾ (آیت: 75)۔

(c) ﴿غیر اللہ﴾ کی شفاعت غیر موثر ہوگی، اگر اللہ تعالیٰ کسی شخص کے حق میں نقصان کا فیصلہ کر دے ﴿وَمَا آتَاكَ مِن دُونِ اللَّهِ إِنْ يُرِدْنِ الرَّحْمَنُ بِضُرٍّ لَا تُغْنِي عَنْهُمْ شَيْئًا وَلَا يَقُولُونَ﴾ (آیت: 23)۔

6- مغفرت اور اجر کریم کا ذکر یہاں دو مرتبہ آیا ہے۔ بطور تمہید و اصول بھی اور بطور عملی شہادت بھی۔

(a) غیب پر ایمان لا کر، رحمن سے ڈرتے ہوئے اللہ کی وحی کی پیروی کرنے والے کے لیے دو نعمتیں ہیں۔ مغفرت اور

اجر کریم ﴿إِنَّمَا تُنذِرُ مَنِ اتَّبَعَ الذِّكْرَ وَخَشِيَ الرَّحْمَنَ الْغَيْبَ فَبَشِّرْهُ بِمَغْفِرَةٍ وَأَجْرٍ كَرِيمٍ﴾ (آیت: 11)۔

(b) جنتی مومن کو اللہ تعالیٰ نے نہ صرف مغفرت سے نوازا، بلکہ اسے اجر کریم دے کر ﴿مُكْرَمِينَ﴾ میں شامل کر دیا۔

﴿بِمَا عَفَرْتُ لِي رَّبِّي وَجَعَلَنِي مِنَ الْمُكْرَمِينَ﴾ (آیت: 27)۔

7- توحید اختیار کی وضاحت ﴿کن فیکونی﴾ اور ﴿ملکونی﴾ صفات سے کی گئی۔

(a) اللہ تعالیٰ ﴿کن فیکونی﴾ صفات کا مالک ہے۔ کوئی کام کرنا ہو تو وہ بس ﴿کن﴾ کہتا ہے اور وہ ہو جاتا ہے ﴿إِنَّمَا

اَمْرُهُ اِذَا اَرَادَ شَيْئًا اَنْ يَقُولَ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ ﴿ (آیت: 82)۔

(b) اللہ تعالیٰ ملکوتی صفات کا مالک ہے۔ ہر شے اُس کے تصرف میں ہے ﴿فَاَمَّا اِلٰهِي سَيِّدِهِ مَلَكُوتُ كُلِّ شَيْءٍ وَّلَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ﴾ (آیت: 83)۔ وہ دوبارہ زندہ کرنے کی قدرت رکھتا ہے اُس کی طرف لوٹنا ہے۔

سورۃ یس کا نظم جلی

سورۃ یس چھ (6) پیرا گرافوں پر مشتمل ہے۔

سورت یس چھ (6) پیرا گرافوں پر مشتمل ہے، اور پوری سورت توحید اختیار کے موضوع پر ایک ہی وحدت رکھتی ہے۔

1- آیات 12 تا 1: پہلے پیرا گراف میں، رسول اللہ ﷺ کی ﴿رسالت کا اثبات﴾ ہے اور اس کے لیے کتاب انداز قرآن کی حکمتوں کی شہادت پیش کی گئی ہے۔

اجماع ذکر (قرآن) کرنے والوں اور بن دیکھے ﴿رحمن﴾ پر ایمان لانے والوں کے لیے اللہ تعالیٰ ﴿رحیم﴾ ہوگا، جب کہ اس دعوت کو رد کرنے والوں کے لیے وہ ﴿عزیز﴾ ہوگا۔

اہل ایمان کے لیے مغفرت اور اجر کریم کی دو بشارتیں دی گئی ہیں۔ اللہ کی عزیزیت، اُس کی قدرت و طاقت اور قانون جزا و سزا (Law of Reward and Punishment) کی دلیل ہے۔

محمد رسول اللہ ﷺ کی رسالت کا اثبات ہے اور اس کے لیے کتاب انداز قرآن کی حکمتوں کی شہادت پیش کی گئی ہے، اجماع ذکر (قرآن) کرنے والوں اور بن دیکھے ﴿رحمن﴾ پر ایمان لانے والوں کے لیے اللہ تعالیٰ رحیم ہوگا، جب کہ اس دعوت کو رد کرنے والوں کے لیے وہ ﴿عزیز﴾ ہوگا۔

اہل ایمان کے لیے مغفرت اور اجر کریم کی دو بشارتیں ہیں۔ اللہ کی عزیزیت، اُس کی قدرت و طاقت اور قانون جزا و سزا کی دلیل ہے۔

2- آیات 13 تا 32: دوسرے پیرا گراف میں، ایک ﴿بستی کا واقعہ﴾ بیان کیا گیا ہے۔

جس نے تین رسولوں اور ایک ﴿مومن داعی﴾ کی باتوں کو رد و خوار و اعتناء نہ سمجھا اور داعی کو سنگسار کر دیا، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے وہ بستی تباہ کر کے رکھ دی۔ مومن داعی کو اللہ تعالیٰ نے جنت میں داخل کر کے ﴿مغفرت اور اجر کریم﴾ سے نوازا۔ بستی کی تباہی اور مومن کی مغفرت اللہ کی قدرت و طاقت اور اُس کے قانون جزا و سزا کی دلیل ہے۔

سچے جنتی مومن کی حسب ذیل دس (10) صفات بیان کی گئیں:

(1) سچا جنتی مومن، لیڈر، داعی اور مبلغ ہوتا ہے۔ ﴿اتَّبِعُوا﴾ پیروی کرو! (21)۔ ﴿فَاَسْمِعُونِ﴾ مجھے سنو! (25)

(2) فَعَال اور مستعد ہوتا ہے۔ ﴿رَجُلٌ يَسْعَى﴾ دوڑتا فحش! (20)

(3) خود عامل ہوتا ہے۔ ﴿وَمَا لِي لَا أَعْبُدُ؟﴾ میں کیوں عبادت نہ کروں؟ (22)

(4) پیروی کے لیے اس کے پاس دو (2) اہم معیار ہوتے ہیں۔ اخلاص اور کردار۔

a۔ جس کی پیروی کی جائے، وہ مخلص ہو، بندہ زرا اور مفاد پرست نہ ہو۔ ﴿لَا يَسْأَلُكُمْ أَجْرًا﴾ جو تم سے کوئی اجر نہیں چاہتا۔ (21)

b۔ جس کی پیروی کی جائے، وہ خود ہدایت یافتہ ہو۔ صاحب کردار ہو۔ ﴿وَهُمْ مُهْتَدُونَ﴾ اور جو ٹھیک راستے پر ہیں۔ (21)

(5) صاحب تدبیر ہوتا ہے۔ غور و فکر کرتا ہے۔ جانچتا اور پرکھتا ہے۔ توالتا ہے، چیزوں کا تجزیہ کرتا ہے، پختہ دلیل کی پیروی کرتا ہے:

a۔ ﴿وَمَا لِي لَا أَعْبُدُ إِلَٰهِي فَطَرَنِي وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ؟﴾ (22) ”آخر کیوں نہ میں اُس ہستی کی بندگی کروں، جس نے مجھے پیدا کیا ہے؟ اور جس کی طرف سب کو پلٹ کر جانا ہے۔“

b۔ ﴿أَأَتَّخِذُ مِنْ دُونِهِ إِلَٰهًا؟﴾ کیا اللہ کے علاوہ، خدا تراش لوں؟ (23)

(6) کامل موحد ہوتا ہے، صفات الہیہ کا قائل ہوتا ہے اور شفاعتِ باطلہ کا منکر ہوتا ہے۔ اللہ کی صفتِ اختیار کا گہرا شعور رکھتے ہوئے، دوسرے تمام ﴿اللہ﴾ کے بے بسی اور بے اختیاری کا قائل ہو جاتا ہے۔ ﴿إِن يُرِدِ الْرَّحْمَنُ بِضُرٍّ لَا تُغْنِي عَنْهُمْ شَفَاعَتُهُمْ شَيْئًا وَلَا يُنْقِذُ﴾ (23) ”اگر خدائے رحمن مجھے کوئی نقصان پہنچانا چاہے تو نہ ان ﴿اللہ﴾ کی شفاعت میرے کسی کام آسکتی ہے اور نہ وہ مجھے چھڑا سکتے ہیں“

(7) اپنی ہدایت کے بارے میں فکر مند ہوتا اور گمراہ ہو جانے سے ڈرتا ہے۔ ﴿إِنِّي إِذْ أَتَىٰ ضَلَالٍ مُّبِينٍ﴾ (24) ”ایسی صورت میں تو میں صریح گمراہی میں مبتلا ہو جاؤں گا!“

(8) دعوت میں حکمت سے کام لیتا ہے۔ یہ نہیں کہا: ﴿إِنِّي آمَنْتُ بِرَبِّي﴾ ”میں اپنے رب پر ایمان لایا“ بلکہ اس نے کہا: ﴿إِنِّي آمَنْتُ بِرَبِّكُمْ﴾ ”میں آپ لوگوں کے رب پر ایمان لایا“ (25) یعنی اُس رب اور اُس پالنے والے پر، جو آپ سب کافر لوگوں کو بھی پاس پوس رہا ہے۔

(9) دل دردمند رکھتا ہے، خود غرض نہیں ہوتا۔ صرف اپنی ہدایت پر قانع نہیں رہتا، بلکہ دوسروں کی ہدایت، مغفرت، جنت اور اجرِ کریم کے بارے میں بھی متفکر رہتا ہے۔ ایک بے قرار روح رکھتا ہے۔ ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّبِعُوا هَٰؤُلَاءِ﴾ (26) ”اے کاش! میری قوم جان لیتی!“

(10) صاحب استقامت ہوتا ہے، دنیاوی عذاب سے نہیں ڈرتا۔ باطل سے ٹکرا جاتا ہے۔ دھکیوں کی پروا نہیں کرتا۔

موت سے بھی نہیں ڈرتا۔ شہادت اور سنگساری کی سزا بخوشی قبول کرتا ہے۔

﴿لَئِنْ لَمْ تَنْتَهُوا لَنَرْجُمَنَّكُمْ وَلَيَمَسَّنَّكُمْ مِنَّا عَذَابٌ أَلِيمٌ﴾ (18)

”(کافروں نے دھمکی دی) اگر تم باز نہ آئے تو ہم تم کو سنگسار کر دیں گے اور ہم سے تم بڑی دردناک سزا پاؤ گے“

3- آیات 50 تا 33: تیسرے پیرا گراف میں، ﴿اسباب ربوبیت﴾ کا ذکر کر کے، انسان سے ﴿شکر گزاری﴾ کا مطالبہ کیا گیا اور ﴿توحید اختیار﴾ کو تسلیم کرنے کی دعوت دی گئی ہے۔

زمین کی دلیل پیش کی گئی کہ وہ موسم بہار میں سرسبز ہو جاتی ہے۔ یہ دلیل آخرت ہے۔ زمین میں غلے، کھجور، انگور کا انتظام ہے انسانوں کو شکر ادا کرنا چاہیے۔ رات سورج اور چاند کی دلیلیں پیش کی گئیں کہ یہ سب اللہ کی مرضی کے تابع ہیں کشتیوں کی دلیل پیش کی گئی کہ اُن کو منزل تک پہنچانا، یا غرق کر دینا، دونوں چیزیں اللہ کا اختیار ہے۔ کافروں کے اس مطالبے پر کہ قیامت کب آئے گی یہ جواب دیا گیا کہ وہ ایک دھماکہ ہوگی اور لوگوں کو نہ وصیت کرنے کا موقع ملے گا اور نہ اپنے گھروں کو پلٹنے کا۔

4- آیات 68 تا 51: چوتھے پیرا گراف میں، ﴿احوال قیامت﴾ اور ﴿جنت دوزخ﴾ کا ذکر کے اللہ تعالیٰ کی طاقت و قدرت اور اُس کے قانون جزا و سزا کی دلیلیں فراہم کی گئی ہیں۔

قیامت کے مناظر پیش کیے گئے جب صور پھونکا جائے گا اور لوگ اپنی اپنی قبروں سے نکل پڑیں گے۔ اُس دن کوئی ظلم نہیں ہوگا۔ جنت والے اور اُن کے شوہر یا بیویاں مزے میں ہوں گی۔ انہیں ہر قسم کا میوہ دیا جائے گا اور اُن پر اللہ کی طرف سے سلام ہوگا۔ اس کے برخلاف مجرم دوزخ میں ہوں گے، کیونکہ انہوں نے اللہ کی دعوت اور صراطِ مستقیم کو مسترد کر دیا تھا۔ ابلیس کی پیروی کی تھی۔ روز قیامت لوگوں کے مونہوں پر مہر لگا دی جائے گی، البتہ اُن کے ہاتھ پاؤں بولیں گے۔ اللہ کا اختیار ثابت کیا گیا کہ اگر وہ چاہے تو آنکھیں موند سکتا ہے۔

5- آیات 75 تا 69: پانچویں پیرا گراف میں، ﴿قرآن مجید اور محمد ﷺ کا مزید تعارف﴾ کرایا گیا کہ یہ اللہ کا کلام ہے شاعری نہیں، توحید ربوبیت کے دلائل پیش کر کے شرک کا ابطال اور شکر کا مطالبہ کیا گیا ہے۔

بے ضمیر مردہ لوگ اسلام کی دعوت کو کبھی قبول نہیں کر سکتے، بلکہ صرف ہو با ضمیر ہستیاں ہی قبول کر سکتی ہیں، جن کے دل بیدار ہیں۔ نزول قرآن کا مقصد ہر زندہ ضمیر رکھنے والے کو خبردار کرنا اور کافروں پر اتمامِ حجت قائم کرنا ہے۔ جانوروں کی دلیل پیش کی گئی کہ انہیں بھی اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا جن پر لوگ سوار ہوتے ہیں، جن کا گوشت کھاتے ہیں اور جن کے دیگر کئی فوائد ہیں۔

6- آیات 76 تا 83: چھٹے اور آخری پیرا گراف میں، رسول اللہ ﷺ کو تسلی دی گئی ہے کہ کافروں کی باتوں پر آزرده ہونے کے بجائے دعوت کا کام جاری رکھیں۔

﴿انفسی دلیل﴾ دی گئی کہ انسان کو ایک حقیر نطفے سے پیدا کیا گیا لیکن وہ اب متکبر ہو گیا ہے۔ اب سوال کرتا ہے کہ کون بوسیدہ ہڈیوں کو زندہ کرے گا؟
 ﴿عقلی دلیل﴾ پیش کی گئی کہ جس نے پیدا کیا ہے وہی زندہ کرے گا۔ زمین و آسمان کا خالق اللہ ہی مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کرنے کی قدرت رکھتا ہے۔ اُس کو اسباب کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ وہ ﴿کن﴾ کہتا تو چیز واقع ہو جاتی ہے
 آخری آیت میں مطالبہ کیا گیا کہ ہر شے کا مکمل اختیار رکھنے والی بے عیب ہستی اللہ کو تسلیم کر لینا چاہیے، کیونکہ اُسی کی طرف ہمیں لوٹنا ہے۔

مرکزی مضمون

غیر اللہ ﴿الہٰہ﴾ کی بے اختیاری اور اللہ کی قدرت، طاقت اور اختیار کو تسلیم کر کے، محمد ﷺ کو رسول مان کر، آپؐ کی دعوتِ توحید و آخرت اور قرآن پر ایمان لانا چاہیے۔

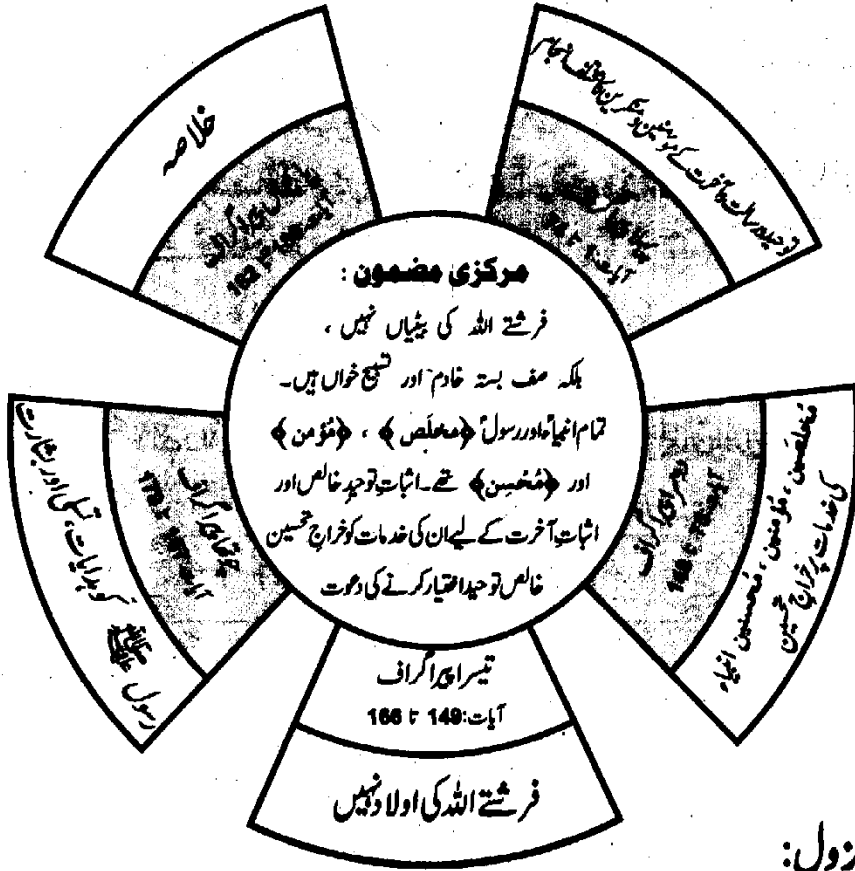


ترتیبی نقشہ ربط

تظم جلی

37- سُورَةُ الصَّفَّت

آیات : 182 مَكِّيَّةٌ ہیرا گراف : 5



زمانہ نزول:

سورت ﴿الصَّفَّت﴾ غالباً رسول اللہ ﷺ کے قیام مکہ کے تیسرے دور (6 نبوی - 10 نبوی) کے آخری مرحلے میں نازل ہوئی۔ یہ وہی زمانہ تھا جب سُورَةُ ﴿فَاطُر﴾ اور سُورَةُ ﴿يُس﴾ نازل کی گئی، جب مشرکین مکہ، جو فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں سمجھتے تھے، رسول اللہ ﷺ کی دعوت توحید کو مسترد کر کے اُن کا مذاق اُڑا رہے تھے۔ آپ کو ﴿ملاحر﴾ کہہ رہے تھے اور یہ کہنے لگے تھے کہ ایک ﴿شاعر مجنون﴾ کے لیے ہم اپنے ﴿آلہة﴾ کو کیسے چھوڑ سکتے ہیں۔ اس موقع پر مختلف مُخلص، مؤمن و مُحسن انبیاء کی تاریخ سے، انہیں کارر رسالت اور منصب رسالت محمدی ﷺ کو سمجھنے کی دعوت دی گئی ہے، تاکہ وہ بھی خالص توحید اختیار کر لیں۔

خصوصیات

سورت ﴿الصّٰفّٰتِ﴾ میں بعض آیات ترجیح ہیں، جو بار بار دہرائی گئی ہیں۔ ﴿الْاَعْبَادُ لِلّٰهِ الْمُخْلِصِينَ﴾ ﴿كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ﴾ ﴿اِنَّهُ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِينَ﴾ اس سورت میں ﴿سلام﴾ کے لفظ کی تکرار بھی ہے۔

سورة الصّٰفّٰتِ کا کتابی ربط

- 1۔ پچھلی سورت ﴿یٰس﴾ میں ﴿اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ﴾ کہہ کر آپ ﷺ کو سلسلہ رسالت کی آخری کڑی بتایا گیا تھا۔ یہاں سورت ﴿الصّٰفّٰتِ﴾ میں چند رسولوں کی خدمات تو حید کا تذکرہ کر کے، یہ ثابت کیا گیا ہے کہ سلامتی اللہ کے رسولوں کے لیے ہے۔ ﴿سَلَامٌ عَلٰی الْمُرْسَلِیْنَ﴾
- 2۔ سورة ﴿فاطر﴾ میں بیان کردہ ﴿فرشتوں کی عبادت﴾ کی نفی کے مضمون کو یہاں اور زیادہ کھول دیا گیا ہے۔
- 3۔ یہاں سورت ﴿الصّٰفّٰتِ﴾ میں نوانبیاء حضرات نوحؑ، ابراہیمؑ، اسماعیلؑ، اسحاقؑ، لوطؑ، موسیٰؑ، ہارونؑ، الیاسؑ، یونسؑ کی خدمات کا ذکر ہے۔ اگلی سورت ﴿ص﴾ میں تین انبیاء حضرات داؤدؑ، سلیمانؑ اور ایوبؑ کی ﴿ادابیت﴾ کا ذکر ہے۔

اہم کلیدی الفاظ اور مضامین

- 1۔ ﴿صِفَ بَسْتِ فرشتے﴾ مشرکین مکہ فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں قرار دیتے تھے۔ یہاں اس کی تردید کی گئی۔
(a) پہلی آیت ہی میں صِفَ بَسْتِ فرشتوں کی گواہی پیش کی گئی ہے کہ وہ خدائی میں شریک نہیں ہیں بلکہ اللہ تو صرف ایک ہے۔ ﴿وَالصّٰفّٰتِ صَفًّا﴾ (آیت: 1)۔
(b) یہی بات آیات 164 تا 166 میں دہرائی گئی ہے۔ ﴿وَاِنَّا لَنَعْنُ الصّٰفّٰوْنَ﴾ (آیت: 165)۔
- 2۔ اس سورت میں ﴿عقیدہ توحید﴾ کو ثابت کیا گیا ہے۔ الوہیت میں فرشتوں کی شمولیت کی تردید کی گئی ہے۔
(a) چوتھی آیت ہی میں صاف کہہ دیا گیا کہ انسانوں کا خدا بس ایک ہی ہے۔
﴿اِنَّ الْهٰکُمْ لَوَاحِدٌ﴾ (آیت: 4)۔
(b) مشرک سرداروں کے بارے میں کہا گیا کہ وہ ﴿توحید کی دعوت﴾ پر تکبر اور غرور کا مظاہرہ کرتے ہیں۔
﴿اِنَّهُمْ كَانُوْۤا اِذَا قُبِلَ لَهُمْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ یَسْتَکْبِرُوْنَ﴾ (آیت: 35)۔
(c) مشرکین سے پوچھا گیا کہ حقیقی خدائے واحد ﴿اللہ﴾ کے علاوہ تم کیا کچھ مزید خداؤں کے خواہش مند ہو؟

﴿أَفَنُكَا إِلَهَةً دُونَ اللَّهِ تُرِيدُونَ﴾ (آیت: 86)۔

3- اس سورت میں ﴿فَاسْتَفْتِهِمْ﴾ کے الفاظ کے ذریعے مشرکین مکہ سے محاذ لہ کیا گیا۔

(a) ان سے پوچھیے کہ انسان کا پیدا کرنا زیادہ دشوار ہے یا دیگر چیزیں؟ (جیسے: پہاڑ) انسان کو تو چکنی مٹی سے پیدا کیا گیا ہے۔

﴿فَاسْتَفْتِهِمْ أَهُمْ أَشَدُّ خَلْقًا أَمْ مَنِ خَلَقْنَا إِنَّا خَلَقْنَاهُمْ مِنْ طِينٍ لَّازِبٍ﴾ (آیت: 11)

(b) ان سے پوچھیے کہ ان کے لیے توڑ کے مناسب ہیں اور اللہ کے لیے لڑکیاں؟ واہ واہ! کیا سوچ ہے؟

﴿فَاسْتَفْتِهِمْ أَكْرَبُّكَ الْبَنَاتُ وَالَهُمُ الْبَنُونَ﴾ (آیت: 149)۔

4- اس سورت میں مشرکین مکہ کے اس قول کو نقل کیا گیا کہ کیا ہم ایک ﴿مجنون شاعر﴾ کے لیے اپنے ﴿إِلَهِہ﴾ یعنی

خداؤں کو چھوڑ دیں؟ ﴿وَيَقُولُونَ إِنَّمَا لَنَا كُفُوًا إِلَهِتَنَا لَشَاعِرٍ مُّجْنُونٍ﴾ (آیت: 36)۔

5- اس سورت میں پانچ مرتبہ ﴿عِبَادَ اللَّهِ الْمُخْلَصِينَ﴾ کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ انبیاء ﴿مُخْلِص﴾ بھی

ہوتے ہیں اور ﴿مُخْلِص﴾ بھی۔ وہ خالص توحید اختیار کرتے ہیں اور انہیں اللہ تعالیٰ اپنے لیے جن کو خالص کر لیتا

ہے۔ وہ اللہ کے مطیع فرمان و فادار بندے ہوتے ہیں۔ (آیات: 40، 74، 128، 160 اور 169)

6- اس سورت میں چار مرتبہ ﴿الْمُحْسِنِينَ﴾ کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ انبیاء داعی، مبلغ، صالح اور باعمل لوگ ہوتے ہیں

۔ اللہ تعالیٰ کی سنت یہی ہے کہ وہ لوگوں کے ایمان اور عمل کے مطابق جزا دیتا ہے۔ ﴿إِنَّا كَلَمُكَ نَجْزِي

الْمُحْسِنِينَ﴾ (آیات: 80، 110، 121 اور 131)

7- اس سورت میں چار مرتبہ ﴿الْمُؤْمِنِينَ﴾ کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ انبیاء کامل ایمان رکھتے ہیں۔ وہ خدائی میں شریک

نہیں ہوتے، بلکہ وہ اللہ کے بندے، عبادت گزار اور اطاعت شعار ہوتے ہیں۔ چنانچہ حضرت نوحؑ، حضرت ابراہیمؑ

، حضرت موسیٰؑ، حضرت ہارونؑ اور حضرت الیاسؑ کے ذکر کے بعد فرمایا: ﴿إِنَّكُمْ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِينَ﴾

(آیات: 81، 111، 122 اور 132)

8- اس سورت میں پانچ مرتبہ ﴿سَلَامٌ﴾ کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ رسولوں کے لیے سلامتی ہوتی ہے اور رسولوں کے مخالفین

کے لیے ہلاکت اور بربادی۔ سورت کے درمیان پانچ انبیاء کا نام لے لے کر انہیں خراج تحسین پیش کیا گیا۔ توحید کی

دعوت کو عام کرنے کے سلسلے میں ان کی خدمات کا اعتراف کیا گیا اور بالکل آخر میں تمام رسولوں کو ﴿سَلَامٌ﴾ کہا گیا۔

(a) سَلَامٌ عَلَى نُوحٍ (آیت 79) (b) سَلَامٌ عَلَى إِبْرَاهِيمَ (آیت 109)

(c) سَلَامٌ عَلَى مُوسَى وَهَارُونَ (آیت 120) (d) سَلَامٌ عَلَى إِيْلَ يَاسِينَ (آیت 130)

(e) سَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِينَ (آیت 181)

سورة الصافات کا نظم جلی

سورة الصافات پانچ (5) ہجرا گرافوں پر مشتمل ہے۔

1- آیات 1 تا 74: پہلے ہجرا گراف میں، ﴿فرشتوں کی الوہیت﴾ میں شمولیت کی تردید کر کے توحید، رسالت اور آخرت کا اثبات کیا گیا اور بتایا گیا کہ مؤمنین اور منکرین کا انجام مختلف ہوگا۔

(a) فرشتوں کی گواہی پیش کی گئی کہ وہ صف ہاندھے رہتے ہیں۔ اللہ کا ذکر کرتے ہیں۔ الوہیت میں شریک نہیں ہیں۔ خدائے واحد تو صرف اللہ ہے۔

(b) ﴿جنات﴾ بھی اللہ تک رسائی نہیں رکھتے۔ نہ وہ غیب کی خبریں جان سکتے ہیں۔ وہ بھی ﴿الوہیت﴾ میں شریک نہیں ہیں۔ ملائعہ کی طرف کان لگانے کی کوشش کریں تو ان پر شہاب ثاقب پھینکے جاتے ہیں۔ قریش سے پوچھا گیا کہ انسان کی تخلیق زیادہ اہم ہے یا دیگر اور چیزیں جو اللہ نے پیدا کی ہیں۔

(c) ﴿قرآن کا مذاق﴾ اڑانے اور اسے جادو کہنے اور مرنے کے بعد کی زندگی کا انکار کرنے کے بجائے قریش کو اسلام کی دعوت قبول کر لینا چاہیے۔ تم لوگ ضرور اٹھائے جاؤ گے۔ وہاں ذلیل ہو گے اور تمہاری شامت کا دن آجائے گا۔ تمام مشرکوں کو دوزخ میں داخل کیا جائے گا۔ وہاں کوئی دوسرے کی مدد نہیں کر سکے گا۔

(d) ﴿لیڈر اپنے پیروکاروں سے﴾ کہیں گے کہ قصور تمہارا اپنا تھا۔ تم خود ہی سرکش تھے۔ وہ آپس میں جھگڑیں گے۔ مشرک لیڈر اور ان کے پیروکار دونوں عذاب میں شریک ہوں گے۔ یہ ﴿لیڈر﴾ تکبر میں گرفتار تھے۔ وہ کہتے تھے کہ ایک دیوانے شاعر کے لیے ہم اپنے معبودوں کو کیسے چھوڑ سکتے ہیں؟

(e) محمد ﷺ حق لے کر آئے ہیں۔ آپ کے بارے میں پچھلے رسولوں نے پیش گوئی کی تھی۔ دوزخ کے عذاب سے صرف قلمس اہل توحید ہی محفوظ رہیں گے۔ ان کے لیے جنت کی نعمتیں ہوں گی۔ رزق، میوے، باغات، نھری شراب، باحیاء بڑی آنکھوں والی عورتیں ہوں گی۔ یہ قیامت کی تصدیق کرنے والے ہوں گے۔

(f) قیامت کا انکار کرنے والے جہنم کے بالکل بیچ میں ہوں گے۔ آخرت کی کامیابی ہی اصل کامیابی ہے۔ اسی کے لیے انسان کو کوشش کرنی چاہیے۔ دوزخ میں زقوم کا درخت ہے۔ دوزخی اسی سے پیٹ بھریں گے۔ اس میں گرم پانی شامل کیا جائے گا۔ یہ اپنے باپ دادا کے اندھے مقلد تھے۔ انہوں نے رسولوں کی تعلیمات پر غور نہیں کیا۔ اللہ کے مخصوص بندے ہی اللہ کے عذاب سے محفوظ رہتے ہیں۔

2- آیات 75 تا 148: دوسرے ہجرا گراف میں، نو (9) ﴿انبیاء کی خدمات تبلیغ﴾ پر خراج تحسین پیش کیا گیا۔

(a) ﴿حضرت نوح﴾ (آیات: 75 تا 82)۔ آپ نے توحید کی دعوت پر لبیک کہی۔ آپ کو اور آپ کے

پھر دیکھا کہ اللہ نے کرب عظیم سے نجات دی۔ آپ کو دنیا میں باقی رکھا، آپ اللہ کے محسن اور مومن بندے تھے۔ کافروں کو پانی میں غرق کر کے ہلاک کر دیا گیا۔

(b) ﴿حضرت ابراہیم﴾ (آیات: 83-100)۔ آپ بھی حضرت نوحؑ کی جماعت سے تھے، قلب سلیم رکھتے تھے۔ اپنی قوم اور اپنے والد سے توحید کے مسئلے پر مجادلہ کیا۔ بت پرستی سے سخت نفرت تھی۔ جنوں سے خطاب کر کے کہا: تم لوگ کھاتے کیوں نہیں؟ بولتے کیوں نہیں؟ پھر انہیں پاش پاش کر دیا۔ پھر لوگوں سے کہا کہ اللہ ہی تم لوگوں کا خالق بھی ہے اور ان جنوں کا بھی، جو تم اپنے ہاتھوں سے بناتے ہو۔ انہوں نے آپ کو آگ میں ڈالنے کا فیصلہ کیا، لیکن وہ اپنی سازشوں میں ناکام ہوئے۔ آپ نے صالح اولاد کی دعا کی، جو قبول ہوئی۔

(c) ﴿حضرت اسحاق﴾ (آیات: 101-111)۔ والد کی دعا کے نتیجے میں پیدا ہوئے، نہایت حلیم تھے۔ والد نے خواب دیکھا کہ وہ بیٹے کو ذبح کر رہے ہیں۔ فرمانبردار بیٹے نے کہا کہ آپ کو جو حکم دیا گیا ہے اس پر عمل کر ڈالیے۔ آپ مجھے صابر پائیں گے۔ اس طرح باپ اور بیٹے نے اللہ کی مرضی کے آگے سر تسلیم خم کر دیا۔ یہ ایک بڑی آزمائش تھی۔ یہ رسم باقی رکھی گئی۔

(d) ﴿حضرت اسحاق﴾ (آیات: 112-113)۔ پھر حضرت ابراہیمؑ کو دوسرے بیٹے کی بشارت دی گئی۔ آپ بھی صالح تھے۔ آپ پر اور آپ کی نسل پر برکات نازل ہوئیں، لیکن ان میں کچھ محسن ہیں اور کچھ ظالم۔

(e) ﴿حضرت موسیٰ اور ہارون﴾ (آیات: 114-122)۔ ان دونوں پر بھی اللہ نے احسان کیا۔ ان دونوں کو بھی کرب عظیم سے نجات دی۔ روشن کتاب توراة عطا فرمائی۔ سیدھا راستہ دکھایا۔ آپ کے طریقے پر ایک گروہ قائم رہا۔

(f) ﴿حضرت الیاس﴾ (آیات: 123-132)۔ آپ کی قوم ﴿بعل﴾ نامی بت کی پوجا کرتی تھی، آپ نے توحید کی دعوت دی۔ آپ نے قوم سے بحث کی کہ آپ لوگ ﴿أَحْسَنُ الْعَالَمِينَ﴾ کو چھوڑ کر اس بت کی پوجا کر رہے ہیں؟ اللہ ہی آپ کا اور آپ کے آباء و اجداد کا رب ہے، لیکن انہوں نے حضرت الیاسؑ کو جھٹلایا۔

(g) ﴿حضرت لوط﴾ (آیات: 133-138)۔ آپ بھی پیغمبروں میں سے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اور آپ کے پیروکاروں کو بچالیا، سوائے ہیوی کے۔ بقیہ لوگ ہلاک کیے گئے۔ اس ہلاک شدہ بستی پر لوگ صبح و شام گزرتے ہیں۔

انہیں نصیحت اور عبرت حاصل کرنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ بدکاروں کو کیسی سزا دیتا ہے؟

(h) ﴿حضرت یونس﴾ (آیات: 139-148)۔ آپ بھی پیغمبروں میں سے تھے۔ اپنی بستی چھوڑ کر ایک بھری کشتی کی طرف بھاگے۔ قرعہ آپ کے نام کا نکلا اور سمندر میں پیسکے گئے اور مچھلی نے نگل لیا۔ سزا اور ملامت تھی، لیکن انہوں نے وہاں اللہ کی بے صبری (اور اپنی غلطی) کا اعتراف کیا، ورنہ وہ قیامت تک مچھلی کے پیٹ میں رہتے۔ انہیں ایک خشک ساحل پر مچھلی نے اگل دیا۔ وہ ٹڈ حال تھے۔ اُن پر ایک تیل دار پودا اگا دیا گیا۔ پھر انہیں ایک لاکھ

بلکہ اُس سے بھی زیادہ لوگوں کی بستی کی طرف مبعوث کیا گیا۔ وہ ایمان لے آئے تو انہیں مہلت عمل عطا کی گئی۔

3- آیات 149 تا 166: تیسرے پیرا گراف میں بھی ﴿فرشتوں کی الوہیت﴾ کی تردید کی گئی۔

پہلے پیرا گراف کا اعادہ ہے، جس میں توحید کے اثبات کے لیے، فرشتوں کی گواہی پیش کی گئی تھی۔ مشرکین مکہ نہ صرف فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں قرار دیتے تھے، بلکہ اللہ اور جنات کے درمیان بھی نسبی رشتہ جوڑتے تھے۔ چنانچہ یہاں فرشتوں کے بارے میں بتایا گیا کہ وہ اللہ کے حضور صف بستہ ہو کر خدمت انجام دیتے ہیں اور اس کی تسبیح یعنی بے یبھی کا اعتراف کرتے رہتے ہیں اور جنات کو خود بھی پتہ ہے کہ اُن کے شیاطین، اللہ کے عذاب میں گرفتار ہوں گے۔

4- آیات 167 تا 179: چوتھے پیرا گراف میں، رسول کریم ﷺ کو تسلی دے کر ہدایات اور بشارتیں دی گئیں اور ﴿کفار کو دھمکی﴾۔

مشرکین پہلے تو یہ کہا کرتے تھے کہ ہمارے پاس بھی تعلیم آتی تو ہم قلمبند بن جاتے، لیکن رسول اللہ ﷺ کے آنے کے بعد انہوں نے انکار کر دیا۔ اب اللہ کی سنت یہی ہے کہ وہ رسولوں کی مدد کرتا ہے۔ اللہ کے لشکر ہی غالب رہتے ہیں۔ ان حالات میں رسول اللہ ﷺ کو کچھ دن کے لیے ان سے اعراض کرنا چاہیے۔ آپ انہیں دیکھتے رہیے، وہ مجید یکھیں گے۔ جس عذاب کے لیے یہ جلدی کر رہے ہیں، وہ ان کے صحنوں میں اترے گا۔ یہ ایک بہت بری صبح ہوگی۔

5- آیات 180 تا 182: پانچویں اور آخری پیرا گراف میں، خالص توحید کی وضاحت، شرک کی تردید اور رسولوں کی خدمات پر خراج تحسین ہے۔

یہ آخری تین آیات ہیں۔ اللہ کی عزت و اقتدار میں کوئی شریک نہیں۔ وہ بے عیب ذات اُن تمام غلط اور منفی صفات سے پاک ہے جو اس کی ذات سے منسوب کی جاتی ہیں۔ ﴿سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ﴾ تمام رسولوں کی خدمات پر خراج تحسین پیش کیا گیا۔ ان کے لیے سلامتی ہے۔ ﴿وَسَلَّمَ عَلٰی الْمُرْسَلِیْنَ﴾ ہلاکت اور بربادی تو رسولوں کے مخالفین کا مقدر ہوگی۔ شکر کا سزاوار، صرف اللہ ہے، جو تمام جہانوں کا نظام چلا رہا ہے۔ ﴿وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ﴾۔

یہی مضمون سورۃ النمل کی آیت 59 میں بھی بیان ہوا ہے، لیکن وہ اس کا مرکزی مضمون نہیں ہے۔

مرکزی مضمون

فرشتے اللہ کی بیٹیاں نہیں، بلکہ صف بستہ خادم و تسبیح خواں ہیں۔ جنات بھی اُلوہیت میں شریک نہیں ہیں۔ انسان کو چاہیے کہ وہ تمام انبیاء اور رسولوں کی تعلیمات پر توجہ سے غور کرے۔ انبیاء ﴿مخلص﴾، ﴿مؤمن﴾ اور ﴿مُحْسِن﴾ اللہ کے نیک اور وفادار بندے ہوتے ہیں۔ صحیح عقیدہ توحید اور انسانوں کی اصلاح کے سلسلے میں ان کی عظیم الشان خدمات ہیں۔ یہ سلامت رہتے ہیں اور ان کے مخالفین کے لیے بربادی ہے۔ لہذا خالص عقیدہ توحید اختیار کرنے ہی میں انسان کی نجات ہے۔



FLOW CHART

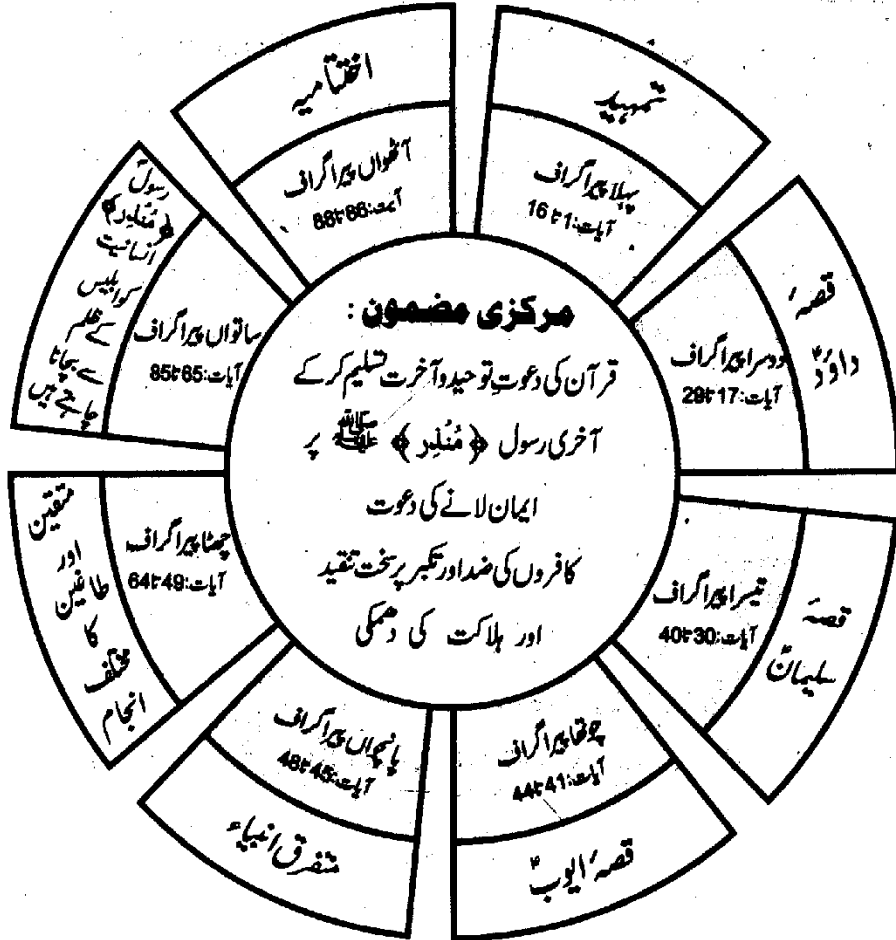
MACRO-STRUCTURE

نظم جلی

38- سُورَةُ ص

آیات : 88 مکیہ پیرا گراف : 8

www.KitaboSunnat.com



زمانہ نزول:

عالمِ نبوی میں نازل ہوئی، جب ابوطالب مرض وفات میں مبتلا تھے اور جب آپ ﷺ کو ﴿مَسَاحِر﴾ گڈاب ﴿﴾ کہا جا رہا تھا۔
مشرکین مکہ سخت استکبار اور ضد و عناد و شقاق ﴿﴾ میں مبتلا تھے اور قرآن کی دعوت کی تکذیب کر رہے تھے۔

سورۃ ص کا کتابی ربط

- 1- پہلی سورت ﴿الصّٰفَّٰتِ﴾ میں حضرات نوحؑ، ابراہیمؑ، موسیٰؑ، دہارونؑ، الیاسؑ، لوطؑ اور یونسؑ کی خدمات توحید اور اُن کے اعلیٰ کردار کی تصویریں تھیں۔ یہاں سورت ﴿ص﴾ میں حضرت داودؑ، سلیمانؑ اور ایوبؑ کی ﴿اَوَّٰیہٖتِ﴾ اور چند دیگر انبیاء کی خدمات توحید اور اُن کے اعلیٰ کردار کا تذکرہ ہے۔
- 2- اگلی سورت ﴿الزمر﴾ میں توحید کی تفصیل بیان کر کے خالص توحید اختیار کرنے کی دعوت دی گئی۔

اہم کلیدی الفاظ اور مضامین

- 1- سورت ﴿ص﴾ میں قرآن کا تعارف بھی ہے، اس پر غور کرنے کی دعوت بھی ہے اور قبولیت پر اجر و ثواب کا بھی ذکر ہے۔

(a) قرآن ایک کتاب نصیحت ہے۔ خود اس کو بطور دلیل پیش کیا گیا ہے۔

﴿ص وَالْقُرْآنِ ذِی الذِّکْرِ﴾ (آیت: 1)

(b) قرآن ایک ایسی کتاب نصیحت ہے، جو تمام جہان والوں کے لیے اتمام حجت ہے۔

﴿إِنْ هُوَ إِلَّا ذِکْرٌ لِّلْعٰلَمِیْنَ﴾ (آیت: 87)

(c) قرآن ایک ایسی نصیحت ہے، جو اپنے ماننے والوں اور اُس کے احکام پر عمل کرنے والوں کے لیے بہترین انجام

کی ضامن ہے۔ ﴿هٰذَا ذِکْرٌ وَذَٰلِکَ لِّلْمُتَّقِیْنَ لِحُسْنِ مَّآبٍ﴾ (آیت: 49)۔

(d) قرآن ایک بابرکت اور فیض رساں کتاب ہے۔ ہر عقل مند کو اس میں تفکر اور تدبیر سے کام لے کر نصیحت

حاصل کرنی چاہیے۔ (آیت: 29)

﴿کِتَابٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَیْکَ مُبَارَکٌ ۙ لِّمَذٰہِرٍ وَّآیٰتٍ ۚ وَلِیَسْتَذِکَّرَ اَوَّلُوْا الْاَنْبَآبِ﴾

2- اس سورت میں مشرکین مکہ کے رویوں پر روشنی ڈالی گئی۔

(a) مشرکین مکہ حیرت میں تھے کہ کیا کئی خداؤں کے بجائے، محمدؐ نے صرف ایک خدا بنا لیا ہے؟

﴿اَجْعَلِ الْاِلٰهَۃَ الْاِلٰهًا وَّاحِدًا ۚ اِنَّ هٰذَا لَشَیْءٌ عَجَبٌ﴾ (آیت: 5)

(b) مشرکین مکہ کو اس بات پر بھی حیرت تھی کہ ہمارے درمیان میں سے آخر کیوں صرف محمد ﷺ پر قرآن نازل کیا

گیا۔ پھر وہ شک میں پڑ گئے۔ (آیت: 8)

﴿اَنْزَلَ عَلَیْهِ الذِّکْرُ مِنْ بَیْنِنَا ۚ بَلْ هُمْ فِیْ شَکٍّ مِّنْ ذِکْرِیْ﴾

(c) مکہ کے مشرک سرداروں نے خدا اور ہٹ دھرمی کے ساتھ اپنے ﴿الہٰۃ﴾ خداؤں پر جبرے رہنے کا عزم کیا۔

﴿أَنْ أَمْسُوا وَاصْبِرُوا عَلَى إِلْهَآكُمْ﴾ (آیت: 6)

(d) مشرکین مکہ کو بتادیا گیا کہ رسول اللہ ﷺ تو ﴿مُنْذِرٌ﴾ صرف خبردار کرنے والے ہیں۔ خدائے واحد کے علاوہ کوئی اور ﷲ خدا نہیں۔

﴿قُلْ إِنَّمَا أَنَا مُنْذِرٌ وَمَا مِنْ إِلَهٍ إِلَّا اللَّهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ﴾ (آیت: 65)

(e) رسول کریم ﷺ کو عالم ہالا کی کچھ خبر نہ تھی، مگر جب وحی کی گئی تو علم ہوا کہ آپ ﷺ کو ﴿نَذِيرٌ﴾ صاف خبردار

کرنے والا بنا کر بھیجا گیا ہے۔ ﴿إِنْ يُؤْخَذِ النَّاسُ إِلَّا أَنَّمَا أَنَا لَذِيرٌ مُّبِينٌ﴾ (آیت: 70)

(f) مشرکین مکہ کے بارے میں بتایا گیا کہ یہ قرآن کو سمجھنا نہیں چاہتے بلکہ غرور، ضد اور ہٹ دھرمی میں مبتلا ہیں۔

﴿بَلِ الَّذِينَ كَفَرُوا هُمْ عِزَّةٌ وَشِقَاقِي﴾ (آیت: 2)

(g) مشرکین مکہ کو تاریخ سے عبرت حاصل کرنے کا مشورہ دیا گیا کہ ﴿تَكْذِيبُ﴾ یعنی جھٹلانے میں وہ پہلے نہیں ہیں،

بلکہ ان سے پہلے قوم نوح، قوم عاد، قوم فرعون، قوم ثمود، قوم لوط اور اصحاب الایکہ بھی رسولوں کو جھٹلا چکے ہیں۔

﴿كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوحٍ وَعَادٌ وَفِرْعَوْنُ ذُو الْأَوْتَادِ ۖ وَكُتُومٌ وَكُتُومٌ لُّوطٍ

وَأَصْحَابُ الْأَيْكَةِ﴾ (آیت: 13)

(h) مشرکین کو دمکی دی گئی کہ تاریخ پر غور کرو اللہ نے کتنی قوموں کو ہلاک کیا وہ چیخے اور چلائے لیکن جائے پناہ نہ ملی۔

﴿كَمْ أَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِنْ قَرْنٍ فَنَادَوْا وَلَا تَرْحَمْنَاهُ﴾ (آیت: 4)

3- اس سورت میں ﴿تین رسولوں کی انابت﴾ کا ذکر ہوا ہے۔ حضرت داؤد، حضرت سلیمان اور حضرت ایوبؑ

سبھی ﴿اَوَّابٌ﴾ تھے۔

(a) حضرت داؤد اللہ کے وفادار بندے بھی تھے۔ صاحب اقتدار بھی تھے، لیکن ﴿اَوَّابٌ﴾ بھی تھے۔ اللہ کی طرف

بہت زیادہ رجوع کیا کرتے۔ ﴿وَإِذْ كُنَّا عَبْدًا لِّدَاوُدَ ۖ ذَا الْأَيْدِ إِنَّهُ أَوَّابٌ﴾ (آیت: 17)

(b) حضرت سلیمان بھی اللہ کے وفادار بندے بھی تھے۔ صاحب اقتدار بھی تھے، لیکن ﴿اَوَّابٌ﴾ بھی تھے۔ اللہ کی طرف

بہت زیادہ رجوع کیا کرتے۔

﴿وَوَهَبْنَا لِدَاوُدَ مُلْكِمَآءَ رِجْمَ الْعَبْدِ إِنَّهُ أَوَّابٌ﴾ (آیت: 30)

(c) حضرت ایوبؑ بھی اللہ کے وفادار بندے بھی تھے۔ نہایت صابر اور ﴿اَوَّابٌ﴾ بھی تھے۔ اللہ کی طرف بہت زیادہ

رجوع کیا کرتے۔ ﴿إِنَّا وَجَدْنَاهُ صَابِرًا نِّعْمَ الْعَبْدِ إِنَّهُ أَوَّابٌ﴾ (آیت: 44)

4- اس سورت میں دو نبیوں حضرت داؤد اور حضرت سلیمان کے استغفار کا ذکر کیا گیا۔

(a) حضرت داؤد نے بھی اللہ تعالیٰ سے ﴿استغفار﴾ کیا۔ اللہ کے آگے جھک پڑے اور اللہ کی انابت اختیار کی۔

﴿ فَاسْتَغْفِرْ رَبَّهُ وَخَوَّ رَاكِعًا ۖ وَآتَابَ ۙ ﴾ (آیت: 24)

(b) حضرت سلیمانؑ نے بھی اللہ تعالیٰ سے ﴿استغفار﴾ کیا اور دعا کی کہ انہیں ایسی سلطنت عطا کی جائے جو صرف انہی کے لیے زیبا ہو۔

﴿ قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِي وَهَبْ لِي مُلْكًا لَا يَنْبَغِي لِأَحَدٍ مِّنْ بَعْدِي إِنَّكَ أَنْتَ الْوَهَّابُ ۙ ﴾ (آیت: 35)

5- اس سورت میں بتایا گیا ہے کہ قرآن کے قدر دانوں اور اُس کے منکرین کا انجام مختلف ہوگا۔

(a) قرآن ایک کتاب نصیحت ہے۔ جو شخص قرآن کے مطابق **فَإِجْعَلْ** کر زندگی گزارتا ہے اُس کے لیے بہترین ٹھکانا

ہوگا۔ ﴿ هَذَا ذِكْرٌ ۖ وَإِنَّ لِلْمُتَّقِينَ لَحُسْنَ مَّآبٍ ۙ ﴾ (آیت: 49)

(b) جو شخص قرآن کی نصیحت کو نظر انداز کر کے تقویٰ ترک کر کے باغی اور سرکش بن کر زندگی گزارتا ہے، اُس کے لیے بد

ترین ٹھکانا ہے۔ ﴿ هَذَا وَإِنَّ لِلطَّاغِينَ لَشَرَّ مَّآبٍ ۙ ﴾ (آیت: 55)۔

سورة ص کا نظم جلی

سورة ﴿ص﴾ آٹھ (8) پیرا گرافوں پر مشتمل ہے۔

1- آیات 16 تا 1: پہلے پیرا گراف میں تمہید ہے۔ قرآن کتاب نصیحت ہے۔ محمد ﷺ کو جھٹلانے والے ہلاک ہوں گے۔

قرآن کی حقانیت پر اُس کے ﴿ذِي الذِّكْرِ﴾ ہونے سے دلیل و شہادت پیش کر کے مشرکین مکہ کی ضد، ہٹ دھرمی اور تکبر پر انہیں ہلاکت کی دھمکی دی گئی ہے۔

قریش کے سردار کہتے تھے کہ اپنے خداؤں پر تجھے اور ڈٹے رہو۔ یہ شک میں مبتلا تھے۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ پر الزامات عائد کیے کہ آپ ﷺ ﴿مَسَاحِرٌ﴾ "کُذَّابٌ" ایک جادوگر اور اونچے درجے کے جھوٹے ہیں۔ ان کے تکبر کی تحقیر کی گئی اور پوچھا گیا کہ کیا ان کے پاس اللہ کی بادشاہی اور اس کی رحمت کے خزانے ہیں۔ یہ شکست کھائیں گے۔ ان کے ردیے پچھلی چھ تو قوموں ہی کی طرح ہیں، جن پر اللہ کا عذاب آ کر رہا۔ یہ بھی عذاب کے منتظر ہیں۔

2- آیات 17 تا 29: دوسرے پیرا گراف میں حضرت داؤدؑ کی زندگی سے استدلال کیا گیا ہے کہ دعوت قرآن برحق ہے۔

(a) رسول اللہ ﷺ کو جادو اور جھوٹ کے الزامات پر صبر کر کے حضرت داؤدؑ کا قصہ سناتے کا حکم دیا گیا، جن کے لیے پہاڑ اور پرندے مسخر کیے گئے تھے۔ جوان کے ساتھ اللہ کی حمد و ثناء کرتے۔ جنہیں نہ صرف حکومت سے بلکہ حکمت اور معاملہ فہمی بھی عطا کی گئی تھی۔ یہ ﴿أَوَّابٌ﴾ تھے۔ ان کے پاس فرشتوں کو امتحان کے لیے بھیجا گیا تھا۔ انہیں بعد میں پتہ چلا کہ ان کی آزمائش ہو رہی ہے۔ انہوں نے اللہ سے مغفرت طلب کی۔ اللہ کے ہاں ان کو تقرب

حاصل ہے۔

- (b) حکومت اور عدل: حضرت داؤدؑ کو خلیفہ بنا کر حکومت دی گئی۔ عدل سے کام لینے کا حکم دیا گیا۔ عدل کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ خواہشات نفس ہوتی ہیں، جو گمراہی کا سبب بنتی ہیں۔ مگر اہوں کے لیے عذاب ہوگا۔
- (c) یہ کائنات بے مقصد نہیں پیدا کی گئی۔ یہ دار امتحان ہے۔ انکار کرنے والوں کے لیے دوزخ ہے۔
- (d) ﴿فَبَجَارِ مُفْسِدِينَ﴾ اور ﴿مُتَّقِينَ مُؤْمِنِينَ﴾ کا انجام مختلف ہوگا۔ جنت اور دوزخ کی جزاء و سزا عادلانہ ہے۔
- (e) قرآن ایک بابرکت کتاب ہے۔ عقل مندوں ﴿أُولُو الْأَلْبَابِ﴾ قرآن پر تدبر و تدکر کرنے کا حکم دیا گیا۔

3- آیات 30 تا 40: تیسرے پیرا گراف میں حضرت سلیمانؑ کی زندگی سے استدلال کیا گیا ہے کہ دعوت قرآن برحق ہے۔

حضرت سلیمانؑ حضرت داؤدؑ کے بیٹے تھے۔ یہ بھی ﴿أَوَّابٌ﴾ تھے۔ انہیں بھی حکومت عطا کی گئی تھی۔ شام کے وقت ان کے سامنے گھوڑے پیش کیے گئے۔ ان کے معائنے میں اس قدر منہمک ہوئے کہ اللہ کے ذکر (نماز) سے رہ گئے۔ یہاں تک کہ سورج غروب ہو گیا۔ آپؑ کو بہت افسوس ہوا، چنانچہ آپؑ نے ان گھوڑوں کو ذبح کر دیا۔ پھر انہیں اللہ نے آزمایا۔ انہوں نے استغفار کیا۔ ان کی دعا قبول ہوئی اور انہیں ایک عظیم الشان حکومت عطا کی گئی۔ ان کے لیے ہوا کو مسخر کر دیا گیا۔ جنات تابع کر دیے گئے۔ بعض جنات ماہر معمار تھے اور بعض غوطہ خور، جو ان کے لیے موتی لایا کرتے۔

بعض شیطان جنات کو انہوں نے زنجیروں میں جکڑ لیا تھا۔ حضرت سلیمانؑ بھی اللہ کے مقرب بندے تھے۔ ان کے لیے بھی بہترین ٹھکانا ہوگا۔

4- آیات 41 تا 44: چوتھے پیرا گراف میں حضرت ایوبؑ کی زندگی سے استدلال کیا گیا ہے کہ اس راہ میں صبر و ثبات کا توشہ ضروری ہے۔

حضرت ایوبؑ بھی اللہ کے ایک صابر نبی تھے۔ یہ بھی ﴿أَوَّابٌ﴾ تھے۔ ان کی دولت اور صحت چھن گئی۔ انہوں نے دعا کی کہ شیطان نے مجھے سخت تکلیف میں مبتلا کر رکھا ہے۔ اللہ نے حکم دیا کہ زمین پر پیر مارو، چشمہ پھوٹے گا۔ اس سے نہانا اور پینا۔ چنانچہ اس معجزے سے وہ ٹھیک ہو گئے۔ انہیں ان کے اہل و عیال اور ان کا فضل عطا کیا گیا۔ عقل مندوں کو اس واقعہ سے نصیحت حاصل کرنی چاہیے۔ انہوں نے قسم کھائی تھی۔ اس کے کفارے کے لیے انہیں تنکوں کا ایک گٹھالے کر مارنے کا حکم دیا گیا۔ یہ بہت صابر، وفادار اور اللہ کی طرف رجوع کرنے والے تھے۔

5- آیات 45 تا 48: پانچویں پیرا گراف میں چند پیغمبروں کی خدمات سے استدلال کیا گیا ہے کہ دعوت اسلام برحق ہے۔

تین پیغمبروں کے تفصیلی ذکر کے بعد مندرجہ ذیل چھ پیغمبروں کا اجمالی ذکر کیا گیا کہ یہ بھی اللہ کے چیدہ اور منتخب بندے تھے۔ حضرت ابراہیمؑ، اٹحقؑ، یعقوبؑ، اسمعیلؑ، السبعؑ، ذوالکفلؑ بھی انبیاء ﴿مُخْلِصُونَ﴾ اور ﴿أَخْيَارٌ﴾ تھے۔

6- آیات 49 تا 64: چھٹے پیرا گراف میں قرآن کی دعوت کو قبول کرنے کا مشورہ دے کر قبولیت اور انکار کا انجام واضح کر دیا گیا۔

(a) قرآن ایک ﴿ذکر﴾ نصیحت ہے۔ اسے مان کر نجات پانے والے ﴿مُتَّقِین﴾ کے لیے بہترین ٹھکانا ہوگا۔ باغات، میوے، شراب با حیا و حوریں اور نہ ختم ہونے والا رزق۔

(b) قرآن کی دعوت کو مسترد کرنے والے سرکش ﴿طَاغِیْنَ﴾ کا انجام بہت برا ہوگا، ان کے لیے کھولنا ہوا پانی اور پیپ ہوگا۔ دوزخیوں کو حیرت ہوگی کہ یہاں ہم اُن لوگوں کو نہیں دیکھ رہے ہیں، جنہیں ہم اُشرار سمجھتے تھے اور جن کا مذاق اڑایا کرتے تھے۔

7- آیات 65 تا 85: ساتویں پیرا گراف میں قبولیت حق کی راہ کی رکاوٹوں کا تذکرہ ہے۔

رسول اللہ ﷺ ایک ﴿مُنْذِر﴾ خبردار کرنے والے ہیں۔ ان کی دعوت قبول کر لو کہ اللہ صرف ایک ہے۔ قبول حق کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ ابلیس ہے۔ تمام فرشتوں نے سجدہ کیا لیکن اپنے تکبر کی وجہ سے وہ کافر ہو گیا۔ اُس کا غرور یہ تھا کہ وہ حضرت آدمؑ کو مٹی کی تخلیق اور خود کو آگ کی تخلیق قرار دیتا ہے۔ اُس پر روز قیامت تک لعنت ہے۔ اُس نے اللہ سے روز قیامت تک کے لیے مہلت طلب کی۔ اُسے یہ مہلت عطا کر دی گئی۔ اُس نے اللہ کی عزت و اقتدار کی قسم کھا کر کہا کہ میں لوگوں کو گمراہ کروں گا۔ ہاں اللہ کے مخلص بندے اس کے دام میں گرفتار نہیں ہو سکیں گے۔ اللہ نے فرمایا کہ اے ابلیس! میں تیری اور اُن لوگوں کی ذریت میں سے تیری پیروی کرنے والوں کو دوزخ میں داخل کر کے رہوں گا۔

8- آیات 86 تا 88: آٹھویں اور آخری پیرا گراف میں قرآن کی دعوت ہے۔ مومنین کے لیے بشارت اور کافریں کے لیے دھمکی ہے۔

آخری پیرا گراف میں بھی پہلے پیرا گراف کی دعوت کا اعادہ ہے۔

کافریں پر واضح کیا گیا کہ رسول اللہ ﷺ اپنی دعوت میں مخلص ہیں۔ لوگوں سے کسی اجر کے طالب نہیں ہیں اور نہ وہ ان لوگوں میں سے ہیں، جو قلعہ اور تکلف سے کام لیتے ہیں۔

قرآن ایک ایسی نصیحت ہے، جو سارے جہان والوں کے لیے حجت ہے۔

آخری آیت میں مشرکین مکہ کو دھمکی دی گئی کہ چند سالوں میں واضح ہو جائے گا کہ کون کامیاب ہوگا اور کس کے مقدر میں ہزیمت اور شکست ہے۔ یہ مسلمانوں کے لیے فتح کی بشارت اور کافروں کے لیے ہلاکت کی دھمکی ہے۔

مرکزی مضمون

قرآن سارے جہان والوں کے لیے ایک کتابِ نصیحت ہے۔ حضرات داؤد، سلیمان اور ایوبؑ وغیرہ کی طرح محمد ﷺ بھی اللہ کے نبی اور ﴿مُؤْمِنُونَ﴾ ہیں۔ کافر محض خدا اور تکبر کی وجہ سے قرآن کا انکار کر رہے ہیں۔ ان کے لیے ہلاکت ہے۔

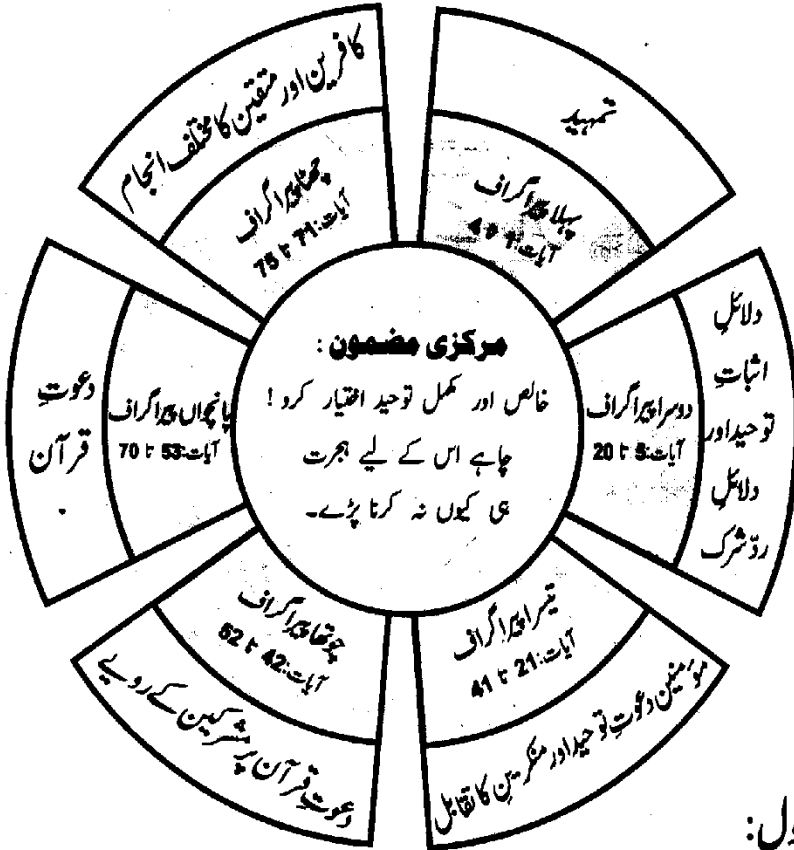


ترتیبی نقشہ ربط

نظم جلی

39- سُورَةُ الزُّمَرِ

آیات: 75 مکیہ پیروا گراف: 6



زمانہ نزول:

سورت ﴿الزُّمَرِ﴾ سورت ﴿الکہف﴾ اور اعلان عام کے بعد، ہجرت حبشہ (رجب 5 نبوی) سے پہلے، غالباً 5 نبوی کے اوائل میں نازل ہوئی، جب قرآن کی دعوت توحید کا چرچا گھر گھر عام ہو چکا تھا اور مشرکین مکہ کے خود ساختہ عقیدہ شفاعت اور بتوں کی پوجا کے ذریعے تقرب الہی حاصل کرنے کے عقیدے پر اصرار کیا جا رہا تھا۔ ظلم کا ابھی آغاز ہی ہوا تھا۔

یہ وہی زمانہ تھا، جب سورت ﴿العنکبوت﴾ اور سورت ﴿الرُّوم﴾ کا نزول ہوا۔ سورت ﴿الزُّمَرِ﴾ کی آیت نمبر 10 میں بھی سورت ﴿العنکبوت﴾ کی آیت 56 کی طرح ہجرت حبشہ کا اشارہ موجود ہے ﴿وَأَرْضُ اللَّهِ وَاسِعَةٌ﴾۔

خصوصیات

- 1- سورت ﴿الزُّمَر﴾ کے میں ﴿الَّذِينَ كَفَرُوا﴾ اور ﴿كَافِرِينَ﴾ کے مقابلے میں ﴿الَّذِينَ اتَّقَوْا﴾ اور ﴿مُتَّقِينَ﴾ کے الفاظ بار بار استعمال کیے گئے ہیں، کیونکہ اس سورت میں ان کے درمیان تقابل اور موازنہ پایا جاتا ہے۔
- 2- اس سورت میں، سوالیہ اسلوب کے ذریعے مشرکین مکہ کے ضمیر کو جھنجھوڑا گیا ہے، چنانچہ ﴿أَمَّنْ﴾ آیت: 8 اور ﴿أَلَمَنْ﴾ آیت: 22 اور 24 کے الفاظ سے شروع ہونے والی آیتوں میں غور و فکر کی دعوت دی گئی ہے۔

سورة الزُّمَر کے فضائل

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں: ﴿كَانَ النَّبِيُّ ﷺ لَا يَنَامُ عَلَى فِرَاشِهِ حَتَّى يَقْرَأَ بِنِي إِسْرَائِيلَ وَالزُّمَرَ﴾

”رسول اللہ ﷺ سورۃ بنی اسرائیل اور سورۃ الزمر کی تلاوت کے بغیر بستر پر نہیں لیٹتے تھے۔“

(سنن ترمذی: کتاب فضائل قرآن، حدیث 2,920، حسن غریب)

سورة الزُّمَر کا کتابی ربط

- 1- پچھلی سورتوں میں حضرات داؤد، سلیمان، ایوب وغیرہ کے حوالے سے تاریخی دلائل تھے۔ یہاں ﴿الزُّمَر﴾ میں طاعوت سے اجتناب کرتے ہوئے، آفاقی اور انفسی دلیلوں کی روشنی میں، توحید خالص کا مطالبہ اور ردِ شرک ہے۔
 - 2- سورت ﴿یس﴾ ایک جلالی سورت تھی، جس میں مشرکین کو اللہ کے اختیارات سمجھائے گئے تھے۔ اس کے بعد سورت ﴿الصافات﴾ میں فرشتوں اور جنات کی الوہیت کی تردید اور اللہ کے منتخب برگزیدہ انبیاء کی توحیدی خدمات کا ذکر تھا۔ پچھلی سورت ﴿ص﴾ میں مشرکین کی ضد اور تکبر کا تذکرہ تھا۔ یہاں سورۃ ﴿الزمر﴾ میں خالص توحید اختیار کرنے کا مطالبہ ہے اور اس راہ میں ہجرت کی ترغیب ہے۔
 - 3- سورۃ ﴿الصافات﴾ میں کئی مرتبہ انبیاء کو ﴿مُخْلِصِينَ﴾ کہا گیا تھا، جو توحید اور اس کی دعوت کے لیے خالص کر لیے گئے تھے۔
- یہاں ﴿الزُّمَر﴾ میں اُن کی خالص دعوت مان کر ﴿خالص توحید﴾ کا مطالبہ ہے۔

اہم کلیدی الفاظ اور مضامین

1- سورۃ ﴿الزُّمَرُ﴾ میں قرآن مجید کا تعارف ہے کہ یہ اللہ کی تنزیل ہے، سراسر حق ہے، کبھی اور ٹیڑھ سے پاک ہے، بہترین اور پرتاثر کلام ہے، لہذا ملاوٹ اور آمیزش کے بغیر صرف ایک خدا ﴿اللہ﴾ ہی کی عبادت و اطاعت کی جانی چاہیے۔

(a) قرآن مجید ایک ایسی کتاب ہے، جو زبردست غالب اور حکیم اللہ کی طرف سے بتدریج نازل کی گئی ہے۔

﴿تَنْزِيلُ الْكِتَابِ مِنَ اللَّهِ الْعَزِيزِ الْحَكِيمِ﴾ (آیت: 1)۔

(b) قرآن مجید سراسر حق ہے۔ جو اس کی ہدایت قبول کرے گا وہ خود فائدے میں رہے گا، گمراہ ہونے والے کے لیے نبی ﷺ محافظ نہیں ہو سکتے۔

﴿إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ عَلَيْكَ الْكِتَابَ لِلنَّاسِ بِالْحَقِّ فَمَنِ اهْتَدَىٰ فَلِنَفْسِهِ وَمَنْ ضَلَّٰ فَإِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا وَمَا أَنْتَ عَلَيْهِمْ بِوَكِيلٍ﴾ (آیت: 41)۔

(c) قرآن مجید ہر قسم کے ٹیڑھ سے پاک ہے۔ اسے عربی زبان میں نازل کیا گیا ہے، تاکہ لوگ گناہوں سے بچ جائیں۔ ﴿قُرْآنًا عَرَبِيًّا غَيْرَ ذِي عِوَجٍ لَّعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ﴾ (آیت: 28)۔

(d) قرآن مجید بہترین کلام ﴿أَحْسَنُ الْحَدِيثِ﴾ ہے۔ اس کے مضامین بار بار دہرائے گئے ہیں۔ اسے سن کر اور پڑھ کر اہل خشیت کے روکتے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ یہ ایسی ہدایت ہے کہ اس سے لوگوں کے دل نرم پڑ جاتے ہیں۔ (آیت: 23)

﴿كَأَلَمْ نَزَلْ أَلْأَحْسَنَ الْحَدِيثِ كِتَابًا مُّتَشَابِهًا مَّثَانِيَ تَقْشَعِرُّ مِنْهُ جُلُودُ الَّذِينَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ ثُمَّ تَلِينُ جُلُودُهُمْ وَقُلُوبُهُمْ إِلَىٰ ذِكْرِ اللَّهِ ذَلِكِ هُدَىٰ اللَّهِ﴾

(e) قرآن مجید میں مختلف قسم کی مثالوں سے لوگوں کو سمجھایا گیا ہے، تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں۔ (آیت: 27)

﴿وَلَقَدْ ضَرَبْنَا لِلنَّاسِ فِي هَٰذَا الْقُرْآنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ لَّعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ﴾

(f) قرآن مجید کو سراسر حق کے ساتھ نازل کیا گیا ہے، لہذا ملاوٹ اور آمیزش کے بغیر اللہ کی خالص عبادت اور اطاعت کی جانی چاہیے۔

﴿إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ إِلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ فَاعْبُدِ اللَّهَ مُخْلِصًا لَهُ الدِّينَ﴾ (آیت: 2)۔

2- دعوت: اس سورت میں قرآن کی دعوت کو مندرجہ ذیل نکات میں پیش کیا گیا ہے۔

(a) اللہ کی ملاوٹ اور آمیزش کے بغیر خالص عبادت اور اطاعت کی دعوت دی جا رہی ہے۔

﴿ فَاعْبُدِ اللَّهَ مُخْلِصًا لَهُ الدِّينَ ﴾ (آیت: 2)۔

”دین کو اللہ ہی کے لیے خالص کرتے ہوئے اللہ ہی کی عبادت کرو۔“

(b) اللہ کی طرف ﴿انابت﴾ یعنی رجوع کرنے اور ﴿اسلام﴾ کی یعنی اس کے آگے سر تسلیم خم کر دینے کی دعوت دی

جاری ہے۔ ﴿وَإِنِّيَبُوءُ إِلَى رَبِّكُمْ وَأَسْلِمُوْا لَهُ﴾ (آیت: 54)۔

(c) حکم دیا گیا کہ صرف اللہ ہی کی عبادت کی جائے اور اُسی کا ﴿شکر﴾ ادا کیا جائے۔ غیر اللہ کی عبادت کرنے والے

﴿ناشکر﴾ ہوتے ہیں۔ ﴿بَلِ اللّٰهُ فَاعْبُدْ وَكُنْ مِنَ الشّٰكِرِيْنَ﴾ (آیت: 66)۔

(d) قرآن مجید کی غلط تاویل و تفسیر کرنے کے بجائے، اُس کے بہترین پہلوؤں کی پیروی کی دعوت دی جارہی ہے۔

یہی مضمون آیت نمبر 18 میں بھی بیان کیا گیا۔ ﴿وَأَتَّبِعُوا أَحْسَنَ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكُمْ مِنْ رَبِّكُمْ﴾

(آیت: 55)۔ ﴿الَّذِينَ يَسْمَعُونَ الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُونَ أَحْسَنَهُ﴾ (آیت: 18)۔

3- سورۃ الزمر کی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں بار بار ﴿خالص﴾ کا لفظ استعمال کیا گیا ہے اور خالص عبادت کی دعوت

دی گئی۔

(a) لوگوں کو خبردار کیا گیا کہ اللہ کے لیے ملاوٹ اور آمیزش سے پاک خالص عبادت اور اطاعت ہی زیبا ہے۔

﴿ أَلَا لِلّٰهِ الدِّينُ الْخَالِصُ ﴾ (آیت: 3)۔

(b) رسول اللہ ﷺ کی زبان سے کہلوا یا گیا کہ مجھے بھی آمیزش اور ملاوٹ سے پاک خالص عبادت اور اطاعت کا حکم

دیا گیا ہے۔ ﴿قُلْ إِنِّي أُمِرْتُ أَنْ أَعْبُدَ اللَّهَ مُخْلِصًا لَهُ الدِّينَ﴾ (آیت: 11)۔

(c) قرآن سراسر حق ہے، اس لیے اللہ کی غلامی اور اطاعت بھی خالص ہونی چاہیے۔

﴿إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ إِلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ فَاعْبُدِ اللَّهَ مُخْلِصًا لَهُ الدِّينَ﴾ (آیت: 2)۔

4- اس سورت میں خالص توحید کا مطالبہ کیا گیا ہے۔

(a) توحید ذات کا مطالبہ: اللہ کی کوئی اولاد نہیں ہے۔ وہ بے عیب ہستی ہے۔ وہ ایک اور غالب ہستی ہے۔

﴿لَوْ أَرَادَ اللَّهُ أَنْ يَتَّخِذَ وَلَدًا لَّاصْطَفَىٰ مِمَّا يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ سُبْحٰنَهُ هُوَ اللَّهُ الْوَاحِدُ

الْقَهَّارُ﴾ (آیت: 4)

(b) توحید کی انفسی دلیل: انسان کو آدم اور حوا سے پیدا کیا گیا۔ پھر ماؤں کے پیٹ میں تین دوں کے اندر تخلیق کی

گئی۔ یہی انسانوں کا پالنے والا ﴿رب﴾ ہے۔ اُسی کی فرماں روائی ہے۔ لہذا اُس کے علاوہ کوئی اور ﴿الہ﴾ نہیں

ہو سکتا ہے۔

﴿خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ ثُمَّ جَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَانْزَلَ لَكُمْ مِنَ الْأَنْعَامِ

ثُمَّ يَبْعَثُ اللَّهُ لَكُمْ أَزْوَاجًا يَخْلُقُكُمْ فِي بُطُونِ أُمَّهَاتِكُمْ خَلْقًا مِّن مَّ بَعْدَ خَلْقٍ فِي ظُلُمٍ
ثَلَاثٍ ذَٰلِكُمُ اللَّهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ فَاتَّقُوا اللَّهَ (آیت: 6)۔

(c) مشرکین کی نفیات: مشرکین کے دل خدائے واحد کے ذکر سے تنگی محسوس کرتے ہیں، لیکن اُس کے ساتھ دوسرے
خداؤں کا ذکر کیا جائے تو شاداں و فرحاں ہو جاتے ہیں۔

﴿وَإِذَا ذُكِّرَ اللَّهُ وَخُدَّهُ اشْمَأَزَّتْ قُلُوبُ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ وَإِذَا ذُكِّرَ
الَّذِينَ مِنْ دُونِهِ إِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُونَ﴾ (آیت: 45)۔

5- اس سورت میں بار بار توحیدِ عبادت کی دعوت دی گئی ہے۔

(a) مشرکین کو دھمکی دی گئی کہ تم اپنی آزادی اختیار کرو جس طرح چاہے استعمال کرو، لیکن میں تو صرف ایک خدا ہی کی
خالص بندگی کروں گا۔

﴿قُلِ اللَّهُ عَبْدٌ مُّخْلِصٌ لِّدِينِي ۖ فَاعْبُدُوا مَا شِئْتُمْ مِنْ دُونِهِ﴾ (آیت: 15)۔

(b) توحیدِ کامل: جو لوگ پہلے طاغوت کی اطاعت سے بچتے ہیں اور پھر اللہ کی طرف إِنَابَت اختیار کرتے ہیں، ایسے
لوگوں کے لیے بشارت ہے۔

﴿وَالَّذِينَ اجْتَنَبُوا الطَّاغُوتَ أَنْ يَعْبُدُوهَا وَأَنَابُوا إِلَى اللَّهِ لَهُمُ الْبُشْرَىٰ فَبَشِّرْ
عِبَادِ﴾ (آیت: 17)۔

(c) مشرکین ﴿مِن دُونِ اللَّهِ﴾ سے ڈراتے ہیں، لیکن انسان کی حفاظت کے لیے اللہ کافی ہے۔

﴿الْإِنْسَ اللَّهُ بِكَافٍ عَبْدَهُ وَيُخَوِّفُونَكَ بِالَّذِينَ مِنْ دُونِهِ وَمَنْ يُضْلِلِ اللَّهُ فَمَا لَهُ
مِنْ هَادٍ﴾ (آیت: 6)۔

(d) رسول اللہ ﷺ کی زبان سے کہلوا یا گیا کہ اے جاہلو! کیا تم مجھے ﴿غیرُ اللہ﴾ کی عبادت کا حکم دیتے ہو؟

﴿قُلْ أَغَيْرَ اللَّهِ تُامِرُونَنِي ۖ أَعْبُدْ أَيُّهَا الْجَاهِلُونَ﴾ (آیت: 64)۔

6- اس سورت میں ﴿يُوعِبَادِ﴾ کے الفاظ سے ایمان لانے والوں کو دعوتِ تقویٰ دی گئی ہے اور جو ابھی ایمان نہیں
لائے تھے، ایسے گنہگاروں کو اللہ کی رحمت سے مایوس ہونے کے بجائے، گناہوں پر توبہ کرنے کی دعوت دی گئی ہے
اور یہ خوشخبری سنائی گئی کہ اللہ چھوٹے بڑے سارے گناہ معاف کر سکتا ہے۔

(a) نومسلموں سے کہا گیا کہ اگر وہ تقویٰ اختیار کریں گے تو اُن کے لیے بھلائیاں ہیں۔ ہجرت کرنے والے صابرین کو
بے حساب اجر دیا جائے گا۔

﴿قُلِ يُوعِبَادِ الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا رَبَّكُمُ لِلَّذِينَ أَحْسَنُوا فِي هَذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةٌ﴾

وَأَرْحَمُ اللَّهِ وَاسِعَةً إِنَّمَا يُوَفَّى الصَّابِرُونَ أَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿آیت: 10﴾۔

(b) اللہ کی رحمت سے مایوس نہیں ہونا چاہیے۔ سچی توبہ، ایمان اور اسلام کے بعد نیک عمل انسان کو اللہ کی رحمت کا مستحق کر دیتا ہے۔

﴿قُلْ بِمَعَادِي الَّذِينَ أَسْرَفُوا عَلَى أَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوا مِنْ رَحْمَةِ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعًا إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ ﴿آیت: 53﴾۔

7- مشرکین مکہ کی قیادت کے اوصاف: اس سورت میں مشرکین مکہ کے اوصاف بیان کیے گئے کہ وہ کافر ہیں کیونکہ انہوں نے دعوت کو مسترد کر دیا ہے، جس کی اصل وجہ ان کا غرور اور تکبر ہے۔ انہیں اپنی دولت پر ناز ہے۔ وہ قارون کی طرح یہ سمجھتے ہیں کہ ہمیں یہ سب کچھ ہمارے علم کی بنیاد پر عطا کیا گیا ہے۔ یہ اسلام کی دعوت کا مذاق اڑا رہے ہیں ﴿يَسْتَهْزِءُونَ﴾ (آیت: 48)۔

(a) اللہ کی آیات کے آنے کے بعد اس کو جھٹلانے سے اور ﴿تکبر﴾ کا مظاہرہ کرنے سے انسان کافر ہو جاتا ہے۔

﴿بَلَىٰ قَدْ جَاءَ نَكَالُ الْإِبْرَةِ فَكَذَّبَتْ بِهَا وَاسْتَكْبَرَتْ وَكُنْتَ مِنَ الْكَافِرِينَ ﴿آیت: 59﴾

(b) اللہ کی آیات کو جھٹلانے والے ﴿متکبر﴾ لوگوں کے چہرے روز قیامت سیاہ ہوں گے۔

﴿وَيَوْمَ الْقِيَمَةِ تَرَى الَّذِينَ كَذَبُوا عَلَى اللَّهِ وُجُوهُهُم مُّسْوَدَّةٌ أَلَيْسَ لِي جَهَنَّمَ مَفْوًى لِّلْمُتَكَبِّرِينَ ﴿آیت: 60﴾۔

(c) ﴿متکبرین﴾ کا ٹھکانا دوزخ ہے۔ ان سے کہا جائے گا کہ اس میں ہمیشہ رہنے کے لیے داخل ہو جاؤ۔

﴿قِيلَ ادْخُلُوا أَبْوَابَ جَهَنَّمَ خَالِدِينَ فِيهَا فَبِئْسَ مَفْوًى لِّلْمُتَكَبِّرِينَ ﴿آیت: 72﴾

(d) سچائی کے آجانے کے بعد اس کو جھٹلانے والے کافرین دوزخ میں داخل ہوں گے۔ (آیت: 32)

﴿فَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ كَذَبَ عَلَى اللَّهِ وَكَذَّبَ بِالصِّدْقِ إِذْ جَاءَهُ أَلَيْسَ لِي جَهَنَّمَ مَفْوًى لِّلْكَافِرِينَ ﴿آیت: 73﴾

(e) امیر لوگ اس غلط فہمی میں مبتلا ہو جاتے ہیں کہ انہیں یہ نعمتیں اپنے علم کی وجہ سے ملی ہیں۔ حالانکہ یہ اللہ کی طرف سے آزمائش ہوتی ہیں۔

﴿فَإِذَا مَسَّ الْإِنْسَانَ ضُرٌّ دَعَا زُرْنُمُ إِذَا حَوَّلْنَاهُ نِعْمَةً مِنَّا قَالَ إِنَّمَا أُوتِيتُهُ عَلَىٰ عِلْمٍ بَلْ هِيَ فِتْنَةٌ ﴿آیت: 49﴾۔

8- مشرکین مکہ کے شرک کی نوعیت: مشرکین مکہ اللہ کو مانتے تھے، لیکن اللہ کے ساتھ دوسرے خداؤں کو بھی تسلیم کرتے تھے۔ مرے ہوئے نیک لوگوں کے بت بنا کر ان کی پوجا کیا کرتے تھے کہ ان کا وسیلہ ہمیں اللہ کا تقرب

عطا کرے گا۔ فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں قرار دیتے تھے۔ ان کا عقیدہ تھا کہ یہ ﴿مِنْ دُونِ اللَّهِ﴾ ان کی سفارش کریں گے اور انہیں بچالیں گے۔ انہیں وہ اللہ کا ہم سراورمہ مقابل ﴿أَنذَاد﴾ قرار دیتے تھے۔

(a) مشرکین مکہ کہتے تھے کہ ہم ان بتوں کی عبادت اللہ کا تقرب حاصل کرنے کے لیے کرتے ہیں۔

﴿مَا نَعْبُدُهُمْ إِلَّا لِيُقَرِّبُونَا إِلَى اللَّهِ زُلْفَى﴾ (آیت: 3)۔

(b) مشرکین مکہ اللہ کو زمین آسمان کا خالق تسلیم کرتے تھے، لیکن الوہیت اور عبادت میں شرک کیا کرتے تھے۔ انہیں غور و فکر کی دعوت دی گئی کہ اگر اللہ نقصان پہنچانے کا ارادہ کر لے تو کیا ﴿مِنْ دُونِ اللَّهِ﴾ اس سے بچا سکتے ہیں اور اگر وہ رحمت کا ارادہ کر لے تو کیا یہ رحمت کو روک سکتے ہیں؟ ان سے صاف کہہ دیجیے کہ میرے لیے اللہ کافی ہے اور بھروسہ کرنے والے صرف اللہ ہی پر بھروسہ کرتے ہیں۔

﴿وَلَمَّا سَأَلْتَهُمْ مَنْ خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ لَيَقُولُنَّ اللَّهُ قُلْ أَفَرَأَيْتُمْ مَا تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ إِنْ أَرَادَنِيَ اللَّهُ بِضُرٍّ هَلْ هُنَّ كَاشِفَاتُ ضُرِّهِ أَوْ أَرَادَنِي بِرَحْمَةٍ هَلْ هُنَّ مُمْسِكَتُ رَحْمَتِهِ قُلْ حَسْبِيَ اللَّهُ عَلَيْهِ يَتَوَكَّلُ الْمُتَوَكِّلُونَ﴾ (آیت: 38)۔

(c) مشرکین سے پوچھا گیا کہ کیا ﴿مِنْ دُونِ اللَّهِ﴾ ان کے شفیق ہوں گے؟ چاہے وہ نہ عقل رکھتے ہوں اور نہ اختیار۔ ﴿إِنَّمَا اتَّخَذُوا مِنْ دُونِ اللَّهِ حُفَعَاءَ قُلْ أَوَلَوْ كَانُوا لَا يَمْلِكُونَ شَيْئًا وَلَا يَعْقِلُونَ﴾ (آیت: 43)۔

(d) مشرکین سے کہا گیا کہ تو حید فطرت کی آواز ہے۔ انسان کو جب تکلیف پہنچتی ہے تو وہ منیب بن کر اللہ ہی سے دعا کرتا ہے، لیکن نعمتوں کے حصول کے بعد تو حید کو بھول کر اللہ کے ساتھ مزید مقابل ﴿أَنذَاد﴾ شامل کر لیتا ہے۔ ﴿وَإِذَا مَسَّ الْإِنْسَانَ ضُرٌّ دَعَا رَبَّهُ مُنِيبًا إِلَيْهِ ثُمَّ إِذَا خَوَّلَهُ نِعْمَةً مِّنْهُ نَسِيَ مَا كَانَ يَدْعُوًّا إِلَيْهِ مِنْ قَبْلُ وَجَعَلَ لِلَّهِ أَنْذَادًا﴾ (آیت: 8)۔

(e) خود ساختہ شفاعت کا عقیدہ غلط ہے۔ شفاعت مشروط ہوگی۔ مشرکین کو صاف بتا دیا گیا کہ ہر انسان اپنا بوجھ خود اٹھائے گا۔ دوسرے نہیں۔ ﴿وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَى﴾ (آیت: 7)۔

(f) شفاعت کے سلسلے میں صاف بتا دیا گیا کہ شفاعت تمام کی تمام اللہ کے ہاتھ میں ہے، جو زمین و آسمان کا بادشاہ ہے۔ (آیت: 44)۔

﴿قُلْ لِلَّهِ الشَّفَاعَةُ جَمِيعًا لَّهُ مُلْكُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ ثُمَّ إِلَيْهِ تُرْجَعُونَ﴾

(g) اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی ناشکری سے ہرگز راضی نہیں ہوگا۔ البتہ اگر وہ شکر ادا کریں گے تو راضی ہو جائے گا۔

﴿وَلَا يَرْضَى لِعِبَادِهِ الْكُفْرَ وَإِنْ تَشْكُرُوا يَرْضَهُ لَكُمْ﴾ (آیت: 7)۔

9- سورۃ ﴿الزُّمَرِ﴾ کا ایک خاص مضمون ﴿تقویٰ﴾ ہے۔

(a) تقویٰ اختیار کرنے کی دعوت دی گئی۔ اللہ تعالیٰ دوزخ کے عذاب سے ڈراتا ہے، جہاں انسان کے اوپر اور نیچے آگ کے شعلے ہوں گے۔

﴿لَهُمْ مِنْ قَوْلِهِمْ ظُلْمٌ ۖ مِنَ النَّارِ وَمِنْ تَحْتِهِمْ ظُلْلٌ ۚ﴾ ذٰلِكَ يُخَوِّفُ اللّٰهُ بِهِ عِبَادَهُ لِيُحَادِّثُوا التَّقْوٰنَ ﴿آیت: 16﴾۔

(b) جو لوگ سچائی کی تصدیق کریں گے وہی لوگ ﴿مُتَّقِنَ﴾ ہیں۔

﴿وَالَّذِي جَاءَ بِالصَّدَقِ وَصَدَّقَ بِهِ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ﴾ ﴿آیت: 33﴾۔

(c) اپنے رب کا تقویٰ اختیار کرنے والوں کے لیے بالا خانے ہوں گے اور اُن کے نیچے نہریں یہ اللہ کا وعدہ ہے۔

﴿لٰكِنِ الْاٰدِيْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ لَهُمْ غُرَفٌ ۖ مِنْ فَوْقِهَا غُرَفٌ ۚ مَبْنِيَّةٌ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهَارُ وَعِنْدَ اللّٰهِ﴾ ﴿آیت: 20﴾

(d) ﴿تقویٰ﴾ اختیار کرنے والوں کو کامیابی عطا ہوگی۔ انہیں برے عذاب سے نجات ملے گی۔ انہیں کوئی رنج و ملال نہیں ہوگا۔ ﴿آیت: 61﴾

﴿وَيُنَجِّي اللّٰهُ الْاٰدِيْنَ اتَّقَوْا بِمَفَازَتِهِمْ لَا يَمَسُّهُمْ السُّوْءُ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ﴾

(e) ﴿تقویٰ﴾ اختیار کرنے والے باجماعت جنت میں داخل کیے جائیں گے۔ وہاں کے دار و غدا اُن کا استقبال کریں گے۔ اُن پر سلامتی ہوگی۔

﴿وَيَسِقُ الْاٰدِيْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ اِلَى الْجَنَّةِ زُمَرًا حَتّٰى اِذَا جَاءَ وَهَّآ وَفُتِحَتْ اَبْوَابُهَا وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا سَلٰمٌ ۖ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوْهَا خٰلِدِيْنَ﴾ ﴿آیت: 73﴾

10- سورۃ ﴿الزُّمَرِ﴾ میں ﴿اُولُوا الْاَلْبَابِ﴾ کا لفظ تین مرتبہ استعمال ہوا ہے۔

(a) عقل مندوں کو معلوم ہونا چاہیے کہ علم والے اور جاہل برابر نہیں ہو سکتے۔ آخرت سے ڈر کر اور اللہ کی رحمت کے اُمید وار بن کر راتوں کو سجدہ اور قیام کرنے والے باکردار لوگ، آخرت سے بے خوف بدکردار لوگوں کے برابر نہیں ہو سکتے۔ جنت میں داخلے کے لیے علم اور عمل دونوں لازمی ہیں۔

﴿اٰمَنَ هُوَ قَلِيْتُ ۖ اِنَّمَا الْاٰلِ سَاجِدًا ۚ وَكَانَ اِنَّمَا يَحْذَرُ الْاٰخِرَةَ وَيَرْجُوْا رَحْمَةً رَبِّهِ ۚ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الْاٰدِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ۚ اِنَّمَا يَتَذَكَّرُ اُولُو الْاَلْبَابِ﴾ ﴿آیت: 9﴾۔

(b) عقل مندوں کو آفاقی دلیل فراہم کی گئی کہ اللہ تعالیٰ آسمان سے پانی برساتا ہے، جس سے زمین پر چشے جاری ہو جاتے ہیں، ان سے مختلف رنگوں کے پودے اگائے جاتے ہیں، یہ لہلاتے ہیں۔ پھر یہ فصل پہلی پڑ جاتی ہے پھر

انہیں چورا چورا کر دیا جاتا ہے۔ انسانی زندگی کا بھی یہی حال ہے۔ اسے بھی موت تک پہنچن اور جوانی کے مرحلوں سے گذرنا پڑتا ہے۔ عقل مند لوگ آخرت کو سامنے رکھ کر اپنی زندگی گزارتے ہیں۔

﴿الَّذِينَ يَرَوْنَ اللَّهَ أَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَسَلَكَهُ يَنَابِيعَ فِي الْأَرْضِ ثُمَّ يُخْرِجُ بِهِ زَرْعًا مُخْتَلِفًا أَلْوَانُهُ ثُمَّ يَهِيَجُ فَعَرَاهُ مُصْفًى ثُمَّ يَجْعَلُهُ حُطَامًا إِنَّ فِي ذَلِكَ لَذِكْرًا لِّأُولِي الْأَلْبَابِ﴾ (آیت: 21)۔

(c) عقل مند وہ ہوتے ہیں، جو ہدایت کو توجہ سے سنتے ہیں، اور مثبت رویہ اختیار کرتے ہوئے اُس کی بہترین پہلوؤں کی پیروی کرتے ہیں۔ بری نیت سے قرآن کی غلط تفسیر و تاویل نہیں کرتے۔ ایسے ہی لوگوں کو اللہ کی ہدایت نصیب ہوتی ہے۔ (آیت: 18)۔

﴿الَّذِينَ يَسْتَمِعُونَ الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُونَ أَحْسَنَهُ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ هَدَاهُمُ اللَّهُ وَأُولَٰئِكَ هُمُ أُولُوا الْأَلْبَابِ﴾

سورة الزمر کا نظم جلی

سورة الزمر ﴿چھ (6) پیرا گرافوں پر مشتمل ہے۔

1- آیات 4 تا 1: پہلے پیرا گراف تمہیدی ہے۔ نزول قرآن کا مقصد خالص توحید کی دعوت اور شرک کی تردید ہے۔

قرآن کی تزیل، عزیز و حکیم ہستی کی طرف سے ہوئی ہے۔ یہ سراسر حق ہے۔ لہذا ﴿دین﴾ کو خالص کرتے ہوئے، یعنی اللہ کی ﴿حاکمیت﴾ کو اور اپنی ﴿حکومت﴾ کو خالص کرتے ہوئے، ہر قسم کے شرک سے بچتے ہوئے، کامل توحید کے ساتھ، توحید خالقیت اور توحید ربوبیت کے ساتھ ساتھ، توحید الوہیت، توحید عبودیت، توحید حاکمیت، توحید تشریع اور توحید اسماء و صفات اختیار کرتے ہوئے، اللہ کی بندگی اختیار کرنا چاہیے۔

مشرکین مکہ مرے ہوئے نیک لوگوں کے بتوں کی پوجا کیا کرتے تھے اور یہ سمجھتے تھے کہ اس طرح ان کا وسیلہ پڑنے سے اللہ کا تقرب حاصل ہوتا ہے۔ ﴿مَا نَعْبُدُهُمْ إِلَّا لِيُقَرِّبُونَا إِلَى اللَّهِ زُلْفَى﴾ (آیت: 3)۔ انہیں صاف بتا دیا گیا کہ جو کافر اور ناشکرے ہوں انہیں ہدایت نہیں مل سکتی۔

توحید ذات: اللہ کا کوئی بیٹا نہیں ہے، وہ بے عیب ہے، اکیلا اور سب پر غالب ہے۔ (آیت نمبر 4)

2- آیات 5 تا 20: دوسرے پیرا گراف میں دلائل توحید اور شرک کی تردید ہے۔

اللہ ہی زمین و آسمان کا خالق ہے۔ انسانوں کا خالق بھی۔ انسانوں کو تین اندھیروں یعنی تین پردوں سے (پیٹ، رحم، مشیہ یعنی وہ جھلی، جس میں بچہ لپٹا ہوا ہوتا ہے) پیدا کیا گیا ہے۔ یہی ان کا ﴿رب﴾ ہے۔ اُسی کی بادشاہی ہے، اس کے

علاوہ کوئی ﴿إِلَهَ﴾ نہیں۔ اس آیت میں توحید خالقیت اور دلائل ربوبیت سے، توحید ربوبیت، توحید ملوکیت اور توحید الوہیت پر استدلال کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ شکر کو پسند کرتا ہے اور ناشکری کو ناپسند۔ ہر آدمی اپنا بوجھ خدا ٹھائے گا۔ انسانی نفسیات: انسان مصیبت اور تکلیف میں تو ایک خدا کو پکارتے ہوئے، توحید اختیار کرتا ہے لیکن نعمتوں پر پھول کر اللہ کے شریک ٹھہرا لیتا ہے۔ اس کا ٹھکانہ جہنم ہوگا۔ ﴿أُولَٰئِكَ أَصَابَ﴾ یعنی عقل مندوں کو سمجھایا گیا کہ لا علم اور علم والے برابر نہیں ہو سکتے۔ ہا کر دار اور ہد کر دار برابر نہیں ہو سکتے۔ ہا کر دار لوگ توحید اختیار کر کے اللہ سے ڈرتے ہیں، اللہ کی رحمت کے امیدوار ہوتے ہیں اور راتوں کو اللہ کی عبادت کرتے ہیں۔

کے کے نو مسلم صحابہ کو صبر اور تقویٰ اختیار کرنے کی ہدایت دی گئی۔ ظلم و ستم کو برداشت کرنے کا حوصلہ پیدا ہو جائے تو ہجرت کرنے کی ترغیب دی گئی کہ اللہ کی زمین بہت وسیع ہے۔ ﴿وَأَرْضُ اللَّهِ وَاسِعَةٌ﴾ رسول ﷺ کو ہدایت دی گئی کہ وہ اعلان کر دیں کہ کوئی دوسرا خالص توحید اختیار کرے نہ کرے، اس کی پرواہ کیے بغیر وہ خود خالص توحید اختیار کریں۔ مشرکین مکہ کو دوزخ کے عذاب ڈرایا گیا۔

﴿طَاغُوتُ﴾ سے بچ کر خالص توحید اور ﴿إِبَاتُ﴾ اختیار کرنے والے بندوں کو خوشخبری دی گئی کہ وہ عقل مند ہیں اور اہل تقویٰ ہیں۔ ان کے لیے جنت میں اعلیٰ درجات ہیں۔ بالا خانے ہیں اور دیگر انعامات۔

3- آیات 21 تا 41: تیسرے پیرا گراف میں مومنین توحید اور منکرین توحید کے درمیان موازنہ ہے۔

عقل مندوں کو سمجھایا گیا کہ اللہ ہی آسمان سے پانی برساتا ہے، جس سے قسم قسم کے پودے اگتے ہیں، لیکن پھر یہ بھس بنا دیے جاتے ہیں۔ انسان کو اللہ کی ربوبیت اور اپنی موت پر نظر رکھنا چاہیے۔

اسلام قبول کرنے والے اور دعوت اسلام رد کرنے والے برابر نہیں ہو سکتے۔ قبول کرنے والوں کے سینے، اللہ تعالیٰ کھول دیتا ہے، جبکہ پھر سے زیادہ سخت دلوں پر قرآن مجید کی دعوت کا کوئی اثر نہیں ہوتا، ورنہ قرآن ایسا بہترین اور پرتاثر کلام ہے کہ اس کو سن کر لوگوں کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ لوگوں کے دل نرم ہو کر، ذکر الہی کی طرف راغب ہو جاتے ہیں۔ قرآن مجید میں لوگوں کو طرح طرح سے سمجھایا گیا ہے۔ یہ خالص عربی زبان میں نازل ہوا۔ اس میں کوئی میڑھ نہیں ہے مشرکین عرب سے توقع کی جاتی ہے کہ وہ اس دعوت کو قبول کر کے اللہ کے غضب سے بچیں گے۔

توحید کی عقلی دلیل پیش کی گئی کہ ایک مالک کی ملازمت کرنے والا نوکر اور کئی آقاؤں کے درمیان پھنسا ہوا نوکر برابر نہیں ہو سکتے۔ توحید و شرک کے دلائل واضح کر دیئے گئے ہیں۔ اسلام کی دعوت قبول کرنے والے اور رد کرنے والے دونوں مرنے کے بعد اللہ کے پاس اپنا مقدمہ لیے حاضر ہوں گے۔

مشرکین مکہ کے سردار ﴿غیر اللہ﴾ سے ڈراتے ہیں، لیکن بندے کے لیے اللہ کافی ہے، جو عزیز اور ذوالنقام ہے۔ مشرکین، اللہ کو خالق مانتے تھے، لیکن دیویوں سے دعا کرتے تھے اور انہیں نفع و نقصان کا معیار سمجھتے تھے۔ نام نہاد

دیویوں کی بے بسی اور بے اختیاری کی وضاحت کی گئی اور اللہ کے کامل اختیارات کا اثبات کیا گیا ہے، جنہیں مان کر سچے مومن، اللہ ہی سے دعا کرتے ہیں اور اللہ ہی پر بھروسہ کرتے ہیں۔ قرآن مجید، حق کے ساتھ نازل کیا گیا ہے اب لوگوں کی مرضی ہے کہ ہدایت پائیں یا گمراہ ہو کر عذاب سے دوچار ہو جائیں۔

4- آیات 42 تا 52: چوتھے ہیرا گراف میں دعوتِ توحید پر مشرکین کا ردِ عمل بیان کر کے اُن کے غلط عقیدہ شفاعت کی تردید کی گئی۔

اثباتِ توحید کے لیے غور کرنے والے کو، افس سے دلائل دیے گئے۔ اللہ تعالیٰ ہی زندگی اور موت کا اختیار رکھتا ہے، نیند کی حالت میں موت دے کر، زندہ کر دیتا ہے۔

مشرکین مکہ کے خود ساختہ عقیدہ شفاعت کا ابطال کیا گیا اور صحیح عقیدہ شفاعت کی وضاحت کی گئی کہ شفاعت کا سارا نظام اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ ﴿لِلّٰهِ الشَّفَاعَةُ جَمِيعًا﴾ (آیت: 44) نیک لوگوں کے ہاتھ میں نہیں۔

(انسان اپنی مرضی سے، اپنے شافع کا انتخاب نہیں کر سکتا، بلکہ ساری شفاعت، اللہ کی اجازت، اُس کی مرضی اور اُس کے نظام کے ماتحت ہوگی) (1) شافع کا انتخاب اللہ کرے گا۔ (2) ہر شافع کے مشغوع افراد کا انتخاب بھی، اللہ تعالیٰ کرے گا۔ (3) شفاعت کی نوعیت کا تعین بھی، اللہ تعالیٰ ہی کرے گا۔ (4) شفاعت کرنے والے کی زبان سے نا انصافی پر مبنی کلمات نہیں نکل سکیں گے۔

مُؤْتَحِد اور مُشْرِك کی پہچان بتائی گئی کہ مشرکین اور منکرینِ آخرت اپنے عقیدے میں اس قدر سخت ہوتے ہیں کہ ایک خدا کا نام سن کر دل میں کڑھن محسوس کرتے ہیں اور اللہ کے ساتھ ﴿غیر اللہ﴾ کا ذکر کر لیا جائے تو خوشی سے کھل اٹھتے ہیں۔

تمام اختیارات اس کے پاس ہیں، وہی فیصلہ کرے گا اور قیامت کے دن کوئی جرمانہ قبول نہیں کیا جائے گا اور دعوتِ حق کا مذاق اڑانے والے انجامِ بد سے دوچار ہوں گے۔

انسان، اپنی مالی کامیابیوں کو، اپنے ذاتی علم کا نتیجہ سمجھتا ہے ﴿إِنَّمَا أُوتِيتُهُ عَلَىٰ عِلْمٍ﴾ جبکہ دراصل وہ اللہ کی طرف سے آزمائش ہوتی ہے، ایسا ہر دور میں ہوتا رہا ہے۔ اللہ ہی رزق میں تنگی اور کشادگی کرنے والا ہے۔

5- آیات 53 تا 70: پانچویں ہیرا گراف میں قرآن کی دعوت کے نکات ہیں۔

تمام انسانوں کو خوشخبری دی گئی کہ وہ اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہوں۔ وہ تمام چھوٹے اور بڑے گناہوں کو معاف کر سکتا ہے۔ اللہ ہی کی طرفِ اِنابت اختیار کی جائے۔ اُسی کے آگے سر تسلیم خم کیا جائے۔ اُس کے نازل کردہ قرآن کے بہترین پہلوؤں کی پیروی کی جائے، اس سے پہلے کہ اللہ کا عذاب اُن پر نازل ہو اور وہ حسرت زدہ ہو کر رہ جائیں اور روزِ قیامت اللہ سے دوبارہ زندگی کی درخواست کریں کہ اُنہیں ایک موقع اور دیا جائے۔ ایسا نہیں ہوگا۔ اُن سے کہا جائے

گا کہ تم نے اسلام کی دعوت کو جھٹلایا۔ تکبر کا مظاہرہ کیا۔ کافر ہو گئے۔ اُس دن اہل تکبر کے چہرے سیاہ ہوں گے۔ اس کے برخلاف اہل ایمان کو نجات ملے گی۔

آخر میں دوبارہ وضاحت کی گئی کہ اللہ ہی ہر چیز کا خالق اور محافظ ہے۔ اُسی کے پاس زمین و آسمان کی کنجیاں ہیں۔ اُسی پر ایمان لانا چاہیے۔ ان دلائل کو رد کرنے والے خسارے میں رہیں گے۔ قیامت کا منظر کھینچا گیا کہ صور پھونکے جانے کے بعد سب پر گھبراہٹ طاری ہو جائے گی اور نامہ اعمال سامنے رکھ جائیں گے اور انسانوں کو اُن کے کیے کا بھرپور بدلہ ملے گا۔ کسی کے ساتھ کوئی نا انصافی نہیں ہوگی۔

6- آیات 71 تا 75: چھپے اور آخری پیرا گراف میں، ﴿مُتَّقِينَ﴾ کی جنت میں اور ﴿كَافِرِينَ﴾ کی دوزخ میں باجماعت داخلے کی تفصیل ہے۔

﴿وَسِيقَ الَّذِينَ كَفَرُوا إِلَىٰ جَهَنَّمَ زُمَرًا ۖ﴾ اور ﴿وَسِيقَ الَّذِينَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ إِلَىٰ الْجَنَّةِ زُمَرًا ۖ﴾ کے الفاظ سے یہ بات سمجھائی گئی کہ روز قیامت (ہر شخص فرداً فرداً پیش ہوگا) لیکن جنت اور دوزخ میں داخلہ باجماعت ہوگا۔ کافر جہنم کی طرف باجماعت ہانکے جائیں گے، دوزخ کے کارندوں سے ان کا مکالمہ ہوگا بالآخر یہ مغرور دوزخ میں جھونک دیئے جائیں گے۔ اہل جنت بھی باجماعت جنت کی طرف لے جائے جائیں گے۔ ان کے لیے دروازے کھول دیئے جائیں گے، سلام سے استقبال ہوگا، اس وقت وہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں گے۔ اُس وقت وہ دیکھیں گے کہ فرشتے حمد و تسبیح کرتے ہوئے اللہ کے عرش کے اطراف ہوں گے۔ انصاف کے مطابق اُن کے درمیان فیصلہ ہو چکا ہوگا اور ہر طرف ﴿الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ﴾ کی صدائیں گونج رہی ہوں گی۔

مرکزی مضمون

قرآن مجید کے محکم دلائل کی روشنی میں ملاوٹ اور آمیزش سے پاک اللہ تعالیٰ کی خالص عبادت اور اطاعت اختیار کی جانی چاہیے۔ ضرورت پڑنے پر ہجرت بھی کی جاسکتی ہے۔



حوامیم کے بارے میں ایک مختصر نوٹ

﴿حم﴾ سے شروع ہونے والی سورتیں ﴿حوامیم﴾ کہلاتی ہیں۔ یہ کل سات سورتیں ہیں۔ ان کے زمانہ نزول اور مرکزی مضمون کو بیک نظر ملاحظہ فرمائیے۔

سورۃ کا نام	سورۃ نمبر	زمانہ نزول	مرکزی مضمون
حم المؤمن	40	رسول اللہ ﷺ کے قیام مکہ کے تیسرے دور کے اواخر میں، 10 نبوی میں مسودۃ المؤمن نازل ہوئی۔ ❖❖❖❖❖❖ اس سورت میں فرعون کی طرح ہلاکت کی دھمکی ہے۔	آفاق و انفس کے دلائل کے علاوہ، عقلی اور تاریخی دلائل کی روشنی میں، کج بجشی، فضول بحث و تکرار یعنی مجادلہ سے بچ کر، اقتدار و آثار کے نشے سے نکل کر، فرعونی رویوں کو ترک کر دو اور قرآن کی دعوت توحید اور دعوت آخرت پر ایمان لے آؤ، ورنہ تمہارا حشر بھی تاریخ کے فرعونوں جیسا ہوگا۔
حم السجدة	41	رسول اللہ ﷺ کے قیام مکہ کے تیسرے دور کے اوائل میں، غالباً 10 نبوی میں نازل ہوئی۔ ❖❖❖❖❖❖ اس سورت میں عاد و ثمود کی طرح ہلاکت کی دھمکی ہے۔	قرآن کی دعوت توحید و آخرت کو آفاقی، تاریخی اور انفسی دلائل کی روشنی میں تسلیم کر کے، ﴿استکبار فی الارض﴾ کے رویے ترک کرو! ﴿اعذآء اللہ﴾ یعنی اللہ کے دشمن نہ بنو! ورنہ تمہارا انجام بھی عاد و ثمود سے مختلف نہیں ہوگا ایمان لا کر صبر و استقامت کا مظاہرہ کرو! دنیاوی اور اخروی کامیابی سے نوازے جاؤ گے۔ ربوبیت کو اللہ ہی سے منسوب کر کے ڈٹ جاؤ ﴿قَالُوا رَبَّنَا اللہُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا﴾۔

42	حم الشوریٰ	رسول اللہ ﷺ کے قیام مکہ کے بالکل آخری دور میں غالباً 13 نبوی میں سورۃ الشوریٰ نازل ہوئی۔ ❖❖❖❖❖❖ یہ سورت مدینہ کی اسلامی حکومت کی تمہید ہے۔	محمد ﷺ پر کی گئی ﴿وحسی﴾ کی تعلیمات کی روشنی میں ، شرک ولایت اور خود ساختہ انسانی شریعت ترک کر کے ایمان لاؤ ، اقامت دین کی اہمیت کو سمجھتے ہوئے شورایت پر مبنی اجتماعی نظم قائم کرو ، تاکہ اللہ کی شریعت کے ذریعے عدل وانصاف کو یقینی بنایا جاسکے !
43	حم الزخرف	سُورَةُ الزُّخْرُفِ ، قیام مکہ کے آخری دور 13 نبوی میں سورۃ الشوریٰ کے ساتھ نازل ہوئی۔ عوام میں یہ سب سے آخر میں نازل ہوئی۔ یہ سورت بھی مدینہ کی اسلامی حکومت کی تمہید ہے۔	آسمان کے ﴿إِلَهِ﴾ اللہ کو ، زمین کا بادشاہ بھی تسلیم کر لو! توحید خالقیت اور توحید ربوبیت کافی نہیں۔ اللہ تعالیٰ کی توحید اُلُوہیت و عبادت اور توحید حاکمیت کو بھی تسلیم کر لو !
44	حم الدخان	سُورَةُ الدُّخَانِ ، رسول اللہ ﷺ کے قیام مکہ کے تیسرے دور (10ؕ6 نبوی) کے اوائل میں ، غالباً 7 نبوی کے دورِ قُط میں سورۃ الجاثیہ کے ساتھ نازل ہوئی۔	فرعونیت ، دنیا پرستی ، ﴿عَلَوْ لِي الْأَرْضِ﴾ ، انکار دعوت قرآن اور انکار توحید و آخرت کی سزا ، ہلاکت دنیا اور دوزخ ہے۔
45	حم الجاثیہ	سُورَةُ الْجَاثِيَةِ قیام مکہ کے تیسرے دور میں (10ؕ6 نبوی) سورۃ الدُّخَان کے ساتھ ، غالباً سات (7) نبوی کے دورِ قُط میں نازل ہوئی۔	﴿الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ﴾ ہستی نے ایک مقصد کے تحت کائنات کی تخلیق کی ہے ، جس کی وضاحت کے لیے قرآنی دلائل پیش کیے جا رہے ہیں۔ ان کا مذاق اڑانے کے بجائے ، توحید و آخرت کی دعوت پر ایمان لاؤ ! اور دھرت اور دنیا پرستی سے بچو !
46	حم الاحقاف	غالباً سُورَةُ الْجَنِّ کے ساتھ دورہ طائف سے واپسی پر نخلہ کے مقام پر (شوال 10 نبوی میں) نازل ہوئی۔ اس سورت میں عادی طرح ہلاکت کی دھمکی ہے۔	﴿الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ﴾ کے نازل کردہ قرآن پر ایمان لا کر ، مشرک قوم عاد کے انجام سے عبرت حاصل کر کے ، توحید پرست ﴿جَنَّاتِ﴾ کی طرح قرآن کے داعی اور مبلغ بن جاؤ اور نہ تمہارا انجام بھی قوم عاد سے مختلف نہیں ہوگا۔

FLOW CHART

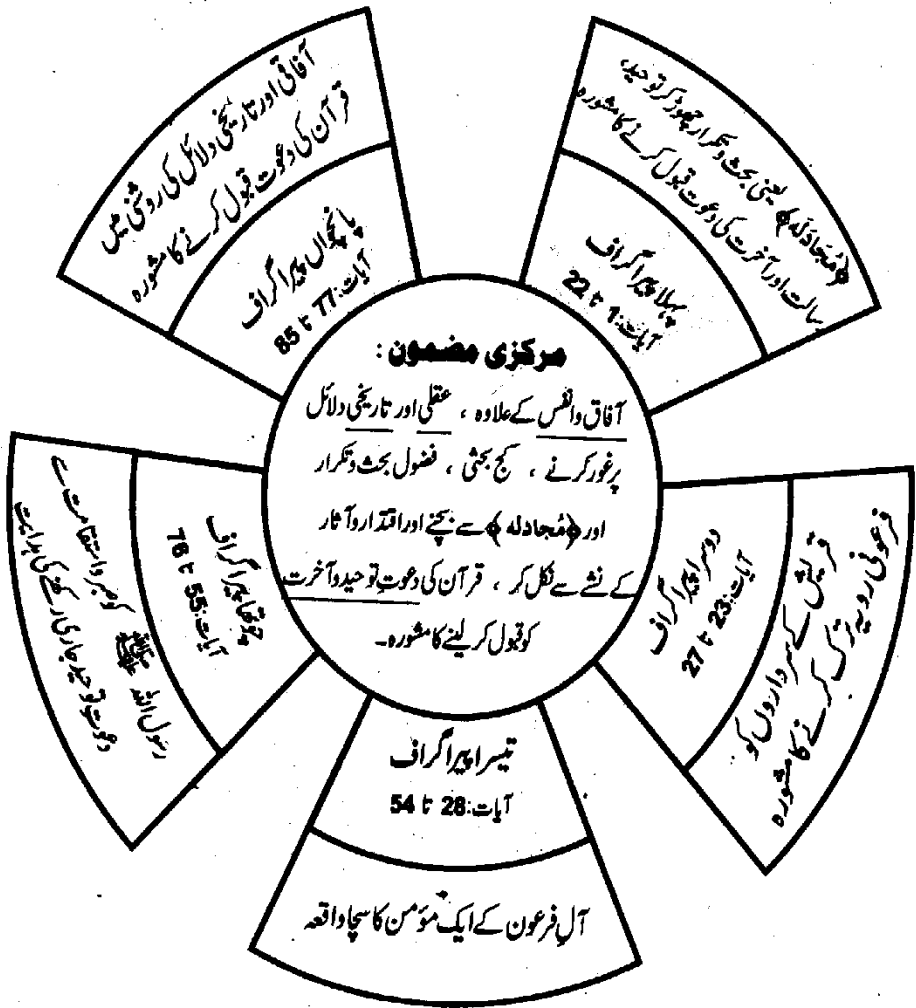
ترتیبی نقشہ رابطہ

MACRO-STRUCTURE

تظم جلی

40- سُورَةُ الْمُؤْمِنِ

آیات: 85 مَكِّيَّةٌ پیرا گراف: 5



زمانہ نزول اور پس منظر

سورۃ المؤمن کا دوسرا نام سورۃ غافر ہے۔ یہ ﴿حَوَامِم﴾ کے سلسلے کی پہلی سورت ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے قیام مکہ کے تیسرے دور (6 تا 10 نبوی) کے اواخر میں، غالباً 10 نبوی میں سورۃ المؤمن نازل ہوئی۔

یہی وہ زمانہ تھا، جب سورۃ حم السجدۃ اور سورۃ حم الشوریٰ نازل ہوئیں۔ ہجرت حبشہ ہو چکی تھی۔ قریش کے ﴿متکبر مشرک﴾ سردار، فرعون، ہامان اور قارون کی طرح، اقتدار اور آثار کے نشے میں دھت ہو کر مسلمانوں پر ظلم و ستم کر رہے تھے اور اپنے مشرکانہ رائے کو فرعون کی طرح ﴿سَبِيلُ الرَّشَاد﴾ قرار دے رہے تھے۔ اور رسول اللہ ﷺ سے کج بخشی اور ﴿مُجَادَلَه﴾ میں مشغول تھے۔ انہیں موسیٰ کے زمانے کے ایک مومن کا سچا قصہ بتایا گیا کہ ابتداء میں اُس نے اپنے ایمان کو ایک حکمت عملی کے تحت چھپایا جب فرعون نے اس کی رائے کو درخور اعتناء نہیں سمجھا تو پھر اُس نے علی الاعلان ایمان کا اظہار کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ کو توحید پر صبر و استقامت کی ہدایات دی گئیں۔

سورۃ المؤمن کا کتابی ربط

- 1- پچھلی سورۃ ﴿الزمر﴾ میں ملاوٹ اور آمیزش سے پاک خالص توحید کا مطالبہ کیا گیا تھا۔ یہاں سورۃ ﴿المومن﴾ میں توحید کے علاوہ آخرت کو تسلیم کرنے کا مطالبہ ہے۔ کج بخشی، ضد اور فرعونیت سے اجتناب کرنے کی ہدایت ہے اور ہلاکت کی دھمکی ہے۔
- 2- یہاں سورۃ ﴿المومن﴾ میں اثبات توحید کے لیے تاریخی دلائل بھی اور عقلی دلائل بھی۔ اگلی سورت ﴿حم السجدہ﴾ میں تاریخی دلائل کے علاوہ آفاقی اور انفسی دلائل ہیں۔
- 3- یہاں سورۃ ﴿المومن﴾ میں فرعونی رویے ترک کرنے کا مشورہ ہے، جبکہ اگلی سورت ﴿حم السجدہ﴾ میں عاد و ثمود کے استکباری رویوں سے بچنے کا مشورہ ہے۔ دونوں سورتوں میں ہلاکت کی دھمکی ہے۔

اہم کلیدی الفاظ اور مضامین

- 1- اس سورت میں دو (2) مرتبہ خالص توحید دعا کا مطالبہ کیا گیا ہے، جس میں کسی قسم کے شرک کی آمیزش نہ ہو۔ ﴿فَادْعُوا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ﴾ (آیت 14 اور 60) مشرکین مکہ ﴿مِنْ دُونِ اللَّهِ﴾ سے دعائیں مانگا کرتے تھے۔ (آیات: 66 اور 74) ﴿مِنْ دُونِ اللَّهِ﴾ قرآن کی ایک خاص اصطلاح ہے، اس سے مراد وہ مخلوق ہے، جسے جاہل انسان معبود بنا لیتے ہیں، اسی کے لیے ایک اور لفظ ﴿غَيْرُ اللَّهِ﴾

کا بھی استعمال کیا گیا ہے۔

2- اس سورت میں مشرکین مکہ ﴿مُجَادِلَہ﴾ یعنی ان کی 'بے معنی بحث و تکرار' کا ذکر چار مرتبہ ہوا ہے، جو ان کے تکبر اور ان کی ہٹ دھرمی کی وجہ سے تھا۔ (آیات: 4، 35، 56 اور 69) جب کہ رسول اللہ ﷺ توحید کی دعوت دے رہے تھے۔ اس سورت میں توحید کا ذکر سات (7) آیات میں ہوا ہے۔ (آیات: 14، 41، 42، 60، 62، 65 اور 84)

3- رسول اللہ ﷺ کی دعوت کو مسترد کرنے کی بنیادی وجہ، قریش کی قیادت کا غرور اور تکبر تھا۔ اس تکبر کا ذکر اس سورت میں پانچ (5) مرتبہ ہوا ہے۔ (آیات: 27، 47، 48، 60 اور 76)

4- ہم نے بار بار اس کتاب میں نشاندہی کی ہے کہ قرآن مجید کی اکثر و بیشتر سورتوں میں جو بات پہلے پیرا گراف میں بیان کی جاتی ہے، اس کا اعادہ آخری پیرا گراف میں کیا جاتا ہے۔ اس سورت میں بھی مغرور سیاستدانوں اور متکبر حکمرانوں کو آیت 21 اور آیت 82 میں ڈرایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کئی ایسی طاقتوں کو نیست و نابود کر دیا، جو اپنی قوت اور اپنے آثار کے اعتبار سے ممتاز تھے۔ یہ مضمون نہ صرف قریش مکہ کے لیے بلکہ قیامت تک آنے والے حکمرانوں کے لیے اپنے اندر ایک درس عبرت رکھتا ہے۔

(a) ﴿كَانُوا أَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً وَآثَارًا﴾ (آیت: 21)

(b) ﴿كَانُوا أَكْثَرَ مِنْهُمْ قُوَّةً وَآثَارًا فِي الْأَرْضِ﴾ (آیت: 82)

5- اس سورت میں، دو مختلف قسم کے لیڈروں کی طرف سے یہ دعویٰ کیا گیا کہ وہ عوام کو صحیح راستے ﴿سَبِيلُ الرَّشَادِ﴾ کی طرف رہنمائی کر سکتے ہیں۔ یہ اسلامی قیادت اور طاغوتی قیادت کے دو دعوے تھے۔ پہلا دعویٰ اس بندہ مومن کی طرف سے تھا، جو ابتداء میں اپنے ایمان کو چھپائے ہوئے تھا، اور دوسرا دعویٰ اس وقت کی طاغوتی اور عسکری قوت کے قائد فرعون کی طرف سے تھا۔

6- اس سورت میں عوام الناس کو خبردار کیا گیا ہے کہ وہ طاغوتی قوتوں اور آمروں کی پیروی نہ کریں۔ یہ قوتیں قیامت کے دن انہیں نہیں بچا سکیں گی، بلکہ لیڈر اور عوام دونوں دوزخ میں جائیں گے اور وہاں ایک دوسرے سے جھگڑیں گے۔ (آیت 47)

7- دعوت توحید کو مسترد کر دینے کے بعد مشرکین مکہ نے فضول بحث و تکرار شروع کر دی۔ اس ماحول میں دو (2) مرتبہ رسول اللہ ﷺ کو مبرکی نصیحت کی گئی ہے۔ (آیت 55 اور 77)

سورة الْمُؤْمِن کا نظم جلی

سورة المؤمن پانچ (5) پیرا گرافوں پر مشتمل ہے۔

1- آیات 1 تا 22: پہلے پیرا گراف میں، قریش کی قیادت کو مشورہ دیا گیا ہے کہ وہ ﴿مُجَادِلْهُ﴾ یعنی فضول کج بحثی کا رویہ ترک کر کے قرآن کی دعوت تو حید، دعوت رسالت اور دعوت آخرت کو قبول کر لیں۔

2- آیات 23 تا 27: دوسرے پیرا گراف میں، قریش کی متکبر اور مغرور لیڈر شپ کو فرعونؑ کی روئے ترک کرنے کا مشورہ ہے۔

3- آیات 28 تا 54: تیسرے پیرا گراف میں، آل فرعون کے ایک مومن کا سچا واقعہ بیان کیا گیا ہے۔

جس نے ایک مصلحت کے تحت کچھ عرصے کے لیے اپنے ایمان کو چھپائے رکھا، لیکن اس کے بعد وہ مکمل کر فرعون کے خلاف، توحید کا علمبردار بن کر سامنے آ گیا اور ﴿سَبِيلُ الرَّشَادِ﴾ کی دعوت دینے لگا، جس کے جواب میں فرعون نے عوام کو یہ دھوکا دیا کہ وہ بھی لوگوں کو ﴿سَبِيلُ الرَّشَادِ﴾ کی طرف راہنمائی کر رہا ہے۔

4- آیات 55 تا 76: چوتھے پیرا گراف میں، رسول اللہ ﷺ کو صبر و استقامت کے ساتھ تکبر، ہٹ دھرمی، مجادلے اور بحث و تکرار کے اس ماحول میں، اپنی دعوت تو حید کو جاری و ساری رکھنے کی ہدایت دی گئی۔

5- آیات 77 تا 85: پانچویں اور آخری پیرا گراف میں، آفاقی دلیلوں اور تاریخی دلیلوں سے مغرور قیادت کو خبردار کیا گیا ہے کہ وہ اپنی عسکری قوت اور تمدنی شان و شوکت اور اقتصادی خوشحالی پر نہ بھولیں۔ اللہ تعالیٰ نے ماضی میں کئی ایسی طاقتوں کو نیست و نابود کر کے رکھ دیا، جو قریش سے زیادہ طاقتور تھیں۔ بڑے آثار اور آثارِ ماضی رکھتی تھیں۔ ﴿كَانُوا أَكْثَرُ مِنْهُمْ قُوَّةً وَأَنَارًا فِي الْأَرْضِ﴾ (آیت: 82)

مرکزی مضمون

آفاق و انفس کے دلائل کے علاوہ عقلی اور تاریخی دلائل کی روشنی میں، کج بحثی، فضول بحث و تکرار یعنی مجادلہ سے بچ کر، اقتدار و آثار کے نشے سے نکل کر، فرعونؑ کی روپیوں کو ترک کر دو اور قرآن کی دعوت تو حید اور دعوت آخرت پر ایمان لے آؤ، ورنہ تمہارا حشر بھی تاریخ کے فرعونوں جیسا ہوگا۔

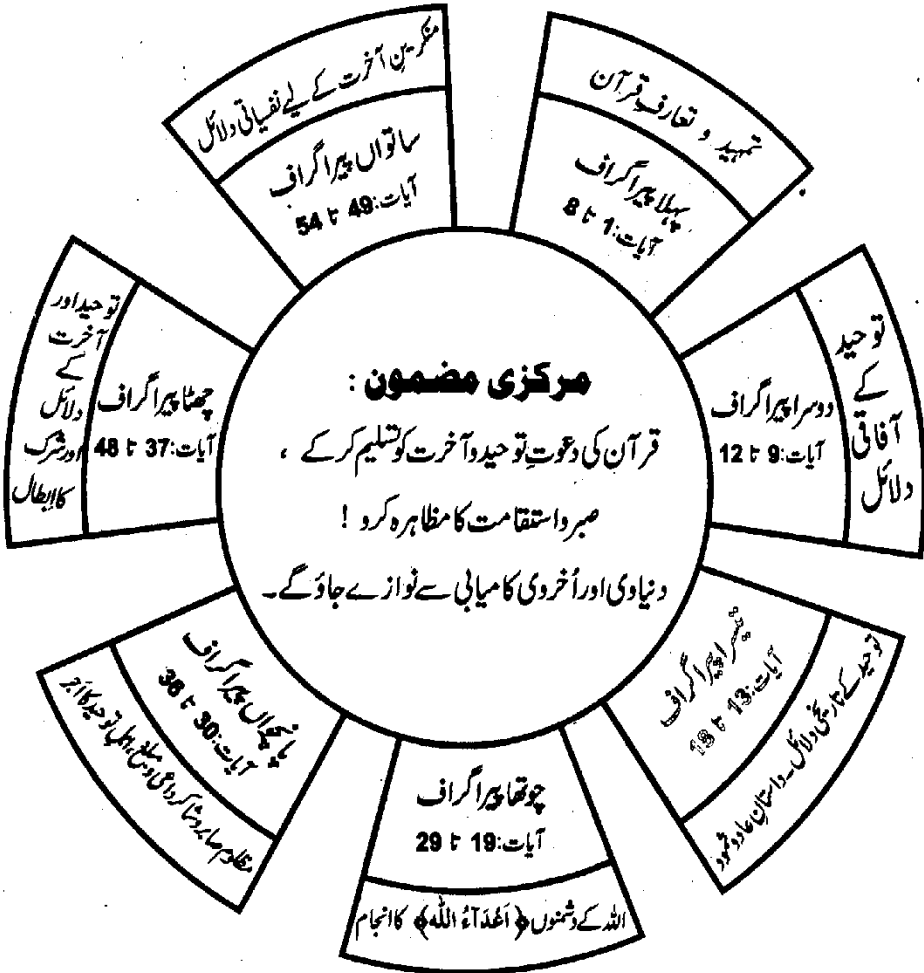


ترتیبی نقشہ رابط

نظم جلی

41- سُورَةُ حَمِ السَّجْدَةِ (فُصِّلَتْ)

آیات: 54 مکیہ ہیرا گراف: 7



زمانہ نزول اور پس منظر

یہ ﴿حَوَاسِم﴾ کے سلسلے کی دوسری سورت ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے قیام مکہ کے تیسرے دور (6 تا 10 نبوی) کے اواخر میں، غالباً 10 نبوی میں سورۃ حم السجدة نازل ہوئی۔ بعض روایات کے مطابق یہ حضرت حمزہؓ اور حضرت عمرؓ کے قبول اسلام کے درمیانی عرصے ذوالحجہ 6 نبوی میں نازل ہوئی۔ ترمذی کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ ان دونوں کے قبول اسلام میں صرف تین دن کا فرق تھا۔

اس سورۃ کا نام ﴿فُصِّلَتْ﴾ بھی ہے، یہ لفظ آیات 3 اور 44 میں استعمال ہوا ہے۔ ﴿فُصِّلَتْ﴾ کا مطلب کھول کر تفصیل سے بیان کی گئی ہے۔

جب قریش مکہ شدت مخالفت کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی دعوت کے بارے میں بدستور شک میں مبتلا تھے۔ عربی قرآن پر اعتراض تھا۔ قریش کے لیڈر عوام کو قرآن سننے سے روک رہے تھے۔ (آیت 26) ہجرت حبشہ ہو چکی تھی۔ مشرکین قرآن کی دعوت سے اعراض کر رہے تھے اور قریش کے مشرک سرداروں کا رویہ، قوم عاد کے متکبر سرداروں کی طرح تھا۔ جو کہتے تھے: ﴿مَنْ أَشَدُّ مِنَّا قُوَّةً؟﴾ (آیت 15) ”ہم سے بڑی قوت کون ہے؟“

عاد کو ﴿بَادِ صَرْ﴾ اور بکلی ﴿صَاعِقَه﴾ سے اور ثمود کو صَاعِقَه (بکلی) سے ہلاک کیا گیا۔ قریش سے کہا گیا کہ تم بھی، عاد و ثمود کی طرح ﴿أَعْدَاءُ اللَّهِ﴾ یعنی اللہ کے دشمنوں میں شامل ہو۔ صاحب استقامت مسلمانوں کو تسلی دی گئی کہ ان پر فرشتوں کا نزول ہوتا ہے۔ یہ توحید کی دعوت دیتے ہیں، بُرائی کو نیکی سے دفع کرتے ہیں اور صبر و استقامت کا مظاہرہ کرنے والے ہیں۔ سورۃ کے آخر میں پیش گوئی کی گئی کہ بہت جلد آفاق اور انفس میں ایسی نشانیاں ظاہر ہوں گی، جس سے حق واضح ہو جائے گا۔ کافروں کو دھمکی دی گئی کہ وہ ملاقات رب کے منکر ہیں، لیکن اللہ انہیں اپنے گھیرے میں لیے ہوئے ہے۔

سورۃ حم السجدة کا کتابی ربط

پچھلی سورت ﴿المؤمن﴾ میں متکبر و ظالم طاغوتی اور فرعونی قوتوں کو، فرعون کی ہلاکت سے عبرت حاصل کرنے کا مشورہ دیا گیا تھا۔ یہاں اس سورت ﴿حم السجدة﴾ میں، انہیں عاد و ثمود کی ہلاکت سے ڈرایا گیا ہے اور انہیں اللہ کا دشمن ﴿أَعْدَاءُ اللَّهِ﴾ کہا گیا ہے، جو دوزخ میں جائیں گے۔ ان کے مرض کی تشخیص کی گئی کہ یہ ﴿اسْتَكْبَارٌ فِي الْأَرْضِ﴾ میں مبتلا ہیں۔

ان کے مقابلے میں اللہ کے دوستوں ﴿أَوْلِيَاءُ اللَّهِ﴾ کو جنت کی بشارت ہے، جو اللہ پر ایمان لا کر استقامت کا

مظاہرہ کرتے ہیں۔

اہم کلیدی الفاظ و مضامین

- 1- اس سورت میں قرآن کا تعارف ہے کہ اسے بتدریج نازل کیا گیا ہے ﴿تَنْزِيلًا﴾ (آیات 1، 41)، اس قرآن کی آیات کو عربی زبان میں نازل کر کے قریش اور اہل عرب کے لیے آسان کیا گیا ہے۔ اور اس کی آیات کو کھول دیا گیا ہے۔ ﴿فُصِّلَتْ﴾ (آیات 3، 44)
- 2- قرآن کے بارے میں مشرک لیڈروں کا رویہ یہ تھا کہ وہ اپنے پیروکاروں کو حکم دیتے تھے: 'یہ قرآن نہ سنو' ﴿لَا تَسْمَعُوا لِهَذَا الْقُرْآنِ وَالْغَوْا فِيهِ لَعَلَّكُمْ تَغْلِبُونَ﴾ (آیت: 26) اللہ تعالیٰ نے ایسی قیادت کو ﴿أَعْدَاءُ اللَّهِ﴾ 'اللہ کی دشمن' کا نام دیا۔ یہ قیادت دوزخ میں داخل کی جائے گی اور وہاں انہیں اپنی اسلام دشمنی کے مطابق درجہ بندی کر کے سزا دی جائے گی۔ (آیات: 19 اور 28)
- 3- قریش کی متکبر قیادت بھی، قوم عاد اور قوم ثمود کی طرح ﴿أَسْتَكْبَرُوا فِي الْأَرْضِ﴾ کے مرض میں مبتلا تھی، جیسا کہ ہر دور کے طاغوتی حکمرانوں کا معاملہ ہوتا ہے۔ ﴿أَسْتَكْبَرُوا فِي الْأَرْضِ﴾ قرآن کی ایک خاص اصطلاح ہے۔ یہ ایک عام آدمی کا استکبار نہیں ہے، بلکہ اس کو زمین کے ساتھ مشروط کیا گیا ہے۔ یہ استکبار، بے دین اور سرکش حکمرانوں کے لیے مخصوص ہے۔
- 4- اس سورت میں دعوتِ توحید کو قبول کرنے کا مشورہ دیا گیا ہے اور اس پر ﴿استقامت﴾ اختیار کرنے کی نصیحت کی گئی۔ (آیت: 6)
- 5- اللہ کو رب مان کر ﴿استقامت﴾ اختیار کرنے والوں کے لیے دنیا اور آخرت کی بشارتیں دی گئیں۔ (آیات: 30-32)
- 6- دعوتِ توحید کے نتیجے میں مشرکین کے رویے گریز اور اعراض پڑتی تھے۔ (آیات 4 اور 13)
- 7- دراصل اس سورت میں مشرکین مکہ کی کافر قیادت اور ایمان لانے والے صحابہ کے درمیان تقابلی ہے۔ دعوتِ اسلام کو مسترد کرنے والوں کو ﴿أَعْدَاءُ اللَّهِ﴾ کا خطاب دیا گیا اور دعوت کو قبول کر کے اس پر استقامت اختیار کرنے والے ﴿أَوْلِيَاءُ اللَّهِ﴾ صحابہ کو فرشتوں کے نزول کی خوشخبری سنائی گئی اور ان کی اہم صفت یہ بتائی گئی کہ یہ توحید کے داعی اور مبلغ ہوتے ہیں اور انسانیت کو اللہ کی طرف بلاتے ہیں۔

سورة حم السجدة کا نظم جلی

سورة حم السجدة سات (7) پیرا گرافوں پر مشتمل ہے۔

1- آیات 8۱ تا 1: پہلے پیرا گراف میں، تمہیدا تعارف قرآن ہے اور رسول اللہ ﷺ کی بشریت اور رسالت کی صراحت ہے اور توحید پر استقامت کی دعوت ہے۔

2- آیات 12 تا 9: دوسرے پیرا گراف میں، توحید کے آفاقی دلائل ہیں اور شرک کی تردید ہے۔

3- آیات 18 تا 13: تیسرے پیرا گراف میں، توحید کے تاریخی دلائل ہیں۔

قوم عاد اور قوم ثمود دونوں کو توحید کی دعوت دی گئی تھی۔ لیکن انہوں نے زمین پر تکبر ﴿استکبار فی الارض﴾ کا مظاہرہ کیا۔ اللہ تعالیٰ ایسی طاقتور ہستی (Super Power) ہے، جو سرکش قوموں کو کسی آسانی یا زمینی عذاب کے ذریعے ناکامی طور پر ہلاک کر سکتی ہے۔ اس پیرا گراف میں دنیوی انجام اور اگلے پیرا گراف میں اخروی انجام کا ذکر ہے۔

4- آیات 29 تا 19: چوتھے پیرا گراف میں، اللہ کے دشمنوں ﴿اعْدَاءُ اللّٰهِ﴾ کا اخروی انجام بتایا گیا ہے۔

5- آیات 36 تا 30: پانچویں پیرا گراف میں، دعوت توحید و آخرت کو قبول کر لینے والے مظلوم صابروں کا اجر مسلمانوں کی اعلیٰ صفات کا ذکر ہے۔

ایسے مسلمان جو توحید کے داعی اور مبلغ ہیں اور جو ساری انسانیت کو اللہ کی طرف بلاتے ہیں۔ ﴿وَمَنْ أَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَا إِلَى اللَّهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَقَالَ إِنَّنِي مِنَ الْمُسْلِمِينَ﴾ (آیت 33) ان اہل توحید کا اجر بھی بیان کیا گیا ہے۔

6- آیات 48 تا 37: چھٹے پیرا گراف میں، توحید اور آخرت کے آفاقی دلائل بھی ہیں اور عقلی دلائل بھی۔

7- آیات 54 تا 49: ساتویں اور آخری پیرا گراف میں، منکرین آخرت کے لیے نفسیاتی دلائل ہیں۔

انسان اللہ سے دعائیں مانگتے نہیں تھکتا، لیکن نزول آفات پر مایوس ہو کر اور نعمتوں پر پھول کر آخرت کا انکار کر بیٹھتا ہے۔ اسی طرح مصیبت میں لمبی چوڑی دعائیں مانگتا ہے اور خوشحالی میں اکڑنے لگتا ہے۔ ایسے غیر مستقل مزاج لوگوں کو اپنے انجام پر غور کرنے کی نصیحت کی گئی ہے۔

یہ بشارت بھی دی گئی ہے کہ قرآن کی حقانیت کی دلیلیں آفاق و انفس میں ظاہر ہوتی رہیں گی اور حق واضح ہو کر رہے گا۔ ﴿سَنُرِيهِمْ آيَاتِنَا فِي الْآفَاقِ وَفِي أَنْفُسِهِمْ حَتَّىٰ يَتَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُ الْحَقُّ﴾ (آیت 53) لہذا الحاقات رب پر پختہ یقین پیدا کرو۔

مرکزی مضمون

قرآن کی دعوتِ توحید و آخرت کو آفاقی، تاریخی اور انفسی دلائل کی روشنی میں تسلیم کر کے ، ﴿استکبار فی الارض﴾ کے رویے ترک کرو! ﴿اعْدَاءُ اللّٰہ﴾ یعنی اللہ کے دشمن نہ بنو ! ورنہ تمہارا انجام بھی عاد و ثمود سے مختلف نہیں ہوگا۔ ایمان لا کر صبر و استقامت کا مظاہرہ کرو! دنیاوی اور اخروی کامیابی سے نوازے جاؤ گے۔ ربوبیت کو اللہ ہی سے منسوب کر کے ڈٹ جاؤ۔ ﴿قَالُوا رَبَّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا﴾۔

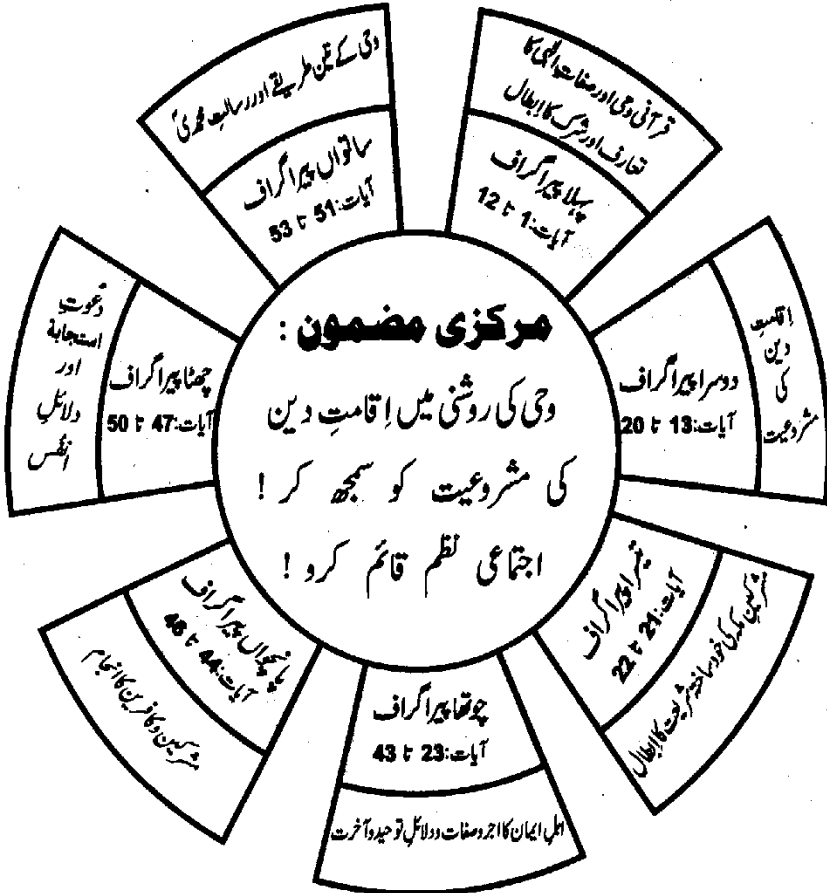


ترتیبی نقشہ ربط

42- سُورَةُ الشُّرَىٰ

نظم علی

آیات: 53 مکیہ پیرا گراف: 7



• زمانہ نزول اور پس منظر:

سورۃ الشُّرَىٰ یہ ﴿حَوَامِیْم﴾ کے سلسلے کی تیسری سورت ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے قیام مکہ کے آخری دور میں، یعنی غالباً 13 نبوی میں نازل ہوئی، یہ وہی زمانہ ہے، جب سورۃ ﴿الزُّحُرَف﴾، سورۃ ﴿الْاِنْعَام﴾ اور سورۃ ﴿الْاَعْرَاف﴾ بھی نازل ہوئیں، جس میں رسول اللہ ﷺ کے قتل کی اجتماعی فیصلے اور سازش کا ذکر ہے۔ جب قریش کہہ رسول اللہ ﷺ کی دعوت کے بارے میں بدستور شک میں مبتلا تھے۔ مولانا اصلاحیؒ نے لکھا ہے کہ یہ ﴿وَدَاعِیْ خُطَاب﴾ کی سی حیثیت رکھتی ہے۔ دراصل یہ سورت مدینہ منورہ میں اسلامی حکومت کے قیام کی تمہید ہے، جس میں اللہ کے قانون یعنی اللہ کی شریعت کو نافذ کرنے کے لیے اور اقامتِ دین کے لیے شوریات پر مشتمل عادلانہ اجتماعی نظم (اسلامی ریاست) قائم کرنے کی ہدایت دی گئی۔ اس سورت میں شریعتِ خداوندی اور خود ساختہ شریعتِ انسانی کا فرق بتا کر ﴿وَحُجُودِ حاکمیت﴾ کی وضاحت کی گئی ہے۔

سورة الشوری کا کتابی ربط

- 1- پچھلی سورة ﴿حُم السَّجْدَةِ﴾ میں، زمین پر تکبر کا مظاہرہ کرنے والے اللہ کے دشمنوں ﴿أَعْدَاءُ اللَّهِ﴾ کا ذکر تھا۔ یہاں سورة ﴿الشُّورَى﴾ میں اُن سے مقابلے کے لیے، وحی پر مشتمل آسمانی تدبیریں بیان کی گئی ہیں۔ مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ شورایت پر مبنی ایک اسلامی ریاست قائم کر کے اللہ کے دشمنوں کا قلع قمع کر دیں۔
- 2- اگلی سورت ﴿الزُّخْرَف﴾ میں اللہ تعالیٰ کی تکوینی اور تشریحی حاکمیت کا ذکر ہے۔ اللہ کے دشمن ﴿أَعْدَاءُ اللَّهِ﴾ اللہ کے بجائے اپنے آپ کو حاکم اعلیٰ سمجھنے لگتے ہیں اور زمین پر فرعونوی رویے اختیار کرتے ہیں۔

سورة الشوری کے اہم کلیدی الفاظ و مضامین

- 1- اس سورت میں ﴿كَذٰلِكَ﴾ کے الفاظ سے یہ بات واضح کی گئی ہے کہ محمد ﷺ کی رسالت و نبوت پچھلے انبیاء و رسل ہی کی طرح ہے۔ یعنی یہ نبوت کوئی نئی اور نرالی بات نہیں ہے۔ اس سورت میں لفظ ﴿كَذٰلِكَ﴾ کی تکرار سے، آپ ﷺ پر نازل شدہ وحی کو سابقہ سلسلہ رسالت سے مربوط کر دیا گیا ہے۔ چنانچہ ﴿كَذٰلِكَ﴾ کا لفظ تین مرتبہ (آیات 3، 7 اور 53) اور ایک مرتبہ ﴿فَكَذٰلِكَ﴾ (آیت 15) استعمال ہوا ہے۔
- 2- اس سورت میں وحی کے تین (3) طریقوں کی وضاحت ہے۔ چوتھے طریقے خواب کا ذکر سورت ﴿الصَّافَّاتِ﴾ میں حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیلؑ کی قربانی کے سلسلے میں ہوا ہے۔
 - (a) سر بچ اشارے سے اللہ تعالیٰ دل میں بات ڈال دیتا ہے ﴿وَحْيًا﴾۔
 - (b) پردے کے پیچھے سے بات کرتا ہے ﴿أَوْ مِنْ وَرَآئِ حِجَابٍ﴾۔
 - (c) کوئی فرشتہ بھیج کر وحی کر دیتا ہے ﴿أَوْ يُرْسِلَ رُسُلًا﴾ (آیت نمبر 51)۔
- 3- اللہ کی ذات کے بارے میں کج بحثی کرنے والوں کو ﴿يُجَادِلُونَ﴾ آیت: 35 ﴿اور اللہ کے بارے میں فضول جھگڑا کرنے والوں کو﴾ ﴿يُحَاجُّونَ فِي اللَّهِ﴾ آیت: 16 ﴿صرف تین الفاظ کے ذریعے خاموش کر دیا گیا کہ اللہ کی ذات کسی مخلوق سے مشابہ نہیں۔
- 4- اس سورت میں ﴿أُولِیَآءِ﴾ کے لفظ سے، بار بار شرک و ولایت کی تردید کی گئی ہے۔ مشرکین کو خبردار کیا گیا ہے کہ وہ ﴿مِنْ دُونِ اللَّهِ﴾ کو اپنے ﴿أُولِیَآءِ﴾ نہ بنائیں، اللہ ہی سب کا ﴿وَلِی﴾ ہے، سرپرست اور کارساز ہے۔ سب کی بگڑی بنا سکتا ہے۔ یہ توحید و ولایت اور توحید اختیار کا مضمون ہے۔
 - (a) غیر اللہ کو ﴿وَلِی﴾ بنانے والوں کی اللہ نگرانی کر رہا ہے، رسول اللہ ﷺ ان پر داروغہ نہیں ہیں ﴿وَالَّذِينَ

اتَّخَذُوا مِنْ دُونِ آلِهَتِهِمْ حَفِيفٌ عَلَيْهِمْ ﴿٦﴾ (آیت: 6)

(b) غیر اللہ کو ﴿ولی﴾ سمجھنے والے ظالموں کا کوئی مددگار اور ﴿ولی﴾ نہیں ہوتا ﴿وَالظَّالِمُونَ مَا لَهُمْ مِنْ دَلِيلٍ وَلَا نَصِيرٍ﴾ (آیت: 8)۔

(c) غیر اللہ کسی کو زندگی نہیں دے سکتے، اللہ تعالیٰ ہی مردوں کو زندگی دے سکتا ہے۔ اس لیے غیر اللہ کے بجائے، اللہ ہی کو ﴿ولی﴾ بنانا چاہیے ﴿إِنَّمَا اتَّخَذُوا مِنْ دُونِ آلِهَتِهِمْ حَفِيفٌ عَلَيْهِمْ﴾ (آیت: 9)۔

(d) غیر اللہ بارش برسانے کا اختیار نہیں رکھتے۔ اللہ تعالیٰ ہی بارش کے ذریعے اپنی رحمت کو پھیلاتا ہے۔ اسی لیے وہی ﴿ولی﴾ ہو سکتا ہے اور اسی کی تعریف کی جاسکتی ہے ﴿وَهُوَ الَّذِي يُنَزِّلُ الْغَيْثَ مِنْ بَعْدِ مَا قَنَطُوا وَيَنْشُرُ رَحْمَتَهُ وَهُوَ الْوَلِيُّ الْحَمِيدُ﴾ (آیت: 28)۔

(e) اللہ تعالیٰ کو آسمانوں اور زمین میں عاجز نہیں کیا سکتا۔ وہ طاقت کا سرچشمہ ہے۔ لہذا اُس کے علاوہ کسی اور کو سرپرست ﴿ولی﴾ اور حمایتی تسلیم نہیں کیا جاسکتا ﴿وَمَا أَنْتُمْ بِمُعْجِزِينَ فِي الْأَرْضِ وَمَا لَكُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ مِنْ وَلِيٍّ وَلَا نَصِيرٍ﴾ (آیت: 31)۔

(f) جس شخص کو اللہ گمراہ کر دے، اُس کے بعد کوئی اور ہستی اُس کی سرپرست ﴿ولی﴾ نہیں ہو سکتی، جو اسے ہدایت دے سکے۔ ﴿وَمَنْ يُضِلِلِ اللَّهُ فَمَا لَهُ مِنْ دَلِيلٍ مِنْ بَعْدِهِ﴾ (آیت: 44)۔

(g) اللہ کے علاوہ کوئی اور ہستی سرپرست ﴿ولی﴾ نہیں ہے جو ان لوگوں کی مدد کر سکے اور انہیں ہدایت کا راستہ دکھا سکے ﴿وَمَا كَانَ لَهُمْ مِنْ آلِهَةٍ يَنْصُرُوهُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ وَمَنْ يُضِلِلِ اللَّهُ فَمَا لَهُ مِنْ سَبِيلٍ﴾ (آیت: 46)۔

5- ﴿استَجَابَةٌ﴾ کے لفظ کے بار بار استعمال کے ذریعے توحید کی دعوت کو قبول کرنے کا مشورہ دیا گیا ہے اور عواقب سے آگاہ کیا گیا۔

(a) ﴿استجابت﴾ یعنی اسلام کی دعوت کو قبول کرنے کی دعوت دی گئی اور انہیں روز قیامت سے دھمکایا گیا۔ ﴿اسْتَجِيبُوا لِرَبِّكُمْ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَأْتِيَ يَوْمٌ لَا مَرَدَّ لَهُ مِنَ اللَّهِ مَا لَكُمْ مِنْ مَلْجَأٍ يَوْمَئِذٍ وَمَا لَكُمْ مِنْ نَكِيرٍ﴾ (آیت: 47)۔

(b) ﴿استجابت﴾ یعنی اسلام کی دعوت کو قبول کرنے والے ایمان لا کر نیک اعمال کرتے ہیں، اللہ ان کے فضل میں اضافہ کرے گا اور دعوت کو ستر دکنے والوں کو سخت عذاب سے دوچار کرے گا۔ ﴿وَيَسْتَجِيبُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَيَزِيدُهُمْ مِنْ فَضْلِهِ وَالْكَافِرُونَ لَهُمْ عَذَابٌ

شَدِيدٌ ﴿(آیت: 26)﴾

(c) ﴿استجابت﴾ یعنی اسلام کی دعوت قبول کرنے والے نماز قائم کرتے ہیں، باہمی مشورے پر مبنی اجتماعی نظم قائم کرتے ہیں اور اللہ کی دی ہوئی نعمتوں میں سے خرچ کرتے ہیں۔ ﴿وَالَّذِينَ اسْتَجَابُوا لِرَبِّهِمْ وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَأَمْرُهُمْ شُورَى بَيْنَهُمْ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنفِقُونَ﴾۔ (آیت: 38)

(d) ﴿استجابت﴾ یعنی اسلام کی دعوت کے مانے جانے کے بعد کٹ جھٹی اور ضد کا مظاہرہ کرنے والوں کی جھٹ (دلیل) اللہ کے نزدیک پسپا ہے۔ ان پر اللہ کا غضب ہوگا اور یہ سخت عذاب سے دوچار کیے جائیں گے۔ ﴿وَالَّذِينَ يُحَاجُّوْنَ فِي اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مَا اسْتَجِيبَ لَهُۥُ حُجَّتُهُمْ دَاحِضَةٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ وَلَهُمْ عَذَابٌ شَدِيدٌ﴾ (آیت: 16)

اس دعوت کو قبول کرنے والوں کو اللہ کے بندے ﴿عباد﴾ کہا گیا ہے۔ (آیات 23، 25، 27 اور 52)

6- اس سورت میں دو شریعتوں کا تقابل ہے۔ ایک اللہ کی شریعت ہے اور دوسری انسانوں کی بنائی ہوئی شریعت اور قانون ہے، جس کی اللہ تعالیٰ نے ہرگز اجازت نہیں دی ہے۔ اللہ کی نازل کردہ شریعت اور قانون کو زندگی کے ہر شعبے میں نافذ کرنے کی کوشش کرنا ہم پر فرض ہے۔

(a) اللہ کی شریعت (Divine law) ﴿شَرَعَ لَكُمْ مِنَ الدِّينِ﴾ (آیت: 13)

(b) شرکاء کی شریعت (Manmade law) ﴿شَرَعُوا لَهُمْ مِنَ الدِّينِ مَا لَمْ يَأْذَنْ بِهِ اللّٰهُ﴾ (آیت: 21)

7- اِقَامَتِ دین ہی اِقَامَتِ شریعت ہے۔ اِقَامَتِ دین کا مقصد قیامِ عدل ہے۔ ﴿وَأُمِرْتُ لِأَعْدِلَ بَيْنَكُمُ﴾ (آیت: 13)۔ یہ توحید حاکمیت کا مضمون ہے۔

8- اس سورت میں ایک اہم اصول یہ بتایا گیا ہے کہ دنیا ہو یا آخرت، دونوں کے لیے شدید محنت کی ضرورت ہے۔ صرف دنیا کے لیے جدوجہد کرنے والوں کو، آخرت میں کچھ نہیں ملے گا۔ ایک اچھے مسلمان کو دنیا اور آخرت دونوں کی کھیتوں کے لیے محنت کرنی ہوگی، تب ہی وہ اپنی فصل کے ثمرات سے مستفید ہو سکتا ہے۔ کھیتی ﴿حَرْث﴾ کا استعارہ، محنت کی طرف دلالت کرتا ہے۔

﴿مَنْ كَانَ يُرِيدُ حَرْثَ الْآخِرَةِ نَزِدْ لَهُ فِي حَرْثِهِ، وَمَنْ كَانَ يُرِيدُ حَرْثَ الدُّنْيَا نُؤْتِهِ مِنْهَا وَمَا لَهُ فِي الْآخِرَةِ مِنْ نَّصِيبٍ﴾ (آیت: 20)۔

9- اس سورت میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ اللہ کی طرف سے بعض لوگوں کو رزق کی کمی بھی، حکمت سے خالی نہیں ہوتی۔ اگر وہ اپنے بندوں کو کشادگی کے ساتھ رزق عطا کرتا تو وہ زمین پر فساد برپا کرتے۔ ﴿وَلَوْ بَسَطَ اللّٰهُ الرِّزْقَ لِعِبَادِهِ لَبَغَوْا فِي الْأَرْضِ﴾ (آیت: 27)۔

سورة الشورى کا نظم جلی

سورة الشورى سات (7) پیرا گرافوں پر مشتمل ہے۔

1- آیات 12۱ تا 12۲: پہلے پیرا گراف میں قرآنی وحی اور صفاتِ الہی کے تعارف کے بعد شرک کا ابطال کیا گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہی ﴿وَلٰی﴾ سر پرست اور کار ساز ہے۔ عربی قرآن کے نازل کیے جانے کے بعد تمام حجت ہو گئی ہے۔ اب انسان یا جنت میں جائے گا یا دوزخ میں۔ انسان کو عقیدے کی آزادی دی گئی ہے۔ اللہ چاہتا تو دنیا میں صرف ایک اُمت ہوتی۔ اہل ایمان دنیا میں ہی قیامت کے عذاب سے ڈرتے ہیں اور ﴿مُشْفِقِیْنَ﴾ ہیں (آیت: 1) اس کے برخلاف اہل کفر دنیا میں نہیں ڈرتے، لیکن قیامت کے دن لرزے لگیں گے اور اُس دن ﴿مُشْفِقِیْنَ﴾ ہوں گے (آیت: 2) اللہ ہی نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کر کے انسانوں اور مویشیوں میں جوڑے بنائے اور دنیا میں پھیلا دیے۔ (لیکن اللہ کا کوئی جوڑ نہیں) ﴿لَیْسَ کَمِثْلِہٖ شَیْءٌ﴾ کوئی چیز بھی اللہ کی طرح نہیں ہے۔ وہ ہر بات کو سنتا اور ہر چیز کو دیکھتا ہے۔ سارے اختیارات اُسی کے پاس ہیں۔ وہی رزق میں کمی بیشی کرتا ہے اور ہر شے کا مکمل علم رکھتا ہے۔

2- آیات 13 تا 20: دوسرے پیرا گراف میں، اِقَامتِ دین کی مشروعیت (Divine Laws) کا حکم دیا گیا۔

قیامِ عدل کو یقینی بنانے کے لیے استقامت کی تاکید کی گئی ہے۔

(a) اِقَامتِ دین کی مشروعیت ہے۔ ﴿شَرَعَ لَّکُم مِّنَ الدِّیْنِ﴾ (آیت: 13) اِقَامتِ دین کا فریضہ تمام

رسولوں پر لازم کیا گیا تھا۔ ﴿اَنِ اَقِیْمُوا الدِّیْنَ وَلَا تَتَفَرَّقُوا فِیْہِ﴾

(b) اِقَامتِ دین کی دعوت کے بعد اور اُس پر استقامت کا حکم دیا گیا ﴿وَاسْتَقِیْمْ کَمَا اُمِرْتُ﴾۔ (آیت:

15) اختلاف اور افتراق کی اصلی وجہ باہمی استتصال ﴿بَغْیًا بَیْنَهُمْ﴾ ہے، اس لیے علم آجانے کے باوجود لوگ

تھلک کا رویہ اختیار کرتے ہیں۔ نزول قرآن کا مقصد قیامِ عدل ہے۔ قیامت آکر رہے گی۔ انسان کو دنیا اور

آخرت دونوں کے لیے محنت کرنی چاہیے، اللہ تعالیٰ دونوں جہانوں میں ثواب دینے پر قادر ہے۔

3- آیات 21 تا 22: تیسرے پیرا گراف میں، مشرکین کی خود ساختہ شریعت (Man Made Laws) کا ابطال کیا گیا

جس کی اللہ تعالیٰ نے ہرگز اجازت نہیں دی ﴿اَم لَّہُمْ شُرَکَآءُ شَرَعُوا لَہُمْ مِنَ الدِّیْنِ مَا لَکُمْ بِاَیْذِنِ اللّٰہِ﴾ ایسے ظالم اپنی

کمائی کے بدلے دردناک عذاب سے دوچار ہوں گے۔ اس کے برخلاف اللہ کے قانون پر ایمان لا کر عمل کرنے والے

جنت میں داخل ہوں گے۔

4- آیات 23 تا 43: چوتھے پیرا گراف میں، اہل ایمان اور اہل استقامت کی صفات بیان کی گئیں۔

اہل ایمان کا اجر و ثواب بتایا گیا ہے اور دلائل توحید و آخرت لوگوں کے سامنے رکھے گئے ہیں۔ اللہ اپنے بندوں کو

خوشخبری دے رہا ہے۔ اللہ غفور اور قدردان ہے۔ وہ بندوں کی توبہ بھی قبول کرتا اور گناہوں کو معاف بھی کرتا ہے۔ دعوت قبول کر کے نیک اعمال کرنے والوں کے فضل میں اضافہ فرماتا ہے۔ انکار کرنے والوں کو سزا دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے خزانے بہت وسیع ہیں لیکن وہ نپا تھلا رزق دیتا ہے، ورنہ انسان زمین پر بغاوت کرے۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے باخبر ہے اور انہیں دیکھ رہا ہے۔ وہی انسانوں کا سرپرست اور ﴿وَلَسَىٰ﴾ ہے خالق ہے، اُسے عاجز نہیں کیا جاسکتا۔ آسمان، زمین، سمندر اور ہوائیں اُس کی نشانیاں ہیں، جن میں ہر صابروشا کر انسان کے لیے دلیلیں موجود ہیں۔ اس کے باوجود جو اُس کی نشانیوں میں بحث مباحثہ کرتے ہیں، اُن کے لیے بچنے کی گنجائش نہیں۔

إِقَامَتِ دین اور اقامتِ شریعت کرنے والوں کے دس (10) اوصاف بیان کیے گئے۔

- (1) اہل ایمان رب ہی پر بھروسہ کرتے ہیں ﴿عَلَىٰ رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ﴾ (آیت: 36)
 - (2) اہل ایمان بڑے بڑے گناہوں سے بچتے ہیں۔ ﴿يَجْتَنِبُونَ كَبَائِرَ الْإِنَّمِ﴾ (آیت: 37)
 - (3) بے شرمی کے کاموں ﴿فَوَاحِش﴾ سے بچتے ہیں۔ ﴿وَالْفَوَاحِش﴾ (آیت: 37)
 - (4) غصہ آجائے تو درگزر کرتے ہیں۔ ﴿وَإِذَا مَا غَضِبُوا هُمْ يَغْفِرُونَ﴾ (آیت: 37)
 - (5) رب کے احکام کی تعمیل کرتے ہیں۔ ﴿اسْتَجَابُوا لِرَبِّهِمْ﴾ (آیت: 38)
 - (6) نماز قائم کرتے ہیں۔ ﴿وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ﴾ (آیت: 38)
 - (7) تمام اہم باہمی معاملات مشورے سے چلاتے ہیں۔ ﴿وَأَمْرُهُمْ شُورَىٰ بَيْنَهُمْ﴾ (آیت: 38)
- اسلام میں ڈکٹیٹر شپ اور آمریت کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔

- (8) انفاق کرتے ہیں۔ ﴿وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنْفِقُونَ﴾ (آیت: 38)
- (9) ﴿بَغْيِ﴾ یعنی زیادتی کا مقابلہ کرتے ہیں۔ ﴿إِذَا أَصَابَهُمُ الْبَغْيُ هُمْ يَنْتَصِرُونَ﴾ (آیت: 39)
- (10) برائی کا بدلہ ویسی ہی برائی ہے۔ ﴿وَجَزَاءُ سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا﴾ لیکن جو ظلم کے بعد بدلہ لے، اسے ملامت نہیں کی جاسکتی، بالخصوص جو لوگوں پر ظلم ڈھاتے ہیں اور زمین پر ناحق زیادتی کرتے ہیں، ان سے بدلہ لیا جاسکتا ہے ﴿الَّذِينَ يَظْلِمُونَ النَّاسَ وَيَبْغُونَ فِي الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ﴾ (آیت: 42) البتہ بدلے اور انتقام کے بجائے صبر اور درگزر، حوصلے کی بات ہے ﴿إِنَّ ذَٰلِكَ لَكُنْ عَزْمُ الْأُمُورِ﴾ (آیت: 43)۔

5- آیات 44 تا 46: پانچویں پیرا گراف میں، اللہ کے دشمن ﴿أَعْدَاءُ اللَّهِ﴾ مشرکین و کافرین کا انجام بتایا گیا ہے۔

جسے اللہ گمراہ کر دے، ایسے ظالم کے لیے کوئی سرپرست نہیں ہو سکتا، جو اُسے راستہ دکھائے۔ یہ جب عذاب کو دیکھیں گے تو ان پر خشوع طاری ہو جائے گا ان کے لیے دائمی عذاب ہوگا۔ انہوں نے خود اپنے آپ کو خسارے میں مبتلا کیا تھا۔

6- آیات 47 تا 50: جیسے پیرا گراف میں، دعوتِ استجابہ دی گئی کہ لوگ دعوتِ توحید کو قبول کر لیں۔

روزِ قیامت سے ڈرایا گیا کہ اُس دن اللہ کے عذاب سے کوئی ٹال نہیں سکے گا۔ اللہ کی بادشاہت ثابت کر کے توحید کے انفسی دلائل بھی دیے گئے ہیں۔ اولاد کے سلسلے میں، چار (4) صورتوں کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ (پانچویں صورت نہیں ہو سکتی)۔

- (a) صرف لڑکیاں دیتا ہے۔ ﴿يَهَبُ لِمَنْ يَشَاءُ إِنَّا ثَالِغُ﴾
- (b) صرف لڑکے دیتا ہے۔ ﴿وَيَهَبُ لِمَنْ يَشَاءُ اللَّهُ كُورَ﴾
- (c) لڑکے اور لڑکیاں ملا جلا کر دیتا ہے۔ ﴿أَوْ يُزَوِّجَهُمْ دُكْرَانًا وَآنَاثًا﴾
- (d) بانجھ رکھتا ہے۔ ﴿وَيَجْعَلُ مَنْ يَشَاءُ عَقِيمًا﴾ (آیات 49 تا 50)

7- آیات 51 تا 53: ساتویں اور آخری پیرا گراف میں، وحی کے تین (3) طریقوں کی وضاحت کی گئی۔

رسالتِ محمدی ﷺ کے برحق ہونے اور اسے پچھلے رسولوں پر کی گئی وحی کے مطابق ہونے کی دلیل بیان کی گئی ہے۔ رسول اللہ ﷺ صراطِ مستقیم کی طرف رہنمائی کر رہے ہیں۔ یہ اللہ کا راستہ ہے اور اللہ ہی تمام امور کا فیصلہ کرنے والا ہے۔

مرکزی مضمون

محمد ﷺ پر کی گئی ﴿وحسی﴾ کی تعلیمات کی روشنی میں خالص توحید ذات، توحید صفات، توحید ولایت اور توحید تشریح اختیار کرنا چاہیے شُرک ولایت اور خود ساختہ انسانی شریعت ترک کر کے توحید پر ایمان لانا چاہیے، اقامتِ دین کی اہمیت کو سمجھتے ہوئے، شورائیت پر مبنی اجتماعی نظم (ریاست State) قائم کرنا چاہیے، تاکہ اللہ کی شریعت کے ذریعے عدل و انصاف کے قیام کو یقینی بنایا جاسکے۔

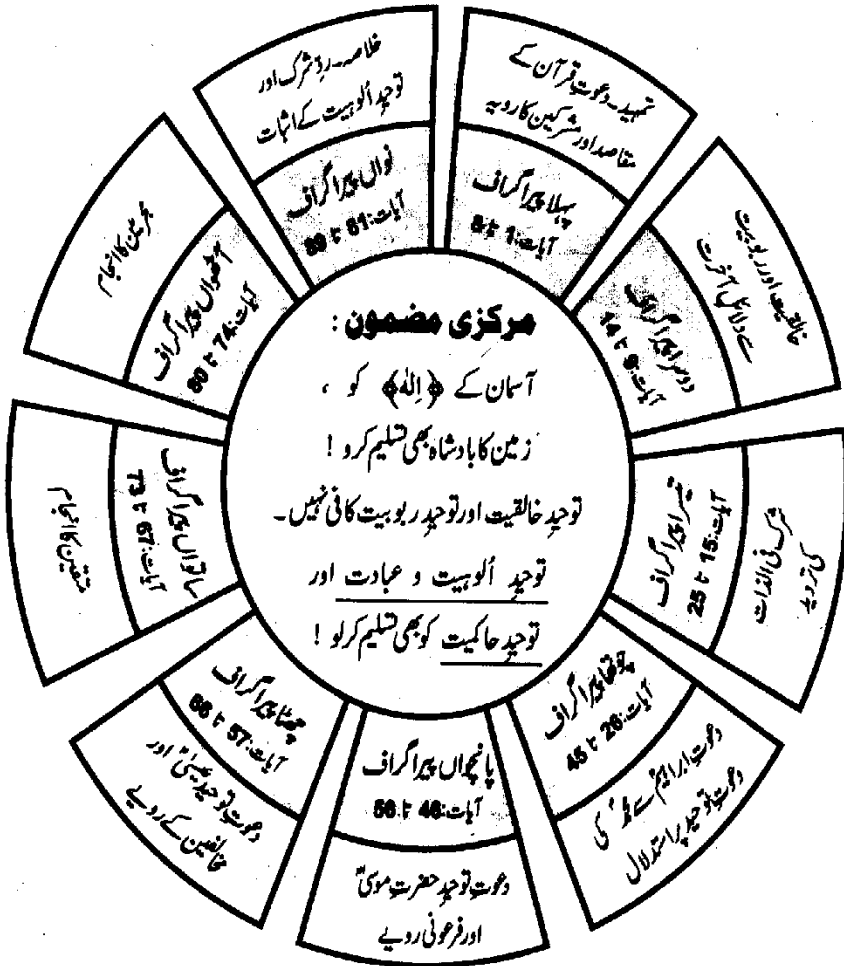


ترجمی نقشہ ربط

تظم جلی

43- سُورَةُ الزُّحْرُفِ

آیات : 89 مَكِّيَّةٌ پیرا گراف : 9



زمانہ نزول اور پس منظر

سورت ﴿الزُّخْرُف﴾، قیام مکہ کے آخری دور میں (11 تا 13 نبوی) سُورَةُ الدَّخَان اور سُورَةُ الْجَاثِيہ کے نزول کے غالباً پانچ چھ سال بعد سُورَةُ الشُّورٰی کے ساتھ نازل ہوئی۔ یہ وہی زمانہ تھا، جب رسول اللہ ﷺ کے خلاف قریش کے سردار، جادو وغیرہ کے الزامات لگا رہے تھے اور متحدہ طور پر رسول اللہ ﷺ کے قتل کی سازشیں کر رہے تھے۔ (آیت: 79)

یہ ﴿حَوَامِیْم﴾ کے سلسلے کی چوتھی سورت ہے، لیکن نزول کے اعتبار سے آخری ہے۔

1- مشرکین مکہ اعتراف کرتے تھے کہ اللہ ہی خالقِ سماوات وارض ہے۔ (آیت: 9) اور انہیں یہ بھی اقرار تھا کہ

انسانوں کا خالق (Creator) بھی اللہ ہے۔ (آیات: 87، 88)، لیکن وہ اللہ کو نہ تو ﴿إِلٰه﴾ اور معبود مانتے تھے اور نہ ﴿شَارِع﴾ یعنی (Law giver) اور ﴿حَاكِم﴾۔ اسی لیے انہیں بتایا گیا کہ اللہ آسمان میں بھی ﴿إِلٰه﴾ ہے اور زمین پر بھی ﴿إِلٰه﴾ ہے۔ (آیت: 84)

تکوینی اقتدار بھی اللہ تعالیٰ کا ہے اور تشریحی اقتدار بھی اُسی کا ہے۔ اَلوہیت اور عبادت بھی اللہ ہی کا حق ہے۔ مشرکین مکہ کا دوسرا مسئلہ ﴿شُرْكَ فِي الدِّانَاتِ﴾ کا تھا۔ وہ فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں قرار دیتے تھے اور اللہ کے لیے اُس کے بندوں میں سے ﴿جُزْء﴾ قرار دیتے تھے۔ اس عقیدے کی نفی اور اس کا ابطال آیات 15 تا 25 میں کیا گیا ہے اور آخری حصے میں بھی۔ (آیات 81 تا 82)

3- فرعون بھی اپنے آپ کو زمین میں بالادست حاکم ﴿إِلٰه﴾ اور ﴿رَبِّ﴾ سمجھتا تھا، حالانکہ وہ خود کئی خداؤں کا قائل تھا۔ (اعراف: 127)

4- ہلاکتِ اقوام کا قاعدہ بتایا گیا کہ اللہ تعالیٰ ناشکری اور مشرک قوموں سے ﴿انْقَام﴾ لیتا ہے۔ (آیات: 8، 25، 41 اور 55)

5- رسول اللہ ﷺ کو ان مشکل حالات میں تسلی دی گئی (آیات: 40 تا 45، 79، 83 اور 89)۔ چند سالوں میں قریش شکست سے دوچار ہو کر رہیں گے۔

6- حضرت ابراہیمؑ، حضرت موسیٰؑ اور حضرت عیسیٰؑ کی دعوت کے حوالے سے یہ بات ان کے سامنے رکھی گئی کہ تمام انبیاء و وحید کے اثبات کے لیے کام کرتے رہے اور یہی ﴿صِرَاطِ مُسْتَقِیْم﴾ ہے۔ (آیت: 64)

● سُوْرَةُ الزُّخْرُف کا کتابی ربط:

1- پچھلی سورت ﴿الشُّورٰی﴾ میں اللہ کی شریعت اور انسانوں کی خود ساختہ شریعت کا تقابل بیان کیا گیا تھا، یہاں اس سورت ﴿الزُّخْرُف﴾ میں ﴿تکوینی حاکمیت﴾ کے ساتھ ﴿تشریعی حاکمیت﴾ کو بھی اللہ کے

لیے ثابت کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ آسمان میں بھی ﴿اللہ﴾ ہے اور زمین میں بھی ﴿اللہ﴾ ہے۔

2- اگلی سورت ﴿الذَّخَّان﴾ میں فرعونی رویوں کا ذکر ہے، یعنی غرور، تکبر اور ﴿عُلُوِّ لِي الْأَرْض﴾ کا، جس کے سبب انسان اپنے آپ کو خدا سمجھ کر اللہ کی حاکمیت کے بجائے، اپنے نفس کی حاکمیت قبول کر لیتا ہے۔

اہم کلیدی الفاظ و مضامین

1- قرآن کو ﴿کتابِ مبین﴾ اور ﴿ذکر﴾ کہا گیا۔ اسے عربی زبان میں نازل کرنے کا مقصد یہ ہے کہ بنی اسماعیل اسے اچھی طرح سمجھ کر ساری دنیا تک پہنچائیں (آیات: 2، 3، 4، 5 اور 44)

2- رسول ﷺ کو ہدایت کی گئی کہ وہ سختی سے اس کتاب کو پھارے رہیں ﴿تَمَسُّكٌ وَحِی﴾۔ (آیت: 43)

3- مشرکین مکہ نے قرآن پر اعتراض کیا کہ محمد ﷺ کے بجائے ﴿قُرَيْشٌ عَظِيمٌ﴾ یعنی مکہ اور طائف کے کسی اور آدمی پر کیوں نازل نہیں کیا گیا (آیت: 31)۔

4- رسول اللہ ﷺ پر ﴿سحر﴾ جادو کا الزام عائد کیا گیا (آیت: 30)۔ اس اعتراض کا جواب یہ دیا گیا کہ ہر زمانے میں رسولوں کو جادوگر کہا گیا ہے۔ حضرت موسیٰؑ پر بھی جادو کا الزام تھا۔ (آیت: 49)۔

5- اس سورت میں یہ بتایا گیا ہے کہ اللہ کی پکڑ بہت سخت ہوتی ہے اور وہ ظالم و جابر قوموں کو ہلاک کر کے رہتا ہے۔ (آیت: 8)۔ چنانچہ تین مرتبہ ﴿انْتَقَمْنَا﴾ ہم نے انتقام لیا کے الفاظ استعمال کیے گئے ہیں (آیات: 25، 55 اور 41)

6- اس سورت میں کئی بار بتایا گیا ہے کہ اللہ ﴿خالق﴾ ہے۔ مشرکین بھی اللہ کو ﴿خالق﴾ تسلیم کرتے تھے۔ (آیات: 9، 87 اور 12)

(a) اس سورت میں کئی بار بتایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ ﴿رب﴾ بھی ہے۔ مشرکین مکہ اللہ کو ﴿رب﴾ بھی تسلیم کرتے تھے۔ (آیات: 10، 11، 12، 14 اور 64)۔

(b) مشرکین سے مطالبہ کیا گیا ہے کہ وہ اللہ کو ﴿الہ﴾ اور ﴿معبود﴾ بھی تسلیم کرتے ہوئے اس کی توحید الوہیت اور توحید حاکمیت کو بھی تسلیم کر لیں۔ (آیات: 84، 45) توحید عبادت کا مطالبہ بھی کیا گیا (آیت: 64)۔ جو ﴿رب﴾ ہے وہی ﴿معبود﴾ ہو سکتا ہے۔ توحید عبادت ہی ﴿صراطِ مُسْتَقِیم﴾ ہے۔ (آیت: 64)۔

7- تین جلیل القدر انبیاء بھی کی توحید کے علمبردار ہیں:

(a) حضرت ابراہیمؑ بھی توحید کے علمبردار تھے اور شرک سے بیزار تھے (آیت: 26)۔

(b) حضرت عیسیٰ ابن مریمؑ بھی توحید الوہیت کی دعوت دیا کرتے تھے (آیت: 57 اور 58)۔

(c) رسول مبین محمد ﷺ بھی خالص توحید کی دعوت دے رہے ہیں (آیت: 29)۔

- 8- اس سورت میں ﴿شُرَكَاءُ فِي الذَّاتِ﴾ کی نفی ہے۔ بعض ناشکرے مشرکین نے اللہ کے بندوں ہی کو، اللہ کا جز بنا ڈالا (آیت: 15)۔ بعض نے اپنے لیے بیٹے اور اللہ کے لیے بیٹیاں تجویز کیں اور فرشتوں کو اللہ کی اولاد قرار دیا۔
- 9- مشرکین مکہ رسول اللہ ﷺ کی دعوت کا مذاق اڑا رہے تھے۔ يَسْتَهْزِءُونَ (آیت: 7) يَضْحَكُونَ (آیت: 47) اور رسول اللہ ﷺ کے قتل کی سازش کر رہے تھے اَمْ اَبْرَمُوا اَمْراً فَلَانَا مَبْرُمُونَ (آیت: 79)۔
- 10- اس سورت میں رسول اللہ ﷺ کو ہدایات دی گئیں اور کئی طرح سے تسلی دی گئی کہ اسلام کی یہ دعوت مشرکین کی سازشوں کے باوجود دنیا میں پھیل کر رہے گی۔ (آیات 40 تا 45، 79، 83 اور 89)۔

سورة الزُّخْرُفِ کا نظم جلی

سورة الزخرف نو (9) پیرا گرافوں پر مشتمل ہے۔ اس سورت کا بنیادی موضوع اثباتِ توحید اور ردِ شرک ہے۔

- 1- آیات 1 تا 8: پہلا پیرا گراف تمہیدی ہے۔ اس میں دعوتِ قرآن کے مقاصد اور مشرکین کا رویہ دکھایا گیا ہے۔ قریش کو بتایا گیا کہ عربی زبان میں کتابِ مبین نازل کی گئی ہے، تاکہ وہ عقل سے کام لیں۔ تاریخ گواہ ہے کہ جو قومیں اپنے نبی کا مذاق اڑاتی ہیں انہیں ہلاک کر دیا گیا حالانکہ وہ قریش سے زیادہ بطش و جبروت رکھتی تھیں۔
- 2- آیات 9 تا 14: دوسرے پیرا گراف میں اللہ کی خالقیت اور ربوبیت سے استدلال کرتے ہوئے، امکانِ آخرت کی دلیلیں فراہم کی گئی ہیں۔

منکرِ آخرت قریش سے کہا گیا کہ تم اللہ کو خالق تو مانتے ہو۔ اُس کی عزیزیت اور علم کے بھی قائل ہو۔ اُس کی ربوبیت پر غور کرو کہ کس طرح اُس نے زمین میں راستے بنائے۔ آسمان سے مقررہ مقدار میں پانی نازل کیا اور مردہ زمین کو زندہ کر دیا۔ اسی طرح تم روزِ قیامت اٹھائے جاؤ گے۔ اللہ ہی نے جوڑے بنائے۔ کشتیوں اور جانوروں کی صورت میں سواریاں فراہم کیں تاکہ تم اللہ کی نعمتوں کو یاد رکھو اور اللہ کی بے عیبی کا اعتراف کر لو اور اُس کی قدرت کا اعتراف کر لو۔

- 3- آیات 15 تا 25: تیسرے پیرا گراف میں ﴿شُرَكَاءُ فِي الذَّاتِ﴾ کی تردید ہے کہ اللہ کا کوئی جز یا حصہ (Part) بھی ہو سکتا ہے۔

خالق، مخلوق جیسا نہیں ہو سکتا۔ نہ خالق مخلوق کا حصہ ہو سکتا ہے اور نہ مخلوق خالق کا حصہ۔ ان تمام نعمتوں کے باوجود انسان اللہ کے بندوں میں سے اللہ کے لیے ﴿جزو﴾ قرار دیتا ہے۔ فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں، ماننا ہے حالانکہ خود قریش کو بیٹے پسند ہیں۔ بیٹیاں نہیں۔ بیٹی کی ولادت پر اُن کے چہرے سیاہ ہو جاتے ہیں۔ فرشتے رُحْن کے بندے ہیں۔

انہیں مؤنث قرار دینے کی کوئی دلیل نہیں۔ کیا انہوں نے فرشتوں کی ساخت دیکھی ہے؟ بس باپ دادا کی پیروی کر رہے

ہیں۔ تاریخ گواہ ہے کہ خوشحال ﴿مُتَسَرِّفِينَ﴾ لوگوں میں جب کوئی رسول بھیجا گیا تو انہوں نے باپ دادا کی روایات کی پیروی کرتے ہوئے رسولوں کا انکار کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے ایسے جھٹلانے والوں سے انتقام لیا۔

4- آیات 26 تا 45: چوتھے پیرا گراف میں، قریش کو خود ان کے جید امجد حضرت ابراہیمؑ کی دعوت کی روشنی میں بتایا گیا ہے کہ محمد ﷺ کی دعوت توحید بھی دعوت ابراہیمی کے عین مطابق ہے۔

حضرت ابراہیمؑ نے اپنے والد اور اپنی قوم سے صاف کہہ دیا تھا کہ میں آپ لوگوں کے معبودوں سے بیزار ہوں۔ محمد ﷺ بھی یہی دعوت دے رہے ہیں لیکن قریش قرآن کو جادو کہہ کر اس کا انکار کر رہے ہیں اور فضول سوال اٹھا رہے ہیں کہ یہ قرآن طائف اور مکہ کے کسی اور آدمی پر کیوں نازل نہیں کیا گیا؟ یہ اختیار اللہ کا ہے۔ اگر ان کے گھر سونے چاندی کے بنا کر معجزات دکھائے جائیں تب بھی یہ ایمان نہیں لائیں گے۔ ان پر ایک شیطان مسلط ہے، جو ان کا ساتھی بن گیا ہے۔ روز قیامت یہ پچھتائیں گے۔ رسول اللہ ﷺ کو تسلی دی گئی کہ آپ بہروں کو سنا نہیں سکتے اور اندھوں کو راستہ نہیں دکھا سکتے اللہ ان سے انتقام لے گا۔ ہدایت کی گئی کہ قرآن سے چٹے رہیں یہی صراطِ مستقیم ہے اور یہی رسول اللہ ﷺ اور ان کے قوم کے لیے نصیحت ہے۔ تمام رسولوں کو ایک خدائے رحمن کی عبادت ہی کا حکم دیا گیا ہے۔

5- آیات 46 تا 56: پانچویں پیرا گراف میں، بتایا گیا ہے کہ حضرت موسیٰؑ نے بھی دعوت توحید دی تھی، فرعون نے اللہ کی حاکمیت کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا تھا، جس کے نتیجے میں وہ اپنی فوج کے ساتھ غرق کیا گیا۔

فرعون اور اس کی حکومت کے سرداروں کو حضرت موسیٰؑ نے دعوت دی انہوں نے مذاق اڑایا۔ انہیں جادوگر کہا اللہ نے عذاب میں پکڑ لیا۔ فرعون نے حضرت موسیٰؑ کی تحقیر کی۔ فرعون کا دعویٰ تھا کہ وہ رب اعلیٰ اور ھالہ ہے۔ وہ اپنے آپ کو کلی اختیارات کا مالک سمجھتا تھا۔ اس نے اپنی قوم سے پوچھا تھا کہ کیا میرے لیے مصر کی بادشاہت نہیں ہے اور کیا مصر کے پیر یا میرے زیر تصرف نہیں ہیں؟ (آیت: 51) اس سورت میں فرعون کے بارے میں یہ انکشاف کیا گیا کہ وہ ہر آمر کی طرح اپنی رعایا کو ہلکا سمجھتا تھا اور رعایا کا جرم یہ تھا کہ وہ ایسے آمر کی اطاعت کرتی تھی ﴿فَاسْتَحَفَّتْ قَوْمُهُ فَاَطَاعُوهُ﴾ (آیت: 54) اللہ نے اس سے انتقام لیا۔

6- آیات 57 تا 66: چھٹے پیرا گراف میں، حضرت عیسیٰؑ کی دعوت توحید کا بیان ہے اور مخالفین کے رویوں کا ذکر ہے۔

حضرت عیسیٰؑ نے اللہ کا تقویٰ اختیار کرنے اور رسول کی اطاعت کرنے کا حکم دیا اور کہا کہ میرا رب اور تم لوگوں کا رب اللہ ہے، اسی کی عبادت کرو یہی سیدھا راستہ ہے، لیکن وہ اختلاف میں پڑ گئے۔ ان ظالموں کے لیے دردناک عذاب ہوگا۔ روز قیامت آج کے گہرے دوست، ایک دوسرے کے دشمن ہوں گے۔

7- آیات 67 تا 73: ساتویں پیرا گراف میں، جامع توحید پر ایمان لانے والے متقین کا انجام بیان کیا گیا ہے۔

مستقین سے اللہ فرمائے گا کہ آج نہ تمہیں کوئی خوف ہے اور نہ ملال۔ تم اور تمہارے اہل خانہ جنت میں داخل ہوں گے۔

وہاں سونے کے برتن گردش میں ہوں گے۔ ہر خواہش پوری کی جائے گی، آنکھوں کی لذت کا سامان ہوگا اور ہر قسم کے میوے میسر ہوں گے۔

8- آیات 74 تا 80: آٹھویں پیرا گراف میں، رسول اللہ ﷺ کی دعوت توحید کو مسترد کرنے والے بدکردار بحرین کا انجام بیان کیا گیا ہے۔

کافر یہ سمجھتے تھے کہ اللہ ان کی خفیہ باتیں اور سرگوشیاں نہیں سنتا، حالانکہ اللہ کے فرشتے ان کی تمام چیزیں لکھ رہے ہیں۔ یہ رسول اللہ ﷺ کے قتل کی سازش کر رہے ہیں اور اللہ اپنی چال چلے گا۔

9- آیات 81 تا 89: آخری پیرا گراف خلاصے پر مشتمل ہے۔ یہاں ردِ شرک اور توحیدِ الوہیت کا اثبات ہے۔

اللہ تعالیٰ کی کوئی اولاد نہیں۔ وہ بے عیب ہستی ہے۔ رسول ﷺ کو تسلی دی گئی کہ انہیں کھیل کود میں مگن رہنے دو، یہاں تک کہ ملاقات کا دن آ پہنچے گا، جس کا وعدہ کیا جا رہا ہے۔

اللہ تعالیٰ تکوینی حاکم بھی ہے اور تشریحی حاکم بھی ہے۔ وہ آسمان کا ﴿اللہ﴾ بھی ہے اور زمین کا ﴿اللہ﴾ بھی۔ یہاں توحیدِ الوہیت اور توحیدِ حاکمیت کا مطالبہ ہے۔

غیر اللہ شفاعت کا اختیار نہیں رکھتے، سفارش صرف اُن کی قبول ہوگی جو حق کی گواہی دیں گے۔ جب مشرکین اللہ کو خالق مانتے ہیں تو پھر ان کی عقل کیوں گوم رہی ہے؟ آخری آیت میں رسول اللہ ﷺ کو ان سے درگزر کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور بتایا گیا کہ بہت جلد مشرکین کو پتہ چل جائے گا۔

مرکزی مضمون

خالص اور جامع توحید اختیار کرنے کا مطالبہ کیا گیا ہے۔ آسمان کے ﴿اللہ﴾ کو، زمین کا بادشاہ بھی تسلیم کرنا چاہیے! توحیدِ ذات کے ساتھ توحیدِ خالقیت اور توحیدِ ربوبیت کافی نہیں۔ اللہ تعالیٰ کی توحیدِ الوہیت و عبادت اور توحیدِ حاکمیت کو بھی تسلیم کرنا پڑیگا!

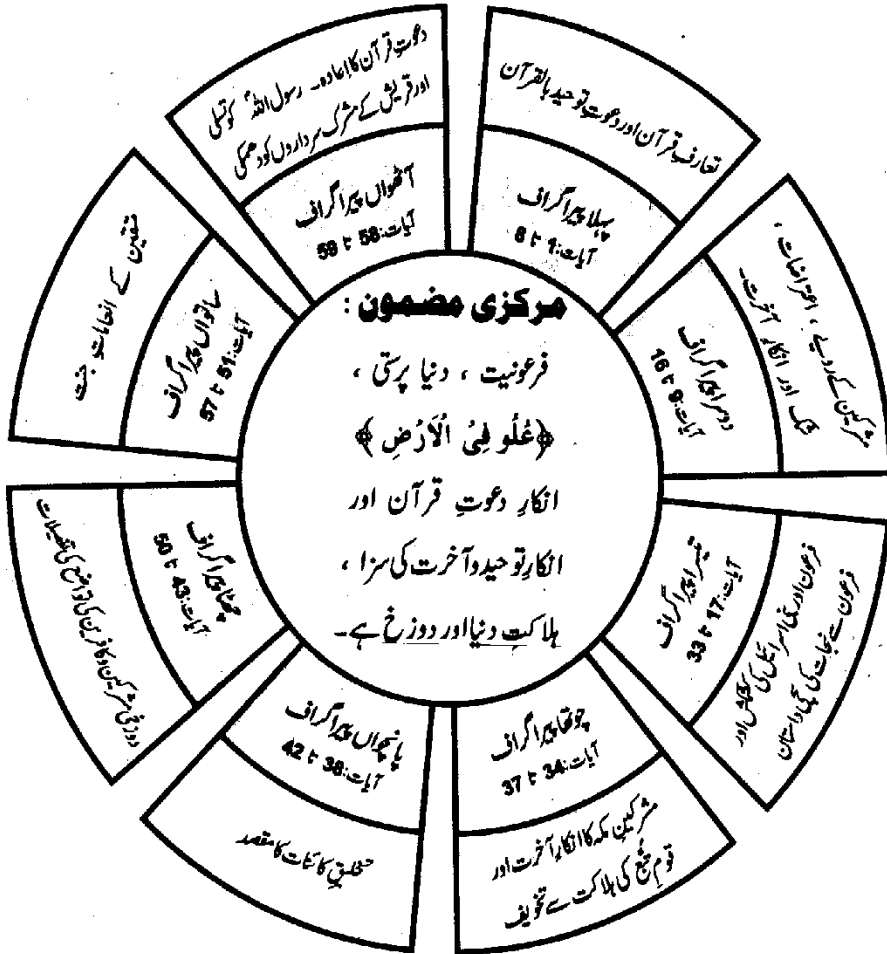


ترتیبی نقشہ ربط

نظم جلی

44- سُورَةُ الدُّخَانِ

آیات : 59 مَكِّيَّةٌ پیرا گراف : 8



زمانہ نزول

سورت ﴿الدُّخَان﴾ رسول اللہ ﷺ کے قیام مکہ کے تیسرے دور (6 تا 10 نبوی) کے اوائل میں، غالباً 7 نبوی کے زمانہ قحط میں سورت ﴿الْجَاثِيَةِ﴾ کے ساتھ نازل ہوئی۔ یہ ﴿حَوَامِيم﴾ کے سلسلے کی پانچویں سورت ہے۔

مشرکین مکہ کی طرف سے رسول اللہ ﷺ پر اعتراض کیا جا رہا تھا کہ آپ ﴿مَجْنُون﴾ اور آسیب زدہ ہیں اور ﴿مُعَلَّم﴾ ہیں، یعنی انہیں سکھایا پڑھایا گیا ہے۔ یہ آخرت کے بارے میں شک اور ریب میں مبتلا تھے۔ انہیں دھمکی دی گئی کہ روز قیامت ان سے انتقام لیا جائے گا۔ قریش مکہ کے رویہ فرعون جیسے تھے، جو ﴿عُلُوْفِي الْأَرْضِ﴾ کے جرم کا مرتکب تھا۔ انتظار کرو! ﴿فَارْتَقِبْ﴾ کے الفاظ سے رسول اللہ ﷺ کو تسلی اور قریش کو دھمکی دی گئی کہ چند سالوں بعد کایا پلٹ جائے گی۔

سورة الدُّخَان کا کتابی ربط

- 1- سچلی سورت ﴿الزُّحُرُف﴾ میں توحید تشریع اور توحید حاکمیت کی جو بات مثبت انداز میں بیان کی گئی تھی، یہاں سورت ﴿الدُّخَان﴾ میں وہی بات، منفی فرعونی رویوں کی وضاحت کرتے ہوئے رکھی گئی ہے۔ ﴿عُلُوْفِي الْأَرْضِ﴾ کے فرعونی رویوں ہی کے نتیجے میں ﴿يُشْرِكُ فِي التَّشْرِيعِ﴾ کا عقیدہ اور رویہ جنم لیتا ہے۔

اہم کلیدی الفاظ و مضامین

- 1- سورة ﴿الدُّخَان﴾ میں قرآن کو کتاب مبین کہا گیا (آیت: 2)۔ قرآن کو رحمت بتایا گیا ہے۔ (آیت: 6) ﴿بَسْرَتُهُ﴾ کے الفاظ سے یہ وضاحت کی گئی ہے کہ عربی زبان میں قرآن کو نازل کر کے اسے عرب کے ابتدائی سامعین کے لیے آسان کر دیا گیا ہے۔ (آیت: 58)
- 2- رسول اللہ ﷺ پر قریش کے اعتراضات ﴿مُعَلَّم مَجْنُون﴾ سکھائے پڑھائے گئے خطبی ہیں ﴿کا جواب، عربی زبان کے آسان اور مبین قرآن سے دیا گیا ہے۔ (آیت: 14)
- 3- ابتداء ہی میں قرآن کی دعوت توحید الوحیت دی گئی ہے، جس کے لیے قدرت اور ربوبیت سے استدلال کیا گیا ہے۔ (آیت: 8)
- 4- قریش کے شک اور ریب (آیت 9) اور امتراء ﴿تَمْتَرُونَ﴾ (آیت 50) اور ان کے انکار آخرت

(آیت 35) جیسے رویوں کی تفصیل بیان کی گئی ہے۔

5- **فِرْعَوْنَ ﴿عُلُوِّ فِي الْأَرْضِ﴾** کے جرم کا مرتکب تھا۔ حضرت موسیٰ نے اسے ﴿عُلُوِّ﴾ سے بچنے کی ہدایت کی، لیکن وہ ﴿عالی﴾ بن کر رہا (آیات 19 اور 31)۔

6- بنی اسرائیل کی فرعونوں کے ہاتھوں ذلت سے نجات کے احسان اور اقوام عالم پر ان کی فضیلت کا ذکر کیا گیا۔ (آیت: 30، 32)

7- اللہ تعالیٰ کی صفت بیان کی گئی کہ وہ ظالموں سے انتقام لے کر رہتا ہے (آیت: 16) اور مجرمین کو ہلاک کر کے رہتا ہے۔ (آیت: 37)

8- اس سورۃ میں دوسرے قریش کو ﴿فَارْتَقِبْ﴾ انتظار کرو ﴿الفاظ سے دھمکی دی گئی ہے۔ (آیات 10 اور 59)

9- قیامت کے دن، آسمان دوبارہ ﴿الدخان﴾ یعنی دھواں بن جائے گا۔

﴿يَوْمَ تَأْتِي السَّمَاءُ بِدُخَانٍ مُبِينٍ﴾ (آیت: 10)

سورۃ ﴿حُمِ السَّجْدَةِ﴾ میں یہ انکشاف کیا گیا تھا کہ آسمان کی ابتداء بھی ﴿الدخان﴾ یعنی دھواں سے ہی ہوئی تھی۔ ﴿ثُمَّ اسْتَوَىٰ إِلَى السَّمَاءِ وَهِيَ دُخَانٌ﴾ لَقَالَ لَهَا وَلِلْأَرْضِ ائْتِيَا طَوْعًا أَوْ كَرْهًا قَالَتَا أَتَيْنَا طَائِعِينَ ﴿ (آیت: 11)

سورة الدُّخَانِ کا نظم جلی

سورة الدخان آٹھ (8) پیرا گرافوں پر مشتمل ہے۔

1- آیات 1 تا 8: پہلے پیرا گراف میں قرآن اور اللہ کا تعارف ہے اور قرآن کے ذریعے توحید کی دعوت ہے۔

﴿إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ مُبَرَّكَةٍ إِنَّا كُنَّا مُنْذِرِينَ﴾ (آیت: 3) قرآن کی تنزیل ایک مبارک رات سے ہوئی ہے جس میں حکیمانہ فیصلے ہوتے ہیں۔ اللہ ہی رب اور خالق ہے۔ وہ معبود ہے، وہی انگوں اور پچھلوں کو زندگی اور موت دینے پر قادر ہے۔

2- آیات 9 تا 16: دوسرے پیرا گراف میں مشرکین کے رویوں کا ذکر ہے۔ ان کے اعتراضات، ان کے شکوک و شبہات اور ان کے انکار و آخرت کا بیان ہے۔

یہ لوگ شک میں مبتلا ہو کر کھیل رہے ہیں۔ ﴿بَلْ هُمْ فِي شَكٍّ يَلْعَبُونَ﴾ (آیت: 9) ان لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کو ایک ایسا مجنون اور پاگل قرار دیا، جسے سکھایا اور پڑھایا گیا ہے۔ ان سے بدلا لیا جائے گا اور اللہ کی گرفت بڑی سخت ہوگی۔ ﴿يَوْمَ نَبْطِشُ الْبَطْشَةَ الْكُبْرَىٰ إِنَّا مُنتَقِمُونَ﴾ (آیت: 16)

3- آیات 17 تا 33: تیسرے پیرا گراف میں فرعون اور بنی اسرائیل کی نکمکش اور فرعون سے ان کی نجات کی سچی داستان بیان کی گئی ہے۔

فرعون ﴿عَلُّوْا فِی الْاَرْضِ﴾ کے جرم کا مرتکب تھا۔ حضرت موسیٰ نے اسے دعوت دی کہ تم اللہ کے مقابل بڑے بننے کی کوشش مت کرو ﴿وَ اَنْ لَّا تَعْلُوْا عَلٰی اللّٰهِ﴾ (آیت: 19) لیکن وہ نہ مانا اسے ہلاک کیا گیا۔ تاریخ میں عبرت کا سامان موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ جب مجرموں کو ہلاک کرتا ہے تو ان پر نہ آسمان روتا ہے اور نہ زمین۔ ﴿فَمَا بَکَتْ عَلَیْهِمُ السَّمَاءُ وَالْاَرْضُ وَمَا كَانُوْا مُنْظَرِیْنَ﴾ (آیت: 29) انہیں مہلت بھی نہیں دی جاتی۔ فرعون کے بارے میں دوبارہ یہ بات بتائی گئی کہ وہ اختیارات کا ناجائز استعمال کرنے والا صرف تھا، سرکش تھا اور حدود سے تجاوز کیا کرتا تھا۔ ﴿اِنَّهٗ كَانَ عَلَیْہِ مِنَ الْمُسْرِفِیْنَ﴾ (آیت: 31)

4- آیات 34 تا 37: چوتھے پیرا گراف میں مشرکین مکہ کے انکارِ آخرت کے رویے کا ذکر کر کے، انہیں قومِ متبع کی ہلاکت سے تحویف کی گئی ہے۔

مشرکین سے پوچھا گیا کہ یہ بہتر ہے یا قومِ تبع کے لوگ؟ اللہ نے انہیں ہلاک کیا۔ یہ نافرمان اور مجرم تھے۔ ﴿اِنَّہُمْ کَانُوْا مُجْرِمِیْنَ﴾ (آیت: 37)

5- آیات 38 تا 42: پانچویں پیرا گراف میں تخلیق کائنات کے بارے میں بتایا گیا ہے کہ یہ بلا مقصد نہیں ہے ﴿لَعِیْنَ﴾ (آیت: 38) اللہ تعالیٰ نے ایک خاص مقصد کے ساتھ کائنات کو پیدا کیا ہے۔ قیامت ہوگی۔ وہاں کوئی مدد نہیں مل سکے گی۔

6- آیات 43 تا 50: چھٹے پیرا گراف میں مشرکین و کافرین کی دوزخ میں تواضع کی تفصیلات بیان کی گئی ہیں۔

گنہگاروں کے لیے زقوم کا کھانا ہوگا، آگ ہوگی، کھولتا ہوا پانی ہوگا۔ شک میں مبتلا لوگوں سے کہا جائے گا کہ تم بااقتدار اور باعزت بنے رہے۔ اب عذاب کا مزہ چکھو۔ ﴿اِنَّ هٰذَا مَا کُنْتُمْ بِہٖ تَمْتَرُوْنَ۝ اِنَّ الْمُتَّقِیْنَ فِیْ مَقَامٍ اَمِیْنٍ﴾

7- آیات 51 تا 57: ساتویں پیرا گراف میں ایمان لانے والے متقین کے لیے انعاماتِ جنت کا وعدہ ہے۔

انہیں باغ، چشمے اور قیمتی لباس اور بڑی آنکھوں والی حوروں سے نوازا جائے گا۔

8- آیات 58 اور 59: آٹھویں پیرا گراف میں، پہلے پیرا گراف کی طرح دعوتِ قرآن کا اعادہ ہے اور رسول اللہ ﷺ کو تسلی اور قریش کے مشرک سرداروں کو ہلاکت کی دھمکی ہے۔

قرآن کو رسول اللہ ﷺ کی زبان میں یاد دہانی کے لیے خوبصورت بنایا گیا ہے۔ ان حالات میں آپ ﷺ کو صبر کرنا چاہیے اور مشرکین بھی انتظار کر رہے ہیں۔ بہت جلد اللہ کا فیصلہ آجائے گا۔

مرکزی مضمون

فرعونیت، دنیا پرستی، **﴿عُلُوِّی الْاَرْضِ﴾**، انکار دعوت قرآن اور انکار توحید و آخرت کی سزا، **﴿ہلاکت دنیا اور دوزخ ہے۔﴾**

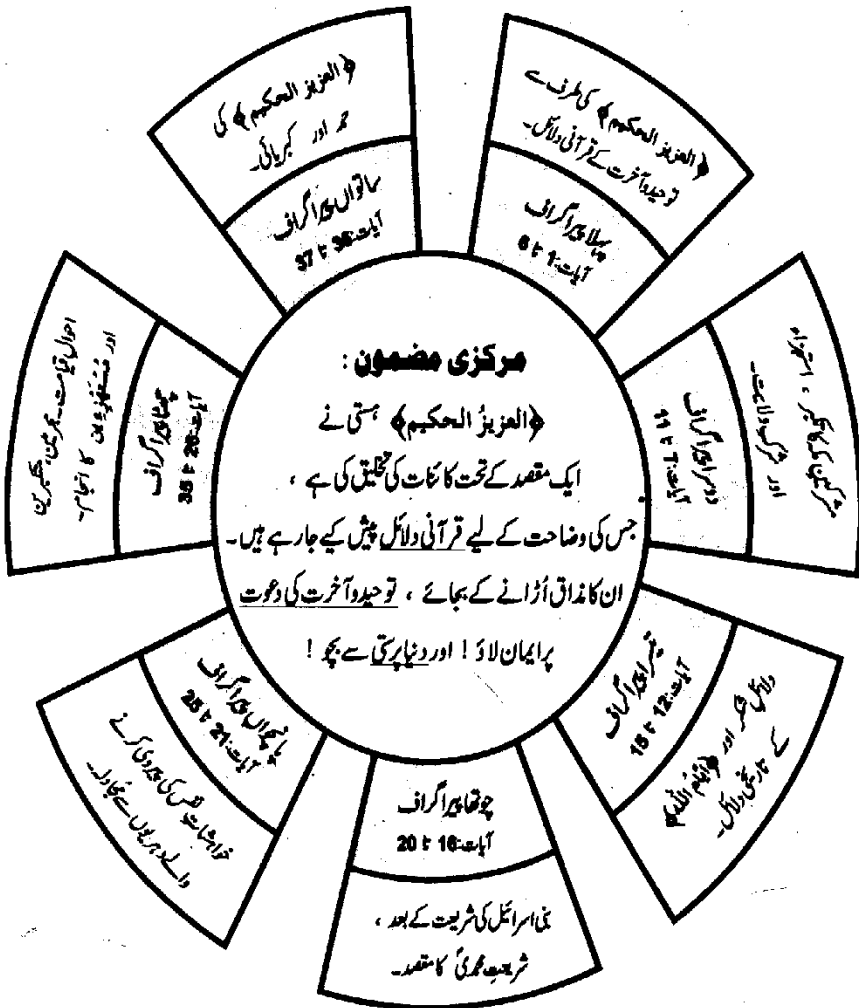


ترتیبی نقشہ ربط

تظم جلی

45- سُورَةُ الْجَاثِيَةِ

آیات : 37 مَكِّيَّةٌ پیرا گراف : 7



زمانہ نزول اور پس منظر

سورت ﴿الجاثیہ﴾ ﴿حواصیم﴾ کے سلسلے کی چھٹی سورت ہے۔ سورت ﴿الجاثیہ﴾، قیام مکہ کے تیسرے دور میں (6 تا 10 نبوی) سُورۃ الدُّخان کے ساتھ، غالباً سات (7) نبوی کے دورِ قحط میں نازل ہوئی۔ یہ وہی زمانہ تھا، جب رسول اللہ ﷺ قرآن کی روشنی میں توحید اور آخرت کی عقلی، نقلی، تاریخی، آفاقی اور انفسی دلیلیں پیش کر رہے تھے۔ ان دلیلوں (Evidences) کے لیے اس سورت میں ﴿آیہ﴾ اور ﴿آیات﴾ کے الفاظ بار بار استعمال کیے گئے ہیں۔ اس کے جواب میں مشرکین مکہ، مذاق اور استہزاء سے کام لے رہے تھے۔ شرک و لایت میں مبتلا تھے۔ منکرِ آخرت تھے۔ خواہشاتِ نفس کو خدا بنا کر، تکبر کے عالم میں دنیا پرستی کے مرض میں شدت سے مبتلا تھے۔ انہیں سمجھایا گیا ہے کہ وہ قرآنی دلائل کی روشنی میں، مقصدِ تخلیق کائنات کو سمجھ کر ایمان لائیں گے تو فلاح اور عافیت نصیب ہوگی۔

سورة الجاثیہ کا کتابی ربط

- 1۔ پچھلی سورت ﴿الدُّخان﴾ میں فرعونیت اور ﴿عُلُوْفِی الْأَرْض﴾ سے روکا گیا تھا، یہاں اس سورت ﴿الْجَاثِیَةِ﴾ میں فرعونیت اور ﴿عُلُوْفِی الْأَرْض﴾ کی علت اور وجہ بتائی گئی ہے۔ ﴿ہوائے نفس کی عبادت﴾ اور ﴿تکبر اور استہزاء﴾ جیسے منفی فرعونی رویوں کی وجہ سے فرعونیت جنم لیتی ہے۔
﴿الْكَرَّاءُ بُتَّ مَنِ اتَّخَذَ إِلَهَهُ هَوَاهُ وَأَضَلَّهُ اللَّهُ عَلَىٰ عِلْمٍ وَخَنَّامٌ عَلَىٰ مَنِّهِ وَقَلْبُهُ
وَجَعَلَ عَلَىٰ بَصَرِهِ غِشَاوَةً فَمَنْ يَهْدِيهِ مِنْ بَعْدِ اللَّهِ أَفَلَا تَذَكَّرُونَ﴾ (آیت: 23)۔

اہم کلیدی الفاظ و مضامین

- 1۔ اس سورت میں دو مرتبہ، اللہ کی صفات ﴿العزیز الحکیم﴾ کا استعمال، ابتداء میں اور اختتام پر ہوا ہے۔ بتایا گیا ہے کہ زمین و آسمان میں اللہ ﴿العزیز الحکیم﴾ ہی کی ﴿کبریائی﴾ ہے۔ (آیات 2 اور 37)۔
- 2۔ قرآن کے نزول کا مقصد:
 - (a) قرآن عزیز و حکیم اللہ کی طرف سے بتدریج ﴿تنزیلاً﴾ نازل کیا جا رہا ہے (آیت 2)۔
 - (b) قرآن ہدایت ہے (آیت 11)۔
 - (c) قرآن یقین کرنے والوں کے لیے ہدایت اور رحمت ہے اور لوگوں کے لیے ﴿بصائر﴾ کی حیثیت رکھتا ہے (آیت 20)۔

(d) نزول قرآن کا مقصد، بنی اسرائیل کے بگاڑ اور ﴿بغی﴾ کا انسداد ہے (آیات 16، 19)۔

3- تخلیق ارض و سما اور قیامت کی عدالت کا ایک خاص مقصد ﴿العزیز الحکیم﴾ کا امتحان حسن عمل ہے ﴿وَلِتُجْزَىٰ كُلُّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ﴾ (آیت 22)۔

4- اس سورت میں ﴿آیہ﴾ اور ﴿آیات﴾ کے الفاظ سے توحید کے کئی دلائل (Evidences) پیش کیے گئے ہیں۔
(a) دلائل توحید قدرت تخلیق ارض و سما:

﴿إِنَّ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ لَآيَاتٍ لِّلْمُؤْمِنِينَ﴾ (آیت: 3)۔

(b) انسانی تخلیق کے انفس دلائل توحید قدرت:

﴿وَلَقَدْ خَلَقْنَاكُمْ وَمَا يُبْتُ مِنْ ذَا بَأْءِ آيَتٍ لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ﴾ (آیت: 4)۔

(c) دلائل قدرت و آخرت (آیات: 5، 6، 32):

﴿وَإِخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَمَا أَنزَلَ اللَّهُ مِنَ السَّمَاءِ مِنْ رِزْقٍ فَأَحْيَا بِهِ الْأَرْضَ

بَعْدَ مَوْتِهَا وَكَصْرِيفِ الرَّيْحِ آيَتٍ لِّقَوْمٍ يَعْقِلُونَ﴾ (آیت: 5)۔

﴿بَلِّغْ آيَتِ اللَّهِ نَعْلُومَهَا عَلَيْكَ بِالْحَقِّ قَبَائِلَ حَدِيثٍ بَعْدَ اللَّهِ وَابْتَغِ

يُؤْمِنُونَ﴾ (آیت: 6)۔

(d) دلائل توحید ربوبیت (آیات 12، 13)۔

﴿إِلَهُ الَّذِي سَخَّرَ لَكُمْ الْبَحْرَ لِتَجْرِيَ الْفُلُكُ فِيهِ بِأَمْرِهِ وَلِتَبْتَغُوا مِنْ فَضْلِهِ

وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ﴾ (آیت: 12)۔

﴿وَسَخَّرَ لَكُمْ مِمَّا فِي السَّمَوَاتِ وَمِمَّا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا قَبْلَ أَنْ يَأْتِيَنَّكُمْ ذَٰلِكَ لَآيَتٍ لِّقَوْمٍ

يَتَفَكَّرُونَ﴾ (آیت: 12)۔

(e) مکررین آخرت کے لیے دلائل تاریخ ﴿آيَاتُ اللَّهِ﴾ ہیں کہ کس طرح اللہ تعالیٰ نے مجرم مکررین کو سزا دی ؟

﴿قُلْ لِلَّذِينَ آمَنُوا يَغْفِرُوا لِلَّذِينَ لَا يَرْجُونَ أَيَّامَ اللَّهِ لِيَجْزِيَ قَوْمًا بِمَا كَانُوا

يَكْسِبُونَ﴾ (آیت: 14)

(f) مکررین قیامت کے لیے عقلی دلیل آخرت ہے کہ صراحہ عمل کرنے والوں اور گناہ کلمتے والوں کا انجام ایک

جیسا نہیں ہو سکتا۔ (آیت: 21)

5- اس سورت میں مشرکین مکہ کے خلاف فرد جرم عائد کی گئی ہے:

(a) اللہ کے علاوہ کوئی ﴿ولی﴾ یعنی سرپرست اور کارساز قیامت کے دن مشرکین کو بچا نہیں سکے گا، جب کہ اللہ تعالیٰ

متقین کا ﴿ولی﴾ ہوگا۔ (آیات: 10-19) مشرکین کا 'عقیدۂ ولایت' باطل ہے۔

- (b) مشرکین مکہ دعوتِ توحید کے باوجود آیاتِ الہی کے بارے میں تکبر کا مظاہرہ کر رہے ہیں (آیات: 8 اور 31)
 (c) مشرکین مکہ آخرت پر یقین نہیں رکھتے اور اس پر شکوک و شبہات کا اظہار کرتے ہیں (آیت: 32)
 (d) مشرکین مکہ آخرت کے سلسلہ میں یہ باطل حجت پیش کرتے ہیں کہ ہمارے مرے ہوئے آباء و اجداد کو زندہ کر کے دکھاؤ!

- (e) مشرکین مکہ ﴿لقاء﴾ یعنی ملاقاتِ آخرت سے غافل ہیں، جس کی وجہ سے وہ داخلی جہنم ہوں گے (آیت: 34)
 (f) مشرکین مکہ نے اپنی خواہشاتِ نفس کو ﴿الہ﴾ بنا لیا ہے اور وہ اس خدا کی پیروی کر رہے ہیں۔ (آیت: 23)
 (g) مشرکین مکہ خالص دنیا پرست اور دہریے ہیں، ان کی زبان پر ﴿وَمَا يُهْلِكُونَ إِلَّا اللَّهَ هَر﴾ کی رٹ ہے اور یہ دنیا کی زندگی کا دھوکہ کھائے ہوئے ہیں۔ (آیات: 24 اور 35)
 (h) مشرکین مکہ کو صاف بتا دیا گیا کہ روزِ قیامت سب لوگ اللہ کے سامنے گھٹنے ٹیکے ہوئے ہوں گے ﴿وَتَسِرُ كُلُّ أُمَّةٍ بِجَاسِرَةٍ﴾ (آیت: 28)۔ ﴿جَاسِرَةٍ﴾ اسمِ فاعلِ مَوْنُث ہے۔ اس کا لفظی مطلب گھٹنے ٹیکنے والی ہے۔

سورة الجاثية کا نظم جلی

سورت الجاثیۃ سات (7) پیرا گرافوں پر مشتمل ہے۔

1- آیات 1 تا 6: پہلے پیرا گراف میں ﴿الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ﴾ اللہ کی طرف سے توحید و آخرت کے قرآنی دلائل پیش کیے گئے ہیں اور مشرکین مکہ کی ضد اور ہٹ دھرمی کی طرف اشارہ ہے۔

2- آیات 7 تا 11: دوسرے پیرا گراف میں مشرکین مکہ کی ہٹ دھرمی کی تفصیل یعنی ان کے تکبر، استہزاء اور شرکِ ولایت کا ذکر ہے کہ وہ ﴿غیر اللہ﴾ کو کارساز اور سرپرست یعنی ﴿ولی﴾ تسلیم کیا کرتے تھے۔

3- آیات 12 تا 15: تیسرے پیرا گراف میں ان ناشکروں کے لیے دلائلِ شکر ہیں اور ان باغیوں کو ﴿إِنَّمَا اللَّهُ﴾ کے تاریخی دلائل سے ڈرایا گیا ہے۔

4- آیات 16 تا 20: چوتھے پیرا گراف میں بنی اسرائیل کی شریعت کے بعد، شریعتِ محمدیؐ کے نزول کا مقصد بیان کیا گیا ہے۔

بنی اسرائیل، قریش کی طرح باہمی استحصال Mutual Exploitation ﴿بِفِئَابَيْنَهُمْ﴾ اور ایک دوسرے پر دست درازی کے مجرم ہو گئے تھے۔ ﴿ثُمَّ جَعَلْنَاكَ عَلَىٰ شَرِيعَةٍ مِّنَ الْأَمْرِ فَاتَّبِعْهَا وَلَا

تَتَّبِعْ أَهْوَاءَ الَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ ﴿آیت: 18﴾

5- آیات 21 تا 25: پانچویں پیرا گراف میں، انکار، تکبر اور ہٹ دھرمی کی اصل علت بیان کی گئی ہے۔

یہ منکرینِ آخرت، متاعِ دنیا پر فریفتہ ہو کر اور اپنے نفس کو ﴿اللہ﴾ مان کر، خواہشاتِ نفس کی پیروی کر رہے ہیں۔ چنانچہ یہاں ان دہریوں سے مجادلہ کیا گیا ہے۔

انہوں نے خواہشات کو اپنا خدا بنا لیا ہے۔ ﴿مَنْ اتَّخَذَ إِلَهًا هَوَاهُ﴾ (آیت: 23)

یہ کہتے ہیں کہ ہمیں زمانہ ہلاک کرتا ہے۔ ﴿وَمَا يُهْلِكُنَا إِلَّا الدَّهْرُ﴾ (آیت: 24)

ان کی غلط فہمی دور کی گئی کہ ان کا انجام نیک مسلمانوں کی طرح ہوگا۔ ﴿أَمْ حَسِبَ الَّذِينَ اجْتَرَحُوا السَّيِّئَاتِ أَنْ نَجْعَلَهُمْ كَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ سَوَاءً مَعْيَاهُمْ وَمَعْنَاهُمْ سَاءَ مَا يَحْكُمُونَ﴾ (آیت: 21)

6- آیات 26 تا 35: چھٹے پیرا گراف میں، احوالِ قیامت بیان کر کے، مجرمین، متکبرین اور ﴿مُتَّبِعِينَ﴾ کا انجام دکھایا گیا ہے

7- آیات 36 تا 37: ساتویں پیرا گراف میں، پہلے پیرا گراف کی طرح اللہ کی دو صفات ﴿العزیز الحکیم﴾ کا ذکر کر کے اس کی حمد اور کبریائی کا اظہار کیا گیا ہے کہ اس کی توحید ہی برحق ہے۔

مرکزی مضمون

﴿العزیز الحکیم﴾ ہستی نے ایک خاص مقصد کے تحت کائنات کی تخلیق کی ہے، جس کی وضاحت کے لیے قرآنی دلائل پیش کیے جا رہے ہیں۔ ان کا مذاق اڑانے کے بجائے، توحید و آخرت کی دعوت پر ایمان لا کر دہریت اور دنیا پرستی سے بچنا چاہیے۔



FLOW CHART

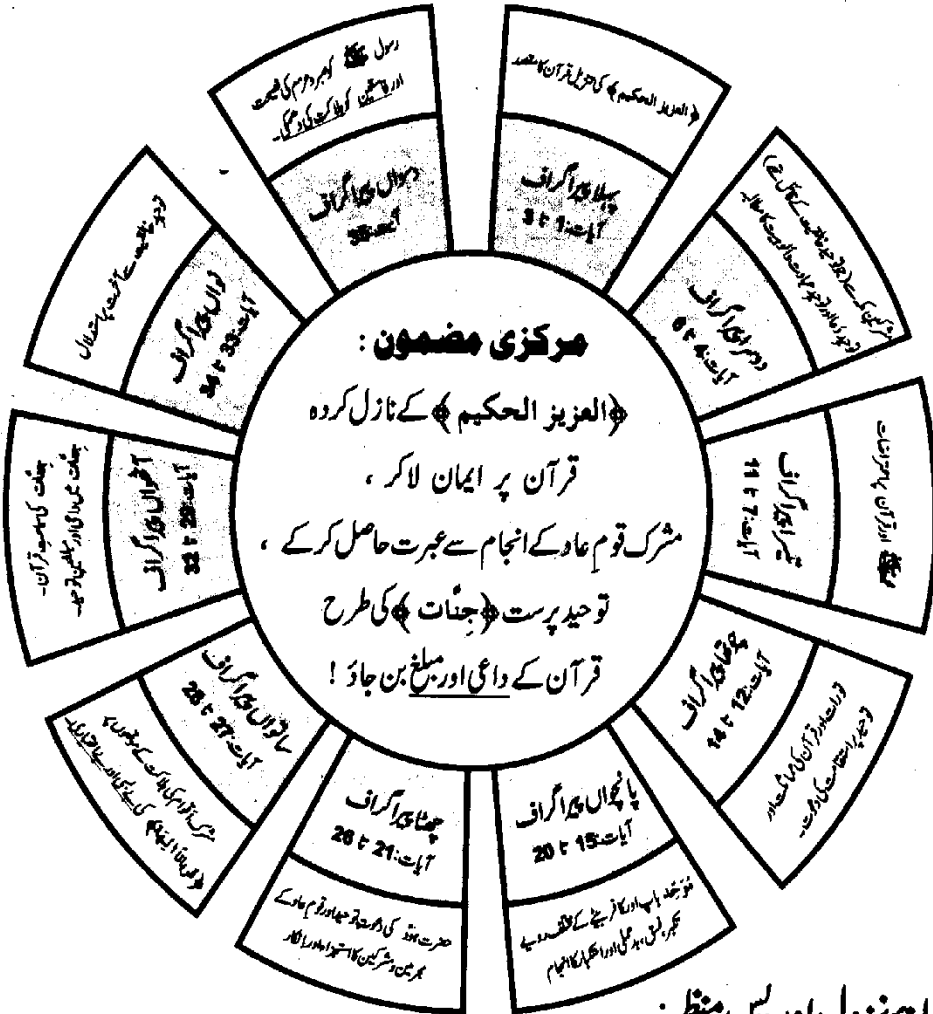
MACRO-STRUCTURE

نظم جلی

46- سُورَةُ الْأَحْقَافِ

ترتیبی نقشہ رابط

آیات : 35 مَكِّيَّةٌ پیروا گراف : 10



زمانہ نزول اور پس منظر:

﴿سورة الاحقاف﴾ غالباً ﴿سورة البقرہ﴾ کے ساتھ، غالباً دورہ طائف سے واپسی پر نخلہ کے مقام پر (شوال 10 نبوی میں) ہجرت مدینہ سے تین سال پہلے نازل ہوئی، جب رسول اللہ ﷺ پر ﴿محسّر﴾ اور ﴿الفری﴾ کے الزامات کی بازگشت تھی۔ کتابی اعتبار سے یہ ﴿حوا میم﴾ کے سلسلے کی ساتویں اور آخری سورت ہے۔

سورة الاحقاف کا کتابی ربط

- 1- پچھلی سورۃ ﴿العنكبوت﴾ میں فرعونیت کی وجوہات، تکبر اور غرور، دہریت اور دنیا پرستی، خواہشات نفس کی پیروی وغیرہ پر روشنی ڈالی گئی تھی، یہاں سورۃ الاحقاف ﴿﴾ میں اس کی وضاحت قوم عاد کے متکبرانہ منفی رویوں سے کی گئی ہے۔
- 2- یہاں سورۃ الاحقاف میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے راست (Direct) ہلاکت کا ذکر ہے۔ اگلی سورت ﴿مُحَمَّد﴾ مدنی ہے، جس میں مسلمانوں کے ہاتھوں قریش کے خلاف جہاد کا حکم دیا گیا ہے۔ اس طرح بالواسطہ (Indirectly) اللہ تعالیٰ بعض اوقات کافر قوموں کو ہلاک کر دیتا ہے۔

اہم کلیدی الفاظ اور مضامین

- 1- سورت ﴿الاحقاف﴾ میں، اثبات تو حید، ردِ شرک، وضاحت منصب رسالت کے بعد، قریش کے وسیلے کے عقیدے کا سختی سے رد کیا گیا ہے اور ﴿قُرْبَانًا لِلَّهِ﴾ کی بے بسی ظاہر کی گئی ہے۔
- 2- یہ ایک جلالی سورت ہے، اس میں وادی احقاف کی قوم عاد کی ہلاکت کا بھی ذکر ہے اور قوموں کی ہلاکت کے اصول بھی بیان کیے گئے ہیں۔ مشرکین مکہ کو ان کو شرک اور استکبار سے روکنے کے لیے، قوم عاد کے انجام سے ڈرایا گیا ہے اور آخری آیت میں ہلاکت کی دھمکی دی گئی ہے۔
- 3- انسانوں کو غیرت دلائی گئی ہے کہ تم سے تو جنات اچھے رہے، وہ قرآن سن کر نہ صرف مسلمان ہوئے، بلکہ داعی اور مبلغ بن گئے۔
- 4- قرآن کی خصوصیات اور اس کی دعوت تو حید:
 - (a) قرآن حکمت والے زبردست اللہ ﴿العزيز الحكيم﴾ کی طرف سے نازل کردہ ہے (آیت: 2)۔
 - (b) مشرکین مکہ کی طرف سے قرآن پر جادو ﴿سِحْرٍ مُّبِينٍ﴾ کا الزام عائد کیا گیا کہ اسے رسول اللہ ﷺ نے گھڑ لیا ہے (آیت: 7)۔
 - (c) قرآن کی دعوت کو مشرکین مکہ نے قدیم جھوٹ ﴿الْفُكَّ قُلُوبِهِمْ﴾ قرار دیا (آیت: 11)۔
 - (d) قرآن اور تورات میں مماثلت ہے، دونوں انسانوں کی امامت کے لیے بطور رحمت نازل کیے گئے ہیں (آیت: 12)۔ چنانچہ بنی اسرائیل کے ایک معقول شخص نے، یہودیت چھوڑ کر اسلام قبول کر لیا، لیکن قریش نے تکبر سے کام لیا۔ (آیت: 11)
- 5- مشرکین مکہ کے رویے:
 - (a) اس سورت میں مشرکین مکہ سے ﴿مجادلہ﴾ کیا گیا ہے اور ان کے عقیدے کا ابطال کر کے، انہیں جنات کی طرح

توحید قبول کرنے کا مشورہ دیا گیا ہے۔

(b) قرآن کی دعوت توحید کو، مشرکین مکہ نے مسترد کر کے اعراض اور گریز کا رویہ اختیار کیا ہے (آیت: 3)۔

(c) ﴿يَسْرُكُ فِي الدِّعَاءِ﴾ کی تردید: خود ساختہ خدا ﴿مَنْ دُونِ اللَّهِ﴾ قیامت تک دعاؤں کا جواب نہیں دے سکتے (آیت: 5)

(d) مشرکین مکہ نے رسول اللہ ﷺ پر انفری کا الزام عائد کیا (آیت: 8) اور اُس کا جواب یہ دیا گیا کہ آپؐ کوئی نئی دعوت نہیں پیش کر رہے ہیں (آیت: 9) بلکہ آپؐ آخری رسول ہیں اور تمام رسول یہی دعوت دیتے رہے ہیں۔

(e) چالیس سالہ موحد باپ کی والدین اور اولاد کے لیے دعائیں اور کافر بیٹے کا ردِ عمل بیان کر کے، قریش کو آباء پرستی کے بجائے توحید کی دعوت پر اپنی عقل سلیم سے غور کرنے کی دعوت دی گئی ہے (آیات 15 تا 20)

(f) مشرکین مکہ کے قبولیت اسلام کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ ان کا تکبر اور غرور ہے، جس کی سزا انہیں آگ کی صورت میں دی جائے گی۔ (آیات 10، 20)

(g) مشرکین مکہ کو بتادیا گیا کہ ان کے ﴿قُرْبَانَا إِلَهَةً﴾ یعنی وہ الہہ، وہ خدا، جنہیں اللہ کا تقرب حاصل کرنے کے لیے پوجا جاتا تھا اور جن کی عبادت اللہ کا ﴿وَسِيلَةٌ﴾ سمجھ کر کی جاتی تھی، بے بس اور لاچار ہیں۔ مشرک قوموں کی ہلاکت کے موقع پر ایسے ﴿قُرْبَانَا إِلَهَةً﴾ مدد کے لیے نہیں آتے (آیت: 28)۔

6- سورۃ الاحقاف میں ہلاکتِ اقوام کے اصول بھی بیان کیے گئے ہیں:

(a) فاسق یعنی نافرمان اور بد عمل قومیں ہلاکت کر دی جاتی ہیں (آخری آیت: 35)۔

(c) جو لوگ اپنے خود ساختہ خداؤں ﴿إِلَهَةً﴾ کو تقرب الہی کا ذریعہ سمجھتے ہیں، انہیں صاف صاف بتادیا گیا کہ ﴿قُرْبَانَا إِلَهَةً﴾ کا عقیدہ رکھنے والوں کی ہلاکت کے موقع پر یہ خود ساختہ خدا ﴿إِلَهَةً﴾ بے بس ہوتے ہیں اور انہیں بچا نہیں سکتے۔ (آیت: 28)

(d) قوم عاد ایک مجرم قوم تھی، جو آیاتِ الہی کی مگر تھی، اُسے ﴿رِيحٌ﴾ یعنی ہوا سے ہلاک کیا گیا۔ (آیت: 24)

سورة الاحقاف کا نظم جلی

سورة الاحقاف دس (10) پیرا گرافوں پر مشتمل ہے۔

1- آیات 1 تا 3: پہلے پیرا گراف میں ﴿الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ﴾ کی تزیل قرآن کا مقصد بتا کر، انسان کو تخلیق کائنات اور قیامت کی عدالت کے مقصد سے آگاہ کیا گیا ہے، لیکن کافر گریز اور اعراض کا رویہ اختیار کر رہے ہیں۔

2- آیات 4 تا 6: دوسرے پیرا گراف میں مشرکین مکہ سے (جو توحید خالقیت کے قائل تھے) توحید دعا، توحید عبادت اور توحید الوہیت کا مطالبہ کیا گیا ہے۔

مشرکین سے پوچھا گیا کہ بتاؤ کہ ﴿مَنْ دُونِ اللَّهِ﴾ نے زمین و آسمان میں کیا پیدا کیا ہے؟ کوئی آسمانی کتاب دکھاؤ، جس میں شرک کی دلیل ہو؟ ﴿غیر اللہ﴾ قیامت تک لوگوں کی دعاؤں کا جواب نہیں دے سکتے۔ وہ ان کی دعاؤں سے بے خبر ہیں۔ قیامت کے دن یہ سب مشرکین کے دشمن ہو جائیں گے اور ان کی عبادت کا انکار کر دیں گے۔

3- آیات 7 تا 11: تیسرے پیرا گراف میں، محمد ﷺ اور قرآن پر اعتراضات نقل کر کے ان کا جواب دیا گیا ہے

ایک اعتراض یہ تھا کہ قرآن جادو ہے (آیت 7: دوسرا یہ کہ یہ گھڑ لیا گیا افتویٰ ہے۔ (آیت 8) ﴿إِنَّكَ قَدِيمٌ﴾ ہے یعنی پرانا جھوٹ ہے (آیت 11)۔ انہیں جواب دیا گیا کہ میں نرالا رسول نہیں ہوں۔ وحی کی پیروی کر رہا ہوں۔ خود مجھے نہیں پتہ کہ میرے ساتھ اور تم لوگوں کے ساتھ کیا سلوک کیا جائے گا۔ میں تو صاف خبردار کرنے والا ہوں۔ بن ی اسرائیل میں سے ایک آدمی نے اسلام کی گواہی دے دی ہے اور تم لوگ تکبر کا مظاہرہ کر رہے ہو۔ اللہ ظالموں کو ہدایت نہیں دیتا۔

4- آیات 12 تا 14: چوتھے پیرا گراف میں، تورات اور قرآن کی مماثلت بیان کر کے توحید پر استقامت کی دعوت دی گئی ہے

تورات بھی امام اور رحمت تھی اور یہ عربی زبان کا قرآن بھی۔ قرآن کے نزول کا مقصد بھی ظالم مشرکین کو ڈرانا اور نیک عمل کرنے والوں کو خوشخبری دینا ہے، جو اللہ کو اپنا رب تسلیم کر کے اُس پر ڈٹ جاتے ہیں، انہیں خوف و طلال نہیں ہوگا۔ ان کے نیک اعمال کے سبب انہیں جنت عطا کی جائے گی۔

5- آیات 15 تا 20: پانچویں پیرا گراف میں، مُوَحِّد باپ اور کافر بیٹے کے مختلف رویے بیان کر کے، قریش کو آباء پرستی کے بجائے، توحید کی دعوت پر عقل سلیم سے غور کرنے کی دعوت دی گئی ہے۔ اُن کو اُن کے تکبر، فسق، بد عملی اور استکبار کے انجام سے آگاہ کیا گیا ہے۔

اللہ نے انسان کو ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کا حکم دیا ہے۔ بالخصوص ماں کے ساتھ جو تکلیف کے ساتھ حمل اٹھائے

پھرتی ہے، پھر جنتی ہے، پھر دودھ پلاتی ہے، یہاں تک کہ وہ چالیس سال کا ہو جاتا ہے۔ اللہ سے شکر کی توفیق طلب کرتا ہے اللہ کی طرف رجوع کرتا ہے۔ اولاد کی بھلائی کے لیے دعائیں مانگتا ہے۔ اور ایسے عمل کی توفیق چاہتا ہے، جس سے اللہ راضی ہو جائے۔ ایسے لوگوں کے لیے جنت ہے۔ اس کے برخلاف وہ نوجوان جو اپنے والدین کو تکلیف دیتا ہے اور آخرت پر ایمان لانے سے انکار کر دیتا ہے اور اسلام کی دعوت کو پرانے زمانے کی کہانیاں قرار دیتا ہے۔ اُس کے لیے عذاب ہے۔ یہ روزِ قیامت آگ پر پیش کیے جائیں گے۔ انہیں ان کے غرور اور تکبر اور ان کی فسق اور بد عملی کی وجہ سے ذلت کا عذاب دیا جائے گا۔

6- آیات 21 تا 26: چھ پیرا گراف میں، تاریخی دلائل ہیں۔ مشرکین مکہ کو قومِ عاد کی ہلاکت کی داستان سنا کر ڈرایا گیا ہے

مشرکین مکہ کے رویے اور جرائم، قومِ عاد کے جرائم کے مشابہ تھے:

قومِ عاد، حضرت نوحؑ کی قوم کی ہلاکت کے بعد میدان میں لائی گئی۔ یہ کشتی والوں کی اولاد تھی۔ ان کا زمانہ غالباً تین ہزار قبل مسیح (3,000 BC) کا ہے۔ ان کے رسول حضرت ہودؑ تھے۔ انہوں نے توحید کی دعوت دی (آیت 21)۔

(a) یہ ایک مشرک قوم تھی، جنہوں نے حضرت ہودؑ سے صاف کہہ دیا کہ کیا آپ ہمیں ہمارے ﴿الہٰۃ﴾ سے دور کرنے کے لیے آئے ہیں؟ قومِ عاد کو اپنے خداؤں ﴿الہٰۃ﴾ پر اصرار تھا (آیت 22)۔

(b) یہ مجرم تھے (آیت 25)۔ حضرت ہودؑ نے انہیں جاہل کہا۔ (آیت 23)۔

(c) یہ اللہ کی آیات کا انکار کرتے تھے اور ان کا مذاق اڑاتے تھے (آیت 26)۔

(d) یہ لوگ آنکھ، کان اور دل و دماغ سے کام نہیں لیتے تھے (آیت 26)۔ یہ سوچتے تھے اور نہ عقل سے کام لیتے تھے۔

حضرت ہودؑ نے ﴿احقاف﴾ کی وادی میں قومِ عاد کے سامنے توحید کی دعوت پیش کی وہ مشرک تھے۔ انہوں نے عذاب کا مطالبہ کیا، انہیں ہوا سے ہلاک کیا گیا۔ مجرم قوموں کے ساتھ یہی سلوک کیا جاتا ہے۔ انہیں کان آنکھیں اور دل دیے گئے ہیں، لیکن انہوں نے ان سے کام نہیں لیا۔ اللہ کی آیات کا انکار کیا اور مذاق اڑایا اور عذاب میں گرفتار ہوئے۔

7- آیات 27 تا 28: ساتویں پیرا گراف میں مشرک اقوام کی ہلاکت کے موقعوں پر ﴿قرباناً اِلٰہۃ﴾ کی بے بسی اور بے اختیاری کا نقشہ کھینچ کر، اللہ کے کامل اختیار کو ثابت کیا گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے کئی بستیوں کو ہلاک کیا اور طرح طرح سے اپنی نشانیاں دکھائیں، اس توقع پر کہ یہ لوگ اپنے رب کی طرف پلٹیں گے۔ لیکن نہ پلٹے، چنانچہ ہلاک کیے گئے۔ اللہ کا تقرب حاصل کرنے کے لیے، جن خداؤں کے وسیلے سے یہ مدد مانگا کرتے تھے، انہوں نے ہلاکت کے موقع پر کوئی مدد کیوں نہیں کی؟ بلکہ سب غائب ہو گئے۔ ثابت ہوا کہ یہ سارے عقائد غلط تھے اور لوگوں کے خود ساختہ تھے۔

8- آیات 29 تا 32: آٹھویں پیرا گراف میں، قریش کو غیرت دلائی گئی ہے کہ اللہ کے کلام قرآن کی صحیح قدر دانی تم نے نہیں کی، لیکن جنّات نے کی اور سماعت قرآن کے بعد جنّات میں داعی اور مبلغین توحید پیدا ہو گئے۔

- (a) بعض جنّات قرآن سن کر داعی، مبلغ اور ڈرانے والے ﴿مُنَادٍ﴾ بن کر اپنی قوم میں تبلیغ کرنے لگے۔ (آیت: 29)
 (b) مؤمن جنّات، تورات کے بعد قرآن کو ﴿صراطِ مُسْتَقِیْمٍ﴾ کی طرف دعوت کا ذریعہ سمجھتے تھے۔ (آیت: 30)
 (c) مؤمن جنّات، رسول اللہ ﷺ کی دعوت کو قبول کرنے اور ایمان لانے کا مشورہ دینے لگے۔ (آیت: 31)
 (d) مؤمن اور توحید پرست جنّات ﴿شُرکِ دِلّائیت﴾ کو صریح گمراہی سمجھنے لگے کہ اللہ کے علاوہ کوئی بڑی بنانے والا، سرپرست اور کارساز ﴿ولی﴾ نہیں ہے (آیت: 32)۔

9- آیات 33 تا 34: نویں پیرا گراف میں، توحید خالقیت سے، امکانِ آخرت پر استدلال کیا گیا ہے۔

جو ہستی زمین اور آسمان کی تخلیق کے بعد ٹھکن کا شکار نہیں ہوئی، کیا وہ مردوں کی تخلیق پر قادر نہیں ہے؟
 ﴿أَوَلَمْ يَرَوْا أَنَّ اللَّهَ الَّذِي خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَلَمْ يَعْصِ بِخَلْقِهِنَّ بِقَدْرِ عَلٰی اَنْ يُحْيِيَ الْمَوْتٰی بَلٰی اِنَّهٗ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ﴾ (آیت: 33)

10- آیت 35: آخری پیرا گراف میں، رسول ﷺ کو مبرور عزم کی نصیحت اور فاسقین کو ہلاکت کی دھمکی دی گئی۔

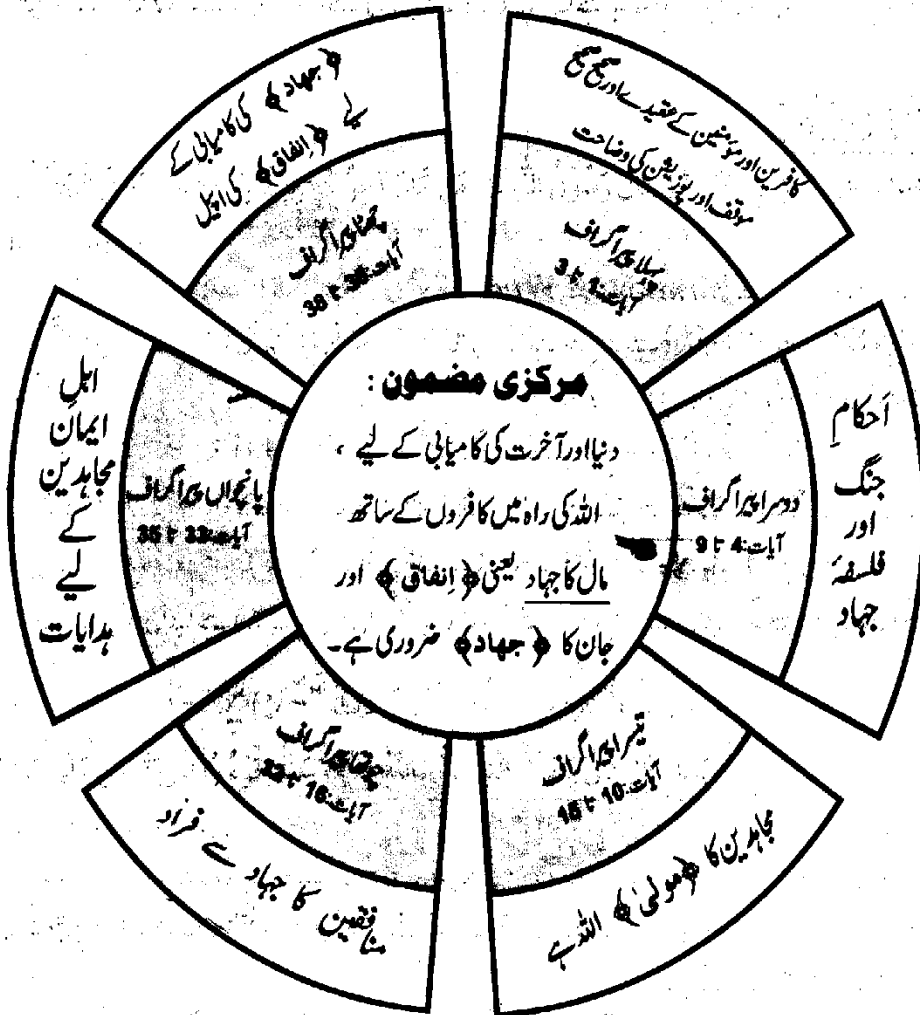
مرکزی مضمون

﴿العزیز الحکیم﴾ کے نازل کردہ قرآن پر ایمان لا کر، مشرک قوم عاد کے انجام سے عبرت حاصل کرنا چاہیے۔ توحید پرست ﴿جنّات﴾ کی طرح قرآن کے داعی اور مبلغ بننا ضروری ہے، ورنہ ہمارا انجام بھی قوم عاد سے مختلف نہیں ہوگا۔



نظم جلی

آیات : 38 مَدَنیَّة پیرا گراف : 6



زمانہ نزول اور پس منظر

﴿سُورَةُ مُحَمَّدٍ﴾ کا دوسرا نام ﴿سُورَةُ الْقِتَالِ﴾ بھی ہے۔ ﴿سُورَةُ مُحَمَّدٍ﴾ غالباً شعبان یا رمضان 2ھ میں، جبکہ بدر سے پہلے نازل ہوئی۔

اس سے پہلے سورۃ ﴿التَّغَاثُ﴾، ﴿سُورَةُ الْبَقَرَةِ﴾ اور ﴿سُورَةُ الطَّلَاقِ﴾ نازل ہو چکی تھیں۔ سورۃ ﴿التَّغَاثُ﴾ میں صرف اتفاق کا مطالبہ ہے، جب کہ یہاں سورۃ ﴿محمد﴾ میں اتفاق اور جہاد دونوں کی اپیل کی گئی ہے۔

ہجرت مدینہ کے بعد، مدینہ منورہ میں ایک اسلامی حکومت کی بنیاد رکھ دی گئی، لیکن منافقین، قریش مکہ اور دیگر طاغوتی قوتیں اس کو کھوکھلا کرنے کی کوشش میں لگی رہیں۔ مشرکین اور مؤمنین کے درمیان پہلا معرکہ بدر کے میدان میں ہوا، جب 313 مسلمان مجاہدین نے 1,000 سے زیادہ کی فوج کو شکست دی۔

جبکہ بدر سے پہلے اس ﴿سُورَةُ مُحَمَّدٍ﴾ کے نزول کی حکمت یہ تھی کہ مسلمانوں میں جہاد اور اتفاق کا جذبہ ابھارا جائے۔ مسلمانوں پر جنگ کا جواز اور اس کی حقانیت (Legitimacy of War) ثابت کی جائے، تاکہ وہ پورے انشراحِ صدر کے ساتھ مال اور جان کے ساتھ لڑ سکیں، جنگ کے مقاصد واضح کیے جائیں اور ان منافقین کو تنبیہ کی جائے، جو بلند و بالاگے دعوے کیا کرتے تھے، لیکن جہاد کی پکار پر ہنڈے پڑ گئے۔

حواصی کے بعد تین (3) مدنی سورتیں

قرآن مجید میں حواصی کے بعد تین (3) مدنی سورتیں سورۃ ﴿مُحَمَّدٍ﴾، سورۃ ﴿الْفَتْحِ﴾، اور سورۃ ﴿الْحُجُرَاتِ﴾ رکھی گئی ہیں۔ ان کے بعد سات (7) مکی سورتیں آتی ہیں، جن میں امکانِ قیامت کے دلائل اور آخرت کے احوال بیان کیے گئے ہیں۔ یہ سلسلہ سورۃ ق سے شروع ہو کر ﴿سُورَةُ الْوَاقِعَةِ﴾ پر ختم ہوتا ہے۔ ان کے بعد دس (10) مدنی سورتیں رکھی گئی ہیں، جن میں سے بیشتر ﴿مُسَبِّحَاتِ﴾ ہیں۔

سورۃ محمد کا کتابی ربط

- 1- پہلی ﴿سُورَةُ الْاِحْقَافِ﴾ میں اللہ کی طرف سے راست اقدام (Direct Action By Allah) کے ذریعے قوموں کی ہلاکت بالخصوص قوم عاد کی ہلاکت کا ذکر تھا (احقاف: آیات 21 تا 27)۔ یہاں سورۃ ﴿مُحَمَّدٍ﴾ میں، مسلمانوں کے ہاتھوں کافروں کی بالواسطہ (By Indirect Action) ہلاکت کا حکم ہے۔

اللہ تعالیٰ کافروں کے خلاف جہاد کا حکم دے کر مسلمانوں کو ان کے ایمان و عمل میں آزمانا چاہتا ہے۔

﴿وَلَوْ يَشَاءُ اللَّهُ لَانتَصَرْنَا مِنْهُمْ وَلَكِنْ لِيَبْلُوَ بَعْضُكُمْ بِبَعْضٍ﴾ "اگر اللہ چاہتا

تو کافروں سے خود انتقام لے لیتا، لیکن وہ بعض قوموں کو بعض قوموں سے آزمانا چاہتا ہے۔" (آیت: 4)

2- یہاں جہاد کا حکم ہے، اگلی سورۃ ﴿الفتح﴾ میں کثیر مال غنیمت ﴿مَغَالِمَ كَثِيرَةٍ﴾ کی بشارت دی گئی ہے جو ابتدائی اتفاق اور جہاد کے نتیجے میں حاصل ہو سکتی ہے۔

اہم الفاظ اور مضامین

1- اس سورت میں برسرِ پیکار دو (2) گروہوں یعنی اہل ایمان ﴿الَّذِينَ آمَنُوا﴾ اور اہل کفر ﴿الَّذِينَ كَفَرُوا﴾

کے درمیان تقابل ملتا ہے، تاکہ مسلمانوں کو معلوم ہو جائے کہ وہ ان کافروں سے کیوں لڑ رہے ہیں؟ مسلمانوں

اور کافروں کے درمیان کیا فرق ہے؟ یہ سورۃ الحج میں وارد الفاظ ﴿هَٰذَا نَصْرُكَ﴾ کی وضاحت ہے۔

(a) ایمان لانے والوں کا ذکر چار (4) آیات میں ہوا ہے۔ ﴿الَّذِينَ آمَنُوا﴾ (آیات: 2، 3، 12 اور 33)

(b) کفر کرنے والوں کا ذکر سات (7) آیات میں ہوا ہے۔ ﴿الَّذِينَ كَفَرُوا﴾ (آیات: 1، 3، 8، 10، 12،

32 اور 34)

2- مسلمانوں کو صاف بتادیا گیا کہ ان کا ﴿مولیٰ﴾ حامی، ناصر، سرپرست اور کارساز اللہ تعالیٰ ہے (آیت: 11)۔

انہیں ڈرنے اور گھبرانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ یہ تعداد میں گوم ہیں، لیکن بالآخر انہی کو فتح حاصل ہوگی۔

3- اللہ تعالیٰ کا یہ اصول (Law of Annihilation) بیان کیا گیا ہے کہ وہ ہلاکتِ اقوام کا اختیار بھی

رکھتا ہے (آیت: 10) اور انہیں ہلاک کرنے کے بعد ایک دوسری قوم کو امتحان گاہ میں لے آتا ہے۔ یہ اس کا

(Law of Replacement) قانونِ استبدالِ اقوام ہے۔ (آیت: 38)

4- بخل اور کجی، جہاد کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ ہیں۔ بخیل اور بزدل قومیں زیادہ دیر تک اپنی بقاء کی جنگ

نہیں لڑ سکتیں (آیات: 37، 38) آخری آیت میں بخیلوں کو دھمکی دی گئی کہ اگر وہ جہاد کے لیے دل کھول کر

فیاضی نہیں کریں گے تو اللہ تعالیٰ انہیں ہٹا کر ایک دوسری قوم کو لاسکتا ہے۔

﴿وَإِنْ تَوَلَّوْا يَسْتَبَدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ لَا تُمْ لَا يَكُونُوا أَمْثَالَكُمْ﴾ (آیت: 38)۔

5- جہاد کی کامیابی کے لیے تقویٰ ایک بنیادی شرط ہے، ﴿تَقْوَىٰ﴾ کا ذکر تین (3) آیات میں کیا گیا۔ دورانِ جہاد،

الترامِ تقویٰ بہت سے مفاسد سے مسلمانوں کو بچا لیتا ہے۔ ﴿مُتَّقُونَ﴾ (آیت: 15)، ﴿تَقْوَىٰ﴾ (آیت: 17)،

﴿تَتَّقُوا﴾ (آیت: 26)۔

6- منافقین کا ذکر تین (3) آیات میں ہوا ہے، جو قرآن سے ناگواری محسوس کرتے تھے ﴿كَرِهُوا﴾ (آیات: 9،

26 اور 28)۔

7- منافقین کی سرگرمیوں اور سازشوں کو ﴿مُتَقَلَّبٌ﴾ کے لفظ سے بیان کیا گیا (آیت: 19)۔

سورة ﴿مُحَمَّدٌ﴾ کا نظم جلی

سورة ﴿مُحَمَّدٌ﴾ کی اڑتیس (38) آیات ہیں۔ اس کا نظم چھ (6) پیرا گرافوں پر مشتمل ہے۔

1- آیات 31: پہلے پیرا گراف میں، کافرین اور مؤمنین کے عقیدے اور صحیح موقف اور پوزیشن کی وضاحت کی گئی ہے

مسلمانوں کو کافروں سے جنگ کا جواز (Legitimacy of War) فراہم کیا گیا ہے۔

اہل ایمان حق کی پیروی کر رہے ہیں اور رسول اللہ ﷺ پر نازل کردہ وحی پر ایمان لائے ہوئے ہیں، اس کے برخلاف کافر باطل کی۔ کافر اللہ کے راستے سے خود رکھتے ہوئے، دوسروں کو بھی روک رہے ہیں اس لیے اُن کے اعمال اللہ نے ضائع کر دیے۔ اس کے برخلاف اہل ایمان کی خطاؤں سے درگزر کر کے اُن کی حالت درست کر دی گئی۔

2- آیات 4: دوسرے پیرا گراف میں، احکام جنگ اور فلسفہ جہاد بیان کیا گیا ہے

کافروں کے استیصال کے لیے اللہ تعالیٰ کے دو طریقے ہیں۔

(a) اللہ کا راست اقدام ہلاکت Direct Action by Allah

(b) مسلمانوں کے جہاد کے ذریعے ہلاکت In direct Action thru Muslims

کافروں سے ٹھبھڑ ہونے پر اُن کی گردنیں مارنا چاہیے۔ اُنہیں گرفتار کیا جاسکتا ہے۔ اُن پر احسان کرتے ہوئے نذیہ لے کر چھوڑا جاسکتا ہے۔ اگر اللہ چاہتا تو خود ان سے انتقام لے لیتا، لیکن وہ بعض لوگوں کو بعض لوگوں سے آزمانا چاہتا ہے۔ اللہ کی راہ میں شہید ہونے والوں کے اعمال ہر گز ضائع نہیں ہوں گے، وہ جنت میں داخل ہوں گے۔ اگر اہل ایمان اللہ کی مدد کریں گے تو اللہ بھی اُن کی مدد کرے گا اور اُن کے قدم جہادے گا۔ اس کے برخلاف کافروں نے چونکہ اللہ کی نازل کردہ وحی پر ناگواری کا اظہار کیا ہے، اس لیے اُن کے اعمال غارت کر دیے گئے۔

3- آیات 10 تا 15: تیسرے پیرا گراف میں بتایا گیا ہے کہ مؤمن مجاہدین کا ﴿مَوْلٰی﴾ یعنی سرپرست اللہ ہے

ترغیب جہاد دی گئی اور جنت کی چار نہروں کا ذکر کیا گیا۔

تاریخی دلیل پیش کی گئی کہ زمین پر چل پھر کر کافر قوموں کی ہلاکت کے انجام پر غور کرنا چاہیے۔ اہل ایمان کا سرپرست اللہ ہے جبکہ کافروں کا کوئی سرپرست نہیں۔ کافر موشیوں کی طرح دنیا میں کھاپی لیتے ہیں لیکن ان کا ٹھکانا آگ ہوگا۔ قریش کو بتایا گیا کہ جس شہر سے رسول اللہ ﷺ کو نکالا گیا، اُس شہر سے زیادہ قوت رکھنے والی بستیوں کو اللہ نے ہلاک کر دیا۔ اُن کا کوئی ناصر نہیں تھا۔ جس کے پاس وحی کی دلیل ہو اور جو نیک عمل کرتا ہو، وہ اُس شخص کے برابر نہیں ہو سکتا

جس کے پاس کوئی دلیل ہی نہ ہو، جس کے لیے برے اعمال خوش نمائند دیے گئے ہوں اور جس نے اپنی خواہشات نفس کی پیروی کی ہو۔

متقی مجاہدین کے لیے جنت میں پانی، دودھ، شراب اور شہد کی چار نہریں ہوں گی۔ ہر قسم کا میوہ ہوگا اور اللہ کی مغفرت۔ یہ اُن کافروں کی طرح نہیں ہو سکتے، جو دوزخ میں ہمیشہ رہیں گے، جنہیں کھولتا ہوا ایسا پانی پلایا جائے گا، جو ان کی آنتوں کو کاٹ ڈالے گا۔

4- آیات 16 تا 32: چوتھے پیرا گراف میں، منافقین کے جہاد سے فرار کی ذہنیت کا پول کھول دیا گیا

رسول اللہ ﷺ کی بات کو سن کر اُن سنی کرنے والے منافقین کے دل پر مہر لگا دی جاتی ہے۔ مخلص ہدایت یافتہ لوگوں کی ہدایت میں اضافہ کیا جاتا ہے اور انہیں اُن کے حصے کا تقویٰ دیا جاتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ سے کہا گیا کہ وہ اپنی اور مسلمانوں کی خطاؤں کی معافی مانگتے رہیں۔

منافقین پہلے جہاد کی سورت کا مطالبہ کرتے رہے لیکن محکم سورت نازل ہونے کے بعد ان پر موت کی غشی طاری ہو گئی۔ وحی کے نازل ہو جانے کے بعد، انہوں نے اس پر ناگواری کا اظہار کیا اور صرف 'جزوی اطاعت' پر رضامندی ظاہر کی۔ ان کے دلوں کے بھیدوں سے اللہ خوب واقف ہے۔

منافقین کے حال پر افسوس ہے۔ کاش یہ لوگ سچی اطاعت کرتے۔ یہ منہ پھیریں گے تو زمین پر فساد برپا کریں گے اور قطع رحمی کریں گے۔ یہ وہ لوگ ہیں، جن پر اللہ نے لعنت کی، انہیں اندھا اور بہرا کر دیا۔ کیا یہ لوگ قرآن پر غور نہیں کرتے یا دلوں پر تالے پڑے ہوئے ہیں؟ ایمان لانے کے بعد پیچھے پلٹنے والے منافقین کو شیطان نے دھوکہ دیا۔ اس لیے انہوں نے اللہ کی وحی پر کراہیت محسوس کی۔

انہیں خبردار کیا گیا کہ جب فرشتے ان کی روح قبض کریں گے تو انہیں تھپڑ مارے جائیں گے اور ان کی پیٹھوں پر بھی۔ اللہ تعالیٰ منافقین کے مقابلے میں مخلص مجاہدین اور صابریں کو چھانٹ کر رہے گا۔ کافر اللہ کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتے۔

5- آیات 33 تا 35: پانچویں پیرا گراف میں، اہل ایمان مجاہدین کے لیے جہاد کی ہدایات دی گئی ہیں

اہل ایمان کو اللہ اور رسول ﷺ کی اطاعت کرنی چاہیے، ورنہ ان کے اعمال غارت ہو جائیں گے۔ جو کفر پر مرے گا اُس کی مغفرت نہیں ہو سکتی۔ مسلمانوں سے کہا گیا کہ نہ تو انہیں کمزوری دکھانی چاہیے اور نہ سمجھوتے کی طرف دعوت دینی چاہیے۔ وہی غالب رہیں گے۔

6- آیات 36 تا 38: چھٹے اور آخری پیرا گراف میں اتفاق کا حکم ہے

دنیا کی زندگی کھیل تماشا ہے۔ ایمان اور تقویٰ کے نتیجے میں اجر حاصل ہوگا۔ جہاد کی کامیابی کے لیے مالی اتفاق کی اپیل کی جا رہی ہے۔ بخیل لوگ خود اپنے اوپر ظلم کرتے ہیں۔

یہ ابدی اصول رکھا گیا ہے کہ ﴿جہاد﴾ کی کامیابی کے لیے ﴿انفاق﴾ ایک بنیادی شرط ہے۔ انفاق کی اپیل کی گئی اور یہ بات صاف صاف بتادی گئی کہ عدم انفاق کی صورت میں بخیلوں سے حکومت اور امانت چھین لی جاتی ہے، وہ محکوم بنادیے جاتے ہیں اور انہیں مٹا کر دوسری فیاض قومیں اٹھائی جاتی ہیں۔

مرکزی مضمون

دنیا اور آخرت کی کامیابی کے لیے، اللہ کی راہ میں کافروں کے ساتھ مال کا جہاد یعنی ﴿انفاق﴾ اور جان کا ﴿جہاد﴾ ضروری ہے، ورنہ اللہ تعالیٰ بزدل اور بخیل قوموں کو ہٹا کر فیاض اور بہادر قوم پیدا کر سکتا ہے۔

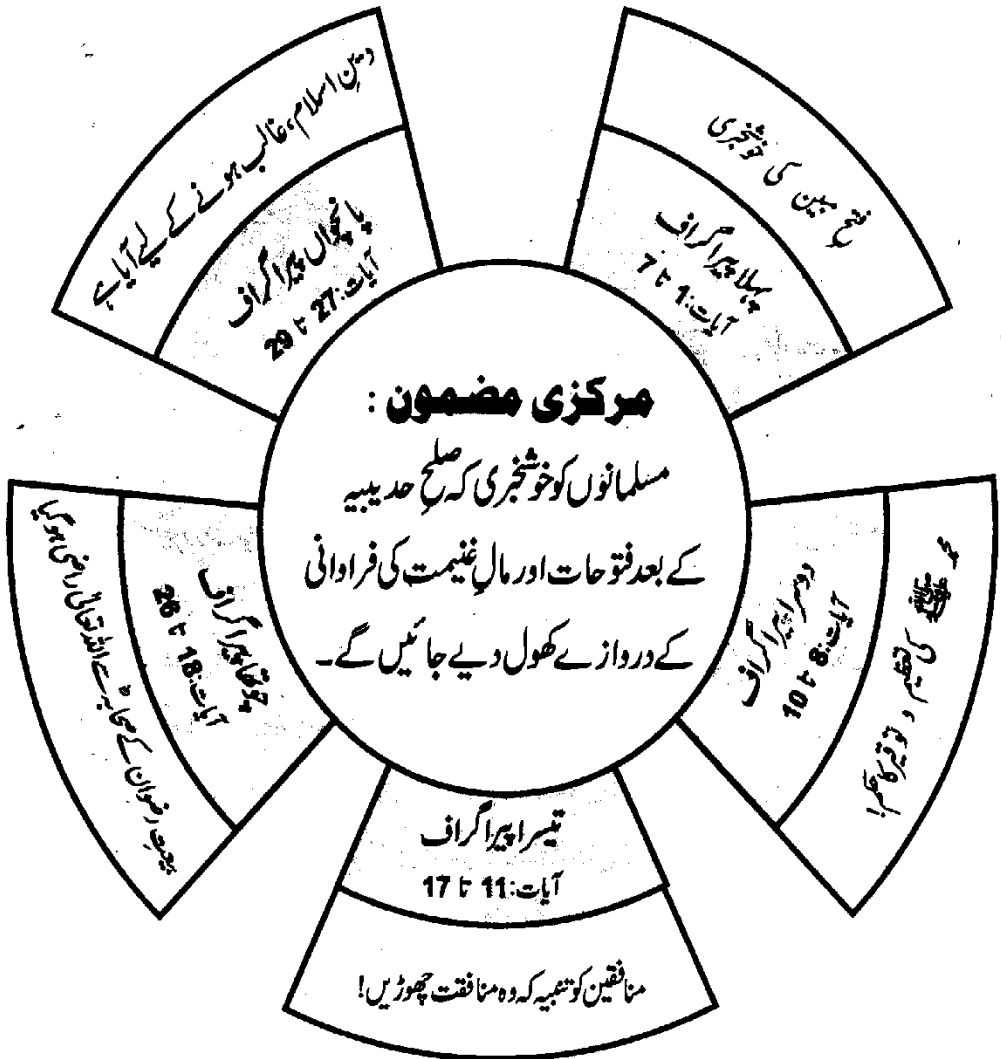


ترتیبی نقشہ ربط

نظم جلی

48- سُورَةُ الْفَتْحِ

آیات : 29 مَدْبِیَّةٌ پیرا گراف : 5



زمانہ نزول اور پس منظر

سُورَةُ الْفَتْحِ ﴿١﴾، ذوالقعدہ 6 ھ میں، صلح حدیبیہ کے بعد، مکہ المکرمہ سے مدینہ منورہ کی جانب واپسی کے سفر میں نازل ہوئی۔

1- **جنگِ احزاب:** اس سے ایک سال پہلے ہی شوال 5 ھ میں قریش مکہ اور دیگر کئی قبائل نے مل جل کر مدینہ منورہ کو گھیر لیا تھا، ایک مہینے کے محاصرے کے بعد اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھیجی گئی ایک تیز آندھی کے سبب، وہ ناکام و نامراد واپس ہو گئے تھے اور مدینہ منورہ کی نوزائیدہ اسلامی حکومت کے خلاف یہ جنگی کارروائی پوری طرح ناکام ہو گئی۔ اس جنگ کو ﴿جنگِ احزاب﴾ یا ﴿جنگِ خندق﴾ کہا جاتا ہے۔

2- **رسول اللہ ﷺ کا خواب:** قریش اور اہل عرب کی اس ہزیمت اور پسپائی کے تقریباً ایک سال بعد، رسول اللہ ﷺ کو ایک خواب کے ذریعے وحی کی گئی کہ آپ ﷺ مسجد حرام میں داخل ہو رہے ہیں۔ چنانچہ آپ نے عمرے کے لیے اعلان عام کر دیا۔ منافقین نے اس اقدام کو غلط سمجھا۔ ظاہر ہے یہ دشمن کے منہ میں جانے کے مترادف تھا صرف چودہ سو (1,400) مخلص صحابہؓ نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ احرام باندھا اور اپنی اپنی نیاموں میں تلوار رکھ کر، ستر قربانی کے اونٹوں کے ساتھ مکہ کی طرف رسول اللہ ﷺ کی قیادت میں عازم عمرہ ہوئے۔ مکہ سے پندرہ میل (22 کلومیٹر) پہلے ایک مقام ﴿حُدَّيْبِيَّة﴾ ہے، جسے آج کل شَمْسِی کہا جاتا ہے اور جسے قرآن نے ﴿بَطْنِ مَكَّة﴾ کا نام دیا، یہاں رسول اللہ ﷺ نے پڑاؤ ڈالا اور حضرت عثمانؓ کو مکہ کے اندر بطور سفیر روانہ کیا اور اس قافلے کی غرض و غایت سے آگاہ کیا۔ ان کی واپسی میں تاخیر ہوئی، یہ احساس پیدا ہوا کہ شاید حضرت عثمانؓ قتل کر دیے گئے ہیں اور اہل مکہ کے خلاف جنگی کارروائی ضروری ہے۔

3- **بیعت رضوان:** اس موقع پر رسول اللہ ﷺ نے صحابہؓ سے ایک خصوصی حلف لیا، جسے ﴿بیعت رضوان﴾ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے، تاکہ حضرت عثمانؓ کے قتل کی خبر سچی ثابت ہو جانے کی صورت میں اس قتل کا بدلہ لیا جاسکے۔

4- **صلح حدیبیہ (ذوالقعدہ 6 ہجری):** بعد ازاں قریش نے سہیل بن عمرو کو گفتگو کے لیے بھیجا، جس کے نتیجے میں صلح حدیبیہ کا معاہدہ لکھا گیا۔ اس معاہدے کی رو سے قریش مکہ اور مدینے کی اسلامی ریاست کے درمیان دس (10) سال کی جنگ بندی، اس سال کے بجائے اگلے سال (یعنی 7 ھ میں) مسلمانوں کے عمرہ قضاء، قریش کے کسی آدمی کی مدینہ آمد پر واپسی اور کسی مسلمان کی قریش کے پاس لوٹ جانے پر عدم واپسی، اطراف و اکناف کے قبائل کو یہ آزادی کہ وہ قریش کے حلیف بھی ہو سکتے ہیں اور مسلم ریاست مدینہ کے حلیف بھی ہو سکتے تھے وغیرہ

جیسے نکات پر اتفاق ہو گیا۔ معاہدے کی رو سے، ان دفعات میں سے کسی ایک دفعہ کی خلاف ورزی کی صورت میں بھی پورا معاہدہ منسوخ سمجھا جاتا۔

5۔ فتح خیبر (محرم 7 ہجری): جنوبی محاذ سے بے فکر ہونے کے بعد، رسول اللہ ﷺ نے محرم 7ھ میں، صلح حدیبیہ سے واپسی کے بعد، شمالی جانب یعنی خیبر کی طرف رخ کیا، فتح خیبر سے مسلمانوں کو بہت سارا مال غنیمت نصیب ہوا، جس کی بشارت بھی اسی سورت ﴿الفتح﴾ میں دی گئی ہے۔

6۔ عمرہ قضاء (ذوالقعدہ 7 ہجری): صلح حدیبیہ کے مطابق اگلے سال رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کے ساتھ ذوالقعدہ 7ھ میں عمرہ قضاء ادا کیا۔ اس کے بعد قریش کی بدعہدی کی وجہ سے صلح حدیبیہ کا معاہدہ منسوخ اور کالعدم ہو گیا۔

7۔ فتح مکہ (رمضان 8 ہجری): رسول اللہ ﷺ نے دس ہزار صحابہؓ کو لے کر رمضان 8ھ میں مکہ پر دھاوا بول دیا۔ یہ اسلام کی فتح تھی، جس کے بعد لوگ جوق در جوق اسلام میں داخل ہوتے گئے۔

صلح حدیبیہ (ذوالقعدہ 6ھ) اسلامی فتوحات کا نقطہ آغاز ہے، جس کی عملی تصویر رمضان 8ھ میں، فتح مکہ کی صورت میں ظاہر ہوئی۔ اسی لیے قرآن نے صلح حدیبیہ کو ﴿فتح مبین﴾ واضح کامیابی قرار دیا ہے۔

سورة الفتح کے فضائل

سورة الفتح آپ ﷺ کو دنیا اور اس کی تمام نعمتوں سے زیادہ محبوب تھی۔

حضرت زید بن اسلم اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک سفر میں جا رہے تھے۔ حضرت عمرؓ بھی آپ ﷺ کے ساتھ تھے۔ رات کا وقت تھا۔ حضرت عمرؓ نے آپ ﷺ سے کسی چیز کے بارے میں سوال کیا، لیکن رسول اللہ ﷺ نے کوئی جواب نہیں دیا۔ پھر حضرت عمرؓ نے دوسری مرتبہ سوال کیا، لیکن رسول اللہ ﷺ نے کوئی جواب نہیں دیا۔ تیسری مرتبہ پھر حضرت عمرؓ نے سوال کیا، لیکن رسول اللہ ﷺ نے کوئی جواب نہیں دیا۔ حضرت عمرؓ نے اپنے آپ سے افسوس کرتے ہوئے کہا: ﴿فَكَلْتُ أَمْ عُمْرٌ﴾ عمر کی ماں اسے گم کر دے۔ رسول اللہ ﷺ سے تو نے تین مرتبہ سوال کیا، لیکن رسول اللہ ﷺ نے تجھے کسی مرتبہ بھی جواب نہیں دیا۔ حضرت عمرؓ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے اوٹ کو حرکت دی اور لوگوں سے آگے بڑھ گیا۔ مجھے خوف تھا کہ کہیں میرے بارے میں قرآن مجید کی کوئی آیت نہ نازل ہو جائے۔ ابھی تھوڑی دیر ہی ہوئی تھی کہ میں نے ایک آواز دینے والے کو سنا جو مجھے پکار رہا تھا۔ میں نے کہا کہ مجھے تو خدشہ تھا ہی کہ میرے بارے میں کوئی آیت نہ نازل ہو جائے۔ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور آپ ﷺ کو سلام کیا: آپ ﷺ نے فرمایا:

﴿لَقَدْ أَنْزِلْتُ عَلَى الْلَيْلَةِ سُورَةً لَهَا أَحَبُّ إِلَيَّ مِمَّا طَلَعَتِ الشَّمْسُ عَلَيْهِ

ثُمَّ قَرَأَ أَنَا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُبِينًا ﴿١﴾

”آج رات مجھ پر ایک سورت نازل کی گئی ہے، جو مجھے ہر اُس چیز سے زیادہ محبوب ہے، جس پر سورج طلوع ہوتا ہے۔ پھر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت کی ﴿إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُبِينًا﴾۔

(صحیح بخاری: کتاب التفسیر، باب تفسیر سورة الفتح، حدیث 4,553)

سورة الفتح کا کتابی ربط

- 1- پچھلی سورت ﴿مُحَمَّد﴾ میں جہاد اور انفاق کا مطالبہ کیا گیا تھا اور بتایا گیا تھا کہ بخل کا رویہ اختیار کرنے پر، اللہ تعالیٰ اپنے قانون استبدال کے تحت، کسی اور قوم کو اٹھا کر اس سے جہاد اور انفاق کا کام لے سکتا ہے۔ یہاں اس سورت ﴿الفتح﴾ میں جہاد اور انفاق کے فوائد اور ثمرات کی بشارت ہے، جس کی نشاندہی ﴿مَغَانِمَ کَثِيرَةً﴾ کے لفظ سے کی گئی۔
- 2- اس سورت ﴿الفتح﴾ میں اُن لوگوں کا ذکر ہے، جو عمرے کے سفر کے لیے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نہیں گئے اور یہ بدگمانی کر رہے تھے کہ یہ لوگ بخیر واپس نہیں لوٹیں گے۔ اگلی سورت ﴿الحجرات﴾ میں واضح کر دیا گیا کہ محض زبان سے ایمان لانے والے مومن نہیں ہو سکتے۔ وہ اسلام کے دبدبے سے مرعوب ہو کر مسلم ہو گئے ہیں سچے مومنوں کی پانچ صفات بیان کی گئیں کہ وہ اللہ پر ایمان لاتے ہیں، رسول پر ایمان لاتے ہیں، پھر شک میں مبتلا نہیں ہوتے۔ پھر مال سے اور اُس کے بعد جان سے اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہیں۔ یہی سچے لوگ ہیں۔

اہم کلیدی الفاظ اور مضامین

- 1- اس سورت میں دو (2) مرتبہ یہ بات مسلمانوں کو ذہن نشین کرائی گئی کہ فتح و نصرت اللہ کی جانب ہی سے آتی ہے۔ زمین و آسمان کے سارے ﴿جُنُود﴾ یعنی لشکر اللہ ہی کے اختیار میں ہیں ﴿وَلِلَّهِ جُنُودُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ﴾۔
- 2- رسول اللہ ﷺ اور مخلص صحابہ کے بارے میں بدگمانی ﴿ظَنَّ السَّوْءَ﴾ کرنے والے منافقین کو دو (2) مرتبہ تنبیہ کی گئی۔

(a) اللہ منافقین اور مشرکین کو سزا دے گا، اُن پر اللہ کا غضب ہوگا، لعنت ہوگی اور وہ جہنمی ہوں گے۔

﴿وَيَعَذِّبُ الْمُنَافِقِينَ وَالْمُنَافِقَاتِ وَالْمُشْرِكِينَ وَالْمُشْرِكَاتِ الظَّالِمِينَ بِاللَّهِ ظَنَّ السَّوْءَ عَلَيْهِمْ ذَاتُ السَّوْءِ وَاللَّهُ عَظِيمٌ وَعَظِبَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ وَلَعَنَهُمْ وَأَعَدَّ لَهُمْ جَهَنَّمَ وَمَاءٌ مَّوْصِرًا﴾ (آیت: 6)۔

(b) منافقین نے بدگمانی سے کام لیا تھا کہ رسول اللہ ﷺ اور دیگر صحابہؓ عمرے کے سفر کے بعد خیریت سے مدینہ نہیں پہنچ سکیں گے۔

﴿بَلْ ظَنَنْتُمْ أَنْ لَنْ يَنْقَلِبَ الرَّسُولُ وَالْمُؤْمِنُونَ إِلَى أَهْلِيهِمْ أَبَدًا وَ زَيَّنَ ذَلِكَ فِي قُلُوبِكُمْ وَظَنَنْتُمْ ظَنَّ السَّوْءِ وَكُنْتُمْ قَوْمًا بُورًا﴾ (آیت: 12)۔

3- اس سورت میں، فتوحات کی بشارت ہے۔ چنانچہ دو سال کے اندر اندر فتح مکہ ہوئی اور اس کے بعد کے دس بارہ سالوں میں شام، عراق، ایران، خراسان، آذربائیجان، فلسطین، مصر، لیبیا اور دیگر علاقے یکے بعد دیگرے فتح ہوتے گئے۔ مسلمانوں کو مال غنیمت ﴿مَغَانِمَ كَثِيرَةً﴾ بھی ملتا گیا۔
(a) کثیر مال غنیمت حاصل ہونے کی بشارت دی گئی۔

﴿وَمَغَانِمَ كَثِيرَةً يَأْخُذُونَهَا وَكَانَ اللَّهُ عَزِيزًا حَكِيمًا﴾ (آیت: 19)

(b) اللہ نے مسلمانوں پر کافروں کے ہاتھ روک لیے اور مستقبل میں کثیر مال غنیمت کی بشارت ہے۔
﴿وَعَدَكُمْ اللَّهُ مَغَانِمَ كَثِيرَةً تَأْخُذُونَهَا فَعَجَّلَ لَكُمْ هَذِهِ وَكَفَّ آيْدِي النَّاسِ عَنْكُمْ﴾ (آیت: 20)

4- عمرے کی عبادت میں شرکت سے محروم ہونے والے لوگوں کے لیے، پیچھے کر دیے جانے والے افراد یعنی ﴿مُخَلَّفُونَ﴾ کی اصطلاح تین (3) مرتبہ استعمال کی گئی۔

(a) نفاق زدہ ﴿مُخَلَّفُونَ﴾ دیہاتیوں کے حیلہ بہانوں کا پول کھول دیا گیا کہ ان کے دلوں میں وہ ہے جو ان کی زبانوں پر نہیں۔

﴿سَيَقُولُ لَكَ الْمُخَلَّفُونَ مِنَ الْأَعْرَابِ شَغَلَتْنَا أَمْوَالُنَا وَأَهْلُونَا فَاسْتَغْفِرْ لَنَا يَقُولُونَ بِآلْسِنَتِهِمْ مَا لَيْسَ فِي قُلُوبِهِمْ﴾ (آیت: 11)

(b) نفاق زدہ ﴿مُخَلَّفُونَ﴾ کے بارے میں ہدایت دی گئی کہ آئندہ کے جنگی سفر (غزوہ خیبر) میں انہیں ساتھ نہیں رکھا جائے گا۔

﴿سَيَقُولُ الْمُخَلَّفُونَ إِذَا انْطَلَقْتُمْ إِلَى مَغَانِمَ لِتَأْخُذُوهَا ذَرُونَا نَتَّبِعْكُمْ يُرِيدُونَ أَنْ يُبَدِّلُوا كَلِمَ اللَّهِ قُلْ لَنْ تَتَّبِعُونَا﴾ (آیت: 15)۔

(c) نفاق زدہ دیہاتی ﴿مُخَلَّفُونَ﴾ سے کہا گیا کہ انہیں مستقبل میں ایک بڑی جنگ میں شرکت دعوت دی جائے گی اور ان کے ایمان کو آزمایا جائے گا۔ ﴿قُلْ لِّلْمُخَلَّفِينَ مِنَ الْأَعْرَابِ سَعُدْعُونَ إِلَى قَوْمِ أُولَىٰ بِأَنْسٍ شَدِيدٍ فَقَاتِلُونَهُمْ أَوْ يُسْلِمُونَ﴾ (آیت: 16)۔

- 5- درخت کے نیچے بیعت (بیعت رضوان) کرنے والے مخلص صحابہؓ کو ﴿رَضِيَ اللَّهُ﴾ کے خطاب سے نوازا گیا۔ (آیت 18) اور ان کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا گیا کہ وہ آپس میں ایک دوسرے کے لیے رحیم اور کافروں پر سخت ہیں۔ ہر وقت اللہ کے فضل اور ﴿رضوان﴾ یعنی اللہ کی رضا کے متلاشی رہتے ہیں (آیت: 29)۔
- 6- صلح حدیبیہ میں قریش کے ساتھ دھوکہ بازی کی گئی تھی۔ اس پر بعض لوگ مطمئن نہیں تھے، لیکن اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر ﴿سَكِينَتٌ﴾ نازل کی۔ اس سورت میں ﴿سَكِينَتٌ﴾ کے نزول کا ذکر تین (3) مرتبہ ہوا۔
- (a) ایمان میں مزید اضافے کے لیے ان چودہ سو مسلمانوں کے دل پر سکینت نازل کی گئی، جو روئے زمین کے سب سے بہتر لوگ تھے۔

﴿هُوَ الَّذِي أَنْزَلَ السَّكِينَةَ فِي قُلُوبِ الْمُؤْمِنِينَ لِيَزْدَادُوا إِيمَانًا مَعَ إِيمَانِهِمْ﴾ (آیت: 4)۔

(b) درخت کے نیچے بیعت کرنے والے لوگوں سے اللہ تعالیٰ کے راضی ہو جانے کی بشارت دی گئی اور ان پر سکینت کے نزول کا ذکر کیا گیا۔

﴿لَقَدْ رَضِيَ اللَّهُ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ إِذْ يُبَايِعُونَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِي قُلُوبِهِمْ فَأَنْزَلَ السَّكِينَةَ عَلَيْهِمْ وَأَنَابَهُمْ فَتُبَّأَ قَرِيبًا﴾ (آیت: 18)۔

(c) کافروں کے دلوں پر ﴿حُمَيَّةَ الْجَاهِلِيَّةِ﴾ کا غلبہ تھا۔ اس کے مقابلے کے لیے اللہ تعالیٰ نے مومنین کے دل پر سکینت نازل کی۔

﴿إِذْ جَعَلَ الَّذِينَ كَفَرُوا فِي قُلُوبِهِمُ الْحُمَيَّةَ الْجَاهِلِيَّةَ فَأَنْزَلَ اللَّهُ سَكِينَتَهُ عَلَى رَسُولِهِ وَعَلَى الْمُؤْمِنِينَ وَأَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوَى وَكَانُوا أَحَقَّ بِهَا وَأَهْلَهَا﴾ (آیت: 26)۔

سورة الفتح کا نظم جلی

یہ سورۃ پانچ (5) پیرا گرافوں پر مشتمل ہے۔

1- آیات 1 تا 7: پہلے پیرا گراف میں، صحابہؓ کو فتح مبین کی دنیاوی خوشخبری دی گئی

مومنین کے لیے جنت اور منافقین کے لیے آخری جزاء و سزا کا وعدہ کیا گیا، جو اللہ کے بارے میں شدید قسم کی بدگمانیوں کا شکار تھے۔ مومنین کو سمجھایا گیا کہ آسمانوں اور زمین کے تمام لشکر اللہ تعالیٰ کے تابع ہیں۔ وہی فتح و نصرت عطا کرنے والا ہے۔

2- آیات 10 تا 8: دوسرے پیرا گراف میں، محمد ﷺ کے منصب شہادت و انذار و تبشیر کا ذکر کر کے ان کی تعظیم و توقیر کا حکم دیا گیا۔

رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ پر بیعت رضوان کرنے والوں کے بارے میں کہا گیا کہ انہوں نے اللہ سے بیعت کی ہے اور ان کے ہاتھوں کے اوپر اللہ کا ہاتھ ہے۔ عہد کی پاسداری کرنے والوں کے لیے اجر عظیم ہوگا۔

3- آیات 11 تا 17: تیسرے پیرا گراف میں، منافقین کو تنبیہ کی گئی کہ وہ منافقت چھوڑ دیں! مخلص بنیں! عذاب سے بچیں! جہاد میں حصہ لیں۔

منافقین کو مستقبل کا نقشہ دکھایا گیا کہ انہیں ایک طاقتور قوم کے خلاف لڑنے کی دعوت دی جائے گی، جن سے وہ لڑیں گے، یا پھر وہ مسلمان ہو جائیں گے۔ ایسی صورت میں اگر وہ اطاعت کا رویہ اختیار کریں گے تو اجر و ثواب کے مستحق ٹھہریں گے۔ نافرمانی کی صورت میں عذاب الیم سے دوچار ہونا پڑے گا۔ جہاد میں شرکت سے صرف اندھے لنگڑے اور مریمض آدمی ہی کو رخصت حاصل ہے، منافقین کو حیلے بہانے چھوڑنے ہوں گے۔

4- آیات 18 تا 26: چوتھے پیرا گراف میں، خوشخبری سنائی گئی کہ بیعت رضوان کے صحابہؓ سے اللہ تعالیٰ راضی ہو گیا اور وہ انہیں کئی فتوحات اور مال غنیمت ﴿مَغَانِمَ کَثِيرَةً﴾ سے نوازے گا۔

اللہ تعالیٰ کے احسان کا ذکر ہوا کہ اُس نے حدیبیہ کے موقع پر مسلمانوں کے ہاتھ کافروں پر اور کافروں کے ہاتھ مسلمانوں پر روک رکھے۔ اللہ کا مزید احسان یہ تھا کہ مشرکین مکہ کی ﴿حُمَيَّةُ الْجَاهِلِيَّةِ﴾ کے مقابلے میں اللہ نے سکینت نازل کی اور انہیں تقویٰ سے نوازا۔

5- آیات 27 تا 29: پانچویں اور آخری پیرا گراف میں، عمرے سے متعلق رسول اللہ ﷺ کے خواب کی سچائی بیان کر کے یہ بات بالکل واضح کر دی گئی کہ دین اسلام، غالب ہونے کے لیے آیا ہے۔ ﴿لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ﴾

مہاجرین و انصار پر مشتمل صحابہؓ کی اس مختصر جماعت کی نوزائیدہ فصل اب اپنے بل بوتے پر کھڑی ہو گئی ہے۔ اب دنیا میں اسلام کی روشنی پھیل کر رہے گی۔ رسول اللہ ﷺ اور صحابہؓ کی شان بیان کی گئی کہ وہ کافروں پر سخت ہیں۔ آپس میں ایک دوسرے کے لیے رحیم ہیں۔ رکوع اور سجود کا اہتمام کرتے ہیں۔ اللہ کے فضل اور اُس کی رضوان کے حصول کے متلاشی رہتے ہیں۔ ایمان اور اعمال صالحہ کے نتیجے میں مغفرت اور اجر عظیم کی بشارت ہے۔

مرکزی مضمون

مسلمانوں کو خوشخبری دی گئی ہے کہ صلح حدیبیہ کے بعد فتوحات اور مال غنیمت کی فراوانی کے دروازے کھول دیے جائیں گے اور منافقین کو خبردار کیا ہے کہ ان کے حق میں بھی بہتر ہے کہ وہ سچے دل سے ایمان لا کر اخلاص عمل کا ثبوت دیں۔ اسلام دنیا میں تمام غلبہ پسند قوتوں کو مغلوب کر کے غالب ہو کر رہے گا۔

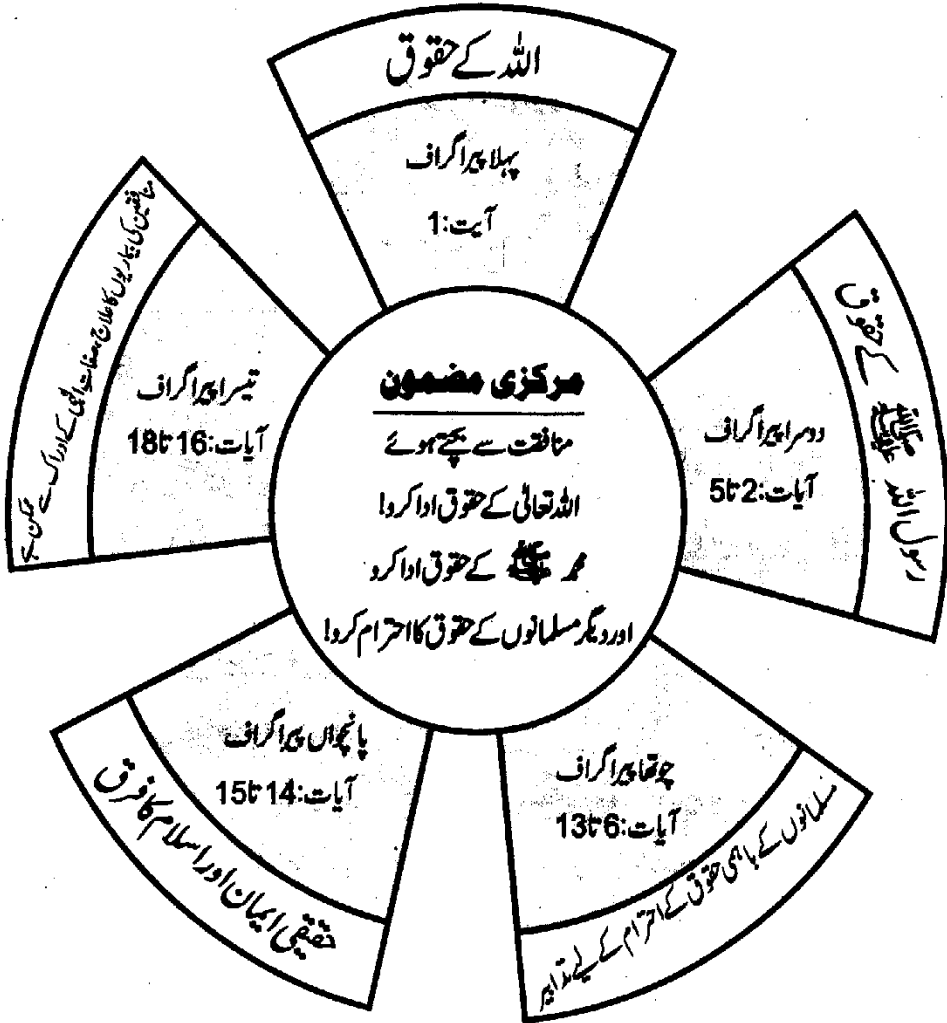


ترتیبی نقشہ ربط

نظم جلی

49- سُورَةُ الْحُجُرَاتِ

آیات : 18 مَدِیْنَةُ ہر اکراف : 5



زمانہ نزول:

سورة الحجرات ، ایک مدنی سورت ہے، جو فتح مکہ کے بعد، 9 ہجری (عام الوفود) میں نازل ہوئی، جب بے شمار قبائل مدینہ آ کر مسلمان ہو رہے تھے۔

سورة الحجرات کا کتابی ربط

1- پچھلی سورۃ ﴿الفتح﴾ میں، فتوحات اور مال غنیمت کی خوشخبری تھی اور منافقین کو ﴿إخلاص عمل﴾ اختیار کر لینے کی نصیحت کا مضمون تھا، یہاں اس سورۃ ﴿الحجرات﴾ میں بتایا گیا ہے کہ یہ اخلاص عمل، منافقت کو ترک کرنے، اللہ اور رسول یعنی کتاب و سنت سے پیش قدمی نہ کرنے، اللہ تعالیٰ کے حقوق، رسول اللہ ﷺ کے حقوق، مسلمانوں کے باہمی حقوق اور اعلیٰ اخلاق کا مظاہرہ کرنے سے ہی حاصل ہو سکتا ہے۔

اہم کلیدی الفاظ و مضامین

1- اس سورت میں ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا﴾ (آیت: 1، 2، 6، 11 اور 12) کے الفاظ سے کچے مسلمانوں اور منافقین کو پانچ مرتبہ خطاب کیا گیا۔ اس طرح کے اسلوب کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ بار بار ان کے زبانی اعلان و اقرار اسلام کے حوالے سے ان کے سامنے یہ بات رکھی جاتی ہے کہ یہ طرز عمل تمہارے اقرار ایمان کے شایان شان نہیں ہے۔

2- مسلمانوں کو نصیحت کی گئی کہ وہ کسی فاسق کی خبر کو صحیح تسلیم کرتے ہوئے غلت پسندی کے ساتھ فوراً کوئی کارروائی نہ کریں۔ مسلمانوں کو تحقیق اور تمییز کی نصیحت کی گئی، تاکہ وہ شرمندگی سے بچ سکیں۔ (آیت: 6)

3- اس سورت میں ﴿إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ﴾ کے ذریعے مسلمانوں کی عالمگیر برادری کی وضاحت کی گئی۔ یہ جمعیت رنگ و نسل، خاندان و نسب اور وطن کی بنیاد پر نہیں بنی ہے، بلکہ اللہ اور اس کے آخری رسول ﷺ پر ایمان کے نتیجے میں قائم ہوئی ہے۔ (آیت: 10)

4- مسلمانوں کو دوسرے مسلمانوں کی غیبت سے منع کر دیا گیا کہ وہ ان کی غیر موجودگی میں ان کے عیب دوسروں پر ظاہر کریں۔ مسلمان کے مرنے پر اس کو غسل اور کفن دے کر جسمانی طور پر پاک کرنا چاہیے اور نماز جنازہ میں دعائے مغفرت کر کے روحانی طور پر پاک کرنے کی کوشش کرنا چاہیے۔ جلد از جلد تدفین کرنا چاہیے تاکہ بدبو، تعفن و بیماریاں نہ پھیلیں۔ اسی طرح مسلمان میں کوئی عیب ہو تو دوسروں سے غیبت کرنے کے بجائے، خود اس شخص سے بات کی جائے، اس کی اصلاح کی کوشش کی جائے اور دعوت و تبلیغ کے بعد، اللہ سے اس کے حق میں دعا کی جائے۔ یہاں 'غیبت' کے لیے مردہ بھائی کے گوشت کھانے کا استعارہ استعمال کیا گیا ہے، تاکہ امت مسلمہ اس قبیح فعل سے مکمل اجتناب کرے۔ (آیت: 11)

5- ﴿إِنَّا أَكْرَمُكُمْ عِنْدَ اللَّهِ اتَّقَاكُمْ﴾ کے ذریعے بتایا گیا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک مکرم اور معزز وہ ہے، جو زیادہ متقی اور پرہیزگار ہے یعنی وہ شخص جو حرام چیزوں کے قریب نہیں جاتا۔ (آیت: 13)

6- اس سورت میں سچے مومنوں کی پانچ (5) صفات بیان کی گئی ہیں۔ اللہ پر ایمان، رسول اللہ ﷺ پر ایمان، پھر اس پر ایسا یقین، جو شک سے پاک ہو، اللہ کی راہ میں مال سے جہاد اور جان سے جہاد۔ (آیت: 14)

سورة الحجرات کا نظم جلی

سورة الحجرات پانچ (5) ہجرا گرافوں پر مشتمل ہے۔

1- آیت 1: اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے پیش قدمی کی ممانعت کر دی گئی

یہ ایک آئینی اور دستوری شق ہے۔ وحی یعنی قرآن و سنت کے خلاف نہ تو کوئی قانون سازی ہو سکتی ہے اور نہ کسی غیر نبی کو (چاہے وہ صحابی ہو، تابعی ہو، تبع تابعی ہو، فقہ کا امام ہو، مفتی ہو، یا عالم دین ہو یا کسی عدالت کا جج) یہ حق حاصل ہے کہ وہ قرآن و سنت کے خلاف رائے اختیار کرے اور نہ کسی کو یہ حق ہے کہ وہ اللہ اور رسول پر کسی غیر نبی کو ترجیح دے۔ قرآن و سنت کی اطاعت مطلق اور غیر مشروط ہے، جب کہ غیر نبی کی اطاعت قرآن و سنت سے مشروط اور مقید ہے۔

2- آیات 2 تا 5: رسول اللہ ﷺ کے حقوق بیان کیے گئے کہ ان کے سامنے نہ تو اپنی آواز بلند کی جاسکتی ہے اور نہ انہیں عام آدمی کی طرح بلند آواز سے بلایا جاسکتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ اور ان کی احادیث سے اپنی آواز اور اپنی بات کو بلند کرنے کے جرم میں حیوۃ اعمال کا اندیشہ ہے۔

3- آیات 6 تا 13: مسلمانوں کے باہمی حقوق بیان کیے گئے۔

وہ آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ ان کے باہمی تعلقات کو درست کرنا اور درست رکھنا ضروری ہے۔ قتال کی صورت میں خاموش تماشائی بننے کے بجائے، عدل و انصاف سے مصالحت اور فیصلہ کرنا چاہیے۔ ایک دوسرے کا مذاق اڑانے، لعن طعن کرنے، برے القاب سے پکارنے بدگمانی کرنے تجسس کرنے اور غیبت کرنے سے منع کر دیا گیا۔

4- آیات 14 تا 15: اسلام اور ایمان کے فرق کو نمایاں کیا گیا۔

بدوی اور دیہاتی مسلمانوں کو بتایا گیا کہ وہ فتح مکہ کے بعد اسلام کے سیاسی غلبے کے نتیجے میں اسلام کے آگے جھک گئے ہیں، لیکن حقیقی ایمان ابھی ان کے دلوں میں راسخ نہیں ہوا۔

5- آیات 16 تا 18: منافقین اپنے ایمان کا احسان اللہ اور رسول پر رکھتے تھے، انہیں بتایا گیا کہ ان کا اللہ پر کوئی احسان نہیں ہے، بلکہ اللہ کا ان پر احسان ہے۔

منافقین کو اللہ کا استاد بننے کے بجائے، خالص ایمان اور عمل اختیار کرنے کی ترغیب دی گئی۔ آخر میں بتایا گیا کہ منافقت کا علاج، اللہ کی کامل صفات کے ادراک سے ہی ہو سکتا ہے۔ اللہ عالم الغیب ہے۔ وہ نیقوں اور اعمال دونوں سے پوری طرح باخبر ہے، اس لیے کامل اخلاص کے ساتھ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کی جانی چاہیے۔

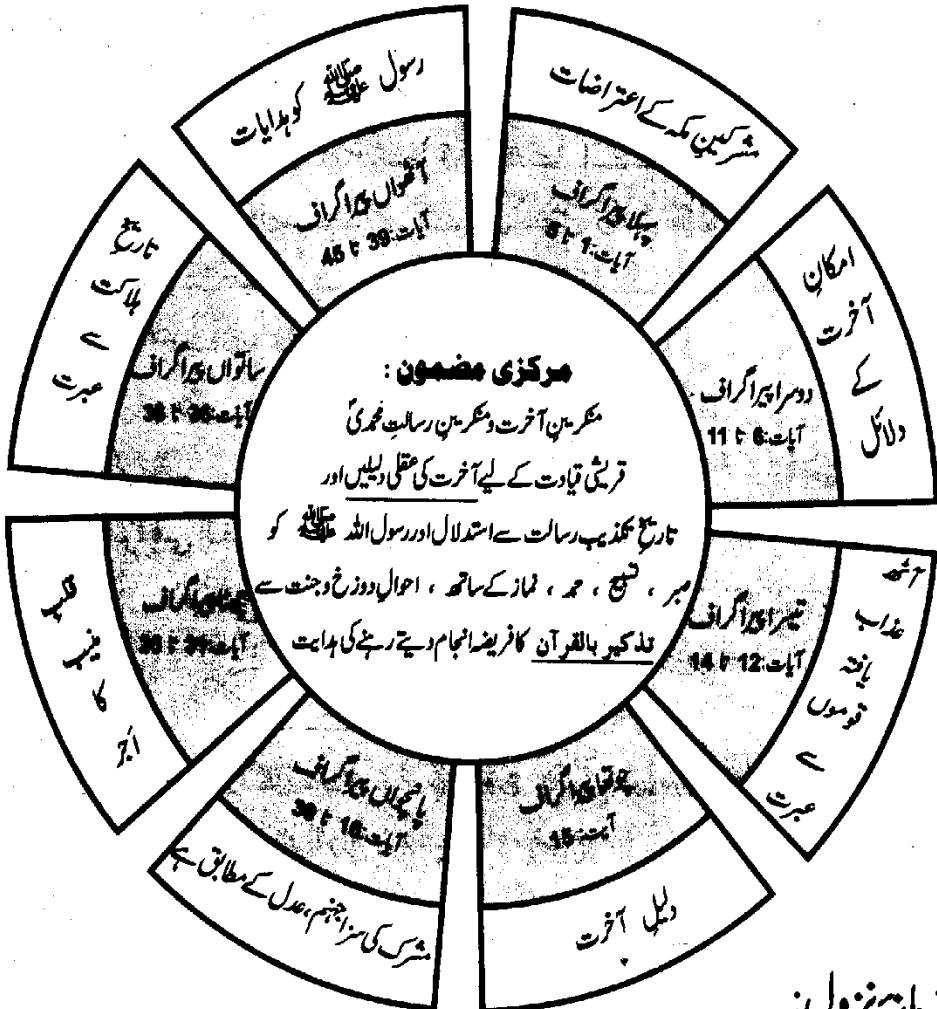
مرکزی مضمون

منافقت سے بچتے ہوئے، سچے مومن بن کر، اعلیٰ اخلاق کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے حقوق، محمد رسول اللہ ﷺ کے حقوق اور مسلمانوں کے باہمی حقوق ادا کرنا چاہیے۔



نظم جلی

آیات : 45 مَكِّيَّةٌ پیراگراف : 8



زمانہ نزول:

سورت ﴿ق﴾، ایک کی سورت ہے۔ غالباً اعلانِ عام کے بعد، 5 نبوی کے آخر میں، ہجرتِ حبشہ کے بعد، نازل ہوئی۔ یہ دو رتذ کیر میں نازل ہوئی، جب ظلم و ستم کا آغاز نہیں ہوا تھا، لیکن ﴿تکذیب﴾ کا غلغلہ تھا۔ یہ سورت، اپنے طرزِ بیان اور مضامین کے لحاظ سے سورت ﴿الملک﴾ سے ملتی جلتی ہے۔

سورة ق کے فضائل

- 1- عیدین، جمعہ اور مغرب کی نمازوں میں رسول اللہ ﷺ اس سورت کی تلاوت کیا کرتے تھے۔
حضرت عمرؓ نے حضرت ابو واقد اللیثیؓ سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ عیدین کی نمازوں میں کون سی سورتیں پڑھا کرتے تھے تو انہوں نے جواب دیا: ﴿كَانَ يَقْرَأُ فِيهِمَا بِق وَالْقُرْآنِ الْمَجِيدِ ، وَالنَّازِعَاتِ الْغَائِيَاتِ وَالنَّشَقِ الْقَمَرِ﴾ ”آپ ﷺ سورت ﴿ق﴾ اور سورۃ ﴿القمر﴾ کی تلاوت فرمایا کرتے۔ (صحیح مسلم: کتاب صلوۃ العیدین ، حدیث 2,096)
- 2- رسول اللہ ﷺ فجر کی نماز میں بھی اکثر سورت ﴿ق﴾ کی تلاوت فرماتے تھے تاکہ یہ زبان زد عام و خاص ہو جائے۔
حضرت قطبہ بن مالکؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے فجر کی نماز میں نبی کریم ﷺ کو سورت ﴿ق﴾ پڑھتے سنا۔
﴿سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقْرَأُ فِي الْفَجْرِ وَالنَّخْلَ بِاسْقَاتٍ لَهَا طَلْعٌ نَضِيدٌ﴾
(صحیح مسلم: کتاب الصلوۃ ، باب القراءة فی الصبح ، حدیث 1,053)
- 3- حضرت جابر بن عبد اللہؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ مغرب کی نماز میں بھی سورت ﴿ق﴾ اور اسی طرح کی سورتیں پڑھا کرتے۔

﴿كَانَ يَقْرَأُ فِي الْفَجْرِ بِق وَالْقُرْآنِ﴾ وَنَحْوِهَا

(صحیح مسلم: کتاب الصلوۃ ، باب القراءة فی الصبح ، حدیث 1,056)

سورة ق کا کتابی ربط

- 1- پچھلی تین (3) سورتیں مدنی تھیں۔ سورۃ ﴿محمد﴾ ، سورۃ ﴿الفتح﴾ اور سورۃ ﴿الحجرات﴾۔ اب یہاں سورۃ ﴿ق﴾ سے سات (7) کی سورتیں آرہی ہیں، ان تمام کا موضوع احوال آخرت اور امکان آخرت کے دلائل پر مشتمل ہے۔
- 2- سورت ﴿محمد﴾ کے حکم جہاد کو، سورت ﴿الفتح﴾ کی فتوحات کی بشارتوں کو اور سورت ﴿الحجرات﴾ کے حقوق کو، اس سورت ﴿ق﴾ اور اس کے بعد آنے والی سورتوں کے عقیدہ آخرت سے مشروط کر دیا گیا ہے۔
- 3- اگلی سورت ﴿الذاریات﴾ میں عقیدہ آخرت کے اثبات کے لیے آفاقی، ارضی، آسمانی، عقلی، نقلی، تاریخی اور انفسی دلائل دیے گئے۔

آخری حزب

سورت ﴿ق﴾ سے قرآن مجید کے سات (7) ﴿حزب﴾ میں سے، آخری حزب یعنی آخری منزل کا آغاز ہوتا ہے۔

اہم کلیدی الفاظ و مضامین

سورت ﴿ق﴾ اپنے الفاظ، قوافی، اسلوب اور جامعیت کے اعتبار سے ایک پر تاثیر سورت ہے۔ اس سورت میں آخرت کی عقلی دلیلیں فراہم کی گئی ہیں، تاکہ ﴿قلب مُنِيب﴾ کو بیدار کر کے انسان کو ﴿عبد مُنِيب﴾ بنایا جاسکے۔

1- اس سورت میں مشرکین مکہ کے قرآن مجید پر اعتراضات کا ذکر ہے:

(a) قرآن کو، قریش ہی کے ایک آدمی محمد ﷺ پر کیوں نازل کیا گیا؟ ﴿رَجُلٌ مِّنْهُمْ﴾ (آیت: 2)

(b) قرآن کی دعوت آخرت، ہماری عقل میں نہیں آتی۔ ﴿ذٰلِكَ رَجْعُ بَعْدٍ﴾ (آیت: 3)

2- اس سورت میں مشرکین مکہ کی قیادت کے اوصاف بیان کیے گئے:

(a) یہ کافر قیادت سخت ناشکری ہے۔ ﴿كَفَّارٍ﴾ (آیت: 24)

(b) حق سے عناد رکھتی ہے۔ ﴿عَصِيْبٍ﴾ (آیت: 24)

(c) یہ قیادت خیر سے روکتی ہے۔ ﴿مُنَّاعٍ لِّلْخَيْرِ﴾ (آیت: 25)

(d) مُعْتَد اور حد سے گزری ہوئی ہے۔ ﴿مُعْتَدٍ﴾ (آیت: 25)

(e) مُرِيب ہے۔ شک میں جتا ہے۔ ﴿مُرِيبٍ﴾ (آیت: 25)

(f) مُشْرک ہے۔ ﴿الَّذِي جَعَلَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ﴾ (آیت: 26)

3- اس سورت میں مشرک قیادت کے مقابلے میں رسول اللہ ﷺ کی صفات بیان کی گئیں:

(a) ﴿مُنْذِرٍ﴾ (Warner) ہیں۔ (آیت: 2)

(b) ﴿مُذَكِّرٍ﴾ ہیں، نصیحت کرتے ہیں۔ (آیت: 45)

(c) ﴿جَبَّارٍ﴾ نہیں ہیں۔ (آیت: 45) تبلیغ دین میں جبر و زبردستی نہیں ہے۔

4- رسول اللہ ﷺ اور صحابہؓ کے فضائل بیان کیے گئے:

(a) ﴿مُتَّقِينَ﴾ ہیں۔ (آیت: 31)

(b) ﴿اٰوَابٍ﴾ ہیں۔ ہر وقت اللہ سے رجوع کرتے رہتے ہیں۔ (آیت: 32)

(c) ﴿حَفِیْظٌ﴾ ہیں۔ حدودِ الہی، حقوق اور فرائض کا لحاظ کرتے ہیں۔ (آیت: 32)

(d) ﴿خَاشٍ﴾ ہیں، خدائے رحمن سے غیب میں ڈرتے ہیں۔ (آیت: 33)

(e) ﴿قَلْبٍ مُّنبِیِّ﴾ دلِ گرویدہ یعنی متوجہ دل رکھتے ہیں۔ (آیت: 33)

(f) صابر، حامد اور مُسْتَبِیح ہیں۔ (آیت: 40)

(g) تذکیر بالقرآن اور دعوت و تبلیغ کے اہم کام میں منہمک ہیں۔ (آیت: 45)

5- اس سورت میں ﴿قَلْبٍ مُّنبِیِّ﴾ کی اہمیت اجاگر کی گئی۔

عبدِ منیب۔ (آیت: 8)، قَلْبٍ مُّنبِیِّ (آیت: 33)، قَلْب (آیت: 37)

6- اس سورت میں، اثباتِ آخرت کی چار (4) دلیلیں فراہم کی گئیں:

(a) اللہ تعالیٰ دفن کے بعد، انسانی لاش کے اندر تغیرات ارضی کا مکمل علم رکھتا ہے کہ تحلیل کے بعد کون سا عضو کہاں گیا؟

﴿قَدْ عَلِمْنَا مَا تَنْقُصُ الْأَرْضُ مِنْهُمْ وَعِنْدَنَا كَنْبٌ حَفِیْظٌ﴾ (آیت: 4)

امکانِ آخرت کو ثابت کرنے کے لیے اللہ کی صفتِ قدرت اور صفتِ علم سے استدلال کیا گیا ہے۔

(b) ایک عقلی دلیل کے ذریعے تخلیقِ اول سے، تخلیقِ ثانی اور امکانِ آخرت پر استدلال کیا گیا۔ جو ہستی پہلی تخلیق

سے عاجز نہیں تھی اُس کے بارے میں یہ گمان کیسے کیا جاسکتا ہے کہ وہ دوسری مرتبہ مردوں کو زندہ نہیں کر سکتی؟

﴿أَفَعَبْنَا بِالْخَلْقِ الْأَوَّلِ بَلْ هُمْ فِي لَبْسٍ مِنْ خَلْقٍ جَدِیدٍ﴾ (آیت: 15)

(c) آخرت کی ایک عقلی اور آفاقی دلیل: بارش سے، بنجر زمین کے سرسبز و شاداب کیے جانے سے، مردوں کو زندہ

کرنے کی قدرت پر استدلال کیا گیا۔ (آیت: 11) ﴿وَأَحْیَیْنَا بِهِ مَلَدَةً مِّثْلًا كَذَلِكَ الْخُرُوجُ﴾

7- تاریخِ ہلاکتِ اقوام کے، سبقِ جزا و سزا سے امکانِ قیامت پر استدلال کیا گیا۔ یہ تاریخی دلیلیں ہیں۔

(a) تاریخ کہتی ہے کہ اٹھ قوموں نے قریش کی طرح ﴿تکذیب﴾ سے کام لیا اور اُن پر اللہ کا عذاب چسپاں ہو گیا۔

﴿كَذَہَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوحٍ وَأَصْحَابُ الرَّسِّ وَكُمُودٌ وَعَادٌ وَفِرْعَوْنُ وَإِخْوَانُ لُوطٍ﴾

﴿وَأَصْحَابُ الْأَيْكَةِ وَقَوْمُ تُبَّعٍ كُلٌّ كَذَبَ الرَّسْلَ فَحَقَّ وَعِیدٌ﴾ (آیت: 14)

(b) تاریخ کہتی ہے کہ قریش سے زیادہ طاقتور قوموں کو ہلاک کیا گیا۔

﴿وَكَمْ أَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِنْ قُرُونٍ هُمْ أَشَدُّ مِنْهُمْ بَطْشًا﴾ (آیت: 36)

8- دلائلِ آخرت: قیامت کو نہ ماننے والے قریش کے لیڈروں پر ثابت کیا گیا کہ موسمِ بہار کے سبزے کی طرح لازماً

روزِ قیامت انسانوں کا قبروں سے خروج ہوگا، وہ ایک بڑی چٹکھڑ سنیں گے اور قیامت برپا ہو جائے گی اور ایسا

کرنا اللہ کے لیے بہت آسان ہے۔

- (a) ﴿وَآخِیْنَا بِہٖ بَلَدَةً مَّیْمَنًا کَذٰلِکَ الْخُرُوْجُ﴾ (آیت: 11)
 (b) ﴿یَوْمَ یَسْمَعُوْنَ الصَّیْحَةَ بِالْحَقِّ ذٰلِکَ یَوْمُ الْخُرُوْجِ﴾ (آیت: 42)
 (c) ﴿یَوْمَ تَشَقَّقُ الْاَرْضُ عَنْہُمْ سَرَاعًا ذٰلِکَ حَشَرٌ عَلَیْنَا یَسِیْرٌ﴾ (آیت: 44)
 9- اس سورت میں، اللہ تعالیٰ کے صفات علم کی کئی طرح وضاحت کی گئی:

(a) اللہ تعالیٰ مردے کی لاش کی تحلیل کے بعد بھی ہر جزو بدن کا علم رکھتا ہے۔

﴿قَدْ عَلِمْنَا مَا تَنْقُصُ الْاَرْضُ مِنْہُمْ﴾ (آیت: 4)۔

(b) اللہ تعالیٰ چونکہ انسانوں کا اور ان کے دلوں کا خالق ہے، اس لیے وہ دلوں کے دوسووں کا بھی علم رکھتا ہے، وہ اپنے علم کے ذریعے ہر انسان کی رگ جان سے بھی زیادہ قریب ہے۔ اللہ تک دعا پہنچانے کے لیے کسی وسیلے کی ضرورت نہیں۔ ﴿وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ وَنَعْلَمُ مَا تُوَسْوِسُ بِہٖ نَفْسُہٗ وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْہٖ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ﴾ (آیت: 16)۔

(c) رسول اللہ ﷺ کو کسی دی گئی کہ کفار کی طرف سے آپ ﷺ کو دی جانے والی اذیت رسائیوں سے بھی اللہ تعالیٰ پوری طرح واقف ہے۔ ﴿نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا یَقُولُوْنَ وَمَا اَنْتَ عَلَیْہِمْ بِجَبَّارٍ﴾ (آیت: 45)۔

سورة ق کا نظم جلی

سورت ﴿ق﴾ آٹھ (8) پیرا گرافوں پر مشتمل ہے۔

1- آیات 1 تا 5: پہلے پیرا گراف میں، مشرکین مکہ کے امکانِ آخرت کے بارے میں شکوک و شبہات پر مشتمل اعتراضات کا جواب دیا گیا ہے۔

پہلا اعتراض یہ تھا کہ رسول خود قریش کے اندر کا ایک انسان کیوں ہے؟ ﴿مُنِیْدٌ رِّمْنُہُمْ﴾ دوسرا اعتراض آخرت کے بارے میں تھا کہ مرنے کے بعد دوبارہ جی اٹھنا بعید از عقل ہے۔ ﴿ذٰلِکَ رَجْعٌ بَعِیْدٌ﴾۔ اس کا جواب اللہ تعالیٰ کی صفتِ علم سے دیا گیا کہ وہ لاشوں میں ہونے والی کمی کا بھی علم رکھتا ہے۔ مشرکین مکہ کی ضد اور ہٹ دھرمی پر روشنی ڈالی گئی کہ دلائل پر مبنی حق آ جانے کے باوجود یہ تشکیک آمیز سوالات اٹھا کر ﴿تَکْذِیْبٌ﴾ کر رہے ہیں۔

2- آیت 6 تا 11: دوسرے پیرا گراف میں، امکانِ آخرت کی دلیلیں فراہم کی گئی ہیں۔

ایک عقلی دلیل یہ ہے کہ جو اللہ بابرکت پانی کے ذریعے موسمِ خزاں کی مردہ زمین کو سرسبز و شاداب کر دیتا ہے، وہی اللہ قبرستانوں کو زندہ کر کے قیامت کے دن انسانوں کو اٹھائے گا۔ ﴿وَآخِیْنَا بِہٖ بَلَدَةً مَّیْمَنًا کَذٰلِکَ الْخُرُوْجُ﴾۔

3۔ آیت 12 تا 14: تیسرے پیرا گراف میں ، آٹھ (8) قوموں کی ہلاکت سے عبرت حاصل کرنے اور اللہ کے قانون جزا دسرا (Law of Reward and Punishment) کو تسلیم کر کے آخرت پر ایمان لانے کی ہدایت کی گئی ہے

آٹھ قومیں یہ ہیں۔ قوم نوح، اصحاب الرس، قوم ثمود، قوم عاد، فرعون، قوم لوط، اصحاب الایکہ اور قوم تبع۔

4۔ آیت 15: چوتھے پیرا گراف میں، آخرت کی عقلی دلیل پیش کی گئی ہے۔

دوسری عقلی دلیل: جو اللہ پہلی تخلیق سے عاجز نہ تھا اور پہلی تخلیق کی پوری قدرت رکھتا تھا، کیا وہ دوسری تخلیق پر قادر نہیں ہو سکتا؟ پھر یہ دوسری تخلیق کے بارے میں کیوں شکوک و شبہات میں مبتلا ہیں؟ ﴿وَأَلْهَيْنَا بِالْعِلْقِ الْأَوَّلِ بَلْ هُمْ فِي لَبْسٍ مِّنْ خَلْقٍ جَدِيدٍ﴾ تخلیق اول سے، تخلیق ثانی کو ثابت کیا گیا ہے۔

5۔ آیت 16 تا 30: پانچویں پیرا گراف میں، عالم نزع، موت اور دوزخ کا نقشہ کھینچ کر اسلام دشمن مشرکین و کافرین کو دوزخ کے عذاب سے ڈرایا گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ ﴿كَلَامٌ﴾ نہیں ہے اور شرک کی سزا عدل کے عین مطابق، دوزخ کی آگ ہوگی۔

اللہ تعالیٰ خالق ہے، مکمل علم رکھتا ہے۔ دل میں آنے والے دوسووں کو بھی جان لیتا ہے۔ رگ جان سے بھی زیادہ قریب ہے اس کے فرشتے انسانوں کے اعمال نوٹ کر رہے ہیں۔ موت کی سختیاں برحق ہیں۔ قیامت برحق ہے، جس دن ہر آدمی دو فرشتوں کے ساتھ حاضر کیا جائے گا۔ ایک ﴿سَاقٍ﴾ ہوگا اور دوسرا ﴿شہید﴾۔ ایک ہانک کر لے جائے گا اور دوسرے کے پاس ریکارڈ ہوگا۔ اُس دن غفلت کا پردہ چاک ہو جائے گا اور ہر ناشکرے اور حق سے عناد رکھنے والے آدمی کو دوزخ میں جمونک دیا جائے گا، جو شرک کرتا تھا، سرکش تھا اور شکوک و شبہات میں گرفتار تھا۔ وہاں پھر وہ ابلیس سے جھگڑے گا اور ابلیس اپنے آپ کو بری الذمہ قرار دے گا۔ دوزخ سے پوچھا جائے گا کیا تو بھڑکی؟ وہ کہے گی۔ ﴿هَلْ مِن مَّزِيدٍ﴾

6۔ آیت 31 تا 35: چھٹے پیرا گراف میں، ﴿قَلْبٍ مُّنبِبٍ﴾ رکھنے والے ﴿مُتَّقِينَ﴾ اور ﴿عَاصِينَ﴾ کے لیے جنت میں اجر و ثواب کی تفصیل بیان کی گئی ہے۔

متقین، ادا بین، غیب پر ایمان لانے والے اور قلب منیب رکھنے والے جنت میں داخل کیے جائیں گے۔

ان کے لیے ہر وہ چیز ہوگی، جو یہ چاہیں گے اور اس کے علاوہ بھی بہت کچھ ہوگا۔ ﴿وَلَدٌ بَنَّا مَزِيدٌ﴾

7۔ آیت 36 تا 38: ساتویں پیرا گراف میں، تاریخ ہلاکت اور قدرت تخلیق سے ہر اس شخص کو عبرت حاصل کرنے کی نصیحت کی گئی ہے جو دل اور کان رکھتا ہے۔

یہاں تاریخی دلیل بھی ہے اور اللہ تعالیٰ کی قدرت سے استدلال بھی ہے۔ قریش کو دھمکایا گیا کہ یہ کیا چیز ہیں؟ اللہ تعالیٰ نے ان سے زیادہ طاقتور لوگوں کو ہلاک کر رکھا دیا۔ ﴿هُمْ أَهْلُ مِنْهُمْ بَطْشًا﴾۔ انہیں قرآن سے نصیحت حاصل

کرنا چاہیے، لیکن نصیحت صرف دل والے ہی حاصل کر سکتے ہیں۔

8- آیت 39 تا 45: آخری اور آٹھویں پیرا گراف میں، رسول اللہ ﷺ کو، الزامات اور اذیت رسانوں پر صبر اور نماز کی ہدایات دی گئیں۔

قیامت کا نقشہ کھینچا گیا کہ وہ ایک دھماکے کی آوازیں گے اور قبروں سے نکل پڑیں گے۔ قیامت کو برپا کرنا اللہ کے لیے بہت آسان ہے اس بارے میں شک نہ کیا جائے۔ رسول اللہ ﷺ کو تسلی دیتے ہوئے یہ بات سمجھائی گئی کہ دعوت کو جبری طور پر مسلط نہیں کیا جاسکتا۔ آخر میں قرآن کے ذریعے تذکیر جاری رکھنے کا حکم دیا گیا ہے۔

﴿لَقَدْ كَرِهَ الْفُورَانِ مَنْ يَخَافُ وَعِمِدُ﴾

مرکزی مضمون

منکرِ آخرت اور منکرِ رسالت قیادت کے لیے آخرت کی عقلی دلیلیں فراہم کر کے شکوک و شبہات دور کر دیے گئے ہیں تاریخ تکذیب سے خبردار کر دیا گیا ہے اس لیے صبر، تسبیح، حمد، نماز کے ساتھ، احوال دوزخ و جنت سے ﴿تَذَكَّرُ كَبِيرُ بِالْفُورَانِ﴾ کا فریضہ انجام دیتے رہنا چاہیے۔



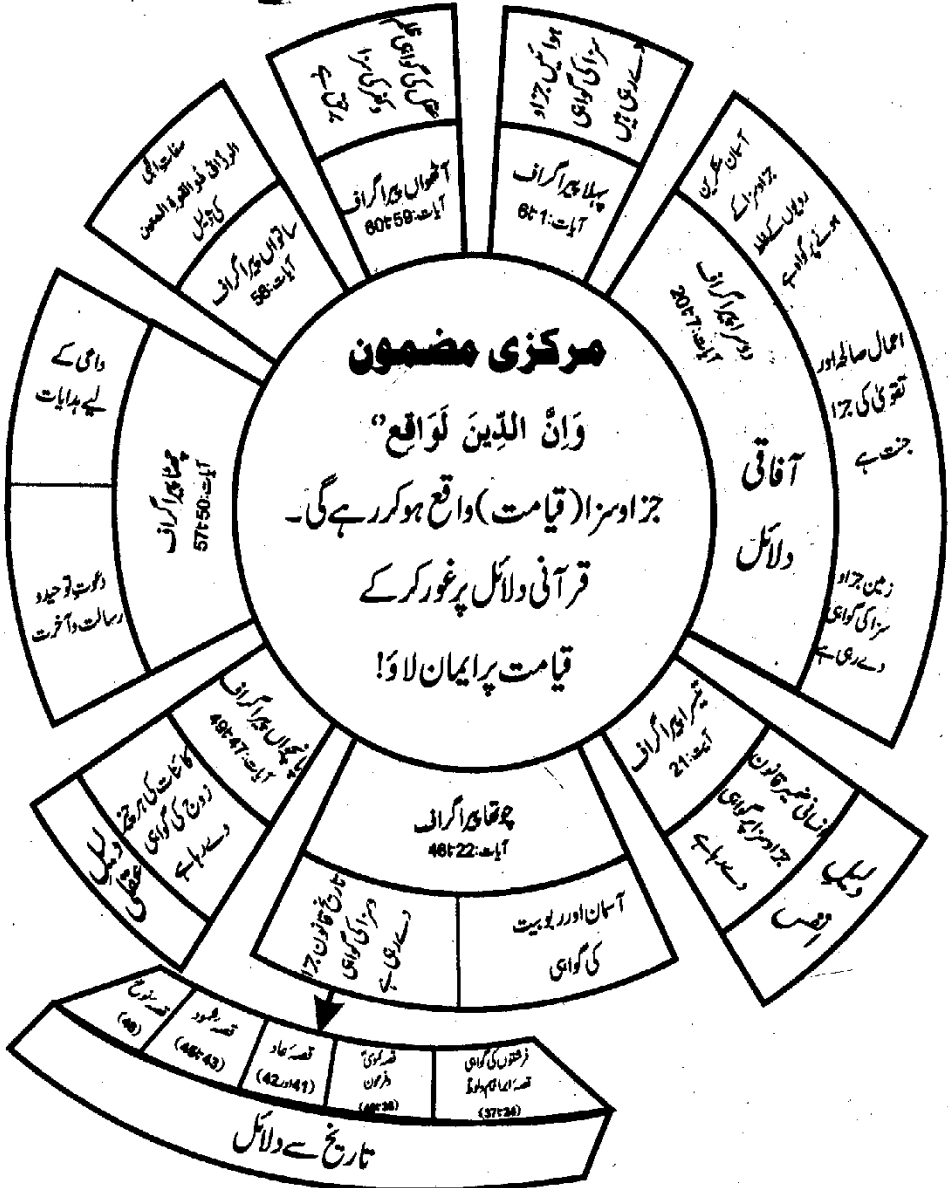
ترتیبی نقشہ ربط

نظم جلی

51- سُورَةُ الذَّارِيَاتِ

آیات : 60..... مَكِّيَّةٌ..... پیراگراف : 8

www.KitaboSunnat.com



زمانہ نزول

سورت ﴿الذاریات﴾، اعلان عام کے بعد رسول اللہ ﷺ کے قیام مکہ کے دوسرے دور (4 تا 5 نبوی) کے ﴿دور تذکیر﴾ میں نازل ہوئی۔ یہ وہ دور الزامات بھی تھا، جب رسول اللہ ﷺ کو قریش کے سردار ﴿ساحر﴾ یا ﴿مجنون﴾ سمجھ رہے تھے۔ انہیں بتایا گیا کہ فرعون نے بھی حضرت موسیٰؑ کو جادو گر یا پاگل قرار دیا تھا (آیت: 39)۔ پچھلے تمام انبیاء کو بھی ﴿ساحر﴾ یا ﴿مجنون﴾ کہا گیا تھا۔ (آیت: 52)۔

سُورَةُ الذَّارِيَّاتِ کا کتابی ربط

- 1- پچھلی سورت ﴿ق﴾ میں، آخرت کی جزا و سزا اور قیامت کو ثابت کرنے کے لیے عقلی دلیلیں دی تھیں، یہاں اس سورت ﴿الذاریات﴾ میں آفاقی، ارضی، آسمانی، انفسی، تاریخی اور عقلی دلیلوں سے امکان قیامت کو ثابت کیا گیا ہے۔ اگر یہ کہا جائے کہ یہ سورت بنیادی طور پر صرف دلائل ہی پر مبنی ہے، تو بے جا نہ ہوگا۔
- 2- پچھلی سورت ﴿ق﴾ میں کہا گیا تھا ﴿لَذِكْرُ بِالْقُرْآنِ مَنْ يَخَافُ وَعَبِدَ﴾ یہاں سورت ﴿الذاریات﴾ میں ﴿وَذِكْرُ فَإِنَّ الذِّكْرَ تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِينَ﴾ کا حکم دیا گیا۔

اہم کلیدی الفاظ اور مضامین

- 1- اس سورت میں ﴿آیات﴾ کا لفظ، دلائل یعنی (Evidence) کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔ (آیت: 20)
- 2- ﴿قُتِلَ الْخَرَّاصُونَ﴾ :
﴿الْخَرَّاصُونَ﴾ سے مراد، وہ نام نہاد دانشور (Pseudo- intellectuals) ہیں، جو آخرت کے بارے میں ہر دور میں، ظن و تخمین سے کام لے کر الٹی سیدھی منطق بکھارتے رہتے ہیں۔ (آیت: 10)
- 3- ﴿وَفِي الْأَرْضِ آيَاتٌ لِلْمُؤْمِنِينَ﴾ (آیت: 20) ”زمین میں بھی یقین کرنے والوں کے لیے، آیات یعنی جزا و سزا کے دلائل موجود ہیں“۔ یہ آخرت کی جزا و سزا کی آفاقی دلیل ہے۔ زمین ہمیں غلہ اور پھل بھی فراہم کرتی ہے اور ہماری قبر بھی بن جاتی ہے۔ یہی زمین قارونوں کو اپنے اندر دھنسا لیتی ہے۔
- 4- اس سورت میں کئی آیات ﴿وَفِي﴾ سے شروع ہوتی ہیں۔ آیت: 20 میں اس بات کو کھول دیا گیا ہے، لیکن اگلی تمام آیات میں تفصیلات کو حذف کر دیا گیا ہے۔ بلاغت کے اس اسلوب سمجھنا ضروری ہے۔
﴿وَفِي أَنْفُسِكُمْ﴾ (آیت: 21) کا مطلب ہے ﴿وَفِي أَنْفُسِكُمْ آيَاتٌ لِلْمُؤْمِنِينَ﴾ یہ انفس کی دلیل جزا و سزا ہے۔

﴿وَفِیْ مُوسٰی﴾ (آیت: 38) کا مطلب ہے ﴿وَفِیْ قِصَّةِ مُوسٰی اٰیٰتٌ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ﴾
یہ تاریخ کی دلیل جزا سزا ہے۔

﴿وَفِیْ عَادٍ﴾ (آیت: 41) کا مطلب ہے ﴿وَفِیْ قِصَّةِ عَادٍ اٰیٰتٌ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ﴾
یہ بھی تاریخی دلیل جزا سزا ہے۔

﴿وَفِیْ ثَمُوْدَ﴾ (آیت: 43) کا مطلب ہے ﴿وَفِیْ قِصَّةِ ثَمُوْدَ اٰیٰتٌ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ﴾
یہ بھی تاریخی دلیل جزا سزا ہے۔

﴿وَقَوْمَ نُوحٍ مِّنْ قَبْلُ﴾ (آیت: 46) کا مطلب ہے ﴿وَاَهْلَکْنَا قَوْمَ نُوحٍ وَفِیْ قِصَّتِهِمْ اٰیٰتٌ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ﴾ یہ بھی تاریخی دلیل جزا سزا ہے۔

5۔ افسی دلیل آخرت: ﴿وَفِیْ اَنْفُسِکُمْ اَلَّا تُبْصِرُوْنَ﴾ (آیت: 21) ”تمہارے اپنے نفس میں بھی (یقین کرنے والوں کے لیے آیات یعنی جزا سزا کے دلائل موجود ہیں) کیا تم لوگوں کو نہیں سوچتا؟“ یہ انسانی ضمیر کی طرف سے جزا سزا کی افسی دلیل ہے۔ انسانی ضمیر، خیر اور شر کا قائل ہے، لہذا اسے خیر کی جزا اور شر کی سزا کو تسلیم کر لینے میں بھی کوئی ہچکچاہٹ نہیں ہونی چاہیے۔

6۔ ﴿وَفِیْ مُوسٰی﴾ (آیت: 38) ”حضرت موسیٰ“ (اور فرعون سے اُن کی کشمکش کے واقعے) میں بھی (یقین کرنے والوں کے لیے آیات یعنی جزا سزا کے دلائل موجود ہیں) بنی اسرائیل کو جزا کے طور پر نجات دی گئی اور آل فرعون کو بطور سزا غرق کیا گیا۔

7۔ ﴿وَفِیْ عَادٍ﴾ (آیت: 41) ”حضرت ہود“ کی قوم عاد (اور اُن کی اپنے رسول سے کشمکش کے واقعے) میں بھی (یقین کرنے والوں کے لیے آیات یعنی جزا سزا کے دلائل موجود ہیں)۔ حضرت ہود اور ان کے مومن ساتھیوں کو جزا کے طور پر نجات دی گئی اور قوم عاد کو ایک تیز آندھی کے ذریعے بطور سزا ہلاک کر دیا گیا۔

8۔ ﴿وَفِیْ ثَمُوْدَ﴾ (آیت: 43) حضرت صالحؑ کی قوم ثمود اور اُن کی اپنے رسول سے کشمکش کے واقعے) میں بھی (یقین کرنے والوں کے لیے آیات یعنی جزا سزا کے دلائل موجود ہیں)۔ حضرت صالحؑ اور ان کے مومن ساتھیوں کو جزا کے طور پر نجات دی گئی اور قوم ثمود کو ایک آواز اور زلزلے کے ذریعے بطور سزا ہلاک کر دیا گیا۔

9۔ ﴿وَقَوْمَ نُوحٍ مِّنْ قَبْلُ﴾ (آیت: 46) ان دونوں قوموں عاد و ثمود سے پہلے، حضرت نوحؑ کی کافر قوم کو طوفان کے ذریعے غرق کیا گیا اور حضرت نوحؑ اور ان کے مسلمان ساتھیوں کو، جو کشتی میں سوار تھے، بچا لیا گیا اس سچے واقعہ میں بھی یقین کرنے والوں کے لیے آیات یعنی جزا سزا کے دلائل موجود ہیں۔

10۔ ﴿فَسِرُّوْا اِلَیَّ اللّٰہُ اِنِّیْ لَکُمْ مِّنْہٗ نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ﴾ (آیت: 50) اس آیت میں، حرف

﴿ف﴾ بہت اہم ہے۔ اس حرف ﴿ف﴾ کا یہاں مطلب ہے، ان مندرجہ بالا دلائل کی روشنی میں اللہ کی طرف رجوع کروا میں تو صرف تم لوگوں کو صاف صاف خبردار کر دینے والا ہوں۔

11- ﴿وَلَا تَجْعَلُوا مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ إِنِّي لَكُم مِّنْهُ لَنَذِيرٌ مُّبِينٌ﴾ (آیت: 51)
اس آیت سے پہلے صرف آخرت کو تسلیم کر لینے کا مطالبہ تھا، اب یہاں توحید اور رسالت کو بھی مان لینے کے دو (2) مزید مطالبات کیے گئے ہیں۔ اس کے بعد یہ بات بھی بتائی گئی ﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُون﴾ (آیت: 56) کہ اللہ تعالیٰ نے مخلوقات میں سے صرف انسانوں اور جنات کو آزادی اختیار دے کر، انہیں اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا ہے۔ عبادت میں اطاعت کا مفہوم بھی پایا جاتا ہے۔ چنانچہ یہاں چوتھا مطالبہ، اللہ کی عبادت و اطاعت کا ہے۔

12- ﴿إِنَّ اللَّهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِينُ﴾ (آیت: 58) اس آیت میں اللہ تعالیٰ کی دونوں صفات کا ذکر کیا گیا۔ وہ ﴿الرَّزَّاقُ﴾ بھی ہے اور ﴿ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِينُ﴾ بھی ہے۔
﴿الرَّزَّاقُ﴾ کی صفت، جزا کی دلیل ہے اور ﴿ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِينُ﴾ کی صفت، سزا کی دلیل ہے۔

سورة الذاریات کا نظم جلی

سورة الذاریات نو (9) پیرا گرافوں پر مشتمل ہے۔

1- آیات 1 تا 6: پہلے پیرا گراف میں، امکان آخرت پر ہواؤں سے آفاقی دلائل دیے گئے۔

2- آیات 7 تا 20: دوسرے پیرا گراف میں، آسمان سے آفاقی دلائل کے ذریعے روز قیامت کے بارے میں اندازے لگانے والوں ﴿الْعَرَاصُونَ﴾ کا رد کر کے ان کے چار (4) غلط رویے بیان کیے گئے۔

فضول اختلاف کرتے ہیں۔ ظن و تخمین سے کام لیتے ہیں۔ غفلت میں مبتلا رہتے ہیں۔ قیامت کا وقت پوچھتے ہیں
(آیات: 14 تا 18)

﴿مُتَّقِينَ﴾ کی چار (4) صفات بیان کر کے ﴿الْعَرَاصُونَ﴾ سے موازنہ کیا گیا۔ ﴿مُتَّقِينَ﴾ محسن ہوتے ہیں۔ راتوں کو کم سوتے ہیں۔ صبح سویرے استغفار کرتے ہیں اور ان کے مال میں سائل و محروم کا حق ہوتا ہے۔ یعنی متقین، اللہ اور بندوں کے حقوق ادا کرتے ہیں۔ (آیات: 15 تا 19)

3- آیات 21: تیسرے پیرا گراف میں، وقوع قیامت پر یقین پیدا کرنے کے لیے انفسی دلائل دے کر بتایا گیا کہ انسانی ضمیر قیامت کے برپا ہونے کی دلیل فراہم کر رہا ہے۔ ﴿وَلَيْسَ أَنْفُسُكُمْ أَفْلاَئِبُ صُرُوفٍ﴾ (آیت: 21)

4- آیات 22 تا 23: چوتھے پیرا گراف میں، روز محشر برپا ہونے پر آفاقی اور عقلی دلائل دے کر مشرکین اور منکرین آخرت کو یہ وعید سنائی گئی کہ جس طرح آسمان میں تمہارا رزق ہے، اسی طرح قیامت کی جزا و سزا بھی آسمان میں ہے۔ ﴿وَفِي السَّمَاءِ رِزْقُكُمْ وَمَا تُوعَدُونَ﴾ (آیت: 22) عقل اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ خالق ارض و سما کی بات برحق ہے۔

4B- آیات 24 تا 46: اس ذیلی پیرا گراف میں، جزا و سزا کی تاریخی دلیلیں پیش کی گئیں ہیں۔ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ جزا (Reward) سے نوازے گا، اور مجرمین و مسرفین کو سزا (Punishment) دے کر داخل جہنم کرے گا۔ تاریخ سے جزا و سزا کا یہی سبق ملتا ہے کہ دنیا کی طرح آخرت میں بھی جزا و سزا ہو کر رہے گی۔

آیات: 24 تا 30 میں، حضرت ابراہیمؑ کو بڑھاپے میں فرشتوں کی جانب سے اولاد کی خوشخبری دی گئی۔ یہ جزا کی دلیل تھی۔ یہ 2,100 ق م کا واقعہ تھا۔

آیات: 31 تا 37 میں، بتایا گیا کہ جزا کی خوشخبری دینے والے یہی فرشتے، فلسطین سے اُردن حضرت لوطؑ کے پاس گئے اور انہیں اُن کی قوم کی ہلاکت کی بری خبر سنائی۔ یہ سزا کی دلیل تھی۔

آیات: 38 تا 40 میں، فرعون اور اُس کے ﴿جُنُودٍ﴾ یعنی لشکروں کی ہلاکت کا ذکر ہے، جو حضرت موسیٰؑ کو جادوگریا پاگل گردانتا تھا۔ یہ 1,300 ق م کا واقعہ تھا۔ قرآن میں فرعون کے لشکروں کو ﴿آلِ فِرْعَوْنَ﴾ بھی کہا گیا۔

آیات: 41 تا 42 میں، قوم عاد کو بانجھ ہوا ﴿الْوَيْحَ الْعَاقِمِ﴾ سے ہلاک کر دیے جانے کا ذکر ہے۔ یہ 3,000 ق م کا واقعہ تھا۔

آیات: 43 تا 45 میں، قوم ثمود کے ایک بچل ﴿صَاعِقَةٍ﴾ سے ہلاک کر دیے جانے کا ذکر ہے۔ یہ 2,500 ق م کا واقعہ تھا۔

آیت: 46 میں، حضرت نوحؑ کی فاسق قوم کا ذکر ہے۔ یہ غالباً 3,500 ق م کا واقعہ ہے۔

5- آیات 47 تا 49: پانچویں پیرا گراف میں، ارض و سما اور ہر چیز کے جوڑوں ﴿ذَوِجَمِینَ﴾ (آیت: 49) کے ذریعے روز جزا و سزا کی عقلی دلیل پیش کی گئی۔

جس طرح زمین کا جوڑا آسمان ہے، اسی طرح اس دنیا کا جوڑا آخرت ہے۔

6- آیات 50 تا 57: چھٹے پیرا گراف میں، دعوتِ توحید و رسالت پیش کر کے شرک (الہا آخر) کی ممانعت کی گئی

بیان کیا گیا کہ انبیاءؑ ڈرانے والے ﴿نذیر﴾ بن کر آئے، لیکن لوگوں نے انہیں ﴿ساحر﴾ اور ﴿مَجْنُون﴾

(آیت: 52) کہہ کر ان کی دعوت کو ٹھکرا دیا۔

داعی اور مبلغ کو ہدایات دے کر آداب دعوت بیان کیے گئے (54 اور 55) اور جن و انس کی تخلیق کا مقصد صرف عبادت الہی بیان کیا گیا۔ (آیت: 56) یعنی اللہ کی عبادت اور اطاعت۔

7- آیات 58: ساتویں پیرا گراف میں، اللہ تعالیٰ کی دو صفات کے ذریعے بتایا گیا کہ جو ہستی ﴿رَزَّاقٌ﴾ ہے، جزا دیتی ہے، وہ طاقتور ﴿هُوَ الْقُوَّةُ الْمَتِّينُ﴾ (Powerful) بھی ہے۔

سزا بھی دیتی ہے، وہ دنیا کو ختم کر کے روز جزا و سزا لانے پر پوری طرح قادر ہے (آیت: 58)۔

8- آیات 59 تا 60: آخری پیرا گراف میں، عقلی دلیل پیش کی گئی۔

عقل انسانی اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ ظالم کو ظلم کی سزا دینے کے لیے آخرت برپا ہونی چاہیے، تاکہ وہاں عدالت انصاف قائم ہو۔

مرکزی مضمون

جزا و سزا (قیامت) واقع ہو کر رہے گی ﴿وَإِنَّ الَّيْتِينَ لَوَاقِعٌ﴾ (آیت: 6)، لہذا قرآن کے آفاقی، انفسی، تاریخی، اور عقلی دلائل پر غور کر کے، روز قیامت پر ایمان لانا چاہیے اور رسول اللہ ﷺ کو رسول مان کر، اُن کی دعوت توحید پر بھی ایمان لانا چاہیے۔



FLOW CHART

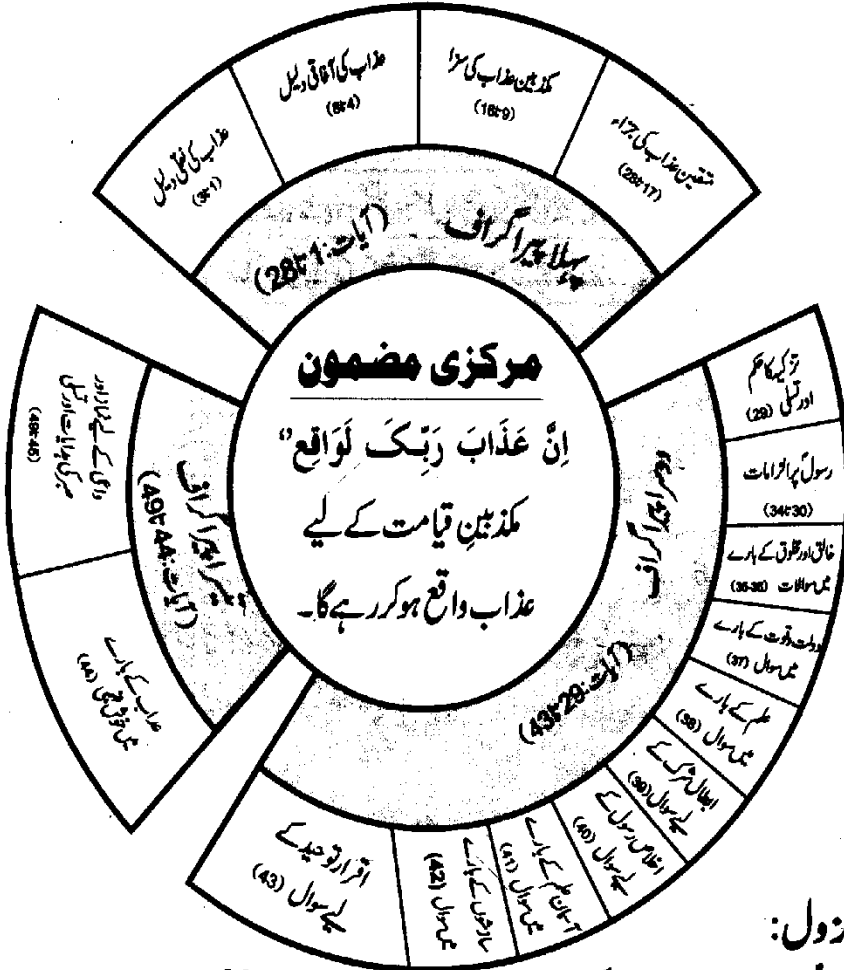
MACRO-STRUCTURE

ترتیبی نقشہ ربط

نظم جلی

52- سُورَةُ الطُّورِ

آیات: 49..... مکیہ..... ہیرا گراف: 3



زما نہ نزول:

سورۃ الطور، سورۃ الحاقہ کی طرح اعلان عام کے بعد رسول ﷺ کے قیام مکہ کے دوسرے دور (4 تا 5 نبوی)، دور بدلتی اور درالزامات میں نازل ہوئی، جب آپ پر ملک دریب کے ساتھ الزامات کی پوجھاڑ ہو رہی تھی۔ جیسے مجنون، شاعر، گاہن، معقول وغیرہ۔

﴿لَذِكْرُ لِمَا أَنتَ بِمَعْنَتٍ رَبِّكَ بِمَا هُمْ وَلَا مَعْنُونٍ ۝ أَمْ يَقُولُونَ شَاعِرٌ﴾
(آیت: 29، 30) ﴿أَمْ يَقُولُونَ تَقْوَلُ﴾ (آیت: 33)

سورۃ الحاقہ میں بھی رسول اللہ ﷺ پر ﴿تَقْوَلُ﴾ کے الزام کا ذکر آیا ہے۔

سورة الطور کا کتابی ربط

1. سورة الطور ﴿﴾ میں بھی، کجلی سورة ﴿الداریات﴾ ہی کا مضمون آخرت ہے۔
کجلی سورت ﴿الداریات﴾ میں ﴿وَإِنَّ الدِّينَ لَوَاقِعٌ﴾ (آیت: 6) کے الفاظ سے امکان قیامت کو ثابت کیا گیا تھا، یہاں ﴿إِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ لَوَاقِعٌ﴾ (آیت: 7) کے الفاظ سے اسے ثابت کیا گیا ہے۔
2. اس سورة ﴿الطور﴾ میں، پورے سوالات کے اسلوب کے ذریعے انسانی ضمیر کو بیدار کیا گیا ہے، تاکہ وہ آخرت اور قیامت کا قائل ہو سکے۔
3. سورة ﴿الداریات﴾ کی آیت 53 میں مشرکین مکہ کے سرداروں کو ﴿قوم طاغون﴾ کہا گیا اور یہاں سورة الطور کی آیت 32 میں بھی انہیں ﴿قوم طاغون﴾ کہا گیا ہے۔

اہم کلیدی الفاظ اور مضامین

- 1- ﴿الَّذِينَ هُمْ فِي خَوْضٍ يَلْعَبُونَ﴾ (آیت: 12) کے الفاظ سے مشرکین مکہ کی قرآن اور اس کی دعوت توحید کے بارے میں غیر سنجیدگی کا پردہ چاک کیا گیا ہے۔
- 2- ﴿وَالَّذِينَ آمَنُوا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِإِيمَانٍ أَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ﴾ (آیت: 21) کے الفاظ سے یہ حقیقت بیان کی گئی ہے کہ والدین کو ان کی اہل ایمان اولاد سے ملا دیا جائے گا، چاہے وہ کسی معمولی درجے ہی کیوں نہ ایمان رکھتی ہوں۔
- 3- ﴿فَلَذِخْرُ لِمَا أَنْتَ بِمُعْتَدٍ لِّرَبِّكَ﴾ (آیت: 29) کے الفاظ سے مشرکین کو تنبیہ اور رسول اللہ ﷺ کو تسلی اور ہدایت دی گئی ہے کہ ﴿كَاهِنٌ﴾ اور ﴿مَجْنُونٌ﴾ جیسے الزامات کے باوجود، ان مشکل حالات میں بھی توحید کی نصیحت اور ﴿نذِکِیْرٌ﴾ کا کام جاری رکھیے۔
- 4- اس سورت میں سوالات کے اسلوب میں، توحید کے عقلی دلائل پیش کیے گئے ہیں۔ ﴿أَمْ لَهُمْ إِلَهٌ غَيْرُ اللَّهِ؟ سُبْحَنَ اللَّهِ عَمَّا يُشْرِكُونَ﴾ (آیت: 43) سوالات کے سلسلے کا یہ آخری سوال ہے۔ یعنی مندرجہ بالا تمام سوالات کا جواب، اگر تم اپنے ضمیر سے حاصل کرنے کی کوشش کرو گے تو تم خود توحید کے قائل ہو جاؤ گے اور شرک کا انکار کر دو گے۔

سورة الطور کا نظم جلی

سورة الطور تین (3) پیرا گرافوں پر مشتمل ہے۔

1- آیات 16 تا 1: پہلے پیرا گراف میں، روز قیامت کی تکذیب کرنے والوں کو خبردار کیا گیا ہے۔

جزا و سزا کے نقلی دلائل: کوہ طور اور اس پر دی جانے والی تعلیمات وحی سے پیش کیے گئے ہیں۔

جزا و سزا کے آفاقی دلائل، بیت معمر، آسمان کی اونچی چھت اور موجزن سمندر سے مہیا کیے گئے ہیں۔ مشرکین کو خبردار کیا گیا ہے کہ وہ ان قرآنی دلائل کے بارے میں سنجیدگی سے غور کریں۔ اس قرآن کو ﴿سحر﴾ یعنی جادو کہہ کر نہ ٹالیں۔

1B- آیات 17 تا 28: اس پیرا گراف میں ﴿مُكَذِّبِينَ﴾ کے مقابلے میں، ﴿مُتَّقِينَ﴾ کے لیے اخروی

انعامات اور اکرامات جنت کی تصویر پیش کی گئی ہے۔

﴿مُكَذِّبِينَ﴾ کی ضد ﴿مُصَدِّقِينَ﴾ ہے، یعنی وہ لوگ جو قیامت کی تصدیق کرنے کے بعد تقویٰ کی زندگی گزارتے ہیں، وہی ﴿مُتَّقِينَ﴾ ہیں۔

2- آیات 29 تا 43: اس پیرا گراف میں، رسول اللہ ﷺ کو الزامات کے ماحول میں بھی قرآن کی ﴿تذکیر﴾ اور

صحیح جاری رکھنے کا حکم دیا گیا ہے۔ (آیت: 29)

اس کے بعد، منکرین آخرت کے سامنے ایسے سوالات رکھے گئے ہیں، جن پر غور کرنے سے ان کے شکوک و شبہات کا ازالہ ہو سکتا ہے۔

اللہ کے وجود کو ثابت کرنے کے لیے پوچھا گیا: ”کیا یہ اپنے خالق خود ہیں؟“ (آیت: 35)

انہیں مخلوق ثابت کرنے کے لیے پوچھا گیا: ”کیا انہوں نے زمین و آسمان کو پیدا کیا ہے؟“ (آیت: 36)

انہیں خوش فہمیوں کی دنیا سے نکالنے کے لیے پوچھا گیا: ”کیا اللہ کے خزانوں پر ان کا تصرف ہے؟“ (آیت: 37)

ان کی لاعلمی کو ثابت کرنے کے لیے پوچھا گیا کہ کیا کوئی سیڑھی ہے، جس سے یہ غیب کی خبریں جان لیتے ہیں؟ (آیت: 38)

فرشتوں کے بارے میں ان کے عقیدے کو غلط ثابت کرنے کے لیے پوچھا گیا کہ کیا اللہ کے لیے ﴿نَعُوذُ بِاللّٰهِ﴾ بیٹیاں ہیں

اور کیا مشرکین کے لیے بیٹے ہیں؟ (آیت: 39)

رسول اللہ ﷺ کے اخلاص کو ثابت کرنے کے لیے پوچھا گیا کہ کیا وہ کوئی اجر طلب کر رہے ہیں؟ (آیت: 40)

آخر میں مشرکین سے توحید کا اقرار کرانے کے لیے پوچھا گیا: ان دلائل کی روشنی میں بتاؤ! کیا اللہ کے سوا بھی کوئی ﴿اللہ﴾ ہے؟

3A- آیات 44 تا 47: قیامت کو جھٹلانے والے مشرکین کو سخت تنبیہ کی گئی ہے اور دگنے عذاب کی دھمکی دی گئی ہے۔

3B- آیات 48 تا 49: آخری پیرا گراف میں، رسول اللہ ﷺ کو ہدایات دی گئیں

﴿عَسُو﴾ کے ساتھ اپنی دعوت کو جاری رکھیں اور مع ونام اپنے رب کی حمد و تسبیح بیان کرتے رہیں وہ یہ سب کچھ دیکھ رہا ہے لہذا وہ آپؐ کو بے یار و مددگار نہیں چھوڑے گا۔ ﴿كَأَنَّكَ بِأَعْيُنِنَا﴾ کے الفاظ کے ذریعے رسول اللہ ﷺ سے خاص التفات ظاہر کیا گیا اور خوشخبری دی گئی کہ یہ دعوت اپنے منطقی انجام کو پہنچ کر رہے گی اور رسول اللہ ﷺ نہ صرف مکہ، بلکہ پورے بلاد عرب پر غالب ہو جائیں گے اور اسلام کی دعوت ساری دنیا میں پھیل کر رہے گی۔

مرکزی مضمون

اللہ کا عذاب اور قیامت واقع ہو کر رہے گی ﴿إِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ لَوَاقِعٌ﴾ (آیت: 7) لہذا مذکورہ

سوالات پر غور کرو۔

رسول اللہ ﷺ کی دعوت تو حید کو مان لو! اور کثیدہ قیامت و آخرت کے بجائے، اس پر ایمان لے آؤ!



FLOW CHART

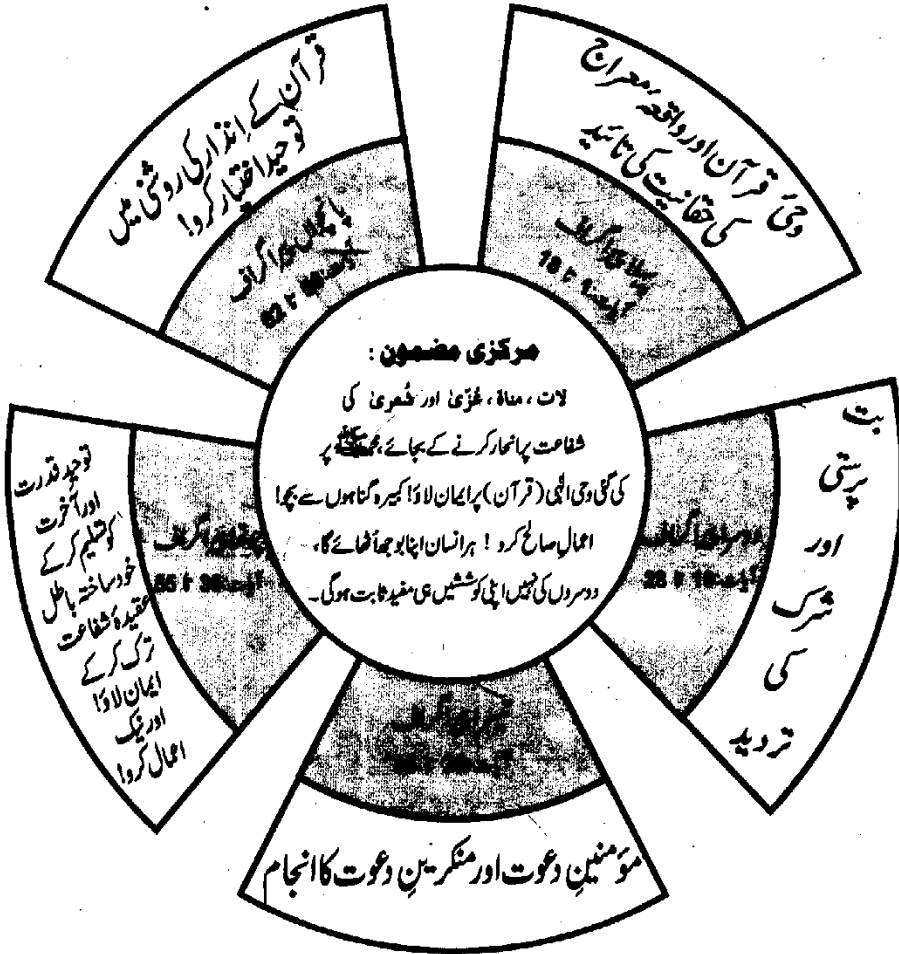
MACRO-STRUCTURE

تظم جلی

ترتیبی نقشہ ربط

53- سُورَةُ النَّجْمِ

آیات : 62 مکیہ پیرا گراف : 5



زمانہ نزول

- 1- پہلا حصہ (ابتدائی 18 آیات) غالباً معراج کے موقع پر، (رجب 12 نبوی میں) نازل ہوا۔
- 2- دوسرا حصہ (آیات 19 تا 62) ہجرت حبشہ کے بعد، غالباً 5 نبوی میں نازل ہو چکا تھا، جب امیہ بن خلف نے آخری آیت سجدہ من کر سجدہ کرنے کے بجائے، کچھ مٹی لے کر اپنی پیشانی پر مل لی تھی۔

سورة النجم کے فضائل

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کہتے ہیں کہ نزول کے اعتبار سے یہ وہ پہلی سورت ہے، جس میں آیت سجدہ ہے۔ ﴿أَوَّلُ سُورَةٍ أُنْزِلَتْ فِيهَا سَجْدَةٌ﴾ وَالنَّجْمِ ﴿ قَالَ : فَسَجَدَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَسَجَدَ مَنْ خَلْفَهُ إِلَّا رَجُلًا رَأَيْتُهُ أَخَذَ كَفًّا مِنْ تُرَابٍ فَسَجَدَ عَلَيْهِ فَرَأَيْتُهُ بَعْدَ ذَلِكَ قُبِلَ كَافِرًا وَهُوَ أُمَيَّةُ بْنُ خَلْفٍ ﴾ (صحیح بخاری : کتاب التفسیر ، باب تفسیر سورة النجم ، حدیث 4,582 ، عن ابن مسعود)

سورة النجم کا کتابی ربط

- 1- پچھلی تین (3) سورتوں ﴿ق، الذاریات اور الطور﴾ میں امکانِ آخرت کے مختلف دلائل تھے۔ یہاں سورة النجم ﴿ میں بتایا گیا ہے کہ آخرت میں نجات کا اصل دار و مدار، عقیدہ توحید اور اعمالِ صالحات پر ہے۔ فرشتوں اور صالحین کی شفاعت پر انحصار نہ کیا جائے۔
- 2- پچھلی سورة الطور میں ﴿کِتَابَ مَسْطُورٍ﴾ کا ذکر تھا، یہاں سورة النجم میں اسی تورات کو ﴿صحفِ موسیٰ﴾ کہا گیا ہے اور اس کی تعلیمات کا کچھ حصہ بیان کیا گیا۔

اہم کلیدی الفاظ اور مضامین

- 1- ﴿وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ ۚ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ﴾ (آیت: 3 اور 4) میں یہ حقیقت بیان کی گئی کہ رسول اللہ ﷺ کوئی فلسفی نہیں تھے، جو اپنے ذاتی غور و فکر یا خواہشاتِ نفس کی پیروی میں کلام کر رہے ہیں، بلکہ وہ توحی کی پیروی کرتے ہیں۔
- 2- ﴿لَقَدْ رَأَىٰ مِنْ آيَاتِ رَبِّهِ الْكُبْرَىٰ﴾ (آیت: 18) کے الفاظ سے یہ حقیقت معلوم ہوئی کہ معراج کے موقع پر، آپ ﷺ نے رب کو نہیں بلکہ آیاتِ رب کو، یعنی اللہ کی بڑی بڑی نشانیوں کو دیکھا۔
- 3- ﴿الْكُفْرُ وَالْكَرْهُ وَالْإِنْسِي﴾ 'کیا تم لوگوں کے لیے بیٹے ہیں اور اللہ کے لیے (فرشتوں کی صورت میں) بیٹیاں ہیں؟' (آیت: 21) اس سوال کے ذریعے قریش کے خود ساختہ عقیدے پر چوٹ کی گئی۔ یہ اپنی لڑکیوں کو زندہ درگور کر دیتے تھے اور انکل، ظن، تخمین اور قیاس سے کام لے کر، اللہ سے بیٹیاں منسوب کرتے تھے۔
- 4- ﴿ظَنَّ﴾ (آیات: 23 اور 28) سے بتایا گیا کہ مشرکین کا عقیدہ ظن و تخمین باطل ہے۔ ﴿ظَنَّ﴾ یعنی گمان حق کے مقابلے میں کام نہیں آتا۔

5- ﴿لَا تُغْنِي شَفَاعَتُهُمْ شَيْئًا﴾ (آیت: 26) فرشتوں کی شفاعت کے بارے میں بھی مشرکین کی غلط فہمی دور کر دی گئی کہ وہ کسی کام نہ آسکیں گے۔

6- ﴿وَأَمَّا لِلنَّاسِ مَا كَمَثَلِي﴾ کیا انسان کے لیے وہی کچھ ہوگا، جس کی وہ تمنا کرے؟ (آیت: 24) کے الفاظ سے یہ بتایا گیا کہ آخرت کی کامیابی، انسان کی خواہشات کے مطابق نہیں ہوگی، بلکہ آخرت تو انسان کی کوششوں کے مطابق ہوگی۔ ﴿وَأَنْ لَّيْسَ لِلنَّاسِ إِلَّا مَا سَعَى﴾ (آیت: 39) اور یہ کہ انسان کے لیے وہی کچھ ہوگا، جس کی اس نے سعی اور کوشش کی ہوگی۔

7- ﴿وَأَهْطَىٰ قَلِيلًا وَأَكْثَىٰ﴾ (آیت: 34) یہ ولید بن عقبہ کے بارے میں نازل ہوئی، کسی شخص نے اس سے پیسے مانگے اور کہا۔ اگر آخرت میں تمہیں عذاب ہوگا تو تمہارے بدلے میں، عذاب سہ لوں گا۔ چنانچہ وہ اس آدمی کو کچھ پیسے دے کر رک گیا۔ اسے بتایا گیا کہ ہر انسان کا عمل خود اس کے لیے نافع یا ضار ہو سکتا ہے۔

8- ﴿وَنَضْحَكُونَ وَلَا نَبْكُونَ ۖ وَأَنْتُمْ مُسْمَدُونَ﴾ (آیت: 60 اور 61) کے الفاظ سے قریشی سرداروں کی غیر سنجیدگی، ہنسی مذاق اور ان کے گانے بجانے پر گرفت کی گئی۔ قرآن کے محکم دلائل کو اس طرح مسترد نہیں کیا جاسکتا۔ یہ سنجیدہ کلام غور و فکر کا طالب ہے۔

سورة النجم کا نظم جلی

سورة النجم پانچ (5) ہجرا گرافوں پر مشتمل ہے۔

1- آیات 1 تا 18: پہلے ہجرا گراف میں، وحی کے متعلق مشرکین مکہ کے شبہات کا ازالہ کیا گیا۔

مشاہدات معراج کے موقع پر رسول ﷺ کی دلچسپی، دلجمعی اور توجہ کی تعریف کی گئی ہے۔ اس موقع پر آپؐ نے بڑی بڑی آیات کا مشاہدہ کیا۔

2- آیات 19 تا 28: دوسرے ہجرا گراف میں، مشرکین مکہ پر سخت تنقید کی گئی۔

وہ (وحی سے بے نیاز ہو کر) محض ظن و گمان کی پیروی کرتے ہوئے لات، عزیٰ اور مسواۃ کی دیویوں کی پرستش کر رہے ہیں اور فرشتوں کو، اللہ کی بیٹیاں قرار دے کر ﴿شُرَكَاءُ لِّسَالٰتٍ﴾ کے مرتکب ہو رہے ہیں اور ان فرشتوں کی شفاعت پر بھروسہ کر رہے ہیں۔

طائف میں نصب ﴿لات﴾ کا بت، ﴿بنو ثقیف﴾ کا معبود تھا۔ یہ ایک نیک آدمی کا بت تھا، جو حاجیوں کو پانی پلایا کرتا تھا۔ وادی نخلہ میں نصب ﴿عزیٰ﴾ کا بت، قریش کا معبود تھا۔ ﴿بنو شیبان﴾ اس کے مجاور تھے۔ قدید میں نصب ﴿منات﴾ کا بت، بنی خزاعہ کا معبود تھا۔

﴿شعری﴾ ایک ستارے کا نام ہے، جو سورج سے زیادہ گرم ہے، یہ بھی ﴿بنی خزاعہ﴾ کا معبود تھا۔

3- آیات 29 تا 35: تیسرے پیرا گراف میں، رسول اللہ ﷺ کو ہدایت کی گئی

قرآن کی دعوت سے منہ موڑنے والوں سے اعراض کریں، یہ دنیا پرست ہیں۔ قیامت کی عدالت کا مقصد، اچھوں کی جزا اور بدوں کی سزا ہے۔ اہل جنت، کبیرہ گناہوں سے اجتناب کرتے ہیں۔

4- آیات 36 تا 55: چوتھے پیرا گراف میں، صحیفہ ابراہیمؑ اور صحیفہ موسیٰؑ (تورات) کی تعلیمات کا خلاصہ بیان ہوا۔

مشرکین مکہ کی بخیل زر پرست قیادت کو دعوت فکری دی گئی ہے۔ روز قیامت کوئی کسی کا بوجھ نہیں اٹھائے گا، ہر ایک کو اس کی کوشش کا بدلہ ملے گا، اللہ ہی ہر چیز کا رب ہے۔

صحیفہ ابراہیمؑ اور صحیفہ موسیٰؑ کی بنیادی تعلیمات کا خلاصہ:

- (a) کوئی نفس، دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔ (آیت: 38)
 - (b) انسان کے لیے وہی کچھ ہے، جو وہ کمائے گا۔ (آیت: 39)
 - (c) انسان کی کوششیں دیکھی جائیں گی اور پھر پور بدلہ دیا جائے گا۔ (آیت: 40 اور 41)
 - (d) آخر رب کی طرف ہی لوٹنا ہے۔ (آیت: 42)
 - (e) اللہ ہی ہنساتا اور زلاتا ہے۔ (آیت: 43)
 - (f) اللہ ہی زندگی اور موت دیتا ہے۔ (آیت: 44)
 - (g) اللہ ہی نر مادہ کا جوڑا بناتا ہے، جس سے افزائش نسل ہوتی ہے۔ (آیات: 45 اور 46)
 - (h) دوسری زندگی بھی، اللہ ہی کے ذمے ہے۔ (آیت: 47)
 - (i) وہی امیر بناتا ہے، وہ جائیداد بخشا ہے۔ (آیت: 48)
 - (j) وہی ﴿شعری﴾ (Dogstar) کا رب ہے۔ (آیت: 49)
 - (k) اُس نے چار قوموں یعنی عاد، ثمود، قوم نوح اور قوم لوط کو ہلاک کیا۔
- تاریخ کو ایسی دیتی ہے کہ وہ اقوام کو ہلاک کرنے کی طاقت رکھتا ہے۔ (آیات 50 تا 55)

5- آیات 56 تا 62: پانچویں اور آخری پیرا گراف میں بتایا گیا کہ قرآن، پچھلے صحیفوں کی طرح انذار کا فریضہ انجام دے رہا ہے۔

قریش مکہ کو تنبیہ کہ وہ اللہ کے کلام قرآن کے ساتھ ﴿سَامِدُون﴾ بن کر منفی رویہ اختیار کر رہے ہیں۔
آخر میں ﴿فَاسْجُدُوا لِلَّهِ وَاعْبُدُوا﴾ کے الفاظ سے قریش کو اللہ کی بندگی کی دعوت دی گئی۔

مرکزی مضمون

لات ، مناة ، عَزَّی اور شَعْرٰی کی شفاعت پر انحصار کرنے کے بجائے، محمد ﷺ پر کی گئی وحی الہی (قرآن) پر ایمان لاؤ! کبیرہ گناہوں سے بچو! اعمال صالح کرو! ہر انسان اپنا بوجھ خود اٹھائے گا، دوسروں کی نہیں صرف اپنی کوششیں ہی مفید ثابت ہوں گی۔

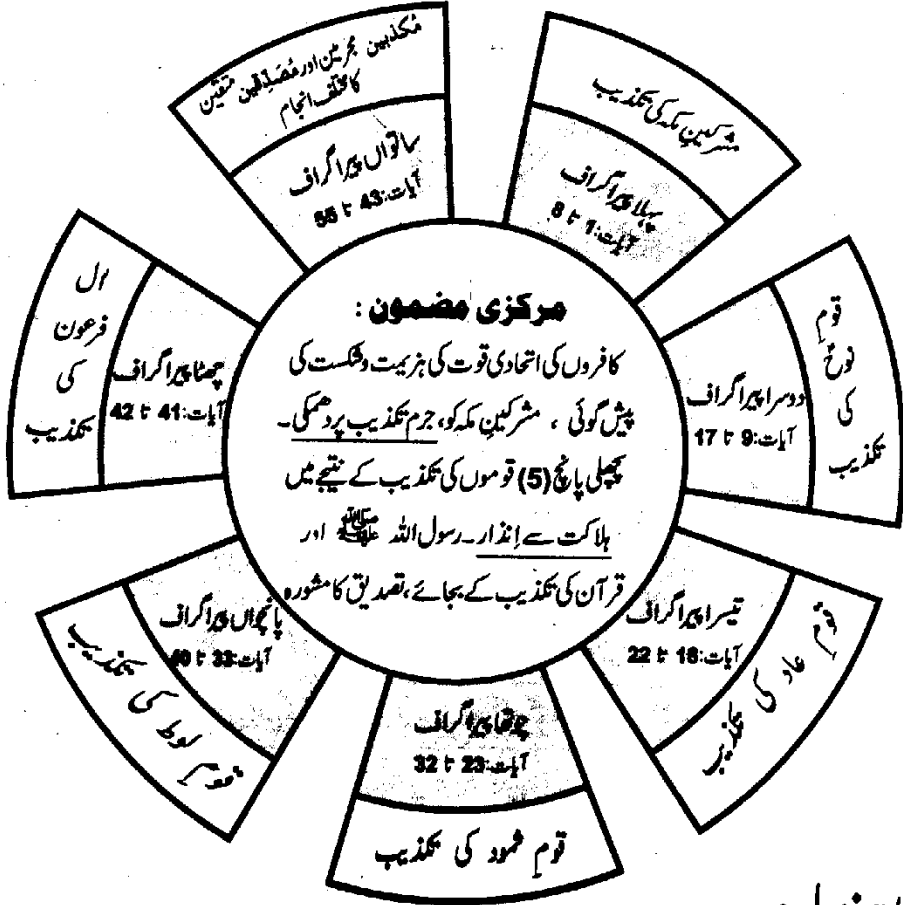


ترتیبی نقشہ ربط

نظم جلی

54- سُورَةُ الْقَمَرِ

آیات : 55 مَکِّيَّةٌ پھر اگر آف : 7



زمانہ نزول:

سورۃ القمر ہجرت مدینہ سے پانچ چھ سال پہلے، غالباً 7ھ میں جب حضرت عائشہ کھلا کرتی تھیں، رسول ﷺ کے قیام مکہ کے تیسرے دور (6 تا 10 نبوی) میں نازل ہوئی، جب آپ پر مساحو ہونے کا الزام تھا۔ شق القمر کا واقعہ، جس کا ذکر پہلی آیت میں ہوا ہے، ہجرت سے 5 سال پہلے مئی کے مقام پر پیش آیا تھا۔ یہ آخری رسول ﷺ اور آخری کتاب کی آمد کے باعد قرب قیامت کی دلیل ہے۔ یہ سورت دور تکذیب میں نازل ہوئی۔

سورة القمر کا کتابی ربط

- 1- پہلی سورة ﴿النجم﴾ میں قوم عاد، قوم ثمود، قوم نوح اور مُؤْتَفِكَات یعنی قوم لوط کی ہلاکت کا اجمالی ذکر تھا۔ یہاں سورة القمر میں ﴿تکذیب﴾ کے نتیجے میں ان قوموں کی ہلاکت کا تفصیلی ذکر ہے۔
- 2- سورة ﴿الطور﴾ میں بھی قرآن کی ﴿تکذیب﴾ اور اس کو ﴿أَسْحَرُ هَذَا﴾ (آیت: 15) یعنی جادو کہنے کا ذکر تھا، یہاں سورة ﴿القمر﴾ میں بھی، قریش کا قرآن کو ﴿سَحَرٌ مُّسْتَمَرٌّ﴾ کہنے کا تذکرہ ہے (آیت: 2)۔

آیاتِ ترجیع

- اس سورت میں دو (2) آیات بار بار دہرائی گئی ہیں۔ انہیں ﴿آیاتِ ترجیع﴾ کہتے ہیں۔
- 1- قوموں کی ہلاکت کے عبرتناک واقعات سے، قرآن کو ذکر و نصیحت کے لیے، آسان کر دیا گیا ہے۔
﴿وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّذَكِّرٍ﴾ ”یقیناً ہم نے قرآن کو آسان کر دیا ہے۔ سو ہے کوئی نصیحت قبول کرنے والا؟“ (آیات 17، 22، 32 اور 40)
 - 2- تاریخ کا ہر سچا واقعہ سنا کر بار بار پوچھا گیا: ﴿كَيْفَ كَانَ عَذَابِي وَنُذْرٍ﴾ ”میرا عذاب کیا تھا؟ اور میری تنبیہات کیسی تھیں؟“ (آیات 16، 18، 21، 30)

اہم کلیدی الفاظ اور مضامین

- 1- یہ سورت پانچ (5) قوموں اور ان کی ﴿تکذیب﴾ کی جی داستان سناتی ہے۔ ﴿تکذیب﴾ کا مطلب جھٹلانا ہے۔ رسول کو جھٹلانا کہ تم اللہ کے رسول نہیں ہو۔ قرآن کو جھٹلانا کہ یہ اللہ کی کتاب نہیں ہے۔ آخرت کو جھٹلانا کہ یہ کبھی برپا نہیں ہوگی۔ ﴿تکذیب﴾ اور اس کے مشتقات اس سورت میں کئی بار استعمال ہوئے ہیں۔
(آیت: 3، 9، 18، 23، 33 اور 42)
- 2- اس سورة میں ﴿مُكَلِّمِينَ﴾ جھٹلانے والوں کو ﴿مُجْرِمِينَ﴾ (آیت: 47) کہا گیا ہے اور ﴿مُصَدِّقِينَ﴾ تصدیق کرنے والوں کو ﴿مُتَّقِينَ﴾ (آیت: 54) کہا گیا ہے، جو رسولوں کی دعوت کی تصدیق کر کے، گناہوں سے بچتے ہوئے زندگی گزارتے ہیں۔ انہی دو گروہوں کا یہاں تقابل پایا جاتا ہے۔
- 3- پانی کی ایک معین مقدار (Calculated Amount of Water) سے قوم نوح کو غرق کیا گیا۔
﴿فَأَنفَقَ الْمَاءَ عَلَىٰ أَمْرٍ قَلِيلٍ﴾ (آیت: 12)

4- اس سورت میں ایک اہم سائنسی حقیقت کا انکشاف کیا گیا ہے کہ اللہ نے ہر چیز نئی تلی تخلیق کی ہے ﴿إِنَّا كُلَّ شَيْءٍ خَلَقْنَاهُ بِقَدَرٍ﴾ (آیت: 49)۔ ہر شے میں ہر عنصر (Element)، اور ہر (Organic and Inorganic Compound) نامیاتی غیر نامیاتی مرکب شامل ہے۔ ان سب کا ایک معین وزن و مقدار (Atomic or molecular weight) ہے۔ Valency ہے۔ ہر ایک کا ایک Scope اور ہر ایک Limit ہے۔

5- مشرکین مکہ کو انداز کیا گیا کہ آپ کے دور کے کافر، پچھلی قوموں کے کافروں سے بہتر نہیں۔

﴿أَكْفَارُكُمْ خَيْرٌ مِنْ أُولَئِكُمْ﴾ (آیت: 43)

6- اس سورت میں کافروں کی جمعیت اور اکثریت کے باوجود شکست اور ہزیمت کی پیش گوئی کی گئی ہے۔ مسلمانوں کو تسلی دی گئی ہے کہ کافروں اور اتحادیوں کی شکست ہو کر رہے گی ﴿سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ﴾ (آیت: 45)۔

7- قیامت کی گھڑی (السَّاعَةُ) : شقِ قر، قربِ قیامت کی دلیل ہے۔ (آیت: 1) آخری کتاب اور آخری رسول کے آنے کے بعد قیامت کسی وقت بھی برپا ہو سکتی ہے۔

﴿مُكَذِّبِينَ﴾ کے لیے وعدے کا وقت، قیامت کا دن ہے، جو بڑا ہی سخت اور بڑا ہی کڑوا ہوگا۔ (آیت: 46)

8- ﴿نُذِرُ﴾ یعنی تنبیہات کا لفظ، اس سورت میں سات (7) مرتبہ استعمال کیا گیا۔ (آیات: 5، 23، 33، 36، 37، 39 اور 41)

سورة القمر کا نظم جلی

سورة القمر ﴿سورة القمر﴾ سات (7) پیرا گرافوں پر مشتمل ہے۔ پہلے میں تمہید ہے، آخر میں اختتامیہ ہے اور درمیان میں پانچ (5) قوموں کی ہلاکت کے سچے واقعات سنا کر، جزا و سزا کے تاریخی دلائل فراہم کیے گئے ہیں۔

1- آیات 1 تا 8: پہلے پیرا گراف میں، واقعہ شقِ قر بیان کر کے، قربِ قیامت کی طرف اشارہ کیا گیا۔

ہر نشانی دیکھنے کے باوجود مشرکین مکہ کے اعراض پر سخت جھبیہ کی گئی اور انداز کیا گیا۔

2- آیات 9 تا 17: دوسرے پیرا گراف میں، قومِ نوح (3، 500 ق م) کی داستانِ تکذیب ہے

ان کے برے انجام کا تذکرہ کر کے مشرکین مکہ کو تحریف کی گئی، جو حضرت نوحؑ کو ﴿مَجْنُونٌ﴾ کہتے تھے۔ انہیں پانی میں غرق کر دیا گیا۔

3- آیات 18 تا 22: تیسرے پیرا گراف میں، قومِ عاد (3،000 ق م) کی داستانِ تکذیب ہے

ان کا انجام ﴿بَادٍ صَرَّ صِرٍّ﴾ یعنی تیز ہوا سے ہلاکت کی شکل میں بیان ہوا۔

4- آیات 23 تا 32: چوتھے پیرا گراف میں، قوم ثمود (2,500 ق م) کی داستان تکذیب۔

ان کے انجام سے منکرین آخرت کو خبردار کیا گیا۔ حضرت صالحؑ کو بھی ان کی قوم ﴿كَذَّابٌ أَثِيرٌ﴾ کہتی تھی اور آج قریش مکہ بھی اسی روش پر چل رہے ہیں۔ قوم ثمود کو ﴿صَبْحَةً وَاحِدَةً﴾ یعنی ایک زوردار آواز اور دھماکے سے ہلاک کیا گیا۔

5- آیات 33 تا 40: پانچویں پیرا گراف میں، قوم لوطؑ (2,100 ق م) کی داستان تکذیب ہے۔

ان کا انجام بیان کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں پتھر برسائے والی ہوا ﴿حَاصِبًا﴾ کے ذریعے ہلاک کیا۔

6- آیات 41 تا 42: چھٹے پیرا گراف میں، آل فرعون (1,300 ق م) کی تکذیب ہے۔

ان پر اللہ تعالیٰ کی گرفت کا تذکرہ کیا گیا۔ طاقت کے نشے میں مست فرعون کے انجام سے مشرکین مکہ کو ڈرایا گیا۔ اپنی عسکری طاقت پر نازاں حکمران فرعون کو اُس کی فوج کے ساتھ ﴿عَزِيزٌ مُّقْتَدِرٌ﴾ کی پکڑ میں جکڑ لیا گیا۔

7- آیات 43 تا 55: ساتویں اور آخری پیرا گراف میں، سوالیہ انداز سے قریش کو کو سمجھایا گیا کہ کفار اپنی جمعیت کے باوجود شکست کھائیں گے۔

﴿مُجْرِمِينَ﴾ کو آخرت میں بھی عذاب ہوگا اور دنیا میں بھی عذاب الہی سے دوچار کیا جاسکتا ہے۔ جیسا کہ پچھلی پانچ قوموں کا ذکر کیا گیا۔ ﴿وَلَقَدْ أَهْلَكْنَا أَشْيَاءَ عَکْمُ﴾ کے الفاظ سے بتایا گیا کہ ہلاکت کے لیے اللہ تعالیٰ کا قانون ہر زمانہ میں ایک جیسا ہی ہے۔ ﴿مُتَّقِينَ﴾ کے لیے اخروی انعامات کا ذکر کر کے، مسلمانوں کو تسلی دی گئی کہ ﴿مَلِیکٌ مُّقْتَدِرٌ﴾ کے نزدیک انہیں سچائی کا مقام حاصل ہوگا۔

مرکزی مضمون

﴿تَکْذِیْبٌ﴾ کے جرم میں پانچ (5) قوموں کو مختلف طریقوں سے ہلاک کیا گیا۔ تاریخ ہلاکت سے مہرت حاصل کرتے ہوئے ﴿تَکْذِیْبٌ﴾ سے بچو، ورنہ تمہیں بھی ہلاک کیا جاسکتا ہے۔ کافروں کی اتھاوی قوت، ہزیمت و شکست دوچار ہو کر رہے گی۔



FLOW CHART

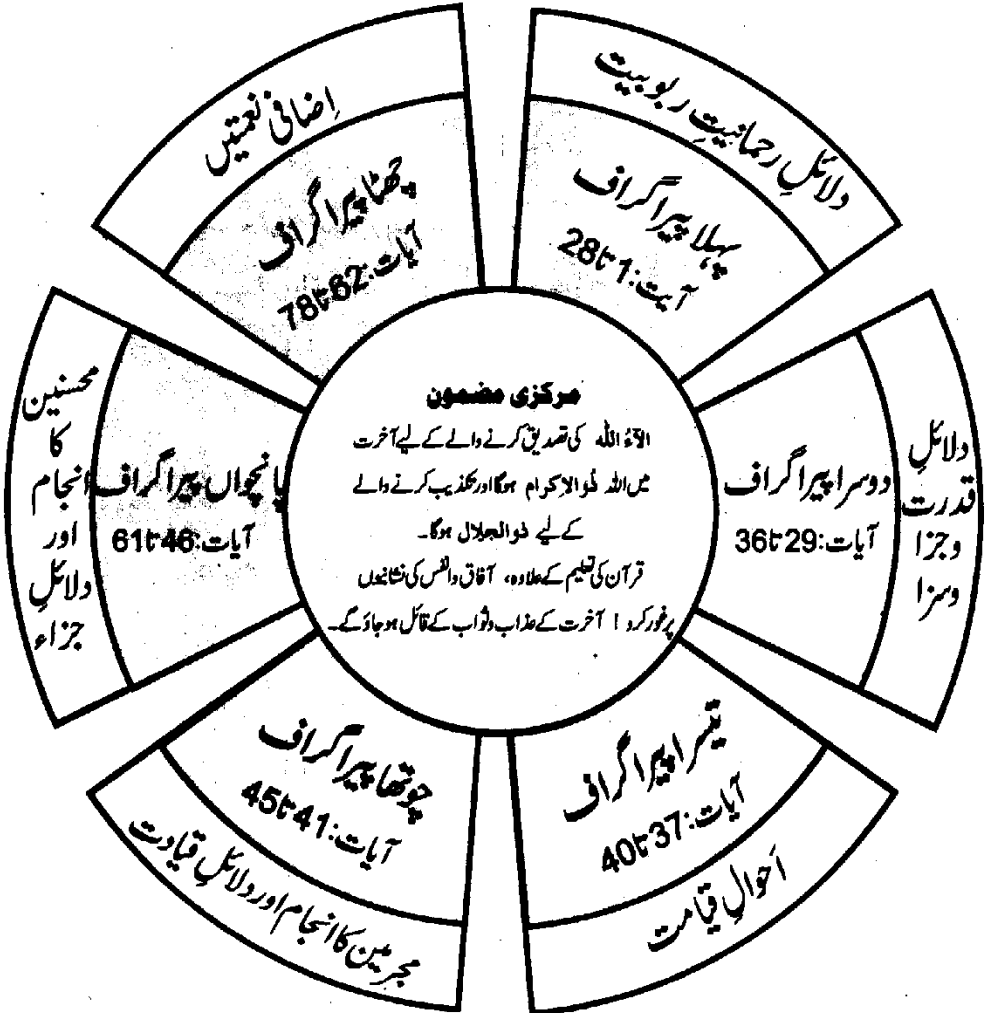
MACRO-STRUCTURE

ترتیبی نقشہ ربط

نظم جلی

55- سُورَةُ الرَّحْمَنِ

آیات: 78 مکیہ (ابتدائی دور) پیرا گراف: 6



زمانہ نزول

سورۃ ﴿الرحمن﴾ اعلانِ عام کے بعد قیام مکہ کے دوسرے دور (5 تا 4 نبوی) میں، ایام تکذیب میں نازل ہوئی۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے بالکل ابتدائی ایام میں حرم کعبہ میں جا کر مقام ابراہیم کے پاس اس سورت کی تلاوت کی تھی۔ یہ اس کے مکمل ہونے کی خارجی شہادت ہے۔ عام طور پر اس سورت کو مدنی سمجھا اور لکھا جاتا ہے، لیکن اس میں ایسی کوئی داخلی شہادت بھی نہیں ملتی کہ اسے مدنی سمجھا جائے۔ سورۃ الرحمن کے علاوہ، سورۃ الرعد، سورۃ الدھر اور سورۃ الزلزال کو بھی مدنی سمجھا اور لکھا جاتا ہے، لیکن درحقیقت یہ چاروں سورتیں بھی مکمل ہیں۔ اس طرح کئی سورتوں کی تعداد نوے (90) اور مدنی سورتوں کی تعداد صرف چوبیس (24) رہ جاتی ہے۔

خصوصیات

- 1- یہ سورت اپنے اندر ایک خاص آہنگ رکھتی ہے۔
- 2- شاہ ولی اللہ صاحب کہتے ہیں، اس سورت میں حرف ﴿ن﴾ کی صوتی تنفسی ہے۔
- 3- یہ سورت بھی دو تکذیب میں نازل ہوئی۔

سورۃ الرحمن کا کتابی ربط

- 1- مکمل سورۃ القمر میں بار بار ﴿تکذیب﴾ کا ذکر ہوا تھا۔ پانچ (5) قوموں کی ﴿تکذیب﴾ کی پچی داستان سنا کر ان کے انجام سے ڈرایا گیا تھا۔ یہاں سورۃ الرحمن میں، انسانوں اور جنات دونوں سے بار بار یہ سوال کیا گیا ہے کہ وہ اللہ کی کون کون سی ﴿آلاء﴾ کی ﴿تکذیب﴾ کر سکتے ہیں؟
- 2- مکمل سورۃ القمر جلالی تھی، یہاں سورۃ الرحمن میں جلال و جمال کا استخراج ہے اور جمال غالب ہے، دوزخ اور اس کے احوال کا ذکر صرف چار (4) آیات میں ہوا، جبکہ آخری اکتیس (31) آیات میں انعامات جنت کی تفصیل ہے۔

اہم کلیدی الفاظ اور مضامین

- 1- اس سورت میں تیس (30) سے زیادہ مرتبہ، آیت ترجیع ﴿قَبَائِرِ الْآءِ رَبِّكُمْ نُكْذِبْنَ﴾ کے ذریعے، انسانوں اور جنات کے مردہ ضمیر کو ﴿تکذیب﴾ یعنی جھٹلانے سے بچنے اور شکر گزار بننے کی دعوت دی گئی ہے۔
- 2- لفظ ﴿آلاء﴾ کا مطلب: مولانا حمید الدین فراہیؒ نے اس لفظ کی لغوی تحقیق کر کے یہ بات ثابت کی ہے کہ اس

لفظ کا مفہوم صرف نعمتوں تک محدود نہیں ہے، بلکہ اس میں نعمت، قدرت، طاقت، عجائبات قدرت، کمالات قدرت، عنایتیں، مہربانیاں، خوبیاں، اوصاف حمیدہ، کمالات اور فضائل کا مفہوم بھی پایا جاتا ہے۔ سیاق و سباق سے معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ کس معنی میں استعمال ہوا ہے۔ تفہیم القرآن میں مولانا مودودیؒ نے اپنے ترجمہ میں اس بات کو ملحوظ رکھا ہے۔

3- اللہ کی دو صفات ﴿ذُو الْجَلَالِ﴾ اور ﴿ذُو الْاَكْرَامِ﴾ کا استعمال اس سورت میں دو (2) مرتبہ ہوا ہے اور صرف اسی سورۃ الرحمن میں ہوا ہے، کسی اور سورت میں نہیں ہوا ہے۔

سورۃ الرحمن کا نظم جلی

یہ سورت چھ (6) پیرا گرافوں پر مشتمل ہے۔

1- آیات 28 تا 1: پہلے پیرا گراف میں، اللہ تعالیٰ کی رحمانیت، قدرت اور ربوبیت کے دلائل ہیں۔

قرآن، انسان کی تخلیق اور اُس کو گویائی کا عطا کیا جانا، رحمانیت کی دلیلیں ہیں۔ چاند اور سورج کی نچی تلی گردش، آسمان کی رفعت اور اُس کا توازن، زمین کے پھل اور اس کا غلہ، جنات اور انسانوں کی تخلیق، دریا اور ان کے موتی، سمندر اور اس کے جہاز، اللہ تعالیٰ کی قدرت اور ربوبیت کی دلیلیں ہیں۔ آخر میں انسانوں اور جنات دونوں پر یہ حقیقت واضح کی گئی ہے کہ زمین کی ہر چیز کے لیے فنا جبکہ صرف اللہ تعالیٰ کے لیے ہی بقاء ہے۔ ﴿وَيَبْقَىٰ وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ﴾ (آیت 27) ”اور صرف تیرے رب کی جلیل و کریم ذات ہی باقی رہنے والی ہے۔“

2- آیات 29 تا 36: دوسرے پیرا گراف میں، دلائل قدرت سے جزا و سزا کو ثابت کیا گیا ہے۔

انسانوں اور جنات کو چیلنج کیا گیا ہے کہ وہ زمین و آسمان کے اقطار سے نکلنے کی کوشش کر دیکھیں۔ اپنی بے بسی اور اللہ کی قدرت کے اعتراف پر مجبور ہو جائیں گے۔

3- آیات 37 تا 40: تیسرے پیرا گراف میں، قیامت کے احوال کا اجمالی ذکر ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کی قدرت کی دلیل ہے

4- آیات 41 تا 45: چوتھے پیرا گراف میں، مختصر طور پر دوزخ کے احوال بیان کیے گئے ہیں۔

مکذبین اور مجرمین کو ﴿نَوَاصِیْ وَاَلْفَاذِمَ﴾ سے یعنی اُن کی پیشانی سے اور پیروں میں بیڑیاں ڈال کر پکڑا جائے گا اور ان کی خشک عذاب ﴿دُوزَخِ﴾ کی آگ ﴿اور مرطوب عذاب ﴿کھولتا ہوا پانی﴾ دونوں سے ﴿فَخ﴾ کی جائے گی، مجرمین ان دونوں کے درمیان گردش کرتے رہیں گے۔

5- آیات 46 تا 61: پانچویں پیرا گراف میں، اللہ کی عدالت میں پیشی سے ڈرنے والے لوگوں کی جزا کی تفصیل بیان کی گئی ہے

انہیں دو، دو باغات، چشموں، پھلوں، سرسبز و شاداب شاخوں، ریشمی قالینوں اور شرمیلی نگاہوں والی بیویوں سے نوازا

جائے گا۔ یہ محسنین ہیں اور محسنین کے احسان کا بدلہ احسان سے دیا جائے گا۔

6- آیات 78 تا 62: چھٹے اور آخری پیرا گراف میں، جنت کی اضافی نعمتوں کا ذکر ہے۔

انہیں دو مزید باغات عطا کیے جائیں گے۔ ان میں چشمے ہوں گے۔ انار اور کھجور کے درخت ہوں گے۔ ہنر قالینیں اور خیموں میں نیک سیرت اور نیک صورت حوریں فراہم کی جائیں گی۔ آخری آیت میں ﴿تَبٰرَكَ اَسْمُ رَبِّكَ ذِي الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ﴾ ”بڑی برکت والا ہے حیرے رب جلیل و کریم کا نام“ (آیت 78) کے الفاظ کے ذریعے، جنت کی ان نعمتوں اور اللہ تعالیٰ کی ان برکات کو حاصل کرنے کے لیے اُس کی رحمانیت، اُس کی قدرت، اُس کی ربوبیت اور اُس کی صفات جلال و اکرام پر ایمان لانے کا مطالبہ کیا گیا ہے۔

مرکزی مضمون

اللہ کی رحمانیت، قدرت اور ربوبیت کے بے شمار دلائل موجود ہیں۔ ناشکرے نہ بنو۔ شکرگزاری کا رویہ اختیار کرو ﴿اَلَا ءَ اللّٰهُ﴾ کی تصدیق کرنے والوں کے لیے آخرت میں اللہ تعالیٰ ﴿ذُو الْاِکْرَامِ﴾ ہوگا۔ ﴿اَلَا ءَ اللّٰهُ﴾ کی تکذیب کرنے والوں کے لیے ﴿ذُو الْجَلَالِ﴾ ہوگا۔ قرآن کی تعلیم کے علاوہ، آفاق و انفس کی نشانیوں پر غور کرو، آخرت کے عذاب و ثواب کے قائل ہو جاؤ گے۔

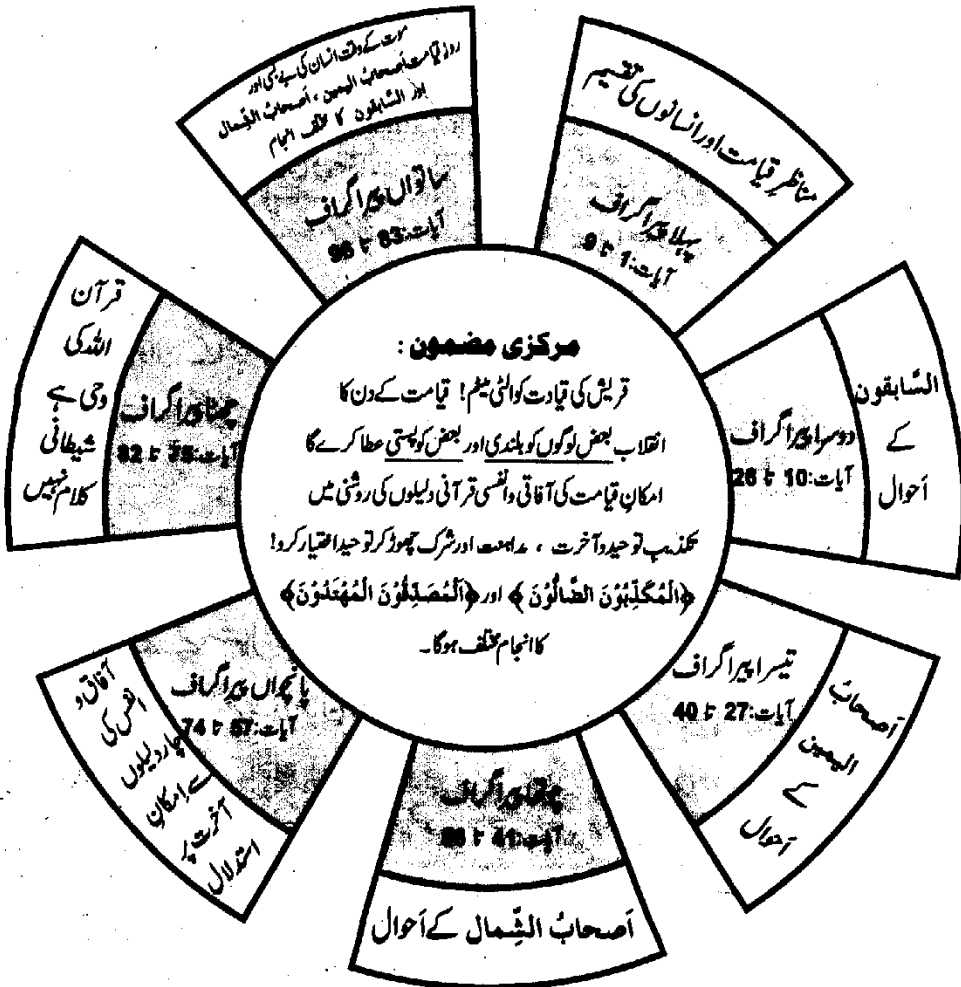


نظم جلی

ترتیبی نقشہ ربط

56- سُورَةُ الْوَاقِعَةِ

آیات : 96 مَكِّيَّةٌ پیراگراف : 7



زمانہ نزول:

سورة الواقعة ﴿ حضرت عمرؓ کے قبول اسلام سے پہلے نازل ہو چکی تھی۔ سورة الواقعة ، سورة طہ کے نزول اور ہجرت حبشہ (رجب 5 نبوی) کے بعد اور حضرت عمرؓ کے قبول اسلام (ذوالحجہ 6 نبوی) کے درمیان میں کسی وقت (عالم 5 نبوی میں) نازل ہوئی۔

سورة الواقعة کے فضائل

سورة الواقعة بھی، سورة ہود کی طرح اُن سورتوں میں سے ایک ہے، جس نے رسول اللہ ﷺ کو بوڑھا کر دیا تھا۔
 شَيْبَتْنِي هُودٌ وَالْوَاقِعَةُ وَالْمُرْسَلَاتُ وَعَمَّ يَتَسَاءَلُونَ وَإِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ
 ”سورة ہود، سورة الواقعة، سورة المرسلات، سورة النبا اور سورة العنکبوت نے مجھے بوڑھا کر دیا۔“
 (جامع ترمذی : کتاب التفسیر ، باب سورة الواقعة ، حدیث 3,297 ، صحیح)

سورة الواقعة کا کتابی ربط

- 1- سورة الرحمن میں، اللہ تعالیٰ کی صفات ﴿ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ﴾ کے ذریعے تصدیق اور تکذیب کرنے والوں سے سوالیہ اسلوب میں آیت ترجیع کے ذریعے مجادلہ تھا۔ یہاں سورة الواقعة میں تصدیق کرنے والوں کی دو قسمیں ﴿السَّابِقُونَ﴾ اور ﴿أَصْحَابُ الْيَمِينِ﴾ اور اُن کا اجر بتایا گیا ہے۔ اسی طرح ﴿تَكْذِيبُ﴾ کرنے والوں کو ان کے انجام سے باخبر کیا گیا ہے۔
- 2- پچھلی سورت میں ﴿تَكْذِبَانِ﴾ کا لفظ استعمال ہوا تھا، یہاں ﴿الْمُكْذِبُونَ﴾ کا لفظ استعمال ہوا ہے۔

اہم کلیدی الفاظ اور مضامین

- 1- اس سورت میں ﴿الْمُكْذِبُونَ الضَّالُّونَ﴾ ’جھٹلانے والے گمراہ‘ کا لفظ دو (2) مرتبہ ﴿أَصْحَابُ الشِّمَالِ﴾ کے لیے استعمال کیا گیا ہے (آیت: 51 اور 92)۔
- 2- اس سورت میں دو (2) مرتبہ درمیان میں اور بالکل آخری آیت میں ﴿فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيمِ﴾ (آیت: 74 اور 96) کے الفاظ سے خالص توحید کا مطالبہ کیا گیا ہے۔ اللہ کی ﴿تَسْبِيح﴾ کرو یعنی اللہ کی بے شبہی کا اعتراف اور اظہار کرو کہ اُس کی ذات ہر قسم کی ناقص صفات اور عیب سے بلند و بالا ہے۔

سورة الواقعة کا نظم جلی

سورة الواقعة سات (7) پیرا گرافوں پر مشتمل ہے۔

- 1- آیات 1 تا 9 : پہلے پیرا گراف میں، مناظر قیامت بیان کر کے بتایا گیا کہ سب لوگ روز قیامت تین (3) گروہوں میں تقسیم ہوں گے۔

أَصْحَابُ الْمَشْأَمَةِ ، أَصْحَابُ الْمَيْمَنَةِ اور السَّابِقُونَ۔ ان میں سے دو جنتی ہوں گے اور ایک دوزخی۔
 ﴿خَالِصَةً رَّافِعَةً﴾ کے الفاظ سے یہ حقیقت ذہن نشین کرائی گئی کہ قیامت کے دن کی آفت بعض لوگوں کے

لیے ﴿رَافِعَةً﴾ ثابت ہوگی۔ ان کے درجات بلند ہوں گے اور بعض لوگوں کے لیے ﴿خَافِضَةً﴾ ہوگی اور وہ ذلیل و خوار ہوں گے۔

2- آیات 10 تا 26: دوسرے پیرا گراف میں، ﴿السَّابِقُونَ﴾ کے اخروی حالات بیان کیے گئے ہیں۔

ان کی تواضع، شراب اور حوروں سے کی جائے گی، جنت میں کوئی لغو اور بے ہودہ بات نہیں ہوگی اور نہ گناہ کے کام ہوں گے۔

3- آیات 27 تا 40: تیسرا پیرا گراف میں، ﴿أَصْحَابُ الْيَمِينِ﴾ کے اخروی انعامات کا تذکرہ کیا گیا۔

ان کی تواضع، پھلوں کے باغات میں کئی انعامات کے ساتھ کی جائے گی۔

4- آیات 41 تا 56: چوتھے پیرا گراف میں، ﴿أَصْحَابُ الشِّمَالِ﴾ کے جرائم گنوائے گئے ہیں۔

یہ شرک پر اصرار کیا کرتے تھے ﴿كَانُوا يُصَوِّرُونَ عَلَى الْوَحْنِ الْعَظِيمِ﴾ (آیت: 46)۔ وہ متوفین اور خوشحال تھے۔ منکرِ آخرت تھے۔ جھٹلانے والے گمراہ ﴿الضَّالُّونَ الْمُكَذِّبُونَ﴾ تھے۔ آخرت میں ان کے برے انجام کا تذکرہ کیا گیا کہ وہ دوزخی، ﴿ذُوقُوا﴾ کے درخت سے کھائیں گے اور کھولتے ہوئے پانی سے پیاس بجھانے کی کوشش کریں گے۔

5- آیات 57 تا 74: پانچویں پیرا گراف میں، آفاق و انفس کی چار (4) دلیلوں سے امکانِ آخرت پر استدلال کیا گیا

- یہ منی جو تم پکاتے ہو، اس کے خالق تم ہو یا اللہ؟ اس سوال کے ذریعے انفسی دلیل فراہم کی گئی۔ اگلے تین سوالوں کا مقصد اللہ کی قدرت اور ربوبیت کی آفاقی دلیلیں فراہم کرنا ہے۔
- یہ فصل، جو تم بوتے ہو، اس کے اگانے والے تم ہو یا اللہ؟
- یہ پانی جو تم پیتے ہو، اس کے نازل کرنے والے تم ہو یا اللہ؟
- یہ آگ جو تم (جنگل میں) سلاتے ہو، اس (سبز ٹہنیوں والے) درخت کو تم نے اگایا ہے یا اللہ؟

6- آیات 75 تا 82: چھٹے پیرا گراف میں، بتایا گیا کہ قرآن ایک بلند مرتبہ کلامِ الہی ہے۔

شیطانی القاء نہیں ہے۔ پاک فرشتوں کے علاوہ قرآن کو کوئی نہیں چھوتا۔ قرآن کے بارے میں مداہنت اور تکذیب کا رویہ بند کرو!

7- آیات 83 تا 96: ساتویں اور آخری پیرا گراف میں، موت کے وقت انسان کی بے بسی کا نقشہ کھینچا گیا۔

روزِ قیامت اصحابُ الیمین، اصحابُ الشمال اور السابقون کا مختلف انجام بیان کیا گیا۔ نبی ﷺ کو یہ ہدایت کی گئی کہ اپنے رب کی تسبیح کیا کریں!

مرکزی مضمون

قریش کی قیادت کو وارننگ دی گئی کہ قیامت کے دن کا انقلاب، بعض لوگوں کو بلندی اور بعض کو پستی عطا کرے گا جھٹلانے والے کمر اہوں ﴿الْمُكَذِّبُونَ الضَّالُّونَ﴾ کے مقابلے میں تصدیق کرنے والے ہدایت یافتہ لوگوں ﴿الْمُصَدِّقُونَ الْمُتَّهَدُونَ﴾ کا انجام مختلف ہوگا۔ امکان قیامت کی آفاقی، انفسی اور قرآنی دلیلوں کی روشنی میں، کلمہ پ توحید و آخرت دہا ہمت اور شرک چھوڑ کر توحید اختیار کرو !

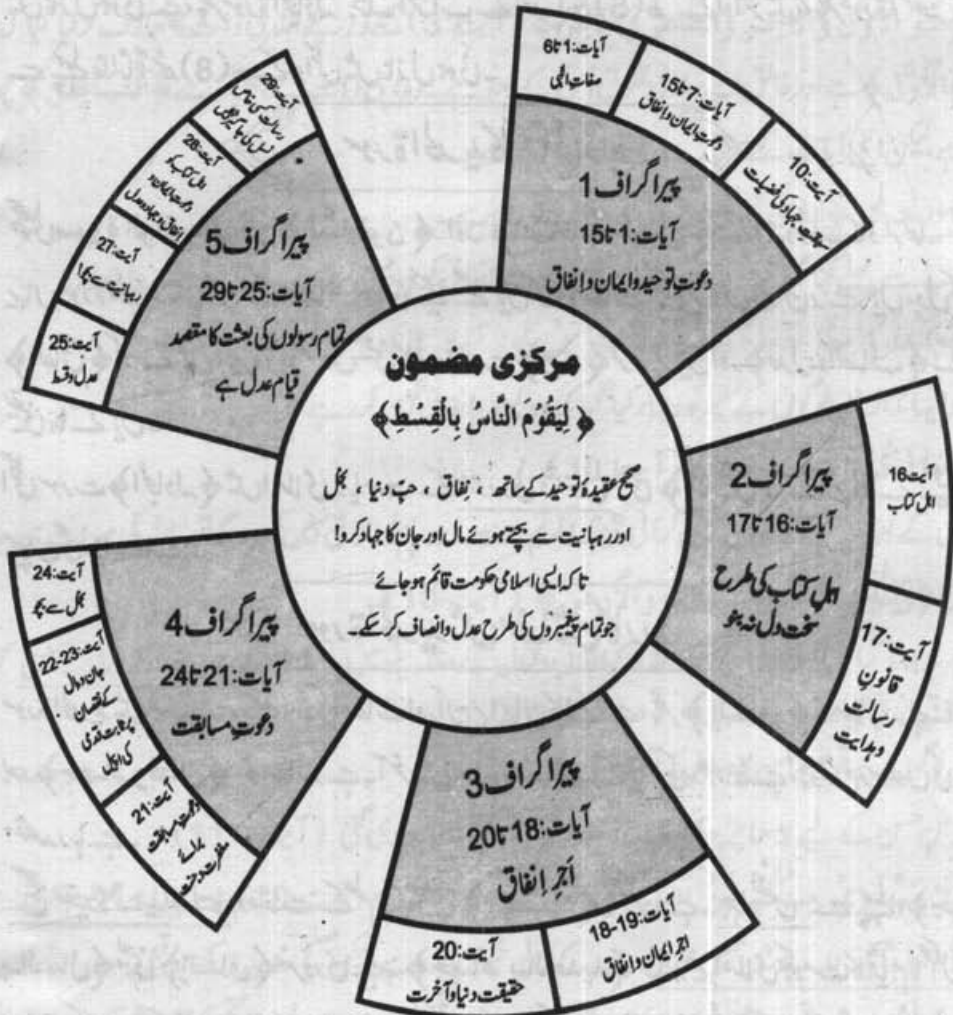


ترتیبی نقشہ ربط

تظم جلی

57- سُورَةُ الْحَدِيدِ

آیات : 29 مَدَنِيَّةٌ پیراگراف : 5



زمانہ نزول

سورة الحديد، صلح حدیبیہ سے پہلے 56 ہجری میں نازل ہوئی، جب مسلمانوں کو اہل کفر سے جانی جہاد کے ساتھ ساتھ مالی جہاد کی سخت ضرورت تھی۔ اس لیے اس سورت میں ﴿جہاد بالحديد﴾ یعنی ﴿جہاد بالسيف﴾ کے ساتھ ساتھ ﴿جہاد بالمال﴾ یعنی ﴿انفاق﴾ کی پرزور اپیل کی گئی۔

کتابی ترتیب کے اعتبار سے پہلے سورة الحديد ہے، پھر سورة الجادله، پھر سورة الحشر اور پھر سورة الممتحنہ۔ نزولی ترتیب کے اعتبار سے پہلے سورة الحشر ربيع الاول چار (4) ھ میں، پھر سورة الحديد پانچ (5) ھ کے اوائل میں نازل ہوئی ہے، پھر سورة الجادله جب احزاب کے بعد پانچ (5) ھ کے اواخر میں، پھر سورة الممتحنہ فتح مکہ سے پہلے غالباً آٹھ (8) ھ کے اوائل میں نازل ہوئی۔

سورة الحديد کا کتابی ربط

- 1۔ پہلی سورة الواقعة میں جن ﴿السَّابِقُونَ﴾ اور ﴿اصحابُ الیمین﴾ کے اجر و ثواب کا ذکر تھا۔ یہاں سورة الحديد میں اُن کے اوصاف بیان کیے گئے ہیں کہ وہ صفات الہی پر کامل ایمان رکھتے ہیں، دل کھول کر ﴿انفاق﴾ کرتے ہیں، بیرونی دشمنوں یعنی کافروں سے ﴿جہاد﴾ کرتے ہیں اور ﴿عدل و انصاف﴾ کے قیام کو یقینی بناتے ہیں۔
- 2۔ اگلی سورت ﴿الجادله﴾ میں اسلامی ریاست کے اندرونی دشمنوں یعنی ﴿منافقین﴾ سے جہاد کے لیے اُن کی پہچان کی ہدایت ہے۔

سورة الحديد میں مضامین کا ربط

سورة الحديد میں سب سے پہلے اللہ کی صفات اور اُن پر ایمان کا ذکر ہے، پھر ﴿انفاق﴾ کا مطالبہ ہے۔ اس کے بعد ﴿جہاد و قتال﴾ کا مطالبہ ہے۔ آخر میں عدل و انصاف کے قیام کی دعوت ہے، جو تمام رسولوں کی بعثت کا مقصد رہا ہے۔

صحیح عقیدہ توحید اور اسماء و صفات کے علم کے بغیر، ﴿جہاد﴾ ناممکن ہے۔ جہاد نفس سے پہلے، ﴿جہاد بالمال﴾ یعنی ﴿انفاق﴾ ضروری ہے۔ ﴿جہاد بالحديد﴾ کے بغیر اسلامی حکومت کا قیام ناممکن ہے۔ اسلامی حکومت کے بغیر، اسلام کا عادلانہ نظام قائم نہیں کیا جاسکتا اور ﴿لَيَقُومَنَّ النَّاسُ بِالْقِسْطِ﴾ (آیت 25) کے تقاضے پورے نہیں کیے جاسکتے۔

سورة الحديد میں بعض موانع کا ذکر

اس سورت میں بعض موانع یعنی اہم رکاوٹوں کا ذکر کیا گیا ہے۔
 کامل ایمان کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ ، اللہ کی صفات سے لاعلمی ہے۔
 انفاق کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ ، بخیلی اور دنیا کی محبت ہے۔ (آیت: 24)
 جہاد کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ ، رہبانیت ہے (آیت: 27)۔

اہم کلیدی الفاظ و مضامین

- 1- ﴿هُوَ الْأَوَّلُ وَالْآخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ﴾ (آیت: 3) کے ذریعے اللہ کی ذات کا تعارف کرایا گیا کہ وہ ﴿الْأَوَّلُ﴾ ہے اور خالق ہے ساری مخلوق اُس کے بعد ہے۔ وہ اپنی ذات کے اعتبار سے ﴿الْبَاطِنُ﴾ چھپا ہوا ہے، لیکن اپنی آیات کے اعتبار سے ﴿الظَّاهِرُ﴾ ہے۔
- 2- اس سورت میں ﴿انفاق﴾ کی اہل کئی طرح سے کی گئی ہے۔
 - (a) سب سے پہلے کہا گیا کہ میرے اُس مال میں سے کچھ انفاق کرو، جس پر میں نے تمہیں غلیفہ بتایا ہے۔
 - ﴿وَأَنْفِقُوا مِمَّا جَعَلَكُمْ مُسْتَخْلِفِينَ فِيهِ﴾ (آیت: 7)۔
 - (b) سوالیہ انداز میں لوگوں کے ضمیر کو بیدار کیا گیا کہ وہ کیوں انفاق نہیں کر رہے ہیں۔
 - ﴿مَا لَكُمْ أَلَّا تُنْفِقُوا﴾ (آیت: 10)۔
 - (c) اس کے بعد یہ حقیقت ذہن نشین کرائی گئی کہ اگر تم موت سے پہلے انفاق نہیں کرو گے تو یہ اللہ کی میراث بن جائے گی ﴿وَلِلَّهِ مِيرَاثُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ﴾ (آیت: 10)۔
 - (d) پھر یہ بتایا گیا کہ اسلام کی فتح کے بعد کے انفاق و قتال کے مقابلے میں، اسلام کے غربت کے زمانے میں کیا گیا انفاق اور قتال کا درجہ بلند ہوگا۔ (آیت: 10)
 - (e) پھر لوگوں سے قرض حسن کا مطالبہ کیا گیا (آیت: 11)۔
 - (f) قرض حسن کے لیے بڑھا چڑھا کر لوٹانے اور اجر کریم کی بشارت دی گئی (آیت: 11)
- 3- ﴿لَا يَسْتَوِي مِنْكُمْ مَنْ أَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَاتِلَ﴾ (آیت: 10) سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ تمام صحابہ ایک درجے میں نہیں ہیں۔ سب کے لیے خیر کا وعدہ ہے، لیکن صلح حدیبیہ کے موقع پر بیعت رضوان میں حصہ لینے والے چودہ سو (1,400) صحابہ بعد والوں سے افضل ہیں۔ اسی طرح فتح مکہ میں شریک ہونے والے دس ہزار (10,000) صحابہ آخری حج میں شریک ہونے والے دیگر ایک لاکھ صحابہ سے زیادہ سے افضل

ہیں۔ اس آیت میں ﴿الْفَتْح﴾ سے مراد صلح حدیبیہ بھی ہو سکتی ہے اور فتح مکہ بھی۔

4۔ ﴿اَلَمْ يَأْنِ لِلَّذِينَ آمَنُوا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ وَمَا نَزَلَ مِنَ الْحَقِّ﴾ (آیت 16)
 خشوع قلب اور قساوت قلب کے فرق کو واضح کر کے بتایا گیا کہ خشوع قلب کے نتیجے میں انسان کے دل سے بخیل کا خاتمہ ہوتا ہے، فیاضی پیدا ہوتی ہے اور دنیا کی محبت کم ہوتی ہے۔ قساوت قلبی کے نتیجے میں اہل کتاب کی طرح فسق اور بد عملی کا ظہور ہوتا ہے۔

5۔ ﴿وَعَلَّمُوا اَنْفُسَهُمُ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا لَوْحٍ وَزَيْنَةً وَتَقَاعُورُ بَيْنَكُمْ وَتَكَاثُرُ فِي الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ﴾ (آیت 20)
 یہاں دنیا کی زندگی کے مختلف مراحل کو چھ (6) لفظوں میں بیان کیا گیا ہے۔

(a) ﴿لَوْحٍ﴾ سے مراد، چھوٹے بچوں کے کھیل ہیں، جن میں لذت نہیں ہوتی۔

(b) ﴿لَهْوٍ﴾ سے مراد، وہ کھیل ہیں، جن میں لذت ہوتی ہے، جو بلوغت کے بعد نو جوانوں کی دلچسپی کا باعث بنتے ہیں۔ اس میں موسیقی بھی شامل ہے۔

(c) ﴿زَيْنَةً﴾ سے مراد، ٹیپ ٹاپ، میک اپ اور آرائش و زیبائش کے وہ تمام رویے ہیں، جو اس کے اگلے مرحلے میں جنم لیتے ہیں۔

(d) ﴿تَقَاعُورُ﴾ سے مراد، انسان کا ایک دوسرے پر فخر جتانے اور اپنے آپ کو دوسرے سے بہتر سمجھنا ہے۔

(e) ﴿تَكَاثُرُ فِي الْاَمْوَالِ﴾ سے مراد، مال کی دوڑ دھوپ میں ایک دوسرے سے زیادہ حاصل کرنے کی کوششوں میں مگن ہو جانا ہے۔

(f) ﴿تَكَاثُرُ فِي الْاَوْلَادِ﴾ سے مراد، اولاد کی کثرت میں ایک دوسرے سے آگے نکلنے کی ذہنیت ہے۔

6۔ ﴿سَابِقُوا اِلَى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَبِّكُمْ وَجَنَّةٍ﴾ (آیت 21) اس آیت میں دو مطالبات ہیں۔ پہلا مغفرت میں سبقت کا اور دوسرا جنت کے لیے سبقت کا۔ ﴿سَبَقْتُ﴾ یعنی نیکی کے کاموں میں پہل اور دوسروں سے آگے نکل جانے کا جذبہ ہے، اسی جذبے کے نتیجے میں انسان ﴿السَّابِقُونَ﴾ کی صف میں شامل ہو سکتا ہے۔

7۔ ﴿لِيَقُومَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ﴾ ”تاکہ لوگ انصاف پر قائم ہو جائیں“ (آیت 25) کے ذریعے یہ بات سمجھائی گئی ہے کہ رسول صرف عقیدے کی تبلیغ اور عبادت کے التزام کے لیے نہیں بھیجے جاتے، بلکہ ان کی بشت کا مقصد دنیا میں جہاد کے ذریعے عدل اجتماعی کا قیام بھی ہوتا ہے۔ زکوٰۃ اور دیگر احکام کے ذریعے معاشی عدل، سماجی عدل، سیاسی عدل وغیرہ حاصل ہو سکتا ہے۔

8۔ ﴿وَرَهْبَانِيَّةٍ ابْتَغَوْهَا مَا كَتَبْنَا عَلَيْهِمْ﴾ (آیت 27)

اس آیت میں رہبانیت کو بدعت قرار دیا گیا ہے، جسے اللہ نے ہرگز فرض نہیں کیا تھا۔ عیسائیوں نے یہ بدعت نیک نیتی

سے ایجاد کی پھر حدود میں تجاوز سے کام لیا۔ اہل کتاب کو بتایا گیا ہے کہ وہ رہبانیت ترک کر کے، اسلام لے آئیں، جہاد کا راستہ اختیار کریں اور اسلامی حکومت کی قوت قاہرہ کے ذریعے، دنیا میں رسولوں کی طرح عدل قائم کریں۔

9۔ اس سورت میں ﴿نور﴾ کا لفظ کئی بار استعمال کیا گیا ہے۔

(a) اللہ ہی نے رسول اللہ ﷺ پر قرآن کی آیات نازل کی ہیں، تاکہ مسلمانوں کو اندھیروں سے نکال کر ﴿نور﴾ میں لے آئے (آیت: 9)۔

(b) قیامت کے دن (انفاق کی وجہ سے) مومن مرد و خواتین کے سامنے اور اُن کے سیدھے ہاتھ میں ﴿نور﴾ دوڑ رہا ہوگا (آیت: 12)۔

(c) قیامت کے دن منافق مرد و خواتین، مومن مرد و خواتین سے ﴿نور﴾ کی درخواست کریں گے، جو ستر دکردی جائے گی (آیت: 13)۔

(d) اللہ اور رسول پر ایمان لانے والے صدیق اور شہید ہوتے ہیں، اُن کے لیے اُن کے حصے کا اجر اور ﴿نور﴾ ہے۔ (آیت: 19)

(e) اہل کتاب اگر آخری رسول پر ایمان لائیں گے تو اللہ انہیں بھی وہ ﴿نور﴾ عطا کرے گا، جس کی روشنی میں وہ چل سکیں گے (آیت: 28)

10۔ اس سورت میں ﴿مَغْفِرَة﴾ کا لفظ بھی کئی بار استعمال کیا گیا ہے۔

(a) آخرت میں ﴿عذابِ شدید﴾ بھی ہے اور اللہ کی ﴿مَغْفِرَة﴾ اور ﴿رضوان﴾ بھی (آیت: 20)۔

(b) اللہ کی ﴿مَغْفِرَة﴾ اور اس کے بعد ﴿جنت﴾ حاصل کرنے کے لیے، نیک کاموں میں دوسروں سے آگے بڑھنا ﴿سبقت﴾ کرتے ہوئے، ﴿السَّابِقِينَ﴾ کی صف میں شامل ہو جاؤ (آیت: 21)۔

(c) اہل کتاب اگر آخری رسول پر ایمان لائیں گے تو اللہ انہیں بھی ﴿مَغْفِرَة﴾ عطا کرے گا۔ (آیت: 28)۔

سورة الحديد کا نظم جلی

سورة الحديد پانچ پیرا گرافوں پر مشتمل ہے۔

1۔ آیات 15 تا 1: پہلے پیرا گراف میں، صفاتِ الہی بیان کر کے، توحید، ایمان اور انفاق فی سبیل اللہ کی دعوت دی گئی

جہاد میں مسابقت کے فضائل بیان کیے گئے۔ انفاق کی دعوت کئی اسالیب سے کی گئی۔ قیامت کا منظر کھینچ کر بتایا گیا کہ اس دن فیاض مومن مرد و خواتین اور بخیل منافق مرد و خواتین کا احوال مختلف ہوگا۔

2- آیات 16 تا 17: دوسرے پیرا گراف میں، مسلمانوں کو نصیحت کی گئی ہے۔

وہ ﴿خشوع قلب﴾ اختیار کریں۔ اہل کتاب کی طرح ﴿فساد قلبی﴾ میں مبتلا نہ ہو جائیں۔ اللہ کی سنت بیان کی گئی کہ کفر و شرک کی خزاں کے بعد، وہ وقفے وقفے سے ایمان و توحید کی بہار سے، انسانی دلوں کی زمین کو سرسبز و شاداب کرتا رہتا ہے۔

3- آیات 18 تا 20: تیسرے پیرا گراف میں، ایمان لا کر انفاق کرنے والوں کے اجر و ثواب کا بیان ہے۔

اور دنیا و آخرت کا تقابل (Comparason) کر کے، دنیا کی بے ثباتی بیان کی گئی۔ دنیا کی زندگی کے چھ (6) مراحل بیان کر کے موت کی تذکیر کی گئی۔ آخرت کے بارے میں بتایا گیا کہ وہاں عذاب شدید بھی ہے اور اللہ کی مغفرت اور رضوان بھی۔

4- آیات 21 تا 24: چوتھے پیرا گراف میں، اللہ کی بخشش و مغفرت اور ابدی جنت کی طرف دعوت مسابقت دی گئی۔ جان و مال کے نقصان پر صبر کی اپیل کر کے، بخل سے پرہیز کرنے کی تلقین کی گئی۔

5- آیات 25 تا 29: پانچویں اور آخری پیرا گراف میں، رسولوں کی بعثت کا مقصد، عدل و انصاف کا قیام بیان کیا گیا ہر رسول یتیمات، یتیم اور یتیم لے کر آتا ہے اور بعض کو لوہا بھی دیا جاتا ہے۔ لوہے کے نزول کا اصل مقصد جہاد ہے، لیکن اس میں دیگر فوائد بھی رکھ دیے گئے ہیں۔ قیامِ عدل کے لیے، طاقت کے استعمال کی طرف لوہے ﴿الحديد﴾ کے لفظ سے اشارہ کیا گیا۔

رسول اللہ ﷺ کی نبوت کے سلسلے کو، حضرت ابراہیمؑ اور ان کی نسل کے دیگر انبیاء سے جوڑتے ہوئے اہل کتاب بالخصوص عیسائیوں کو، رحمانیت ترک کر کے اسلام قبول کرنے کی دعوت دی گئی۔ رحمانیت کو بدعت قرار دیا گیا۔ نبوت کے بارے میں بتایا گیا کہ یہ صرف بنی اسرائیل کا استحقاق نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آخری رسول بنی اسرائیل میں پیدا کیا ہے۔ اہل کتاب کو ترغیب دی گئی کہ اگر وہ اسلام لے آئیں گے تو انہیں دوہرے اجر سے نوازا جائے گا۔

مرکزی مضمون

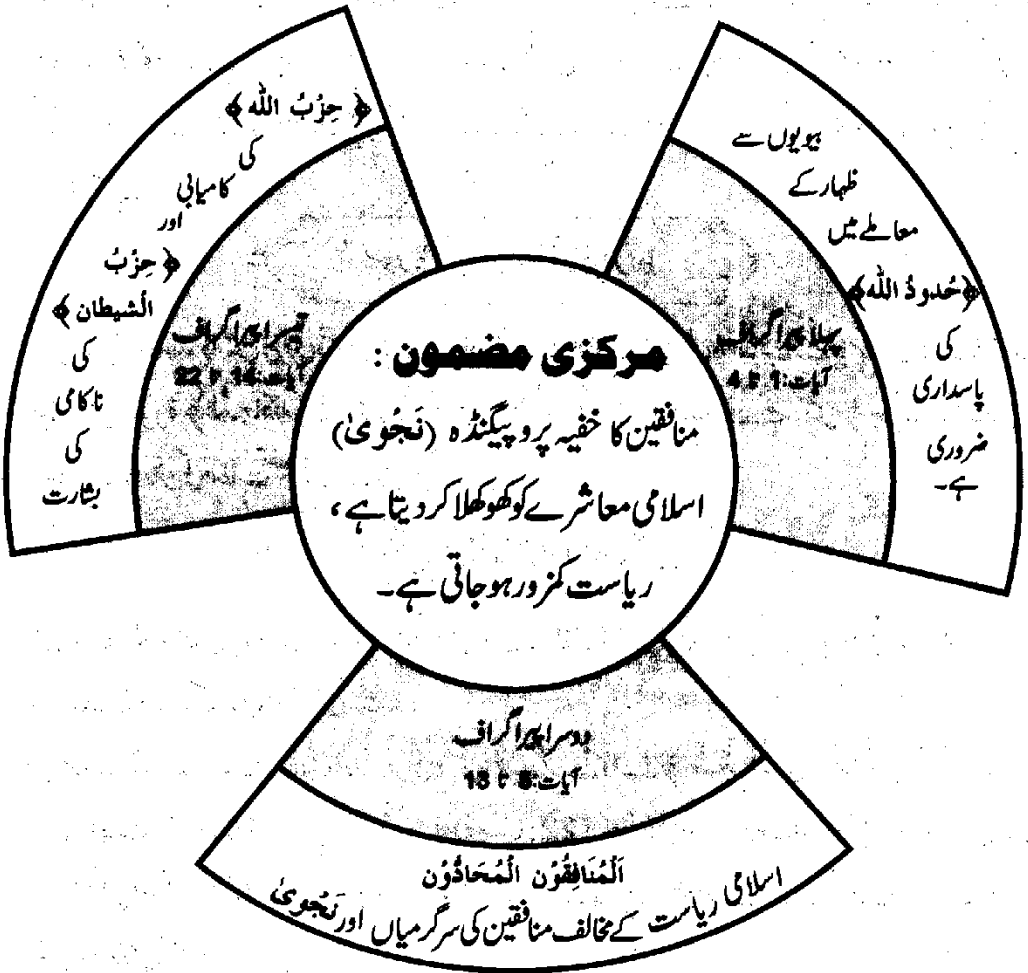
صفاتِ الہی پر مشتمل کامل عقیدہ توحید اور رسول اللہ ﷺ پر ایمان لا کر، نفاق، حبِ دنیا، بخل اور رہبانیت سے پرہیز کرو اور جان و مال سے اللہ کی راہ میں جہاد کرو، تاکہ اسلامی حکومت کے قیام کے ذریعے، رسولوں کی بعثت کا مقصد، عدل اجتماعی کا قیام ممکن ہو سکے۔

ترتیبی نقشہ ربط

نظم جلی

58- سُورَةُ الْمُجَادَلَةِ

آیات : 22 مَدَنِيَّةٌ پیراگراف : 3



زمانہ نزول

سورۃ المجادلۃ کے، سورۃ الاحزاب کے بعد، غالباً ذوالحجہ 5 ہجری میں نازل ہوئی۔ یہ وہی زمانہ تھا، جب منافقین رسول اللہ ﷺ کے خلاف پروپیگنڈہ کر رہے تھے کہ انہوں نے اپنے منہ بولے بیٹے حضرت زید بن حارثہ کی مطلقہ بیوی حضرت زینب سے شادی کر لی ہے۔ اس کے تقریباً ایک سال بعد سورۃ النور نازل ہوئی، جس میں حضرت عائشہؓ پر بہتان کا تذکرہ ہے۔ منافقین اپنے زہر پلے پروپیگنڈے کے ذریعے اسلامی منفوں میں انتشار پیدا کرنے کی بھرپور کوشش کر رہے تھے۔

ظہار: زمانہ جاہلیت میں ایک فرسودہ رسم ﴿ظہار﴾ کی تھی۔ یہ ایک ایسی طلاق تھی، جس میں رجوع کا بھی امکان نہ ہوتا تھا۔ شوہر اپنی بیوی کو اپنی ماں سے تشبیہ دے کر ہمیشہ کے لیے اپنے اوپر حرام کر لیتا۔ حضرت خولہ بنت ثعلبہؓ کے شوہر نے ان سے بڑھاپے میں ظہار کیا۔ انہوں نے اللہ سے دعا کی۔ ان کی شکایت آسمانوں میں سنی گئی اور اللہ تعالیٰ نے اس سورت میں انہیں ظہار کے کفارے سے آگاہ کیا، تاکہ وہ دوبارہ اپنی ازدواجی زندگی گزار سکیں۔

سورۃ المجادلہ کا کتابی ربط

سورۃ الحديد کے میں بیرونی دشمنوں سے جان اور مال سے جہاد کر کے عدل و انصاف کے قیام کو یقینی بنانے کا حکم تھا۔ یہاں اس سورۃ المجادلہ کے میں اندرونی دشمنوں (منافقین) کی پہچان کی ہدایت ہے، انہیں ﴿حزبُ الشیطان﴾ کہا گیا ہے اور ان کی صفات تفصیل سے بیان کی گئی ہیں۔

اہم کلیدی الفاظ اور مضامین

- 1- اس سورت میں اللہ کی پارٹی ﴿حزبُ اللہ﴾ (آیت: 22) اور شیطان کی پارٹی ﴿حزبُ الشیطان﴾ (آیت: 19) کے درمیان تقابل ہے۔
- 2- اس سورت میں بتایا گیا ہے کہ اللہ اور رسول کی دشمنی اختیار کرنے والے ﴿مُحَادُّوْنَ﴾ کی ذلیل و خوار ہو کر رہیں گے (آیت: 5 اور 20) اور ﴿مُؤَادُّوْنَ﴾ (آیت: 22) کا انجام مختلف ہوگا۔ اللہ اور قیامت پر ایمان رکھنے والے قلعہ مومنین، اللہ اور رسول کی دشمنی اختیار کرنے والے اپنے قریبی رشتے دار منافقین سے مودت اور محبت کا مظاہرہ نہیں کر سکتے۔
- 3- اس سورت میں منافقین کی کانپھوسی اور پروپیگنڈے کا خاص طور پر ذکر کیا گیا۔

منافقین، ممانعت کے باوجود ﴿اَلَمْ﴾، عدوان ﴿اور رسول کی نافرمانی میں خفیہ سرگوشیاں﴾ ﴿نَجْوٰی﴾ کرتے ہیں۔ (آیت: 7)

مسلمانوں کو منع کر دیا گیا کہ وہ ﴿اَلَمْ﴾، عدوان ﴿اور رسول کی نافرمانی میں خفیہ سرگوشیاں﴾ ﴿نَجْوٰی﴾ نہ کریں۔ (آیت: 8)

مسلمانوں کو اجازت دی گئی کہ وہ نیکی اور خدا ترسی ﴿ہر اور تقویٰ﴾ کے معاملات میں خفیہ سرگوشیاں ﴿نَجْوٰی﴾ کر سکتے ہیں (آیت: 8)

مسلمانوں کو بتایا گیا کہ منافقین کے ﴿نَجْوٰی﴾ کا مقصد اہل ایمان کو رنجیدہ کرنا ہوتا ہے۔ اور یہ شیطان کا ہتھکنڈا ہے۔ (آیت: 10)

سورة المجادلة میں ناسخ و منسوخ

اس سورت میں، آیت: 13 ناسخ ہے اور آیت: 12 منسوخ ہے۔ صحابہؓ کو حکم دیا گیا تھا کہ وہ رسول اللہ ﷺ سے تجلیہ میں ﴿نَجْوٰی﴾ کرنا چاہیں تو صدقہ دیں، لیکن کچھ دیر بعد یہ حکم منسوخ ہو گیا۔

سورة المجادلة کا نظم جلی

سورة المجادلة تین (3) ہیرا گرافوں پر مشتمل ہے۔

1- آیات 1 تا 4: پہلے ہیرا گراف میں، بتایا گیا کہ بیویوں سے ﴿ظہار﴾ کے معاملے میں ﴿حُدُودُ اللہ﴾ کی پاسداری ضروری ہے۔

جاہلیت کا قانون ظہار، ظلم ہے۔ ظہار سے بیوی ماں نہیں بنتی۔ ظہار کے گناہ کا گتہ بارہ، ایک غلام کی آزادی، (60) مسلسل روزے، یا ساٹھ (60) مسکینوں کا کھانا ہے۔ ظہار کا قانون، حدود الہی میں شامل ہے مگر تین قانون ظہار کے لیے، دردناک عذاب ہوگا۔

2- آیات 5 تا 13: پہلے ہیرا گراف کے عائلی قانون کے بعد، دوسرے ہیرا گراف میں، منافقین کی سازشوں کو بے نقاب کیا گیا کہ وہ جموٹے پروپیگنڈے کے ذریعے مسلمانوں کی عائلی زندگی کو درہم برہم کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔

اسلامی ریاست کے خلاف بھی منافقین کی سرگرمیاں اپنے عروج پر ہیں۔

منافقین، اسلامی ریاست کے دشمن ہیں، ذلیل و خوار ہوں گے۔ منافقین کو اللہ کی صفحہٴ علم سے ڈرایا گیا۔

﴿نَجْوٰی﴾ سرگوشی پر تنقید کر کے بتایا گیا کہ اللہ کی ذات ایسی علیم ہے کہ وہ اپنے علم کے ذریعے سرگوشی کی ہر محفل میں موجود ہوتی ہے۔ تین میں کا چوتھا، اور پانچ کا چھٹا اللہ تعالیٰ ہوتا ہے۔ ﴿اَلَمْ وَّعُدْوَان﴾ میں ﴿نَجْوٰی﴾ حرام ہے،

﴿ہر و تقویٰ﴾ کے ساتھ نَجْوٰی جائز ہے۔ آداب مجلس کی تعلیم دی گئی کہ محفل میں سٹ کر بیٹھتا کہ آنے والوں کے لیے کشادگی پیدا ہو۔ اگر محفل سے اٹھا دیا جائے تو اٹھ جانا چاہیے۔ رسول ﷺ کی اطاعت سے درجات میں اضافہ ہوتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ سے نَجْوٰی کرنے پر صدقہ کرنے کا پہلے حکم دیا گیا پھر اگلی آیت سے پچھلی آیت منسوخ کر دی گئی۔

3- آیات 13 تا 22: تیسرے پیرا گراف میں، ﴿حِزْبُ اللَّهِ﴾ اور ﴿حِزْبُ الشَّيْطَانِ﴾ کی صفات بیان کر کے بتایا گیا کہ ﴿حِزْبُ الشَّيْطَانِ﴾ ناکام ہوگا اور ﴿حِزْبُ اللَّهِ﴾ ہی غالب ہوگا۔

منافقین، اللہ کی مغضوب قوم یہود سے دوستی کرتے ہیں۔ ان پر اللہ کا غضب ہے۔ ان کی قسمیں جھوٹی ہوتی ہیں، یہ اپنی قسموں کو ڈھال بنا لیتے ہیں۔ یہ دوزخی ہیں۔ ﴿أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ﴾ (آیت: 17) ابلیس کے دام میں گرفتار ہو کر، منافقین نے اللہ کے ذکر کو فراموش کر دیا ہے۔ یہ ﴿حِزْبُ الشَّيْطَانِ﴾ ہیں۔ منافقین، اسلامی ریاست کے دشمن ہیں۔ اور یہ مخلوقات میں سب سے زیادہ ذلیل ہیں ﴿إِنَّ السَّالِفِينَ بِعَآذُونَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ أُولَٰئِكَ فِي الْأَذَلِّينَ﴾ (آیت: 20) فتح مکہ اور اسلام کے غلبے کی بشارت دی گئی ﴿كَتَبَ اللَّهُ لَأَحْمَدَ إِنَّا وَرَسُولِي﴾ (آیت: 21)۔ ﴿حِزْبُ اللَّهِ﴾ کی صفات کا بیان۔

(a) اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتے ہیں۔

(b) اللہ و رسول ﷺ کے مخالفین اور اسلامی ریاست کے مخالفین سے محبت نہیں رکھتے، چاہے وہ اُن کے قریبی عزیز ہی کیوں نہ ہوں۔

(c) اِن کے دلوں میں اللہ تعالیٰ ایمان کو لکھ دیتا ہے۔ ﴿كَتَبَ فِي قُلُوبِهِمُ الْإِيمَانَ﴾

(d) ﴿رُوح﴾ سے ان کی تائید کی جاتی ہے۔ ﴿وَأَيَّدَهُم بِرُوحٍ مِّنْهُ﴾

(e) یہ جنتی ہیں۔

(f) اللہ سے راضی ہیں اور اللہ ان سے راضی ہوتا ہے۔ ﴿رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ﴾

(g) ﴿حِزْبُ اللَّهِ﴾ ہی کے لیے فلاح اور کامیابی ہے۔ (آیت: 22)

مرکزی مضمون

تکمیل انقلاب کے لیے ایمانی محاذ، عالمی محاذ اور اخلاقی محاذ پر کامیابیاں شرط اول ہیں، ان ہی کے نتیجے میں عسکری اور سیاسی فتوحات حاصل ہو سکتی ہیں۔

وضاحت

(a) عالمی محاذ پر ﴿ظہار﴾ جیسی فرسودہ رسومات کا خاتمہ ضروری ہے، تاکہ سماجی عدل (Social Justice) قائم کیا جاسکے۔

(b) ایمانی محاذ پر، ثابت قدمی کے لیے، اللہ کی صفات کی کامل معرفت ضروری ہے۔ اسلام دشمن سرگرمیوں اور سرگوشیوں ﴿نجوی﴾ کا خاتمہ صرف اسی صورت میں ہو سکتا ہے، جب یہ یقین ہو کہ اللہ تعالیٰ کو ہماری خفیہ سازشوں اور سرگوشیوں ﴿نجوی﴾ کا علم ہو جاتا ہے۔ منافقین کا خفیہ پروپیگنڈہ ﴿نجوی﴾ اسلامی معاشرے کو کھوکھلا کر دیتا ہے، ریاست کمزور ہو جاتی ہے۔

(c) اخلاقی محاذ پر، فتوحات کے لیے، رسول کریم ﷺ کی کامل اطاعت اور آداب مجلس کا خیال رکھنا لازمی اور ضروری ہے۔ آپ ﷺ کی اطاعت اور وفاداری کے نتیجے میں ہی اعلیٰ درجات کا حصول ممکن ہے۔

(d) عسکری اور سیاسی محاذ پر، اسی وقت کامیابی نصیب ہو سکتی ہے، جب منافقت ترک کی جائے، یہودیوں سے دوستی ختم کر کے اور ﴿حزب الشیطان﴾ کو چھوڑ کر ﴿حزب اللہ﴾ میں شرکت اختیار کر لی جائے۔

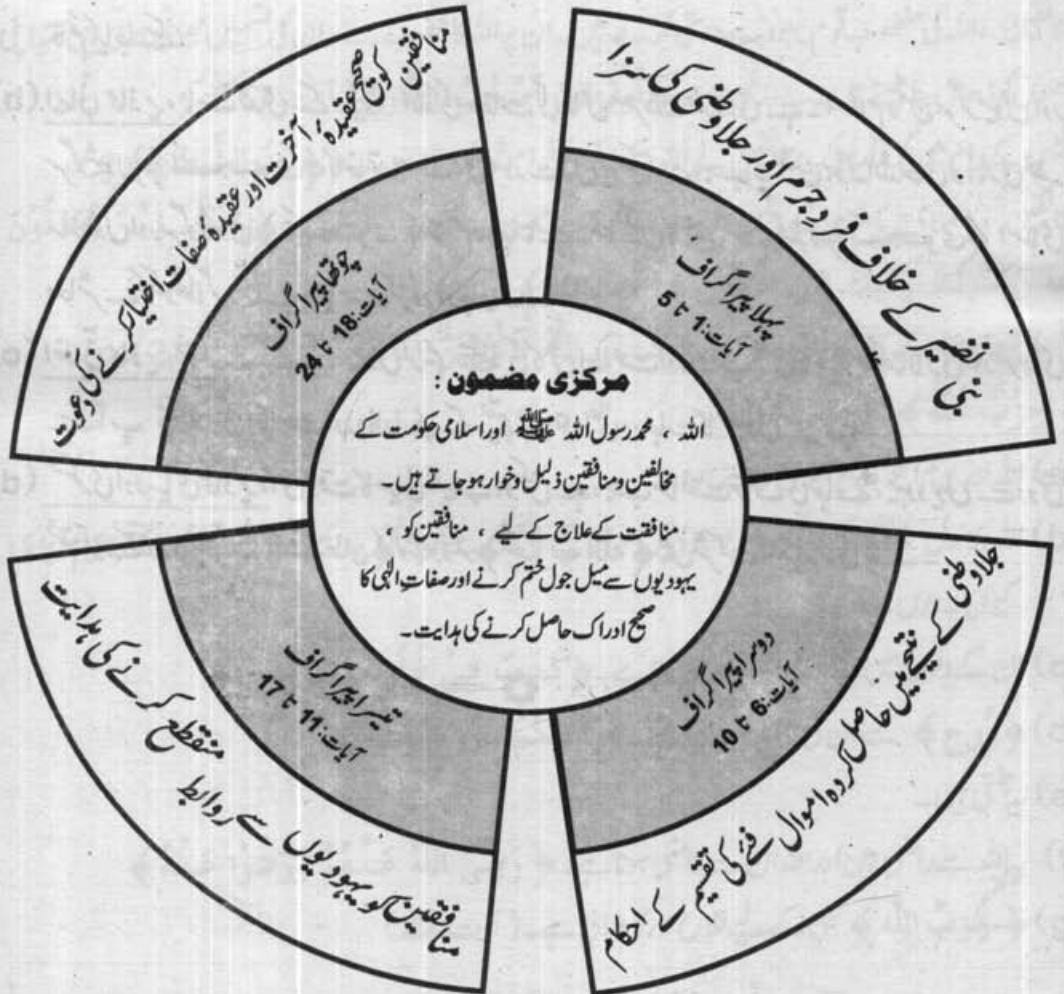


ترتیبی نقشہ ربط

نظم جلی

59- سُورَةُ الْحَشْرِ

آیات : 24 مَدَنِيَّةٌ پیرا گراف : 4



زمانہ نزول:

یہودی قبیلے بنی نضیر کی مدینہ منورہ سے جلا وطنی (ربیع الاول 4ھ) کے بعد، غالباً 4 ہجری کے وسط میں نازل ہوئی۔

سورة الحشر کا کتابی ربط

اسلامی ریاست کے اندرونی دشمنوں کی صفات نبوی و تعلقات یہود وغیرہ کے ذکر کے بعد، یہاں سورة الحشر میں نفاق کے مرض کے علاج کی تدبیریں بیان کی گئی ہیں۔

مکمل سورة الحشر کی آیت: 14 میں منافقین کے بارے میں کہا گیا تھا کہ ﴿اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ تَوَلَّوْا قَوْمًا غَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ﴾ ”کیا تم نے ان منافقین کو دیکھا، جنہوں نے اس قوم (یہود) سے دوستی کر لی، جس پر اللہ نے غضب فرمایا؟“۔ یہاں سورة الحشر میں بھی منافقین کے بارے میں یہ انکشاف کیا گیا کہ یہودیوں کی جنگی حمایت کے بارے میں ان کی لٹرائیاں جھوٹی ہیں (آیت: 11)۔ اگلی سورة الاحزاب کی آخری آیت میں مسلمانوں کو حکم دیا جا رہا ہے ﴿لَا تَتَوَلَّوْا قَوْمًا غَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ﴾ ”ان لوگوں کو اپنا دوست نہ بناؤ، جن پر اللہ نے غضب فرمایا ہے“

اہم کلیدی الفاظ اور مضامین

- 1۔ اس سورت میں، قلعہ مہاجر صحابہ اور قلعہ انصار مدینہ کے اوصاف اور ان کی فضیلت بیان کی گئی اور ان کا تقابل منافقین اور ان کے اوصاف سے کیا گیا ہے۔
- 2۔ ﴿وَكَذٰلِكَ فِیْ فُلُوْهِمْ الرُّغْبَ﴾ (آیت: 2) بنی نضیر کے خلاف جنگ کی نوبت ہی نہیں آئی۔ ان کا محاصرہ کر لیا گیا۔ اللہ نے ان کے دلوں پر رعب طاری کر دیا۔ رعب کے نتیجے میں اموال فتنے حاصل ہوئے۔ اگر جنگ ہوتی تو یہ مال، غنیمت شمار ہوتا۔
- 3۔ ﴿مِنْ لَّدُنْكَ بِاَنَّهُمْ شَاقُّوْا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ﴾ (آیت: 4) یہودی قبیلے بنی نضیر کے خلاف یہ فرد جرم ہے۔ انہوں نے اللہ اور رسول ﷺ کا مقابلہ کیا یعنی انہوں نے اسلامی حکومت کو کھوکھلا کرنے کی سازش کی۔ اس لیے انہیں جلا وطنی کی سزا سنائی گئی۔
- 4۔ اسلامی معیشت کا ایک اہم اصول: ﴿كُنْی لَا یَكُوْنُ دُوْلَةً مِّنْ بَیْنِ الْاُغْنِیَاءِ وَبَیْنِ الْفُقَرَاءِ﴾ (آیت: 7) ”تاکہ دولت، تمہارے امیروں ہی کے درمیان گردش کرتی نہ رہے۔“ سلسلہ کلام میں یہ طے احکام فتنے سے متعلق ہے، لیکن اس سے اسلامی معیشت کا ایک اہم اصول سامنے آتا ہے۔ اسلام ارتکاز دولت کو پسند نہیں کرتا۔
- 5۔ حدیث اور سنت کی دستوری، قانونی اور تشریحی حیثیت: ﴿وَمَا اَنَاْکُمْ الرَّسُوْلُ لَعَلَّوْهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا﴾ (آیت: 7) ”جو کچھ رسول اللہ ﷺ تم لوگوں کو دس، وہ لے لو اور جس چیز سے وہ منع کریں، اس سے رک جاؤ۔“ سلسلہ کلام میں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ بنی نضیر سے ملنے والے اموال فتنے کی تقسیم پر اعتراض

نہ کرو۔ اس مال کی تقسیم جنگ بدر کے اموال غنیمت کی طرح نہیں ہوگی، جس کی تفصیل سورۃ الانفال کی آیت: 41 میں بیان کی گئی ہے، لیکن یہ آیت ایک اہم قانونی نکتہ بیان کرتی ہے۔ رسول معصوم ﷺ کی قوی، فعلی اور تقریری احادیث اگر صحیح ثابت ہو جائیں تو ان کی دستوری، قانونی اور تشریحی حیثیت ہوگی۔ اسلامی قانون کے دو بنیادی ماخذ ہیں، جو وحی پر مبنی ہیں۔ قرآن اور صحیح اور ثابت شدہ احادیث۔ بقیہ ماخذ ثانوی اور استنباطی ہیں اور غیر معصوم انسانوں کے اجتہادات پر مبنی ہیں۔ بنیادی اور ثانوی ماخذوں میں تفریق کرنا ضروری ہے۔

6- ﴿وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ﴾ (آیت: 1 اور 24) پہلی اور آخری آیت میں اللہ کی دو صفات عزیزیت اور حکیمیت کا اعادہ ہے۔ بنی نصیر کی جلاوطنی، اموال فئے کی دولت، وغیرہ سب انہیں کا مظہر ہیں۔

سورة الحشر کا نظم جلی

سورة الحشر چار (4) پیرا گرافوں پر مشتمل ہے۔

1- آیات 5 تا 1: پہلے پیرا گراف میں، بنی نصیر کے خلاف فرد جرم عائد کی گئی ہے کہ انہوں نے اللہ، رسول ﷺ اور اسلامی حکیمیت کی دشمنی اختیار کی۔

عہد شکنی کی اور رسول ﷺ کے قتل کی سازش کی۔ اسی لیے انہیں جلاوطنی کی سزا دی گئی۔ اللہ تعالیٰ ہی وہ بے عیب، زبردست اور حکیم ہستی ہے، جس نے یہودی قبیلے، بنی نصیر کو مدینہ منورہ سے جلاوطن کر دیا، اور عبرت کا سامان فراہم کیا۔ بنی نصیر کے یہودی قبیلے پر جنگ کے بغیر محض رعب کے ذریعے فتح عطا کی گئی۔ ﴿وَكَذَٰلِكَ فِیْ قُلُوْبِهِمُ الرَّعْبُ﴾۔ جنگی حکمت عملی کا لحاظ کرتے ہوئے، اللہ کی طرف سے ایک استثنائی حکم دیا گیا کہ فوجی مصلحت کے تحت کھجور کے درخت کاٹے جاسکتے ہیں۔

2- آیات 6 تا 10: دوسرے پیرا گراف میں، جلاوطنی کے نتیجے میں حاصل کردہ، اموال فئے کی تقسیم کے احکام اور اموال فئے کی آٹھ مدت بیان کی گئیں۔

اموال فئے، مال غنیمت سے مختلف ہیں۔ ان کے مصارف حسب ذیل ہیں۔

(1) اسلامی ریاست کے عمومی مفادات (اللہ اور رسول) (2) ذُو القربی (رشتے دار) (3) یتامی (4) مساکین (5) مسافر (ابن السبیل) (6) فقراء المهاجرین (7) والانصار (8) بعد میں آنے والے لوگ۔

مہاجرین کی فضیلت میں کہا گیا کہ یہ گھر سے نکالے گئے ہیں، اللہ کے فضل اور رضوان کے طالب ہیں، اللہ اور رسول کی حمایت کرتے رہتے ہیں اور راست باز ہیں۔

انصار مدینہ کی فضیلت بیان کرتے ہوئے کہا گیا کہ یہ مہاجرین سے محبت کرتے ہیں، جو دیا جائے اس پر راضی رہتے ہیں دل میں تنگی محسوس نہیں کرتے، اپنی محتاجی کے باوجود ایثار کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ شمع نفس یعنی دل کی تنگی سے پاک ہیں۔

3- آیات 11 تا 17: تیسرے پیرا گراف میں، منافقین کو ان کے مرض سے آگاہ کیا گیا ہے۔ انہیں دو باتیں صاف صاف بتا دی گئی ہیں۔

اولاً وہ اسلامی ریاست کے خیر خواہ نہیں ہیں اور ثانیاً اسلام دشمن یہودیوں سے میل جول رکھتے ہیں۔ منافقین کی جھوٹی قسموں کا پول کھول دیا گیا ہے کہ وہ جنگ کے موقع پر یہودیوں کی حمایت نہیں کریں گے۔ منافقین کے دل میں اللہ تعالیٰ سے زیادہ مسلمانوں کا ڈر ہے۔ وہ اہلس کے دام میں گرفتار ہو چکے ہیں۔ انہیں جلد از جلد اس دام سے نکلنا چاہیے ورنہ دونوں داخلی جہنم ہوں گے۔

4- آیات 18 تا 24: چوتھے اور آخری پیرا گراف میں منافقین کو ان کے مرض کا علاج بتایا گیا ہے۔

پہلا علاج یہ ہے کہ وہ فکر آخرت کریں اور کل ﴿عَدُو﴾ یعنی روزِ قیامت کے لیے اخلاص پر مبنی اعمال اختیار کریں۔ دوسرا علاج یہ ہے کہ وہ اپنے خالق اللہ کے بارے میں اور اُس کی صفات کے بارے میں، مکمل علم حاصل کر کے اس پر شعوری ایمان لے آئیں۔

منافقین کو مشورہ دیا گیا کہ وہ یہودیوں کی طرح خدا فراموشی کا رویہ ترک کر دیں، ورنہ اس کا نتیجہ خود فراموشی ہوگا۔ (آیت: 19)۔ منافقین اور یہودی ﴿أَصْحَابُ النَّارِ﴾ ہیں اور سچے مومن ﴿أَصْحَابُ الْجَنَّةِ﴾ ہیں، یہ بڑا نہیں ہو سکتے (آیت: 20)۔ منافقین اور یہود کے دل، پتھر سے زیادہ سخت ہیں، اس لیے ان پر قرآن کا اثر نہیں ہوتا۔ ورنہ قرآن تو پہاڑوں کو بھی پکھلا دینے کی تاثیر رکھتا ہے۔ (آیت: 21)

آخری تین (3) آیات میں منافقین کو اللہ کے اسمائے حسنیٰ کے ذریعے اُس کی صفات سے آگاہ کیا گیا تاکہ وہ منافقت سے توبہ کر لیں۔ یہی ان کے مرض کا علاج ہے۔ اللہ ﴿إِلَٰه﴾ ہے، ﴿عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ﴾ ہے۔ اللہ ﴿الرَّحْمَنُ﴾ ہے، اللہ ﴿الرَّحِيمُ﴾ ہے، اللہ بادشاہ ﴿الْمَلِكُ﴾ ہے، اللہ مقدس ﴿الْقُدُّوسُ﴾ ہے، اللہ سراسر سلامتی والا ﴿السَّلَامُ﴾ ہے، اللہ اس دینے والا ﴿الْمُؤْمِنُ﴾ ہے، اللہ نگہبان ﴿الْمُهَيِّمُنُ﴾ ہے، اللہ سب پر غالب ﴿الْعَزِيزُ﴾ ہے، اللہ اپنا حکم بزدور نافذ کرنے والا ﴿الْجَبَّارُ﴾ ہے، اللہ بڑا ہی ہو کر رہنے والا ﴿الْمُتَكَبِّرُ﴾ ہے، اللہ تخلیق کا منصوبہ بنانے والا ﴿الْخَالِقُ﴾ ہے، اللہ اس کو نافذ کرنے والا ﴿الْبَارِئُ﴾ ہے، اللہ صورت گری کرنے والا ﴿الْمُصَوِّرُ﴾ ہے، اللہ بزدور دست ﴿الْعَزِيزُ﴾ ہے، اللہ حکیم ﴿الْحَكِيمُ﴾ ہے۔

مرکزی مضمون

اسانے حسنی پر مشتمل صحیح عقیدہ توحید، عقیدہ آخرت اور فکر آخرت کے نتیجے ہی میں، کافروں پر مسلمانوں کا رعب طاری ہو سکتا ہے۔ سازشی کافروں کو جلا وطن کیا جاسکتا ہے۔ اموال فتنے بھی حاصل ہو سکتے ہیں، جن سے اسلامی حکومت کے عمومی مفادات کا تحفظ کیا جاسکتا ہے۔

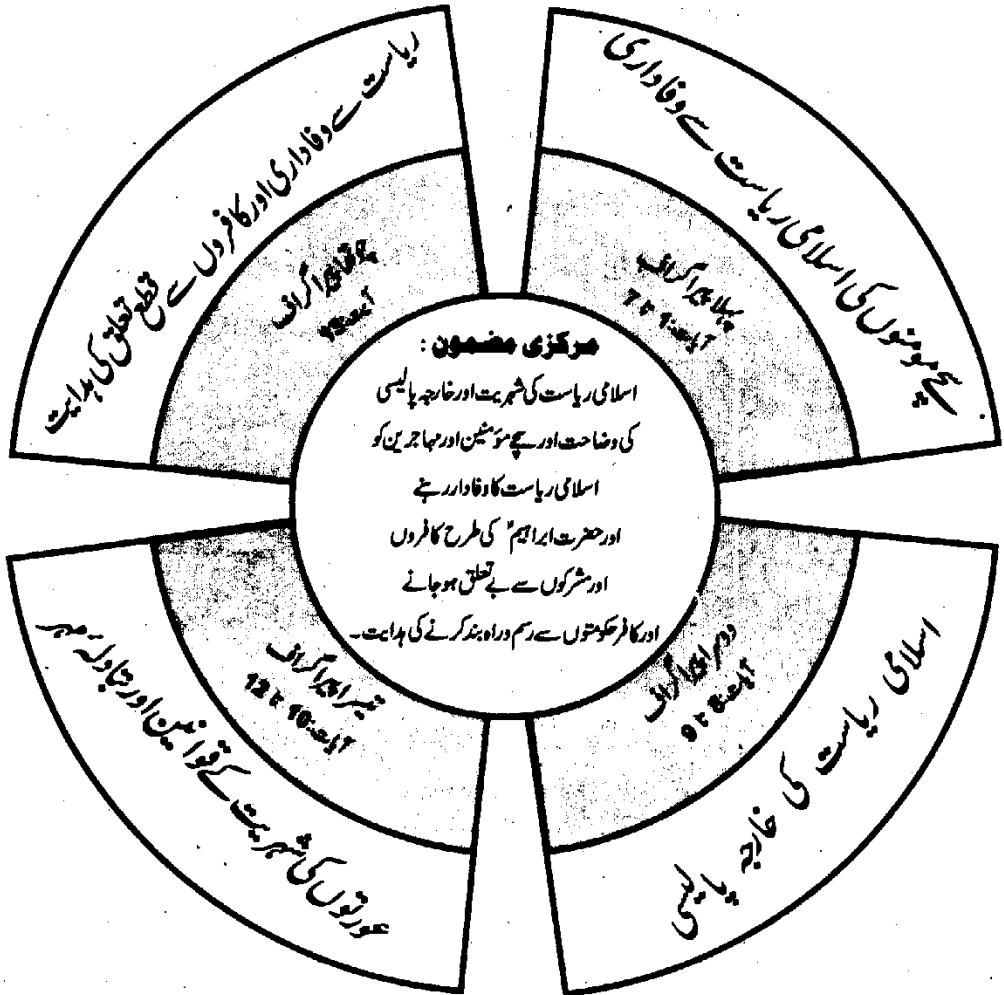


ترتیبی نقشہ ربط

نظم جلی

60- سُورَةُ الْمُمتَحِنَةِ

آیات: 13 مَدَنِيَّةٌ پیراگراف: 4



زمانہ نزول

صلح حدیبیہ (ذوالقعدہ 6ھ) اور فتح مکہ (رمضان 8ھ) کے درمیان، غالباً 7 یا 8ھ میں نازل ہوئی۔ ایک مخلص صحابی حضرت حاطب بن ابی بلتعہؓ نے مکہ میں موجود اپنے رشتے داروں کو بچانے کے لیے، فتح مکہ سے پہلے ایک اہم جنگی راز، مکہ کی ایک لوٹری کے ذریعے قریش کو پہنچانے کی کوشش کی اور رسول اللہ ﷺ کی جنگی تیاریوں سے انہیں آگاہ کرنا چاہا۔

یہ وہی دور تھا، جب مسلمان عورتیں دارالکُفّر (مکہ) سے ہجرت کر کے اسلامی ریاست (مدینہ) پہنچ رہی تھیں اور اُن کی ہجرت (Immigration)، اُن کی شہریت (Citizenship)، اُن کی ریاست سے وفاداری (Allegiance) اور اُن کے مہر کے تبادلے کے مسائل پیدا ہو رہے تھے۔

کتابی ترتیب کے اعتبار سے پہلے سورۃ الحدید ہے، پھر سورۃ المجادلہ، پھر سورۃ الحشر اور پھر سورۃ الممتحنہ۔ نزولی ترتیب کے اعتبار سے پہلے سورۃ الحشر ربیع الاول چار (4)ھ میں، پھر سورۃ الحدید پانچ (5)ھ کے اوائل میں نازل ہوئی ہے، پھر سورۃ المجادلہ جب احزاب کے بعد پانچ (5)ھ کے اواخر میں، پھر سورۃ الممتحنہ فتح مکہ سے پہلے غالباً آٹھ (8)ھ کے اوائل میں نازل ہوئی۔

سورۃ الممتحنہ کا کتابی ربط

سورۃ المجادلہ کی آیت: 14 میں منافقین کے بارے میں کہا گیا تھا کہ ﴿أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ تَوَلَّوْا قَوْمًا غَضِبَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ﴾ ”کیا تم نے ان منافقین کو دیکھا، جنہوں نے اس قوم (یہود) سے دوستی کر لی، جس پر اللہ نے غضب فرمایا“۔ پچھلی سورۃ الحشر میں بھی منافقین کے بارے میں یہ انکشاف کیا گیا تھا کہ یہودیوں کی جنگی حمایت کے بارے میں ان کی لٹرائیاں جھوٹی ہیں (آیت: 11)۔ یہاں سورۃ الممتحنہ کی آخری آیت میں مسلمانوں کو حکم دیا جا رہا ہے ﴿لَا تَتَوَلَّوْا قَوْمًا غَضِبَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ﴾ ”ان لوگوں کو اپنا دوست نہ بناؤ، جن پر اللہ نے غضب فرمایا ہے“

اہم کلیدی الفاظ اور مضامین

- 1۔ اس سورت میں، اسلامی ریاست کے استحکام کے لیے منافقین پر نظر رکھنے کے علاوہ، بیرونی جاسوس بالخصوص خواتین جاسوسوں اور برادری کے جاسوسوں پر کڑی نظر رکھنے کی ہدایت دی گئی ہے۔ مخلص مسلمانوں کو بھی، حضرت ابراہیمؑ کی طرح رشتہ داری پر اسلام کو ترجیح دینے کی ہدایت کی گئی۔

2- ﴿لَا تَتَّخِذُوا عَدُوِّي وَعَدُوَّكُمْ أَوْلِيَاءَ﴾ (آیت: 1) اسلامی ریاست کی خارجہ پالیسی بیان کرتے ہوئے، اللہ کے دشمنوں اور مسلمانوں کے دشمنوں سے دوستی نہ کرنے کا حکم دیا گیا ہے، انہیں رازدار بنانے اور انہیں جنگی راز فراہم کرنے پر گرفت کی گئی۔

3- ﴿كُنْ تَنْفَعَكُمْ أَرْحَامُكُمْ وَلَا أَوْلَادُكُمْ يَوْمَ الْقِيَمَةِ﴾ (آیت: 3) کے ذریعے یہ حقیقت ذہن نشین کرائی گئی کہ جن رشتے داروں کی محبت میں آدمی بعض اوقات اخلاص کے باوجود اسلامی حکومت سے بے وفائی کر بیٹھتا ہے، وہ قیامت کے دن ہرگز کام نہ آئیں گے۔

سورة الممتحنة کا نظم جلی

سورة الممتحنة چار (4) پیرا گرافوں پر مشتمل ہے۔

1- آیات 1 تا 7: پہلے پیرا گراف میں، مخلص مومنین کو اسلامی ریاست کا وفادار رہنے کی ہدایت ہے۔

اسلامی ریاست کے حقوق اور رشتے داروں کی محبت کے درمیان کشمکش میں، اہل ایمان، (Islamic State) ریاست کے وفادار ہوتے ہیں (آیات: 1 تا 3)۔ کافروں اور ان کی ریاست (State) سے، حضرت ابراہیمؑ کی طرح اعلانِ براءت ضروری ہے (آیات: 4 تا 6)۔ (ایک ڈیڑھ سال میں) مشرکین مکہ کے مسلمان ہو جانے کی بشارت دی گئی ہے (آیت: 7)۔

2- آیات 8 تا 9: دوسرے پیرا گراف میں، اسلامی ریاست کی خارجہ پالیسی (Foreign Policy) بیان کی گئی ہے۔

(a) حلیف کافر حکومتوں (Friendly Non-Islamic States) سے دوستی کی جاسکتی ہے، یہ انصاف کا عین تقاضا ہے اور اللہ انصاف کرنے والوں کو محبوب رکھتا ہے۔

(b) لیکن حریف کافر حکومتوں (Hostile Non-Islamic States) سے دوستی نہیں کی جاسکتی، جو مسلمانوں سے قتال کرتے ہیں اور انہیں اپنے گھروں سے بے دخل کرتے ہیں۔

3- آیات 10 تا 12: تیسرے پیرا گراف میں، اسلامی ریاست کی داخلہ پالیسی بیان کی گئی ہے۔

عورتوں کی شہریت کے قوانین (Citizenship and Immigration Laws) کی وضاحت ہے۔ اسلامی ریاست کی طرف ہجرت کرنے والی خواتین کی تفتیش ضروری ہے (ممکن ہے کہ وہ جاسوس ہوں)۔ شہریت دینے سے پہلے تفتیش ضروری ہے ﴿فَاَمْتَحِنُوهُنَّ﴾۔ سچی مومن خواتین کو اسلامی ریاست شہریت دے دے اور کافروں کی طرف نہ لوٹائے۔ مومن عورتیں کافروں کے لیے حلال نہیں ہیں۔ مختلف شہریتیں رکھنے والی خواتین کے مہر کے تبادلے کے احکام دیے گئے۔

مؤمن خواتین سے، شرک، چوری، زنا، قتل، اولاد اور بہتان طرازی سے بچنے اور تمام معروفات کی اطاعت کرنے پر بیعت (Oath of Allegiance) لینے کا حکم دیا گیا۔

4۔ آیت 13: چوتھے پیرا گراف میں، اسلامی ریاست سے کامل وفاداری کے لیے، منافقین کو مغضوب قوم یہود سے مکمل قطع تعلق کی ہدایت کی گئی۔

آخری آیت میں، کافروں سے روابط نہ رکھنے کے بارے میں پہلی آیت کے احکام کا اعادہ کیا گیا۔

مرکزی مضمون

اسلامی ریاست (Islamic State) کے استحکام کے لیے، کافروں کو جنگی راز فراہم نہ کرنا، حضرت ابراہیمؑ کی طرح رشتے داروں کے مقابلے میں اسلام سے وفا کرنا، اسلامی ریاست سے وفادار رہنا، اپنی خارجہ اور داخلہ پالیسی میں قرآن و سنت پر عمل کرنا اور غضب یافتہ یہودیوں سے قطع تعلق کر لینا ضروری ہے۔

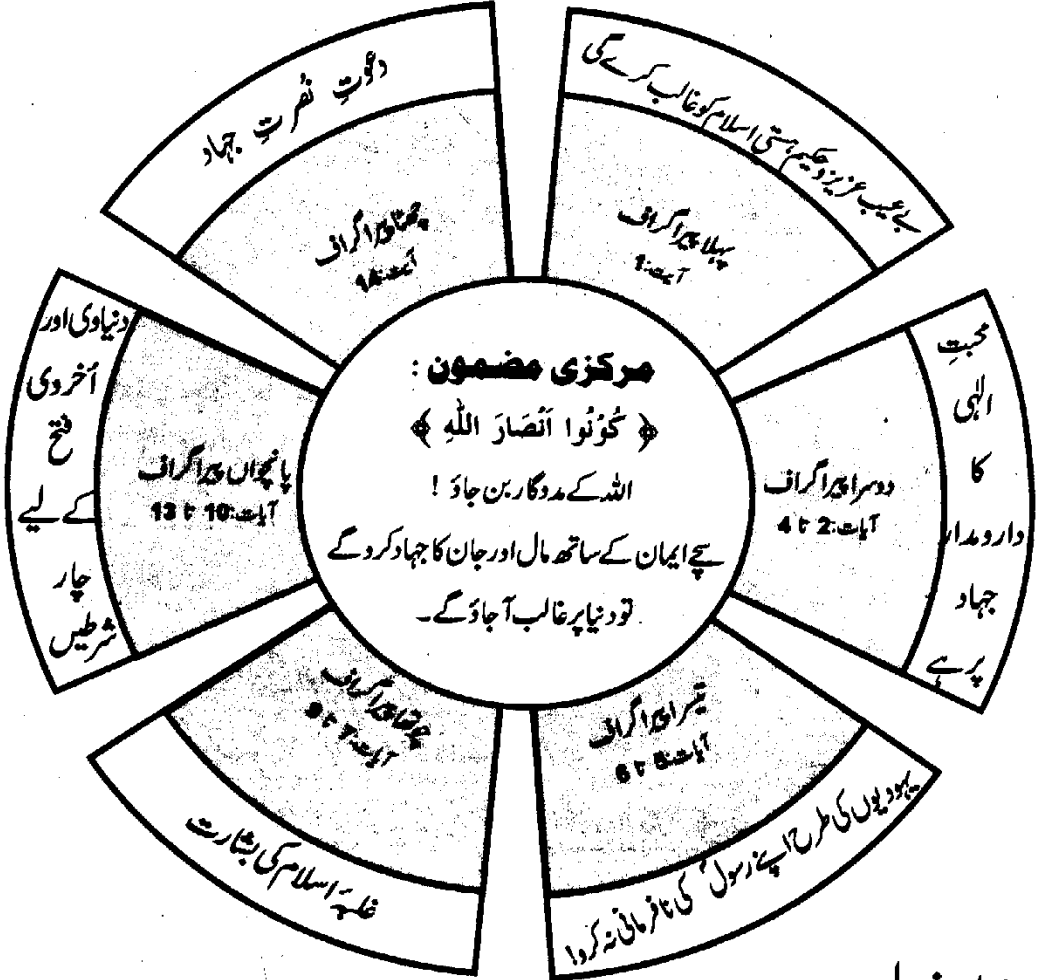


ترتیبی نقشہ ربط

تفہیم جلی

61- سُورَةُ الصَّف

آیات : 14 مَدَنِيَّةٌ پیرا گراف : 6



زمانہ نزول:

سورة ﴿الصَّف﴾ جب اُحد (شوال 3 ھ) کی ہفت کے بعد، غالباً 3 ھ میں نازل ہوئی، جب خام مسلمانوں اور منافقین کو، جہاد میں ثابت قدمی، اطاعتِ امیر، اتحاد و اتفاق اور منظم صف بندی کے ساتھ، سبسہ پلائی ہوئی دیوار کی مانند، میدانِ جہاد میں جولانی دکھانے کی تعلیمات اور تربیت کی اشد ضرورت تھی۔
جب اُحد (شوال 3 ہجری) کے بعد کسی وقت نازل ہوئی۔

سورة الصف کا کتابی ربط

پہلی سورتوں الْمُجَادَلَة ، الْحَشْر اور الْمُمتَحِنَة میں منافقین کی سرگرمیوں کا تفصیلی ذکر تھا، یہاں اس سورة الصف میں، انہیں گفتار کا غازی بننے کے بجائے، کردار کا غازی اور اللہ کے سچے اور مخلص مددگار ﴿أَنْصَارُ اللَّهِ﴾ بننے کی دعوت دی گئی ہے۔ غلبہ اسلام اور اظہار دین کی بشارت دیتے ہوئے بیرونی دشمنوں کے استعمال کے لیے ﴿جہاد﴾ کا نسخہ تجویز کیا گیا ہے۔

اہم کلیدی الفاظ اور مضامین

- 1- اس سورت میں دین کے غلبہ اور تسلط کے لیے ﴿اظہار﴾ کا لفظ دو (2) مرتبہ استعمال کیا گیا ہے۔ (آیات: 9 اور 14)
- 2- اس سورت میں لفظ ﴿الْكَافِرِينَ﴾ میں الف ﴿لام برائے جنس﴾ ہے۔ عربی زبان میں ﴿دِین﴾ کا لفظ، حاکمیت، حکومت، قانون، جزا و سزا وغیرہ کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ یہاں ﴿الْكَافِرِينَ﴾ حاکمیت کے معنی میں استعمال ہوا ہے، چنانچہ حاکمیت کی جنس کی تمام چیزیں اس کے مفہوم میں شامل ہیں۔ ﴿لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ﴾ ”تاکہ اللہ تعالیٰ اس دین اسلام کو، تمام جنس دین پر غالب کر دے، یعنی تمام ﴿غلبہ پسند قوتوں پر﴾ غالب کر دے۔“ (آیت: 9)

سورة الصف کا نظم جلی

سورة الصف چھ (6) پیرا گرافوں پر مشتمل ہے۔

1- آیت 1: پہلے پیرا گراف میں، بتایا گیا کہ اللہ کی بے عیب عزیز و حکیم ہستی اسلام کو غالب کر کے رہے گی۔

2- آیات 2 تا 4: دوسرے پیرا گراف میں، بتایا گیا کہ محبت الہی کا دار و مدار ﴿جہاد﴾ پر ہے۔

خام مسلمانوں اور منافقین پر گرفت کی گئی کہ وہ جہاد سے جی چرار ہے ہیں۔ یہ گفتار کے غازی ہیں، ان کے قول و عمل میں تضاد ہے۔ ﴿إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الَّذِينَ يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِهِ صَفًّا كَانَهُمْ بُنْيَانٌ مَرْصُورٌ﴾ اللہ کی محبت کے حقدار، وہ صرف اسی صورت میں ہو سکتے ہیں، جب ثابت قدمی، اطاعتِ امیر، اتحاد و اتفاق اور منظم صف بندی کے ساتھ، سبسہ پلائی ہوئی دیوار بن کر، جہاد کریں گے۔

(a) ﴿صَفًّا﴾ کے لفظ سے جہاد میں منصوبہ بندی اور تنظیم کی اہمیت ثابت ہوتی ہے۔

(b) ﴿بُنْيَانٌ﴾ کے لفظ سے مسلمانوں کے اتحاد و اتفاق کی شرط ثابت ہوتی ہے۔

(c) ﴿مَرْصُورٌ﴾ کے لفظ سے اتحاد و اتفاق کے پختہ ہونے کی ضرورت ثابت ہوتی ہے۔

(d) ﴿إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الَّذِينَ يُقَاتِلُونَ﴾ کے الفاظ سے ثابت ہوتا ہے کہ اللہ کی راہ میں مخلصانہ جہاد کرنے والے اللہ کی ﴿محبت﴾ کے مستحق ہو کر (اللہ کے ولی) بن جاتے ہیں۔

(e) ﴿لِسَبِيلِهِ﴾ کے الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ ﴿جہاد﴾ صرف اور صرف اللہ کے لیے ہو، دنیا کے لیے نہ ہو، برادری کے لیے نہ ہو۔ کسی وطنی، صوبائی، لسانی، قومی اور نسبی مصیبت پوٹنی نہ ہو۔

3- آیات 6۵: تیسرے پیرا گراف میں، مسلمانوں کو ہدایت کی گئی ہے کہ وہ یہودیوں کی طرح اپنے رسول ﷺ کی نافرمانی نہ کریں۔

خام مسلمانوں اور منافقین کو تنبیہ کی گئی کہ وہ یہودیوں کی طرح رسول ﷺ کو اذیت نہ پہنچائیں۔ جس طرح انہوں نے حضرت موسیٰؑ کو اذیت پہنچائی تھی اور حضرت عیسیٰؑ کی دعوت کو انہوں نے کھلا جادو یعنی ﴿يَسْحُوْهُمُ﴾ کہہ کر مسترد کر دیا تھا، جب کہ حضرت عیسیٰؑ نے صاف صاف الفاظ میں نام لے کر آخری رسول کی بشارت دی تھی۔

4- آیات 9۷: چوتھے پیرا گراف میں غلبہ اسلام کی بشارت دی گئی۔ کافروں اور مشرکوں کو تنبیہ کی گئی کہ آخری رسول ﷺ کی یہ دعوت دین، اُن کے ناگواری کے باوجود غلبہ حاصل کر کے رہے گی۔ مسلمانوں کو بشارت دی گئی کہ وہ تمام غلبہ پسند قوتوں پر حاوی ہو جائیں گے۔

5- آیات 10۱: پانچویں پیرا گراف میں، خام مسلمانوں اور منافقین سے خطاب کر کے سمجھایا گیا کہ دنیاوی اور اخروی فتح کے لیے چار (4) شرائط ہیں۔

وہ ان چار (4) باتوں پر عمل کر کے جنت بھی حاصل کر سکتے ہیں اور قریبی دنیاوی فتح سے بھی ہمکنار ہو سکتے ہیں۔

(a) اللہ پر ایمان۔

(b) آخری رسول محمد ﷺ پر ایمان۔

(c) اپنے مال سے اللہ کی راہ میں ﴿جہاد﴾۔

(d) اپنی جان سے اللہ کی راہ میں ﴿جہاد﴾۔

6- آیت 14: آخری آیت میں، خام مسلمانوں اور منافقین کو دعوت نصرت جہاد دی گئی۔

مسلمان بھی حضرت عیسیٰؑ کے مخلص حواریوں کی طرح ﴿أَنْصَارُ اللَّهِ﴾ یعنی اللہ کے مددگار بن جائیں تو تائید الہی سے کافروں پر غالب آسکتے ہیں۔

مرکزی مضمون

﴿كُونُوا أَنْصَارَ اللَّهِ﴾ اللہ کے مددگار بن جاؤ! سچے ایمان، مضبوط تنظیم، کامل اتحاد اتفاق کے ساتھ، صرف اور صرف اللہ کے لیے، دورگی اور منافقت کے بغیر، مال اور جان سے مخلصانہ ﴿جہاد﴾ کرو گے تو دنیا پر غالب آ جاؤ گے۔



FLOW CHART

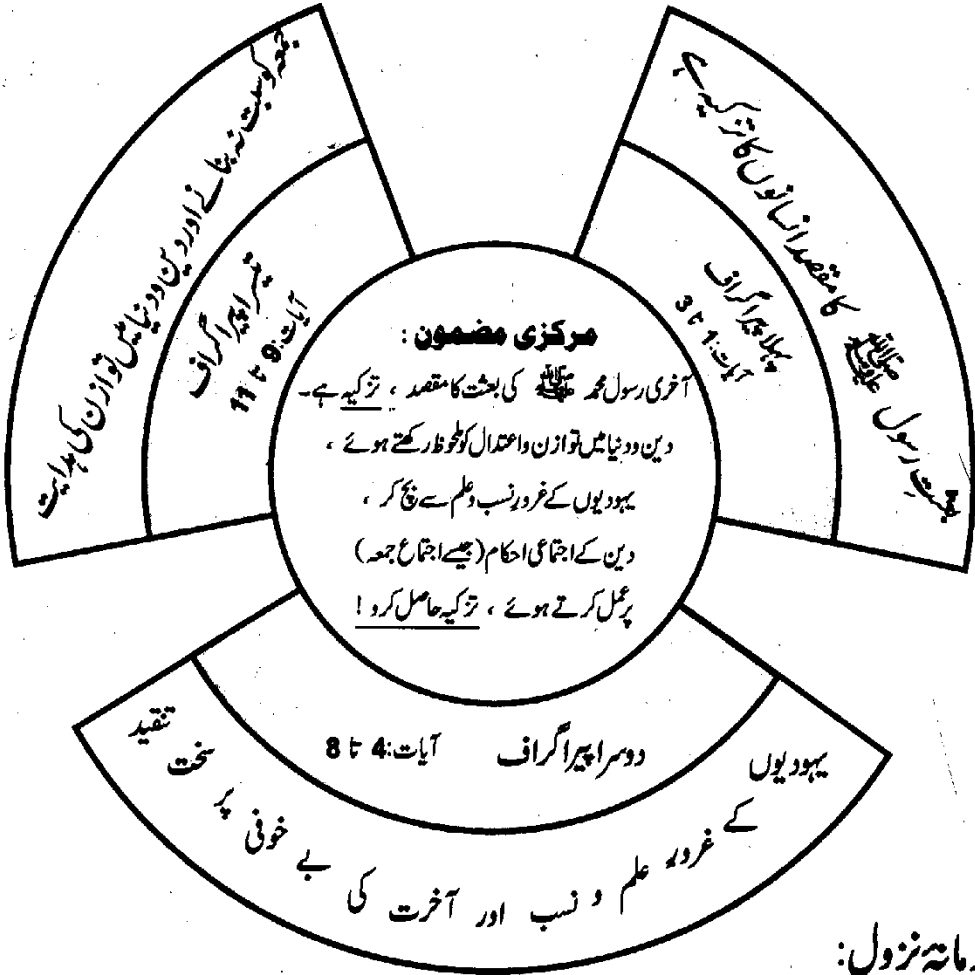
MACRO-STRUCTURE

ترتیبی نقشہ ربط

تظم جلی

62- سُورَةُ الْجُمُعَةِ

آیات : 11 مَذْنِیَّةٌ پیرا گراف : 3



سورۃ الجمعہ کا پہلا حصہ: آیات 1 تا 8 غزوہ خیبر (محرم 7ھ) کے بعد، یعنی حضرت ابو ہریرہؓ کے قبول اسلام کے بعد نازل ہوئیں، جس میں یہود کے چند ارنسب و علم پر چوٹ لگائی گئی ہے کہ نبوت و رسالت، بنی اسرائیل کی جاگیر نہیں۔ آخری رسول ﴿اُمِّیِّتِیْن﴾ یعنی بنی اُمّیّیّیل میں پیدا کیا گیا ہے۔
جب کہ سورۃ الجمعہ کا دوسرا حصہ (آیات 9 تا 11) غالباً ہجرت کے فوراً بعد، چھ یا سات سال پہلے نازل ہو چکا تھا، جس میں نماز جمعہ کی اجتماعیت کا التزام کرنے کی ہدایت اور یہود کی روش سے بچنے کا اشارہ موجود ہے۔

سورة الجمعة کے فضائل

رسول اللہ ﷺ جمعہ کی نمازوں میں سورة الجمعة اور سورة المنافقون پڑھا کرتے تھے۔

(جامع ترمذی: کتاب الجمعة، باب القراءة فی صلاة الجمعة، حدیث 519، صحیح)

سورة الجمعة کا کتابی ربط

پچھلی سورة الصف میں بتایا گیا تھا کہ جہاد کی کامیابی کے لیے صف بندی، اتحاد و اتفاق اور منصوبہ بندی ضروری ہے یہاں سورة الجمعة میں بتایا جا رہا ہے کہ ہمیں کتاب و سنت سے چمٹنا اور اجتماعی نظم کو قائم رکھنا ضروری ہے، ورنہ یہ امت بھی یہودیوں کی طرح اُن گدھوں کی طرح ہو جائے گی، جن کی پیٹھوں پر کتابیں لدی ہوئی ہیں۔

اہم کلیدی الفاظ اور مضامین

- 1- ﴿اٰمِنِيْنَ﴾ یعنی ﴿بنی اسرائیل﴾ میں آخری رسول ﷺ پیدا کر کے اللہ تعالیٰ نے یہودیوں کے غرور و تکبر پر چوٹ لگائی، جنہیں اپنے علم اور نسب پر بہت ناز تھا۔ (آیت: 2)
- 2- اس سورت میں ﴿فَضْلُ اللّٰهِ﴾ کا لفظ دو (2) مرتبہ استعمال کیا گیا ہے۔ آیت: 4 میں بمعنی نبوت و رسالت اور آیت: 10 میں بمعنی مال و دولت۔
- 3- رسول اللہ ﷺ کی بعثت کے چار مقاصد بیان کیے گئے۔ ان میں سے تین (3) کی حیثیت ذرائع کی سی ہے اور ایک کی حیثیت نصب العین کی ہے۔ تلاوت آیات، تعلیم کتاب اور تعلیم حکمت۔ تینوں کا مقصد انسانوں کا تزکیہ ہے۔ تزکیہ میں دو مفہوم پوشیدہ ہیں۔ ﴿تحسین ذات﴾ اور ﴿فروغ ذات﴾۔ ذہن اور عقل کا تزکیہ یہ ہے کہ عقائد درست ہو جائیں۔ اعمال کا تزکیہ سے مراد ہے سنت اختیار کی جائے اور بدعت سے بچا جائے۔ نیتوں کا تزکیہ یعنی ہر کام اللہ کی خوشنودی کے لیے کیا جائے۔ افراد اور اداروں کا تزکیہ یہ ہے کہ معاشرہ تحسین اور فروغ دونوں میدانوں میں کامیابی حاصل کر سکے۔
- 4- یہودیوں کے لیے دو مرتبہ ﴿ظَالِمِيْنَ﴾ کا لفظ استعمال کیا گیا۔ یہ ظالم اللہ کی آیات کی تکذیب کرتے ہیں اور بری کمائی میں مشغول ہیں۔ (آیت: 5 اور 7)
- 5- ﴿ذِكْرُ اللّٰهِ﴾ کا لفظ بھی (آیات: 9 اور 10) میں دو مرتبہ استعمال کیا گیا ہے۔ نماز اور خطبہ جمعہ کو بھی ذکر اللہ کہا گیا ہے اور نماز کے بعد کی تجارت میں ذکر اللہ کو ملحوظ رکھنے کی ہدایت کی گئی۔

سورة الجمعة کا نظم جلی

سورة الجمعة تین (3) پیراگرافوں پر مشتمل ہے۔

1- آیات 1 تا 3: بعث رسول ﷺ کا مقصد، انسانوں کا تزکیہ ہے۔

اللہ کی بے عیب ہستی، بادشاہ بھی ہے، قدوس بھی ہے، عزیز بھی ہے اور حکیم بھی۔ آخری رسول محمد ﷺ کو اُس نے اسی لیے مبعوث کیا ہے کہ تلاوت آیات، تعلیم کتاب اور تعلیم حکمت کے ذریعے، انسانوں کا تزکیہ کیا جاسکے۔ بنی اسماعیل یعنی ﴿اُمّیّین﴾ میں آخری رسول محمد ﷺ کی بعثت، اللہ تعالیٰ کا خاص فضل ہے۔

2- آیات 4 تا 8: یہودیوں کے غرور و علم و نسب اور آخرت کی بے خونی پر سخت تنقید کی گئی۔

بنی اسرائیل (یعنی یہود) محض حسد کی بنیاد پر ﴿اُمّیّین﴾ یعنی بنی اسماعیل کے رسول حضرت محمد ﷺ کا انکار کر رہے ہیں۔ ان کی مثال اُن گدھوں کی طرح ہے

جن کی پیٹھ پر کتابیں لدی ہیں۔ یہ ظالم ہیں۔ ان کا یہ دعویٰ کہ یہی ﴿اولیاءُ اللہ﴾ ہیں، سراسر غلط ہے۔ ان کے دلوں میں خوف آخرت نہیں۔ یہ موت اور ملاقات رب کا سامنا نہیں کر سکتے۔ روز قیامت انہیں ان کے کرتوت دکھائے جائیں گے۔

3- آیات 9 تا 11: مسلمانوں کو ہدایت کی گئی کہ وہ ہفتہ وار عبادت جمعہ کے احکام کا خاص خیال رکھیں اور جمعہ کے ساتھ وہ سلوک نہ کریں، جو یہودیوں نے سبت کے ساتھ کیا تھا۔

دین و دنیا میں توازن کی ہدایت کی گئی کہ مسلمان تجارت چھوڑ کر نماز اور ﴿ذِکْرُ اللہ﴾ کی طرف دوڑیں اور نماز سے فراغت کے بعد ﴿فَضْلُ اللہ﴾ تلاش کریں اور اس کے بعد دوبارہ ﴿ذِکْرُ اللہ﴾ میں مشغول ہو جائیں۔ اس طرح دین و دنیا میں توازن پیدا کریں۔ محض تجارت اور لہو و لہب میں دل نہ لگائیں، بلکہ اللہ کو رازق سمجھ کر اُسی کی یاد کی طرف متوجہ رہیں۔

مرکزی مضمون

آخری رسول محمد ﷺ کی بعثت کا مقصد، تزکیہ ہے۔ دین و دنیا میں توازن و اعتدال کو ملحوظ رکھتے ہوئے، یہودیوں کے غرور و نسب و علم سے بچ کر، دین کے اجتماعی احکام (جیسے اجتماع جمعہ) پر عمل کرتے ہوئے، تزکیہ حاصل کرو!



FLOW CHART

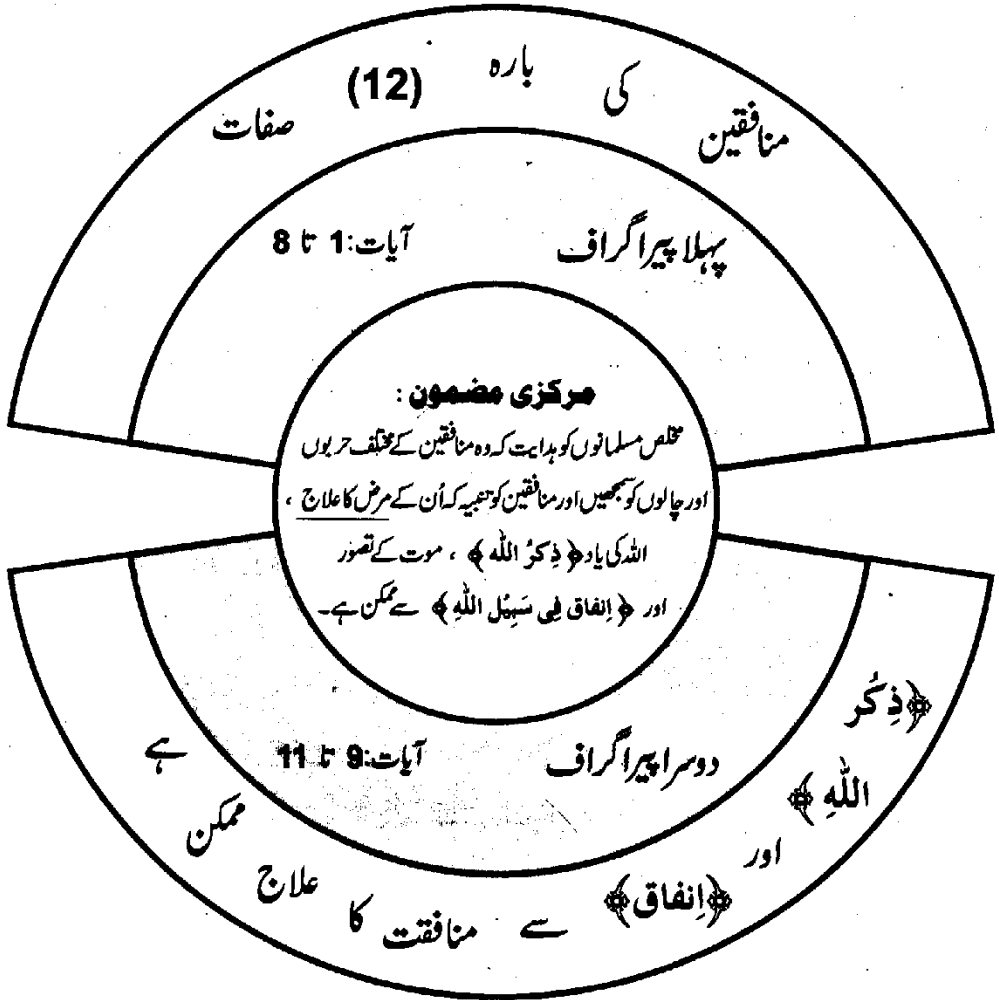
MACRO-STRUCTURE

ترتیبی نقشہ رابط

تظم جلی

63- سُورَةُ الْمُنَافِقُونَ

آیات : 11 مَدَنِيَّةٌ پیرا گراف : 2



زمانہ نزول:

سورت ﴿الْمُنَافِقُونَ﴾ غزوہ بنی المصطلق (شعبان 6ھ) سے واپسی پر نازل ہوئی، جب رکعتیں المنافقین عبد اللہ بن ابی نے کہا تھا کہ وہ زیادہ عزت والا ﴿الْأَعَزُّ﴾ ہے، اور نعوذ باللہ رسول اللہ ﷺ ﴿الْأَذَلُّ﴾ یعنی زیادہ ذلیل ہیں، وہ رسول اللہ ﷺ کو دینے سے نکال باہر کرے گا۔

سورة المنافقون کے فضائل

جمعہ کی نماز میں، رسول اللہ ﷺ سورۃ الجُمُعہ اور سورۃ المنافقون کی تلاوت فرمایا کرتے تھے۔ یعنی آپ ﷺ چاہتے تھے کہ ہر خاص و عام تک ان دو سورتوں کا مضمون پہنچ جائے اور وہ نہ صرف انہیں زبانی یاد کر لیں، بلکہ ان کے احکام پر عمل کرنے لگیں۔

(صحیح مسلم: کتاب الجمعة، باب ما یقرأ فی صلاة الجمعة، حدیث: 2,063)

سورة المنافقون کا کتابی ربط

پچھلی سورۃ الجُمُعہ میں بتایا گیا تھا کہ اسلامی ریاست کے استحکام اور اہل ایمان کے تڑکیے کے لیے، کتاب و سنت سے چمٹنا اور (نماز جمعہ اور خطبہ جمعہ کے) اجتماعی نظم کو قائم رکھنا ضروری ہے، ورنہ یہ امت بھی یہودی علماء کی طرح ہو جائے گی، جن کی پیٹھ پر کتابیں لدی ہیں۔ یہاں سورۃ المنافقون میں بتایا گیا ہے کہ اسلامی ریاست کے استحکام اور جہاد کی کامیابی کے لیے، منافقت سے بچنا، اللہ کو کثرت سے یاد کرنا اور دنیا سے بے رغبتی کا مظاہرہ کرتے ہوئے، دل کھول کر اللہ کی راہ میں ﴿انفاق﴾ یعنی خرچ کرنا ضروری ہے۔

اہم کلیدی الفاظ اور مضامین

1- ﴿لَا تُنْفِقُوا عَلَىٰ مَنْ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ حَتَّىٰ يَنْفَضُوا﴾ ”رسول اللہ ﷺ کے ساتھیوں پر خرچ مت کرو! جب تک یہ منتشر نہ ہو جائیں“ (آیت: 7)۔ منافقین کے سردار، اپنے زیر اثر افراد سے کہتے کہ غریب اور مہاجر مسلمانوں پر خرچ مت کرو، یہاں تک کہ مدینے میں مہاجرین اور انصار کا اتحاد پارہ پارہ ہو جائے اور غنی اسلامی جماعت انتشار سے دوچار ہو جائے۔

2- ﴿وَأَنْفِقُوا مِنْ مَّا رَزَقْنَاكُمْ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَأْتِيَكُمْ الْمَوْتُ﴾ ”اللہ کی راہ میں اُس مال میں سے خرچ کرو، جو ہم نے تمہیں دیا ہے، اس سے پہلے کہ تمہاری موت آئے“ (آیت: 10)۔ آیت نمبر 7 کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ منافقین کی باتوں میں نہ آؤ۔ موت سے پہلے اللہ کی راہ میں تمہیں ضرور خرچ کرنا چاہیے۔

سورة المنافقون کا نظم جلی

سورة المنافقون دو (2) پیرا گرافوں پر مشتمل ہے۔

1- آیات 8 تا 1: پہلے پیرا گراف میں، منافقین کی بارہ (12) صفات گنوائی گئی ہیں۔

(a) منافقین کا کلمہ شہادت جھوٹا ہوتا ہے۔

- (b) منافقین، سچے مسلمانوں کی سزا سے بچنے کے لیے، کلمہ شہادت کو ڈھال ﴿جُنَّة﴾ بنا لیتے ہیں۔
- (c) منافقین کم عقل اور غیر فقیہ ہوتے ہیں۔ ﴿لَا يَفْقَهُونَ﴾
- (d) منافقین چرب زبان ہوتے ہیں، لکڑی کے کندے ہوتے ہیں۔
﴿وَأَن يَقُولُوا تَسْمَعُ لِقَوْلِهِمْ كَأَنَّهُمْ خُشُبٌ مُّسْنَدَةٌ﴾
- (e) منافقین کے دل میں چور ہوتا ہے، ہر آہٹ کو اپنے خلاف سمجھتے ہیں۔ ﴿يَحْسَبُونَ كُلَّ صَيْحَةٍ عَلَيْهِمْ﴾
- (f) منافقین، سچے مسلمانوں کے دشمن ہوتے ہیں، ان سے جو کنار ہنا ضروری ہے۔ ﴿هُمْ الْعَدُوُّ فَاحْذَرُوهُمْ﴾
- (g) منافقین، متکبر ہوتے ہیں، اس لیے اپنی غلطی کو تسلیم کر کے، طالب مغفرت نہیں ہوتے۔
﴿لَوْ أَن رَّءَوْهُمُ وَإِنْتَهُمْ يَصُدُّونَ وَهُمْ مُّسْتَكْبِرُونَ﴾ (آیت: 5)
- (h) منافقین فاسق ہوتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کی دعا کے باوجود، اللہ ان کی مغفرت نہیں کرے گا۔
- (i) منافقین خود بخیل ہوتے ہیں۔
- (j) اور دوسروں کو ﴿لَا تَنْفِقُوا﴾ کہہ کر، غریب مسلمانوں پر انفاق سے روکتے ہیں، تاکہ اسلامی وحدت انتشار کا شکار ہو جائے۔

(k) منافقین اپنے آپ کو باعزت اور سچے مسلمانوں کو ذلیل سمجھتے ہیں۔

(l) منافقین مال و اولاد کی محبت میں گرفتار اور ﴿ذِكْرُ اللَّهِ﴾ سے غافل ہوتے ہیں۔

2- آیات 11 تا 9: دوسرے پیرا گراف میں، منافقت کے مرض کا علاج تجویز کیا گیا ہے۔

﴿ذِكْرُ اللَّهِ﴾ اور ﴿إِنْفَاق﴾ ہے، منافقت کا علاج ممکن ہے۔ اللہ کی یاد ﴿ذِكْرُ اللَّهِ﴾، موت کے تھوڑا اور ﴿إِنْفَاق﴾ سے منافقت کا علاج ممکن ہے۔ مال اور اولاد کی محبت، مسلمانوں کو اللہ کی یاد ﴿ذِكْرُ اللَّهِ﴾ سے غافل کر سکتی ہے، ایسی صورت میں خسارہ ہی خسارہ ہوگا۔ موت کا وقت ٹالنا نہیں جاتا، صالحین میں شامل ہونے کے لیے، موت سے پہلے اللہ کی راہ میں خرچ کرنے ﴿أَنْفَقُوا﴾ کا حکم دیا گیا، ورنہ روز قیامت پچھتاوا ہوگا۔

مرکزی مضمون

مخلص مسلمانوں کو ہدایت کی گئی ہے کہ وہ منافقین کے مختلف حربوں اور چالوں کو سمجھیں اور منافقین کو تنبیہ کی گئی کہ ان کے مرض کا علاج، تین باتوں سے ممکن ہے۔ (1) اللہ کی یاد ﴿ذِكْرُ اللَّهِ﴾، (2) موت کے تھوڑا یعنی، فکر آخرت اور (3) ﴿إِنْفَاقٌ فِي سَبِيلِ اللَّهِ﴾

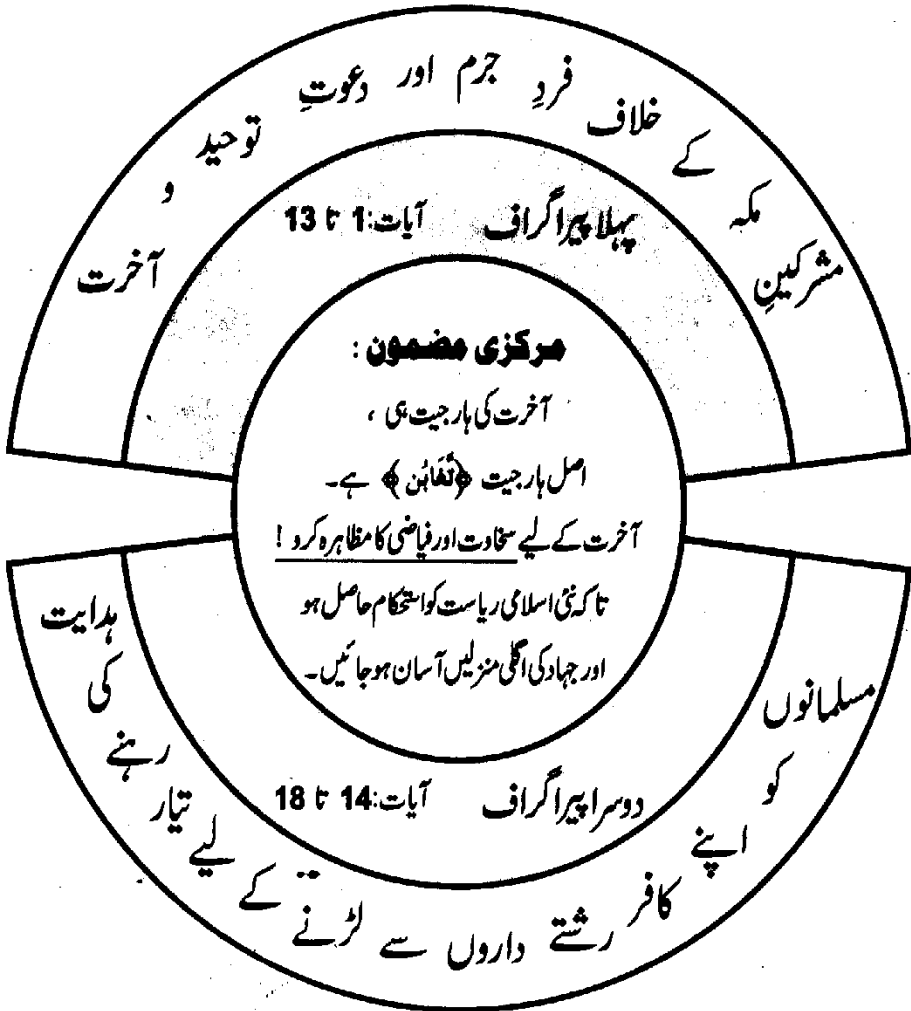


ترتیبی نقشہ ربط

تظم جلی

64- سُورَةُ التَّغَابُنِ

آیات : 18 مَدَنِيَّةٌ پیرا گراف : 2



زمانہ نزول

سورۃ التغابن ﴿غالباً پہلی مکمل سورت ہے، جو 1ھ میں، مدینہ منورہ کی ہجرت کے بعد نازل ہوئی۔ اس سے پہلے، ہجرت کے فوراً بعد سورۃ الحج ﴿کی چند آیات (25 تا 78) نازل ہوئیں تھیں۔ اس سورت کے ذریعے مہاجرین و انصار کو ﴿انفاق﴾ اور ﴿جہاد﴾ کے لئے تیار کیا گیا۔ مدنی سورت ہونے کے باوجود، سورۃ التغابن ﴿کا مزاج مکی سورتوں سے مشابہ ہے، لیکن اس میں ﴿انفاق﴾ (آیت: 16) اور ﴿قرض حسن﴾ (آیت: 17) کی اہل بھی ہے، اور مہاجرین کے لیے نصیحت بھی ہے کہ جن رشتے داروں اور مکانات و جائیداد وغیرہ کو یہ مکے میں چھوڑ آئے ہیں، وہ ان کے ایمان کے لیے آزمائش ﴿فِتْنَة﴾ ہیں۔ (آیت نمبر: 15)۔ سورۃ التغابن ﴿میں ﴿قتال﴾ کا ذکر نہیں ہے، لیکن نئی اسلامی ریاست کے استحکام کے لیے، ﴿مالی جہاد﴾ یعنی ﴿انفاق﴾ کا ذکر ہے اور قریش مکہ کے خلاف جنگ کے لیے تمہید اور ان کے خلاف فرد جرم (Charge sheet) بھی ہے۔

نومسلموں کو ذہنی طور پر جنگ کے لیے تیار کیا گیا ہے اور قریش مکہ سے جنگ کا جواز (Legitimacy of war) فراہم کیا گیا ہے کہ

1- قریش مکہ، رسول اللہ ﷺ کی رسالت کو ﴿بشر﴾ یعنی انسان کہہ کر مسترد کر چکے تھے۔ ﴿أَبَشْرٌ يَّهْدُونَنَا؟﴾ ”کیا ایک انسان ہمیں ہدایت دے گا؟“ (آیت: 6)۔ مشرکین مکہ اپنے بتوں کی محبت میں، رسول اللہ ﷺ اور ان کے ساتھیوں کو جلاوطن کر چکے ہیں۔

2- یہ منکرین آخرت بھی تھے، جو کہتے تھے کہ ہم دوبارہ نہیں اٹھائے جائیں گے ﴿لَنْ يُبْعَثُوا﴾۔ (آیت: 7)

سورۃ التغابن کے فضائل

یہ سورۃ بھی ﴿مُسَبِّحَات﴾ میں شامل ہے۔ یعنی سَبَّحْ بِسُبْحَانَ یا سُبْحَانَ سے شروع ہونے والی سورتیں ہیں۔ ان میں سورۃ الحديد، سورۃ الحنجر، سورۃ الصف، سورۃ الجمعہ، سورۃ التغابن، اور سورۃ بنی اسرائیل اور سورۃ الاعلیٰ شامل ہیں۔

﴿أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقْرَأُ الْمُسَبِّحَاتِ قَبْلَ أَنْ يَرْفُذَ، وَيَقُولُ إِنَّ فِيْهِنَّ آيَةً خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ آيَةٍ﴾ رسول اللہ ﷺ سونے سے پہلے ﴿مُسَبِّحَات﴾ کی تلاوت فرمایا کرتے اور کہتے ”ان میں سے ایک آیت ہزار آیات سے بہتر ہے۔“ (جامع ترمذی ابواب فضائل قرآن، حدیث: 2,921، حسن)

سورة التغابن کا کتابی ربط

پہلی سورۃ ﴿المنافقون﴾ میں اسلامی ریاست کے استحکام کے لیے منافقین کی سازشوں سے بچنے کا مشورہ تھا اور ﴿انفاق﴾ کی ترغیب تھی۔ یہاں سورۃ ﴿التغابن﴾ میں بتایا گیا ہے کہ ﴿جہاد﴾ کی کامیابی کے لیے، فوجی اور عسکری کارروائیوں سے پہلے، ریاست کا معاشی اور اقتصادی طور پر مستحکم ہونا ضروری ہے اور یہ صرف مسلمانوں کے فیاضانہ ﴿انفاق﴾ ہی سے ممکن ہے۔

اہم کلیدی الفاظ اور مضامین

- 1- صحیح عقیدہ توحید: اس چھوٹی سی سورت میں، اللہ کی متعدد صفات بیان کی گئی ہیں، تاکہ نوزائیدہ اسلامی مملکت کے مومن شہری، کامل عقیدہ صفات کے ساتھ، انفاق و جہاد کے اگلے مرحلوں کے لیے تیار ہو جائیں۔
بے عیب ہستی (آیت: 1)، الْمَلِکُ بادشاہ (آیت: 1)، قَابِلُ تَعْرِیْفٍ (آیت: 1)، قَدِیْر (آیت: 1)، خَالِقُ (آیت: 2) بَصِیْر (آیت: 2)، مُصَوِّر (آیت: 3)، عَلِیْم (آیت: 4، 18)، غَنِی وَ حَمِیْد (آیت: 6)، هَادِی قَلْب (آیت: 11) اَلہ، وَکِیْل (آیت: 13)، غَفُور (آیت: 17)، مُکُور (آیت: 17)، حَلِیْم (آیت: 17) عَلِیْم، (آیت: 18) عَزِیْز، (آیت: 18) حَرِکِمْ (آیت: 18)۔
- 2- دعوتِ ایمان و عمل: اس سورت میں ﴿قَامُوا بِاللّٰهِ وَرَسُولِهِ﴾ کے الفاظ سے ’دعوتِ ایمان‘ دی گئی اور ﴿اَطِيعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُولَ﴾ اور ﴿وَاَسْمَعُوا وَاَطِيعُوا﴾ کے الفاظ سے ’دعوتِ اطاعت‘ دی گئی ہے۔ یہ استحکام تنظیم و جماعت کے لیے ایک لازمی امر ہے۔
- 3- ہارجیت کا دن: قیامت کے دن کو، ﴿یَوْمَ التَّغَابُنِ﴾ ہارجیت کا دن کہا گیا ہے۔ (آیت: 9)
- 4- اس سورت میں تخلیق کے تذکرے کے بعد، اللہ کی طرف سے دی گئی کفر و ایمان کی آزادی کے اختیار (Freedom of Faith) کا ذکر کیا گیا ہے۔ ﴿لَكُمْ كَافِرٌ وَمِنْكُمْ مُّؤْمِنٌ﴾ یہاں یہ بات قابلِ غور ہے کہ ﴿کافر﴾ اور ﴿مؤمن﴾ دونوں اسمِ قاعِل ہیں۔ یعنی ”تم میں سے کوئی کفر کر رہا ہے اور کوئی ایمان لا رہا ہے۔“ (آیت: 3)۔
- 5- مشرکین مکہ کے خلاف فردِ جرم اور جہاد کا جواز (Legitimacy of War):
(a) مشرکین مکہ، رسالت اور بشریت کا ایک ذات میں جمع ہونا، خلاف عقل سمجھتے ہیں۔ یہ منکرِ رسالتِ محمدی ﷺ تھے (آیت: 6)۔
(b) مشرکین مکہ منکرِ قیامت اور منکرِ جزا و سزا بھی تھے۔ (آیت: 7)

6- ازواج و اولاد دشمن ہو سکتے ہیں:

اس سورت میں ﴿وَإِنَّ مِنْ أَزْوَاجِكُمْ وَأَوْلَادِكُمْ عَدُوًّا لَّكُمْ فَاحْذَرُوهُمْ﴾ (آیت: 14) کے الفاظ سے یہ حقیقت بیان کی گئی کہ (کے میں مقیم) تمہاری بیویاں اور اولاد، تمہاری دشمن ہو سکتی ہے۔

7- اموال و اولاد آزمائش ہیں: اس سورت میں ﴿إِنَّمَا أَمْوَالُكُمْ وَأَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ﴾ (آیت: 15) کے الفاظ سے اموال اور اولاد کو آزمائش ﴿فِتْنَةٌ﴾ قرار دیا گیا۔

سورة التغابن کا نظم جلی

سورة التغابن دو (2) پیرا گرافوں پر مشتمل ہے۔

1- آیات 1 تا 13: پہلے پیرا گراف میں، مشرکین مکہ کے خلاف فرد جرم اور دعوتِ توحید و آخرت ہے۔

اللہ کی بے عیب، خالق، بادشاہ اور بصیر و قدر ہستی ہی، حمد کی سزاوار ہے۔

انسان کو آزادی اختیار (Freedom of Faith) عطا کی گئی ہے۔ ﴿لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى النَّاسِ إِذْ أَنْشَأَ لَهُمْ أَزْوَاجَهُمْ﴾ (آیت: 1)

زمین و آسمان کی تخلیق کا مقصد ہے، انسان کو بہترین ﴿تصویر﴾ عطا کی گئی ہے۔ (آیت: 3)۔

﴿خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ بِالْحَقِّ وَصَوَّرَكُمْ فَأَحْسَنَ صُوَرَكُمْ وَاللَّهُ الْمُصَوِّرُ﴾

اور تخلیق کا مقصد، آخرت کی باز پرس اور انسان کی آزمائش ہے۔ اسی کی طرف لوٹنا ہے۔

سینوں کے رازوں سے واقف مکمل علم رکھنے والی ہستی ﴿اللہ﴾ ہی ہے، وہ روز قیامت احتساب کرے گا۔ (آیت: 4)

مشرکین مکہ کی طرح، پچھلی کافروں میں بھی، رسولوں کو بشر تسلیم کرتی تھیں، لیکن رسول و ہادی نہیں، چنانچہ وہ ہلاک کی

گئیں۔ (آیت: 6)

مشرکین مکہ کا دوسرا جرم یہ تھا کہ یہ منکرین آخرت ہیں حالانکہ آخرت کا برپا کرنا، مندرجہ بالا صفات رکھنے والے اللہ کے

لیے بہت آسان ہے ﴿وَذَلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرٌ﴾ (آیت: 7)۔

مشرکین و کافرین مکہ کو اللہ، آخری رسول محمد ﷺ اور وحی کے ﴿نور﴾ یعنی قرآن و سنت پر ایمان لانے کی دعوت

دی گئی۔ ﴿فَأَمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَالنُّورِ الَّذِي أَنْزَلْنَا﴾ (آیت: 8)۔

قیامت کا دن، ﴿يَوْمَ التَّغَابُنِ﴾ یعنی ہار جیت کا دن ہے، ایمان اور عمل کی صورت میں جنت اور فوز عظیم نصیب ہو

سکتی ہے۔ (آیت: 9)۔ کفر و تکذیب کی صورت میں، دوزخ میں جانا پڑے گا (آیت: 10)۔

دنیاوی مصیبتوں سے ڈر کر، ایمان نہ لانا حماقت ہے۔ ایمان کی صورت میں، اللہ دلوں کو ہدایت نصیب کرتا ہے

﴿وَمَنْ يُؤْمِنْ بِاللَّهِ يَهْدِ اللَّهُ قَلْبَهُ﴾ (آیت: 11)۔

مہاجرین اور نو مسلموں کو دوبارہ دعوتِ ایمان دی گئی اور توحید و توحّل کا مشورہ دیا گیا۔ (آیت: 13)

2- آیات 14 تا 18: دوسرے پیرا گراف میں، مہاجر مسلمانوں کو ہدایت دی گئی کہ وہ اپنے کافر رشتے داروں سے لڑنے کے لیے تیار رہیں

مسلمان، مکے کے مشرک و کافر رشتے داروں کو، آزمائش اور دشمن سمجھ کر، چوکے رہیں۔ (آیت: 14)
مسلمانوں کے اموال اور ان کی اولاد بھی دشمن ہو سکتی ہے۔ اُن سے غنودہ گزراور بخشش کا رویہ اختیار کرتے ہوئے، اللہ کے اجرِ عظیم پر نظر رکھنا چاہیے۔ (آیات: 15، 16)۔

نوزائیدہ اسلامی ریاست کے مؤمن شہریوں کو چار (4) ہدایات دی گئیں۔ اپنی استطاعت کے مطابق، (1) سح (2) اطاعت (3) تقویٰ اور (4) دل کی تنگی سے بچ کر، انفاق اور قرض حسن کا اہتمام کریں، تاکہ اسلامی ریاست، مالی استحکام کے ساتھ، جہاد کی اگلی منزلوں کو طے کرتے ہوئے اپنے مقاصد حاصل کر سکے۔
﴿فَاتَّقُوا اللَّهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ وَأَسْمِعُوا وَأَطِيعُوا وَأَنْفِقُوا﴾ (آیت: 16)۔

نظامِ سح و طاعت، یعنی منظم جماعت اور اطاعتِ امیر، اللہ کا تقویٰ اور فیاضی کے جذبات کے بغیر، اُس مسلمان کے لیے کامرانی اور کامیابی سے ہم کنار نہیں ہو سکتی۔

﴿فَاتَّقُوا اللَّهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ وَأَسْمِعُوا وَأَطِيعُوا وَأَنْفِقُوا خَيْرًا لِّأَنْفُسِكُمْ وَمَنْ يُوقِ شُحَّ نَفْسِهِ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ﴾ (آیت: 16)۔

آخر میں واضح کیا گیا کہ اہل ایمان کے ان جذبوں کا اللہ تعالیٰ قدر دان ہو گا وہ ﴿شکور، حلیم﴾ ہے۔ عالم غیب و شہادت ہے اور عزیزِ حکیم ہے۔ اس میں یہ بشارت پوشیدہ ہے کہ پہلی ہجری میں صحابہ کرامؓ کے اس انفاق کی وجہ سے اسلام کی فتوحات کے دروازے کھلیں گے۔

مرکزی مضمون

آخرت کی ہار جیت ہی، اصل ہار جیت ﴿تَفَاهُن﴾ ہے۔ آخرت کی کامیابی کے لیے، مال، ازواج اور اولاد کی محبتوں اور آزمائشوں کے باوجود سخاوت اور فیاضی کا مظاہرہ کرنا چاہیے تاکہ اسلامی ریاست کو استحکام حاصل ہو اور جہاد کی اگلی منزلیں آسان ہو جائیں۔

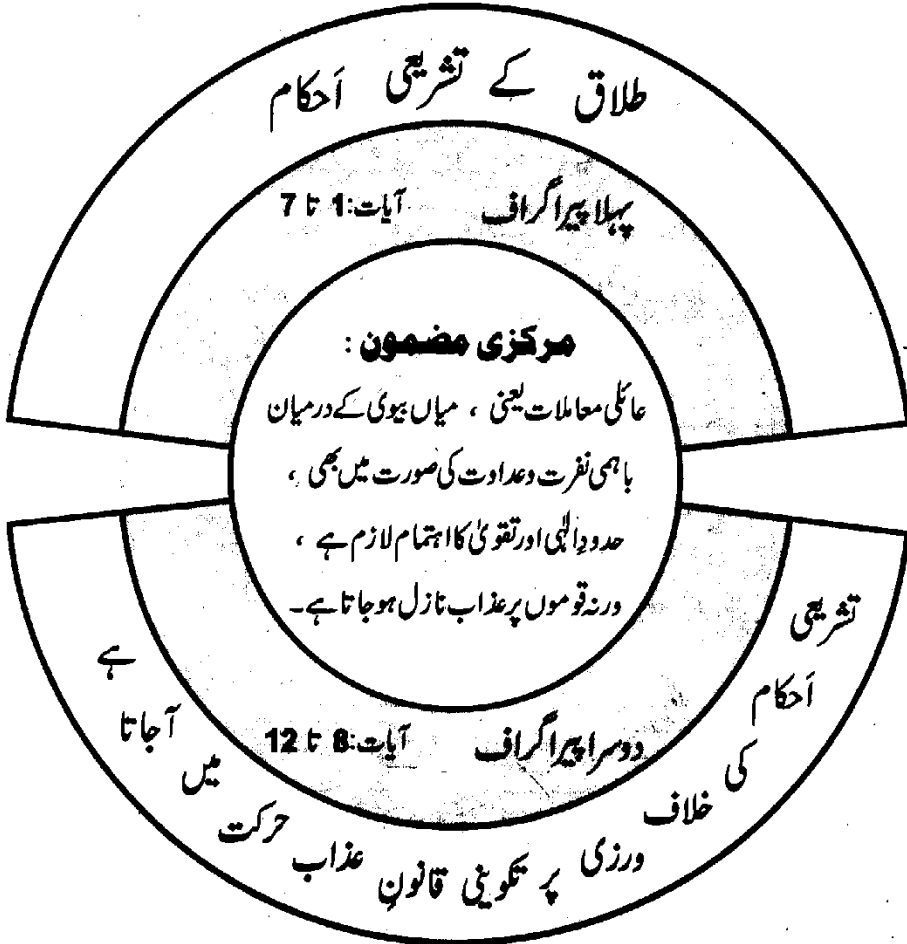


ترتیبی نقشہ ربط

تظم جلی

65- سُورَةُ الطَّلَاق

آیات : 12 مَدَنِيَّةٌ پیرا گراف : 2



زمانہ نزول:

سُورَةُ الْبَقَرَةِ ﴿میں﴾ (جو بیشتر 2 ہجری میں نازل ہوئی) طلاق کے احکام دیے گئے تھے۔ ان ہی احکام طلاق کی تکمیل و تفصیل کے لیے، غالباً 2 ھ کے اواخر میں، سُورَةُ الطَّلَاق ﴿نازل ہوئی۔

سورة الطَّلَاق کا کتابی ربط

- 1- پچھلی سورۃ ﴿التَّغَابُنُ﴾ میں، آخرت کی ہارجیت کے امتحان میں کامیابی کے لیے، ایمان لانے اور اسلامی ریاست کے استحکام کے لیے، دل کھول کر ﴿انفاق﴾ کرنے کی ہدایت دی گئی تھی۔ یہاں سورۃ ﴿الطَّلَاق﴾ میں بتایا جا رہا ہے کہ اسلامی معاشرے کے استحکام کے لیے، عائلی محاذ پر بھی کتاب و سنت کی مخلصانہ پیروی لازمی و ضروری ہے۔
- 2- سورۃ ﴿الطَّلَاق﴾ میں بتایا گیا ہے کہ بیوی سے نفرت کی صورت میں بھی حدودِ الہی کی پاسداری ضروری ہے، جبکہ اگلی سورت ﴿التَّحْرِيمُ﴾ میں بتایا گیا ہے کہ بیویوں سے شدید محبت کی صورت میں بھی حدودِ الہی کی پاسداری لازمی ہے۔

اہم کلیدی الفاظ اور مضامین

- 1- اللہ کے تشریحی احکام: اس سورت میں ﴿حُدُودُ اللَّهِ﴾ (آیت: 1)، ﴿أَمْرُ اللَّهِ﴾ (آیت: 5)، ﴿أَمْرٌ رَبِّهَا﴾ (آیت: 8) ﴿آيَاتُ اللَّهِ﴾ (آیت: 11) کے الفاظ سے یہ حقیقت ذہن نشین کرائی گئی کہ اللہ ہی آمر، حاکم اور شارع (Law Giver) ہے۔ اس کے ادا امر اور تشریحی احکامات کی پابندی بھی لازمی ہے۔
- 2- حکومتی احکام: ﴿يَنْزِلُ الْأَمْرُ بَيْنَهُنَّ﴾ (آیت: 12) کے الفاظ سے یہ سمجھایا گیا کہ اللہ حکومتی حاکم بھی ہے۔ آسمان اور زمین کے درمیان بھی، اُسی کے ادا امر و احکامات جاری و ساری ہیں۔
- 3- اس سورت میں ﴿تَقْوَى﴾ کا ذکر پانچ (5) آیات میں ہوا ہے: (آیات 1، 2، 4، 5 اور 10) معلوم ہوا کہ خاندانی نظام کی استواری کا انحصار، میاں بیوی کے التزامِ تقویٰ اور ﴿حدودِ اللہ﴾ کی پاسداری پر ہے۔
- 4- اس سورت میں اللہ کا ﴿تَقْوَى﴾ اختیار کرنے کے چھ (6) فوائد بیان کیے گئے ہیں۔
 - (a) ﴿مَخْرَجٌ﴾ فراہم ہوتا ہے، مشکلات سے نکل سکتے ہیں۔ ﴿وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا﴾ (آیت: 3)
 - (b) وہاں سے رزق سے ملتا ہے، جہاں سے گمان نہیں ہوتا۔ ﴿وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ﴾ (آیت: 4)
 - (c) آسانیاں فراہم ہوتی ہیں۔ ﴿وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مِنْ أَمْرِهِ يُسْرًا﴾ (آیت: 4)
 - (d) گناہ مٹ جاتے ہیں۔ ﴿وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا﴾ (آیت: 5)
 - (e) اجرِ عظیم ملتا ہے۔ ﴿وَيُعْظِمُ لَهُ أَجْرًا﴾ (آیت: 6)

(f) تقویٰ، ذہانت اور عقل مندی کی دلیل ہے۔ ﴿لَا تَقُولُوا لِلّٰهِ يَأْتِلِي الْأَلْبَابُ﴾ (آیت: 10)

سورة الطلاق کا نظم جلی

سورة الطلاق کا نظم کلام دو حصوں پر مشتمل ہے۔ پہلے حصے میں طلاق کے تشریحی احکام ہیں۔ دوسرے حصے میں ان احکام کی خلاف ورزی پر مگوینی قانونی عذاب کے حرکت میں آنے کی دھمکی ہے۔

1- آیات 1 تا 7: پہلے پیرا گراف میں طلاق کے تشریحی احکام بیان کیے گئے ہیں۔

- (a) بیویوں کو ایک ہی وقت طلاق دے کر فارغ کرنے کی ممانعت کر دی گئی۔
 (b) عدت کے لیے یعنی مقررہ وقت کے لیے طلاق دینے اور عدت کی مدت کا شمار کرنے کی ہدایت کی گئی۔
 (c) شوہر کو طلاق دے کر بیوی کو گھر سے نکالنے سے روکا گیا اور بیوی کو طلاق لے کر شوہر کے گھر سے نکل جانے پر پابندی عائد کر دی گئی۔ طلاق کی صورت میں بھی ﴿حُدُودُ اللّٰهِ﴾ اور ﴿تَقْوٰی﴾ کی پاسداری کا حکم دیا گیا۔
 (d) عدت طلاق کے اختتام پر، معروف طریقے سے بیوی سے رجوع کرنے یا گواہوں کی موجودگی میں جدا ہو جانے اور ﴿تَقْوٰی﴾ کو ملحوظ رکھنے کی ہدایت کی گئی۔

(e) غصے، نفرت اور ایک دوسرے سے ناگواری کے ماحول میں ﴿تَقْوٰی﴾ اور ﴿تَوَكُّل﴾ کا اہتمام کرنے کی ترغیب دے کر ان دونوں کے فائدوں کی تفصیل بیان کی گئی۔

(f) سورة البقرہ میں بتایا گیا تھا کہ حائضہ عورت کی عدت طلاق تین ﴿قُرُوء﴾ ہے۔ یہاں مزید وضاحت کی گئی کہ وہ عورت، جس کا حیض بند ہو چکا ہے اور وہ لڑکی جس کا حیض ابھی شروع نہیں ہوا، دونوں کی عدت طلاق تین (3) ماہ ہے۔ حاملہ عورت کی عدت طلاق، وضع حمل یعنی زچگی (Delivery) ہے۔

(g) اللہ کا تقویٰ اختیار کرنے سے معاملات آسان ہو جاتے ہیں۔ گناہ مٹ جاتے ہیں اور اجر عظیم ملتا ہے۔ دورانِ عدت طلاق بیویوں کو حیثیت کے مطابق سُکنے، فراہم کیا جانا چاہیے۔

(h) حاملہ عورت کو دورانِ عدت طلاق، زچگی تک نان نفقہ فراہم کیا جانا چاہیے۔

(i) زچگی کے بعد باہمی مشورے سے، مطلقہ بیوی بچہ کو دودھ پلا سکتی ہے، لیکن دودھ کا خرچ، باپ کے ذمے ہوگا۔ سابقہ میاں بیوی میں بچہ کو دودھ پلانے کے بارے میں اتفاق رائے نہ ہو تو دوسری عورت سے بھی دودھ پلویا جاسکتا ہے۔

(j) باپ بچے پر، اور شوہر بیوی پر (تکمیل عدت تک)، اپنی مالی حیثیت کے مطابق خرچ کرے گا۔

2- آیات 12 تا 8: دوسرے پیرا گراف میں، بتایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے تشریحی احکام کی خلاف ورزی پر، اللہ تعالیٰ کا تکوینی قانون عذاب حرکت میں آ جاتا ہے۔

- (a) اللہ اور اُس کے رسولوں کے احکامات ﴿حُدُودُ اللَّهِ﴾ (بالخصوص عائلی قوانین) کی خلاف ورزی کرنے والی قوموں کو عذاب دیا جاتا ہے۔ اہل ایمان عقل مندوں ﴿أُولَى الْأَلْبَابِ﴾ کو تقویٰ کی نصیحت کی گئی۔
- (b) رسول اللہ ﷺ کی بعثت کا مقصد، وضاحت احکام، اندھیروں سے اخراج اور دخول جنت ہے۔
- (c) تکوینی حکومت کے علاوہ، تشریحی حکومت بھی اللہ تعالیٰ ہی کی ہے، چونکہ وہ ہر شے ﴿كُلُّ شَيْءٍ﴾ کا علم رکھتا ہے، اس لیے وہ ہر شے ﴿كُلُّ شَيْءٍ﴾ پر قدرت بھی رکھتا ہے۔
- (Knowledge is Power) علم قوت کا نام ہے۔ جتنا زیادہ علم ہوگا، اتنی زیادہ طاقت اور قدرت حاصل ہوگی۔ اللہ کے پاس مکمل علم بھی ہے اور مکمل طاقت بھی۔

مرکزی مضمون

عائلی معاملات یعنی، میاں بیوی کے درمیان باہمی نفرت و عداوت کی صورت میں بھی، حدودِ الہی اور تقویٰ کا اہتمام لازم ہے، ورنہ قوموں پر عذاب نازل ہو جاتا ہے۔



FLOW CHART

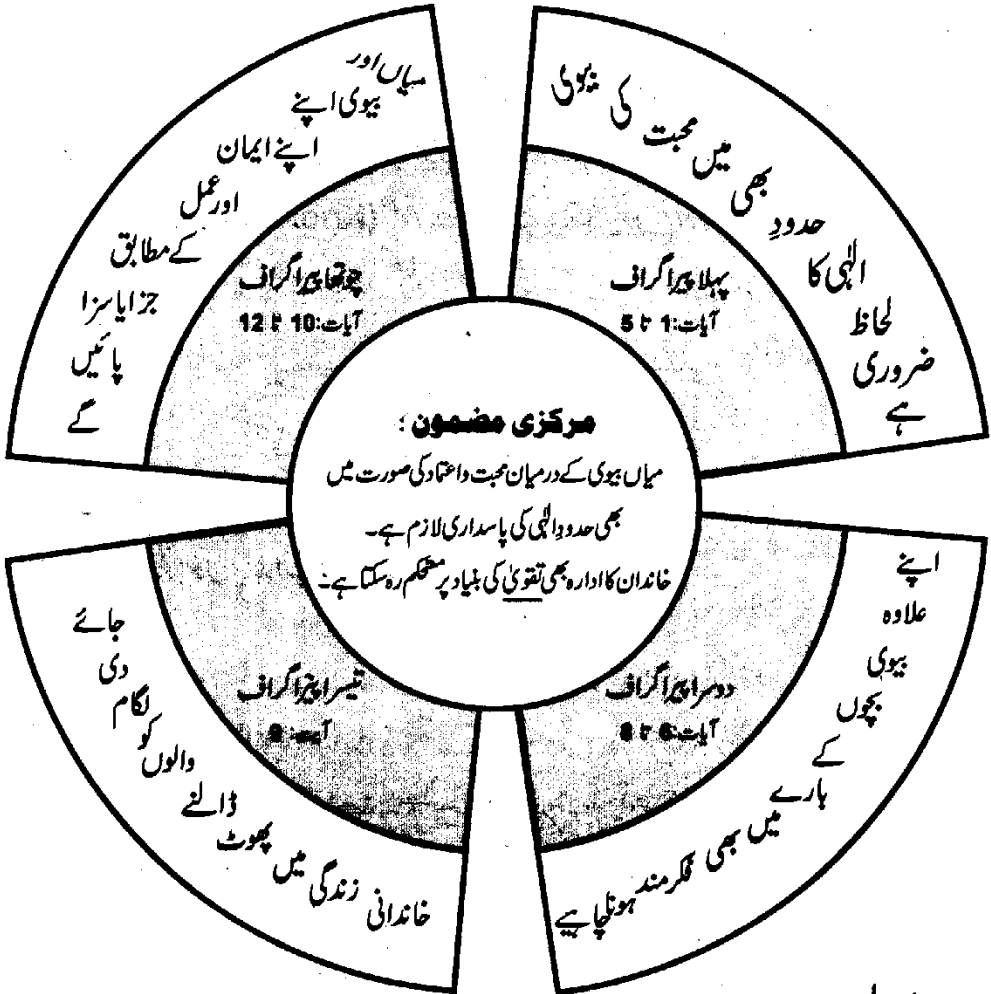
MACRO-STRUCTURE

ترتیبی نقشہ ربط

نظم جلی

66- سُورَةُ التَّحْرِيمِ

آیات : 12 مَدَنِيَّةٌ پیرا گراف : 4



زمانہ نزول:

سُورَةُ التَّحْرِيمِ 84 یا 9 ہجری میں نازل ہوئی۔ حضرت ماریہ قبطیہؓ 7 ہجری میں حرم نبوی ﷺ میں داخل ہوئیں اور حضرت صفیہؓ سے نکاح بھی 7 ہجری (فتح خیبر) کے بعد میں ہوا۔ آیت 9 میں منافقین سے جہاد کا حکم ہے، جو 9ھ میں دیا گیا۔ یہی حکم سُورَةُ التَّوْبَةِ آیت 73 میں بھی موجود ہے۔

سورة التحريم کا کتابی ربط

پچھلی سورة الطلاق میں بیوی سے ناجاتی کی صورت میں ﴿حُدُودَ اللَّهِ﴾ کی پاسداری کا حکم تھا۔ یہاں اس سورت میں بیوی سے شدید محبت کی صورت میں بھی ﴿حُدُودَ اللَّهِ﴾ کی پاسداری کا حکم ہے، جس کا اشارہ ﴿تَبْتَغِي مَرْضَاتِ أَزْوَاجِكَ﴾ کے الفاظ سے ہوتا ہے۔

اہم کلیدی الفاظ اور مضامین

- 1- ﴿قُوْا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا﴾ کے الفاظ سے فکرِ آخرت اور عذابِ دوزخ کے تصور سے مسلمانوں کو اپنی ذات اور اپنے زیرِ کفالت افراد کے بارے میں متفکر ہونے کی ہدایت دی گئی ہے۔
- 2- ﴿تَوْبَةَ النَّصُوْحِ﴾ سے مراد، ریاکاری سے پاک خالص توبہ ہے۔ پچھلے گناہوں پر احساسِ ندامت ہو، اللہ سے مغفرت کی درخواست ہو، آئندہ اعادہ نہ کرنے کا عزم ہو اور جس کا حق مارا ہے، اُس کا حق واپس کر کے نقصان کی تلافی کی جائے۔

سورة التحريم کا نظم جلی

سورة التحريم چار (4) پیرا گرافوں پر مشتمل ہے۔

- 1- آیات 1 تا 5: پہلے پیرا گراف میں، بتایا گیا ہے کہ بیوی سے شدید محبت کی صورت میں بھی ﴿حُدُودَ اللَّهِ﴾ کا لحاظ ضروری ہے۔ بیویوں کی محبت میں، اللہ کی حلال کردہ چیز کو نہ کھانے کی قسم کھانے اور حلال کو حرام کرنے کی ممانعت کی گئی۔ (آیت: 1) (المائدہ، آیت 89 کے مطابق) قسموں کا کُفّارہ ادا کیا جانا چاہیے۔ (آیت: 2) أزواجِ مُطَهَّرَات کے بعض معاملات کی اصلاح کے سلسلے میں ہدایات دی گئیں۔ (آیات: 3 تا 5)
- 2- آیات 6 تا 8: دوسرے پیرا گراف میں، مسلمانوں کو ہدایت ہے کہ انہیں اپنے علاوہ، بیوی بچوں کے بارے میں بھی، فکر مند ہونا چاہیے، خوفِ دوزخ اختیار کرنے اور بیوی بچوں میں خوفِ آخرت پیدا کرنے کی ہدایت کی گئی۔ ﴿قُوْا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا﴾ ”اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو دوزخ کی آگ سے بچاؤ“ ﴿تَوْبَةَ النَّصُوْحِ﴾ خالص توبہ کرنے کا حکم دیا گیا (آیت: 8) مومنین کی دعا نقل کی گئی ﴿رَبَّنَا اَنْتُمْ لَنَا نُورٌ وَاَنْتُمْ لَنَا نَارٌ﴾ ”اے اللہ! ہمارے نور کو مکمل کر کے ہماری مغفرت فرما“ (آیت: 8)۔

3- آیت 9: تیسرے پیرا گراف میں حکم دیا گیا خاندانی زندگی میں پھوٹ ڈالنے والے (منافقین) کو گام دی جائے۔ کافروں اور منافقوں سے جہاد کا حکم، جو مسلمانوں اور رسول اللہ ﷺ کی عائلی زندگی کے بارے میں پروپیگنڈہ کر رہے تھے۔ (یہی حکم سورۃ التوبہ آیت 73 میں بھی ہے)۔

4- آیات 10 تا 12: چوتھے پیرا گراف میں، بتایا گیا ہے کہ میاں اور بیوی پہنچنا ایمان اور عمل کے مطابق جزایا سزا پائیں گے۔

چنانچہ حضرت نوحؑ اور حضرت لوطؑ جیسے نیک انبیاء کی خاتن بیویوں کا تذکرہ کیا گیا، جو داخل جہنم ہوں گی۔

اس کے بعد حضرت مریمؑ جیسی پاک دامن خاتون اور طاغی شوہر فرعونؑ کی نیک بیوی حضرت آسیہؑ کا ذکر کیا گیا۔ حضرت آسیہؑ کی چار (4) دعائیں نقل کی گئیں۔

(a) ”میرے لیے اپنے پاس جنت میں ایک گھر بنا دے“ ﴿رَبِّ ابْنِ لِيْ عِنْدَكَ بَيْتًا فِى الْجَنَّةِ﴾۔

(b) ”فرعون سے نجات دے“ ﴿وَلْتَجِنِّ مِنْ فِرْعَوْنَ﴾۔

(c) ”فرعون کے عمل سے بھی نجات دے“ ﴿وَعَمَلِهِ﴾۔

(d) ”ظالم قوم فرعون سے نجات دے“ ﴿وَلْتَجِنِّ مِنَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ﴾۔ (آیت: 11)

مرکزی مضمون

میاں بیوی کے درمیان محبت و اعتماد کی صورت میں بھی ﴿حُدُودُ اللَّهِ﴾ کی پاسداری لازم ہے۔ خاندان کا ادارہ بھی، ﴿تَقْوٰی﴾ کی بنیاد پر ہی مستحکم رہ سکتا ہے۔

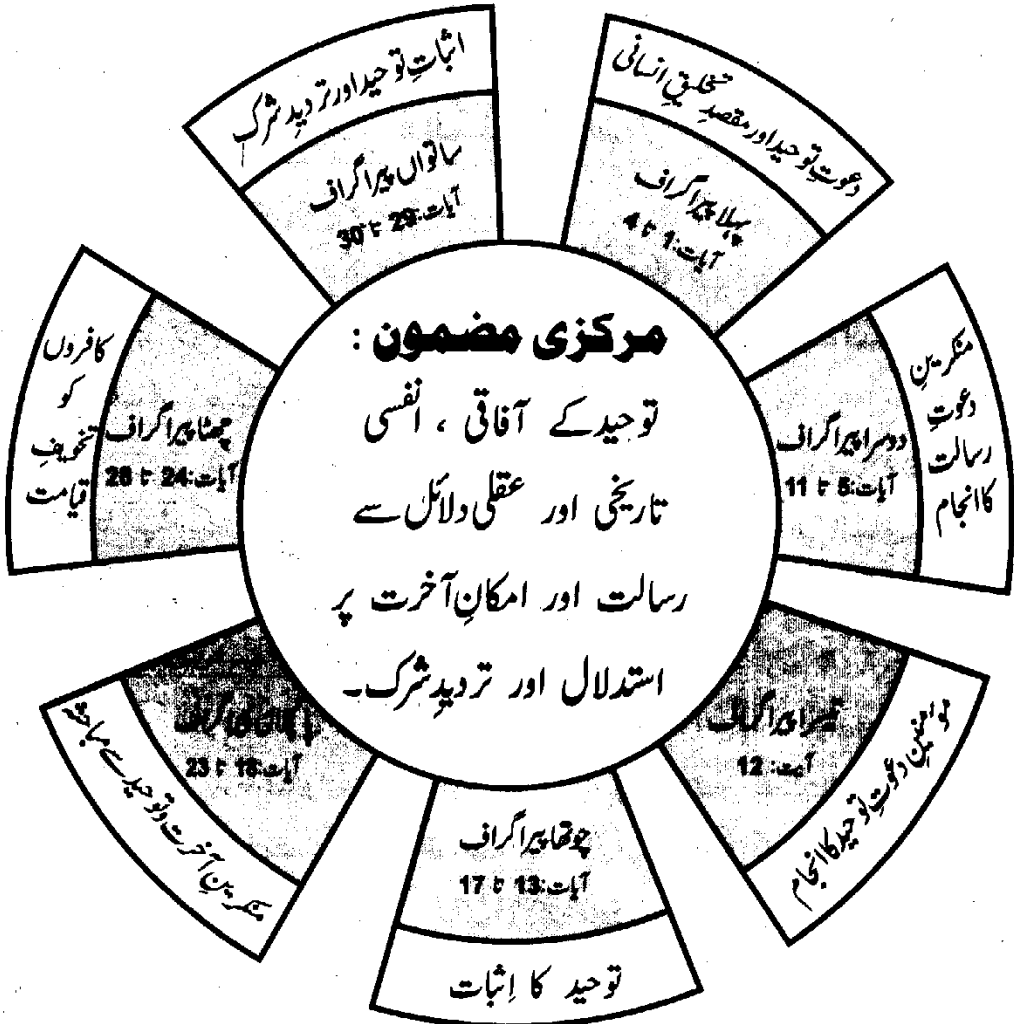


ترتیبی نقشہ ربط

نظم جلی

67- سُورَةُ الْمَكِ

آیات : 30 مَكِّيَّةٌ پیرا گراف : 7



زمانہ نزول

سورت ﴿الملک﴾ اعلانِ عام کے بعد، رسول اللہ ﷺ کے قیام مکہ کے دوسرے دور میں، غالباً 4 نبوی میں، نازل ہوئی، جب قریش کی بدعتی قیادت انکار اور کفر (آیت 6) پر تلی ہوئی تھی، رسول اللہ ﷺ کی دعوتِ توحید و آخرت کو مسترد کر کے اور آپ ﷺ کی حیثیت ﴿لَدُنَّیْزٍ﴾ (آیات 8، 9، 26) کو نظر انداز کر کے، اُلٹا رسول اللہ ﷺ کو گمراہی میں مبتلا یعنی ﴿لِیَ ضَلَّالٍ کَیِّیْمٍ﴾ (آیت 9) اور ﴿لِیَ ضَلَّالٍ مُّبِیْنٍ﴾ (آیت 39) سمجھ رہی تھی۔

سورۃ ﴿الملک﴾ مضامین، جامعیت، دلائل، اسالیب اور طرزِ بیان کے اعتبار سے سورۃ ﴿ق﴾ سے ملتی جلتی ہے۔

سورۃ الملک کے فضائل

- 1- رسول اللہ ﷺ سونے سے پہلے یہ سورت پڑھا کرتے تھے۔
﴿كَانَ لَا يَنَامُ حَتَّى يَقْرَأَ آلَمَ تَنْزِيلُ وَتَبَارَكَ الَّذِي بِيَدِهِ الْمُلْكُ﴾
”حضرت جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے: ”نبی ﷺ جب تک آلم تنزیل اور تبارک الذی بیدہ الملک (سورۃ الملک) نہ پڑھ لیتے اس وقت تک سوتے نہیں تھے“
(ترمذی ابواب فضائل القرآن، باب ماجاء فی سورۃ الملک، حدیث: 2,892)
- 2- یہ سورت عذابِ قبر کے لیے رکاوٹ ہے اور نجات دینے والی ہے۔ ﴿وَهِيَ الْمَانِعَةُ هِيَ الْمُنْجِيَةُ تُنْجِيهِ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ﴾
(ترمذی عن ابن عباس، حدیث: 2,890)
- 3- اپنے پڑھنے والوں کے لیے شفاعت کرے گی۔
﴿إِنَّ سُورَةَ مِنَ الْقُرْآنِ فَلَا تُؤْنِ اِهْ، شَفَعَتْ لِرَجُلٍ حَتَّى غُفِرَ لَهُ، وَهِيَ تَبَارَكَ الَّذِي بِيَدِهِ الْمُلْكُ﴾
(ترمذی ابواب فضائل القرآن، باب فی سورۃ الملک، حدیث: 2,891: حسن)
- 4- یہ سورت روزِ قیامت جھکڑا کرے گی۔
”حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”قرآن کریم کی ایک سورت میں (30) آیات کی ہے، اس نے ایک آدمی کی شفاعت کی حتیٰ کہ اس کی بخشش کرا دی“
یہ سورت روزِ قیامت جھکڑا کرے گی۔

﴿خَاصَمْتُ عَنْ صَاحِبِهَا حَتَّى أَدْخَلْتُهُ الْجَنَّةَ وَهِيَ تَبَارَكَ الَّذِي﴾

(المعجم الاوسط للبرانی: 3,654)

”ایک سورت اپنے پڑھنے والے کی طرف سے روز قیامت جھگڑا کرے گی اور وہ سورۃ الملک ہے“

سورۃ الملک کا کتابی ربط

پہلی سورۃ التحريم کی آیت نمبر آٹھ میں جس ﴿نور﴾ اور ﴿مغفرت﴾ کی دعا مانگی گئی تھی، اُس کی قبولیت کی تمام شرائط سورۃ الملک میں بیان ہو گئی ہیں۔ دعوتِ توحید کو قبول کرنے والے ﴿الغفور﴾ اللہ کی ﴿مغفرت﴾ کے حق دار ہوں گے۔ (آیت: 12)

اہم کلیدی الفاظ اور مضامین

- 1- سورۃ الملک ایک ایسی جامع سورت ہے، جس میں توحید، رسالت، اور آخرت کی دعوت، کو استدلالی زبان میں پیش کیا گیا ہے۔
 - 2- دوزخی اعتراف کریں گے کہ انہوں نے اپنے اپنے رسولوں کی نہ صرف تکذیب کی، بلکہ انہیں گمراہ کہا کہ آپ ﴿فِی ضَلَالٍ کَبِیرٍ﴾ (آیت: 9) میں مبتلا ہیں۔
رسول اللہ ﷺ کی بھی تکذیب کی گئی اور انہیں ﴿فِی ضَلَالٍ کَبِیرٍ﴾ کہا گیا۔
 - 3- ﴿فَسَتَعْلَمُونَ مَنْ هُوَ فِی ضَلَالٍ مُّبِینٍ﴾ (آیت: 29) کے الفاظ سے قریش مکہ کو دھمکی دی جا رہی ہے کہ بہت جلد تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ گمراہی میں تم جلاء ہوا رسول ﷺ ہیں۔
 - 4- اس سورت میں ﴿نَذِیْرٌ﴾ (آیت: 8، 9 اور 26) کا لفظ تین (3) مرتبہ استعمال ہوا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی بنیادی ذمہ داری ﴿انذار﴾ Warning کی ہے، اور یہ ﴿انذار﴾ اتمامِ حجت ہے۔ دوزخ کے داروغہ یہی پوچھیں گے کہ کیا تمہارے پاس کوئی نذیر نہیں آیا؟
 - 5- اس سورت میں ﴿مَنْ﴾ کے لفظ سے کئی مرتبہ اور ﴿مِنْ دُونِ اللہ﴾ ﴿غَیْرِ اللہ﴾ کی تحقیر کی گئی ہے اور اللہ کی عظمت و قدرت ثابت کی گئی۔
(a) ﴿اٰمِنْ هٰذَا الَّذِیْ هُوَ جُنْدٌ لَّکُمْ یَنْصُرُکُمْ﴾ (آیت: 20)
(b) ﴿اٰمِنْ هٰذَا الَّذِیْ یُرِزُّکُمْ﴾ (آیت: 21)
(c) ﴿لَمَنْ یَّاتِیْکُمْ بِمَآءٍ مُّعِیْنٍ﴾ (آیت: 30)
- ان سوالات کا مقصد تردیدِ شرک ہے۔ اللہ کی قدرت کا اقرار کرانا اور غیر اللہ کی بے بسی اور بے بضاعتی ثابت کرنا مقصود ہے۔

سورة الملک کا نظم جلی

سورة الملک سات (7) پیرا گرافوں پر مشتمل ہے۔

1- آیات 4 تا 1: پہلے پیرا گراف میں، دعوتِ توحید دی گئی ہے اور بتایا گیا ہے کہ مقصدِ تخلیق انسانی کیا ہے؟

کائنات کی باگ ڈور، ﴿قدیر﴾ اور بابرکت ہستی کے ہاتھ میں ہے۔
 ﴿اللہ﴾، ﴿عزیز و غفور﴾ خالق ہے، جس نے زندگی اور موت کے نظام کو، انسان کی آزمائشِ حسنِ عمل کے لیے وضع کیا ہے۔ اس آزمائش میں کامیاب ہونے والوں کے لیے، وہ ﴿غفور﴾ اور ناکام ہونے والوں کے لیے ﴿عزیز﴾ ہوگا۔ اللہ کی تخلیق کردہ کائنات، منظم اور مربوط ہے۔

2- آیات 5 تا 11: دوسرے پیرا گراف میں، منکرینِ دعوتِ رسالت کا انجام بتایا گیا۔ حقائقِ قرآن و حقائقِ کائنات کا انکار کرنے والے دوزخی ہوں گے اور وہ دوزخ کی بھیانک آوازیں سنیں گے (آیت: 7)۔

(a) منکرین کو دوزخ کے غضب اور دوزخ کے پھرے داروں سے مکالمہ کی تفصیل بتا کر ڈرایا گیا۔
 (b) دوزخ میں دخول کا سبب، رسول کی دعوت کا عدمِ سامع اور اس پر عدمِ نظر ہوتا ہے۔
 دوزخی، نہ دعوتِ وحی اور دعوتِ پیغمبر کو توجہ سے سنتے ہیں اور نہ اس دعوت پر غور و فکر سے کام لیتے ہیں، وہ قیامت کے دن اپنے گناہوں کا اعتراف کریں گے کہ اگر غور سے سنتے اور غور و فکر سے کام لیتے تو دوزخی نہ ہوتے۔
 ﴿لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ أَوْ نَعْقِلُ مَا كُنَّا فِي أَصْحَابِ السَّعِيرِ﴾ (آیت: 10)

3- آیت 12: تیسرے پیرا گراف میں دعوتِ توحید، دعوتِ رسالت اور غیب پر ایمان لانے والے ﴿خاصی﴾ لوگوں کے لیے، مغفرت اور اجرِ کبیر کا وعدہ ہے۔ (آیت 12)

4- آیات 13 تا 17: چوتھے پیرا گراف میں، عقیدہٴ توحید کا اثبات کیا گیا کہ اللہ ﴿خالق﴾ ہے، مکمل علم بھی رکھتا ہے اور مکمل قدرت بھی۔

اس لیے ﴿لطیف و خبیر﴾ بھی ہے۔ جہری اور سُرّی گفتگو بھی سن لیتا ہے، سینوں کے رازوں سے بھی واقف ہو جاتا ہے۔ اس لیے روزِ قیامت عدل و انصاف کے ساتھ فیصلہ کرے گا اللہ تعالیٰ، جس نے زمین کو رزق کا ذریعہ بنایا ہے، انسانوں کو اسی زمین میں دھنسا دینے کی قدرت رکھتا ہے۔ (آیت: 16)
 اللہ تعالیٰ، انسانوں کو آسمان سے طوفانی ہوا ﴿حاصِب﴾ بھیج کر بھی، ہلاک کر سکتا ہے۔ (آیت: 17)

5- آیات 18 تا 23: پانچویں پیرا گراف میں، ﴿جزاوسزا کی تاریخی دلیل﴾ ہے۔ اور توحید کی ﴿آفاقی اور انفسی دلیلیں﴾ بھی ہیں۔

منکرین آخرت و منکرین توحید سے مباحثہ ہے کہ منکرین آخرت کو، تاریخ سے عبرت حاصل کرنا چاہیے۔ (آیت: 18)

﴿اقرار توحید کے لیے آفاقی دلیل﴾

﴿رَحْمَن و بَصِير﴾ اللہ کے علم اور قدرت کو سمجھنے کے لیے، آسمان پر اڑتے پرندوں کو پر پھیلاتے اور سیکڑتے ہوئے دیکھ کر عبرت حاصل کرنا چاہیے۔ (آیت: 19)

مغرور کافروں کو معلوم ہونا چاہیے کہ ﴿رَحْمَن﴾ اللہ کے علاوہ، کوئی دیگر ہستی ﴿غیرُ اللہ﴾ اُن کی مدد نہیں کر سکتی۔ (آیت: 20) سرکش کافروں کو معلوم ہونا چاہیے کہ ﴿غیرُ اللہ﴾ رزاق نہیں ہو سکتے۔

﴿اللہ﴾ اگر رزق روک لے تو کوئی دیگر ہستی، انہیں رزق فراہم نہیں کر سکتی۔ (آیت: 21)

کافروں کو سوچنا چاہیے کہ کیا زمین کی طرف دیکھنے والا، مادہ پرست آدمی اور توحید پرست صراطِ مستقیم پر گامزن آدمی کیا یہ دونوں برابر ہو سکتے ہیں؟

﴿اقرار توحید کے لیے انفسی دلیل﴾

سماعت، بصارت اور عقل دینے والے خالق ﴿اللہ﴾ ہی کے لیے، شکر زیبا ہے۔ (آیت: 23)

6- آیات 24 تا 28: چھٹے پیرا گراف میں کافروں کے لیے تخریبِ قیامت ہے۔

جس اللہ نے انسانوں کو زمین پر پھیلا یا ہے، وہی روزِ قیامت انہیں جمع کرے گا (آیت: 24)۔ رسول ﷺ کا کام قیامت کا وقت بتانا نہیں، بلکہ اُس کی آفت سے خبردار کرنا ہے۔ وہ ﴿إِنَّمَا آتَاكَ نَذِيرٌ مُّبِينٌ﴾ ہیں (آیت: 26)۔ روزِ قیامت کافروں کے چہرے سیاہ ہو جائیں گے۔

﴿ایک اور عقلی استدلال﴾

کافروں سے عقلی استدلال کرتے ہوئے یہ سوال کیا گیا کہ اگر اللہ تعالیٰ، رسول اللہ ﷺ اور صحابہؓ کو ہلاک کر دے، یا اُن پر رحم فرمائے تو اس بات کی کیا ضمانت ہے کہ اللہ تعالیٰ کافروں کو عذابِ الیم سے دوچار نہیں کرے گا۔“ (آیت: 28)

7- آیات 29 تا 30: ساتویں اور آخری پیرا گراف میں ﴿اثبات توحید﴾ اور ﴿تردیدِ شرک﴾ ہے۔

رسول اللہ ﷺ کو گمراہ کہنے کے بجائے، کافروں کو اپنی فکر کرنی چاہیے۔ اہل ایمان اللہ پر ایمان لا کر، اُسی پر بھروسہ ﴿تَوَكَّل﴾ کرتے ہیں، دیگر ہستیوں پر بھروسہ نہیں کرتے۔ (آیت: 29)۔

بہت جلد فیصلہ ہو جائے گا کہ رسول اللہ ﷺ ﴿فَیْضُ صَلَاحٍ کَیْفِی﴾ بد دیگر اہل ایمان میں مبتلا ہیں، یا مشرکین مکہ

﴿ضَلَّالٍ مُّبِينٍ﴾ کھلی گمراہی میں مبتلا ہیں۔ (آیت: 29)۔

﴿اقرار توحید کے لیے عقلی دلیل﴾

آخر میں توحید کی ایک عقلی دلیل پیش کرتے ہوئے سوال کیا گیا، کافر ذرا یہی غور کر لیں کہ اگر اللہ تعالیٰ زمین میں ، پانی کی سطح (Water Level) نیچے کر دے تو کون سے دیگر ہستی ﴿غَیْبُ اللّٰہ﴾ انہیں صاف شفاف پانی فراہم کر سکتی ہے؟ (آیت: 30) تو وہ اس نتیجے پر پہنچ سکتے ہیں کہ اللہ ﴿درب﴾ بھی ہے اور کامل قدرت رکھنے والا ﴿قدیر﴾ بھی ہے۔

مرکزی مضمون

توحید کے آفاقی، انفسی، تاریخی اور عقلی دلائل سے، توحید، رسالت اور امکانِ آخرت کو ثابت کر کے، شرک کی تردید کر دی گئی ہے۔ لہذا ایمان لا کر نیک عمل کرو، یہی زندگی اور موت کی ایجاد کا مقصد آزمائش ہے۔

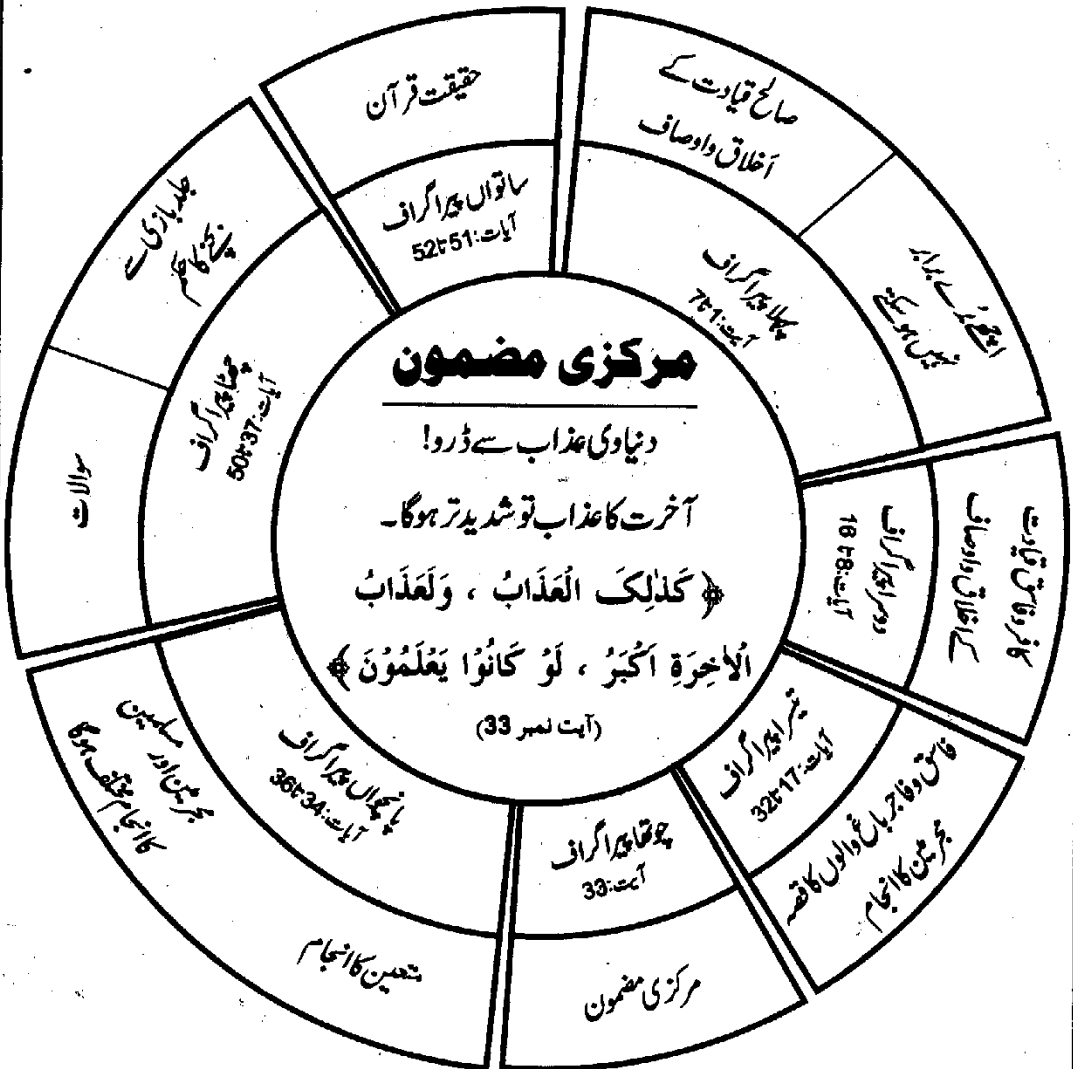


ترتیبی نقشہ ربط

نظم جلی

68- سُورَةُ الْقَلَمِ

آیات : 52..... مَكِّيَّة..... پیرا گراف : 7



زمانہ نزول

سورت ﴿القلم﴾ اعلانِ عام اور ہجرت حبشہ (رجب 5 نبوی) کے بعد، غالباً 5 نبوی کے اواخر میں نازل ہوئی ہوگی، جب مخالفت اپنے عروج پر تھی اور رسول ﷺ کو ﴿مَجْنُون﴾ اور ﴿مَقْتُون﴾ کہا جا رہا تھا۔ آیات 10 تا 15 غالباً مشرکین کے ایک سردار ﴿أَخْسُ بْنُ ثَعْلَبَةَ﴾ کے بارے میں نازل ہوئیں۔ اس حصے میں کافر قیادت کے اوصاف گنوائے گئے اور ان کی اطاعت سے منع کر دیا گیا۔ آیت 16 ﴿سَنَسِمُهُ عَلَى الْخُرُطُومِ﴾ غالباً قریش کے مشہور لیڈر ﴿ولید بن مغیرہ مخزومی﴾ کے بارے میں نازل ہوئی۔

سورة القلم کا کتابی ربط

- 1- سورت ﴿الملك﴾ میں اسلام کی دعوت کا خلاصہ بیان ہوا تھا۔ یہاں سورت ﴿القلم﴾ میں اُس دعوت کو مسترد کرنے والی کافر قیادت کی اطاعت کرنے سے روک دیا گیا ہے۔ (آیت: 8)۔ سورت ﴿الملك﴾ میں مشرکین مکہ نے رسول اللہ ﷺ کو ﴿ضَالِلٌ مَّسْجُورٌ﴾ یعنی کھلی گمراہی میں مبتلا کہا تھا۔ یہاں سورت ﴿القلم﴾ میں آپ ﷺ کو ﴿مَجْنُون﴾ کہا گیا۔ اس سورت میں بخیل باغ والوں پر دنیوی عذاب کا ذکر ہے۔
- 2- اگلی سورت ﴿الحاقة﴾ میں پہلے قیامت کے عذاب کا نقشہ کھینچا گیا اور پھر قوم عاد، قوم ثمود، قوم لوط، قوم نوح اور فرعون کو دیے جانے والے دنیوی عذاب کا تذکرہ ہے۔ دونوں سورتوں میں قریش کو دنیاوی عذاب سے ڈرایا گیا ہے۔
- 3- انسانی عقل سے سوال کیا گیا ہے کہ آخرت میں کیا ﴿مُسْلِمِينَ﴾ اور ﴿مُجْرِمِينَ﴾ کا انجام ایک جیسا ہو سکتا ہے؟ اور کیا مسلم قیادت اور کافر قیادت ایک جیسی ہے؟

اہم کلیدی الفاظ اور مضامین

- 1- ﴿مَجْنُون﴾: اس سورت میں ﴿مَجْنُون﴾ کا لفظ ابتداء اور اختتام پر دو (2) جگہ استعمال کیا گیا۔ (آیت: 2، 51)۔ اس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ یہ سورت اُس دور میں نازل ہوئی، جب رسول اللہ ﷺ پر نعوذ باللہ پاگل ہونے کا الزام عائد کیا جا رہا تھا۔

سورة القلم کا نظم جلی

یہ سورت سات (7) پیرا گرافوں پر مشتمل ہے۔

1- آیات 1 تا 7: پہلے پیرا گراف میں ﴿صالح قیادت﴾ کے اوصاف بیان کیے گئے۔

رسول اللہ ﷺ مومنون نہیں، بلکہ اخلاق کے اعلیٰ مرتبے پر ہیں ﴿وَإِنَّكَ لَعَلَىٰ عَرْشِي عَظِيمٌ﴾ (آیت: 4) اچھے اور برے برابر نہیں ہو سکتے۔ بہت جلد معلوم ہو جائے گا کہ کون صحیح ہے اور کون غلط۔

2- آیات 8 تا 16: دوسرے پیرا گراف میں، دعوت رسول ﷺ کو جھٹلانے والی قریش کی کافرو فاسق قیادت کے اخلاق و اوصاف بیان کیے گئے۔

رسول اللہ ﷺ کو ان ﴿مُكْذِبِينَ﴾ کے آگے نہ جھکنے کی ہدایت کی گئی۔ وہ چاہتے ہیں کہ آپ ﷺ نرم پڑیں تو وہ بھی نرمی دکھائیں۔ ﴿وَذُوقُوا لَوْ تَذَكَّرْتُمْ لَتَذَكَّرْتُمْ﴾، لیکن عقیدے کے معاملے میں کسی قسم کی سودے بازی نہیں ہو سکتی۔ ایسے لیڈر سے نہ دبنے کا حکم دیا گیا، جو ﴿خَلَّافٍ مَّهِينٍ﴾ بہت قسمیں کھانے والا اور بے وقعت آدمی ہے۔ ﴿مَعْمَازٍ﴾ ہے یعنی طعن دیتا ہے، ﴿مَشَّاءٍ مَّ بَنِيهِمْ﴾ ہے یعنی چغلیاں کھاتا پھرتا ہے، ﴿مَنَاعٍ لِّلْخَيْرِ﴾ ہے یعنی بھلائی سے روکتا ہے، ﴿مُعْتَدٍ لِّإْتِمٍ﴾ ہے یعنی ظلم و زیادتی میں حد سے گزر جانے والا ہے۔ ﴿زَنِيمٍ﴾ ہے یعنی سخت بد اعمال ہے، ﴿عُتْلٍ﴾ جفا کا ہے۔ ان سب عیوب کے ساتھ بد اصل ہے، صاحب مال و اولاد ہونے کی وجہ سے غرور و تکبر میں مبتلا ہے۔ ﴿ذَا مَالٍ وَيَتَنِينَ﴾ (آیت: 14)۔

جب ہماری آیات اُس کو سنائی جاتی ہیں تو کہتا ہے یہ تو اگلے وقتوں کے افسانے ہیں۔

www.KitaboSunnat.com

﴿أَسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ﴾ (آیت: 15)۔

3- آیات 17 تا 32: تیسرے پیرا گراف میں، قریش کی ناشکری قیادت کے سامنے فاسق و فاجر باغ والوں کا قصہ بیان کیا گیا ہے۔

باغ والوں کی طرح قریش کی بھی آزمائش ہو رہی ہے۔ دنیاوی عذاب سے آخرت کے عذاب اور جزا و سزا پر استدلال کیا گیا ہے۔ باغ والے بخیل اور خالص مادہ پرست تھے۔ مسکینوں کو اپنی فصل میں سے کچھ نہیں دینا چاہتے تھے۔ باغ کی تباہی کے بعد انہیں اپنی غلطی کا احساس ہوا۔

4- آیت 33: چوتھے پیرا گراف میں، اس سورت کا مرکزی مضمون ہے۔

﴿كَذَٰلِكَ الْعَذَابُ وَالْعَذَابُ الْآخِرَةُ أَكْبَرُ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ﴾ (آیت: 33)
”ایسا ہوتا ہے (دنیاوی) عذاب! اور آخرت کا عذاب اس سے بھی بڑا ہے، کاش یہ لوگ اس کو جانتے۔“

5- آیت 34 تا 36: پانچویں پیرا گراف میں، متقین کا انجام بتا کر یہ ثابت کیا گیا کہ ﴿مجرمین﴾ اور ﴿مسلمین﴾ کا انجام مختلف ہوگا۔

آخرت کی جزا و سزا کو ثابت کرنے کے لیے عقلی دلیل ایک سوال کی شکل میں رکھی گئی۔
﴿أَفَنَجْعَلُ الْمُسْلِمِينَ كَالْمُجْرِمِينَ ۚ مَا لَكُمْ كَيْفَ تَحْكُمُونَ﴾ (آیات: 35، 36)

6- آیات 37 تا 50: چھٹے پیرا گراف میں، قریش سے بعض جھٹے ہوئے سوالات کیے گئے۔

رسول اللہ ﷺ کو جلد بازی سے بچنے کا حکم دیا گیا اور تسلی دی گئی۔

”اے نبی ﷺ، آپ اس کلام کے جھٹلانے والوں کا معاملہ مجھ پر چھوڑ دیں۔ میں ان سے نمٹ لوں گا“
میں ان کی رستی دراز کر رہا ہوں، میری چال بڑی زبردست ہے۔ (میری تدبیر نہایت محکم ہوتی ہے) ﴿إِنَّا كَاشِفُو الْعَذَابِ﴾۔ اپنے رب کا فیصلہ صادر ہونے تک صبر کیجیے (جلد بازی سے کام نہ لیجیے) اور مچھلی والے (یونس علیہ السلام) کی طرح نہ ہو جائیے!

7- آیات 51 تا 52: ساتویں اور آخری پیرا گراف میں، قریش کو قرآن کی حقیقت بیان کی گئی۔

اگر منکرین توجہ سے سن کر قرآن پر غور و فکر کریں گے تو انہیں معلوم ہو جائے گا کہ یہ ﴿مَجْنُون﴾ کا کلام نہیں ہے، بلکہ یہ تو ﴿رب العالمین﴾ کی طرف سے سارے جہاں والوں کے لیے نصیحت ﴿ذِكْرٌ لِلْعَالَمِينَ﴾ ہے۔

مرکزی مضمون

رسول اللہ ﷺ اور قرآن کی تکذیب کی سزا، دنیاوی اور اخروی عذاب ہے۔ دنیاوی عذاب سے آخرت کا عذاب شدید تر ہوگا۔ ﴿كَذَلِكَ الْعَذَابُ وَلَئِنَّ الْعَذَابَ الْأَخِيرَ أَكْبَرُ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ﴾ (آیت: 33)
آخرت میں صالحین ﴿مُسْلِمِينَ﴾ اور کافرین ﴿مُجْرِمِينَ﴾ کا انجام یقیناً مختلف ہوگا۔



FLOW CHART

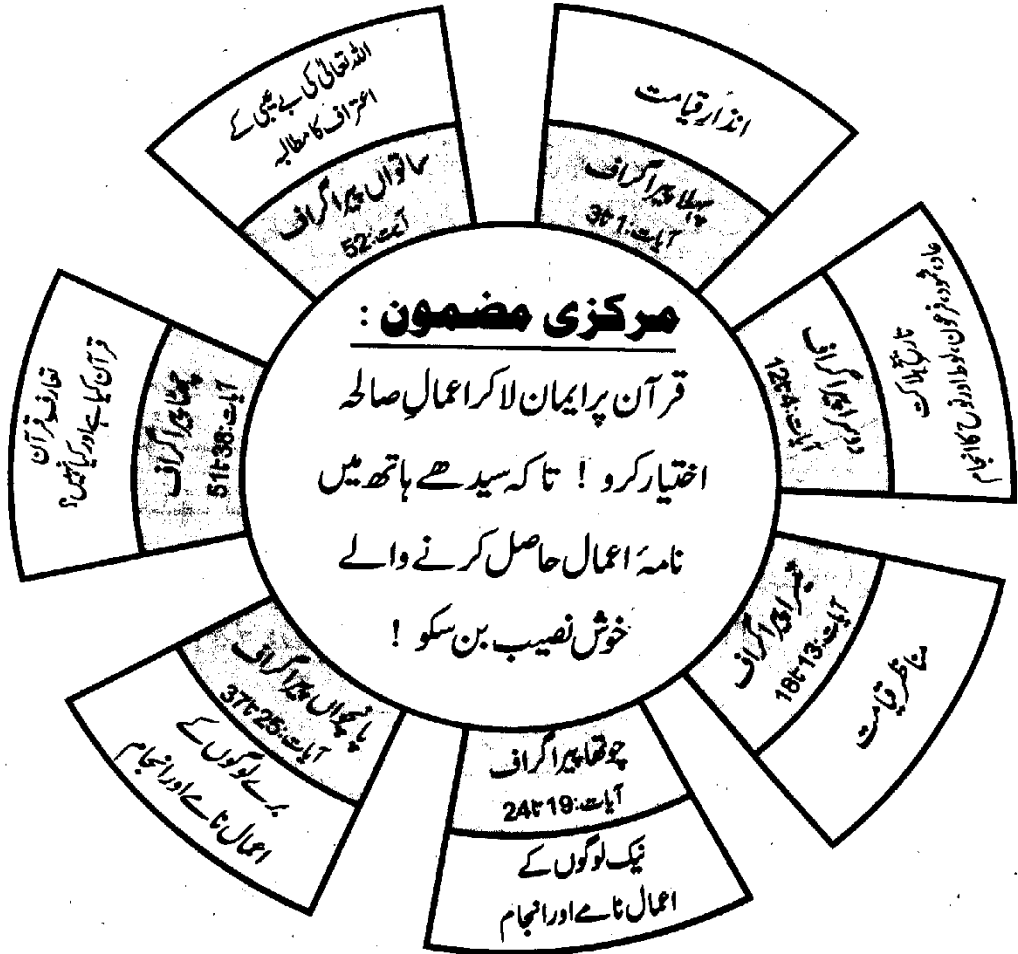
MACRO-STRUCTURE

ترتیبی نقشہ ربط

نظم جلی

69- سُورَةُ الْحَاقَّةِ

آیات : 52..... مَکِّيَّةٌ پھر اگر آفات : 7



زمانہ نزول:

سورت ﴿الحاقہ﴾، سورت ﴿الطور﴾ کی طرح اعلان عام کے بعد، رسول ﷺ کے قیام مکہ کے دوسرے دور (5۴۴ نبوی) کے آخر میں نازل ہوئی، جب آپ ﷺ پر الزامات کی بوچھاڑ ہو رہی تھی۔ جیسے ﴿شاعر﴾، ﴿کاہن﴾، اور ﴿مُتَقَوِّل﴾ وغیرہ۔ حضرت عمرؓ کے دل پر سب سے پہلے سورۃ ﴿الحاقہ﴾ کی آیات ہی نے اثر کیا تھا۔ (مسند احمد، ابن عمرؓ)

سورة الحاقہ کا کتابی ربط

- 1- پہلی سورت ﴿القلم﴾ میں باغ والوں پر دنیاوی عذاب کا ذکر تھا اور بتایا گیا تھا کہ آخری عذاب شدید تر ہوگا یہاں سورت ﴿الحاقہ﴾ میں پہلے ﴿الحاقہ﴾ کے الفاظ سے ﴿آخری عذاب﴾ کا ذکر ہے اور پانچ قوموں پھر عاد، ثمود، فرعون، اور ﴿مؤتفكات﴾ یعنی ﴿قوم لوط﴾ اور ﴿قوم نوح﴾ کو دیے جانے والے ﴿دنیاوی عذاب﴾ کا ذکر ہے۔
- 2- سورة ﴿القلم﴾ کی آخری آیت میں قرآن کو ﴿وَمَا هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعَالَمِينَ﴾ کہا گیا تھا۔ یہاں سورت ﴿الحاقہ﴾ میں اسے ﴿تَنْزِيلٌ مِّنْ رَبِّ الْعَالَمِينَ﴾ کہا گیا (آیت: 43)۔
- 3- اگلی سورت ﴿المعارج﴾ کا آغاز بھی مناظر قیامت اور احوال قیامت سے ہوا ہے۔

اہم کلیدی الفاظ اور مضامین

- 1- اس سورت میں قیامت کو ﴿الحاقہ﴾ کہا گیا یعنی برحق، شنی، حق کو حق ثابت کرنے والی۔ آیت: 51 میں اسے ﴿حَقُّ الْيَقِينِ﴾ 'یقین کا حق' کہا گیا۔
- 2- ﴿لَنَجْجِلَهَا لَكُمْ تَذْكِرَةً وَتَعِيَهَا أُذُنٌ وَاعِيَةٌ﴾ (آیت: 12)۔
”تا کہ ہم ان واقعات کو تمہارے لیے ایک سبق آموز یادگار بنادیں اور یاد رکھنے والے کان ان کی یاد محفوظ رکھیں۔“
اس سورت میں پانچ قوموں کی ہلاکت کا ذکر کرنے کے بعد، ان پر تبصرہ کیا گیا ہے، ان کے ذکر کا مقصد عبرت حاصل کرنا ہے۔

سورة الحاقہ کا نظم جلی:

سورة الحاقہ سات (7) پیرا گرافوں پر مشتمل ہے۔

1- آیات 1 تا 3: پہلے پیرا گراف میں، انذار قیامت ہے۔ قیامت ﴿الحاقہ﴾ ہے۔ یعنی برحق ہے اور حق کو حق ثابت کرنے والی آفت ہے۔

2- آیات 4 تا 12: دوسرے پیرا گراف میں، اختصار کے ساتھ ہلاکتِ اقوام کی تاریخ بیان کی گئی ہے۔

جزا و سزا کی تاریخی دلیل فراہم کی گئی ہے۔ پانچ (5) مغضوب قوموں کا ذکر ہوا۔ عاد، ثمود، قوم فرعون، ﴿مؤتفكات﴾ یعنی ﴿قوم لوط﴾ اور ﴿قوم نوح﴾۔ عاد و ثمود بھی قریش کی طرح آخرت کے منکر تھے۔ ﴿كَذَّبَتْ ثَمُودُ وَعَادٌ بِالْقَارِعَةِ﴾ انہیں عبرت حاصل کرنا چاہیے۔

3- آیات 13 تا 18: تیسرے پیرا گراف میں، مناظر قیامت دکھائے گئے ہیں۔

جب صور پھونکا جائے گا اور پہاڑوں اور زمین کو ریزہ ریزہ کر دیا جائے گا۔ یہ حساب کتاب کا دن ہوگا۔

4- آیات 19 تا 24: چوتھے پیرا گراف میں، بتایا گیا ہے کہ نیک لوگوں کے اعمال نامے اُن کے سیدھے ہاتھ میں دیئے جائیں گے۔

یہ وہ لوگ تھے جو حساب کتاب پر یقین رکھتے تھے۔ یہ جنت کی نعمتوں سے لطف اندوز ہوں گے۔

5- آیات 25 تا 37: پانچویں پیرا گراف میں، بتایا گیا ہے کہ روز قیامت برے لوگوں کے اعمال نامے اُن کے بائیں ہاتھ میں دیئے جائیں گے۔

یہ قیامت کے دن پچھتائیں گے۔ یہ اللہ پر ایمان نہیں رکھتے تھے۔ مسکینوں کے کھانے کی ترغیب نہیں دیتے تھے انہیں زنجیروں سے جکڑ کر دوزخ میں پھینک دیا جائے گا۔ کھولتے ہوئے پانی اور زخموں کے دھوون سے ان کی تواضع کی جائے گی

6- آیات 38 تا 51: چھٹے پیرا گراف میں، بتایا گیا کہ قرآن نہ تو شاعر کا کلام ہے اور نہ ﴿کاہن﴾ کا، بلکہ یہ ﴿رب العالمین﴾ کی تزیل ہے۔

خدا خواستہ اگر رسول اللہ ﷺ اسے خود گھڑ لیتے تو آپ ﷺ کو بھی سزا دی جاتی۔

7- آیت 52: ساتویں پیرا گراف میں، اللہ تعالیٰ کی بے عیبی کے اعتراف کا مطالبہ ہے۔

مندرجہ بالا دلائل کی روشنی میں شرک چھوڑ کر خالص توحید اختیار کرو ﴿فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ الْعَظِيمِ﴾ اپنے عظیم رب کی بے عیبی کا اعتراف کرو کہ وہ ہر قسم کے شرک اور عیوب و نقائص سے پاک ہے۔

مرکزی مضمون

توحید، آخرت اور قرآن پر ایمان لاکر اعمال صالحہ اختیار کرنا چاہیے، تاکہ سیدھے ہاتھ میں نامہ اعمال وصول کرنے والے خوش نصیب بن سکیں۔

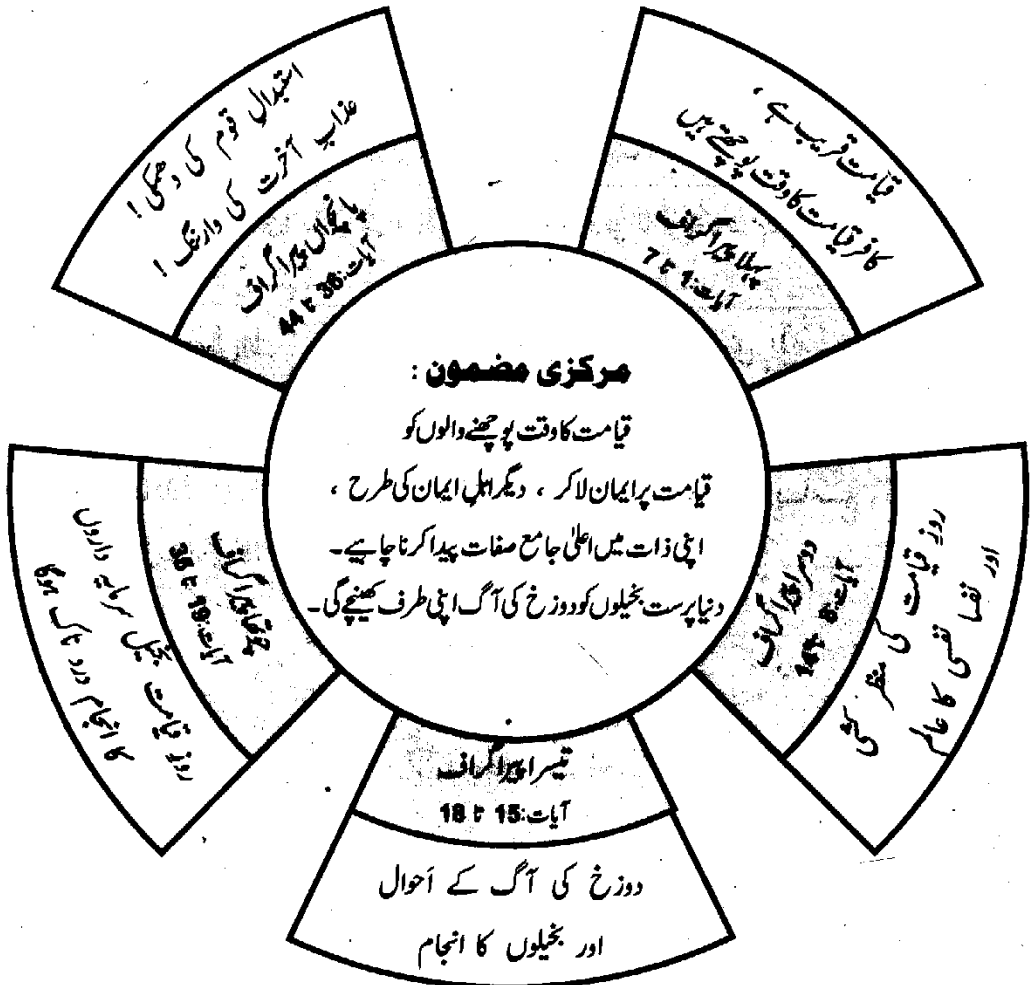


ترتیبی نقشہ ربط

نظم جلی

70- سُورَةُ الْمَعَارِجِ

آیات: 44 مَكِّيَّةٌ پیرا گراف: 5



زمانہ نزول

سُورَةُ الْمَعَارِجِ ﴿بھی رسول اللہ ﷺ کے قیام مکہ کے دوسرے دور میں اعلان عام کے بعد، حضرت عمرؓ کے قبول اسلام (ذوالحجہ 6 نبوی) سے پہلے، غالباً 5 نبوی میں نازل ہوئی۔ یہ وہی زمانہ تھا، جب سُورَةُ الْحَاقَّةِ ﴿نازل ہوئی۔ اس سورت میں قریشی قیادت کے معاشی رویوں پر بھی سخت گرفت کی گئی ہے۔

قریش کے مشہور سردار نضر بن حارث نے (جو جنگ بدر میں مارا گیا) یہ سوال کیا تھا کہ قیامت کب آئے گی؟ اس طرح کے لوگوں کو بتایا گیا کہ اللہ کے نزدیک تو وہ بہت قریب ہے۔ انہیں قیامت کا وقت پوچھنے کے بجائے قیامت کی تیاری کرنی چاہیے۔ ایمان لا کر وہ صفات پیدا کرنی چاہئیں، جو اس سورت میں بیان کی گئی ہیں، ورنہ انہیں مٹا کر دوسری قوم اٹھائی جائے گی اور قیامت کا عذاب تو ہے ہی برحق۔

سُورَةُ الْمَعَارِجِ کا کتابی ربط

- 1۔ سورت ﴿الْقَلَمِ﴾ میں سوال کیا گیا تھا ﴿أَفَنَجْعَلُ الْمُسْلِمِينَ كَالْمُجْرِمِينَ مَا لَكُمْ كَيْفَ تَحْكُمُونَ﴾ ”کیا ہم مسلمین اور مجرمین کو ایک ساتھ رکھیں گے؟“ پچھلی سورت ﴿الْحَاقَّةِ﴾ میں بتایا گیا تھا کہ قریش کی قیادت مسکینوں کے حقوق سے غافل ہے ﴿وَلَا يَحْضُرُ عَلَى طَعَامِ الْمُسْكِينِ﴾ (آیت: 34)۔
- 2۔ یہاں سورت ﴿الْمَعَارِجِ﴾ میں بتایا گیا ہے کہ یہ مجرم اور بخیل قیادت مال و دولت جمع کرتی ہے اور سینت سینت کر رکھتی ہے ﴿وَجَمَعَ قَاوُعِي﴾۔ مجرمین کے احوال بیان کیے گئے ہیں کہ وہ روز قیامت اپنے قریبی عزیزوں کو فدیہ میں دے کر عذاب سے نجات حاصل کرنے کی کوشش کریں گے (آیات: 11، 14)۔

اہم کلیدی الفاظ اور مضامین

- 1۔ اس سورت میں رسول اللہ کو صبر جمیل کی نصیحت کی گئی۔ ﴿لَا صَبْرًا جَمِيلًا﴾ (آیت: 5)
- سورت ﴿الْمَعَارِجِ﴾ کی ابتداء ہی میں رسول اللہ ﷺ کو نصیحت کی گئی کہ مشرکین مکہ عذاب قیامت کے بعد از عقل و قیاس سمجھ رہے ہیں۔ آخرت کے عذاب سے بچنے کے لیے، اعلیٰ اخلاق کے ساتھ نماز کی صورت میں اللہ کے حقوق اور زکوٰۃ و صدقات کی صورت میں سائل و محروم اللہ کے بندوں کے حقوق ادا کرنے کی ہدایت ہے۔
- 2۔ سورت ﴿الْمَعَارِجِ﴾ میں روز قیامت کا ذکر کم از کم (9) مرتبہ ہوا ہے۔

(آیات: 1، 6، 7، 8، 11، 26، 42، 43، اور 44)

- 3۔ اس سورت میں ﴿رَبُّ الْمَشَارِقِ وَالْمَغَارِبِ﴾ کی گواہی پیش کر کے کہا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ قریش کو مٹا کر

دوسری بہتر قوم اٹھانے پر پوری قدرت رکھتا ہے۔ استبدال قوم کی دھمکی دی گئی ہے۔ (آیات 40، 41)
 4- اس سورت میں ﴿وَجَمَعَ قَاوَعِي﴾ کے الفاظ سے بخیل زر پرست قیادت کی تصویر کشی کی گئی ہے۔ وہ نہ صرف مال جمع کرتے ہیں، بلکہ سینت سینت کر رکھتے ہیں۔ (آیت: 18)

سورة الْمَعَارِج کا نظم جلی

سورة المعارج پانچ (5) پیرا گرافوں پر مشتمل ہے۔

1- آیات 7 تا 1: پہلے پیرا گراف میں بتایا گیا ہے کہ قیامت کا وقت، اللہ کے ہاں بہت قریب ہے۔

قریش کے سردار نضر بن حارث نے قیامت کے وقت کے بارے میں سوال کیا تھا۔
 اللہ تعالیٰ کے دنوں (Time Scale) کو، انسانی پیمانوں سے جانچنا صحیح نہیں ہے۔
 اللہ تعالیٰ تک رسائی کے لیے، فرشتوں اور جبریل کو بھی، پچاس ہزار (50,000) سال کے برابر کا ایک دن لگتا ہے۔
 نبی ﷺ کو صبر جمیل کی تلقین کی گئی کہ منکرین قرآن و منکرین قیامت کی باتوں پر صبر ضروری ہے۔

2- آیات 8 تا 14: دوسرے پیرا گراف میں، احوال قیامت اور اُس دن کی نفسانسی سے منکرین قیامت کی تخویف کی گئی۔

قیامت کے دن، آسمان تلچھٹ کی مانند سرخ، اور پہاڑ دھنکی ہوئی اون کی مانند پراگندہ ہو جائیں گے۔
 اُس دن کوئی جگری دوست، اپنے جگری دوست کو دیکھنے کے باوجود نہ پوچھے گا۔
 ﴿لَا يَسْتَلُ حَمِيمٌ حَمِيمًا﴾ (آیت: 10)۔

اس دن مجرم چاہے گا کہ عذاب کے بدلے اپنے بیٹوں، بیوی، بھائی اور اپنے قریب ترین خاندان کو اور زمین کے سب لوگوں کو فدیے میں دے دے اور پھر نجات حاصل کر لے۔ (آیت: 14)

3- آیات 15 تا 18: تیسرے پیرا گراف میں، دوزخ کی آگ کی تفصیل بیان کر کے، بخیلوں کو عذاب کی خوش خبری دی گئی

دوزخ کے شعلوں کی لپٹ، اُس کی چوڑی ادھیڑ لے گی۔

دوزخ کی آگ، ان سب بخیلوں کو کھینچ بلائے گی، جنہوں نے دعوت حق سے اعراض کیا اور دولت جمع کرنے اور سینٹے میں لگے رہے۔ ﴿وَجَمَعَ قَاوَعِي﴾ جس نے مال جمع کیا اور سینت سینت کر رکھا۔ (آیت: 18)

4- آیات 19 تا 35: چوتھے پیرا گراف میں چند انسانی عیوب بتائے گئے اور اُن عیوب سے بچنے والے اہل ایمان کی (9) اعلیٰ صفات بیان کی گئیں۔

(a)۔ نفس انسانی کے عیوب: انسانوں کا عام حال یہی ہوتا ہے کہ

1۔ جب وہ اللہ کی کسی گرفت میں آجاتے ہیں تو اواد بلا شروع کر دیتے ہیں اور مایوس ہو جاتے ہیں۔

2- اللہ کی طرف سے اگر کوئی ذلیل مل جائے تو اس کے شکر گزار ہونے کے بجائے ، اترانے اور اکڑنے لگتے ہیں۔ 3- اللہ کے بخشے ہوئے مال پر، خزانے کے سانپ کی طرح بیٹھ جاتے ہیں۔ 4- منکرین قیامت ، بے صبرے اور بخیل ہوتے ہیں۔

(b)۔ مؤمنین کی (9) نو صفات :

ان مفتی مؤمنین کی صفات کا آغاز بھی نماز سے ہوا ، اور اختتام بھی نماز پر ہوا ہے۔

- 1- جو نماز کی ہمیشہ پابندی کرتے ہیں۔ ﴿الَّذِينَ هُمْ عَلَىٰ صَلَاتِهِمْ دَائِمُونَ﴾ (آیت: 23)۔
- 2- جو اپنے مالوں میں سے، سائل اور محروم کا حق ادا کرتے ہیں۔
- ﴿وَالَّذِينَ لِيُٰ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ مَّعْلُومٌ ۝ لِّلسَّائِلِ وَالْمَحْرُومِ﴾ (آیت: 24، 25)۔
- 3- روز جزا کو برحق مانتے ہیں۔ ﴿يُصَدِّقُونَ بِيَوْمِ الدِّينِ﴾ (آیت: 26)۔
- 4- رب کے عذاب سے ڈرتے ہیں۔ ﴿مَنْ عَذَابِ رَبِّهِمْ مُّشْفِقُونَ﴾ (آیت: 27)۔
- 5- شرم گاہوں کی حفاظت کرتے ہیں۔ ﴿لِفُرُوجِهِمْ حِفْظُونَ﴾ (آیت: 29)۔
- 6- امانتوں کا پاس و لحاظ کرتے ہیں۔ ﴿لَا مُنْتَهٍمْ وَعَهْدُهُمْ رُعُونَ﴾ (آیت: 32)۔
- 7- عہد و پیمان کا پاس کرتے ہیں۔ ﴿لَا مُنْتَهٍمْ وَعَهْدُهُمْ رُعُونَ﴾ (آیت: 32)۔
- 8- شہادتوں میں راست بازی پر قائم رہتے ہیں۔ ﴿بَشْهَادَتِهِمْ قَائِمُونَ﴾ (آیت: 33)۔
- 9- نمازوں کی حفاظت کرتے ہیں۔ ﴿عَلَىٰ صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُونَ﴾ (آیت: 34)۔

5- آیات 36 تا 44: پانچویں اور آخری پیرا اگر ان میں مشرکین مکہ کو، دنیاوی عذاب اور استبدال قوم کی دھمکی دی گئی ہے اور عذاب قیامت سے خوف کی گئی ہے۔

منکرین اس خوش فہمی اور زعمِ باطل میں بھی مبتلا تھے کہ جو عیش و آرام انہیں یہاں حاصل ہے، بالفرض اگر آخرت ہوگی بھی تو انہیں وہاں اس سے بڑھ کر عیش و آرام حاصل ہوگا۔ اس خوش فہمی کی تردید کی گئی۔
قریش کو استبدال قوم کی دھمکی دی گئی! منکرین کو ہلاک کر کے، دوسری قوم اٹھائی جاسکتی ہے!
﴿اِنَّا لَقٰدِرُوْنَ عَلٰی اَنْ نُّبَدِّلَ خَيْرًا مِنْهُمْ﴾
آخر میں رسول اللہ ﷺ کو تسلی اور ﴿مجرمین﴾ کو روز قیامت کے برے انجام سے ڈرایا گیا۔

مرکزی مضمون

قیامت کا وقت پوچھنے والے بخیل دنیا پرستوں کو قیامت پر ایمان لا کر، دیگر اہل ایمان کی طرح، اپنی ذات میں اعلیٰ جامع اخلاقی صفات پیدا کرنا چاہیے۔ دوزخ کی آگ، دنیا پرست بخیلوں کو اپنی طرف کھینچے گی۔



FLOW CHART

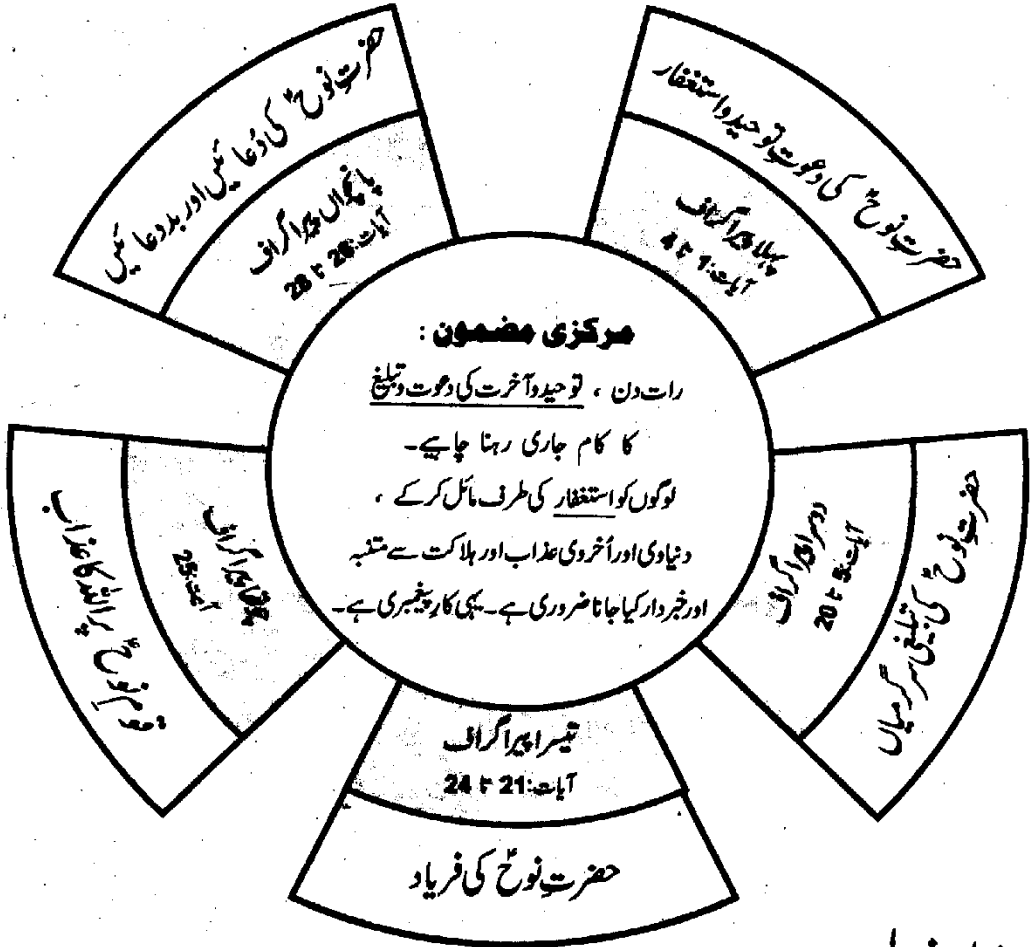
MACRO-STRUCTURE

تظم جلی

71- سُورَةُ نُوحٍ

ترتیبی نقشہ ربط

آیات : 28 مَكِّيَّةٌ پیرا گراف : 5



زمانہ نزول:

سورت ﴿نوح﴾ بھی غالباً ہجرت حبشہ (رجب 5 نبوی) کے بعد، غالباً 5 نبوی کے اواخر میں نازل ہوئی، جب مخالفت میں شدت آگئی تھی۔

اس سورت میں، دعوت کے اس مرحلے میں نو مسلم صحابہؓ کو حضرت نوحؑ کی طویل دعوتی زندگی سے صبر و استقامت کی تعلیم دی گئی ہے اور قریش کو دمکی دی گئی ہے کہ دعوت توحید و استغفار کو مسترد کرنے کی صورت میں، قوم نوح کی طرح انہیں بھی ہلاک کیا جاسکتا ہے۔

سورة نوح کا کتابی ربط

پچھلی سورت ﴿المعارج﴾ میں قیامت کے مناظر بیان کیے گئے تھے اور بنخل انسان کا آخری انجام بیان کیا گیا تھا۔ استبدال قوم (دنیاوی عذاب) کی دھمکی دی گئی تھی، یہاں اس سورت ﴿نوح﴾ میں، دنیاوی اور آخری عذاب سے بچنے کے لیے، حضرت نوحؑ کی دعوت و تبلیغ کی تفصیل بیان کی گئی ہے۔ اگلی سورت ﴿الحج﴾ میں ان سعید روحوں کا تذکرہ ہے، جنہوں نے رسول اللہ ﷺ سے قرآن سن کر اپنے ہم جنس جنات میں جا کر دعوت و تبلیغ کا فریضہ انجام دیا تھا۔

اہم کلیدی الفاظ اور مضامین

- 1- سورة نوح میں، دعوت و تبلیغ کے آداب بتائے گئے ہیں۔
- 2- اس سورت میں دعوت کے متعلق وضاحت کی گئی ہے کہ یہ توحید، رسالت اور آخرت کے علاوہ، قوم کے انذار (Warning) پر مشتمل ہونی چاہیے۔
- 3- اس سورت میں قوم کو ان کے گناہوں کا احساس دلا کر، انہیں استغفار کی دعوت بھی دی گئی ہے اور استغفار کی فضیلت بھی بیان کی گئی ہے۔ ﴿استغفار﴾ (آیت 10) اور ﴿مغفرت﴾ (آیات 4، 6، 28) کا لفظ کئی بار استعمال ہوا ہے۔
- 4- اس سورت میں حضرت نوحؑ کی دُعائیں نقل کی گئیں ہیں اور نو سو پچاس برس کی دعوت و تبلیغ اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس وحی کے بعد کہ اب کوئی ایمان نہیں لائے گا، حضرت نوحؑ کی بددعائیں بھی نقل کی گئی ہیں۔
- 5- قوم نوح کو دعوت اطاعت دی گئی (آیت 3)، لیکن قوم کی نافرمانی رنگ لائی۔ (آیت 21)۔
- 6- سورت نوح میں دو (2) قسم کی قیادت کا تذکرہ ہے۔ حضرت نوحؑ کی صالح قیادت اور کفار کی مشرک قیادت۔
- (a) حضرت نوحؑ نے دعوت استغفاردی اور اموال و اولاد میں اضافے کی نوید سنائی۔
﴿وَيُعِدُّكُمْ بِأَمْوَالٍ وَيٰقِينٍ﴾ (آیت: 12)
- (b) قوم نوحؑ نے لیکن اُس مشرک قیادت کی پیروی کی، جس سے اُن کے اموال و اولاد میں اضافہ نہیں ہوا، بلکہ خسارے میں اضافہ ہوا۔
﴿وَاتَّبَعُوا مَنْ لَّمْ يَزِدْهُ مَالًا وَوَلَدَهُ إِلَّا خَسَارًا﴾ (آیت: 21)

سورة نوح کا نظم جلی

سورة نوح پانچ (5) پیرا گرافوں پر مشتمل ہے۔

1- آیات 41:1 پہلے پیرا گراف میں حضرت نوحؑ کی دعوت توحید و استغفار کی وضاحت کی گئی ہے۔

حضرت نوحؑ نے دعوت دی اور عذاب سے خبردار کیا۔ ان کی دعوت کے چار (4) نکات تھے۔

(1) اللہ کی بندگی کرو! ﴿اعْبُدُوا اللَّهَ﴾۔ (2) اللہ ہی سے ڈرو! ﴿وَاتَّقُوهُ﴾۔ (3) اور میری اطاعت کرو! ﴿وَاطِيعُونَ﴾ (آیت: 3)۔ (4) استغفار کرو! ﴿اسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ﴾۔ تمہیں مزید مہلت مل جائے گی۔ استغفار کرنے پر اللہ گناہوں سے درگزر فرمائے گا۔ ﴿تَقْدِرُ مَعَهُ﴾ اور ﴿تَقْدِرُ بِرِ مَسْرَمٍ﴾ کی وضاحت کی گئی۔

2- آیات 20:5 دوسرے پیرا گراف میں، حضرت نوحؑ کی تبلیغی سرگرمیوں کی روشنی میں آداب دعوت بتائے گئے اور توحید و آخرت کے دلائل پیش کیے گئے۔

دعوت ایک ہمہ وقتی (Full Time) کام ہے۔ شب و روز جاری رہنا چاہیے۔ موقع اور محل کے اعتبار سے دعوت جبری بھی ہو سکتی ہے، اعلانیہ بھی ہو سکتی ہے اور سبزی بھی: (آیات: 8 اور 9) استغفار کے پانچ (5) دنیاوی فائدے بیان کیے گئے۔

بارشیں ہوں گی، مال میں اضافہ ہوگا، بیٹے عطا کیے جائیں گے۔ باغات اور نہریں ملیں گی (آیت: 12)۔ اللہ تعالیٰ کی ربوبیت سے، توحید و آخرت کے دلائل پیش کیے گئے۔ (آیت: 15) اللہ نے انسان کو ایک خاص مقصد سے، بڑے اہتمام کے ساتھ زمین سے پیدا کیا ہے ”وہی پھر زمین میں لوٹائے گا اور وہی زمین سے دوبارہ برآمد کرے گا۔“ (آیت: 18)

3- آیات 21:24 تیسرے پیرا گراف میں مشرک قوم نوحؑ کے خلاف فرد جرم بیان کر کے حضرت نوحؑ کی فریاد نقل کی گئی۔

950 سالہ دعوت کے باوجود، قوم نوحؑ اپنے پانچ (5) بتوں ﴿وَدَ، مُسَوَاع، يَغُوث، يَعُوقِ اور نَسْر﴾ کو چھوڑنے پر تیار نہیں ہوئی۔ قوم کے مشرک سرداروں اور لیڈروں نے، بڑے مکر کا جال پھیلایا (آیت: 22)۔ حضرت نوحؑ کی پہلی بدعما: ﴿وَلَا تَزِدِ الظَّالِمِينَ إِلَّا ضَلَالًا﴾ (آیت: 24) ”ظالموں کی گمراہیوں ہی میں اضافہ فرما!“

4- آیت: 25: چوتھے پیرا گراف میں قوم نوحؑ پر اللہ کے عذاب کی تفصیل بیان کی گئی۔ قوم نوحؑ پر ان کے کرتوتوں کی وجہ سے نازل عذاب ہوا اور انہیں عذاب قبر سے بھی دوچار کیا جا رہا ہے۔

”اپنی خطاؤں کی وجہ سے غرق کئے گئے اور آگ کے عذاب میں (عذاب قبر میں)، جھونک دیئے گئے اور پھر عذاب الہی سے بچانے والا، کوئی مددگار نہ پایا۔“ (آیت: 25)

5- آیات 26 تا 28: پانچویں اور آخری پیرا گراف میں حضرت نوحؑ کی دعائیں اور بددعائیں نقل کی گئی ہیں۔

نوحؑ کی دوسری بددعا: ﴿رَبِّ لَا تَذَرْنِي عَلَى الْأَرْضِ مِنْ الْكَافِرِينَ ذَبَارًا﴾ (آیت: 26)
”میرے رب! ان کافروں میں سے کوئی زمین پر بسنے والا نہ چھوڑ۔“

”اگر تو نے ان کو چھوڑ دیا، تو تیرے بندوں کو گمراہ کریں گے اور ان کی نسل سے جو پیدا ہوگا، بدکار اور سخت کافر ہی ہو گا۔“ (آیت: 27)

دُعائے نوحؑ: ﴿رَبِّ اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ وَلِمَنْ دَخَلَ بَيْتِي مُؤْمِنًا وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ﴾
”میرے رب! مجھے اور میرے والدین کو، تمام مومنین کو اور ہر اس شخص کو، جو میرے گھر میں مومن کی حیثیت سے داخل ہوا ہو، بخش دے!“ (آیت: 28)

حضرت نوحؑ کی تیسری بددعا: ﴿وَلَا تَزِدِ الظَّالِمِينَ إِلَّا تَبَارًا﴾ (آیت: 28)
”ظالموں کے لیے، ہلاکت کے سوا کسی چیز میں اضافہ نہ کر!“

مرکزی مضمون

رات دن، توحید و آخرت کی دعوت و تبلیغ کا کام صبر و استقامت کے ساتھ جاری رہنا چاہیے۔ لوگوں کو ﴿استغفار﴾ کی طرف مائل کر کے دنیاوی اور اخروی عذاب اور ہلاکت سے متنبہ اور خبردار کیا جانا ضروری ہے۔ یہی کارِ نبیگیری ہے۔



FLOW CHART

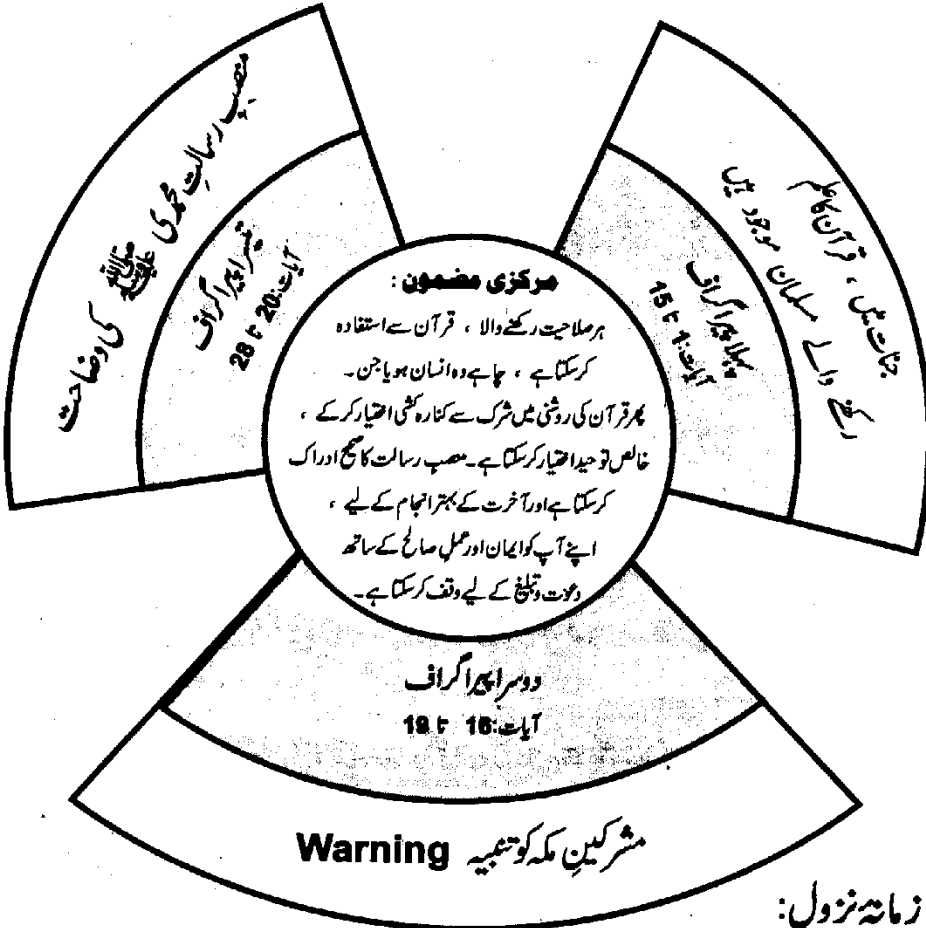
MACRO-STRUCTURE

نظم جلی

ترتیبی نقشہ ربط

72- سُورَةُ الْجِنِّ

آیات: 28 مَعِیَّةٌ پیراگراف: 3



زمانہ نزول:

سورت ﴿الجن﴾ غالباً سورۃ الاحقاف کے ساتھ، سفر طائف سے واپسی پر، بمقام نخلہ شوال 10 نبوی میں نازل ہوئی۔

یہ وہ زمانہ تھا، جب آپ ﷺ شعب ابی طالب کی اسیری کے بعد رہائی پاتے ہی حضرت خدیجہؓ اور چچا ابوطالب کی وفات کے صدمے سے دوچار تھے اور مشرکین کا رویہ قرآن کے بارے میں نہایت سخت اور متعصبانہ تھا۔ ان حالات میں چند جنات کے اسلام کی خبر، ہوا کا خوشگوار جھونکا تھا۔ اس موقع پر یہ مناسب تھا کہ قریش کو غیرت دلائی جائے اور ایک نہایت پر تاثیر انداز میں توحید کی دعوت کا اعادہ کیا جائے، مصب رسالت کی وضاحت کی جائے اور ایمان کے دنیاوی اور اخروی فائدوں سے تذکیر کی جائے۔

خصوصیات

- 1- یہ سورت ایک نہایت دلنشین آہنگ رکھتی ہے۔
- 2- اس سورت میں، توحید، رسالت اور آخرت کے عقیدے کی دعوت کا، ایک نئے زاویے سے اعادہ کیا گیا ہے۔
- 3- اس سورت میں، آزادی اختیار (Freedom of Choice) کے صحیح استعمال کا حکم دیا گیا ہے، جو صرف دو (2) مخلوقات انسانوں اور جنات کو عطا کی گئی ہے۔

اہم کلیدی الفاظ اور مضامین

- 1- دعوت توحید (آیات: 3، 12، 18 اور 20) ﴿مَا اتَّخَذَ صَاحِبَةً وَلَا وَلَدًا﴾ (آیت: 3)۔
- 2- انکار آخرت و رسالت ﴿لَنْ يَبْعَثَ اللَّهُ أَحَدًا﴾ (آیت: 7)۔
- 3- ﴿رسالت﴾: اس سورت میں کار رسالت پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ رسول کا کام اللہ کی طرف سے دی گئی ہدایات کو لوگوں تک پہنچانا ہوتا ہے۔ ﴿إِلَّا بَلَاغًا مِّنَ اللَّهِ وَرِسَالَةً﴾ (آیت: 23) ﴿لِيَعْلَمَ أَنَّ قَدْ آتَيْنَاهُمَا رِسَالَتَيْنَا﴾ (آیت: 28)
- 4- اس سورت میں یہ بات بھی ذہن نشین کرائی گئی کہ توحید پر استقامت سے اخروی فائدوں کے علاوہ، دنیاوی فائدے بھی حاصل ہو سکتے ہیں۔ کھیتیاں سیراب کی جاسکتی ہیں ﴿كُوِ اسْتَقَامُوا عَلَى الطَّرِيقَةِ لَأَسْقِيَنَّهُمْ مَّاءً غَدَقًا﴾ (آیت: 16)۔
- 5- جنات کو بھی انسانوں کی طرح آزادی اختیار عطا کی گئی ہے۔ ان میں بھی ﴿مُسْلِمُونَ﴾ اور ﴿فَاسِقُونَ﴾ یعنی خالم دونوں موجود ہیں۔ ﴿مِنَّا الْمُسْلِمُونَ وَمِنَّا الْقَاسِطُونَ﴾ (آیات: 14)۔ خالم جنات کو جہنم رسید کیا جائے گا۔

سورة الجن کا کتابی ربط

- 1- پچھلی سورت ﴿نوح﴾ میں، آداب دعوت بتائے گئے تھے اور حضرت نوحؑ کی طویل دعوتی چھی داستان اور ان کی قوم کی ﴿تکذیب﴾ بیان کی گئی تھی۔ یہاں سورت ﴿الجن﴾ میں جنات کے قبول اسلام اور ﴿تصدیق﴾ کا ذکر ہے مسلمان ہو جانے والے جنات سے سبق حاصل کرنے کا مشورہ ہے۔
- 2- اگلی سورت ﴿المزمل﴾ میں ایمان لانے کے بعد کے مراحل کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ نماز تہجد، انفاق، ذکر اور استغفار کے نتیجے ہی میں قبول اسلام کے بعد توحید پر استقامت کی صلاحیت پیدا ہوتی ہے۔

سورة الجن کا نظم جلی

سورة الجن تین (3) پیرا گرافوں پر مشتمل ہے۔

1- آیات: 15 تا 1: پہلے پیرا گراف میں، نو مسلم توحید پرست ﴿جنات﴾ کے جذبات کی عکاسی ہے، جو داعی اور مبلغ بن گئے تھے۔

وہ قرآن کی دعوت کو سن کر ابلیس اور دیگر ظالم و قاسط جنات سے اپنے آپ کو مختلف محسوس کرتے تھے۔

بعض مؤمن ﴿جنات﴾ نے اپنے سردار، ابلیس کے خلاف جی گواہی دی۔

﴿جنات﴾ میں اچھے اور برے، ہر قسم کے لوگ ہیں۔ ﴿جنات﴾ میں مسلمان بھی ہیں اور ظالم بھی، انہیں بھی آزادی اختیار عطا کی گئی ہے۔ یہ بھی جنت میں یا دوزخ میں جائیں گے۔

2- آیات: 16 تا 19: دوسرے پیرا گراف میں مشرکین کو بتایا گیا ہے کہ تم جیسے انسانوں سے تو بعض جنات ہی بہتر رہے جو شرک سے بے زاری کا اعلان کر کے توحید اختیار کر چکے ہیں۔

یہاں قریش کو تنبیہ اور فہمائش ہے کہ توحید کی دعوت کو مسترد کرنے کا انجام عذاب کی صورت میں ظاہر ہو سکتا ہے اور قبول کرنے پر بے شمار دنیاوی فوائد بھی حاصل ہو سکتے ہیں۔ ﴿لَا سَفِينُهُمْ مَّاءٌ غَدَقًا﴾۔ لہذا انہیں حکم دیا گیا کہ وہ اللہ کے ساتھ کسی اور کو نہ پکاریں۔ ﴿فَلَا تَدْعُوا مَعَ اللَّهِ أَحَدًا﴾ (آیت: 18) اور رسول اللہ ﷺ کو تکلیف پہنچا کر توحید کی دعوت میں روڑے نہ لگائیں۔

3- آیات: 20 تا 28: آخری پیرا گراف میں، چند اصولی باتیں بتا کر رسالت اور منصب رسالت کی وضاحت کی گئی ہے

کلی علم، صرف اللہ تعالیٰ ہی کے پاس ہے۔ رسول کو وحی سے بعض باتیں بتائی جاتی ہیں۔ کلی اختیارات بھی اللہ کے پاس ہوتے ہیں۔ رسول نفع و ضرر کا اختیار بھی نہیں رکھتا۔ ہر رسول کی ذمہ داری ہے کہ وہ دعوت توحید دے اور اللہ کے پیغامات لوگوں تک پہنچائے۔ رسولوں کی دعوت کو ٹھکرانے والوں کو جہنم رسید کر دیا جائے گا۔

مرکزی مضمون

خوف خدا اور عقل سلیم رکھنے والا ہر انسان اور ہر جن، قرآن سے فیض یاب ہو سکتا ہے۔ پھر قرآن کی روشنی میں شرک سے کنارہ کشی اختیار کر کے، خالص توحید اختیار کر سکتا ہے، منصب رسالت کا صحیح ادراک کر سکتا ہے اور آخرت کے بہتر انجام کے لیے، اپنے آپ کو ایمان اور عمل صالح کے ساتھ دعوت و تبلیغ کے لیے وقف کر سکتا ہے۔

FLOW CHART

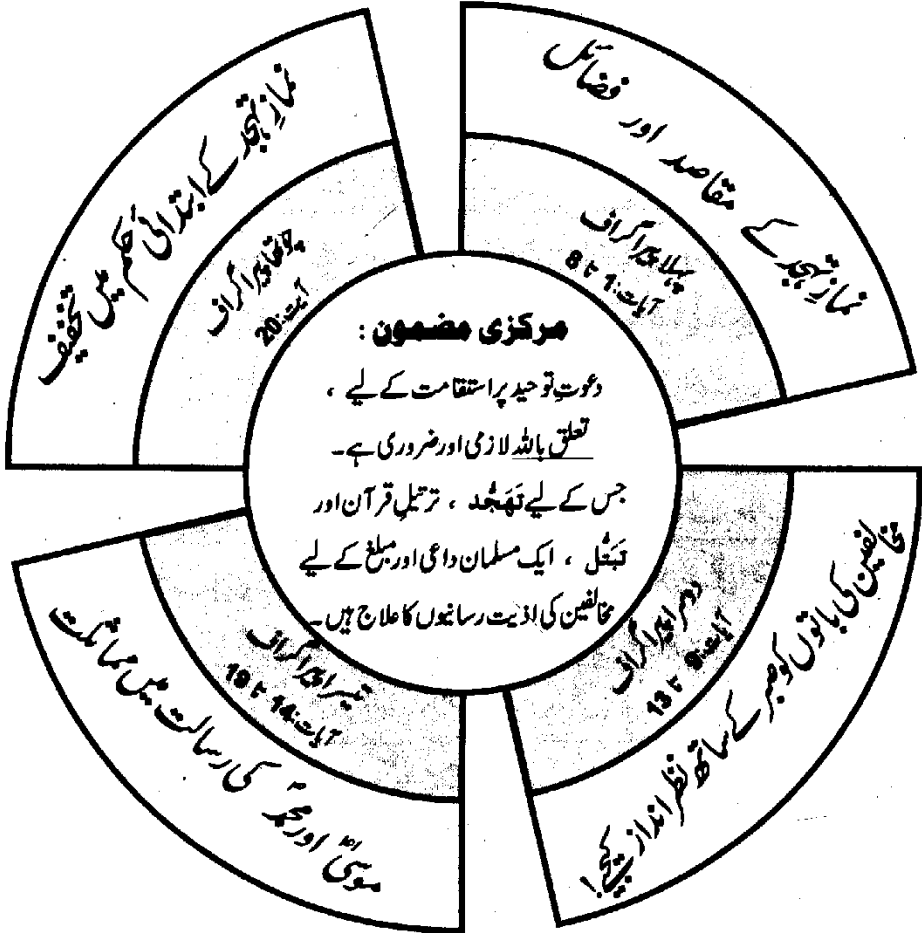
MACRO-STRUCTURE

ترتیبی نقشہ رابطہ

نظم جلی

73- سُورَةُ الْمُزَّمِّلِ

آیات : 20 مکیہ پیرا گراف : 4



زمانہ نزول

- 1- سورت ﴿المزمل﴾ کی ابتدائی آٹھ (8) آیات، غالباً سورت ﴿العلق﴾ اور سورت ﴿المکثر﴾ کی ابتدائی آیات کے بعد، نازل ہوئیں۔ نزولی ترتیب کے اعتبار سے ﴿سورۃ المزمل﴾ کا یہ حصہ تیسرے نمبر پر ہے۔ یہ حصہ بہت ممکن ہے کہ وحی کے آغاز کے فوراً بعد پہلے سال ہی نازل ہوا ہوگا۔ دعوت کے اس مرحلے میں مستقبل کی قیادت تیار کرنے کے لیے، ﴿اَکْسِبُقُونَ الْاَوَّلُونَ﴾ کی تربیت کا اہتمام کیا گیا۔ چونکہ اس دور میں دعوت خفیہ تھی اور بیچ وقتہ نماز بھی فرض نہیں کی گئی تھی، اس لیے انہیں نصف شب یا اس سے کچھ کم یا کچھ زیادہ وقت کے لیے نماز تہجد میں ٹھہر ٹھہر کر ترتیل کے ساتھ قرآن پڑھنے اور سننے کی ہدایت کی گئی۔
- 2- اس سورت کی درمیانی گیارہ (11) آیات 9 تا 19 اعلان عام کے بعد، دور تکذیب میں نازل ہوئیں، جب قریشی سرداروں کے رویوں کو فرعونی رویوں سے تشبیہ دے کر رسول اللہ ﷺ کو الزامات و اعتراضات پر صبر کی نصیحت کی گئی۔
- 3- اس سورت کی آخری آیت نمبر 20، غالباً ینہ منورہ میں ہجرت کے فوراً بعد 1ھ میں نازل ہوئی۔

سورۃ المزمل کی خصوصیت

اس سورت میں نو مسلم صحابہؓ کی روحانی، ایمانی اور علمی تربیت کا سامان بھی فراہم کیا گیا ہے، تاکہ وہ اقامتِ دین کے اگلے مرحلوں میں، سردارانِ قریش کے فرعونی رویوں کے خلاف، صبر و ثبات کے اعلیٰ معیار پر فائز ہو سکیں۔ مکی زندگی کے ابتدائی بارہ (12) سالوں میں صرف نماز تہجد کی پابندی کی ہدایت تھی۔ صحابہ کرامؓ اہل زبان تھے۔ رسول اللہ ﷺ اور ان کے ابتدائی مخلص ساتھی رات کی آخری گھڑیوں میں، ساری دنیا سے کٹ کر (قبتل کے ساتھ)، چار پانچ گھنٹوں تک قیام کرتے اور ترتیل کے ساتھ رسول اللہ ﷺ سے قرآن سنتے۔ بخیرتہ نماز معراج کے بعد بارہ (12) نبوی میں فرض کی گئی۔ اس کے بعد تہجد کے ابتدائی حکم میں تخفیف کر دی گئی، جس کا ذکر اس سورت کی آخری آیت میں موجود ہے۔

نماز تہجد میں تَفَقُّہ فی القرآن کا طریقہ کار

مشہور صحابی حضرت عبداللہ بن عباسؓ سورۃ المزمل میں نماز تہجد کے بارے میں وارد الفاظ ﴿وَأَقِمْ وَفِیْلًا﴾ کا مفہوم بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں: ﴿أَجْدَرُ أَنْ يَفْقَهُ فِی الْقُرْآنِ﴾ ”(تہجد میں تلاوت) قرآن میں تفقہ اور غور و فکر کے لیے زیادہ مناسب اور موزوں ہے۔“

(ابوداؤد، کتاب الصلاة، حدیث: 1,109)

ہم قرآن کے تقاضے صرف اسی صورت میں پورے ہو سکتے ہیں، جب ترتیل کے ساتھ، قرآن کے ہر لفظ کو واضح کر کے پڑھا جائے اور ہر آیت کے بعد رک کر غور کیا جائے۔ حضرت ام المؤمنین ام سلمہؓ نے رسول اللہ ﷺ کی قراءت کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا کہ حرف واضح ہوا کرتا تھا۔ ﴿أَلْهَىٰ وَصَفَتْ قِرَاءَةُ النَّبِيِّ ﷺ حَوَافًا حَوَافًا﴾ (ترمذی، کتاب القراءت، حدیث: 2,927)

حضرت ام سلمہؓ فرماتی ہیں: ”رسول اللہ ﷺ ایک ایک آیت کو الگ الگ پڑھتے اور ہر آیت پر ٹھہرتے۔ ﴿الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ﴾ پڑھ کر رک جاتے۔ پھر ﴿الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ﴾ پڑھتے۔ اس کے بعد رک کر ﴿مَلِكُ يَوْمَ الدِّينِ﴾ کہتے۔“ (ابوداؤد، کتاب الحروف والقراءت، حدیث: 3,487)

﴿ترتیل﴾ کے نتیجے میں ﴿تَفَقُّہ﴾ پیدا ہوتا ہے، جو قُلّص اور ذہین اہل ایمان کو ﴿امامت﴾ کے لائق بناتا ہے۔ اسلامی ریاست کی مجلس شوریٰ کی اہلیت میں بھی قرآن کے علم کو ترجیح دی جاتی ہے۔ لوگوں کا قرآنی علم دیکھا جاتا ہے، عمر نہیں دیکھی جاتی۔ عبداللہؓ بن عباس کہتے ہیں:

﴿كَانَ الْقُرَاءَةُ أَصْحَابَ مَجَالِسٍ عُمَرَ، وَمُشَاوَرَتِهِ كَهَوْلًا كَانُوا وَشُبَّانًا﴾

”حضرت عمرؓ کی مجلس شوریٰ، قرآن کے علما پر مشتمل ہوتی۔ اور ان کی مشاورت میں بوڑھے بھی ہوتے اور جوان بھی۔“ (صحیح بخاری، کتاب التفسیر، حدیث: 4,642)

سورة الْمُزْمِل کا کتابی ربط

1- پچھلی سورت ﴿الْحَجَّت﴾ میں منصب رسالت کی تفصیل بیان کی گئی تھی کہ نبی اللہ تعالیٰ کے پیغامات کو لوگوں تک پہنچاتا ہے، لیکن نہ تو نفع و نقصان کا اختیار رکھتا ہے اور نہ غیب کا علم رکھتا ہے۔ یہاں سورت ﴿الْمُزْمِل﴾ میں بتایا گیا ہے کہ قریش مکہ کی طرف رسول کریم ﷺ کی رسالت بالکل اسی طرح ہے، جس طرح فرعون کی طرف حضرت موسیٰؑ کی رسالت تھی۔ ﴿إِنَّا أَرْسَلْنَا إِلَيْكُمْ رَسُولًا شَاهِدًا عَلَيْكُمْ كَمَا أَرْسَلْنَا إِلَىٰ فِرْعَوْنَ رَسُولًا﴾۔ یہ شہادت حق کی ذمہ داری ہے، جو تمام رسولوں پر اور امت مسلمہ پر عائد کی گئی ہے۔

- 2- کچھلی سورت ﴿الْجِنِّ﴾ میں جنات کی سماعتِ قرآن کا تذکرہ تھا کہ وہ کس طرح قرآن سن کر اُس سے متاثر ہوئے۔ وہ نہ صرف مسلمان ہوئے بلکہ اپنے علاقے میں جا کر توحید کے عقیدے کی اشاعت میں سرگرم عمل ہو گئے۔ یہاں سورت ﴿الْمُزَّمِّلِ﴾ میں مسلمانوں کو، ترتیل، تجل اور تذبر قرآن کے ساتھ سماعتِ قرآن کی ہدایات دی گئیں، تاکہ وہ بھی داعی اور مبلغ بن جائیں۔
- 3- یہاں سورت ﴿الْمُزَّمِّلِ﴾ میں رسول اللہ ﷺ کو الزامات اور اعتراضات کے ماحول میں ﴿فَاصْبِرْ عَلَىٰ مَا يَقُولُونَ﴾ کے حکم کے ذریعے مخالفین کی باتوں پر صبر کرنے کی ہدایت کی گئی۔ اگلی سورت ﴿الْمُدَّثِّرِ﴾ میں ﴿وَلَسَرَبَكَ فَاصْبِرْ﴾ کے ذریعے ان مشکل حالات میں محض اللہ کی خوشنودی کی خاطر دعوت و تبلیغ میں صبر و ثبات کا حکم دیا گیا۔

اہم کلیدی الفاظ اور مضامین

- 1- ترتیل قرآن کا حکم: ﴿تَرْتِلْ﴾ کا مطلب ٹھہر ٹھہر کر پڑھنا ہے، لیکن یہاں تاکید مزید کے لیے مفعول مطلق استعمال کیا گیا ہے۔
- ﴿وَرَتِّلِ الْقُرْآنَ تَرْتِيلًا﴾ (آیت: 4)۔ قرآن دنیا کی واحد کتاب ہے، جس کا متکلم خود یہ ہدایت دے رہا ہے کہ اسے سرسری انداز میں نہ پڑھا جائے، بلکہ رک رک کر اطمینان سے سمجھ کر پڑھا اور سنا جائے۔
- 2- ذکر و تبتل کا حکم: ﴿تَبَتَّلْ﴾ کا مطلب سب سے کٹ کر اللہ کی طرف متوجہ ہو جانا ہے، لیکن یہاں بھی تاکید مزید کے لیے مفعول مطلق استعمال کیا گیا ہے۔ ﴿وَإِذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ إِلَيْهِ تَتَذَكَّرُ﴾ (آیت: 8)۔ اپنے پالنے والے رب کے نام کو یاد کرنا چاہیے اور سب سے کٹ کر اسی کی طرف مائل ہو جانا چاہیے۔ تعلق باللہ کے بغیر اسلامی امامت و قیادت کا تصور ہی محال ہے۔
- 3- اللہ کو اللہ تسلیم کرنے کے بعد اسے وکیل بنانا اور اُسی پر بھروسہ اور توکل کرنے کا حکم:
- آسمانوں اور زمین کے نظام کو چلانے والے اللہ کے علاوہ کوئی اللہ نہیں ہے، لہذا اُسی کو وکیل بنالینا چاہیے۔ اُسی پر پورا اعتماد کر کے سارے امور اُسی کے حوالے کر دینے چاہئیں۔ وہی کارساز ہے۔ ﴿لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ فَاتَّخِذْهُ وَكِيلًا﴾ (آیت: 9)۔
- 4- صبر و استقامت کا حکم اور دعوت و تبلیغ کے آداب کی تعلیم: مخالفت اور الزام تراشی کے ماحول میں مشرکین کی باتوں پر صبر کرنے کی نصیحت کی گئی اور خوبصورتی کے ساتھ انہیں نظر انداز کرنے کی تعلیم دی گئی۔ یہ وہ آداب تبلیغ تھے جو دعوت کے پہلے مرحلے ہی میں سکھائے گئے۔

﴿وَاصْبِرْ عَلَىٰ مَا يَقُولُونَ وَاهْجُرْهُمْ هَجْرًا جَمِيلًا﴾ (آیت: 10)۔

سورة المزمّل کا نظم جلی

1- آیات 8۵:1 پہلا پیرا گراف ابتدائی آٹھ آیات پر مشتمل ہے، جس میں ﴿تَعْلَقُ بِاللّٰهِ﴾ میں اضافے کے لیے ﴿قِيَامُ اللَّيْلِ﴾ یعنی تہجد اور ترتیل قرآن کے علاوہ، ذکر و ﴿تَبَتَّلْ﴾ کا حکم دیا گیا ہے۔

اس ابتدائی حصے میں مندرجہ ذیل احکام ہیں۔

- (1) آدمی رات کے لگ بھگ یعنی چار پانچ گھنٹوں کے لیے نماز تہجد کا طویل قیام کیا جائے۔
 - (2) قرآن کو اچھی طرح رک رک کر اور ٹھہر ٹھہر کر پڑھا جائے اور سنا جائے، تاکہ فہم قرآن کے تقاضوں کی تکمیل ہو۔
 - (3) مستقبل کے بارے میں اشارہ کیا گیا کہ ایک قول ثقیل کی ذمہ داری آپ ﷺ پر عائد کی جائے گی۔
 - (4) تہجد کے لیے نصف شب کو اٹھ جانے کے دو فوائد بیان کیے گئے۔ (a) یہ نفس سرکش کو قابو میں رکھنے کے لیے بہترین ہتھیار ہے۔ (b) تہجد میں پڑھے جانے والے قرآن کو دل میں اتارنے کے لیے موثر اور مناسب وقت ہے، کیونکہ دن میں دعوت و تبلیغ کی اہم ذمہ داری کا فریضہ انجام دینا ہوگا۔
- ﴿إِنَّ نَاشِئَةَ اللَّيْلِ هِيَ أَشَدُّ وَطْأً وَأَقْوَمُ قِيلًا﴾ (آیت: 6)

2- آیات 13:9 دوسرے پیرا گراف میں، مشکل حالات میں اللہ کو ﴿وَكَيْلٌ﴾ یعنی کارساز بنا کر، اُسی پر ﴿تَوَكَّلْ﴾ اور بھروسہ کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

صبر و استقامت کی تلقین کر کے، مخالفین سے خود بہت لینے کا مژدہ سناتے ہوئے تسلی دی گئی ہے۔ یہ آیات اعلانِ عام کے بعد ﴿دورِ تکذیب﴾ میں نازل ہوئیں۔ ان میں ﴿مُكَذِّبِينَ﴾ یعنی جھٹلانے والوں کو دھمکی دی گئی کہ ان کے لیے اللہ کے پاس بھاری بیڑیاں ہیں، اور بھڑکتی ہوئی آگ ہے۔ (آیت 12) طلق میں چھپنے والا کھانا اور دردناک عذاب ہے (آیت 13)۔

3- آیات 19:14: تیسرے پیرا گراف میں رسالتِ موسویؑ اور رسالتِ محمدیؐ کے درمیان مماثلت دکھائی گئی ہے اور بتایا گیا ہے کہ قریش کے مشرک سرداروں کے رویے، بالکل فرعون کی طرح آمرانہ ہیں۔

فرعون کے دنیاوی انجام اور روزِ قیامت کے احوال سے قریش کو ڈرایا گیا ہے۔ فرعون نے حضرت موسیٰؑ کی نافرمانی کی اور اللہ نے اسے پکڑ لیا۔ (آیت 16) اگر دوسروں نے بھی قوم فرعون کی روش اختیار کی تو کوئی وجہ نہیں کہ ان کا انجام بھی اس سے مختلف ہو۔ قیامت کا دن اس قدر سخت ہوگا کہ بچے بوڑھے ہو جائیں گے۔ قرآن کی دعوت کو فصیحت بتا کر یہ بات واضح کی گئی کہ یہ دل کا سودا ہے۔ کسی پر زبردستی اسلام مسلط نہیں کیا جاسکتا۔ ہر شخص کو مذہبی آزادی (Freedom of Choice) حاصل ہے۔ ﴿فَمَنْ شَاءَ اتَّخَذَ إِلَىٰ رَبِّهِ سَبِيلًا﴾۔

4- آیت 20 : آخری طویل آیت میں، نماز تہجد کی طوالت میں تخفیف کا حکم دیا گیا اور تخفیف کے اسباب کی وضاحت کر کے، چار چیزوں (نماز، زکوٰۃ، انفاق اور استغفار) کے احکامات دیے گئے ہیں۔

یہ آخری آیت دس (10) سال بعد، مدینہ منورہ میں نازل ہوئی۔ (بروایت حضرت سعید بن جبیرؓ)
اللہ نے حکم دیا کہ اب تقریباً نصف شب کے بجائے، جس قدر آسانی سے ممکن ہو، تہجد میں قرآن پڑھنا کافی ہے۔
نماز تہجد میں تخفیف کے تین اسباب کی وضاحت کی گئی۔

(1) مریضوں کی رعایت کے لیے۔

(2) تلاشِ روزگار کے لیے سفر کرنے والوں کی رعایت کے لیے۔

(3) مجاہدین کی سہولت کے لیے۔

اس تخفیفی حکم کے بعد چار چیزوں کا حکم دیا گیا:

(1) پنجوقتہ نماز کا اہتمام کیا جائے۔

(2) زکوٰۃ ادا کی جائے۔

(3) اللہ کی راہ میں انفاق کیا جائے (قرضِ حسنہ)۔

(4) استغفار کا اہتمام کیا جائے۔

مرکزی مضمون

دعوتِ توحید اور اقامتِ دین پر استقامت کے لیے، تعلق باللہ لازمی اور ضروری ہے، جس کے لیے تہجد، ترتیلِ قرآن اور تہنُّسُّل، ایک مسلمان داعی اور مبلغ کے لیے تربیت کی پہلی منزل ہیں اور مخالفین کی اذیت رسانیوں کا علاج ہیں۔ ایک مسلمان نماز، زکوٰۃ، انفاق اور استغفار سے کبھی غافل نہیں ہو سکتا۔



FLOW CHART

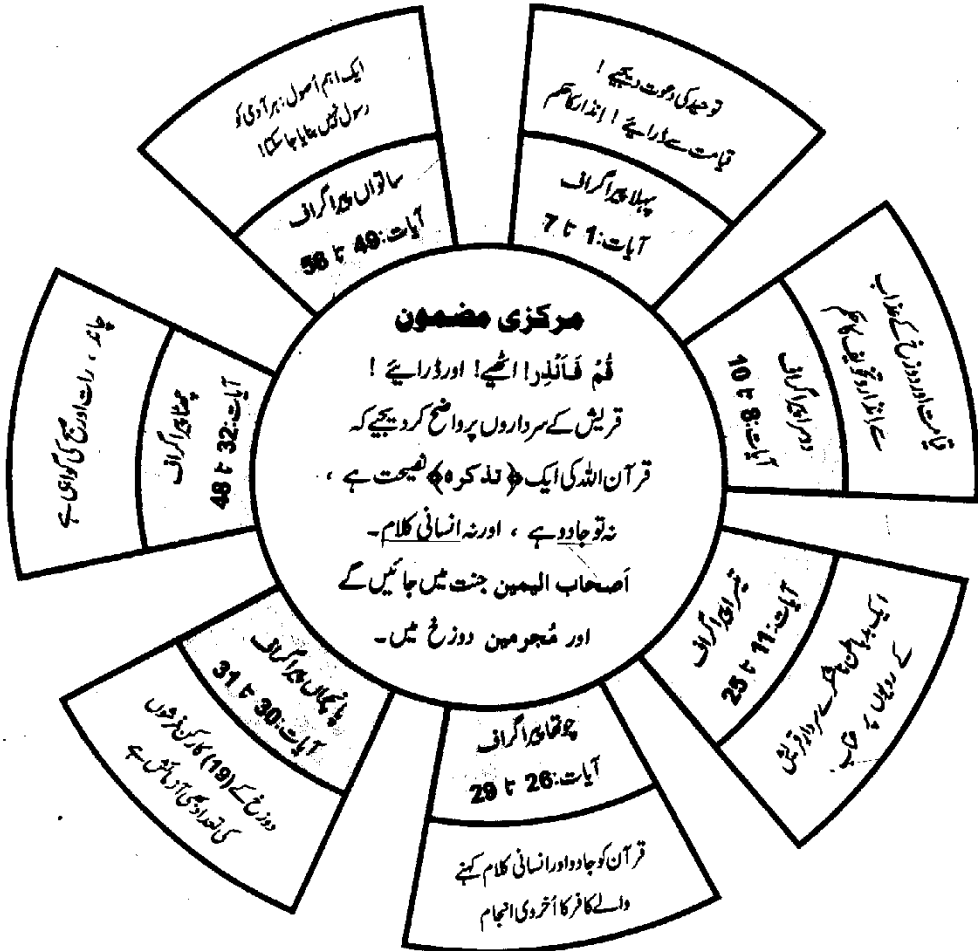
MACRO-STRUCTURE

ترتیبی نقشہ ربط

نظم جلی

74- سُورَةُ الْمُدَّثِّرِ

آیات : 56 مَكِّيَّةٌ پہراگراف : 7



زمانہ نزول

- 1- سورت ﴿المذثر﴾ کی ابتدائی سات آیات، سُورَةُ ﴿العَلَق﴾ کی ابتدائی 5 آیات کے بعد، دوسرے وحی میں نازل ہوئیں۔
 رسول اللہ ﷺ پیدل جا رہے تھے کہ آسمان کی طرف سے آواز سنی، سر اٹھا کر دیکھا تو وہی فرشتہ تھا، جو غار حرا میں آیا تھا۔ آپ ﷺ نے گہرا کر ﴿ذُرُونِی﴾ کہتے ہوئے کبل اوڑھ لیا۔ اس موقع پر سورت ﴿المذثر﴾ نازل ہوئی۔
 (صحیح بخاری: کتاب التفسیر، باب تفسیر سورة المذثر، حدیث 4,638، عن جابر بن عبد اللہ)
- 2- اس سورت کی درمیانی آیات 8 تا 25 اعلانِ عام کے بعد قریش کے سردار ولید بن مغیرہ کے بارے میں، غالباً چار (4) ھ میں نازل ہوئیں، جس نے قرآن کو جادو اور انسانی کلام کہا تھا۔
- 3- آیات 26 تا 56 میں احوالِ آخرت سے تنبیہ کی گئی ہے۔ یہ بھی اعلانِ عام کے بعد دوسرے دور میں نازل ہوئیں۔

سورة المذثر کا کتابی ربط

- 1- پچھلی سورت ﴿المزمل﴾ کی آیت 19 میں قرآن کو نصیحت کہا گیا تھا ﴿إِنَّ هَٰذَا نَذِيرٌ لِّمَن شَاءَ اتَّخَذَ إِلَىٰ رَبِّهِ سَبِيلًا﴾
 یہاں اس سورت ﴿المذثر﴾ میں بھی یہی بات ایک مختلف اسلوب سے دہرائی گئی ﴿كَلَّا إِنَّهُ نَذِيرٌ لِّمَن شَاءَ ذِكْرٌ لِّمَن شَاءَ﴾۔ دونوں سورتوں میں اس بات کا اعادہ کیا گیا ہے کہ انسان کو مذہبی آزادی کا حق حاصل ہے۔ اسلام زبردستی مسلط نہیں کیا جائے گا۔
- 2- یہاں ﴿سورة المذثر﴾ میں قریش کی مجرم قیادت کے بارے میں بتا دیا گیا کہ وہ روزِ قیامت اعتراف کرے گی ﴿وَكُنَّا نَكْذِبُ يَوْمَ الدِّينِ﴾ یقیناً ہم لوگ روزِ قیامت کو جھٹلایا کرتے تھے۔ اگلی سورت ﴿القیامہ﴾ میں عقل، نقلی اور انفسی دلیلوں سے ثابت کیا گیا ہے کہ قیامت واقع ہو کر رہے گی۔
- 3- اس سورت میں قریشی لیڈروں کی ضد اور تکبر کا نقشہ کھینچا گیا ہے کہ محمد ﷺ کو رسول تسلیم کر لینے کے بجائے ان کا ہر لیڈر یہ چاہتا ہے کہ اُس پر صحیفے نازل کیے جائیں اور اُسے بھی رسول بتایا جائے ﴿بَلْ يُرِيدُ كُلُّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ أَن يُّؤْتَىٰ صُحُفًا مُّثَشَّرَةٌ﴾۔ اس سورت میں ولید بن مغیرہ کے رویوں کا تذکرہ ہے، جب کہ اگلی سورت میں ابوجہل کے رویوں کا۔

اہم کلیدی الفاظ اور مضامین

1- رسول اللہ ﷺ کو قرآن کے ذریعے ﴿انذار﴾ کرنے یعنی خبردار کرنے کا حکم دیا گیا ﴿فَمَنْ لَّمْ يُؤْمَرْ﴾ قرآن میں دوزخ کے عذاب کی تفصیل ہے۔ یہ بھی انسانوں کے لیے ایک تنبیہ اور Warning ہے ﴿لَنْ يُبْرِئَا لَكُفْرِهِ﴾ (آیت: 36) قرآن کے بارے میں ولید بن مغیرہ کے خیالات کی تردید کی گئی کہ یہ ایک جادو یا انسانی کلام ہیں۔ قرآن ﴿تَذَكُّرَةٌ﴾ یعنی ایک نصیحت ہے۔

2- اس سورت میں جنتی ﴿أَصْحَابُ الْيَمِينِ﴾ اور ﴿مُجْرِمِينَ﴾ کے درمیان موازنہ ہے۔ (آیات: 38 تا 41) ﴿كُلُّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ رَهِينَةٌ ۖ إِلَّا أَصْحَابُ الْيَمِينِ ۖ فِي جَنَّاتٍ يَتَسَاءَلُونَ ۖ عَنِ الْمُجْرِمِينَ﴾

سورة المدثر کا نظم جلی

سورة المدثر سات (7) پیراگرافوں پر مشتمل ہے۔

1- آیات 1 تا 7: ابتدائی سات آیات پر مشتمل پہلے پیراگراف میں، رسول اللہ ﷺ کو ابتدائی ہدایات دی گئی ہیں کہ وہ لوگوں کو ﴿انذار﴾ کریں اور انہیں اسلام قبول نہ کرنے کے انجام سے ڈرائیں۔

آپ ﷺ کو چھ باتوں کا حکم دیا گیا۔ (1) اٹھیے اور خبردار کیجیے۔ (2) اپنے رب ہی کی عظمت و کبریائی کا اعلان کیجیے۔ (3) اپنے کپڑے پاک رکھیے۔ (4) (شرک کی) ہر گندگی سے دور رہیے۔ (اپنی جدوجہد برابر جاری رکھیے)۔ (5) دعوتی کام کو زیادہ خیال کر کے اپنی سعی کو منقطع نہ کیجیے۔ (6) رب کی خاطر تمام مخالفتوں کے علی الرغم ثابت قدمی کے ساتھ حق پر ڈٹے رہیے۔

2- آیات 8 تا 10: دوسرے پیراگراف میں احوال قیامت کے ذریعے رسول اللہ ﷺ کی دعوت کا انکار کرنے والوں کو ڈرایا گیا ہے۔

روز قیامت کو آسان چیز خیال نہ کیا جائے۔ یہ دن بڑا ہی سخت ہوگا۔ کافروں کے لیے ہلکا نہ ہوگا۔

3- آیات 11 تا 25: تیسرے پیراگراف میں قریش کے ایک بد باطن ناشکرے لیڈر ولید بن مغیرہ کے رویوں پر اللہ تعالیٰ کے عتاب کا ذکر ہے، جس نے قرآن کو جادو اور انسانی کلام کہا تھا۔

ولید بن مغیرہ پر اللہ کے احسانات کا ذکر ہے کہ اُسے بہت سامال دیا گیا۔ حاضر باش بیٹھے دیے گئے۔ اُس کی سرداری کی راہ ہموار کی گئی، لیکن وہ اور زیادہ کا حریص ہے۔ ﴿کَلَّا﴾ کے ذریعے اُس کی غلط فہمیوں کی تردید کی گئی کہ اُسے مزید نعمتوں سے نوازا جائے گا۔ اُس کے خلاف فرد جرم عائد کی گئی کہ وہ اللہ کی آیات سے بعض وعناد رکھتا ہے۔ اُس نے سوچ کر ایک بات بنانے کی کوشش کی۔ لوگوں کے سامنے پیشانی سکیرٹی۔ منہ بنایا۔ پلٹا اور تکبر کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا کہ یہ قرآن محض ایک

جادو ہے، جو پچھلے زمانوں سے چلا آ رہا ہے۔ یہ خدائی کلام نہیں ہے، بلکہ انسانی کلام ہے۔ ﴿إِنْ هَذَا إِلَّا سِحْرٌ يُؤْتَرُ ۝ إِنْ هَذَا إِلَّا قَوْلُ الْبَشَرِ﴾ (آیت: 24، 25) اس کی ہلاکت اور بربادی کی خبر سنائی گئی۔

4- آیات 26 تا 29: چوتھے پیرا گراف میں ولید بن مغیرہ جیسے لیڈروں کے آخری انجام اور احوال دوزخ کا تذکرہ ہے جنہوں نے قرآن کو جادو اور انسانی کلام کہا، انہیں دوزخ میں جھونک دیا جائے گا۔ دوزخ کی آگ نہ ان کو باقی رکھے گی، اور نہ چھوڑے گی بلکہ اُس کی کھال کو جھلس دے گی۔

5- آیات 30 تا 31: پانچویں پیرا گراف میں دوزخ کے انیس (19) کارکن فرشتوں کا ذکر ہے، جن کی تعداد آزمائش اور فتنہ بنادی گئی ہے۔

دوزخ پر انیس (19) کارکن فرشتے مقرر ہیں، کوئی وہاں سے راہ فرار اختیار نہیں کر سکتا۔ انیس (19) کی تعداد پر مناقب اور کافرا اعتراض کرتے ہیں، جبکہ اہل ایمان صدقِ دل سے اسے تسلیم کر لیتے ہیں۔ اس طرح اللہ جسے چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے، ہدایت دیتا ہے۔ اللہ کے لشکروں کو خود اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ یہ انسانوں کی یاد دہانی کے لیے ہے۔

6- آیات 32 تا 48: چھٹے پیرا گراف میں چاند، رات اور صبح کی گواہی پیش کی گئی ہے کہ انسان بھی چاند اور سورج کی طرح مختلف مراحل طے کرتے ہوئے اللہ کے حضور پہنچنے والا ہے۔ شرک اور توحید پر مشتمل دعوتِ قرآن دو مختلف چیزیں ہیں ﴿مُجْرِمِينَ﴾ اور ﴿مُسْلِمِينَ﴾ کا انجام مختلف ہوگا۔

دوزخ انسانوں کے لیے انداز یعنی حسیہ ہے، تاکہ جو اس کے لیے تیاری کرنا چاہیں وہ کر لیں اور جو منہ موڑنا چاہتے ہیں، اُن پر حجت قائم ہو جائے۔ ایک اہم حقیقت کا انکشاف کیا گیا کہ روزِ قیامت ہر شخص، اپنے اعمال کے بدلے (عذاب) میں رہن ہوگا، سوائے اصحابِ الیومین کے، جو جنت میں ہوں گے۔

﴿كُلُّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ رَهِينَةٌ﴾ (آیت 38)۔ ”ہر شخص، اپنی کمائی کے بدلے رہن ہے۔“

● جنت کے خوش نصیب ﴿اصحابِ الیومین﴾ اور دوزخ کے مجرموں کے درمیان پیش آنے والے مکالمے کی تفصیل بیان کی گئی۔ جنتی پوچھیں گے:

﴿مَا سَلَكَكُمْ فِي سَقَرٍ﴾ تمہیں کیا چیز دوزخ میں لے گئی؟ (آیات: 42)

دوزخی اعتراف کریں گے کہ چار (4) باتوں نے انہیں دوزخ میں پہنچا دیا۔ وہ نماز کی صورت میں اللہ کا حق ادا نہیں کرتے تھے اور طعام کی صورت میں مسکین بندوں کے حقوق بھی ادا نہیں کرتے تھے۔ نام نہاد دانشور تھے اور منکرِ قیامت تھے۔

(1) ﴿لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّينَ﴾ ”ہم نماز پڑھنے والوں میں سے نہ تھے۔“ (آیت 43)

(2) ﴿وَلَمْ نَكُ نَطْعُمُ الْمُسْكِينِ﴾ ”اور ہم مسکین کو کھانا نہیں کھلاتے تھے۔“ (آیت 44)

(3) ﴿وَكُنَّا نَحْوُ حُضْ مَعَ الْخَائِضِينَ﴾ ”حق کے خلاف باتیں بنانے والوں کے ساتھ، ہم بھی باتیں بناتے تھے۔“
 (4) ﴿وَكُنَّا نَكْذِبُ يَوْمَ الدِّينِ﴾ ”اور ہم، روز قیامت کو جھوٹ قرار دیتے تھے۔“ (آیت 46)
 • لیکن ہماری موت کا وقت آگیا۔ ہمیں اپنے باطل معبودوں کی سفارش پر بھروسہ تھا۔ کسی کی سفارش ہمارے کام نہ آسکی اور ہم اس طرح دوزخ میں آ پہنچے ہیں۔

7- آیات 49 تا 56: آخری پیرا گراف میں قرآن کا تعارف ہے کہ یہ ﴿تَذَكُّرُہ﴾ یعنی ایک نصیحت اور یاد دہانی ہے

ایک خوبصورت تشبیہ سے کافروں کو سمجھایا گیا کہ آخرت سے بے خوف لوگ، قرآن کی دعوت سے جنگلی گدھوں کی طرح بھاگتے ہیں، جب وہ شیر کو دیکھتے ہیں۔ کافروں کی غیر معقول شرطیں پوری نہیں کی جاسکتیں، ہر شخص کو رسول نہیں بنایا جاسکتا اور نہ ہر شخص کے پاس صحیفے بھیجے جاسکتے ہیں۔ مشرکین مکہ کی قیادت کے تین اہم جرائم بیان کیے گئے۔
 (1) وہ قرآن سے فرار اور اعراض کا رویہ اختیار کر رہے ہیں ﴿لَمَّا لَهُمُ عَنِ التَّذَكُّرَةِ مُعْرِضِينَ﴾ (آیت 49)۔
 (2) ان کا ہر لیڈر محمد ﷺ کو رسول تسلیم کرنے کے بجائے یہ چاہتا ہے کہ اُسے بھی رسول بنا کر اُس پر بھی صحیفے نازل کیے جائیں۔ ﴿هَلْ يُرِيدُ كُلُّ امْرِئٍ مِنْهُمْ اَنْ يُؤْتٰی صُحُفًا مُّنْشَرَةً﴾ (آیت 52)۔
 (3) ان کا ہر لیڈر خوفِ آخرت سے بے نیاز ہے ﴿لَا يَخَافُوْنَ الْاٰخِرَةَ﴾ (آیت 53)۔

آخر میں صاف صاف بتا دیا گیا کہ قریش کے لیڈر کسی غلط فہمی میں نہ رہیں کہ وہ کامیاب و کامران ہوں گے۔ ہرگز نہیں! یہ (قرآن) تو ایک ﴿تَذَكُّرُہ﴾ یعنی نصیحت ہے۔

اللہ نے لوگوں کو مذہبی آزادی (Freedom of Faith) دے رکھی ہے۔

اب جس کا جی چاہے، اس سے سبق حاصل کر لے۔

اللہ اس کا اہل اور حق دار ہے کہ اُس سے تقویٰ کیا جائے اور اللہ اس کا اہل اور قادر ہے کہ تقویٰ اختیار کرنے والوں کو بخش دے۔ اللہ کی توفیق سے آخرت کا خوف رکھنے والے نیک لوگ ہی مغفرت کے مستحق ہوں گے۔

﴿هُوَ اَهْلُ التَّقْوٰی وَاَهْلُ الْمَغْفِرَةِ﴾ (آیت 56)

مرکزی مضمون

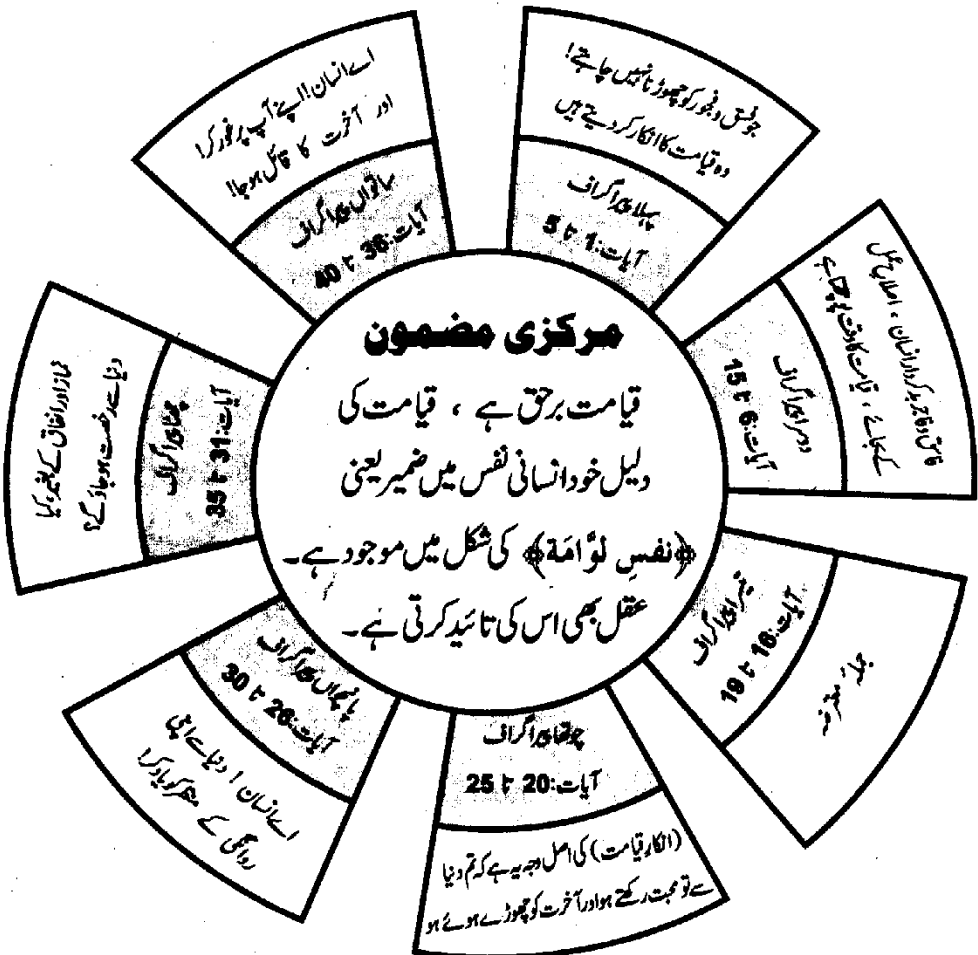
﴿قُمْ لَنَا زَلٰلًا﴾ اٹھیے! اور ڈرائیے! قریش کے سرداروں پر واضح کر دیجیے کہ قرآن ایک ﴿تَذَكُّرُہ﴾ نصیحت ہے۔ یہ نہ تو چادو ہے اور نہ انسانی کلام۔ ﴿اَصْحَابُ الْيَمِينِ﴾ جنت میں جائیں گے اور اللہ اور بندوں کے حقوق ادا نہ کرنے والے متکبر ﴿مُجْرِمِينَ﴾ دوزخ میں۔

ترتیبی نقشہ ربط

تنظیم جلی

75- سُورَةُ الْقِيَامَةِ

آیات : 40 مَکِّيَّةٌ ہیرا گراف : 7



زمانہ نزول

سورت ﴿القیامہ﴾ مکی دور کے ابتدائی ایام میں نازل ہوئی، یہ وہی زمانہ تھا، جب سورت ﴿الذہر﴾ اور سورت ﴿النبا﴾ نازل ہوئیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ سورت ﴿القیامہ﴾ کا پہلا اور آخری حصہ اعلان عام کے بعد 4 نبوی میں نازل ہوا اور درمیانی حصہ آغاز نبوت کے وقت۔

- 1- آیات 15:1، اعلان عام کے بعد نازل ہوئیں، جب قریش کے لیڈر قیامت کا انکار کرتے ہوئے بطور استہزاء قیامت کا وقت پوچھ رہے تھے۔ ﴿يَسْأَلُ أَكَّانَ يَوْمَ الْقِيَمَةِ﴾ (آیت: 6)
- 2- آیات 16:19، آغاز نبوت کے زمانے ہی میں نازل ہوئیں، جب رسول اللہ ﷺ پر وحی کا پہلا پہلا تجربہ ہو رہا تھا۔
- 3- آیات 20:40، اعلان عام کے بعد نازل ہوئیں۔
- 4- آیات 31:35، ابوجہل کے بارے میں ہیں، جس نے ﴿تصدیق﴾ کے بجائے ﴿تکذیب﴾ سے کام لیا۔

سورة الْقِيَامَةِ کا کتابی ربط

- 1- پہلی سورت ﴿المذکر﴾ میں، ولید بن مغیرہ جیسے سرداران قریش کو آخرت اور دوزخ کے عذاب سے ڈرایا گیا تھا۔ یہاں اس سورت ﴿القیامۃ﴾ میں، ابوجہل جیسے سرداروں کو تکذیب کی روش چھوڑ کر، ضمیر کی آواز پر توجہ دینے کی دعوت دی گئی ہے۔ امکان آخرت کو دلائل سے ثابت کیا گیا ہے۔
- 2- پہلی سورت ﴿المذکر﴾ میں، ان لیڈروں کے انکار کا سبب بتایا گیا کہ یہ خوف آخرت سے بے نیاز ہیں ﴿هَلْ لَا يَخَافُونَ الْآخِرَةَ﴾ (آیت: 53) اور یہاں اس سورت ﴿القیامۃ﴾ میں اس مرض کی تشخیص ﴿بَلْ تُحِثُّونَ الْعَاجِلَةَ وَتَذَرُونَ الْآخِرَةَ﴾ کے الفاظ سے کی گئی۔ یہ ﴿عاجلہ﴾ یعنی نقد دنیا کی محبت میں گرفتار ہیں اور آخرت کو بھلا بیٹھے ہیں۔ (آیت: 20، 21)
- 3- اگلی سورت ﴿الذہر﴾ میں ان ﴿آئم﴾ یعنی گنہگار اور ﴿کفور﴾ یعنی ناشکری قیادت کی اطاعت کرنے سے روک دیا گیا۔

اہم کلیدی الفاظ اور مضامین

- 1- ﴿النَّفْسُ السَّوَامَةُ﴾ ملامت کرنے والا نفس یعنی ضمیر (آیت: 2)۔ یہ اللہ کی طرف سے ہر انسان کے اندر موجود ایک ایسی قوت ہے، جو انسان کو برے کام کرنے پر ملامت کرتی رہتی ہے، لیکن جب انسان ضمیر کی اس آواز

کو دبا دبا کر پوری طرح کچل دیتا ہے تو پھر یہ قوت بھی ختم ہو جاتی ہے۔ اُس کو یہ احساس بھی نہیں ہوتا کہ وہ بُرا کام کر رہا ہے۔

- 2- ﴿اَوَّلٰی﴾ یہ لفظ چار (4) مرتبہ ابو جہل کے نامناسب رویوں کے بارے میں افسوس اور رنج کے ساتھ بطور تبصرہ استعمال کیا گیا ہے۔ ﴿اَوَّلٰی لَكَ فَاَوَّلٰی﴾ (آیت: 34)۔ ﴿ثُمَّ اَوَّلٰی لَكَ فَاَوَّلٰی﴾ (آیت: 35)۔
- 3- سورت کا اختتام کئی سوالوں پر کیا گیا ہے، تاکہ لوگ غور و فکر سے کام لے کر، اپنے ضمیر کو ٹٹولیں اور آخرت کے قائل ہو جائیں۔ ﴿اَمْ حَسِبُ الْاِنْسَانُ اَنْ اَلَيْسَ ذٰلِكَ بِقَدْرِ عَلٰی اَنْ يُحْيٰی الْمَوْتٰی؟﴾ (آیت: 40)

سورة الْقِيَامَةِ کا نظم جلی

سورة القیامۃ سات (7) ہیرا گرافوں پر مشتمل ہے۔

1- آیات 5 تا 1: ابتدائی پانچ آیات پر مشتمل پہلے ہیرا گراف میں امکانِ قیامت کے لیے ایک ﴿انفسی دلیل﴾ پیش کی گئی ہے

(a) سب سے پہلے ملامت کرنے والے نفس کی گواہی یعنی ضمیر کی شہادت پیش کی گئی ہے۔ دنیا کا ہر انسان خیر و شر، نیکی بدی اور صحیح و غلط کا قائل ہے۔ وہ لوگ جو کسی مذہب اور کسی خدا کو نہیں مانتے، وہ بھی جزاء و سزا کے قائل ہیں۔ وہ یہ تسلیم کرتے ہیں کہ چور کو چوری کی سزا ملنی چاہیے۔ ملک میں پولیس اور عدالتوں کا نظام ہونا چاہیے۔ مجرموں کو جیل میں ڈالا جانا چاہیے۔ غرض جب انسانی نفس نیکی اور بدی اور اُن کی جزا اور سزا دونوں کو تسلیم کرتا ہے تو پھر اُسے آخرت کی جزا اور سزا کو بھی تسلیم کر لینا چاہیے۔ ﴿وَلَا اُقْسِمُ بِالنَّفْسِ الْوَّامِعَةِ﴾

(b) اس کے بعد اس حقیقت کو کھولا گیا ہے کہ ایک منکرِ قیامت، آخرت کی جزاء و سزا کو ناممکن اور محال سمجھتا ہے۔ ایسے شخص کو سمجھایا گیا ہے کہ خالق کائنات کی ہستی وہ ہستی ہے، جو نہ صرف ہڈیوں کو بلکہ اظہیوں کے پوروں کو بھی ٹھیک ٹھیک دوبارہ پیدا کرنے پر پوری طرح قادر ہے۔ ﴿هَلٰی فَاَدْرِیْنَ عَلٰی اَنْ نُّسَوِّیَ بَنٰنَكَ﴾۔

(c) تیسری بات یہ بتائی گئی ہے کہ انکارِ قیامت کا بنیادی سبب یہ ہے کہ انسان اپنی بد عملی کو چھوڑنا نہیں چاہتا۔ اگر وہ آخرت کی سزا کو تسلیم کر لے گا تو لازماً اسے گناہوں سے اور فسق و فجور سے پرہیز کرنا ہوگا۔ چونکہ وہ انہیں ترک کرنا نہیں چاہتا اس لیے وہ اپنی ضمیر کی آواز پر پردہ ڈال کر آخرت کا انکار کر دیتا ہے۔

﴿هَلْ یُرِیْدُ الْاِنْسَانُ لِیَفْجُرَ اَمَامَهُ﴾

2- آیات 15 تا 6: دوسرے ہیرا گراف میں اس منکرِ قیامت کے رویے پر روشنی ڈالی گئی ہے، جو فسق و فجور کو ترک کرنا نہیں چاہتا۔ چنانچہ وہ دعوت کو مسترد کرنے کے لیے الثابۃ سوال کر دیتا ہے کہ یہ تو بتاؤ آخر یہ قیامت کب آئے گی؟

(a) صحیح بات یہ ہے کہ خوفِ قیامت رکھنے والا شخص قیامت کی تیاری کرتا ہے اور خوفِ قیامت سے بے نیاز آدمی محض

ٹالنے کے لیے بے سرو پاسوالات کرنا شروع کر دیتا ہے۔ ایسے آدمی کو خبردار کیا گیا ہے کہ یہ وہی دن ہوگا۔ جب دیدے پتھر جائیں گے، چاند بے نور ہو جائے گا اور سورج اور چاند دونوں کو آپس میں ملا دیا جائے گا۔ یعنی کائنات کا موجودہ سارا نظام درہم برہم ہو جائے گا۔

اُس وقت انسان فریاد کرے گا کہ میرے لیے فرار کی جگہ کہاں ہے؟ اللہ تعالیٰ نے اس کا یہ جواب دیا ہے کہ کوئی جائے پناہ نہیں ہوگی۔ اُسے اپنے رب کے آگے ٹھہرنا ہوگا۔ اُس دن اُس کو اُس کے سارے اعمال دکھا دیے جائیں گے۔

(b) اس کے بعد ایک اہم نفسیاتی حقیقت پر روشنی ڈالی گئی ہے کہ انسان اپنے نفس کے آگے شرمندہ ہوتا رہتا ہے، اگرچہ وہ لوگوں کے سامنے بہانے تراشتا ہے۔ وہ اپنے نفس اور ضمیر کے آگے مجرم ہی رہتا ہے۔

﴿يَهْلِ الْإِنْسَانُ عَلَىٰ نَفْسِهِ بَصِيرَةٌ ۚ وَكَوَلَّىٰ النَّفْسَ مَعَاذِيرُهَا﴾ (آیت: 14، 15)

3- آیات 16 تا 19: تیسرا پیرا گراف دراصل ایک ﴿محملہ معترضہ﴾ پر مشتمل ہے۔ اس حصے میں رسول اللہ ﷺ کو تسلی دی گئی ہے۔

(a) آپؐ نبوت کے ابتدائی ایام میں وحی کو یاد کرنے کے لیے وحی سن کر تیزی سے زبان کو حرکت دیا کرتے تھے۔ آپؐ کو بتایا گیا کہ دہرانے کی ضرورت نہیں ہے۔ آپؐ کا کام محض ایک مرتبہ سن لینا ہے۔ اللہ تعالیٰ خود بخود اُسے آپؐ کے قلب مبارک پر محفوظ کر دے گا۔ البتہ اس کا اتباع کرنا آپؐ کی ذمہ داری ہے۔

(b) دو (2) اہم باتوں کی طرف نشاندہی کی گئی۔ اولاً یہ کہ جمع قرآن کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ کی ہے۔ ﴿إِنَّا عَلَيْنَا جَمْعُهُ﴾ ثانیاً یہ کہ اللہ تعالیٰ نہ صرف قرآن کے الفاظ کے نزول کی تحمیل کرے گا، بلکہ رسول اللہ ﷺ کی سنت اور احادیث صحیحہ و ثابتہ کی صورت میں اس قرآن کی وضاحت اور تشریح کو بھی یقینی بنائے گا۔ ﴿فَمَنْ إِنَّا عَلَيْنَا بِهَا﴾

4- آیات 20 تا 25: چوتھے پیرا گراف میں اس حقیقت کی وضاحت کی گئی ہے کہ ﴿مؤمنین قیامت﴾ اور دنیا دار ﴿مکرمین قیامت﴾ کا انجام مختلف ہوگا۔

(a) سب سے پہلے آخرت کا انکار کرنے والے بدکردار اور نفس و ضمیر کی آواز کو دبانے والے لوگوں کی غلط فہمی کو ﴿کَلَّا﴾ کے لفظ سے دور کیا گیا کہ وہ ہرگز ہرگز اس غلط فہمی میں نہ رہیں کہ وہ کامران و کامیاب ہوں گے۔ وہ اس غلط فہمی میں بھی نہ رہیں کہ وہ دین دار اور خدا پرست ہیں، بلکہ وہ نقد دنیا کی محبت میں گرفتار ایسے لوگ ہیں، جو آخرت کی جزا و سزا سے بے نیاز ہو کر من مانی بے لگام زندگی گزار رہے ہیں۔

﴿كَلَّا بَلْ تُحِبُّونَ الْعَاجِلَةَ ۖ وَتَذَرُونَ الْآخِرَةَ﴾ (آیت: 20، 21)

(b) ﴿اللہ کا دیدار﴾ اس کے بعد بتایا گیا کہ قیامت کے دن کچھ چہرے تروتازہ ہوں گے اور وہ اپنے پروردگار کے

دیدار سے لطف اندوز ہو رہے ہوں گے۔ اس کے برخلاف کچھ دوسرے چہرے اداس ہوں گے۔ انہیں یقین ہو جائے گا کہ اب اُن کے ساتھ نہایت برا سلوک ہونے والا ہے۔ یہاں یہ بات سمجھائی گئی ہے کہ آخرت کو ماننے والوں اور نہ ماننے والوں کا انجام ایک جیسا نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح آخرت کے خوف کے ساتھ گناہوں سے بچتے ہوئے نیک اعمال کرنے والوں کا انجام بدکردار فاسق و فاجر افراد کی طرح ہونا بھی ممکن نہیں ہے۔

5- آیات 26 تا 30: پانچویں پیرا گراف میں ﴿آخرت کے سفر کے مناظر﴾ سے انسان کو ڈرایا گیا ہے۔

﴿عالم نزع﴾ کی منظر کشی کی گئی، جب انسان کی روح قبض کی جاتی ہے۔ ﴿مُکَلَّد﴾ کے لفظ سے اس غلط فہمی کو دور کیا گیا کہ انسان اس غلط فہمی میں نہ رہے کہ وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اس دنیا میں رہے گا۔ ہرگز نہیں۔ ہرگز نہیں۔ اُسے یہ سوچنا چاہیے کہ اُس وقت اُس کا کیا ہوگا؟ جب جان حلق تک پہنچ جائے گی اور آدمی جھاڑ پھونک کی کوشش کرے گا۔ انسان کو معلوم ہو جائے گا کہ اب اس فانی دنیا سے رخصت ہونے کا وقت آ گیا ہے اور اللہ تعالیٰ سے ملاقات کی گھڑی آ پہنچی ہے۔

6- آیات 31 تا 35: چھٹے پیرا گراف میں انسان کے ضمیر سے پوچھا گیا ہے کہ ﴿کیا وہ ابو جہل کی طرح﴾ اسلام کی تصدیق کے بغیر اور نیک اعمال کے بغیر دنیا سے رخصت ہونا چاہتا ہے؟

﴿فَلَا صَدَقَ وَلَا وُصِّلَ﴾ کے الفاظ سے یہ حقیقت واضح کی گئی کہ آخرت کے ان پُر زور اور محکم دلائل کے باوجود ابو جہل نے نہ تو اسلام کی ﴿تصدیق﴾ کی اور نہ نماز پڑھی۔ بلکہ اُس نے ﴿تکذیب﴾ کی۔ جھٹلایا اور رعونت سے منہ موڑ کر اپنے گھر والوں کی طرف چل پڑا۔ اس پر تبصرہ کیا گیا کہ بد قسمتی اور بد نصیبی کی یہ ادا اسی کو زیب دیتی ہے۔ نہایت نفوس سے یہ جملہ چار (4) مرتبہ ہرایا گیا۔ ﴿أَوَّلَىٰ لَكَ فَأَوَّلَىٰ ۖ ثُمَّ أَوَّلَىٰ لَكَ فَأَوَّلَىٰ﴾ 'ہاں ایہ روش تیرے ہی لیے سزاوار ہے اور تجھی کو زیب دیتی ہے!' (آیت 35)

7- آیات 36 تا 40: آخری پیرا گراف میں چند سوالوں پر مشتمل امکان قیامت کی ﴿عقلی و انفسی دلیلیں﴾ ہیں۔

(a) سب سے پہلے یہ پوچھا گیا ہے کہ کیا انسان نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ وہ یوں ہی چھوڑ دیا جائے گا؟

﴿أَيَحْسَبُ الْإِنْسَانُ أَنْ يُتْرَكَ سُدًى﴾ (آیت 36)

اُس سے حساب کتاب نہیں لیا جائے گا؟ گناہوں پر باز پرس نہیں ہوگی؟

(b) پھر ﴿انفسی دلیل﴾ ہے۔ اپنے نفس میں جھانک کر سوچنے اور غور کرنے کی دعوت دی گئی ہے کہ کیا وہ ایک حقیر پانی

کا لطفہ نہیں تھا؟ جو رحم مادر میں ٹپکایا جاتا ہے؟ پھر کیا اللہ تعالیٰ نے اُسے ایک لوتھڑا بنا کر ایک بھرپور آدمی میں

تبدیل نہیں کیا؟ پھر کیا اس کی نسل سے لڑکے اور لڑکیاں نہیں پیدا کیے؟

(c) آخر میں ﴿عقلی دلیل﴾ پر مشتمل یہ سوال کیا گیا کہ حقیر نطفے سے ایک بھر پور انسان کو پیدا کرنے والا خالق اللہ، کیا مردوں کو دوبارہ زندہ کرنے پر قادر نہیں ہے؟ ﴿أَلَيْسَ ذَلِكَ بِقَلِيلٍ عَلَىٰ أَنْ يُّحْيِيَ الْمَوْتَىٰ؟﴾ (آیت 40)۔ یہ اثبات قیامت کی دلیل ہے۔

مرکزی مضمون

قیامت برحق ہے، قیامت کی دلیل خود انسانی نفس و ضمیر یعنی ﴿لِغَيْبِ لَوَائِمٍ﴾ کی شکل میں موجود ہے۔ عقل بھی اس کی تائید کرتی ہے۔ فسق و فجور میں مبتلا لوگ، دنیا کی نقد آسائشوں میں کھو کر اور اپنے ضمیر کی آواز کو دبا کر آخرت کا انکار کر دیتے ہیں۔ اہل ضمیر ﴿عاجلہ﴾ کی محبت سے بچتے ہوئے آخرت پر ایمان لا کر، اپنے عمل صالح سے قیامت کی تیاری کرتے ہیں۔ قائلین قیامت اور منکرین قیامت کا انجام مختلف ہوگا۔



FLOW CHART

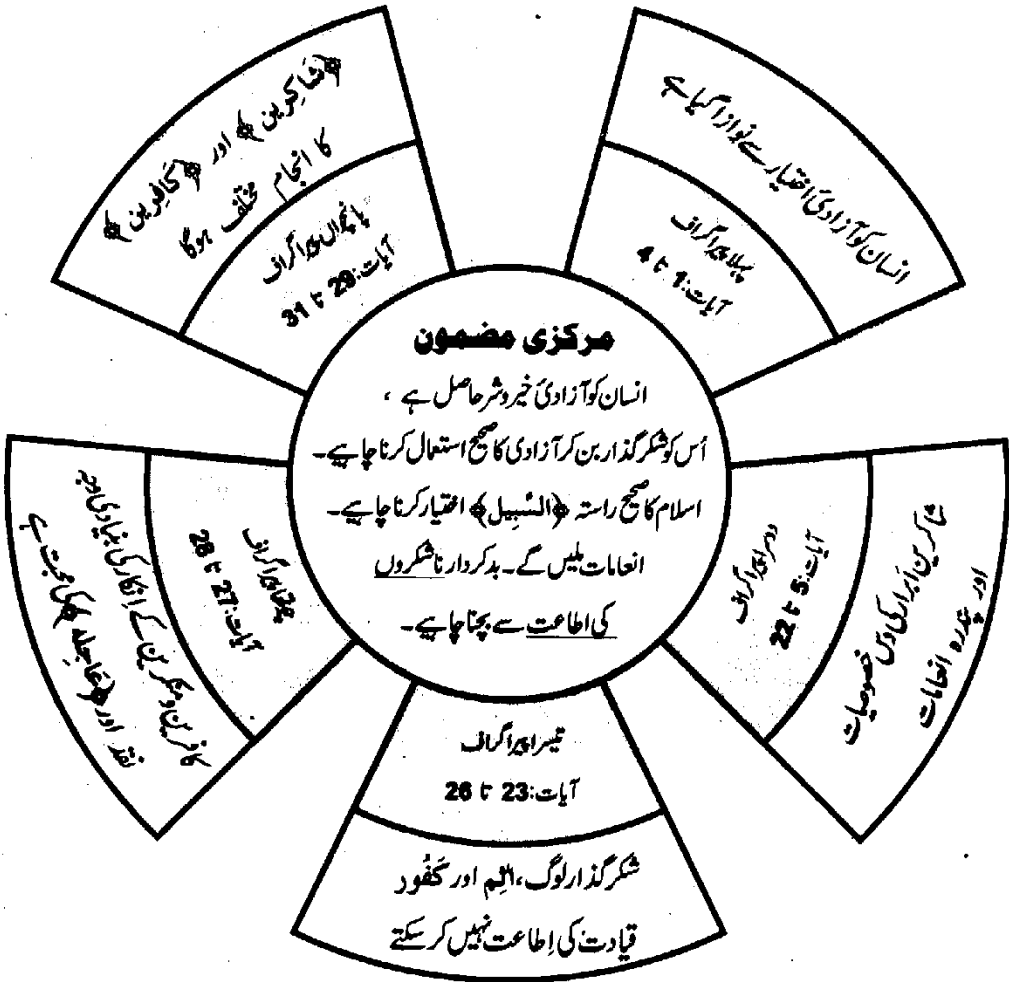
MACRO-STRUCTURE

ترتیبی نقشہ ربط

نظم جلی

76- سُورَةُ الدَّهْرِ

آیات: 31 مَكِّيَّةٌ ہیرا گراف: 5



زمانہ نزول

- 1- سورۃ الدھر ﴿الدھر﴾ کی، ابتدائی بائیس (22) آیات آپ ﷺ پر قیام مکہ کے پہلے دور (3 تا 0 نبوی) میں نازل ہوئیں، جب اسلام کی دعوت خفیہ طور پر دی جا رہی تھی۔ یہ وہی دور تھا جب سورۃ ﴿القیامۃ﴾ اور سورۃ ﴿النبا﴾ کا نزول ہوا۔
- 2- سورۃ الدھر کی آخری نو (9) آیات اعلانِ عام کے بعد غالباً چار (4) نبوی میں نازل ہوئیں۔ قریشی قیادت پر فرد جرم عائد کی گئی کہ یہ ﴿آئیم﴾ اور ﴿کفور﴾ ہیں۔ ان لیڈروں کی اطاعت سے منع کر دیا گیا ﴿وَلَا تُطْعُ مِنْهُمْ﴾ ﴿إِلْمَا أَوْ كُفُورًا﴾ (آیت: 24)۔
- ان لیڈروں کے بارے میں یہ بھی بتایا گیا کہ یہ ﴿عَاجِلَۃ﴾ یعنی نقد کی محبت میں گرفتار ہیں اور روزِ قیامت کی ہولناکی سے غافل ہیں۔ ﴿إِنَّ هَٰؤُلَاءِ يُحِبُّونَ الْعَاجِلَۃَ وَيَذَرُونَ وَرَآءَهُمْ يَوْمًا ثَقِيلًا﴾ (آیت: 27)

خصوصیت

- 1- سورۃ الدھر میں، کفر کے انجام کو اجمالی طور پر تین لفظوں میں بیان کیا گیا ہے، جب کہ شکر گزاری کے انعامات کا ذکر تفصیلاً موجود ہے۔
- 2- اس سورت میں نیک اور بد کردار قیادت کا موازنہ بھی ہے۔ نیک قیادت اللہ کی محبت اور خوفِ آخرت کے ماتحت مسکینوں، یتیموں اور قیدیوں کو کھانا کھلاتی ہے، جب کہ بد کردار قاسق و فاجر قیادت (Leadership) خود پرست، دنیا دار اور آخرت فراموش ہوتی ہے۔

سورۃ الدھر کی فضیلت

رسول اللہ ﷺ جمعہ کے دن فجر کی نماز میں سورۃ السجدة اور ﴿مَلْ أُنِی عَلَی الْإِنْسَانِ﴾ پڑھا کرتے تھے۔

(صحیح مسلم: کتاب الجمعة، حدیث 2,068، عن عبد اللہ بن عباس)

سورۃ الدھر کا کتابی ربط

- 1- سورت ﴿المُذْتَر﴾ میں ولید بن مغیرہ کے منفی رویوں کا ذکر تھا۔ اس کے بعد سورت ﴿القیامۃ﴾ میں ابوجہل کی تکذیب کا حوالہ تھا۔ یہاں سورۃ الدھر ﴿الدھر﴾ میں ان بد کردار قاسق و فاجر گناہ گار ﴿آئیم﴾ اور ناشکرے ﴿کفور﴾ لیڈروں کی اطاعت سے اجتناب کا حکم ہے۔

2- کچھلی سورت ﴿القیامۃ﴾ میں ﴿كَلَّا بَلْ تُحِبُّونَ الْعَاجِلَةَ ۝ وَتَذَرُونَ الْآخِرَةَ﴾ (آیات: 21، 22) کے الفاظ استعمال کیے گئے تھے۔

یہاں سورۃ ﴿الدھر﴾ میں ﴿إِنَّ هَٰؤُلَاءِ يُحِبُّونَ الْعَاجِلَةَ وَتَذَرُونَ ۖ وَرَأَوْهُم بِیَوْمٍ لَا تُفِیْلُ﴾ (آیت: 27) کے الفاظ استعمال کیے گئے ہیں۔ دونوں سورتوں میں ان کی دنیا پرستی اور آخرت کی جواب دہی سے بے نیازی کی تصویر کھینچی گئی ہے۔

3- اگلی سورت ﴿المہرسلات﴾ میں دنیا دار مادہ پرست مکررین قیامت لیڈروں کو، امکان آخرت کے آفاقی، انفسی اور تاریخی دلیلیں فراہم کی گئی ہیں۔

اہم کلیدی الفاظ اور مضامین

1- اسلام کا صحیح راستہ ﴿سبیل﴾:

سورۃ الدھر میں ﴿سبیل﴾ کا لفظ ابتداء میں بھی آیا ہے اور آخر میں بھی ﴿السَّبِيلُ، سَبِيلًا﴾ (آیات 3، 29) انسان کو مذہب کی آزادی کا بنیادی حق (Freedom of Faith) دیا گیا ہے۔

(a) انسان سے کہا گیا کہ اب اُس کو مذہبی آزادی حاصل ہے، چاہے تو شکر گزار بن کر زندگی گزارے یا پھر ناشکر بن کر۔ ﴿إِنَّا هَدَيْنَا السَّبِيلَ ۖ إِنَّمَا شَاكِرًا وَإِنَّمَا كَفُورًا﴾ (آیت: 3)

(b) اسی بات کو آخر میں بھی دہرایا گیا ہے۔ یہی اس سورت کا مرکزی مضمون ہے اور یہ قرآن مجید کا خاص اسلوب ہے۔ ﴿إِنَّ هَٰؤُلَاءِ لَذٰكِرَةٌ ۖ فَمَنْ شَاءَ اتَّخَذْ إِلَىٰ رَبِّهِ سَبِيلًا﴾ (آیت: 29)

2- سورۃ الدھر میں نیک لوگوں کے لیے بہت سارے الفاظ استعمال کیے گئے ہیں۔

جیسے: شکر گزار ﴿شَاكِرًا﴾ (آیت 3)، نیک اور ہادفا ﴿اَبْرَارًا﴾، اللہ کے خاص نیک اور ہادفا بننے ﴿عِبَادُ اللّٰهِ﴾

3- اس سورت میں بدکار لوگوں کے لیے بھی بہت سے الفاظ استعمال کیے گئے ہیں۔

جیسے: ناشکرے ﴿كَافِرًا﴾ اسم فاعل (آیت 3)، ﴿كَفُورًا﴾ اسم مفت (آیت 24) اور ﴿ظَالِمِينَ﴾ (آیت 31)۔

سُورَةُ الدَّهْرِ کا نظم جلی

سُورَةُ الدَّهْرِ پانچ (5) پیر گرافوں پر مشتمل ہے۔

1- آیات 1 تا 4: پہلے پیر گراف میں انسان کی حیثیت اور اس کے اختیار غیر و شر کا بیان ہے۔

وہ ﴿شاکر﴾ بھی بن سکتا ہے اور ﴿کافر﴾ یعنی ناشکر بھی۔

انسان کا عرصہ ذرا تک کوئی نام و نشان تک نہ تھا، وہ ایک شیء غیر مذکور تھا۔ (آیت: 1)

اللہ تعالیٰ نے اسے ایک مخلوط نطفے سے پیدا کیا، اسے دیکھنے اور سننے کی صلاحیتیں عطا فرمائیں۔ (آیت: 2)

پھر اسے راہ ہدایت (السبیل) دکھائی تاکہ اسے آزما کر دیکھے کہ وہ 'کفر' کا راستہ اختیار کرتا ہے یا 'شکر' کا۔ اسے آزادی اختیار سے نوازا گیا ہے۔ (آیت: 3) صحیح استعمال کی وضاحت آیت: 29 میں بھی کی گئی ہے۔

ناشکری اور کفر کرنے والوں کا انجام:

﴿إِنَّا أَعْتَدْنَا لِلْكَافِرِينَ سَلَاسِلًا وَأَغْلَلَآ وَسَعِيرًا﴾ (آیت: 4)

جو ناشکری اور کفر کرے گا، اس کے لیے طوق، سلاسل اور بھڑکتی ہوئی آگ ہے۔ (آیت: 4)

2- آیات 5 تا 22: دوسرے پیر گراف میں شاکرین اہرار کی دس (10) خصوصیات اور پندرہ (15) انعامات کا ذکر ہے۔

شاکرین ﴿اہرار﴾ کی دس (10) خصوصیات:

1- اہرار، شاکر (شکر گزار) ہوتے ہیں۔ (آیت: 5)

2- اہرار، ﴿عباد اللہ﴾ ہوتے ہیں۔ (آیت: 6)

3- اہرار، اپنی نذروں کو پورا کرتے ہیں۔ ﴿يُوفُونَ بِالنَّذْرِ﴾ (آیت: 7)

4- اہرار، قیامت کی ہمہ گیر ہولناکی سے ڈرتے ہیں۔ ﴿وَيَخَافُونَ يَوْمًا كَانَتْ شَرُّهُ مُسْتَطِيرًا﴾ (آیت: 7)

5- اہرار، مسکینوں، یتیموں اور قیدیوں کو کھانا کھلاتے ہیں۔

﴿وَيُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلَى حُبِّهِ مِسْكِينًا وَيَتِيمًا وَأَسِيرًا﴾ (آیت: 8)

6- اہرار، صرف اللہ کی خوشنودی کے حصول کے لیے کھاتے ہیں۔ ﴿وَإِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللّٰهِ﴾ (آیت: 9)

7- اہرار، نیکی کرنے کے بعد بدلے کی توقع نہیں رکھتے۔

﴿لَا نُرِيدُ مِنْكُمْ جَزَاءً وَلَا شُكْرًا﴾ (آیت: 9)

8- اہرار کافس، نیکی کرنے کے بعد شکریے کا طالب بھی نہیں ہوتا۔ (آیت: 9)

9- اہرار، قیامت کے دن کی ترشی اور اکھڑ پن سے ڈرتے ہیں۔

﴿وَيَخَافُونَ يَوْمًا عَبُوسًا قَمْطَرِيرًا﴾ (آیت: 10)

10- اُہرار، صبر و استقامت کی اعلیٰ مثال پیش کرتے ہیں۔

﴿وَجَزَاهُمْ بِمَا صَبَرُوا جَنَّةً وَخَرِيرًا﴾ (آیت: 12)

شا کرین اُہرار کے پندرہ (15) انعامات:

1- اُہرار، ایسی شراب پیئیں گے، جس میں کافور کی آمیزش ہوگی۔ (آیت: 7)

2- وہ جدھر چاہیں گے، شراب کے چشموں سے شاخ نکال لیں گے۔ ﴿يَقْتَرُونَهَا تَفْجِيرًا﴾ (آیت: 6)

3- اللہ تعالیٰ انہیں قیامت کی آفت سے بچالے گا۔

﴿قُلُوبُهُمُ اللَّهُ شَرَّ ذَلِكَ الْيَوْمِ﴾ (آیت: 11)

4- اللہ تعالیٰ انہیں تازگی اور سرور سے نوازے گا۔ ﴿وَلَقَبَهُمْ نَضْرَةً وَسُرُورًا﴾ (آیت: 11)

5- اللہ تعالیٰ انہیں باغ اور ریشمی لباس عطا فرمائے گا۔ ﴿وَجَزَاهُمْ بِمَا صَبَرُوا جَنَّةً وَخَرِيرًا﴾ (آیت: 12)

6- جنت میں تختوں پر ٹیک لگائے بیٹھے ہوں گے۔ ﴿مُتَّكِئِينَ فِيهَا عَلَى الْأَرَائِكِ﴾ (آیت: 13)

7- جنت میں، موسم خوشگوار اور معتدل ہوگا، نہ گرمی اور نہ سردی۔

﴿لَا يَرَوْنَ فِيهَا شَمْسًا وَلَا زَمَهْرِيرًا﴾ (آیت: 13)

8- جنت کے میوے، اُہرار کی دسترس میں ہوں گے۔

﴿وَدَانِيَةً عَلَيْهِمْ ظِلُّهَا وَذَلَّكَ قُطُوفُهَا تَذَلُّلًا﴾ (آیت: 14)

9- ان کے لیے چاندی اور شیشے کے پیالے گردش میں ہوں گے۔

﴿وَيُطَافُ عَلَيْهِمْ بِانِيَةٍ مِنْ فِضَّةٍ وَأَكْوَابٍ﴾ (آیت: 15)

10- ایک چشمے ﴿سَلْسَبِيلٍ﴾ سے شراب پلائی جائے گی، جس میں ﴿زَنْجَبِيلٍ﴾ (ادرک) کی آمیزش ہوگی۔

﴿وَيُسْقَوْنَ فِيهَا كَأْسًا تَنَاقًا مِزَاجُهَا زَنْجَبِيلًا﴾ (آیت: 17)

11- موتی جیسے، ہمیشہ جوان رہنے والے تجربہ کار اور مستعد لڑکے گردش میں ہوں گے۔

﴿وَيُطَوَّفُ عَلَيْهِمْ وَلَدَانٌ مُخَلَّدُونَ﴾ (آیت: 19)

12- ہر طرف عظیم نعمت اور عظیم بادشاہت نظر آئے گی۔

﴿وَإِذَا رَأَيْتَ قَمَرًا رَآيَتْ نَعِيمًا وَمُلْكًا كَبِيرًا﴾ (آیت: 20)

13- سبز سندس اور استبرق کا بالائی لباس ہوگا، چاندی کے کنگن پہنائے جائیں گے۔

﴿وَأَحْلَوْا آسَافًا مِنْ فِضَّةٍ﴾ (آیت: 21)

- 14- پروردگار، پاکیزہ شراب پلائے گا۔ ﴿وَسَقُفُّهُمْ رَتُّهُمْ شَرَابًا طَهُورًا﴾ (آیت: 21)
- 15- اہوار (شکرگزاروں) کی سرگرمیاں اور ثابت قدمی مقبول ہوگی، اس کا اجر عطا کیا جائے گا۔ ﴿وَكَانَ سَعْيُكُمْ مَشْكُورًا﴾ (آیت: 22)

3- آیات 23 تا 26: تیسرے پیرا گراف میں رسول اللہ ﷺ کے لیے ہدایات ہیں۔

ممبر، نماز اور صبح و شام تسبیح کا حکم دیا گیا اور اِثم (گناہ گار) اور ﴿كَفُورٌ﴾ یعنی ناشکری قیادت کی بات نہ ماننے کا حکم بھی دیا گیا۔

رسول اللہ ﷺ کو مناسب وقت تک انتظار اور صبر کرنے کی ہدایت دی گئی۔ (آیت 23)

قریش کی بدکار قیادت کے آگے نہ جھکے کا حکم دیا گیا۔ ﴿وَلَا تُطِغْ مِنْهُمْ اِثْمًا اَوْ كُفُورًا﴾ (آیت: 24)

4- آیات 27 تا 28: چوتھے پیرا گراف میں کافر و منکر قیادت کی دنیا پرستی اور آخرت فراموشی کا بیان ہے۔

کافرین و منکرین کے انکار کی بنیادی وجہ، نقد اور ﴿عَا جِلَّةٌ﴾ کی محبت ہے:

منکرین جلدی حاصل ہونے والی چیز عَا جِلَّةٌ (نقد دنیا) سے محبت رکھتے ہیں اور آگے جو بھاری دن آنے والا ہے، اسے نظر انداز کر دیتے ہیں۔ (آیت نمبر 27)

منکرین کو دھمکی دی گئی کہ جس خدا نے انہیں پیدا کیا ہے، وہی خدا ان کی شکلیں بگاڑ سکتا ہے۔

5- آیات 29 تا 31: آخری پیرا گراف میں بتایا گیا کہ روز قیامت ﴿شَاكِرِينَ﴾ اور ﴿كَافِرِينَ﴾ کا انجام مختلف ہوگا۔

یہ قرآن ایک کلمہ فصیحت ﴿تذکرہ﴾ ہے، اب جس کا جی چاہے، اسے قبول کر کے اپنے رب کا راستہ ﴿السَّبِيلُ﴾ اختیار کر لے۔ ﴿اِنَّ هٰذِهِ تَذْكِرَةٌ ۖ فَمَنْ شَاءَ اتَّخَذْ اِلٰى رَبِّهِ سَبِيلًا﴾ (آیت: 29)

یہاں آیت نمبر 3 کے لفظ ﴿السَّبِيلُ﴾ کی مزید وضاحت کی گئی ہے، انسان کو خیر و شر کی آزادی کا غلط استعمال نہیں کرنا چاہیے۔

آخر میں ظالموں اور ناشکروں کو دھمکی دی گئی کہ ان کے لیے اللہ تعالیٰ نے عذاب تیار کر رکھا ہے۔

مرکزی مضمون

انسان کو آزادی خیر و شر حاصل ہے، اس کو ﴿شکر گزار﴾ بن کر آزادی کا صحیح استعمال کرنا چاہیے۔ اسلام کا صحیح راستہ ﴿السَّبِيلُ﴾ اختیار کرنا چاہیے۔ انعامات ملیں گے۔ بدکردار ناشکری قیادت کی اطاعت سے بچنا چاہیے۔



FLOW CHART

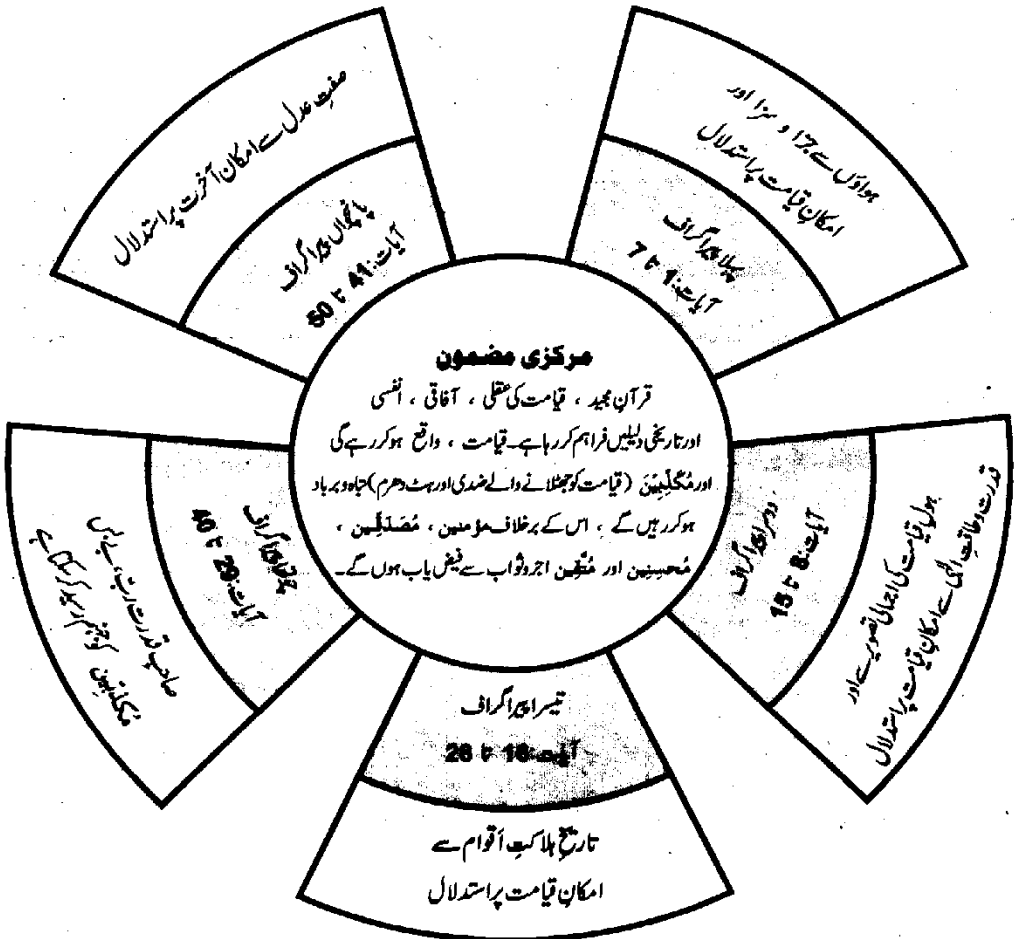
MACRO-STRUCTURE

ترتیبی نقشہ ربط

نظم جلی

77- سُورَةُ الْمُرْسَلَاتِ

آیات : 50 مَكِّيَّةٌ پیرا گراف : 5



زمانہ نزول:

سورت ﴿الْمُرْسَلَاتِ﴾ قیام مکہ کے پہلے دور (3۶۰ نبوی) میں آپ ﷺ پر نازل ہوئی، جب اسلام کی دعوت خفیہ طور پر دی جا رہی تھی۔ عبد اللہ بن مسعودؓ کی روایت ہے کہ یہ منیٰ کے غار میں نازل ہوئی۔ (صحیح بخاری)

سورة المرسلات کے فضائل

یہ ان سورتوں میں سے ایک ہے، جس نے رسول اللہ ﷺ کو بوڑھا کر دیا تھا۔ چنانچہ فرمایا:

﴿شَيْبَتْنِي هُوَ وَالْوَالِقَةُ وَالْمُرْسَلَاتُ وَعَمَّ يَتَسَاءَلُونَ وَإِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ﴾

”سورة هود، سورة الواقعة، سورة المرسلات، سورة الذلّٰا اور سورة التّٰویر نے مجھے بوڑھا کر دیا۔“

(جامع ترمذی: کتاب التفسیر، باب سورة الواقعة، حدیث 3,297، صحیح)

سورة المرسلات کا کتابی ربط

- 1- پچھلی سورة الذّٰھر ﴿میں﴾ آئم و کفّور ﴿یعنی گنہگار اور ناشکری قیادت کی دنیا پرستی اور آخرت فراموشی کا نقشہ﴾ ﴿إِنَّ هَؤُلَاءِ يُحِبُّونَ الْعَاجِلَةَ وَيَذَرُونَ وَرَاءَهُمْ يَوْمًا نَّقِيلًا﴾ سے کھینچا گیا تھا۔ یہاں ﴿سورة المرسلات﴾ میں، ایک طغریا سلوب سے یہی بات دہرائی گئی کہ آخرت کو نہ ماننے والی یہ قیادت بدکردار اور ﴿مجرم﴾ ہے۔ ﴿كُلُوا وَتَمْتَعُوا قَلِيلًا إِنَّكُمْ مُّجْرِمُونَ﴾ (آیت: 46)
- 2- سورة المرسلات میں ﴿مؤمنین و محسنین و متقین﴾ کے مقابلے میں ﴿مکذّٰبین و مجرمین﴾ کے درمیان موازنہ ہے، جب کہ اگلی سورت النّٰبا میں ﴿متقین﴾ اور منکر آخرت ﴿طاغین﴾ کے درمیان تقابل ہے۔

اہم کلیدی الفاظ اور مضامین

- 1- اس سورت میں ایک آیت دس (10) مرتبہ دہرائی گئی ہے۔ ﴿وَيْلٌ يُّومَئِذٍ لِلْمُكَذِّبِينَ﴾ ”تباہی ہے اُس دن جھٹلانے والوں کے لیے۔“
- یہ آیت ترجیح ہے۔ منکرین آخرت کو اس تکرار کے ذریعے یہ سمجھایا گیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی دعوت کی ﴿تھدیق﴾ کرنے ہی میں ان کی بھلائی ہے اور اس کی ﴿تکذیب﴾ ان کی تباہی، ہلاکت اور بربادی میں اضافے کا سبب بنے گی۔
- 2- اس سورت کا اختتام ایک سوالیہ آیت پر ہوا ہے۔ ﴿فَبِأَيِّ حُدُودٍ بَعْدَهُ يَوْمُنُوعٍ؟﴾ (آیت: 50) آفاق، تاریخی، انفسی دلائل کے ذریعے ان لیڈروں پر اتمام حجت کر کے پوچھا گیا ہے کہ اب قرآن جیسے معجزانہ کلام کے بعد کون سا ایسا کلام ہو سکتا ہے، جس سے متاثر ہو کر یہ لوگ ایمان لائیں گے۔

سورة المرسلات کا نظم جلی

سُورَةُ الْمُرْسَلَاتِ پانچ (5) پیرا گرافوں پر مشتمل ہے۔

1- آیات 1 تا 7: پہلے پیرا گراف میں ہواؤں کی آفاقی دلیل سے جزاء و سزا اور امکانِ آخرت پر استدلال کیا گیا ہے۔

اس میں ایک تاریخی دلیل بھی پوشیدہ ہے۔ تاریخ شاہد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہواؤں سے کئی قوموں کو ہلاک کیا۔ جیسے ہود کی قوم عاد۔ ہواؤں کی شہادت اور گواہی ہے کہ قیامت ضرور برپا ہوگی۔ اللہ تعالیٰ بے درپے ہوائیں بھیجتا ہے، جو طوفانی رفتار سے چلتے ہوئے گرد و غبار اڑاتی ہیں۔ بادلوں کو پھیلاتی ہیں۔ جس کے نتیجے میں اللہ کا عذاب یا ثواب نازل ہوتا ہے۔ ہواؤں کے دو پہلو ہیں۔ جزا کا پہلو اور سزا کا پہلو۔ ہوائیں لوگوں کے دلوں میں اللہ کی یاد تازہ کرتی ہیں۔ انہیں ڈراتی ہیں۔ متنبہ اور خبردار کرتی ہیں۔ وہ کہتی ہیں کہ تم سے جو وعدہ کیا جا رہا ہے، وہ ضرور واقع ہو کر رہے گا۔ یعنی قیامت۔ ﴿إِنَّمَا تُوعَدُونَ لَوَاقِعٌ﴾ (آیت: 7)

2- آیات 8 تا 15: دوسرے پیرا گراف میں قیامت کی ہولناکی کی تصویر دکھا کر، منکرینِ قیامت کی تخویف کی گئی ہے۔

جب ستارے ماند پڑ جائیں گے، آسمان پھاڑ دیا جائے گا اور پہاڑ دھنک ڈالے جائیں گے اور رسولوں کی حاضری کا وقت آپہنچے گا تو یہی دن ﴿يَوْمُ الْقَصْفِ﴾ ہوگا۔ فیصلے کا دن۔ اُس دن رسول اللہ ﷺ کی دعوت کو جھٹلانے والوں کی شامت آئے گی۔

3- آیات 16 تا 28: تیسرے پیرا گراف میں ﴿تاریخی دلیلیں﴾ بھی ہیں، ﴿آفاقی دلیلیں﴾ بھی ہیں اور ﴿ربوبیت کی دلیلیں﴾ بھی ہیں۔

تینوں قسم کے دلائل سے اللہ تعالیٰ کی قدرت ثابت کرتے ہوئے امکانِ قیامت پر استدلال کیا گیا ہے۔ اس کے تین ذیلی پیرا گراف ہیں۔

(a) ﴿تاریخِ ہلاکتِ اقوام سے قیامت پر استدلال﴾

تاریخ سے استدلال کیا گیا کہ کیا اللہ نے مجرم قوموں کو ہلاک نہیں کیا؟ اسی طرح وہ مستقبل میں بھی مجرم قوموں کو ہلاک کرتا رہے گا اور بالآخر ان مجرم اور جھٹلانے والوں کی ہلاکت ہو کر رہے گی۔ اس کے بعد وہی آیت ترجیح ہے۔

﴿وَقِيلَ "يَوْمَئِذٍ لِلْمُكَذِّبِينَ"﴾ تبائی ہے! اُس دن، جھٹلانے والوں کے لیے! (آیت: 19)

(b) ﴿دلائلِ انفس سے قیامت پر استدلال﴾

پھر انسان کو اپنے نفس میں جھانک کر اپنے ماضی پر غور کرتے ہوئے، اپنے مستقبل پر یعنی آخرت پر ایمان لانے کا مطالبہ کیا گیا۔ اللہ کی قدرت اور حکمت ثابت کی گئی کہ اس نے ایک حقیر نطفے سے ماں کے پیٹ میں حمل ٹھہرایا۔ ایسی عظیم الشان قدرت رکھنے والی ہستی قیامت کو برپا کرنے کی پوری قوت و قدرت رکھتی ہے۔ لوگوں کو آخرت کی

زندگی پر ایمان لا کر صحیح رویہ اختیار کرنا چاہیے۔ ورنہ آخرت کو جھٹلانے والوں کی تباہی لازمی ہے۔ اس کے بعد وہی آیت ترجیع ہے۔

(c) ﴿اسباب ربوبیت اور آفاقی دلائل سے قیامت پر استدلال﴾

تاریخی اور انفسی دلائل کے بعد ربوبیت کے دلائل رکھے گئے۔ انسانی ضمیر سے پوچھا گیا کہ انہیں زمین پر، بلند و بالا پہاڑوں پر اور ٹھٹھے پانی کی نعمت پر غور کر کے کیا اللہ کی قدرت اور طاقت کو تسلیم نہیں کر لینا چاہیے؟ اور اُس کی نعمتوں پر شکر نہیں ادا کرنا چاہیے؟ ورنہ قیامت کے دن ناشکروں کی ہلاکت ہو کر رہے گی۔ پھر اس کے بعد وہی آیت ترجیع دہرائی گئی ہے۔

4- آیات 29 تا 40: چوتھے پیرا گراف میں، دوزخ کے عذاب کی نوعیت سے، روز قیامت مُکْذِبِین کی بے بسی کی تصویر سے اور اللہ تعالیٰ کی قدرت و طاقت سے منکرین قیامت کی تحویف کی گئی ہے۔ اس کے بھی تین ذیلی پیرا گراف ہیں۔

● دوزخ کے عذاب کی نوعیت سے تحویف:

سب سے پہلے دوزخ کا نقشہ کھینچا گیا ہے۔ اس کے سائے بھی تکلیف دے ہوں گے۔ نہ وہ ٹھنڈک پہنچائیں گے اور نہ آگ کی لپٹ سے بچائیں گے۔ دوزخ کی آگ کے بلند شعلوں کو اونچے محل سے تشبیہ دی گئی۔ اچھلتے ہوئے شعلوں کو زرد اونٹوں سے تشبیہ دی گئی۔ وہ دوزخ جس کا فیصلہ روز قیامت اُس کے جھٹلانے والوں کے حق میں ہوگا۔ پھر اُس کے بعد وہی آیت ترجیع دہرائی گئی ہے۔ اس دن قیامت کے دن کو جھٹلانے والوں کی شامت آئے گی اور وہ دوزخ میں داخل ہو کر رہیں گے۔

● روز قیامت مُکْذِبِین کی بے بسی سے تحویف:

اگلے ذیلی پیرا گراف میں دوزخ کا نقشہ کھینچنے کے بعد جھٹلانے والوں کی بے بسی کا نقشہ کھینچا گیا ہے۔ روز قیامت جھٹلانے والے نہ تو بول سکیں گے اور نہ انہیں معذرت کا موقع دیا جائے گا۔ کوئی عذر اور بہانہ بھی تراش نہیں سکیں گے۔ ﴿هَذَا يَوْمٌ لَا يَنْطِقُونَ ۝ وَلَا يُؤْذَنُ لَهُمْ فَيَعْتَلِرُونَ﴾ (آیات 35، 36) پھر وہی آیت ترجیع ہے۔

یہ دن جھٹلانے والوں کی ہلاکت و بربادی کا ہوگا۔ ﴿وَبَلِّغْ يَوْمَئِذٍ لِلْمُكَذِّبِينَ﴾ (آیت 37)

● روز قیامت اللہ کی قدرت سے تحویف:

آخری ذیلی پیرا گراف میں اللہ کی قدرت کا تذکرہ ہے کہ وہ فیصلے کے دن تمام اگلوں اور پچھلوں کو جمع کرے گا۔ تمام انسان بے بس ہوں گے۔ انسانوں کو چیلنج کیا گیا کہ اگر وہ اللہ کے خلاف کوئی چال چل سکتے ہوں تو اس کی کوشش کرو کیسے وہ نہ تو قیامت کو روک سکتے ہیں اور نہ ٹال سکتے ہیں۔ اس دن منکرین قیامت کی شامت آ کر رہے گی۔

5- آیات 41 تا 50: آخری پیرا گراف میں روز قیامت سے ڈر ڈر کر زندگی گزارنے والے ﴿مُتَّقِينَ﴾ اور ایمان لا کر نیک عمل کرنے والے ﴿مُحْسِنِينَ﴾ کے اجر و ثواب کی تفصیل بیان کر کے، منکرین قیامت بدکردار ﴿مُجْرِمِينَ﴾ کو ڈرایا گیا ہے۔

﴿مُتَّقِينَ﴾ کے لیے ایسے باغات ہوں گے، جن میں سائے، چشمے اور مختلف قسم کے پھل ہوں گے۔ اُن سے کہا جائے گا کہ وہ اپنے نیک اعمال کے بدلے جنت کی ان نعمتوں سے لطف اندوز ہو سکتے ہیں۔ ایک اہم قاعدہ یہ بیان کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ ہمیشہ نیک لوگوں کو ایسی ہی جزا دیتا ہے اور جھٹلانے والوں کو عذاب سے دوچار کرتا ہے۔

﴿إِنَّا كَذَلِكْ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ﴾ (آیت: 44) ﴿وَبَلَّغْ يَوْمَئِذٍ لِلْمُكَذِّبِينَ﴾ (آیت: 45) دعوت کو مسترد کرنے والے رویوں کی تصویر سے مُکَذِّبِينَ کی تحریف:

متقین کی نعمتوں کے ذکر کے بعد ﴿مُجْرِمِينَ﴾ سے طنزیہ خطاب کیا گیا کہ اس دنیا کی چند روزہ زندگی میں خوب کھاپی لیں۔ عیش کر لیں لیکن قیامت کے دن انہیں ہلاکت سے دوچار ہونا پڑے گا۔ پھر قیامت کو جھٹلانے والے ان ﴿مُجْرِمِينَ﴾ کو لوگوں کے باطنی خبث کی نشاندہی کی گئی کہ یہ ﴿مُتَكَبِّرِينَ﴾ ہیں۔ جب ان سے اللہ کے آگے جھکنے کا مطالبہ کیا جاتا ہے تو یہ نہیں جھکتے۔ ان کی تباہی یقینی ہے۔

آخری آیت میں ایک چبھتا اور درد مند سوال کیا گیا کہ یہ جھٹلانے والے اب کون سے کلام پر ایمان لائیں گے؟ ﴿لَبِائِي حَذِيبٌ بَعْدَهُ يَوْمُنُورٌ؟﴾ (آیت: 50)۔ ان کا تکبر، ان کی ضد اور ہٹ دھرمی، قرآن جیسے بلند پایا کلام اور اُس کے ہمہ پہلو مسکت دلائل کے بعد بھلا کس چیز سے مطمئن و قائل ہو کر ایمان کی راہ پا سکتی ہے؟

مرکزی مضمون

قرآن مجید، قیامت کی عقلی، آفاقی، انفسی اور تاریخی دلیلیں فراہم کر رہا ہے۔ قیامت، واقع ہو کر رہے گی اور مُکَذِّبِينَ (یعنی قیامت کو جھٹلانے والے متکبر، ضدی اور ہٹ دھرم) تباہ و برباد ہو کر رہیں گے، اس کے برخلاف مؤمنین، مُصَدِّقِينَ، مُحْسِنِينَ اور مُتَّقِينَ اجر و ثواب سے فیض یاب ہوں گے۔

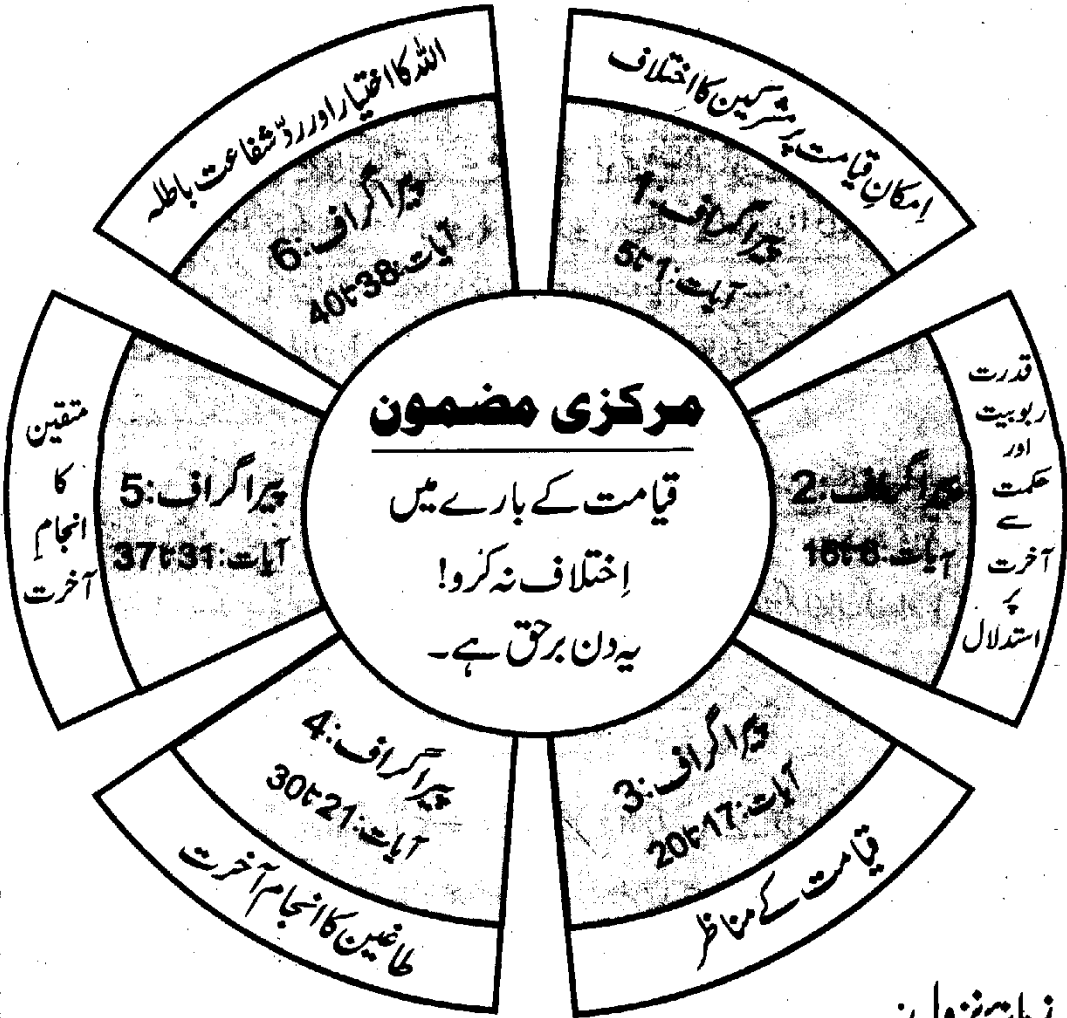


ترتیبی نقشہ ربط

نظم جلی

78- سُورَةُ النَّبَاِ

آیات : 40 مَكِّيَّةٌ پیرا گراف : 6



زمانہ نزول:

سورت ﴿النَّبَا﴾ قیام مکہ کے دوسرے دور (4 تا 5 نبوی) میں اعلانِ عام کے بعد آپ ﷺ پر نازل ہوئی، جب قیامت کے بارے میں اختلاف برپا ہو چکا تھا اور جب قیامت اور امکانِ آخرت کے عقیدے کو پختہ کیا جا رہا تھا۔

سورة النَّبَا کے فضائل

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

﴿شَبَّتْنِي هُودٌ وَالْوَاقِعَةُ وَالْمُرْسَلَاتُ وَعَمَّ يَتَسَاءَلُونَ وَإِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ﴾
 ”سورة ہود، سورة الواقعة، سورة المرسلات، سورة النبأ اور سورة التکویر نے مجھے بوڑھا کر دیا۔“ (جامع ترمذی: کتاب التفسیر، باب سورة الواقعة، حدیث 3,297، صحیح)

سورة النَّبَا کا کتابی ربط

پچھلی سورت ﴿الْمُرْسَلَات﴾ میں بار بار بتایا گیا تھا کہ قیامت کو جھٹلانے والے ﴿مُكَذِّبِينَ﴾ کی تباہی اور بربادی ہوگی، یہاں سورت ﴿النَّبَا﴾ میں یہ بیان کیا گیا کہ قیامت کونہ ماننے والے ﴿طَاغِينَ﴾ بن کر، سرکش اور متمرد دوزخی ہو جاتے ہیں۔ اس کے برخلاف قیامت کو مان کر، حدود و قیود کے ساتھ زندگی گزارنے والے ﴿مُتَّقِينَ﴾ جنت کے مستحق ہو جاتے ہیں۔

اہم کلیدی الفاظ اور مضامین

- آیت نمبر 3 میں قیامت کے بارے میں اختلاف نقل کیا گیا تھا ﴿الَّذِي هُمْ فِيهِ مُخْتَلِفُونَ﴾، اس کا جواب آیت نمبر 39 میں ﴿ذَلِكَ الْيَوْمُ الْحَقُّ﴾ ’یہ دن برحق ہے‘ کے الفاظ سے دیا گیا۔
- آیت نمبر 7 میں بتایا گیا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے پہاڑوں کو زمین میں کھونٹوں کی طرح گاڑ کر مضبوط اور مستحکم کر دیا ہے ﴿وَالْجِبَالُ أَوْتَادًا﴾، لیکن آیت نمبر 20 میں بتایا گیا کہ روز قیامت یہی پہاڑ سراب ہو جائیں گے اور حرکت کرنے لگیں گے۔ ﴿وَسُيِّرَتِ الْجِبَالُ فَكَانَتْ سَرَابًا﴾
- آیت نمبر 12 میں بتایا گیا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے اوپر سات مضبوط اور محکم آسمان بنائے ہیں ﴿وَبَنَيْنَا قُوفُكُمْ سَبْعًا سَدَادًا﴾، جن میں کوئی شکاف یا دراڑ نہیں ہے، لیکن آیت نمبر 19 میں بتایا گیا کہ روز قیامت یہی آسمان کھول دیے جائیں گے اور ان میں دروازے ہی دروازے ہوں گے۔ ﴿وَنُفِثَتِ السَّمَاءُ فَكَانَتْ أَبْوَابًا﴾
- اس سورت میں ﴿مُتَّقِينَ﴾ اور ﴿طَاغِينَ﴾ کے درمیان موازنہ ہے۔ ان دونوں کا انجام بھی مختلف ہوگا۔ خوف قیامت کے ساتھ زندگی گزارنے والے ﴿مُتَّقِينَ﴾ ہوتے ہیں اور خوف قیامت کے بغیر زندگی گزارنے والے سرکش ﴿طَاغِينَ﴾ ہو جاتے ہیں۔

سُورَةُ النَّبَاِ كَاتِظُمُ جَلِي

سُورَةُ النَّبَاِ (6) پیرا گرافوں پر مشتمل ہے۔

1- آیات 51: پہلے پیرا گراف میں قیامت ﴿نَبَاٌ عَظِيمٌ﴾ پر اختلاف کرنے والوں کو، ان کے شک اور ان کی حیرت انگیزی پر تنبیہ کی گئی ہے۔ قیامت جس کے بارے میں، یہ چہ میگوئیاں کر رہے ہیں، ایک بہت بڑی خبر ہے۔

امکان قیامت کے بارے میں اختلاف غلط ہے، یہ ہو کر رہے گی۔ (آیت نمبر 39)

﴿عَمَّ يَتَسَاءَلُونَ﴾ (1) یہ لوگ کس، چیز کے بارے میں پوچھ رہے ہیں؟

﴿عَنِ النَّبَاِ الْعَظِيمِ﴾ (2) کیا اس بڑی خبر کے بارے میں !

﴿الَّذِي هُمْ فِيهِ مُخْتَلِفُونَ﴾ (3) جس کے متعلق یہ مختلف چہ میگوئیاں کرنے میں لگے ہوئے ہیں۔

﴿كَلَّا سَيَعْلَمُونَ﴾ (4) ہرگز نہیں! عنقریب انہیں معلوم ہو جائے گا۔

﴿ثُمَّ كَلَّا سَيَعْلَمُونَ﴾ (5) ہاں! ہرگز نہیں! عنقریب انہیں معلوم ہو جائے گا۔

2- آیات 16: دوسرے پیرا گراف میں، اللہ تعالیٰ کی قدرت، ربوبیت اور حکمت سے آخرت پر استدلال ہے۔

اس میں اسباب ربوبیت سے، امکان آخرت پر دلیل قائم کی گئی ہے۔

﴿أَلَمْ نَجْعَلِ الْأَرْضَ مِهْدًا﴾ (6) کیا یہ واقعہ نہیں ہے کہ ہم نے زمین کو فرش (گہوارہ) بنایا؟

﴿وَالْجِبَالَ أَوْتَادًا﴾ (7) اور (کیا نہیں) پہاڑوں کو میٹھوں کی طرح گاڑ دیا؟

﴿وَخَلَقْنَاكُمْ أَزْوَاجًا﴾ (8) اور (کیا نہیں) ہم نے تمہیں جوڑوں کی شکل میں پیدا کیا؟

﴿وَجَعَلْنَا نَوْمَكُمْ سُبَاتًا﴾ (9) اور (کیا نہیں) ہم نے تمہاری نیند کو باعث سکون بنایا؟

﴿وَجَعَلْنَا اللَّيْلَ لِبَاسًا﴾ (10) اور (کیا نہیں) رات کو پردہ پوش بنایا؟

﴿وَجَعَلْنَا النَّهَارَ مَعَاشًا﴾ (11) اور (کیا نہیں) ہم نے دن کو معاش کا وقت بنایا؟

﴿وَبَنَيْنَا فَوْقَكُمْ سَبْعًا شِدَادًا﴾ (12) اور تمہارے اوپر سات مضبوط (آسمان) قائم کیے؟

﴿وَجَعَلْنَا سِرَاجًا وَهَّاجًا﴾ (13) اور ہم نے، ایک نہایت روشن اور گرم چراغ پیدا کیا؟

﴿وَأَنزَلْنَا مِنَ الْمُعْصِرَاتِ مَاءً ثَجَّاجًا﴾ (14) اور (کیا نہیں) ہم نے بادلوں سے، لگا تار بارش برسائی؟

﴿لِّنُخْرِجَ بِهِ حَبًّا وَنَبَاتًا﴾ (15) تاکہ اس کے ذریعہ سے، غلہ اور ہنری اُگائے؟

﴿وَجَنَّاتٍ أَلْفَافًا﴾ (16) اور گھنے باغ بھی (اُگائے)؟

3- آیات 17 تا 20: تیسرے پیرا گراف میں، قیامت کے مناظر کا نقشہ کھینچا گیا ہے۔

﴿إِنَّ يَوْمَ الْفُصْلِ كَانَ مِيقَاتًا﴾ (17) بے شک فیصلے کا دن مقرر ہے۔

﴿يَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّورِ نَمَاتٌ أَلْوَجَا﴾ (18) جس روز، صور میں بھونک مار دی جائے گی، تم فوج در فوج نکل آؤ گے۔

﴿وَلِيَصْعَبَ السَّمَاءُ فَكَانَتْ أَبْوَابًا﴾ (19) آسمان کھول دیا جائے گا اور اس میں دروازے ہی

دروازے ہو جائیں گے۔

﴿وَسِيرَتِ الْجِبَالُ، فَكَانَتْ مَرَابًا﴾ (20) اور پہاڑ چلائے جائیں گے، یہاں تک کہ وہ سراب

ہو جائیں گے۔

4- آیات 21 تا 30: چوتھے پیرا گراف میں، بتایا گیا ہے کہ قیامت کا انکار کرنے والے طاغی ہوتے ہیں، ان سرکشوں

﴿طَاغِينَ﴾ کے لیے دوزخ کی آگ، کھولتا ہوا پانی اور زخموں کا دھوون ہے۔

﴿إِنَّ جَهَنَّمَ كَانَتْ مِرْصَادًا﴾ (21) یقیناً جہنم، کھات میں ہوگی۔

﴿لِلطَّاغِينَ مَأْبَا﴾ (22) جو طاغین (سرکشوں) کا ٹھکانا ہے۔

﴿لِيُخِشَ فِيهَا أَحْقَابًا﴾ (23) اس (دوزخ) میں وہ مدتوں پڑے رہیں گے۔

﴿لَا يَدْرُقُونَ فِيهَا بَرْدًا وَلَا شَرَابًا﴾ (24) اس کے اندر کسی ٹھنڈک اور پینے کے قابل، کسی چیز کا مزہ

نہ چکھیں گے۔

﴿إِلَّا حَمِيمًا وَغَسَّاقًا﴾ (25) کچھ ملے گا تو بس گرم پانی! اور زخموں کا دھوون (پیپ)!

﴿جَزَاءً وَثَاقًا﴾ (26) ان کے (کرتوتوں کا) بھرپور بدلہ۔

﴿إِنَّهُمْ كَانُوا لَا يَرْجُونَ حِسَابًا﴾ (27) یہ (دوزخی) کسی حساب کی توقع نہ رکھتے تھے۔

﴿وَكَذَبُوا بآيَاتِنَا كَذَابًا﴾ (28) اور ہماری آیتوں کو انہوں نے بالکل جھٹلایا تھا۔

﴿وَكُلُّ شَيْءٍ أَحْصَيْنَاهُ كِتَابًا﴾ (29) اور حال یہ تھا کہ ہم نے ہر چیز گن گن کر لکھ رکھی تھی۔

﴿فَلَذُقُوا اَلْكَرْنَ نَزِيدُكُمْ إِلَّا عَذَابًا﴾ (30) اب چکھو مزہ! ہم تمہارے لیے عذاب کے سوا، کسی چیز

میں ہرگز اضافہ نہ کریں گے۔

5- آیات 31 تا 37: پانچویں پیرا گراف میں بتایا گیا ہے کہ ﴿طَاغِينَ﴾ کے بالقابل، ﴿مُتَّقِينَ﴾ کا انجام جنت ہوگا

﴿مُتَّقِينَ﴾ کا مقدر ہوگی، ان کے لیے باغات، بیویاں اور شراب وغیرہ کا انعام ہوگا۔

یقیناً متقیوں کے لیے، کامرانی کا ایک مقام ہے۔
بارغ اور انکور۔

اور نوخیز (اٹھتی جوانیاں)، ہم سن لڑکیاں۔
اور پھلکتے جام۔

وہاں وہ کوئی لغو اور جھوٹی بات نہیں سنیں گے۔
جزاء اور کافی انعام، تمہارے رب کی طرف سے۔
(ان کے عمل کے حساب سے صلہ)

جوز میں اور آسمانوں کا مالک ہے
اور ان کے درمیان کی چیزوں کا بھی، مہربان رب
جس کے سامنے کسی کو بولنے کا یارا نہیں۔

﴿إِنَّ لِلْمُتَّقِينَ مَفَازًا﴾ (31)

﴿حَدَائِقَ وَأَعْنَابًا﴾ (32)

﴿وَكَوَاعِبَ أُنْرُبًا﴾ (33)

﴿وَكَنَاسًا دِهَاقًا﴾ (34)

﴿لَا يَسْمَعُونَ فِيهَا لَغْوًا وَلَا كِدًّا﴾ (35)

﴿جَزَاءً مِّن رَّبِّكَ عَطَاءٌ حِسَابًا﴾ (36)

﴿رَبِّ السَّمُوتِ وَالْأَرْضِ

وَمَا بَيْنَهُمَا الرَّحْمَنِ

لَا يَمْلِكُونَ مِنْهُ خِطَابًا﴾ (37)

6- آیات 38 تا 40: چھٹے اور آخری پیرا کراف میں، اللہ کے اختیار کی وضاحت ہے اور شفاعتِ باطلہ کی تردید ہے۔

یہ وہ دن ہوگا جب جبریلؑ اور فرشتے صف بستہ ہوں گے
کوئی بلا اجازت زبان تک نہ کھول سکے گا،

سوائے اس کے، جس کو رحمنؑ اجازت دے گا
اور وہ بالکل ٹھیک بات کہے گا۔

وہ دن برحق ہے، (یہ دن ہونی شدنی ہے)

اب جس کا جی چاہے، اپنے رب کی طرف پلٹنے کا راستہ
اختیار کر لے۔

ہم نے لوگوں کو اس عذاب سے ڈرا دیا ہے جو قریب ہے
جس روز آدمی سب کچھ دیکھ لے گا، جو اس کے ہاتھوں نے آگے بھیجا ہے

اور کافر پکارا ٹھکے گا: کاش! میں خاک ہوتا!

اس پیرا کراف میں عدالتِ خداوندی کا منظر ہے۔ سارے شفیع بے اختیار ہوں گے ﴿لَا يَمْلِكُونَ﴾

﴿لَا يَتَكَلَّمُونَ﴾ قیامت کے دن کلی اختیارات، صرف اور صرف اللہ کے ہاتھ میں ہوں گے، ﴿شفیع﴾

یعنی سفارش کرنے والا بھی، اللہ کی اجازت کے بغیر نہ کھول سکے گا اور اس کی زبان سے، کسی غلط سفارش کے الفاظ
نہیں نکل سکیں گے، اس کے لیوں پر قولِ صواب (قولِ عدل) ہی ہوگا ﴿وَلَا نَلِيَّ صَوَابًا﴾۔

مرکزی مضمون

امکان قیامت کے بارے میں اختلاف نہیں کرنا چاہیے۔ یقیناً یہ دن برحق ہے۔
 قیامت کے دن، خوفِ آخرت سے بے نیاز ﴿مُكَافِرِينَ﴾ اور خوفِ آخرت کے تحت زندگی گزارنے والے ﴿مُتَّقِينَ﴾ کا انجام مختلف ہوگا۔
 شفاعتِ باطلہ کے عقیدے پر انحصار نہیں کرنا چاہیے، بلکہ سرکشی ﴿طُغُوٰی﴾ سے بچتے ہوئے، خوفِ قیامت کے سائے میں زندگی گزارتے ہوئے، ﴿مُتَّقِينَ﴾ بن کر جنت کے حصول کی کوشش کرنا چاہیے۔



FLOW CHART

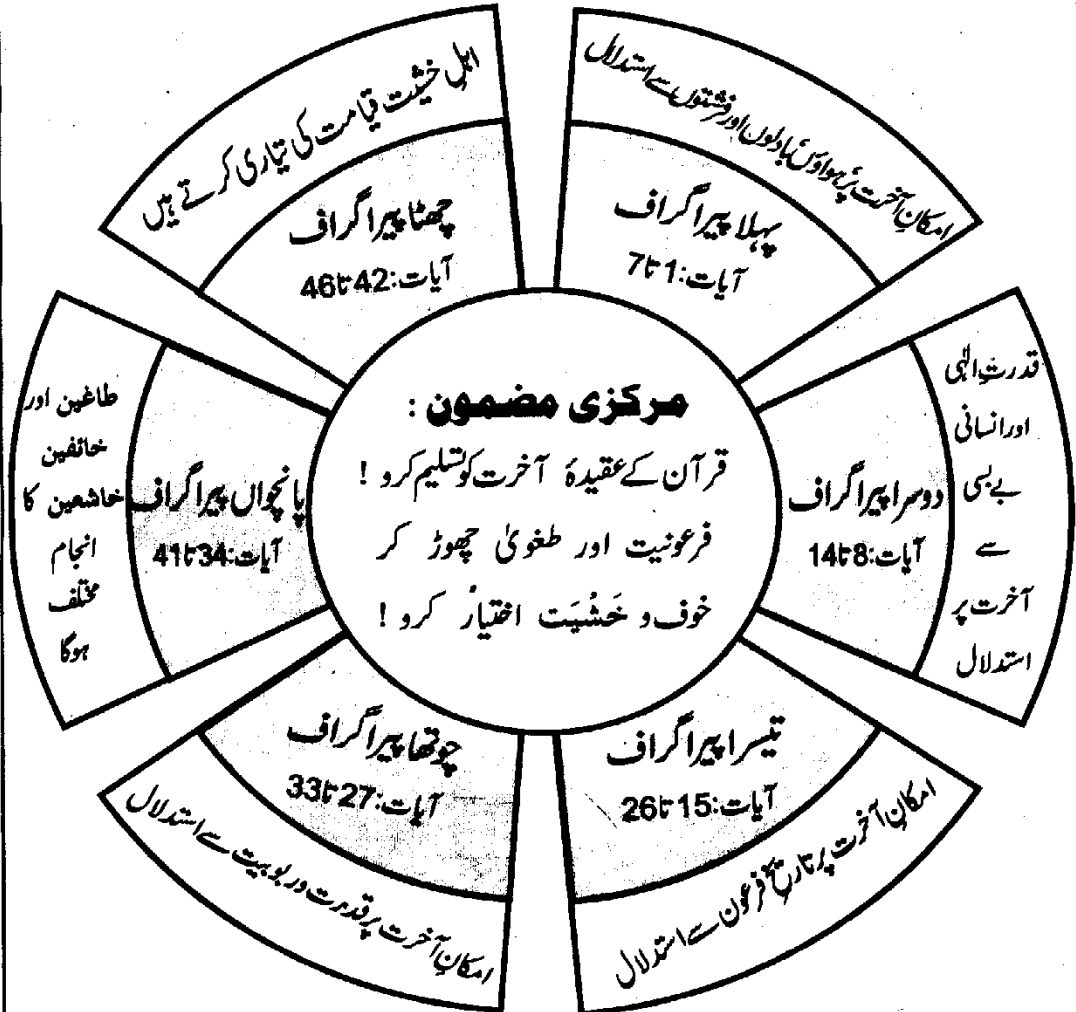
MACRO-STRUCTURE

نظم جلی

ترتیبی نقشہ ربط

79- سُورَةُ النَّازِعَاتِ

آیات : 46 مَكِّيَّةٌ پیرا گراف : 6



زمانہ نزول:

سورت النّٰزِعَاتِ بھی، سورت النباء کے بعد قیام مکہ کے دوسرے دور (4 تا 5 نبوی) میں اعلانِ عام کے بعد آپ ﷺ پر نازل ہوئی، جب قیامت کے بارے میں اختلاف برپا ہو چکا تھا اور مشرکین مکہ کے سرکش رویے، طغویٰ کی طرح طاغوتی ہو رہے تھے۔

سورةُ النَّازِعَاتِ کا کتابی ربط

پہلی سورت النَّبَا میں ﴿طَائِعِينَ اور مُتَّقِينَ﴾ کے درمیان تقابل تھا، یہاں اس سورت ﴿النّازعات﴾ میں ﴿طَائِعِينَ﴾ اور ﴿اهلِ خَشْيَتِ﴾ کے درمیان موازنہ ہے۔

اہم کلیدی الفاظ اور مضامین

- 1- اس سورت میں خاشعین (اہلِ خشیت)، خاشعین اور خاشعین کا تقابل، ﴿طَائِعِينَ﴾ سے کیا گیا ہے۔
- 2- اس سورت میں تین (3) مرتبہ ﴿خَشْيَتِ﴾ کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ (آیات: 19، 26، 45)
 - (a) حضرت موسیٰؑ نے، فرعون کو تزکیہ نفس کی دعوت دی، تاکہ اس کے قلب کے اندر اللہ کی ﴿خَشْيَتِ﴾ پیدا ہو۔ (آیت: 19)
 - (b) قوم فرعون کی ہلاکت میں ہر اُس شخص کے لیے عبرت کا سامان موجود ہے، جو اللہ تعالیٰ کی ﴿خَشْيَتِ﴾ اختیار کرنا چاہتا ہے۔ (آیت: 26)
 - (c) رسول اللہ ﷺ کو صاف صاف بتا دیا گیا کہ آپ صرف ﴿مُسْلِمِينَ﴾ یعنی خیردار کرنے والے ہیں، آپ کا ﴿انذار﴾ صرف اُس شخص کے لیے مفید ثابت ہو سکتا ہے، جو آخرت کی ﴿خَشْيَتِ﴾ اختیار کرنا چاہتا ہے۔
- 3- جنت میں ہر وہ شخص داخل ہوگا، جو ﴿طغیوی﴾، ﴿حُبِ دُنْیَا﴾ اور خواہشاتِ نفس سے بچ کر، روزِ قیامت اللہ کے حضور قیام اور جواب دہی کے تصور کے ساتھ زندگی گزارتا ہے۔ (آیت: 40)
- 4- ﴿طغی﴾ کا لفظ اس سورت میں دو (2) مرتبہ استعمال ہوا ہے۔ (آیات: 17 اور 37)
 - (a) اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ کو حکم دیا تھا کہ وہ فرعون کے پاس جا کر دعوتِ اسلام دیں، کیونکہ وہ ﴿طَغِی﴾ یعنی سرکش ہو چکا تھا (آیت: 17)
 - (b) ہر اُس شخص کا ٹھکانہ جہنم ہوگا، جو آخرت کے مقابلے میں دنیا کو ترجیح دے کر ﴿طَغِی﴾ یعنی سرکش بن جاتا ہے۔ (آیات: 37-39)

سُورَةُ النَّازِعَاتِ کا نظم جلی

سُورَةُ النَّازِعَاتِ چھ (6) ہیرا گرافوں پر مشتمل ہے۔

1- آیات 7۵ تا ۱: پہلے ہیرا گراف میں، امکانِ آخرت پر ہواؤں، بادلوں اور فرشتوں سے استدلال کیا گیا ہے۔

- ﴿وَالنَّازِعَاتُ غُرُفًا﴾ (1) قسم ہے ان (فرشتوں) کی جو ڈوب کر کھینچتے ہیں۔
 ﴿وَالنَّشِطَاتُ نَشْطًا﴾ (2) اور (قسم ہے جو) آہستگی سے نکال لے جاتے ہیں۔
 ﴿وَالسَّابِقَاتُ سَبْعًا﴾ (3) اور قسم ہے ان فرشتوں کی جو کائنات میں (تیزی سے تیرتے پھرتے ہیں۔
 ﴿فَالسَّابِقَاتُ سَبْعًا﴾ (4) پھر (حکم بجالانے میں) سبقت کرتے ہیں۔
 ﴿فَالْمُدَبِّرَاتُ أَمْرًا﴾ (5) پھر (احکام الہی کے مطابق) معاملات کا انتظام چلاتے ہیں۔
 ﴿يَوْمَ تَرْجُفُ الرَّاجِفَةُ﴾ (6) جس روز ہلانا مارے گا، زلزلے کا جھٹکا۔ (اس دن سے ڈرو!)
 ﴿تَتَّبِعُهَا الرَّادِفَةُ﴾ (7) اور اس کے پیچھے ایک اور جھٹکا پڑے گا۔

ہوائیں، قانونِ جزا و سزا (Law of Reward & Punishment) کا ثبوت پیش کر رہی ہیں۔ ہواؤں اور بادلوں کے نظام پر اللہ تعالیٰ کا مکمل کنٹرول ہے، اللہ تعالیٰ جس کے لیے چاہے ان کو رحمت بنادے اور جس کے لیے چاہے عذاب بنادے۔ ﴿نازعات﴾ یعنی کھینچنے والیوں سے مراد، اللہ کے فرشتے بھی ہو سکتے ہیں اور ہوائیں بھی جو تناور درختوں کو جڑ سے اکھاڑ پھینکتی ہیں۔

2- آیات 14۵ تا 8: دوسرے ہیرا گراف میں، قدرتِ الہی اور انسانی بے بسی سے آخرت پر استدلال کیا گیا ہے۔

- ﴿قُلُوبٌ يَّوْمِيَّةٌ وَآجِفَةٌ﴾ (8) کچھ دل ہوں گے، جو اس روز کا نپ رہے ہوں گے۔ (دھڑکتے ہوں گے)
 ﴿أَبْصَارُهَا خَاشِعَةٌ﴾ (9) نگاہیں ان کی سہمی ہوئی ہوں گی۔ (پست ہوں گی)
 ﴿يَقُولُونَ ءَإِنَّا لَمَرْدُودُونَ فِي الْحَيَاةِ﴾ (10) یہ لوگ پوچھتے ہیں ”کیا واقعی ہم پلٹا کر پھر واپس لائے جائیں گے؟“
 ﴿ءَاِذَا كُنَّا عِظَامًا تَنْخَرَةً﴾ (11) کیا جب ہم کھوکی ہوئی ہڈیاں بن چکے ہوں گے؟ (کھٹکھٹاتی ہڈیاں)
 ﴿قَالُوا بَلْكَ إِذَا كَرَّةٌ خَاسِرَةٌ﴾ (12) کہنے لگے: یہ واپسی تو پھر بڑے گھائے کی ہوگی۔
 ﴿فَإِنَّمَا هِيَ زَجْرَةٌ وَاحِدَةٌ﴾ (13) حالانکہ یہ بس اتنا کام ہے کہ ایک زور کی ڈانٹ پڑے گی۔
 ﴿فَإِذَا هُمْ بِالسَّاهِرَةِ﴾ (14) اور یکایک یہ کھلے میدان میں موجود ہوں گے۔

3- آیات 26 تا 15: تیسرے ہیرا گراف میں، امکانِ آخرت پر ہلاکتِ فرعون سے استدلال کیا گیا ہے۔

﴿هَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ مُوسَى﴾ (15) کیا تمہیں موسیٰ کے قصے کی خبر پہنچی ہے؟

﴿إِذْ نَادَاهُ رَبُّهُ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى﴾ (16) جب ان کے رب نے انہیں طُوًی کی مقدس وادی میں پکارا تھا
 ﴿إِذْ هَبَّ إِلَىٰ فِرْعَوْنَ إِنَّهُ طَغَىٰ﴾ (17) فرعون کے پاس جاؤ! وہ سرکش (طاغی) ہو گیا ہے۔
 ﴿قُلْ هَلْ لَّكَ إِلَىٰ أَنْ تَزْلُمَنِي﴾ (18) اس سے کہنا! کیا تو اس کے لیے تیار ہے کہ پاکیزگی اختیار کرے!
 ﴿وَأَهْدِيكَ إِلَىٰ رَبِّكَ فَتَخْشَىٰ﴾ (19) اور میں تیرے رب کی طرف، تیری رہنمائی کروں تو (تیرے اندر) خوف پیدا ہو؟

﴿قَارَاهُ الْآيَةُ الْكُبْرَىٰ﴾ (20) پھر موسیٰ نے (فرعون کے پاس جا کر) اس کو بڑی نشانی دکھائی۔
 ﴿فَكَذَّبَ وَعَصَىٰ﴾ (21) مگر اس نے جھٹلادیا اور نہ مانا،
 ﴿ثُمَّ أَذْبَرَ يَسْعَىٰ﴾ (22) پھر چال بازیاں کرنے کے لیے پلٹا۔
 ﴿فَحَبَّرَ طَنَادَىٰ﴾ (23) اور لوگوں کو جمع کر کے پکارا۔ (اعلان کیا)
 ﴿فَقَالَ أَنَا رَبُّكُمُ الْأَعْلَىٰ﴾ (24) پھر اس نے کہا: ”میں تمہارا سب سے بڑا رب ہوں۔“
 ﴿فَأَعَدَّهُ اللَّهُ نَكَالَ الْأَخْوََةِ وَالْأُولَىٰ﴾ (25) آخر کار! اللہ نے اسے آخرت اور دنیا کے عذاب میں پکڑ لیا۔“
 ﴿إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَعِبْرَةً﴾ (26) درحقیقت اس میں بڑی عبرت ہے،
 ﴿لَعَلَّ مَنْ يَخْشَىٰ﴾ ہر اس شخص کے لیے جو خشیت اختیار کرے ڈرے۔

تاریخ کے اس واقعے سے قانون جزا و سزا کو ثابت کیا گیا ہے۔ حضرت موسیٰ اور طاغی فرعون کا قصہ مختصر آیات کر کے لوگوں کو خبردار کیا گیا ہے کہ اپنا تزکیہ کر لو! اخْشَيْتَ اختیار کرو! رسول کو جھٹلانے اور اس کی ہدایت و رہنمائی کو رد کرنے اور چال باز یوں سے اس کو شکست دینے کی کوشش کا جو انجام، فرعون دیکھ چکا ہے، اُس سے عبرت حاصل کر کے، اس روش سے باز آ جاؤ! ورنہ تمہارا بھی وہی انجام ہوگا۔ ﴿إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّمَنْ يَخْشَىٰ﴾۔

4- آیات 27 تا 33: چوتھے پیرا گراف میں، امکانِ آخرت پر اللہ تعالیٰ کی قدرت و ربوبیت سے استدلال کیا گیا ہے۔

آخرت کی عقلی دلیلیں فراہم کی گئی ہیں۔

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَتُمُوتُونَ وَتَرْكِبُونَ الْأَسْمَاءَ﴾ (27) ”کیا تمہارا دوبارہ پیدا کرنا زیادہ دشوار کام ہے یا آسمان کا“ (آیت: 27)۔
 ﴿رَفَعَ سَمُكَهَا فَسَوَّاهَا﴾ (28) اس کی چھت خوب اونچی اٹھائی (گنبد بلند کیا) پھر اس کا توازن قائم کیا۔
 ﴿وَأَغْطَشَ لَيْلَهَا وَأَخْرَجَ ضُحَاهَا﴾ (29) اور اس کی رات ڈھانکی اور اس کا دن نکالا (دن کو بے نقاب کیا)
 ﴿وَالْأَرْضَ بَعْدَ ذَٰلِكَ دَحَاهَا﴾ (30) اس کے بعد، زمین کو اس نے بچھایا۔ (ہموار کیا)۔
 ﴿أَخْرَجَ مِنْهَا مَاءً هَا وَوَرَعَهَا﴾ (31) اس کے اندر سے اس کا پانی اور چارہ نکالا۔
 ﴿وَالْجِبَالَ أَرْسَاهَا﴾ (32) اور پہاڑ اس میں گاڑ دیئے۔

﴿مَتَاعًا لَّكُمْ وَلَآئِعًا لِّكُمْ﴾ (33) سامانِ زیست کے طور پر، تمہارے لیے اور تمہارے مومنینوں کے لیے۔

5- آیات 34 تا 41: پانچویں پیرا گراف میں، روزِ قیامت سے ڈرنے، اس پر ایمان لانے کی دعوت کے ساتھ، ﴿طَائِفِينَ﴾ اور ﴿خَائِفِينَ﴾ کے مختلف انجام سے آگاہ کیا گیا ہے۔

انسان کی سَعٰی (کوشش) اچھی بھی ہو سکتی ہے اور بری بھی۔ انسان کو قیامت کے محاسبے سے ڈر کر، اعمالِ صالحہ کی کوشش کرنی چاہیے۔

﴿فَإِذَا جَاءَتِ الطَّامَّةُ الْكُبْرٰی﴾ (34) پھر جب وہ ہنگامہ عظیم برپا ہوگا۔ (تو یہ سب کچھ درہم برہم ہو جائے گا) ﴿يَوْمَ يَتَذَكَّرُ الْإِنْسَانُ مَا سَعٰی﴾ (35) جس روز انسان اپنا کیا دھرا (اعمال) یاد کرے گا۔

﴿وَبَرَزَتِ الْجَحِيْمُ لِمَنْ يَّرٰی﴾ (36) اور ہر دیکھنے والے کے سامنے، دوزخ کھول کر رکھ دی جائے گی۔ (بے نقاب کر دی جائے گی، جن کو اس سے دوچار ہونا ہے)

﴿فَأَمَّا مَنْ طَفٰی﴾ (37) ”تو جس نے سرکشی کی تھی (طغویٰ اختیار کیا تھا)

﴿وَآثَرَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا﴾ (38) (اور آخرت کے بالمقابل) اور دنیا کی زندگی کو ترجیح دی تھی،

﴿فَإِنَّ الْجَحِيْمَ هِيَ الْمَأْوٰی﴾ (39) دوزخ ہی اس کا ٹھکانا ہوگی۔“

﴿وَأَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ﴾ اور جس نے اپنے رب کے سامنے کھڑے ہونے کا خوف کیا تھا

﴿وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰی﴾ (40) اور نفس کو بری خواہشات سے باز رکھا تھا،

﴿فَإِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَأْوٰی﴾ (41) پھر یقیناً جنت اس کا ٹھکانا ہوگی۔

6- آیات 42 تا 46: چھٹے اور آخری پیرا گراف میں، مُنذِر ﷺ کے اِنذَار (Warning) سے فائدہ اٹھا کر،

﴿خَشِيتُ﴾ اختیار کرنے کی دعوت دی گئی ہے۔ ﴿إِنَّمَا أَنْتَ مُنذِرٌ مِّنْ يَّخْشٰهَا﴾ (آیت: 45)

﴿يَسْتَلُونَكَ عَنِ السَّاعَةِ﴾ ”یہ لوگ آپ سے پوچھتے ہیں کہ

﴿أَيَّانَ مُرْسٰهَا﴾ (42) ”آخر وہ گھڑی کب آ کر ٹھہرے گی۔“ (کب گھڑی ہوگی؟)

﴿فِيْمَ أَنْتَ مِنْ ذِكْرٰهَا﴾ (43) ”تمہارا کیا کام کہ اس کا وقت بتائیں؟ (تم اس بحث میں کہاں پڑے ہو؟)

﴿إِلٰی رَبِّكَ مُنْتَهٰهَا﴾ (44) اس کا علم تو اللہ پر ختم ہے۔“ (یہ معاملہ تو آپ کے رب کے حوالے ہے)

﴿إِنَّمَا أَنْتَ مُنذِرٌ مِّنْ يَّخْشٰهَا﴾ (45) ”آپ صرف خبردار کرنے والے ہیں، ہر اس شخص کو، جو اس

دن کی خشیت اختیار کرے۔“

﴿كَانَتْهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَهَا﴾ جس روز یہ لوگ اسے دیکھ لیں گے تو انہیں یوں محسوس ہوگا کہ

﴿لَمْ يَكُنُوْا إِلَّا عَشِيَّةً أَوْ ضُحٰهَا﴾ (46) (دنیا میں یا حالتِ موت میں) بس ایک دن کے بجھلے پہر، یا

اگلے پہر تک ٹھہرے ہیں۔ (ایک شام یا اس کی صبح سے زیادہ وقفہ نہیں گزرا)۔

دنیا کی زندگی بہت ہی مختصر اور آخرت کی زندگی لازوال ہے۔ کفار سوال کیا کرتے تھے، قیامت کب آئے گی؟ انہیں جواب دیا گیا ہے کہ اے محمد ﷺ! آپ ﷺ کا کام قیامت کا وقت بتانا نہیں ہے، بلکہ خبردار کرنا ہے۔

﴿فِيْمَ اَنْتَ مِنْ ذٰكِرٰهَا﴾ (آیت: 43)۔

قیامت کب آئے گی، یہ صرف اللہ ہی جانتا ہے۔ قیامت کا وقت نہ پوچھو! قیامت کی تیاری کرو!

مرکزی مضمون

فرعونیت اور ﴿طغویٰ﴾ چھوڑ کر ﴿عَٰثِیَّتَ﴾ اختیار کرنا چاہیے۔ آفاقی، نفسی، تاریخی اور عقلی دلیلوں کی روشنی میں انسان کو قرآن کے عقیدہ آخرت کو تسلیم کر لینا چاہیے۔

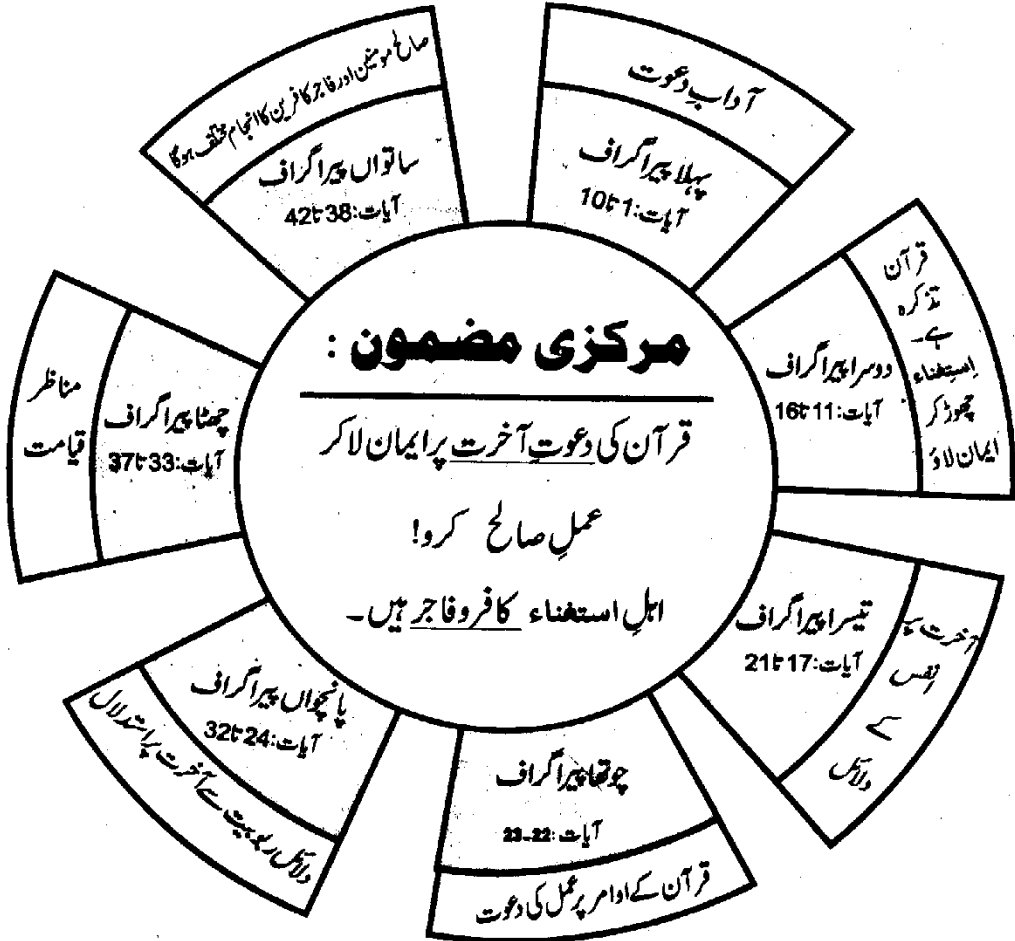


ترتیبی نقشہ ربط

تظم جلی

80- سُورَةُ عَبَسَ

آیات : 42 مَكِّيَّةٌ پیراگراف : 7



زمانہ نزول:

سورت ﴿عَبَسَ﴾ بھی، رسول اللہ ﷺ کے قیام مکہ کے دوسرے دور (4 تا 5 نبوی) میں اعلان عام کے بعد نازل ہوئی، جب کفار کی مجلس میں حضرت عبداللہ ابن ام مکتومؓ سے بے اعتنائی ہوئی۔

سورة عَبَسَ کا کتابی ربط

- 1- پچھلی سورت ﴿النَّازِعَاتِ﴾ میں ﴿طَائِعِينَ﴾ اور ﴿اَهْلٍ خَشِيتِ﴾ کے درمیان تقابل تھا۔ یہاں اس سورت ﴿عَبَسَ﴾ میں ﴿مُؤْمِنِينَ صَالِحِينَ﴾ اور ﴿الْكَافِرَةُ الْفَجْرَةَ﴾ یعنی بدکردار منکرین کے درمیان موازنہ ہے۔
- 2- پچھلی سورت ﴿النَّازِعَاتِ﴾ میں حضرت موسیٰؑ کو حکم دیا گیا تھا کہ وہ فرعون کو تزکیہ نفس کی دعوت دیں۔ یہاں سورت ﴿عَبَسَ﴾ میں رسول اللہ ﷺ کو تسلی دی گئی ہے کہ اگر قریش کے سردار آپ کی دعوت تزکیہ کو مسترد کر دیتے ہیں تو آپ ﷺ پر اس کی کوئی ذمہ داری نہیں ہوگی (آیت: 7) لیکن عین ممکن ہے کہ ایک نابینا آدمی میں اس دعوت تزکیہ کو قبول کرنے کی صلاحیت موجود ہو۔ (آیت: 3)

اہم کلیدی الفاظ اور مضامین

- 1- ﴿اسْتَغْنَاءَ﴾ (بے پروائی): اس سورت میں ﴿مَنْ اسْتَغْنَى﴾ کے الفاظ سے قریش کے سرداروں کی تصویر کشی کی گئی ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی دعوت کے بارے میں بے پرواہی کا مظاہرہ کر رہے ہیں۔ (آیت: 5)
- 2- ﴿يَتَزَكَّى﴾: ہر انسان تزکیہ کا حاجت مند ہے، چاہے وہ فرعون جیسا آمر حکمران ہو یا حضرت ابن ام مکتوم جیسے نابینا صحابی۔

سورة عَبَسَ کا نظم جلی

سورة عبس سات (7) پیرا گرافوں پر مشتمل ہے۔

1- آیات 10 تا 1: پہلے پیرا گراف میں، آداب دعوت بیان کیے گئے۔

- ﴿عَبَسَ وَكُؤِلَى﴾ (1) ”ترش رو ہوئے (تیوری چڑھائی) اور بے رخی برقی (منہ پھیرا) (محمد ﷺ نے)
- ﴿أَنْ جَاءَهُ الْأَعْمَى﴾ (2) اس بات پر کہ وہ اندھا لڑکے کے پاس آگیا۔ (حضرت عبداللہؓ ابن ام مکتوم)
- ﴿وَمَا يَذْكُرُ لَكَ لَعَلَّهٗ يَزْكُى﴾ (3) تمہیں کیا خبر؟ شاید وہ سدھر جائے۔ (شاید وہ اپنی اصلاح کرتا)
- ﴿أَوْ يَذْكُرُ تَسْفَعُهُ الذِّكْرَى﴾ (4) یا نصیحت پردھیان دے اور نصیحت کرنا اس کے لیے نافع ہو؟
- ﴿أَمَّا مَنِ اسْتَغْنَى﴾ (5) جو شخص بے پروائی برتتا ہے، (جو قرآن سے استغناء اختیار کرتا ہے)
- ﴿فَأَن تَصَدَّقْ﴾ (6) اس کی طرف تو آپؐ توجہ کرتے ہیں، (پچھے پڑتے ہیں)
- ﴿وَمَا عَلَيْكَ أَلَّا يَزْكُى﴾ (7) حالانکہ اگر وہ نہ سدھرے، تو آپؐ پر اس کی کیا ذمہ داری ہے؟
- ﴿وَأَمَّا مَنْ جَاءَكَ يَسْعَى﴾ (8) اور جو خود آپؐ کے پاس دوڑتا آتا ہے، (جو شوق سے آتا ہے)

﴿وَهُوَ يَخْشَى﴾ (9) اور وہ ڈر بھی رہا ہوتا ہے، (عَشِيتَ کی کیفیات کے ساتھ)

﴿فَأَنْتَ عَنْهُ تَلَهَّى﴾ (10) اس سے آپ بے رخی برتتے ہیں۔

محمد ﷺ اور امت مسلمہ کو یہ بتایا گیا ہے کہ قرآن کی دعوت کو قبول کرنے والے افراد اور قرآن کی دعوت کو مُسْتَرَدّ کرنے والے افراد کے ساتھ، ایک داعی اور مبلغ کا رویہ مختلف ہونا چاہیے۔ دعوت قبول کرنے والا ہر شخص اہم ہوتا ہے، دعوت مُسْتَرَدّ کرنے والا ہر شخص، چاہے وہ کتنا ہی امیر اور با اثر کیوں نہ ہو، داعی کے لیے غیر اہم ہونا چاہیے۔

اس حصے میں منکرین اسلام کی بے جا ناز برداری کی ممانعت کی گئی ہے، جو لوگ کبر و غرور اور ہٹ دھرمی میں مبتلا ہیں، اور آپ ﷺ کی تعلیم و تذکیر سے مستغنی ہیں، ان منکر سر داروں کے پیچھے پڑنے کے بجائے، ان لوگوں کی طرف توجہ دینا چاہیے، جو طالب حق ہیں اور اپنی اصلاح کے خواہشمند ہیں۔

2- آیات 11 تا 16: دوسرے ہیرا گراف میں یہ بیان کیا گیا کہ قرآن مجید، اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ یاد دہانی ﴿تَذْكِرَةٌ﴾ ہے۔

اس پر غور کر کے ایمان لانا چاہیے۔ ﴿اِسْتِغْنَاءُ﴾ یعنی بے پروائی کا رویہ ترک کر دینا چاہیے۔ قرآن کا ہنوں اور جادو گروں کا کلام نہیں ہے۔ ﴿بَآيِدِيْ سَفَرَةٍ﴾ ۵ کِرَامِ بَرَدٍ ﴿معزز، باوقفا، پاک فرشتوں کے ذریعے محمد ﷺ پر انشاء کیا گیا ہے۔

﴿كَلَّا إِنَّهَا تَذْكِرَةٌ﴾ (11) ہرگز نہیں! یہ (قرآن) تو ایک نصیحت ہے۔

﴿فَمَنْ شَاءَ ذَكَّرْهُ﴾ (12) جس کا جی چاہے، اس سے فائدہ اٹھائے۔ (اسے قبول کرے)

﴿فِيْ صُحُفٍ مُّكْرَمَةٍ﴾ (13) یہ ایسے صحیفوں میں درج ہے، جو مُکَرَّم (لائق تعظیم) ہیں۔

﴿مَرْفُوعَةٍ مُّطَهَّرَةٍ﴾ (14) جو بلند مرتبہ ہیں، پاکیزہ (صحیفے) ہیں۔

﴿بَآيِدِيْ سَفَرَةٍ﴾ (15) ایسے کاتبوں کے ہاتھوں میں رہتے ہیں،

﴿كِرَامِ بَرَدٍ﴾ (16) جو معزز ہیں اور نیک (باوقفا) ہیں۔

3- آیات 17 تا 21: تیسرے ہیرا گراف میں، آخرت کے انسانی دلائل پیش کیے گئے۔ ﴿مِنْ نُطْفَةٍ خَلَقَهُ لَفَكْرَةٌ﴾

”انسان کو نطفے سے پیدا کیا اور پھر اس کی تقدیر بتائی۔“

﴿قُلِ الْإِنْسَانُ مَا أَكْفَرَةٌ﴾ (17) لعنت ہو انسان پر! کیسا سخت منکر حق ہے؟ (کتنا ناشکرا ہے؟)

﴿مِنْ أَمْرِ شَيْءٍ خَلَقَهُ﴾ (18) کس چیز سے، اللہ نے اُسے پیدا کیا ہے؟

﴿مِنْ نُطْفَةٍ، خَلَقَهُ لَفَكْرَةٌ﴾ (19) نطفے کی ایک بوند سے اللہ نے اُسے پیدا کیا، پھر اس کی تقدیر مقرر کی

﴿ثُمَّ السَّبِيلَ يَسْرُهُ﴾ (20) پھر اُس کے لیے، زندگی کی راہ آسان کی،

﴿ثُمَّ أَمَاتَهُ فَأَقْبَرَهُ﴾ (21) پھر اُسے موت دی اور قبر میں پہنچایا۔

انسان کو اپنی ذات میں ڈوب کر، معرفتِ نفس کے ساتھ معرفتِ رب حاصل کرنے کی دعوت دی گئی ہے اور اپنے پروردگار کی ناشکری کا رویہ ترک کرنے کی ہدایت کی گئی ہے۔

4- آیات 22 تا 23: چوتھے پیرا گراف میں، قرآن کے احکامات پر عمل کرنے کی دعوت دی گئی ہے۔

﴿ثُمَّ إِذَا شَاءَ أَنْشَرَهُ﴾ (22) پھر اُسے اللہ، جب چاہے، اٹھا کھڑا کرے گا۔ (آخرت کو مان لے!)
 ﴿كَلَّا لَمَّا يَقْضِ مَا أَمَرَهُ﴾ (23) ہرگز نہیں! اس نے وہ فرض (اب تک) ادا نہیں کیا، جس کا اللہ نے اسے حکم دیا ہے۔

یعنی ابھی تک اس نے اللہ کے احکامات پر عمل کرنا شروع نہیں کیا۔ بظاہر یہاں انسان کو اس کی مختلف منزلوں سے آگاہ کیا جا رہا ہے، لیکن دراصل اس سے مطالبہ کیا جا رہا ہے کہ وہ آخرت کو مان کر قرآن کی دعوت پر ایمان لے آئے اور اللہ کے اوامر و احکامات پر فورا عمل کرنا شروع کر دے۔

5- آیات 24 تا 32: پانچویں پیرا گراف میں، دلائلِ ربوبیت سے آخرت پر استدلال کیا گیا۔

﴿فَلْيَنْظُرِ الْإِنْسَانُ إِلَى طَعَامِهِ﴾ (24) پھر ذرا انسان اپنی خوراک کو دیکھے! (اپنی غذا پر دھیان کرے)
 ﴿أَنَا صَبَبْنَا الْمَاءَ صَبًّا﴾ (25) کہ ہم نے خوب پانی لٹکا دیا،
 ﴿ثُمَّ شَقَقْنَا الْأَرْضَ شَقًّا﴾ (26) پھر زمین کو عجیب طرح پھاڑا، (اچھی طرح پھاڑا)
 ﴿فَأَنْبَتْنَا فِيهَا حَبًّا﴾ (27) پھر اس کے اندر رغلے اگائے،
 ﴿وَأَنْبَتْنَا وَغُضْبًا﴾ (28) اگور اور ترکاریاں (اگائیں)،
 ﴿وَزَيْتُونًا وَنَخْلًا﴾ (29) زیتون اور کھجوریں (اگائیں)،
 ﴿وَحَدَّ آتَنَى عُثْبًا﴾ (30) اور گھنے باغ (پیدا کیے)
 ﴿وَأَلْبَنَيْنَا غَلًّا﴾ (31) پھل اور چارہ (سبزہ) پیدا کیا،

﴿مَتَاعًا لَّكُمْ وَلِأَنْعَامِكُمْ﴾ (32) تمہارے لیے اور تمہارے مویشیوں کے لیے، سامانِ زینت کے طور پر۔
 غذا، پانی، غلہ، سبزیاں، پھل وغیرہ جیسے انعاماتِ ربوبیت کا ذکر کر کے، انسان کو اپنے رب پر ایمان لا کر، آخرت کی جزا و سزا کو تسلیم کر لینے کی ہدایت کی گئی ہے۔

6- آیات 33 تا 37: چھٹے پیرا گراف میں، قیامت کی ہولناکی کی تصویر کھینچ کر، نفسا نفسی کا عالم بیان کیا گیا ہے۔

قیامت کے دن، ہر شخص پر نفسا نفسی کی حالت طاری ہوگی ﴿يَوْمَ يَفُتَّرُ الْمَرْءُ مِنْ آخِيهِ﴾۔ کوئی رشتے دار (بھائی، ماں، باپ، بیوی، بیٹا وغیرہ) کام نہیں آئے گا۔ لہذا انسان کو اس دن کے لیے خود نیک اعمال کر لینے چاہئیں۔
 ﴿فَإِذَا جَاءَتْ الصَّاعَةُ﴾ (33) آخر کار جب وہ کان بہرے کر دینے والی آواز بلند ہوگی۔

﴿يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ أَخِيهِ﴾ (34) اُس روز آدمی، اپنے بھائی سے بھاگے گا۔

﴿وَأُمِّهِ وَآبِيهِ﴾ (35) (اس روز آدمی)، اپنی ماں اور اپنے باپ سے (بھاگے گا۔)

﴿وَصَاحِبَتِهِ وَبَنِيهِ﴾ (36) (اس روز آدمی) اپنی بیوی اور اپنے بیٹوں سے (بھاگے گا۔)

﴿لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ يَوْمَئِذٍ شَأْنٌ يُغْنِيهِ﴾ (37) (اُس دن ہر ایک کو اپنی پڑی ہوگی) ان میں سے ہر شخص پر اُس دن، ایسا وقت آپڑے گا کہ اُسے اپنے سوا کسی کا ہوش نہ ہوگا۔“

7- آیات 38 تا 42: ساتویں اور آخری پیرا گراف میں بتایا گیا کہ صالح مومنین اور فاجر (بدکردار) کافرین ﴿الْكُفْرَةُ الْفَجْرَةُ﴾ کا انجام مختلف ہوگا۔

﴿وَجُودٌ﴾ يَوْمَئِذٍ مُّسْفِرَةٌ ﴿(38) ”کچھ چہرے، اس روز دمک رہے ہوں گے۔“

﴿ضَاحِكَةٌ﴾ مُّسْتَبْشِرَةٌ ﴿(39) ”ہشاش ہشاش اور خوش و خرم ہوں گے۔“

﴿وَوُجُودٌ﴾ يَوْمَئِذٍ عَلَيْهَا غَبَرَةٌ ﴿(40) اور کچھ چہروں پر اس روز، خاک اڑ رہی ہوگی۔“

﴿تَرْمُقُهَا فَنَرَةٌ﴾ ﴿(41) کلونس (سیاہی) چھائی ہوئی ہوگی۔

﴿أُولَئِكَ هُمُ الْكُفْرَةُ الْفَجْرَةُ﴾ ﴿(42) یہی کافرو فاجر (ناکار) لوگ ہوں گے۔“

مرکزی مضمون

﴿استغناء﴾ یعنی بے پروائی کا مظاہرہ کرنے والے بدکردار کافروں کو، قرآن کی دعوت آخرت پر ایمان لا کر عمل صالح کرنا چاہیے۔



FLOW CHART

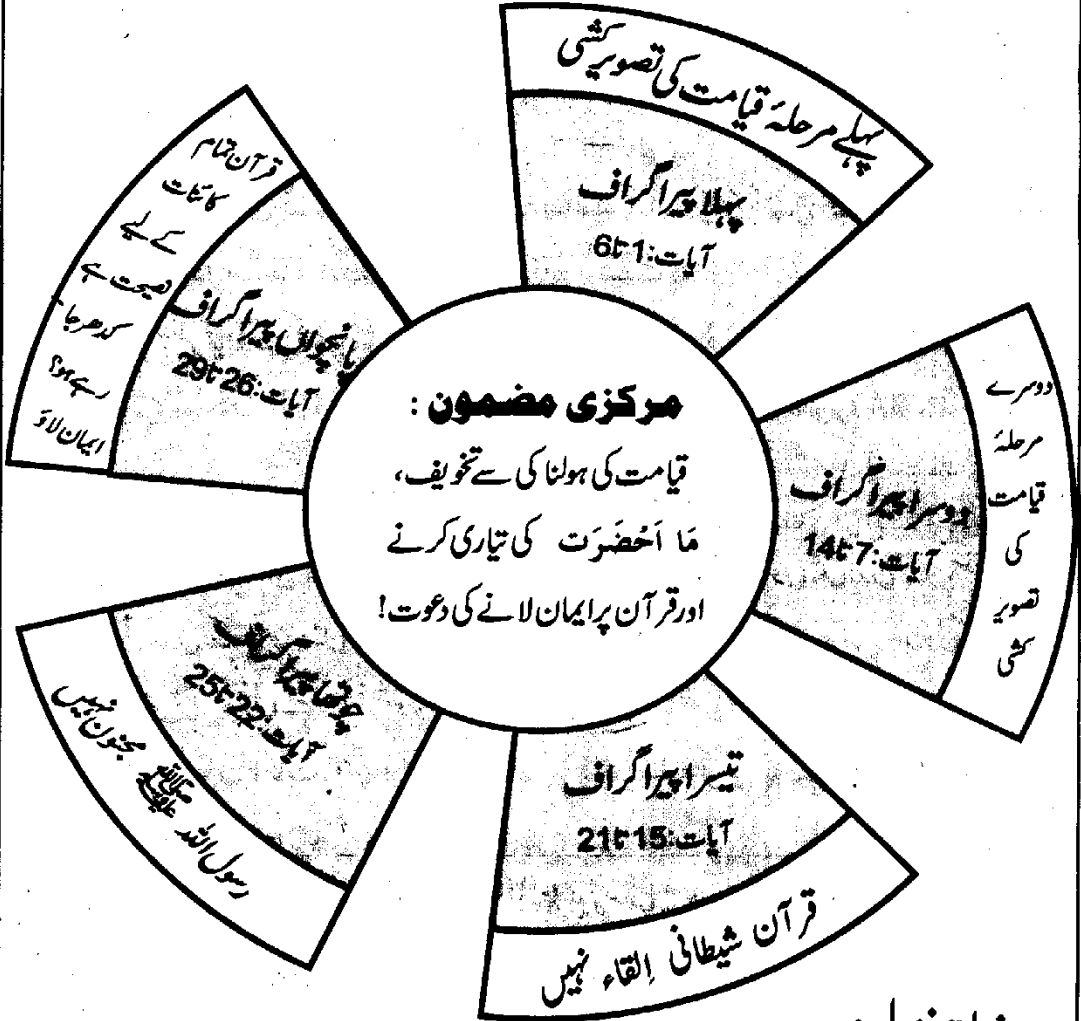
MACRO-STRUCTURE

ترتیبی نقشہ رابط

نظم جلی

81- سُورَةُ التَّكْوِيْرِ

آیات : 29 مَکِّيَّةٌ ہیرا گراف : 5 \



زمانہ نزول:

- 1- سورت ﴿التَّكْوِيْرِ﴾ کی ابتدائی 14 آیات، قیام مکہ کے پہلے دور (3۰0 نبوی) میں آپ ﷺ پر نازل ہوئیں، جب اسلام کی دعوت خفیہ طور پر دی جا رہی تھی۔
- 2- آخری 15 آیات، اعلان عام کے بعد الزامات کے دور میں نازل ہوئیں، جب آپ کو ﴿مَجْنُون﴾ کہا جا رہا تھا۔

سورة التَّكْوِيْرِ كے فضائل

1- یہ سورت، سورت ہود کی طرح اُن سورتوں میں سے ایک ہے، جس نے رسول اللہ ﷺ کو بوڑھا کر دیا تھا۔

شَيْبَتْنِي هُودٌ وَالْوَاقِعَةُ وَالْمُرْسَلَاتُ وَعَمَّ يَتَسَاءَلُونَ وَإِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ
”سورة ہود، سورة الواقعة، سورة المرسلات، سورة النبا اور سورة التکویر نے مجھے بوڑھا کر دیا۔“

(جامع ترمذی: کتاب التفسیر، باب سورة الواقعة، حدیث 3,297، صحیح)

2- رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

﴿مَنْ سَرَّهٗ أَنْ يَنْظُرَ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ كَأَنَّهُ رَأَى عَيْنٍ فَلْيُقْرَأْ إِذَا الشَّمْسُ
كُوِّرَتْ وَ إِذَا السَّمَاءُ انْفَطَرَتْ وَإِذَا السَّمَاءُ انشَقَّتْ﴾

”جو شخص مناظر قیامت دیکھنا چاہتا ہے، اُسے سورت ﴿التکویر﴾ ﴿انفطار﴾ اور ﴿انشقاق﴾ کا مطالعہ کرنا چاہیے۔“
(ترمذی: کتاب التفسیر، باب سورة التکویر 3,333، صحیح)

سورة التَّكْوِيْرِ کا کتابی ربط

پہلی سورت ﴿عس﴾ میں بتایا گیا تھا کہ قرآن ایک نصیحت ہے، مکرّم محفوں میں درج ہے، معزز اور نیک کاتب فرشتوں کے ہاتھوں میں ہے۔ یہاں سورت ﴿التکویر﴾ میں بتایا گیا ہے کہ یہ ﴿رسول کریم﴾ یعنی حضرت جبریلؑ کا قول ہے، جو فرشتوں کے سردار ہیں۔ قرآن، پاگلوں کی گفتگو اور ﴿مَجْنُون﴾ کا کلام نہیں ہے، بلکہ خالق کائنات کا اعلیٰ اور ارفع کلام ہے۔ ﴿ذِكْرٌ لِّلْعَالَمِينَ﴾ ہے یعنی تمام دنیا والوں کے لیے ایک نصیحت ہے۔

اہم کلیدی الفاظ اور مضامین

1- قرآن ﴿ذِكْرٌ لِّلْعَالَمِينَ﴾ ہے (آیت: 27)۔ قرآن قول جبریلؑ ہے۔ ﴿قَوْلَ رَسُولٍ كَرِيمٍ﴾ (آیت: 19)۔

قرآن قول شیطان رجیم نہیں ہے ﴿وَمَا هُوَ بِقَوْلِ شَيْطَانٍ رَّجِيمٍ﴾ (آیت: 25)۔ کسی مجنون کا کلام بھی نہیں ہے۔ ﴿وَمَا صَاحِبُكُمْ بِمَجْنُونٍ﴾۔

2- اس سورت میں ہر انسان کو دعوتِ فکر دی گئی ہے کہ وہ غور کرے کہ اس نے قیامت کے لیے کیا کچھ کمایا ہے اور کیا کچھ لے کر اللہ کے حضور پیش ہوگا۔ انسان کو ﴿مَا أَحْضَرْتَ﴾ کی تیاری کی فکر کرنا چاہیے (آیت: 14)۔

سورة التکویر کا نظم جلی

سورة التکویر پانچ (5) پیرا گرافوں پر مشتمل ہے۔

1- آیات 6۲:1 پہلے پیرا گراف میں، قیامت کے پہلے مرحلے کی تصویر کشی ہے۔

﴿وَإِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ﴾ (1) جب سورج، بے نور ہو جائے گا (جب سورج کی بساط پلٹ دی جائے گی)
 ﴿وَإِذَا النُّجُومُ انْكَدَرَتْ﴾ (2) جب ستارے، بکھر جائیں گے۔ (بے نور ہو جائیں گے)
 ﴿وَإِذَا الْجِبَالُ سُيِّرَتْ﴾ (3) جب پہاڑ، چلائے جائیں گے۔
 ﴿وَإِذَا الْعُشُورُ عُطِّلَتْ﴾ (4) جب دس ماہ کی حاملہ اونٹیاں، اپنے حال پر چھوڑ دی جائیں گی۔
 ﴿وَإِذَا الْوُحُوشُ حُشِرَتْ﴾ (5) جب جنگلی (وحشی) جانور، سمیٹ کر اکٹھے کر دیے جائیں گے۔
 ﴿وَإِذَا الْبِحَارُ سُجِّرَتْ﴾ (6) جب سمندر، بھڑکا دیے جائیں گے۔ (اہل پڑیں گے)
 سورج لپیٹ دیا جائے گا، ستاروں کی رونق باقی نہ رہے گی۔ مستحکم اور مضبوط پہاڑ حرکت کرنے لگیں گے، حاملہ اپنے حمل سے بے نیاز ہوگی اور جنگلی جانوروں پر بدحواسی کا وہ عالم ہوگا کہ وہ اکٹھے جمع ہو جائیں گے اور سمندروں میں آگ لگا دی جائے گی۔

2- آیات 14:7 دوسرے پیرا گراف میں، قیامت کے دوسرے مرحلے کی تصویر کشی ہے۔

﴿وَإِذَا النُّفُوسُ زُوِّجَتْ﴾ (7) اور جب جانیں، جسموں سے جوڑ دی جائیں گی۔
 ﴿وَإِذَا الْمَوْءِدَةُ سُئِلَتْ﴾ (8) جب زندہ گاڑی ہوئی لڑکی سے پوچھا جائے گا۔
 ﴿بِأَيِّ ذَنْبٍ قُتِلَتْ﴾ (9) وہ کس قصور میں ماری گئی؟
 ﴿وَإِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ﴾ (10) اور جب اعمال نامے، کھولے جائیں گے۔
 ﴿وَإِذَا السَّمَاءُ كُشِطَتْ﴾ (11) اور جب آسمان کا پردہ، ہٹا دیا جائے گا (کھال کھینچ لی جائے گی)
 ﴿وَإِذَا الْجُحُومُ سُقِرَتْ﴾ (12) اور جب جہنم، دہکائی جائے گی (بھڑکا دی جائے گی)
 ﴿وَإِذَا الْجَنَّةُ أُنْفِلَتْ﴾ (13) اور جب جنت، قریب لے آئی جائے گی۔
 ﴿عِلِمْتُ نَفْسٌ " مَا أَحْضَرْتُ "﴾ (14) اس وقت، ہر شخص کو معلوم ہو جائے گا، کہ وہ کیا لے کر آیا ہے؟
 روح کو جسم سے جوڑ دیا جائے گا۔ ﴿وَإِذَا النُّفُوسُ زُوِّجَتْ﴾ جرائم کی باز پرس ہوگی۔ نامہ اعمال کھولے جائیں گے، ہر شخص کو اپنے نتیجے (Result) کا علم ہو جائے گا اور عدالت کے فیصلے کے بعد جنت اور دوزخ میں داخلے کی تمام تیاریاں مکمل ہوں گی۔

انسان جان لے گا کہ وہ اللہ کے حضور کس قسم کے اعمال لے کر حاضر ہوا ہے ﴿عَلِمْتُ نَفْسٍ﴾ مَا أَحْضَرْتُ ﴿۔

3- آیات 15 تا 21: تیسرے پیرا گراف میں، بتایا گیا کہ قرآن شیطانی القاء نہیں ہے۔

- ﴿فَلَا أُقْسِمُ بِالْغُحْسِ﴾ (15) پس نہیں! میں قسم کھاتا ہوں، پلٹنے والے (پچھے ہٹنے والے) (تاروں کی)
 ﴿الْجَوَارِ الْكُنْهِ﴾ (16) (چلنے والے اور) چھپ جانے والے (تاروں کی)
 ﴿وَالْأَيْلِ إِذَا عَسَّسَ﴾ (17) اور میں قسم کھاتا ہوں، رات کی اجب کہ وہ رخصت ہوئی (جانے لگتی ہے)
 ﴿وَالصُّبْحِ إِذَا تَنَفَّسَ﴾ (18) اور میں قسم کھاتا ہوں، صبح کی اجب کہ اس نے سانس لیا (سانس لیتی ہے)
 ﴿إِنَّهُ لَقَوْلُ رَسُولٍ كَرِيمٍ﴾ (19) یہ (قرآن) واقعی ایک بزرگ (باعزت) پیغام بر (جبریل) کا قول ہے
 ﴿ذِي قُوَّةٍ عِنْدَ ذِي الْعَرْشِ مَكِينٍ﴾ (20) جو بڑی توانائی رکھتے ہیں، عرش والے کے ہاں بلند مرتبہ ہیں۔
 ﴿مُطَاعٍ ثَمَّ أَمِينٍ﴾ (21) وہاں ان کا حکم مانا جاتا ہے، وہ باعتبار ہیں۔

قیامت کے دن کی تیاری کے لیے، قرآن پر ایمان لانا ضروری ہے۔ اس قرآن کی صحیح قدر و قیمت پہچانا ضروری ہے۔ اس کے مضامین پر غور کرنا بھی ضروری ہے۔ نہ صرف ستاروں، بلکہ رات اور دن کی بھی قسم یعنی گواہی ہے کہ یہ قرآن، کاہنوں اور عالموں کی خرافات سے بالکل مختلف چیز ہے، اسے شیاطین اور جنات لے کر نہیں آئے، بلکہ حضرت جبریلؑ لے کر آئے ہیں۔ حضرت جبریلؑ، ﴿رسول کریم﴾ ہیں، یعنی قابل احترام، بزرگ پیغام رساں ہیں۔ صاحب قوت ہیں، اللہ رب العرش کے ہاں اعلیٰ مقام رکھتے ہیں۔ امین اور دیانت دار ہیں۔ قرآن میں اپنی طرف سے کوئی چیز شامل نہیں کرتے۔ اللہ کے کلام کو، جوں کا توں محمد ﷺ کے قلب پر نازل کرتے ہیں۔

4- آیات 22 تا 25: چوتھے پیرا گراف میں، بتایا گیا ہے کہ رسول ﷺ مجنون اور دیوانے نہیں ہیں۔

حضرت جبریلؑ کو انہوں نے کھلے آسمان کے افق پر، دن کی روشنی میں اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔ رسول ﷺ بھی قرآن جوں کا توں لوگوں تک پہنچا رہے ہیں۔ اس معاملے میں یہ بخیل نہیں ہیں۔ لوگوں کو دعوت دی گئی ہے کہ وہ رسول ﷺ کی ذات اور کردار پر غور کریں۔ پھر ان کے لائے ہوئے قرآن پر غور کریں۔ یہ شیطانی القاء نہیں ہے، جنوں اور جنات کے اثرات قبول کرنے والوں کی باتیں ایسی نہیں ہوتیں۔

- ﴿وَمَا صَاحِبُكُمْ بِمَجْنُونٍ﴾ (22) تمہارے رفیق (محمد ﷺ) مجنون نہیں ہیں (خطبی نہیں ہیں)
 ﴿وَلَقَدْ رَآهُ بِالْأَفْئِ الْمُبِينِ﴾ (23) انہوں نے اُس پیغامبر (حضرت جبریلؑ) کو روشن افق پر دیکھا ہے۔
 ﴿وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِينٍ﴾ (24) اور وہ، غیب کے اس علم کو لوگوں تک پہنچانے کے معاملے میں بخیل نہیں ہیں۔
 ﴿وَمَا هُوَ بِقَوْلِ شَيْطَانٍ رَجِيمٍ﴾ (25) اور یہ (قرآن) کسی شیطانی مردود کا قول نہیں ہے۔

5- آیات 26 تا 29: پانچویں اور آخری پیرا گراف میں انسان سے سوال کیا گیا ہے کہ وہ کدھر جا رہا ہے ﴿فَآيْنَ تَذْهَبُونَ﴾

قرآن ﴿ذِكْرٌ لِّلْعَالَمِينَ﴾ ساری کائنات کے لیے نصیحت ہے، لہذا اس پر ایمان لانا چاہیے۔

﴿فَآيْنَ تَذْهَبُونَ﴾ (26) پھر تم لوگ کدھر جا رہے ہو؟ (تو تم کہاں کھوئے جاتے ہو؟)

﴿إِنْ هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعَالَمِينَ﴾ (27) یہ (قرآن) تو سارے جہان والوں کے لیے نصیحت ہے۔

﴿لَمَنْ شَاءَ مِنْكُمْ أَنْ يَسْتَقِيمَ﴾ (28) تم میں سے ہر اس شخص کے لیے، جو راہ راست پر چلنا چاہتا ہو۔

﴿وَمَا تَشَاءُونَ﴾ اور تمہارے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا،

﴿إِلَّا أَنْ يَشَاءَ اللَّهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ﴾ (29) جب تک اللہ رب العالمین نہ چاہے۔

لوگوں کے ضمیر سے پوچھا گیا ہے کہ تم خود اپنے طرز عمل پر غور کرو! تمہارا یہ طرز عمل کیسا ہے؟ تم کدھر جا رہے ہو؟ ترک

قرآن کی یہ راہ کیسی ہے؟ ﴿فَآيْنَ تَذْهَبُونَ﴾ غور کرو! ثابت ہو جائے گا کہ یہ قرآن، خالق کائنات،

﴿اللَّهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ﴾ کا کلام ہے۔ انسانوں کو اس قرآن کو قبول کرنے، اور مسترد کرنے کی آزادی

(Freedom of choice) حاصل ہے۔ اب دیکھتے ہیں کہ انسان اس آزادی کا صحیح استعمال کرتا ہے یا غلط!

مرکزی مضمون

قرآن مجید میں غور و فکر کر کے انسان کو روز قیامت پر ایمان لانا چاہیے اور اسے روز قیامت پیش کیے جانے والے

اعمال ﴿مَا أَحْضَرْتَ﴾ کی تیاری کرنی چاہیے۔

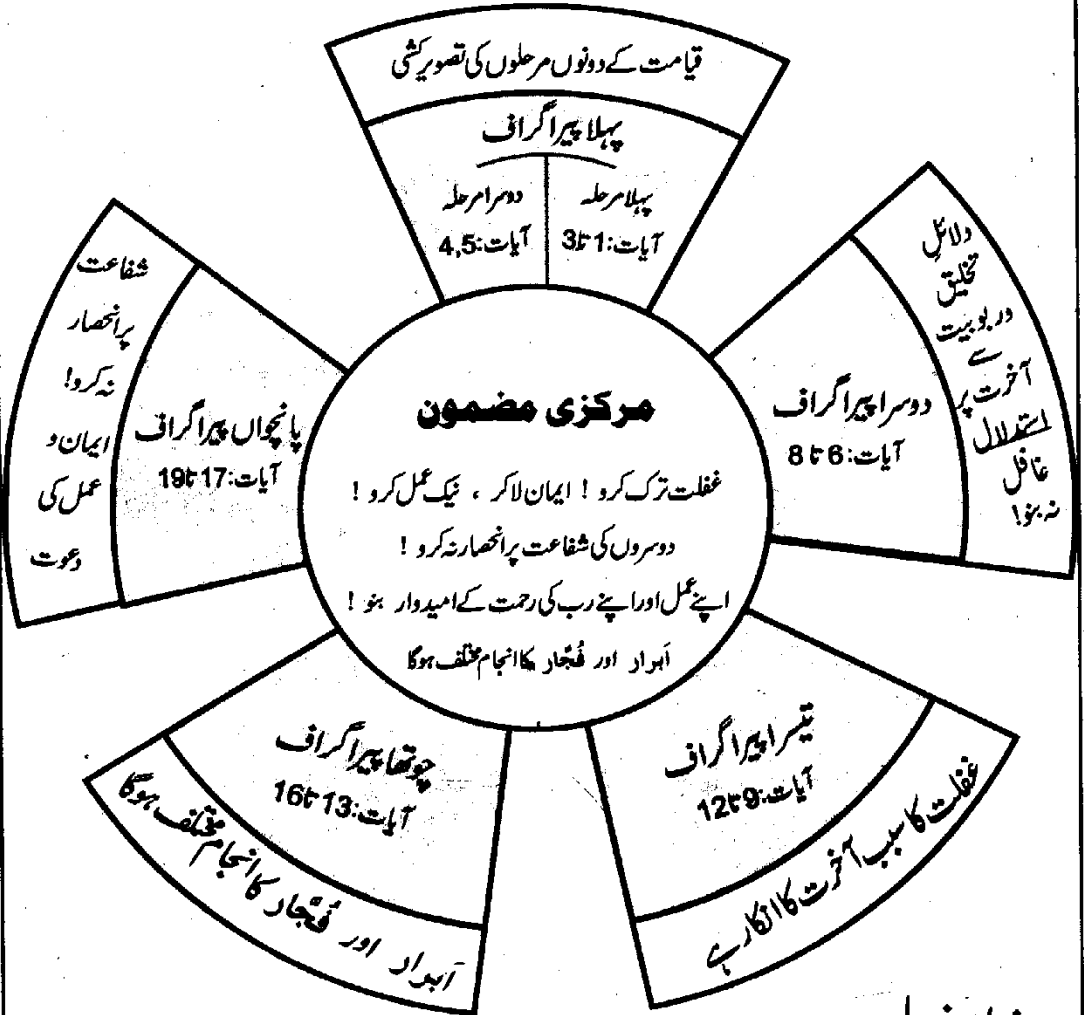


ترتیبی نقشہ ربط

تظم جلی

82- سُورَةُ الْاِنْفِطَارِ

آیات : 19..... مَجِئَةٌ..... پیرا گراف : 5



زمانہ نزول:

سورت ﴿الانفطار﴾، قیام مکہ کے پہلے دور (0 - 3 نبوی) میں آپ ﷺ پر نازل ہوئی، جب اسلام کی دعوت خفیہ طور پر دی جا رہی تھی اور جب مناظر قیامت سے نو مسلم نوجوانوں کی اذہان سازی کی جا رہی تھی۔

سورة الانفطار کے فضائل

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

﴿مَنْ سَرَّهٗ أَنْ يَنْظُرَ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ كَأَنَّهُ رَأَى عَيْنٍ فَلْيَقْرَأْ إِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ وَ إِذَا السَّمَاءُ انْفَطَرَتْ وَإِذَا السَّمَاءُ انشَقَّتْ﴾

(ترمذی: کتاب التفسیر، باب سورة التکویر، 3,333، صحیح)

”جو شخص مناظرِ قیامت دیکھنا چاہتا ہے، اُسے سورت ﴿التکویر﴾ ﴿انفطار﴾ اور ﴿انشقاق﴾ کا مطالعہ کرنا چاہیے۔“

سورة الانفطار کا کتابی ربط

مجمل سورت ﴿التکویر﴾ میں، قریش مکہ کو اللہ تعالیٰ کے بلند پایا کلام قرآن اور ﴿مجنون﴾ یعنی پاگل آدمی کی باتوں کے درمیان غور و فکر کرنے اور تقابل کرنے کی دعوت تھی۔ یہاں سورت ﴿انفطار﴾ میں نیک لوگوں ﴿الابرار﴾ اور بدکردار لوگوں ﴿الفجار﴾ کے درمیان موازنہ ہے۔ دونوں سورتوں میں قیامت کے مناظر کی تفصیل بیان کر کے تحویف کی گئی ہے۔

اہم کلیدی الفاظ اور مضامین

- 1- اس سورت میں ﴿ابرار﴾ کا موازنہ، ﴿فجار﴾ سے ہے۔ روزِ قیامت ﴿ابرار﴾ اور ﴿فجار﴾ کا انجام مختلف ہوگا۔
- 2- اس سورت میں تخلیق کے پانچ مراحل بیان کیے گئے ہیں۔ (1) تَخْلِيق ﴿وَعَلَقَ﴾ منصوبہ بندی (2) تَسْوِیۃ ﴿سَوَّكَ﴾ نوک پلک سنوارنا (3) تَعْدِیْل ﴿فَعَدَّلَكَ﴾ متناسب اور موزوں بنانا (4) تصویر ﴿صُورَةً﴾ (5) ترکیب ﴿وَرَعَّكَ﴾
- 3- ﴿مَا غَرَّكَ؟﴾ کے الفاظ سے انسانی ضمیر سے پوچھا گیا ہے کہ اپنے رب کریم سے غفلت کی وجہ کیا ہے؟ جزا و سزا کا انکار کیوں ہے؟
- 4- ﴿كِرَامًا كَاتِبِينَ﴾ یعنی اللہ کے معزز فرشتے، انسان کا ریکارڈ تیار کر رہے ہیں۔ لہذا اسے ایمان لا کر نیک عمل کرنا چاہیے۔
- 5- قیامت کے دن شفاعتِ باللہ کا عقیدہ کام نہ آئے گا۔ دوسرے شخص انسان کی مدد نہیں کر سکے گا۔ محلی اختیارات صرف اور

صرف اللہ کے پاس ہوں گے۔

سورة الانفطار کا نظم جلی

سورة الانفطار پانچ (5) پیرا گرافوں پر مشتمل ہے۔

1- آیات 1 تا 5: پہلے پیرا گراف میں، قیامت کے دونوں مراحل کی تصویر کشی کی گئی ہے۔

- ﴿إِذَا السَّمَاءُ انْفَطَرَتْ﴾ (1) جب آسمان، پھٹ جائے گا۔
 ﴿وَإِذَا الْكَوَاكِبُ انشَطَتْ﴾ (2) اور جب تارے، بکھر جائیں گے۔
 ﴿وَإِذَا الْبِحَارُ فُجِّرَتْ﴾ (3) اور جب سمندر، بھاڑ دیئے جائیں گے۔ (پھٹ پڑیں گے)
 ﴿وَإِذَا الْقُبُورُ بُعْثِرَتْ﴾ (4) اور جب قبریں کھول دی جائیں گی۔
 ﴿عَلِمْتُ نَفْسٌ مَّا قَدْ مَتَّ﴾ (5) اس وقت ہر شخص کو، اس کا اگلا پچھلا سب کیا دھرا معلوم ہو جائے گا۔
 آسمان پھٹ جائے گا، ستارے بکھر جائیں گے، سمندر پھٹ پڑیں گے اور قبریں اگلوئی جائیں گی۔ اس وقت انسان کو اس کے اگلے اور پچھلے اعمال دکھائے جائیں گے۔

2- آیات 6 تا 8: دوسرے پیرا گراف میں، تخلیق کے پانچ مراحل سے اور ربوبیت سے آخرت پر استدلال کر کے بتایا گیا کہ انسان کو اپنے رب سے غافل نہیں ہونا چاہیے۔

﴿يَا أَيُّهَا الْإِنْسَانُ مَا غَرَّبَكَ بِرَبِّكَ الْكَرِيمِ﴾ (آیت 6)

اے انسان! کس چیز نے تجھے اپنے اس رب کریم کی طرف سے دھوکے میں ڈال دیا؟

﴿الَّذِي خَلَقَكَ، فَسَوَّاكَ، فَعَدَلَكَ﴾ (7)

جس نے تجھے پیدا کیا (جس نے تیرا خاکہ بنایا) تجھے یک سبک سے درست کیا، (پھر تیرے نوک پلک سنوارے) تجھے متناسب بنایا۔ (اور تجھے بالکل موزوں کیا)

﴿فِي أَيِّ صُورَةٍ مَّا شَاءَ رَكَّبَكَ﴾ (8) اور جس صورت میں چاہا، تجھ کو جوڑ کر تیار کیا

3- آیات 9 تا 12: تیسرے پیرا گراف میں، بتایا گیا کہ انسان کی غفلت کا اصل سبب، آخرت کا انکار ہے۔

﴿كَلَّا بَلْ تُكَذِّبُونَ بِالذِّنِّ﴾ (9) ہرگز نہیں، بلکہ (اصل بات یہ ہے کہ) تم لوگ جزا و سزا کو جھٹلاتے ہو۔

﴿وَإِنَّ عَلَيْكُمْ لَحَافِظِينَ﴾ (10) حالانکہ تم پر نگران (فرشتے) مقرر ہیں۔

﴿يَكْرُمًا كَاتِبِينَ﴾ (11) ایسے معزز کاتب (فرشتے)، (ذبیحان گرامی)

﴿يَعْلَمُونَ مَا تَفْعَلُونَ﴾ (12) جو تمہارے ہر فعل کو جانتے ہیں۔

دراصل انسان، ﴿الذین﴾ یعنی قیامت کی جزا و سزا کا عقیدہ نہیں رکھتا، بلکہ اسے جھٹلاتا ہے۔ انسان کو خبردار کیا گیا ہے، کہ وہ کسی غلط فہمی میں مبتلا نہ رہے۔ اس کا پورا نامہ اعمال تیار کیا جا رہا ہے، اور نہایت معتبر کاتب (فرشتے) ہر وقت اس کی تمام حرکات و سکنات نوٹ کر رہے ہیں۔

4- آیات 13 تا 16: جو تھے پیرا گراف میں، بتایا گیا ہے کہ فرشتوں کے بنائے گئے ریکارڈ کے مطابق، یا تو جزادی جائے گی یا سزا

﴿إِنَّ الْأَبْرَارَ لَفِي نَعِيمٍ﴾ (13) یقیناً ابرار (نیک لوگ)، مزے (عیش) میں ہوں گے۔

﴿وَالِ الْفُجَّارَ لَفِي جَحِيمٍ﴾ (14) اور بے شک فُجَّار (بدکار) لوگ جہنم میں جائیں گے۔

﴿يَصْلَوْنَهَا يَوْمَ الذِّينِ﴾ (15) جزا کے دن، وہ اس میں داخل ہوں گے۔

﴿وَمَا هُمْ عَنْهَا بِغَائِبِينَ﴾ (16) اور اس سے ہرگز غائب نہ ہو سکیں گے (اوجھل ہونے والے نہیں)

﴿أَبْرَارٍ﴾ اور ﴿فُجَّارٍ﴾ کا انجام مختلف ہوگا۔ ﴿أَبْرَارٍ﴾ نعمتوں میں اور ﴿فُجَّارٍ﴾ دوزخ میں ہوں گے۔

5- آیات 17 تا 19: پانچویں اور آخری پیرا گراف میں بتایا گیا ہے کہ انسان کو دوسرے لوگوں کی شفاعت پر بھروسہ کرنے کے بجائے، اپنے ذاتی اعمال پر توجہ دینی چاہیے۔

﴿وَمَا أَدْرَاكَ مَا يَوْمَ الذِّينِ﴾ (17) اور تم کیا جانتے ہو کہ وہ جزا کا دن کیا ہے؟

﴿ثُمَّ مَا أَدْرَاكَ مَا يَوْمَ الذِّينِ﴾ (18) ہاں! (بولو) تمہیں کیا خبر کہ وہ جزا کا دن کیا ہے؟

﴿يَوْمَ لَا تَمْلِكُ نَفْسٌ لِّنَفْسٍ شَيْئًا وَالْأَمْرُ يَوْمَئِذٍ لِلَّهِ﴾ (19)

”یہ وہ دن ہے، جب کسی شخص کے لیے کچھ کرنا کسی دوسرے شخص کے بس میں نہ ہوگا، فیصلہ اس دن، بالکل اللہ کے اختیار میں ہوگا۔“

سب سے پہلے دو مرتبہ سوال کر کے ﴿یوم الذین﴾ کی اہمیت اور نوعیت کی سنجیدگی کا انکشاف کیا گیا ہے۔ پھر شفاعتِ باطلہ کی تردید کی گئی ﴿یوم لا تملک نفس لِنفس شیئاً﴾۔ قیامت کا دن عام دنوں کی طرح نہ ہوگا۔ یہ نفسا نفسی کا دن ہوگا۔ پیشی کے دن، کسی دوسرے کے بس میں کچھ نہ ہوگا، بلکہ سارے اختیارات صرف اللہ ہی کے ہاتھ میں ہوں گے۔ ﴿وَالْأَمْرُ يَوْمَئِذٍ لِلَّهِ﴾ یہ توحیدِ اختیار کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

اللہ تعالیٰ مختار ہے، مجبور نہیں، دوسروں کے دباؤ میں نہیں آتا۔ اس لیے دوسروں پر اور دوسروں کی شفاعت پر انحصار نہیں کرنا چاہیے، بلکہ اپنے ذاتی نیک اعمال سے اپنی ذات کو سنوارنا چاہیے اور اللہ کی رحمت کا امیدوار بن جانا چاہیے۔

مرکزی مضمون

انسان کو اپنے پیدا کرنے والے اور پالنے والے خالق و رب سے غفلت کا رویہ ترک کر دینا چاہیے۔ ایمان لا کر، نیک عمل کرنا چاہیے۔ دوسروں کی شفاعت پر انحصار کرنے کے بجائے اپنے عمل اور اپنے رب کی رحمت کے امیدوار بن کر ﴿اَبْرار﴾ کو دی جانے والی نعمتوں کو حاصل کرنے اور ﴿فُجَّار﴾ کے انجام دوزخ سے بچنے کی کوشش کرنی چاہیے۔



FLOW CHART

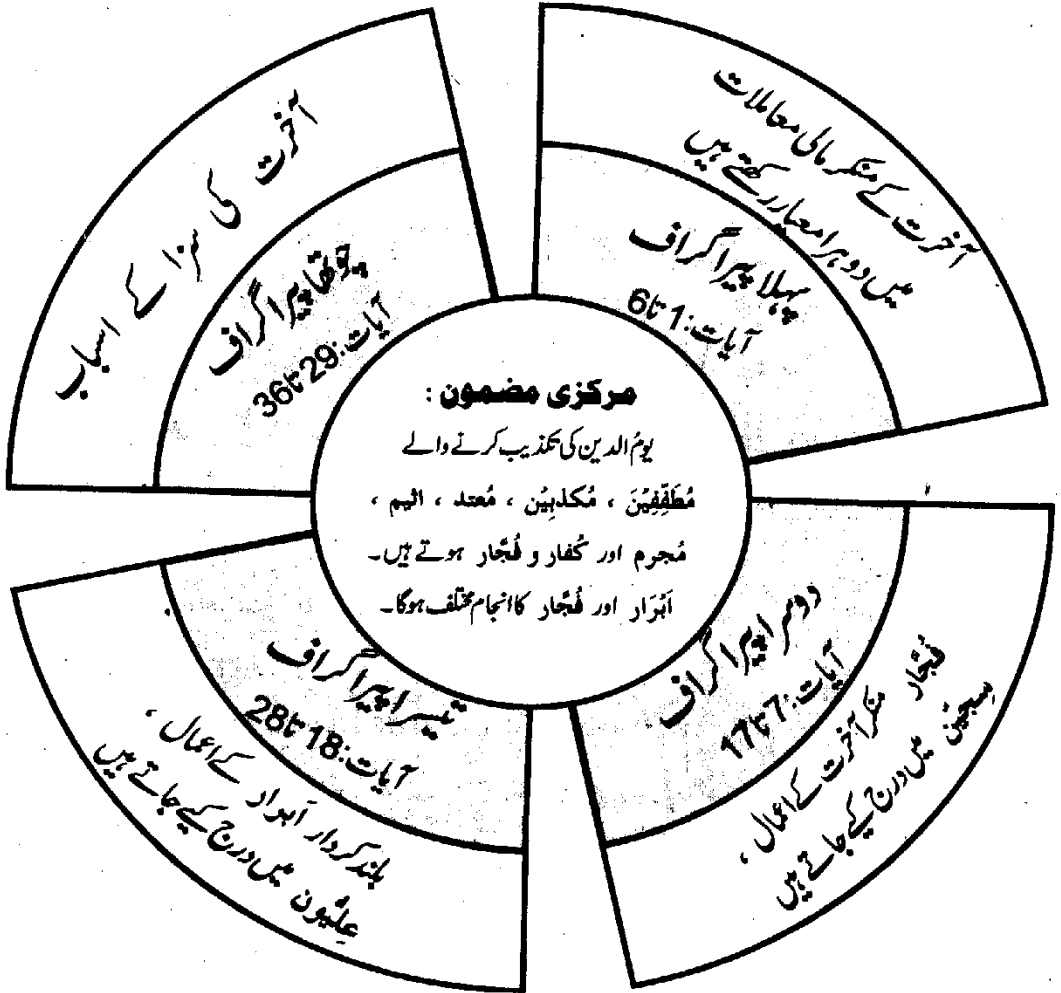
MACRO-STRUCTURE

ترتیبی نقشہ رابط

نظم جلی

83- سُورَةُ الْمُطَفِّفِينَ

آیات : 36..... مَكِّيَّةٌ..... پیرا گراف : 4



زمانہ نزول:

سورت ﴿المُطَفِّفِينَ﴾، اعلان عام کے بعد قیام مکہ کے دوسرے دور (4 تا 5 نبوی) میں نازل ہوئی، جب آپ ﷺ کے خلاف توہین و تذلیل اور استہزاء کا بازار گرم تھا۔

سُورَةُ الْمُطَفِّفِينَ کا کتابی ربط

اس سورت میں بھی پچھلی سورت ﴿الانفطار﴾ کی طرح ﴿اہوار﴾ اور ﴿فُجَّار﴾ کے درمیان موازنہ ہے ، لیکن ﴿فُجَّار﴾ کے لیے اُن کے کرتوتوں کے مطابق کچھ نئے نام بھی استعمال کیے گئے ہیں۔ جیسے: ﴿مُعْتَد﴾ یعنی حد سے گزر جانے والے بد عمل، ﴿مُطَفِّفِينَ﴾ یعنی ڈھڑی مارنے والے ﴿اَئِیْم﴾ یعنی حق تلفی کرنے والے گناہ گار ﴿مُكْذِبِیْنَ﴾ یعنی جھٹلانے والے ﴿اَلَّذِیْنَ اَجْرُمُوْا﴾ یعنی مجرم ﴿كُفَّار﴾ یعنی انکار کرنے والے وغیرہ۔ ﴿اہوار﴾ اور ﴿فُجَّار﴾ کے اعمال نامے دو مختلف دفتروں میں درج کیے جا رہے ہیں۔

اہم کلیدی الفاظ اور مضامین

- 1- اس سورت میں ﴿فُجَّار﴾ کے لیے دیگر استعمال شدہ الفاظ مندرجہ ذیل ہیں :
﴿مُطَفِّفِیْنَ﴾ (آیت: 1) ﴿مُكْذِبِیْنَ﴾ (آیت: 10) ﴿مُعْتَد﴾ (آیت: 13) ﴿اَئِیْم﴾ (آیت: 13) ﴿اَلَّذِیْنَ اَجْرُمُوْا﴾ (آیت: 29) ﴿كُفَّار﴾ (آیت: 36)
- 2- اس سورت میں ، اہل ایمان ﴿اہوار﴾ کے لیے ﴿فُجَّار﴾ کے مقابلے میں کچھ الفاظ محذوف ہیں :
﴿مُطَفِّفِیْنَ﴾ کے مقابلے میں ﴿مُسَوِّفِیْنَ﴾ محذوف ہے۔ ﴿مُكْذِبِیْنَ﴾ کے مقابلے میں ﴿مُصَدِّقِیْنَ﴾ محذوف ہے۔
﴿اَلَّذِیْنَ اَجْرُمُوْا﴾ کے مقابلے میں ﴿صَالِحِیْنَ﴾ محذوف ہے۔ ﴿كُفَّار﴾ کے مقابلے میں ﴿مُسْلِمِیْنَ﴾ محذوف ہے۔
- 3- اس سورت میں ، دوہرے معیار (Double Standards) اختیار کرنے سے منع کیا گیا۔ انسان اپنے لیے بھی وہی اصول اور ضوابط اختیار کرے ، جو وہ دوسروں کے لیے اختیار کرتا ہے۔ بدکردار لوگوں کو اپنے مالی معاملات کو شفاف بنانے کی ہدایت کی گئی ہے۔
- 4- یہاں قریش مکہ کی بدکردار قیادت کو صاف بتایا گیا ہے کہ ان کے مجرمانہ افعال کی وجہ سے ان کے دلوں پر زنگ چڑھ گیا ہے ، جس کی وجہ سے وہ قرآن کی دعوت آخرت کا انکار کر رہے ہیں۔ ﴿رَاْنَ عَلٰی قُلُوْبِهِمْ مَّا كَانُوْا یَكْسِبُوْنَ﴾ (آیت: 14)
- 5- اس سورت میں ﴿فُجَّار﴾ کو بتایا گیا کہ ان کے اعمال نامے ﴿سَبِّحِیْنَ﴾ کے دفتر میں محفوظ کیے جا رہے ہیں۔ انہیں برے اعمال سے بچنا چاہیے ، ورنہ یہ نہ صرف جسمانی عذاب سے دوچار ہوں گے ، بلکہ اللہ کے دیدار کی عظیم روحانی سعادت سے بھی محروم رکھے جائیں گے۔

﴿إِنَّهُمْ عَنْ رَبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ لَمَّحْجُوبُونَ﴾ (آیت: 15)

6- اس سورت میں انسان کو ترغیب دی گئی ہے کہ وہ نیک عمل کرے اور ﴿اَبْرَارَ﴾ میں شامل ہو جائے اور ﴿اَبْرَارَ﴾ کے لیے تیار کیے گئے اعمال ناموں کے دفتر ﴿عَلِيِّينَ﴾ کی کتاب میں اپنی جگہ بنالے۔ ﴿إِنَّ رِجْزَ الْاَبْرَارِ لَفِي عِلِّيِّينَ﴾ (آیت: 18)

7- اس سورت میں اللہ کا تقرب حاصل کرنے والے ﴿اَبْرَارَ﴾ کو یہ خوشخبری بھی دی گئی ہے کہ ان کی جنت میں ایسی خوشبودار شراب سے تواضع کی جائے گی، جو سر بند ہوگی اور جس پر مہک کی مہر لگی ہوگی ﴿يُسْقَوْنَ مِنْ رَحِيقٍ مَخْتُومٍ﴾ (آیت: 25)

اس شراب کو حاصل کرنے کے لیے انہیں نیک اعمال کے ذریعے، ایک دوسرے سے بازی لے جانے کی کوشش کرنا چاہیے۔ ﴿فَلْيَتَنَافَسِ الْمُتَنَافِسُونَ﴾

سورة الْمُطَفِّفِينَ کا نظم جلی

سورة الْمُطَفِّفِينَ چار (4) پیرا گرافوں پر مشتمل ہے۔

1- آیات 6 تا 1: پہلے پیرا گراف میں بتایا گیا کہ مکرمین آخرت، مالی معاملات میں دوہرا معیار رکھتے ہیں۔

﴿وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِينَ﴾ (1) بتا ہی ہے، ڈنڈی مارنے والوں کے لیے۔
 ﴿الَّذِينَ إِذَا أَكْتَالُوا عَلَى النَّاسِ يَسْتَوْفُونَ﴾ جن کا حال یہ ہے کہ جب لوگوں سے لیتے ہیں، تو پورا پورا لیتے ہیں۔
 ﴿وَإِذَا كَالُوهُمْ أَوْ وَزَنُوهُمْ يُخْسِرُونَ﴾ اور جب ان کو ناپ کر یا تول کر دیتے ہیں، تو انہیں گھٹانا دیتے ہیں۔
 ﴿أَلَا يَظُنُّ أُولَٰئِكَ أَنَّهُمْ مَبْعُوثُونَ﴾ کیا یہ لوگ نہیں سمجھتے کہ (ایک بڑے دن) کیا اٹھا کر لائے جانے والے ہیں؟
 ﴿لِيَوْمٍ عَظِيمٍ﴾ (5) ایک بڑے دن (اٹھا کر لائے جانے والے ہیں)!

﴿يَوْمَ يَقُومُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعَالَمِينَ﴾ (6) اس دن، جبکہ سب لوگ رب العالمین کے سامنے کھڑے ہوں گے۔
 کاروباری معاملات میں بددیانتی اور فریب کاری کی بنیادی وجہ، آخرت کی جوابدہی کے احساس سے محرومی ہے۔

دوسروں سے تو پورا ناپ کر اور تول کر لینا، مگر دوسروں کو ناپ تول میں گھٹانا دینا، دوہرے معیار (Double Standards) اور آخرت سے غفلت کا نتیجہ ہے۔ آخرت پر یقین کامل کے بغیر، مالی معاملات میں، کامل راست بازی اور شفافیت (Transparency) اختیار کرنا ممکن نہیں ہے۔

2- آیات 17 تا 17: دوسرے پیرا گراف میں بتایا گیا ہے کہ منکرِ آخرت ﴿فُجَّار﴾ کے اعمال ﴿مَسْجِن﴾ میں درج کیے جاتے ہیں۔

﴿كَذَٰلِكَ إِنَّ كِتَابَ الْفُجَّارِ لَفِي مَسْجِنٍ﴾ (7)

ہرگز نہیں، یقیناً! بدکاروں (فُجَّار) کا نامہ اعمال، قید خانے کے دفتر میں ہے۔

﴿وَمَا أَذْرَكَ مَا مَسْجِنٌ﴾ (8) اور تمہیں کیا معلوم کہ کیا ہے وہ مسجین قید خانے کا دفتر؟

﴿كِتَابٌ مُّرْقُومٌ﴾ (9) وہ ایک کتاب ہے، لکھی ہوئی۔ (لکھا ہوا دفتر)

﴿وَبَلَّغْنَا الْيَوْمَ لِلْمُكَذِّبِينَ﴾ (10) بتا ہی ہے! اس روز، جھٹلانے والوں کے لیے۔

﴿الَّذِينَ يُكَذِّبُونَ يَوْمَ الْيَوْمِ﴾ (11) جو روز جزا کو جھٹلاتے ہیں۔

﴿وَمَا يُكَذِّبُ بِهِ إِلَّا كُلُّ مُعْتَدٍ أَثِيمٍ﴾ اور اسے نہیں جھٹلاتا، مگر ہر وہ شخص، جو حد سے گزر جانے والا بد عمل ہے۔

﴿إِذَا تُنْفَخَتِ الصُّورُ﴾ (12) اے جب ہماری آیات سنائی جاتی ہیں تو کہتا ہے، یہ اگلے وقتوں کی کہانیاں ہیں۔

﴿كَذَٰلِكَ بَلَّ رَانَ عَلَى قُلُوبِهِمْ مَا كَانُوا يَكْسِبُونَ﴾ (14)

ہرگز نہیں! بلکہ دراصل ان کے دلوں پر ان کے برے اعمال کا رنگ چڑھ گیا ہے۔

﴿كَذَٰلِكَ إِنَّهُمْ عَنْ رَبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ لَمَحْجُوبُونَ﴾ (15)

ہرگز نہیں! بالیقین! اُس روز یہ اپنے رب کی دید سے محروم رکھے جائیں گے

﴿ثُمَّ إِنَّهُمْ لَصَالُوا الْجَحِيمِ﴾ (16) پھر یہ جہنم میں جا پڑیں گے۔

﴿ثُمَّ يُقَالُ هَٰذَا الَّذِي كُنْتُمْ بِهِ تُكَذِّبُونَ﴾ (17)

پھر ان سے کہا جائے گا: یہ وہی چیز ہے، جسے تم جھٹلایا کرتے تھے۔

جن لوگوں نے جہاد اور سزا کے دن کو جھٹلایا اور اپنی زندگی، حرام خوری، ﴿تَطْطِيف﴾ اور اللہ کی نافرمانی میں گزاری،

ان کے نامہ اعمال، جرائم پیشہ لوگوں کے رجسٹر (Black List) میں درج ہو رہے ہیں اور مرنے کے بعد ایک

خاص ریکارڈ آفس ﴿مَسْجِن﴾ (Criminal Record Book) میں رکھے گئے ہیں، جو مجرمین ﴿فُجَّار﴾

کے لیے مخصوص ہے۔ قیامت کے دن، اس ریکارڈ کی بنیاد پر فیصلہ ہوگا اور اُس روز، اُن کا انجام، بڑا ہی حسرت ناک ہوگا

یہ بد نصیب، دیدار الہی سے بھی محروم رکھے جائیں گے۔

پیرا گراف کا آغاز، ﴿كَذَٰلِكَ﴾ سے ہوا ہے، جس سے پہلے کچھ محذوف ہے۔ یعنی منکرِ قیامت کی خوش فہمیاں غلط ہیں۔

3- آیات 18 تا 28: تیسرے پیرا گراف میں، ﴿اَبْرار﴾ یعنی نیک لوگوں کو خوشخبری دی گئی ہے

ان کے اعمال نامے، بلند پایہ لوگوں کے رجسٹر ﴿عِلِّيُّونَ﴾ (Talent Record Book) میں درج ہو رہے ہیں، جس پر مقرب فرشتے مامور ہیں۔ (یہ وہ لوگ ہیں، جو راست باز ہیں، جو دہرے معیار نہیں رکھتے۔ حرام مال نہیں کھاتے۔ ڈنڈی نہیں مارتے، آخرت کی جواب دہی سے ڈرتے ہیں، مالی معاملات میں شفافیت اختیار کرتے ہیں)۔ انہیں ﴿رَحِيقَ مَعْنُومٍ﴾ پلائی جائے گی۔ ان ﴿مُقَرَّبُونَ﴾ کو ﴿تَسْنِيمٍ﴾ کے چشمے کا آمیزہ پلایا جائے گا۔ لوگوں کو اس کے حصول کے لیے، بازی لے جانے کی ترغیب دی گئی ہے۔

یہاں بھی ﴿كَلَّا﴾ ہرگز نہیں، کا لفظ استعمال کیا گیا ہے، یعنی سب کا انجام ایک جیسا نہ ہوگا ﴿كَلَّا إِنَّ كِتَابَ الْاَبْرارِ لَفِي عِلِّيِّينَ﴾ (18)

ہرگز نہیں! بے شک نیک آدمیوں کا نامہ اعمال، بلند پایہ لوگوں کے دفتر میں ہے۔

﴿وَمَا اَدْرَاكَ مَا عِلِّيُّونَ﴾ (19) اور تمہیں کیا خبر! کہ کیا ہے وہ (علیین) بلند پایہ لوگوں کا دفتر؟

﴿كِتَابٌ مَّرْقُومٌ﴾ (20) ایک لکھی ہوئی کتاب (لکھا ہوا دفتر)۔

﴿يَشْهَدُهُ الْمُقَرَّبُونَ﴾ (21) جس کی نگہداشت، مقرب (فرشتے) کرتے ہیں۔

﴿اِنَّ الْاَبْرارَ لَفِي نَعِيمٍ﴾ (22) ابرار، اللہ کی نعمتوں میں گھرے ہوں گے۔ (عیش میں ہوں گے)

﴿عَلَى الْاَرَآئِكَ يَنْظُرُونَ﴾ (23) تختوں (اونچی مسندوں) پر بیٹھے نظارہ کر رہے ہوں گے۔

﴿تَعْرِفُ فِي وُجُوهِِهِمْ نَضْرَةَ النَّعِيمِ﴾ (24) ابرار کے چہروں پر خوشحالی کی رونق محسوس ہوگی۔

﴿يُسْقَوْنَ مِنْ رَحِيقٍ مَخْمُومٍ﴾ (25) ابرار کو نفیس سر بند شراب (رحیق مختوم) پلائی جائے گی۔

﴿يَخِمْهُمُ مِسْكٌ﴾ (26) جس پر مشک کی مہر لگی ہوگی۔

﴿وَفِيْ ذٰلِكَ فَلْيَتَنَافَسِ الْمُتَنَافِسُونَ﴾ (26)

بازی لے جانے والے، رقیب معنوم کو حاصل کرنے کے لیے بازی لے جانے کی کوشش کریں!

﴿وَمِزَاجُهُمْ تَسْنِيمٌ﴾ (27) اس شراب میں، تسنیم کی آمیزش ہوگی۔

﴿عَيْنًا يَشْرَبُ بِهَا الْمُقَرَّبُونَ﴾ (28) یہ ایک چشمہ ہے، جس کے ساتھ مقرب لوگ شراب پیئیں گے۔

4- آیات 29 تا 36: چوتھے اور آخری پیرا گراف میں، آخرت کی سزا کے اسباب بیان کیے گئے۔

﴿اِنَّ الَّذِيْنَ اٰجَرَمُوْا كَانُوْا مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يَضْحَكُوْنَ﴾ (29)

بمجرم لوگ، دنیا میں ایمان لانے والوں کا مذاق اڑاتے تھے۔

﴿وَإِذَا مَرُّوا بِهِمْ يَتَغَامَزُونَ﴾ (30)

جب ان کے پاس سے گزرتے تو آنکھیں مار مار کر، ان کی طرف اشارے کرتے تھے۔

﴿وَإِذَا انْقَلَبُوا إِلَىٰ أَهْلِهِمُ انْقَلَبُوا لَكَهِينٌ﴾ (31)

اپنے گھروالوں کی طرف پلٹتے تو مزے لیتے ہوئے پلٹتے تھے۔

﴿وَإِذَا رَأَوْهُمْ قَالُوا إِنَّ هَٰؤُلَاءِ لَضَالُّونَ﴾ (32) اور جب انہیں دیکھتے تو کہتے: یہ بھکے ہوئے لوگ ہیں۔

﴿وَمَا أَرْسَلُوا عَلَيْهِمْ حَافِظِينَ﴾ (33) حالانکہ وہ ان پر نگران بنا کر نہیں بھیجے گئے تھے۔

﴿فَالْيَوْمَ الَّذِينَ آمَنُوا مِنَ الْكُفَّارِ يَضْحَكُونَ﴾ (34)

ہاں! آج (قیامت کے دن) اہل ایمان کافروں کے حال پر ہنس رہے ہیں

﴿عَلَى الْأَعْرَافِ يَنْظُرُونَ﴾ (35) مسندوں (تختوں) پر بیٹھے ہوئے، ان کا حال دیکھ رہے ہیں۔

﴿هَلْ نُوبَ الْكُفَّارِ مَا كَانَوْا يَفْعَلُونَ﴾ (36) مل گیا نا! کافروں کو، ان حرکتوں کا ثواب، جو وہ کیا کرتے تھے؟

﴿فُجَّارٌ﴾ کے جرائم کا ذکر کیا گیا ہے، ﴿فُجَّارٌ﴾ کو ﴿الَّذِينَ أَجْرُموا﴾ یعنی مجرم کا نام دیا گیا ہے۔ ان

کے اخلاقی کردار پر گرفت کی گئی ہے، یہ لوگ اہل ایمان کو حقیر سمجھتے ہیں، ان کا مذاق اڑاتے ہیں ﴿يَضْحَكُونَ﴾

ہدایت یافتہ لوگوں کو گمراہ سمجھتے ہیں، چنانچہ ان کی بے پروائی، بے فکری اور تکبر کا نقشہ کھینچ کر، روز قیامت ان کے روحانی

عذاب کی تفصیل بیان کی گئی ہے اور اہل ایمان کو تسلی دی گئی ہے۔

مرکزی مضمون

﴿يَوْمَ الَّذِينَ﴾ یعنی قیامت کی تکذیب کرنے والے مُطَفِّفِينَ، مُكَلِّدِينَ، مُعْتَدِينَ، اِلَيْهِمْ، مُجْرِم

اور كُفَّار و فُجَّار بن جاتے ہیں۔ ﴿اَبْرَارٌ﴾ اور ﴿فُجَّارٌ﴾ کا انجام مختلف ہوگا۔ دونوں کے اعمال دو مختلف قسم کے

دفتروں میں درج کیے جا رہے ہیں۔



FLOW CHART

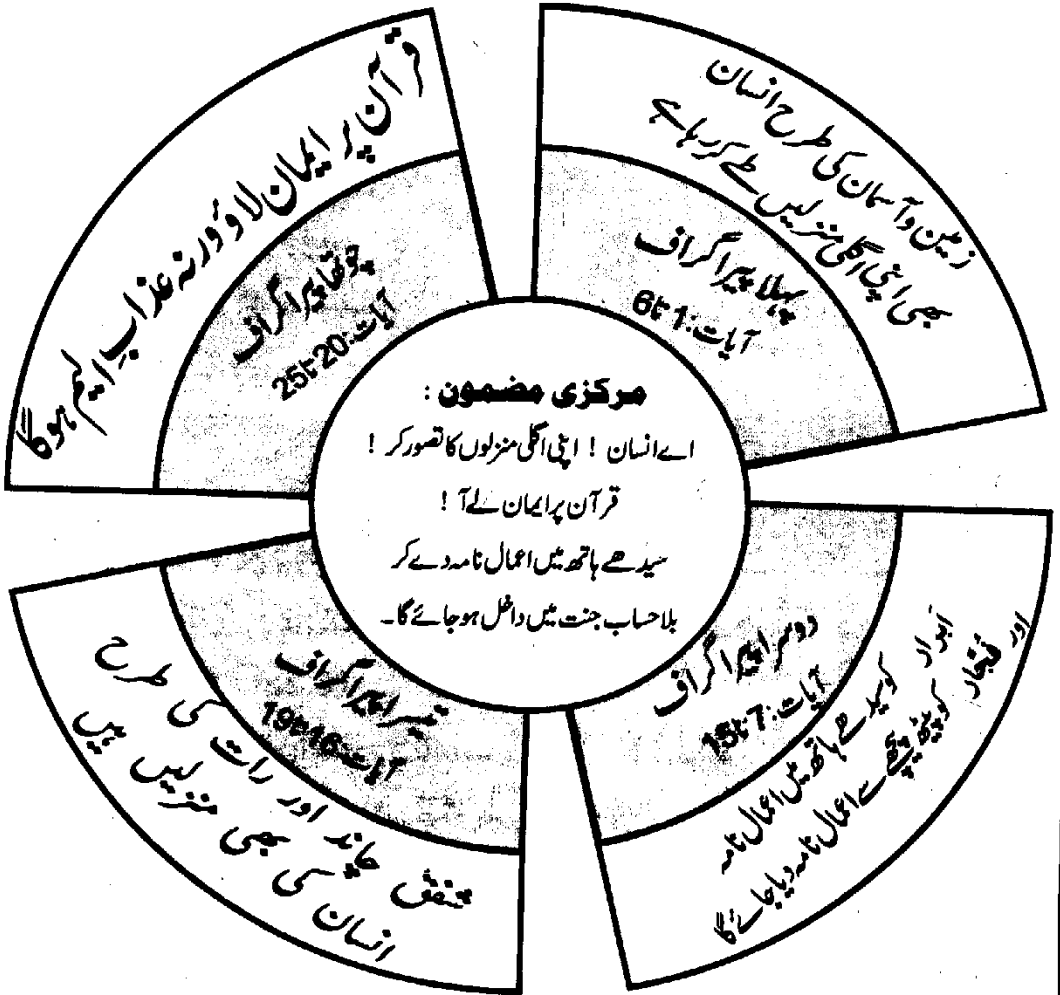
MACRO-STRUCTURE

ترتیبی نقشہ رابط

نظم جلی

84- سُورَةُ الْاِنْشِقَاقِ

آیات : 25 مکیہ پیرا گراف : 4



زمانہ نزول:

سورت ﴿الانشقاق﴾ بھی اعلان عام کے بعد قیامت مکہ کے دوسرے دور (4 تا 5 نبوی) میں نازل ہوئی، جب آپ ﷺ کے خلاف توہین و تذلیل اور استہزاء کا بازار گرم تھا۔

سُورَةُ الْاِنْشِقَاقِ کے فضائل

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ﴿مَنْ مَرَّهٗ اَنْ يَنْظُرَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ كَاَنَّهُ رَاٰ عَيْنِ فَلْيَقْرَأْ اِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ وَاِذَا السَّمَاءُ اُنْفَكِرَتْ وَاِذَا السَّمَاءُ اُنشَقَّتْ﴾ ”جو شخص مناظر قیامت دیکھنا چاہتا ہے، اُسے سورت ﴿التکویر﴾ ﴿النفطار﴾ اور ﴿الانشقاق﴾ کا مطالعہ کرنا چاہیے۔“

(ترمذی: کتاب التفسیر، باب سورة التکویر، حدیث 3,333، صحیح)

سُورَةُ الْاِنْشِقَاقِ کا کتابی ربط

پہلی سورت ﴿المطفوفین﴾ میں اعمال ناموں کا ذکر تھا۔ ﴿فُجَّار﴾ کے اعمال ﴿یستجین﴾ میں اور ﴿ابرار﴾ کے اعمال ﴿علیون﴾ میں درج کیے جا رہے ہیں۔ یہاں سورت ﴿الانشقاق﴾ میں یہ بتایا گیا ہے کہ یہ اعمال نامے خوش نصیبوں کو سیدھے ہاتھ میں اور بد نصیبوں کو پیٹھ کے پیچھے سے دیے جائیں گے۔

اہم کلیدی الفاظ اور مضامین

- 1- اس سورت میں انسان پر یہ بات واضح کی گئی ہے کہ وہ بڑی محنت اور مشقت کرتے ہوئے آگے بڑھ رہا ہے، لیکن اسے یہ احساس نہیں کہ موت کے بعد اسے اپنے رب سے ملاقات کرنی ہے۔ ﴿اِنَّكَ كَادِحٌ اِلٰی رَبِّكَ كَدْحًا كَمُلَِّقٍ﴾ (آیت: 6)
- 2- یہی بات آیت: 19 میں بھی ایک دوسرے انداز میں دہرائی گئی۔ ﴿كَتَرُ كُفِّنٌ طَبَقًا عَنْ طَبَقٍ﴾ قیامت کے دن جو خوش نصیب سیدھے ہاتھ میں نامہ اعمال وصول کرے گا، اس سے آسان حساب لیا جائے گا۔ ﴿كَسُوْفٌ يُحَاسِبُ حِسَابًا يَّسِيْرًا﴾ (آیت: 8) رسول اللہ ﷺ نے وضاحت کی ہے کہ ﴿حِسَابًا يَّسِيْرًا﴾ یعنی آسان حساب سے مراد، جنت میں بلا حساب داخلہ ہے۔
- 3- زمین اور آسمان بھی، اپنی اگلی منزلیں طے کرتے ہیں۔
- 4- شفق، رات اور چاند کی طرح، انسان کی بھی منزلیں ہیں۔ (پیدائش، بچپن، جوانی، بڑھاپا، موت، قبر، پھر قیامت کا حساب کتاب، اور آخر کار جنت یا دوزخ)

سورة الانشقاق کا نظم جلی

سورة الانشقاق چار (4) پیرا گرافوں پر مشتمل ہے۔

1- آیات 6 تا 1: پہلے پیرا گراف میں، مناظر قیامت کی روشنی میں، آسمان اور زمین کے آفاقی دلائل دے کر بتایا گیا کہ انسان بھی، اپنے رب سے ملاقات کے لیے اپنی اگلی منزل میں اسی طرح طے کر رہا ہے۔ جیسے آسمان، زمین، چاند وغیرہ۔

﴿إِذَا السَّمَاءُ انشَقَّتْ﴾ (1)

جب آسمان، پھٹ جائے گا۔

﴿وَأَذْنَتْ لِرَبِّهَا وَحُقَّتْ﴾ (2)

اور اپنے رب کے حکم کی تعمیل کرے گا اور اس کے لیے حق یہی ہے۔

﴿وَإِذَا الْأَرْضُ مُدَّتْ﴾ (3)

اور جب زمین، پھیلا دی جائے گی۔

﴿وَأَلْقَتْ مَا فِيهَا وَتَخَلَّتْ﴾ (4)

اور جو کچھ اس کے اندر ہے، اسے باہر پھینک کر خالی ہو جائے گی۔

﴿وَأَذْنَتْ لِرَبِّهَا وَحُقَّتْ﴾ (5)

اور اپنے رب کے حکم کی تعمیل کرے گی اور اس کے لیے حق یہی ہے۔

﴿يَا أَيُّهَا الْإِنْسَانُ إِنَّكَ كَادِحٌ

اے انسان، تو کشاں کشاں اپنے رب کی طرف چلا جا رہا ہے

إِلَىٰ رَبِّكَ كَذْحًا فَمُلَاقِيهِ﴾ (6)

اور اس سے ملنے والا ہے۔

آسمان ہوں یا زمین، دونوں اللہ کے غلام ہیں، مطیع و فرمان بردار ہیں۔ قوت اختیار سے عاری ہیں۔ یہ دونوں اپنے اپنے ٹکڑی دائرے میں سمیع و طاعت پر مجبور ہیں۔ قیامت کا پہلا مرحلہ ہو یا دوسرا مرحلہ، اللہ کی مرضی کے مطابق ہی طے ہوگا۔ اس کے برخلاف انسان کو کچھ عمل کی آزادی کا اختیار حاصل ہے، لیکن وہ کئی طور پر خود مختار نہیں۔ وہ چاہے نہ چاہے، طوعاً یا کھراً اپنے رب سے ملاقات کے لیے، اپنی مقررہ منزلوں کو طے کر رہا ہے۔

2- آیات 7 تا 15: دوسرے پیرا گراف میں، خوش نصیبوں کے اعمال ناموں ﴿کتاب﴾ کا ذکر ہے، جو ان کے

سیدھے ہاتھ میں دیا جائے گا۔ ان سے ہلکا حساب لیا جائے گا۔ ہلکے حساب کی وضاحت، حدیث نبوی ﷺ میں بلا حساب و دخول جنت سے کی گئی ہے۔

﴿فَلَمَّا مَنَ أُوْنِي كِتَابُهُ بِمَعِينِهِ﴾ (7) پھر جس شخص کا نامہ اعمال، اس کے سیدھے ہاتھ میں دیا گیا۔

﴿فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَّسِيرًا﴾ (8) اُس سے ہلکا حساب لیا جائے گا۔

﴿وَيُنْقَلِبُ إِلَىٰ أَهْلِهِ مَسْرُورًا﴾ (9) اور وہ اپنے لوگوں کی طرف خوش خوش (شادمند) پلٹے گا۔

﴿وَأَمَّا مَنَ أُوْنِي كِتَابُهُ وَرَأَىٰ ظَهْرَهُ﴾ (10) (رہا وہ شخص، جس کا اعمال نامہ، اس کی پیٹھ کے پیچھے دیا جائے گا

﴿فَسَوْفَ يَدْعُوا ثُبُورًا﴾ (11) تو وہ موت کو پکارے گا۔ (تو وہ موت کی دہائی دے گا)

﴿وَيَصْلَىٰ سَعِيرًا﴾ (12) اور وہ بھڑکتی ہوئی آگ میں جا پڑے گا۔

﴿إِنَّكَ كَانَتْ فِي أَهْلِهِ مَسْرُورًا﴾ (13) وہ اپنے گھر والوں میں مگن تھا۔

﴿إِنَّكَ عَلَيَّ أَنْ لَنْ يَحْضُرَ﴾ (14) اس نے سمجھا تھا کہ اسے کبھی پلٹنا نہیں ہے۔

﴿بَلَىٰ إِنَّ رَبَّكَ كَانَ بِهِ بِصِيرًا﴾ (15) ہاں! (پلٹنا کیسے نہ تھا!) اس کا رب اس کے کروت و دیکھ رہا تھا خوش نصیب مومنین آخرت کے برخلاف، بد نصیب منکرین آخرت، آگ میں جلیں گے۔ ان کا نامہ اعمال پٹھ کے پیچھے سے دیا جائے گا۔

خوش نصیبوں اور بد نصیبوں کے درمیان، ایک واضح فرق یہ ہوگا کہ بد نصیب منکرین آخرت، اس دنیا میں اپنے بیوی بچوں میں مگن تھے، ﴿ان کی خوشی کے لیے حرام کھاتے تھے، رشوت لیا کرتے تھے وغیرہ﴾۔ اس کے برخلاف خوش نصیب ﴿مُتَّقِينَ﴾، اس دنیا میں پرہیزگاری کی زندگی گزارتے تھے، زندگی کی ہر بچ راہوں میں بچا کر چلتے تھے۔ وہ آخرت میں اپنے اہل و عیال کی طرف خوش خوش پلٹیں گے۔

3- آیات 16 تا 19: تیسرے پیرا گراف میں، شفق، چاند، اور رات کے آفاقی دلائل پیش کر کے بتایا گیا کہ:

اسی طرح انسان کی بھی منزلیں ہیں۔ ایک اور زاویے سے انسان کی اگلی منزلوں کی وضاحت کی گئی ہے کہ جس طرح چاند کی منزلیں ہیں، رات کی گردش ہے، شفق کی نمود اور غروب ہے، اسی طرح انسان کو بھی، لازماً اگلی منزلوں سے دو چار ہونا ہے ﴿لَتَرْكَبُنَّ طَبَقًا عَنْ طَبَقٍ﴾، لہذا اُسے قرآن پر ایمان لا کر نیک عمل کرنا چاہیے۔ ﴿أَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُونٍ﴾ سے نوازا جائے گا، ورنہ دوزخی ہوگا۔

﴿فَلَا أَلِيمُ بِالشَّفَقِ﴾ (16) پس نہیں! میں قسم کھاتا ہوں، شفق کی!

﴿وَاللَّيْلِ وَمَا وَسَقَ﴾ (17) اور رات کی قسم! اور جو کچھ وہ سمیٹ لیتی ہے۔

﴿وَالْقَمَرِ إِذَا اتَّسَقَ﴾ (18) اور چاند کی قسم! جبکہ وہ ماہ کامل ہو جاتا ہے۔

﴿لَتَرْكَبُنَّ طَبَقًا عَنْ طَبَقٍ﴾ (19) تم کھمروں پر کھمروں پر ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف چلے جانا ہے

4- آیات 20 تا 25: چوتھے اور آخری پیرا گراف میں، عذاب الیم سے بچنے کے لیے قرآن پر ایمان لانے کی دعوت دی گئی ہے

﴿فَمَا لَهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ﴾ (20) پھر ان لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ یہ ایمان نہیں لاتے؟

﴿وَإِذَا قُرِئَ عَلَيْهِمُ الْقُرْآنُ لَا يَسْجُدُونَ﴾ (21) اور جب قرآن ان کے سامنے پڑھا جاتا ہے تو سجدہ نہیں کرتے؟

﴿بَلِ الَّذِينَ كَفَرُوا يَكْذِبُونَ﴾ (22) بلکہ، یہ منکرین تو الٹا جھٹلاتے ہیں۔

﴿وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا يُوعُونَ﴾ (23) حالانکہ اللہ سے خوب جانتا ہے جو کچھ یہ (اپنے نامہ اعمال میں) جمع کر رہے ہیں۔

﴿فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ أَلِيمٍ﴾ (24) لہذا! ان کو دردناک عذاب کی بشارت دے دو۔

﴿إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ﴾ ”البتہ جو ایمان لاچکے ہیں، اور جنہوں نے نیک عمل کئے ہیں ان کے لیے کبھی ختم نہ ہونے والا اجر ہے۔“ (دائمی انعام ہے) ﴿لَهُمْ أَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُونٍ﴾ (25)

جب یہ بات ثابت ہوگئی کہ انسان کی منزلیں ہیں تو پھر وہ قرآن پر ایمان کیوں نہیں لاتا؟ اُس قرآن پر، جو اگلی منزلوں کے بارے میں واضح معلومات فراہم کر رہا ہے۔ روز قیامت ﴿مُكَدِّبِينَ﴾ قرآن ﴿اور﴾ مؤمنین قرآن ﴿کا انجام مختلف ہوگا۔﴾ ﴿لَا يُؤْمِنُونَ﴾ ایمان نہ لانے والوں، ﴿لَا يَسْجُدُونَ﴾ سجدہ نہ کرنے والوں، ﴿يُكَذِّبُونَ﴾ جھٹلانے والوں، اور ﴿يُؤْعُونَ﴾ مال جمع کرنے والوں کا انجام ﴿الَّذِينَ آمَنُوا﴾ ایمان لانے والوں ﴿وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ﴾ نیک عمل کرنے والوں سے مختلف ہوگا۔

مرکزی مضمون

انسان کو اپنی اگلی منزلوں کا تصور کر کے، قرآن پر ایمان لانا چاہیے۔ سیدھے ہاتھ میں اعمال نامہ لے کر بلا حساب جنت میں داخل ہونے کی کوشش کرنی چاہیے۔

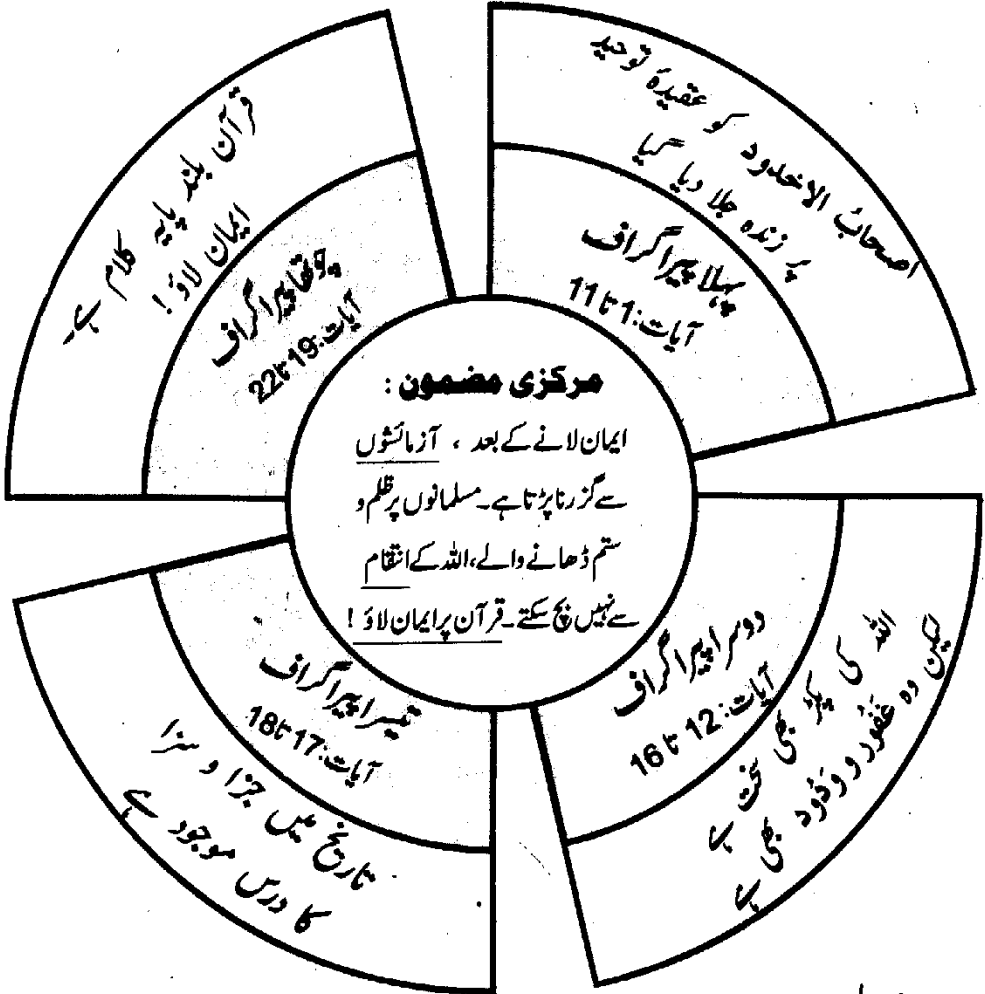


ترتیبی نقشہ رابط

نظم جلی

85- سُورَةُ الْبُرُوجِ

آیات : 22 مکیہ پیرا گراف : 4



زمانہ نزول:

سورت ﴿الْبُرُوجِ﴾ رسول ﷺ کے قیام مکہ کے تیسرے دور (10 تا 6 ہجری) میں نازل ہوئی، جب عقیدہ توحید اختیار کرنے کے جرم میں، ﴿اصحاب الاخذود﴾ کی طرح، کئے کے مشرک سردار مسلمانوں پر شدت کے ساتھ ظلم و ستم ڈھا رہے تھے۔ قریش مکہ کو فرعون اور فرعون کے لشکروں کے انجام سے ڈرایا گیا۔

سورة البروج کا کتابی ربط

پہلی سورت ﴿الانشقاق﴾ کے آخر میں ﴿بَلِ الَّذِينَ كَفَرُوا يَكْذِبُونَ﴾ کے الفاظ سے اہل تکذیب کی صفات بیان کر کے، ان کے مقابلے میں اہل ایمان کا تذکرہ کیا گیا تھا اور انہیں ﴿اَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُونٍ﴾ کی بشارت دی گئی تھی۔ یہاں اس سورت ﴿البروج﴾ میں بھی کافروں کی تکذیب کا ذکر ہے۔ ﴿بَلِ الَّذِينَ كَفَرُوا لِيُكْذِبُوا﴾۔ کافروں کو ﴿تَكْذِيبِ قرآن﴾ کے بجائے ﴿تَصْدِيقِ قرآن﴾ کا مشورہ دیا گیا ہے۔ اس سورت ﴿البروج﴾ میں قرآن کو ﴿مَجِيد﴾ یعنی بلند پایہ کلام کہا گیا۔ اگلی سورت ﴿الطَّارِقِ﴾ میں قرآن کو ایک فیصلہ کن کلام ﴿لَقَوْلٍ فَصْلٍ﴾ کہا گیا۔

اہم کلیدی الفاظ اور مضامین

- 1- اس سورت میں ﴿اَصْحَابُ الْاُخْدُوْدِ﴾ (گڑھے والوں) کا ذکر ہے۔ صحیح مسلم کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک بادشاہ نے ایک ذہین لڑکے کو ایک بڑے جادوگر سے جادو سیکھنے کے لیے بھیجا۔ لڑکا جادو سیکھنے کے بجائے ایک راہب کی محبت میں رہ کر حضرت عیسیٰؑ کی سچی تعلیمات توحید کا پیروکار بن گیا۔ لوگ اس لڑکے کی تعلیمات پر ایمان لانے لگے۔ بادشاہ نے ایک گڑھا کھدوایا اور اس میں آگ جلائی۔ عقیدہ توحید پر ایمان لانے والے ہر شخص کو آگ سے بھرے اس گڑھے میں پھکوا دیا۔ اللہ تعالیٰ نے ایسے ظالموں کو ﴿عَذَابُ الْحَرِيقِ﴾ یعنی آگ کی سزا اور ایمان لانے والے مظلوموں کو جنت میں ﴿الفوز الکبیر﴾ کی بشارت دی ہے۔
- 2- قریش مکہ کے سرداروں پر یہ واضح کیا گیا ہے کہ ان کے رویے بھی اسی ظالم بادشاہ کی طرح ہیں۔ اگر یہ قرآن پر ایمان نہیں لائیں گے تو اللہ تعالیٰ انہیں بھی دوزخ کے عذاب سے اور آگ کے عذاب سے دوچار کرے گا۔
- 2- ﴿مَجِيد﴾: اس سورت میں یہ لفظ دو مرتبہ استعمال ہوا ہے، ﴿اللہ﴾ کے لیے بھی اور ﴿قرآن﴾ کے لیے بھی۔

سورة البروج کا نظم جلی

سورة البروج چار (4) پیرا گرافوں پر مشتمل ہے۔

1- آیات 11 تا 1: پہلے پیرا گراف میں، برجوں والے آسمان اور روز قیامت کی گواہی پیش کی گئی ہے کہ

ظلم و ستم کا بدلہ مل کر رہے گا، اہل ایمان پر تشدد کرنے والے تباہ ہو کر رہیں گے۔ اس مضمون کے دو پہلو ہیں۔ اس میں ظالموں کے لیے اِنداز (Warning) ہے، اور مظلوموں کے لیے تسلی اور خوشخبری ہے۔ اللہ پر ایمان لانے کے بعد

اہل ایمان کو لازماً سخت آزمائشوں سے گزرنا پڑتا ہے۔ ظالموں کے لیے دوزخ کا عذاب اور ﴿عَذَابُ الْحَرِيقِ﴾ کی خوشخبری دی گئی۔

﴿وَالسَّمَاءِ ذَاتِ الْبُرُوجِ﴾ (1) قسم ہے! مضبوط قلعوں والے، آسمان کی!

﴿وَالْيَوْمِ الْمَوْعُودِ﴾ (2) اور اس دن کی! جس کا وعدہ کیا گیا ہے۔

﴿وَشَاهِدٍ وَمَشْهُودٍ﴾ (3) دیکھنے والے کی اور دیکھی جانے والی چیز کی!

﴿قِيلَ اصْحَبِ الْاُخْدُودِ﴾ (4) مارے گئے! گڑھے والے

﴿النَّارِ ذَاتِ الْوُوقُودِ﴾ (5) (اس گڑھے والے) جس میں خوب بھڑکتے ہوئے ایندھن کی آگ تھی۔

﴿اِذْهُمْ عَلَيْهَا قُودٌ﴾ (6) جبکہ وہ لوگ اس گڑھے کے کنارے پر بیٹھے ہوئے تھے۔

﴿وَهُمْ عَلَىٰ مَا يَفْعَلُونَ بِالْمُؤْمِنِينَ شُهُودٌ﴾ (7)

اور جو کچھ وہ لوگ، ایمان لانے والوں کے ساتھ کر رہے تھے، وہ اسے دیکھ رہے تھے۔

﴿وَمَا نَقَمُوا مِنْهُمْ﴾ اور ان اہل ایمان سے، ان (اصْحَابِ الْاُخْدُودِ) کی دشمنی کی

﴿اِلَّا اَنْ يُّؤْمِنُوا بِاللّٰهِ الْعَزِيزِ الْحَمِيدِ﴾ (8) اس کے سوا کوئی وجہ نہ تھی کہ وہ 'اللہ' پر ایمان لے آئے تھے، اُس

اللہ پر، جو زبردست اور اپنی ذات میں آپ محمود ہے۔

﴿الَّذِي لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ﴾ (وہ اللہ)، جو آسمانوں اور زمین کی سلطنت کا مالک ہے

﴿وَاللّٰهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ﴾ (9) اور وہ اللہ، سب کچھ دیکھ رہا ہے۔

﴿اِنَّ الَّذِيْنَ قَتَلُوا الْمُؤْمِنِيْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتِ﴾ جن لوگوں نے مومن مردوں اور مومن عورتوں پر ستم توڑا ہے

﴿لَهُمْ لَعْنٌ كَثِيْرَةٌ﴾ (10) اور پھر اس سے تائب نہیں ہوئے،

﴿لَهُمْ عَذَابٌ جَهَنَّمَ وَلَهُمْ عَذَابُ الْحَرِيقِ﴾ (10)

یعنی، ان کے لیے جہنم کا عذاب ہے اور جلائے جانے کی سزا ہے۔

﴿اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصَّٰلِحٰتِ﴾ (پختہ) ایمان لائے اور جنہوں نے نیک عمل کیے۔

﴿لَهُمْ جَنَّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ﴾ یقیناً ان کے لیے جنت کے باغ ہیں، جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی

﴿ذٰلِكَ الْقَوْزُ الْكَبِيْرُ﴾ (11) یہ ہے بڑی کامیابی۔ (بڑی کامیابی دراصل یہ ہے)

2- آیات 12 تا 16: دوسرے پیرا گراف میں، اللہ تعالیٰ کی جلالی اور جمالی صفات کے ذریعے، قیامت کی جزا و سزا

پر دلیل قائم کی گئی ہے۔

﴿اِنَّ بَطْشَ رَبِّكَ لَشَدِيْدٌ﴾ (12) درحقیقت! تمہارے رب کی پکڑ، بڑی سخت ہے۔

- ﴿ إِنَّهُ هُوَ يُّدِي وَيُعِيدُ ﴾ (13) وہی پہلی بار پیدا کرتا ہے، اور وہی دوبارہ پیدا کرے گا۔
 ﴿ وَهُوَ الْغَفُورُ الْوَدُودُ ﴾ (14) وہ بخشنے والا ہے، محبت کرنے والا ہے۔
 ﴿ ذُو الْعَرْشِ الْمَجِيدُ ﴾ (15) عرش کا مالک ہے، بزرگ و برتر ہے۔
 ﴿ فَعَالٌ لِّمَا يُرِيدُ ﴾ (16) اور جو کچھ چاہے، کر ڈالنے والا ہے۔
 اللہ کی پکڑ بھی سخت ہے ﴿إِنَّ بَطْشَ رَبِّكَ لَشَدِيدٌ﴾، لیکن وہ غفور و ودود بھی ہے ﴿ وَهُوَ الْغَفُورُ الْوَدُودُ ﴾ ظلم ڈھانے والوں کو سخت عذاب کی وعید سنائی گئی ہے۔ ظالموں کو ظلم سے فوراً باز آ جانا چاہیے، اللہ کی پکڑ بہت سخت ہے۔ انہیں توبہ کرنا چاہیے، ورنہ اللہ تعالیٰ ظالم لوگوں سے انتقام لے کر رہے گا اور مظلوموں کی فریادری ہو کر رہے گی۔ مظلوم مسلمانوں کو چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کی صفات پر غور کریں اور ہمیشہ انہیں مستحضر رکھیں۔ اللہ تعالیٰ، غفور بھی اور ودود بھی ہے۔ وہ مہلت اور ڈھیل دیتا ہے۔ توبہ کا موقع فراہم کرتا ہے، لیکن صاپ اقتدار ہے۔ باختیار ہے۔ عرش کا مالک ہے۔ (بے بس اور مجبور نہیں)، جو چاہے کر ڈالتا ہے۔ ﴿فَعَالٌ لِّمَا يُرِيدُ﴾ ہے۔

3- آیات 17 تا 18: تیسرے پیرا گراف میں، اللہ تعالیٰ کے قانون جزا و سزا کی تاریخی دلیلیں فراہم کی گئی ہیں۔

- تاریخ میں عسکری قوتوں کی ہلاکت کا (یعنی فرعون کے لشکروں اور ثمود کے جنود کی ہلاکت کا) درس موجود ہے۔
 ﴿ هَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ الْجُنُودِ ﴾ (17) کیا تمہیں لشکروں کی خبر پہنچی ہے؟
 ﴿ فِرْعَوْنُ وَ قَوْمُودُ ﴾ (18) فرعون اور ثمود (کے لشکروں) کی؟
 مسلمانوں پر ظلم و ستم کرنے والوں کو، تاریخ سے عبرت حاصل کرنے کا مشورہ دیا گیا ہے۔
 فرعون، بنی اسرائیل پر ظلم و ستم ڈھایا کرتا تھا۔ اور قوم ثمود کے نو (9) لیڈروں نے، حضرت صالح کے قتل کی منصوبہ بندی کی تھی۔

4- آیات 19 تا 22: چوتھے اور آخری پیرا گراف میں، قیامت کے منکرین کو قرآن مجید کی عظمت پر غور و فکر کر کے قرآن اور اس کی دعوت آخرت پر ایمان لانے کا مشورہ دیا گیا۔

- ﴿ بَلِ الَّذِينَ كَفَرُوا هُمُ تَكْذِبُونَ ﴾ (19) مگر جنہوں نے کفر کیا ہے، وہ جھٹلانے میں لگے ہوئے ہیں۔
 ﴿ وَاللَّهُ مِنْ وَرَائِهِمْ مُحِيطٌ ﴾ (20) حالانکہ اللہ نے ان کو گھیرے میں لے رکھا ہے۔
 ﴿ بَلِ هُوَ قُرْآنٌ مَّجِيدٌ ﴾ (21) (یہ جھٹلانے کی چیز نہیں) بلکہ یہ قرآن، بلند پایہ ہے۔
 ﴿ هُمُ لَوْحٌ مَّحْفُوظٌ ﴾ (22) اس لوح میں (نقش ہے) جو محفوظ ہے۔
 یہاں دو مرتبہ ﴿بَلِ﴾ استعمال ہوا ہے، جس سے پہلے کچھ محذوف ہے، یہاں یہ بتایا گیا ہے کہ ظالم طماعی اور

فسادی لوگوں کے لیے مناسب تو یہی تھا کہ وہ مسلمانوں پر ظلم و ستم سے باز آ جاتے، قرآن اور محمد ﷺ پر ایمان لے آتے، فرعون اور قوم ثمود کے لشکروں کے انجام سے سبق لیتے۔ لیکن اس کے بجائے، وہ قرآن اور محمد ﷺ کی تکذیب میں مصروف اور منہمک ہیں، جبکہ اللہ تعالیٰ نہ صرف ان کی نگرانی کر رہا ہے، بلکہ ان کو گھیرے میں لیے ہوئے ہے ﴿وَاللَّهُ مِنْ وَدَائِهِمْ مُحِيطٌ﴾۔ ایک مناسب وقت ان کو پکڑ لیا جائے گا۔ قرآن جنات اور شیطان کا کلام نہیں ہے، بلکہ لوح محفوظ کا بلند پایہ ﴿مَجِيدٌ﴾ کلام ہے۔

مرکزی مضمون

عقیدہ توحید پر ایمان لانے کے بعد، لازمی طور پر آزمائشوں سے گزرنا پڑتا ہے۔ مسلمانوں پر ظلم و ستم ڈھانے والی طاغوتی اور عسکری قوتیں، اللہ کے انتقام سے نہیں بچ سکتیں۔ اللہ تعالیٰ کی جلالی اور جمالی صفات کا جائزہ لے کر، اس کے بلند پایہ ﴿مَجِيدٌ﴾ قرآن پر ایمان لا کر، صبر و استقامت کی تاریخ رقم کرنا چاہیے۔

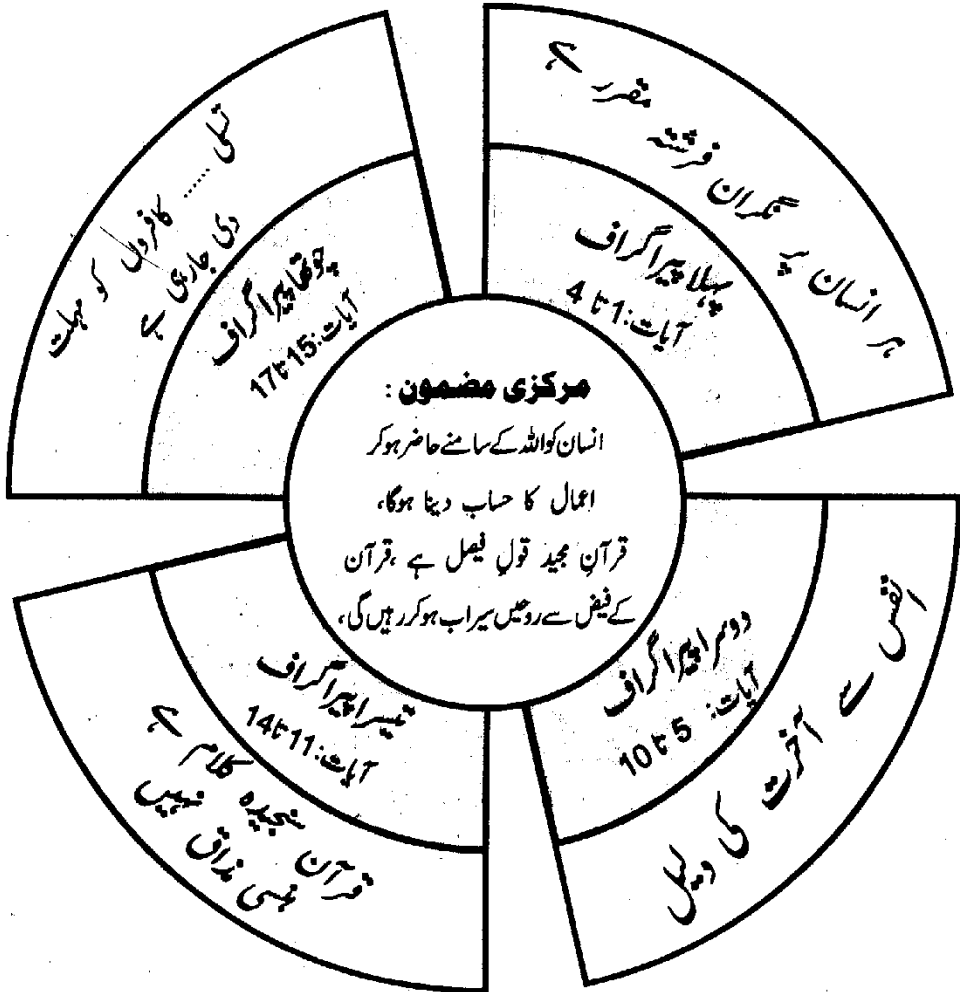


ترتیبی نقشہ ربط

نظم جلی

86- سُورَةُ الطَّارِقِ

آیات: 17 مَکِّيَّةٌ پیرا گراف: 4



زمانہ نزول:

سورت ﴿الطَّارِقِ﴾ رسول ﷺ کے قیام مکہ کے تیسرے دور (10ھ نبوی) میں نازل ہوئی، جب قریش آپ ﷺ کے خلاف گہری سازشوں ﴿گید﴾ سے کام لے رہے تھے۔

سورة الطَّارِق کا کتابی ربط

پہلی سورت ﴿الْبُرُوج﴾ میں قریش مکہ کی تکذیب کا ذکر تھا ﴿بَلِ الَّذِينَ كَفَرُوا فِي تَكْذِيبٍ﴾۔ انہیں قرآن کی تکذیب نہ کرنے کا مشورہ دیا گیا تھا۔ یہاں اس سورت ﴿الطَّارِق﴾ میں بتایا گیا ہے کہ قرآن ایک سنجیدہ کلام ہے، ہنسی دل لگی نہیں ہے۔ ﴿إِنَّكَ لَقَوْلٌ فَصْلٌ ۝ وَمَا هُوَ بِالْهَزْلُ﴾۔ اس سورت میں کافروں کی تکذیب کے علاوہ، مسلمانوں کے خلاف ان کی سازشوں ﴿تَكِيدُ﴾ کا ذکر ہے۔

اہم کلیدی الفاظ اور مضامین

- 1- اس سورت ﴿الطَّارِق﴾ میں اَنْفُس اور آفاق کی دلیلوں پر غور کر کے آخرت کی زندگی کو تسلیم کر لینے کی دعوت دی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ دوبارہ پیدا کرنے کی پوری قدرت رکھتا ہے۔
- 2- منکرین آخرت کو اہل ایمان کے خلاف سازشیں کرنے کے بجائے، قرآن کی سنجیدہ باتوں پر غور و فکر کر کے آخرت کو تسلیم کر لینے کی دعوت دی گئی ہے۔

سورة الطارق کا نظم جلی

سورة الطارق چار (4) پیرا گرافوں پر مشتمل ہے۔

1- آیات 1 تا 4: پہلے پیرا گراف میں، بتایا گیا کہ ہر انسان پر ایک گمان فرشتہ مقرر ہے۔

آسمان اور تاروں کی آفاقی شہادت ہے کہ انسان اپنے آپ کو آزاد نہ سمجھے، ہر نفس پر ایک محافظ ہے ﴿إِنْ كُلُّ نَفْسٍ لَّمَّا عَلَيْهَا حَافِظٌ﴾، آسمان اور ستاروں کے نظام، دونوں گواہی دے رہے ہیں کہ کائنات کی کوئی چیز اور کوئی جان ایسی نہیں، جو ایک ہستی کی نگہبانی کے بغیر، اپنی جگہ پر قائم رہ سکتی ہو۔ اس گمانی کا تقاضا ہے کہ ہر شخص سے اس کی کارکردگی کا ایک روز حساب لیا جائے۔

- قسم ہے، آسمان کی! اور رات کو نمودار ہونے والے کی!
- اور آپ کیا جانیں وہ رات کو نمودار ہونے والا کیا ہے؟
- وہ چمکتا ہوا تارا ہے۔ (دیکھتے ستارے)
- ﴿وَالسَّمَاءِ وَالطَّارِقِ﴾ (1)
- ﴿وَمَا أَدْرَاكَ مَا الطَّارِقُ﴾ (2)
- ﴿النَّجْمُ الثَّاقِبُ﴾ (3)
- ﴿إِنْ كُلُّ نَفْسٍ لَّمَّا عَلَيْهَا حَافِظٌ﴾ (4) کوئی جان ایسی نہیں، جس کے اوپر کوئی نگہبان نہ ہو

2- آیات 5 تا 10: دوسرے پیرا گراف میں، انفس سے امکانِ آخرت کی دلیل پیش کی گئی۔ یہ توحیدِ قدرت کا مضمون ہے

- ﴿فَلْيَنْظُرِ الْإِنْسَانُ مِمَّ خُلِقَ﴾ (5) پھر ذرا انسان یہی دیکھ لے! وہ کس چیز سے پیدا کیا گیا ہے؟
 ﴿خُلِقَ مِنْ مَّاءٍ ذَالِقٍ﴾ (6) وہ ایک اچھلنے والے پانی سے پیدا کیا گیا ہے۔
 ﴿يَخْرُجُ مِنْ بَيْنِ الصُّلْبِ وَالتَّرَائِبِ﴾ (7) جو پیٹ اور سینے کی ہڈیوں کے درمیان سے نکلتا ہے۔
 ﴿إِنَّهُ عَلَى رَجْعِهِ لَقَادِرٌ﴾ (8) یقیناً وہ (خالق) اسے دوبارہ پیدا کرنے پر قادر ہے۔
 ﴿يَوْمَ تُبْلَى السَّرَائِرُ﴾ (9) جس روز، پوشیدہ اسرار کی جانچ پڑتال ہوگی۔
 ﴿فَمَا لَهُ مِنْ قُوَّةٍ وَلَا نَاصِرٍ﴾ (10) تو اس وقت انسان کے پاس، نہ خود اپنا کوئی زور ہوگا اور نہ کوئی اس کی مدد کرنے والا ہوگا۔

انسان کو اپنی ذات کی طرف توجہ دلائی گئی ہے کہ کس طرح نطفے کی ایک بوند سے، اس کو وجود میں لایا گیا ﴿فَلْيَنْظُرِ الْإِنْسَانُ مِمَّ خُلِقَ﴾ ۵ خُلِقَ مِنْ مَّاءٍ ذَالِقٍ ﴿۔ جس اللہ نے، اس طرح انسان کو وجود بخشا ہے، وہ یقیناً اس کو دوبارہ پیدا کرنے پر بھی قادر ہے ﴿إِنَّهُ عَلَى رَجْعِهِ لَقَادِرٌ﴾ اور یہ دوبارہ پیدائش، اس غرض کے لیے ہوگی کہ انسان کے ان تمام رازوں کی جانچ پڑتال کی جائے ﴿يَوْمَ تُبْلَى السَّرَائِرُ﴾، جن پر دنیا میں پردہ پڑا رہ گیا تھا۔ اس وقت اپنے اعمال کے نتائج سمجھنے سے، انسان نہ تو خود اپنے بل بوتے پر بچ سکے گا، اور نہ کوئی دوسرا اس کی مدد کو آ سکے گا۔ شفاعتِ باطلہ کے تصور کی تردید کی گئی ہے۔ ﴿فَمَا لَهُ مِنْ قُوَّةٍ وَلَا نَاصِرٍ﴾

3- آیات 11 تا 14: تیسرے پیرا گراف میں دو (2) آفاقی دلیلیں ہیں۔ بارش والے آسمان کی اور پھٹنے والی زمین کی

﴿وَالسَّمَاءِ ذَاتِ الرَّجْعِ﴾ (11) تم ہے! بارش برسانے والے آسمان کی۔ (شاید ہے آسمان! پُر از باران)

﴿وَالْأَرْضِ ذَاتِ الصَّدْعِ﴾ (12) تم ہے! (نباتات اگتے وقت) پھٹ جانے والی زمین کی (شاید ہے زمین پُر شکاف)
 ﴿إِنَّهُ لَقَوْلٌ فَصْلٌ﴾ (13) یہ (قرآن) ایک نئی تلی بات ہے۔ (دو ٹوک بات ہے)
 ﴿وَمَا هُوَ بِالْهَزْلِ﴾ (14) ہنسی مذاق نہیں ہے۔

قرآن قولِ فیصل ہے، یعنی فیصلہ کن کلام ہے، سنجیدہ کلام ہے، خیر کثیر ہے، ہنسی دل لگی نہیں ہے آسمان کو ﴿ذَاتِ الرَّجْعِ﴾ لٹوانے والا کہا گیا ہے۔ اس آیت سے اُس سائنسی نظریے کو تقویت حاصل ہوتی ہے، جسے H₂O Cycle کہتے ہیں۔ بارش کے فیض سے، زمین پھٹ کر لہلہانے لگتی ہے، اسی طرح قرآن کے فیض سے بھی، انسانی روحیں سیراب

ہو کر رہیں گی۔

4- آیات 15 تا 17: چوتھے اور آخری پیرا گراف میں، رسول اللہ ﷺ کو تسلی دی گئی اور قریش مکہ کو دھمکی دی گئی ہے کہ ان کی سازشیں قرآن کی دعوت کو ناکام نہیں کر سکتیں۔

﴿إِنَّهُمْ يَكِيدُونَ كَيْدًا﴾ (15) (یقیناً) یہ لوگ (یعنی کافرین) کچھ چالیں چل رہے ہیں۔

﴿وَأَكِيدُ كَيْدًا﴾ (16) اور میں بھی ایک چال چل رہا ہوں۔

﴿فَمَهْلِ الْكَافِرِينَ أَمْهَلُهُمْ رُوَيْدًا﴾ (17)

پس چھوڑ دیجیے (مہلت دیجیے)! اے نبی ﷺ! ان کافروں کو ذرا کی ذرا! ان کے حال پر چھوڑ دیجیے! آپ ﷺ ذرا صبر سے کام لیں اور کچھ مدت کفار کو اپنی سی کر لینے دیں، زیادہ دیر نہ گزرے گی کہ انہیں خود معلوم ہو جائے گا کہ ان کی چالیں قرآن کو زک دیتی ہیں، یا قرآن اسی جگہ غالب آ کر رہتا ہے، جہاں یہ اسے شکست دینے کی کوشش کر رہے ہیں۔ کافروں کی اپنی چالیں ہیں! اللہ کے اپنے منصوبے ہیں ﴿إِنَّهُمْ يَكِيدُونَ كَيْدًا﴾ و ﴿أَكِيدُ كَيْدًا﴾۔ کافروں کو ڈھیل اور مہلت دی جا رہی ہے۔

www.KitaboSunnat.com

مرکزی مضمون

اللہ تعالیٰ دوبارہ پیدا کرنے پر پوری طرح قادر ہے۔ قیامت کے دن انسان کو اللہ کے سامنے حاضر ہو کر اعمال کا حساب دینا ہوگا، اس دن نیتوں کا بھی جائزہ لیا جائے گا۔ قرآن مجید قول فیصل ہے، قرآن کے فیض سے روحمیں سیراب ہو کر رہیں گی اور کافروں کی چالیں ناکام ہو جائیں گی۔



FLOW CHART

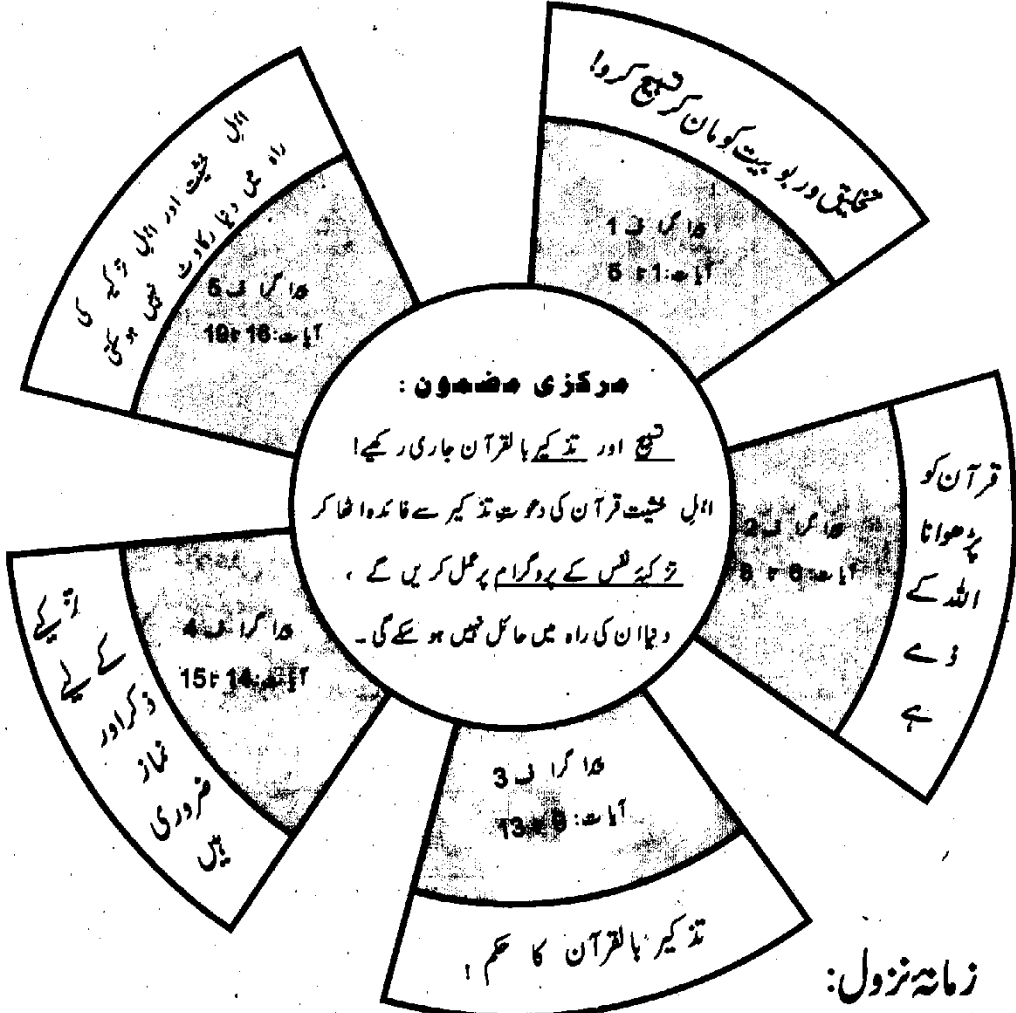
MACRO-STRUCTURE

ترتیبی نقشہ ربط

تظم جلی

87- سُورَةُ الْأَنْعَامِ

آیات : 19 مَكِّيَّةٌ ہیراگراف : 5



زمانہ نزول:

- 1- سورت ﴿الاعلیٰ﴾ قیام مکہ کے پہلے دور (0 تا 3 نبوی) میں آپ ﷺ پر نازل ہوئی، جب اسلام کی دعوت خفیہ طور پر دی جا رہی تھی اور جب ابتدائی ایام میں آپ وحی کو سن کر یاد کرنے کی کوشش کیا کرتے تھے۔
 ﴿سَنُقْرِئُكَ فَلَا تَنْسَى﴾
- 2- اس سورت کا کچھ حصہ غالباً اعلان عام کے بعد دوسرے دور کے زمانہ تذکیر میں نازل ہوا ﴿لَذِكْرُنْ لَفَعَتِ الذِّكْرٰی﴾

سورة الاعلیٰ کے فضائل

1۔ رسول اللہ ﷺ جمعہ اور عیدین کی پہلی رکعت میں سورت ﴿الاعلیٰ﴾ اور دوسری رکعت میں سورت ﴿الغاشیہ﴾ پڑھا کرتے تھے۔

(صحیح مسلم: کتاب الجمعة، باب ما یقرأ فی صلوة الجمعة، حدیث 2,065، عن نعمان بن بشیر) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ وہ سورت ہے، جس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کی تمنا تھی کہ یہ ہر خاص و عام کو زبانی یاد ہو جائے اور اس کا مضمون ذہن نشین ہو جائے۔

2۔ وتر کی پہلی رکعت میں بھی آپ ﷺ سورة الفاتحہ کے بعد سورت ﴿الاعلیٰ﴾ پڑھتے تھے۔

(ابو داؤد: کتاب الوتر، باب ما یقرأ فی الوتر، حدیث 1,465، عن ابی بن کعبؓ، صحیح)

سورة الاعلیٰ کا کتابی ربط

پہلی سورت ﴿الطَّارِق﴾ میں قرآن کی بارش سے دلوں کی کھیتوں میں ایمان کی فصل اُگانے کی ترغیب تھی۔ یہاں سورت ﴿الاعلیٰ﴾ میں بتایا گیا ہے کہ قرآن کی نصیحت کو قلب میں اتارنے کے لیے دل کی خشیت درکار ہوتی ہے۔ ﴿سَيَذَكَّرُ مَنْ يَخْشَى﴾۔

سورت ﴿الاعلیٰ﴾ اور اگلی سورت ﴿الغَاشِیَہ﴾ دونوں میں ﴿فَذَكَّرْ﴾ کے الفاظ سے نصیحت کرتے رہنے کا حکم دیا گیا ہے۔

اہم کلیدی الفاظ اور مضامین

1۔ سورت ﴿الاعلیٰ﴾ کی پہلی آیت ہی میں ﴿سَبِّحْ﴾ کے الفاظ سے اللہ تعالیٰ کی بے عیبی کا اعتراف کرتے ہوئے خالص توحید اختیار کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

2۔ اس سورت میں رسول اللہ ﷺ کو ﴿فَذَكَّرْ﴾ کے الفاظ سے قرآن کے ذریعے سے مستقل نصیحت کرتے رہنے کی ہدایت کی گئی ہے۔ (آیت: 9)

سورةُ الاعلیٰ کا نظم جلی

سورةُ الاعلیٰ پانچ (5) پیرا گرافوں پر مشتمل ہے۔

1- آیات 51: پہلے پیرا گراف میں، انسان کو اپنے رب برتر ﷻ کی تخلیق پر غور کر کے، تخلیق کے مختلف مراحل کا جائزہ لینے کے بعد صحیح عقیدہ توحید اختیار کرنے اور اللہ کی بے عیبی کو تسلیم کر لینے کا مشورہ دیا گیا ہے۔

﴿تَسْبِيحٌ﴾ کے بغیر توحید کی تکمیل نہیں ہوتی۔ ہر چیز کی پیدائش کے چار مراحل ہیں (1) تخلیق (2) تسویہ، (3) تقدیر اور (4) ہدایت۔ ہر چیز کو ڈیزائن کیا گیا، اسے وجود میں لایا گیا، اس کی صلاحیتوں کے دائرہ کار کا تعین کیا گیا اور پھر ہر چیز کو اپنے دائرہ کار میں کام کرنے کی ہدایت دی گئی ہے۔ وہ زمین میں نباتات کو پیدا کرتا ہے اور پھر انہیں خس و خاشاک بھی بنادیتا ہے۔ چنانچہ ایسی کائنات کے خالق کی صناعتی اور کاریگری پر غور و فکر سے کام لے کر اس کی بے عیبی کا اعتراف کرنے یعنی تسبیح کرنے کا مشورہ دیا گیا ہے۔

- ﴿مَسْبُحُ اسْمِ رَبِّكَ الْأَعْلَى﴾ (1) (اے نبی ﷺ) اپنے رب برتر کے نام کی تسبیح کیجیے!
 ﴿الَّذِي خَلَقَ فَسَوَّى﴾ (2) جس نے پیدا کیا اور (جس نے خاکہ بنایا) تناسب قائم کیا۔
 ﴿وَالَّذِي قَدَّرَ فَهَدَى﴾ (3) جس نے تقدیر بنائی، (جس نے مقدر کیا) پھر راہ دکھائی۔
 ﴿وَالَّذِي أَخْرَجَ الْمَرْعَى﴾ (4) جس نے نباتات اُگائیں۔
 ﴿فَجَعَلَهُ غُثَاءً أَحْوَى﴾ (5) پھر اس کو سیاہ کوڑا کرکٹ بنادیا۔ (پھر ان کو گھنی سرسبز و شاداب بنایا)

2- آیات 8 تا 6: دوسرا پیرا گراف، ایک جملہ معترضہ پر مشتمل ہے۔

- ﴿مَنْقُورُكَ فَلَا تَنْسَى﴾ (5) ہم آپ کو پڑھوادیں گے، پھر آپ نہیں بھولیں گے۔
 ﴿إِلَّا مَا شَاءَ اللَّهُ، إِنَّهُ يَعْلَمُ الْجَهْرَ وَمَا يَخْفَى﴾ (7) یقیناً وہ ظاہر کو بھی جانتا ہے، اور جو کچھ پوشیدہ ہے اس کو بھی۔
 ﴿وَيُتَسَرَّكَ لِلْإِسْرَى﴾ (8) اور آپ کو آسان طریقے کی سہولت دیتے ہیں۔
 رسول اللہ ﷺ کو بتایا گیا کہ قرآن پڑھوانا اور اسے یاد کرنا اللہ کے ذمے ہے۔ محمد ﷺ کے حافظے میں، وحی کو محفوظ کرنے کی یقین دہانی کرائی گئی۔

3- آیات 9 تا 13: تیسرے پیرا گراف میں رسول اللہ ﷺ کو ﴿تَذَكُّرٌ بِالْقُرْآنِ﴾ کا حکم دیا گیا۔

- ﴿فَذَكِّرْ إِنْ نَفَعَتِ الذِّكْرَى﴾ (9) لہذا! آپ نصیحت کیجیے! اگر نصیحت (یاد دہانی) نافع ہو۔
 ﴿سَيَذَكِّرُ مَنْ يَخْشَى﴾ (10) جو شخص ڈرتا ہے، وہ نصیحت قبول کر لے گا۔

﴿وَيَتَجَنَّبُهَا الْأَشْقَى﴾ (11) اور اس نعمت سے گریز کرے گا، وہ انتہائی بد بخت۔ (أَشْقَى)
﴿الَّذِي يَصِلَى النَّارَ الْكُبْرَى﴾ (12) جو بڑی آگ میں جائے گا۔

﴿ثُمَّ لَا يَمُوتُ فِيهَا وَلَا يَحْيَى﴾ (13) پھر، نہ اس میں مرے گا، نہ جیئے گا۔

قرآن کی تذکیر سے، صرف ﴿اَهْلِ عَشِيَّتٍ﴾ ہی فائدہ اٹھا سکیں گے۔ اس پیرا گراف میں ﴿مَنْ يَخْشَى﴾ اور ﴿أَشْقَى﴾ کا موازنہ ہے۔ جن لوگوں کے دل میں اللہ کی ﴿عَشِيَّتٍ﴾ ہوگی، وہ قرآن کی نصیحت و تذکیر سے فیض یاب ہوں گے، لیکن شقی اور بد بخت اس نعمت سے محروم رہیں گے۔ ﴿وَيَتَجَنَّبُهَا الْأَشْقَى﴾

4- آیات 14:15: چوتھے پیرا گراف میں بتایا گیا کہ انسانوں کے تزکیے کے لیے ذکر اور نماز دو (2) اہم اور ضروری شرائط ہیں

﴿قَدْ أَفْلَحَ مَنْ تَزَكَّى﴾ (14) فلاح پا گیا، جس نے پاکیزگی اختیار کی۔

﴿وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهِ فَصَلَّى﴾ (15) اور اپنے رب کا نام یاد کیا، پھر نماز پڑھی۔

تزکیہ نفس کا پروگرام دیا گیا۔ یہ پروگرام ان کے لیے ہے، جو قرآن کی تذکیر سے فائدہ اٹھا کر فیض حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ ”یقیناً وہ شخص فلاح پا گیا، جس نے اپنے نفس کا تزکیہ کر لیا اور اپنے رب کا نام لیتا رہا، چنانچہ نماز پڑھتا رہا“ یہاں چار (4) باتوں کی ترتیب اور ان کے باہمی ربط پر غور کیجیے۔

(a) کامیابی ﴿فلاح﴾ کے لیے، محنت درکار ہوتی ہے۔

(b) کامیابی کے لیے، ﴿نفس کا تزکیہ﴾ ضروری ہے۔

(c) تزکیے کے لیے، ﴿ذکر الہی﴾ کا اہتمام لازمی ہے۔

(d) ﴿ذکر الہی﴾ کے لیے، ﴿نماز﴾ کا التزام ضروری ہے۔ کاش ہماری نماز ذکر والی نماز بن جائے، اللہ کی یاد والی نماز بن جائے۔

5- آیات 16:19: پانچویں اور آخری پیرا گراف میں، بتایا گیا کہ اہل خشیت اور اہل تزکیہ کی راہ میں دنیا رکاوٹ نہیں ہو سکتی۔

﴿بَلْ تُؤْثِرُونَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا﴾ (16) مگر تم لوگ، دنیا کی زندگی کو ترجیح دیتے ہو۔

﴿وَالْآخِرَةَ خَيْرٌ﴾ (17) حالانکہ آخرت بہتر ہے اور باقی رہنے والی ہے (پائیدار ہے)

﴿إِنَّ هَذَا لَفِي الصُّفُوفِ الْأُولَى﴾ (18) یہی بات، پہلے آئے ہوئے صحیفوں میں بھی کہی گئی تھی۔

﴿صُفُوفِ إِبْرَاهِيمَ وَمُوسَى﴾ (19) حضرت ابراہیمؑ اور حضرت موسیٰؑ کے صحیفوں میں۔

یہ پیرا گراف ﴿بَلْ﴾ سے شروع ہو رہا ہے۔ اس سے پہلے کچھ مضمون محذوف ہے۔ مطلب ہے: ”لیکن تم کیوں نماز“

پڑھو گے؟ کیوں 'ذکر' کرو گے؟ کیوں 'تزکیہ' اختیار کرو گے! تم تو دنیا کی زندگی پر مرے جاتے ہو! تم ایک عارضی چیز (دنیا) کے خواہاں ہو! تمہیں آخرت سے کیا دلچسپی ہے؟ تم اہل خشیت میں سے نہیں ہو، اس لیے قرآن کی تذکیر سے تمہیں کوئی فائدہ نہیں پہنچے گا۔" اوپر اہل خشیت کے لیے، تذکیر بالقرآن کے بعد، تزکیہ نفس کا جو پروگرام دیا گیا تھا، اس پر عمل درآمد کی راہ میں، دنیا اور دنیا کی محبت حائل ہے۔

دنیا کی محبت سے بچ کر، نماز اور ذکر کے ذریعے، نفس کی پاکیزگی اختیار کرنے کا آسمانی نسخہ پہلی مرتبہ قرآن میں نہیں بیان کیا گیا، بلکہ حضرت ابراہیمؑ اور حضرت موسیٰؑ کے صحیفوں میں بھی تزکیہ نفس کا یہی پروگرام درج تھا۔

مرکزی مضمون

﴿تسبیح﴾ اور ﴿تذکیر بالقرآن﴾ جاری رہنا چاہیے۔ اہل خشیت قرآن کی دعوتِ تذکیر سے فائدہ اٹھا کر تزکیہ نفس کے پروگرام پر عمل کریں گے، دنیا ان کی راہ میں حائل نہیں ہو سکے گی۔



FLOW CHART

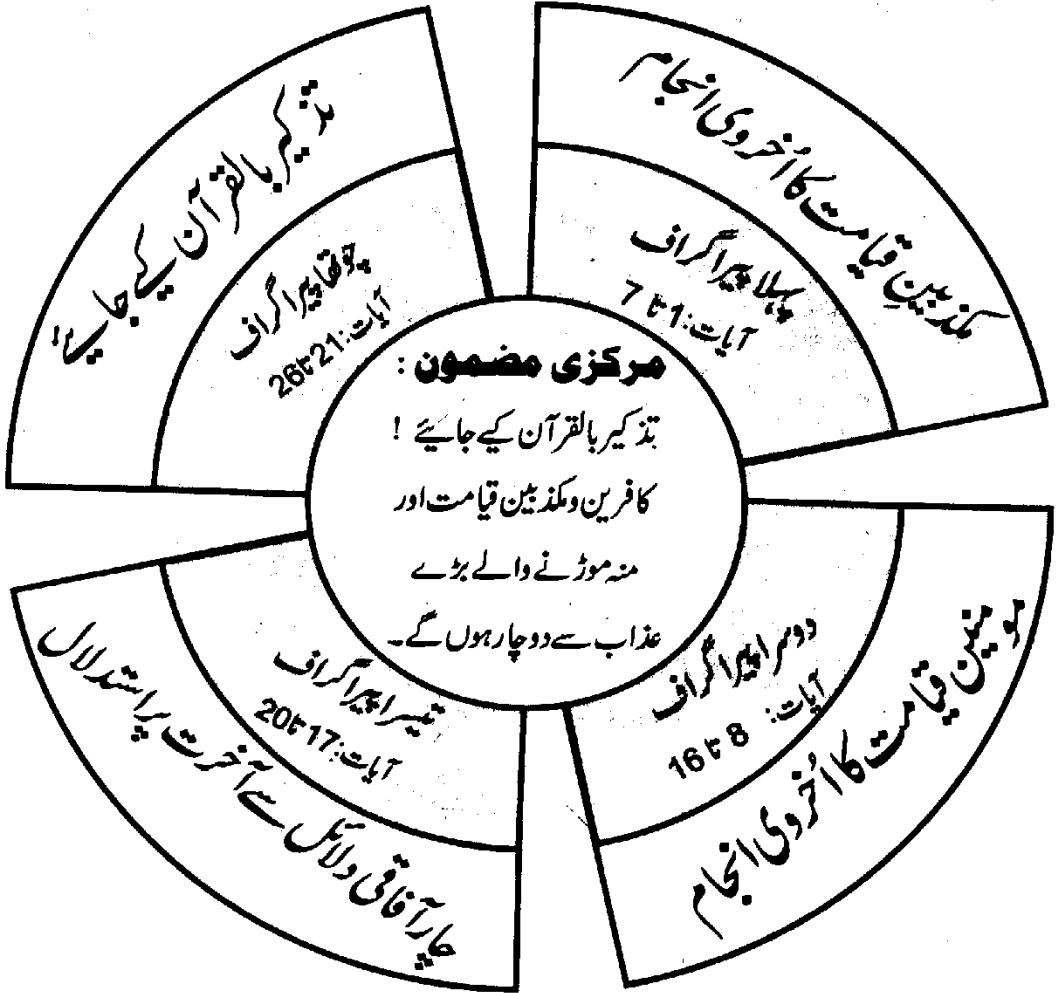
MACRO-STRUCTURE

ترتیبی نقشہ ربط

نظم جلی

88- سُورَةُ الْغَاشِيَةِ

آیات : 26 مَكِّيَّةٌ پیرا گراف : 4



زمانہ نزول:-

سورت ﴿الْغَاشِيَةِ﴾ کی پہلی آیت ہی سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ اعلان عام کے بعد رسول ﷺ کے قیام مکہ کے دوسرے دور (4 تا 5 نبوی) کے زمانہ تذکیر میں نازل ہوئی۔

﴿لَذِكْرُ اِنَّمَا اَنْتَ مُذَكِّرٌ﴾ ”صحیح و تذکیر کیجیے! آپ ﷺ تذکیر کرنے والے ہی تو ہیں۔“

اس سورت کے فضائل

رسول اللہ ﷺ نماز جمعہ اور نماز عیدین کی پہلی رکعت میں سورت ﴿الاعلیٰ﴾ اور دوسری رکعت میں سورت ﴿الغاشیہ﴾ پڑھا کرتے تھے۔

(صحیح مسلم: کتاب الجمعة، باب ما یقرأ فی صلاة الجمعة، حدیث 2,065)
اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ وہ سورت ہے، جس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کی تمنا تھی کہ یہ ہر خاص و عام کو زبانی یاد ہو جائے اور اس کے مضامین سب کو ذہن نشین ہو جائیں۔

سورة الغاشية کا کتابی ربط

- 1- پچھلی سورت ﴿الاعلیٰ﴾ کی طرح یہاں بھی سورت ﴿الغاشیہ﴾ میں ﴿فَلَذِکْرُ﴾ کے الفاظ سے رسول اللہ ﷺ کو نصیحت و تذکیر کی ہدایت موجود ہے۔
- 2- پچھلی سورت ﴿الاعلیٰ﴾ میں جسے ﴿نَارُ الْکُبْرِی﴾ کہا گیا تھا، اُسے یہاں ﴿عذابُ الکبر﴾ کہا گیا ہے۔ (آیت: 24)
- 3- سورت ﴿الغاشیہ﴾ میں اہل جنت اور اہل دوزخ کے احوال کو ﴿وُجُوہ﴾ یَوْمَئِذٍ عَاشِعَةً ﴿اور﴾ ﴿وُجُوہ﴾ یَوْمَئِذٍ نَّاعِمَةً ﴿کے الفاظ سے ظاہر کیا گیا ہے۔ اگلی سورت ﴿الفجر﴾ میں ﴿نفوس مطمئنة﴾ اور ﴿نفوس غیر مطمئنة﴾ کا موازنہ ہے۔

اہم کلیدی الفاظ اور مضامین

رسول اللہ ﷺ کو واضح طور بتا دیا گیا کہ آپ صرف ﴿مُذَکِّرُ﴾ ہیں، وعظ و نصیحت سے کام لے سکتے ہیں، ﴿مُصِیْطِرُ﴾ (داروغہ) نہیں ہیں۔ زبردستی توحید اور اسلام کا اقرار کرانا مطلوب نہیں ہے۔ یہ انسان کے مذہبی اختیار (Freedom of Faith) کا مضمون ہے۔ اخلاص اور محبت کے ساتھ دلائل کے ہتھیاروں سے مسلح ہو کر دین کی دعوت دینی چاہیے۔

سورة الغاشية کا نظم جلی

سورة الغاشية چار (4) پیرا گرافوں پر مشتمل ہے۔

1- آیات 1 تا 7: پہلے پیرا گراف میں قیامت کو جھٹلانے والوں کا اخروی انجام بیان کیا گیا۔

- ﴿هَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ الْغَاشِيَةِ﴾ (1) کیا تمہیں اس چھا جانے والی آفت کی خبر پہنچی ہے؟
 ﴿وَجُودُهُ“ يَوْمَئِذٍ عَاصِفَةٌ﴾ (2) کچھ چہرے اس روز خوفزدہ ہوں گے۔ (اترے ہوئے)
 ﴿عَامِلَةٌ“ نَاصِبَةٌ﴾ (3) سخت مشقت کر رہے ہوں گے، تھکے جاتے ہوں گے۔
 ﴿تَصْلَى نَارًا حَامِيَةً﴾ (4) شدید آگ میں، جھلس رہے ہوں گے۔
 ﴿تُسْقَى مِنْ عَيْنٍ“ إِنِّي﴾ (5) کھولتے ہوئے چشمے کا پانی، انہیں پینے کو دیا جائے گا۔
 ﴿لَيْسَ لَهُمْ طَعَامٌ“ إِلَّا مِنْ ضَرِيعٍ﴾ (6) خاردار سوکھی گھاس کے سوا کوئی کھانا، ان کے لیے نہ ہوگا۔
 ﴿لَا يَسْمُونُ وَلَا يَنْفَعِي مِنْ جُوعٍ﴾ (7) جو نہ موٹا کرے، نہ بھوک مٹائے۔

آغاز، ایک سوال سے کیا گیا ہے ﴿هَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ الْغَاشِيَةِ؟﴾، اس کے فوراً بعد، قیامت کو جھٹلانے والوں کے انجام سے آگاہ کیا گیا ہے۔ ان کے چہروں پر رسوائی ہوگی، تھکے ماندے دہکتی آگ میں داخل ہوں گے، پینے کے لیے کھولتا ہوا پانی اور کھانے کے لیے کانٹے دار جھاڑیاں فراہم کی جائیں گی۔

2- آیات 8 تا 16: دوسرے پیرا گراف میں، قیامت پر ایمان لانے والوں کا اخروی انجام بیان کیا گیا،

- جو اللہ کے حضور، جو ابدی کے تصور کے تحت، زندگی گزارتے ہیں، اُن کے چہرے تر و تازہ ہوں گے، اپنی کوششوں پر شاداں، بلند پایہ جنتوں میں، جہاں کوئی لغو بات نہ سنیں گے۔ باغ میں ان کے لیے، بہتے ہوئے چشمے، اونچے تخت، قرینے سے رکھے ہوئے شراب کے پیالے اور نفیس قالینوں پر گاؤں کیلئے سجے ہوں گے۔
 ﴿وَجُودُهُ“ يَوْمَئِذٍ نَّاعِمَةٌ﴾ (8) کچھ چہرے اس روز، بارونق (شگفتہ) ہوں گے۔
 ﴿تَسْقِيهَا رَاحِيَةٌ﴾ (9) اپنی کارگزاری پر خوش (شاد و مطمئن) ہوں گے۔
 ﴿فِي جَنَّةٍ عَالِيَةٍ﴾ (10) عالی مقام جنت (اونچے باغ) میں ہوں گے۔
 ﴿لَا تَسْمَعُ فِيهَا لَا غِيَةَ﴾ (11) کوئی بیہودہ بات وہاں نہ سنیں گے۔
 ﴿فِيهَا عَيْنٌ“ جَارِيَةٌ﴾ (12) اس میں چشمے رواں ہوں گے۔ (چشمہ رواں ہوگا)
 ﴿فِيهَا سُرُرٌ“ مَرْفُوعَةٌ﴾ (13) اس کے اندر، اونچی مسندیں ہوں گی۔ (اونچے بچھے تخت)
 ﴿وَأَكْوَابٌ“ مَوْضُوعَةٌ﴾ (14) ساغر رکھے ہوئے ہوں گے۔ (آب خورے ہترینے سے دھرے)

﴿وَنَمَارِقُ مَصْفُوفَةٌ﴾ (15) گاؤں کی قطاریں لگی ہوں گی۔ (عائیلے ترتیب سے لگے)

﴿وَزَابِيَّ مَبْنُوتَةٌ﴾ (16) اور نفیس فرش، بچھے ہوئے ہوں گے۔ (اور نیچے ہر طرف پڑے)

3- آیات 17 تا 20: تیسرے پیرا گراف میں، قیامت کا انکار کرنے والوں کو، آفاق کی چار نشانوں اور قدرت الہی سے استدلال کر کے غور و فکر کرنے کی دعوت دی گئی ہے اور قیامت کو تسلیم کر لینے کا مشورہ دیا گیا ہے۔

﴿أَفَلَا يَنْظُرُونَ إِلَى الْإِبِلِ كَيْفَ خُلِقَتْ﴾ (17) کیا یہ اونٹوں کو نہیں دیکھتے! کیسے بنائے گئے ہیں؟

﴿وَالِى السَّمَاءِ كَيْفَ رُفِعَتْ﴾ (18) آسمان کو نہیں دیکھتے! کیسے اٹھایا گیا ہے؟

﴿وَالِى الْجِبَالِ كَيْفَ نُصِبَتْ﴾ (19) پہاڑوں کو نہیں دیکھتے! کیسے جمائے گئے ہیں؟

﴿وَالِى الْأَرْضِ كَيْفَ سُطِحَتْ﴾ (20) اور زمین کو نہیں دیکھتے! کیسے بچھائی گئی؟

اللہ تعالیٰ کی قدرت و حکمت پر دلالت کرنے والی چار (4) آفاقی دلیلیں:

(1) اونٹ کی تخلیق پر (جس پر عربوں کی معاشی اور معاشرتی زندگی کا انحصار ہے) غور کرنا چاہیے!

(2) آسمان کی بلندی کا جائزہ لینا چاہیے کہ اس کو بلند کرنے والی ہستی کتنی عظیم ہو سکتی ہے؟

(3) پہاڑوں کی تنصیب پر تدبر کرنا چاہیے کہ ان کو گاڑنے والی ہستی کس قدر قدرت و طاقت کی مالک ہو سکتی ہے؟

اور (4) زمین کو ہموار کرنے والی ہستی کس قدر صاحب اختیار ہوگی؟

ان چار دلیلوں کی روشنی میں انسان کو غور کرنا چاہیے کہ کیا ان سب کا خالق، مردوں کو زندہ کر کے عدالت قائم نہیں کر سکتا؟ کیا وہ لوگوں کو جزاء اور سزا نہیں دے سکتا؟

4- آیات 21 تا 26: چوتھے اور آخری پیرا گراف میں رسول ﷺ کو ﴿تذکیر بالقرآن﴾ یعنی قرآن کے ذریعے نصیحت کا حکم ہے اور آپ کے لیے تسلی آمیز کلمات ہیں۔

نبی ﷺ کو مخاطب کر کے فرمایا گیا ہے کہ آپ ﷺ کا کام صرف یاد دہانی اور نصیحت کرنا ہے۔ حق کو زبردستی منوانے کی ذمہ داری آپ ﷺ پر نہیں ڈالی گئی ہے ﴿إِنَّمَا أَنْتَ مُذَكِّرٌ﴾ ۵ لَسْتُ عَلَيْهِمْ بِمُصَيِّرٍ ﴿لہذا جو لوگ آپ ﷺ کی نصیحت سننے کے لیے تیار نہیں ہیں، ان کا معاملہ، اللہ کے حوالے ہے۔ آخر کار ان کو اللہ ہی کی طرف لوٹنا ہے۔

اس وقت وہ ان سے حساب لے لے گا۔ ﴿إِنَّا إِلَيْنَا يَا أَبَهُمْ ۝ ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا حِسَابَهُمْ﴾

﴿فَلَذَكِّرْ! إِنَّمَا أَنْتَ مُذَكِّرٌ﴾ (21)

اچھا تو (اے نبی ﷺ) نصیحت کیے جائیے! آپ نصیحت ہی کرنے والے ہیں۔

﴿لَسْتُ عَلَيْهِمْ بِمُصَيِّرٍ﴾ (22) کچھ ان پر جبر کرنے والے نہیں ہیں۔ (دراوند نہیں)

﴿إِلَّا مَنْ تَوَلَّى وَكَفَرَ﴾ (23) البتہ جو شخص منہ موڑے گا اور انکار کرے گا،

- ﴿فَيُعَذِّبُهُ اللَّهُ الْعَذَابَ الْأَكْبَرَ﴾ (24) اللہ تعالیٰ اس کو بھاری سزا دے گا ،
 ﴿إِنَّ إِلَيْنَا إِيَابَهُمْ﴾ (25) (یقیناً) ان لوگوں کو ہماری طرف پلٹنا ہے۔
 ﴿ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا حِسَابَهُمْ﴾ (26) پھر ان لوگوں کا حساب لینا ، ہمارے ہی ذمہ ہے۔

مرکزی مضمون

سلسلہ ﴿تَذَكُّيرٌ بِالْقُرْآنِ﴾ کرتے رہنا چاہیے۔ قرآن کی دعوت کو مسترد کرتے ہوئے ، قیامت کا انکار کرنے والے اور منہ موڑنے والے دوزخ کے بڑے عذاب ﴿الْعَذَابُ الْأَكْبَرُ﴾ سے دوچار ہوں گے۔

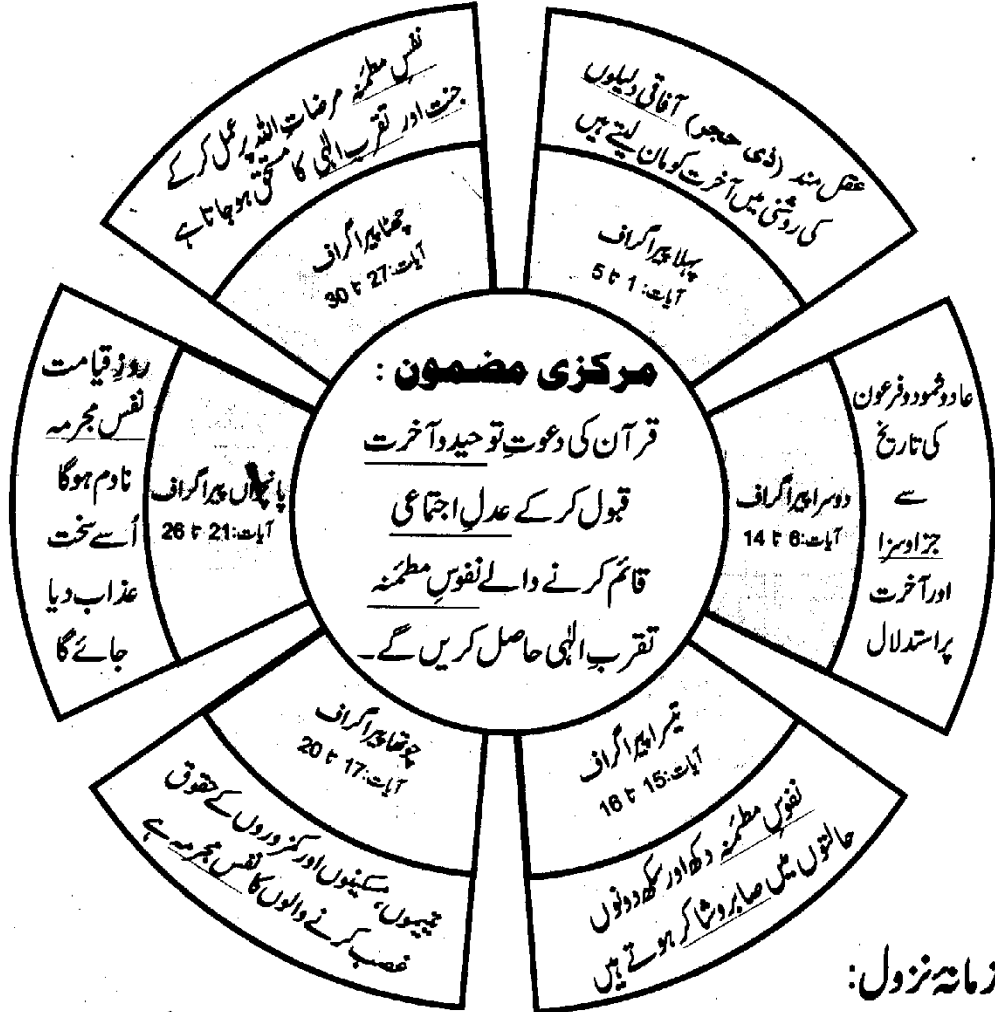


نظم جلی

ترتیبی نقشہ ربط

89- سُورَةُ الْفَجْرِ

آیات : 30 مکیہ پیرا گراف : 6



زمانہ نزول:

سورت ﴿الفجر﴾، رسول ﷺ کے قیام مکہ کے تیسرے دور (10 تا 6 نبوی) میں نازل ہوئی، جب مسلمانوں پر ظلم و ستم کی انتہا کر دی گئی تھی۔ قریش کو عاد و ثمود و فرعون کے انجام سے ڈرایا گیا اور بتایا گیا کہ اللہ گھات میں ہے ﴿إِنَّ رَبَّكَ لَبِالْمِرْصَادِ﴾۔

سورت ﴿الفجر﴾ اس اعتبار سے سورت ﴿البروج﴾ سے مشابہت رکھتی ہے، جہاں کہا گیا تھا ﴿إِنَّ بَطْشَ رَبِّكَ لَشَدِيدٌ﴾۔

سورة الفجر کا کتابی ربط

- 1- پہلی سورت ﴿الْفَجْرِ﴾ میں قیامت کا نقشہ کھینچ کر دو (2) قسم کے کرداروں کے مختلف انجام کو ﴿وُجُوْهُ﴾ "يَوْمَئِذٍ خَاشِعَةٌ" ﴿اور﴾ ﴿وُجُوْهُ﴾ "يَوْمَئِذٍ نَّاعِمَةٌ" کے الفاظ سے ظاہر کیا گیا۔
یہاں سورت ﴿الفجر﴾ میں ﴿نَفْسٍ مُّطْمَئِنِّةٍ﴾ اور ﴿نَفْسٍ غَيْرٍ مُّطْمَئِنِّةٍ﴾ کی صفات بیان کر کے دونوں کے مختلف انجام کی طرف نشاندہی کی گئی ہے۔
- 2- اس سورت اور اگلی سورت ﴿الْبَلَدِ﴾ دونوں میں عدل اجتماعی کی ترغیب ہے۔ قیامت کے انکار کی وجہ سے ہی انسان مال کی شدید محبت میں گرفتار ہو کر یتیموں اور مسکینوں کے حقوق پر ڈاکہ ڈالتا ہے اور میراث کا مال کھا جاتا ہے۔

سورة الفجر کا نظم جلی

سورة الفجر چھ (6) پیرا گرافوں پر مشتمل ہے۔

1- آیات 1 تا 5: پہلے پیرا گراف میں بتایا گیا کہ آفاقی دلائل کی روشنی میں عقل مند ﴿ذی حجر﴾ انسان، آخرت کی جزا و سزا پر ایمان لے آتے ہیں۔

- ﴿وَالْفَجْرِ﴾ (1) قسم ہے فجر کی! (شاہد ہے! فجر)
﴿وَلَيْلٍ اَعْرَاسٍ﴾ (2) اور دس (10) راتوں کی! (اور دس راتیں)
﴿وَالشَّفْعِ وَالْوَتْرِ﴾ (3) اور جفت اور طاق کی!
﴿وَالْاِيلِ اِذَا يَسِرُّ﴾ (4) اور رات کی! جبکہ وہ رخصت ہو رہی ہو۔
﴿هَلْ فِيْ ذٰلِكَ قَسَمٌ لِّذِيْ حِجْرٍ﴾ (5) کیا اس میں کسی صاحب عقل کے لیے کوئی قسم ہے؟

2- آیات 6 تا 14: دوسرے پیرا گراف میں، تاریخ سے سزا اور جزا اور امکانِ آخرت پر، ذی حجر (عقل مند) افراد کے لیے استدلال ہے۔

- ﴿اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِعَادٍ﴾ (6) تم نے دیکھا نہیں کہ تمہارے رب نے کیا برتاؤ کیا، عاد کے ساتھ؟
﴿اِوَادِمَ ذَاتِ الْعِمَادِ﴾ (7) اونچے ستونوں والے، عادِ ارم کے ساتھ
﴿الَّتِي لَّمْ يَخْلُقْ مِنْهَا فِی الْبِلَادِ﴾ (8) جن کے مانند کوئی قوم، دنیا کے ملکوں میں پیدا نہیں کی گئی تھی؟
﴿وَالْمُودِ الَّذِیْنَ جَاؤُا الصَّخْرَ بِالْوَادِ﴾ (9) اور ثمود، جنہوں نے وادی میں چٹانیں تراشی تھیں؟
﴿وَالْفِرْعَوْنَ ذِی الْاَوْتَادِ﴾ (10) اور میخوں والے، فرعون کے ساتھ؟

﴿الَّذِينَ طَغَوْا فِي الْبِلَادِ﴾ (11) یہ وہ لوگ تھے، جنہوں نے دنیا کے ملکوں میں، بڑی سرکشی کی تھی۔

﴿فَاكْفَرُوا فِيهَا الْفُسَادَ﴾ (12) اور ان میں بہت فساد پھیلایا تھا۔

﴿فَصَبَّ عَلَيْهِمْ رَبُّكَ سَوْطَ عَذَابٍ﴾ (13) آخر کار! تمہارے رب نے، ان پر عذاب کا کوڑا برسایا۔

﴿إِنَّ رَبَّكَ لَبَلِغُ صَادٍ﴾ (14) یقیناً! تمہارا رب، گھات لگائے ہوئے ہے۔

انسانی تاریخ سے استدلال کرتے ہوئے تین طاغوتی اور فسادی قوتوں، ﴿عاد﴾، ﴿ثمود﴾ اور ﴿فرعون﴾ کے انجام کو پیش کیا گیا ہے، جب وہ حد سے گزر گئے اور زمین میں انہوں نے بہت فساد مچایا تو ان پر اللہ کے عذاب کا کوڑا برسایا گیا۔

3- آیات 15:16: تیسرے پیرا گراف میں، ﴿نفوس غیر مطمئنہ﴾ کا عمل بتایا گیا کہ وہ دکھ اور سکھ دونوں حالتوں میں صابر و شاکر نہیں ہوتے۔

﴿فَإِنَّمَا الْإِنْسَانُ إِذَا مَا ابْتَغَىٰ رِبُّهُ فَانْكَمَمَهُ وَ نَعَمَهُ ، فَيَقُولُ رَبِّي أَكْرَمَنِ﴾ (15)

مگر انسان کا حال یہ ہے کہ اس کا رب، جب اس کو آزمائش میں ڈالتا ہے اور اسے عزت اور نعمت دیتا ہے تو وہ کہتا ہے: میرے رب نے، مجھے عزت دار بنایا ہے۔ (میری شان بڑھائی ہے)

﴿وَ أَمَّا إِذَا مَا ابْتَغَىٰ فَقَدَرَ عَلَيْهِ رِزْقُهُ ، فَيَقُولُ رَبِّي أَهَانَنِ﴾ (16)

اور جب وہ اس کو آزمائش میں ڈالتا ہے، اور اس کا رزق اس پر تنگ کر دیتا ہے، تو وہ کہتا ہے: میرے رب نے مجھے ذلیل کر دیا۔ اس میں انسان کی اس نفسیاتی ناشکری سے بحث کی گئی ہے، جس میں وہ اپنے رویے بدل لیتا ہے۔ دکھ میں کچھ اور ہوتا ہے، سکھ میں کچھ اور۔ یہ بے وفا سکھ میں ﴿رَبِّي أَكْرَمَنِ﴾ کی صدا لگاتا ہے اور دکھ میں ﴿رَبِّي أَهَانَنِ﴾ کی آواز۔ اس کے برخلاف، عقیدہ آخرت کو تسلیم کرنے والا، ﴿نفوس مطمئنہ﴾ ہر حال میں صابر و شاکر ہوتا ہے، با وفا ہوتا ہے۔ دولت، اقتدار اور اعلیٰ مناصب انسان کے لیے معیار عزت نہیں۔ اسی طرح غریبی اور کمپرسی معیار ذلت نہیں، بلکہ امیری اور غریبی، خوش حالی اور بد حالی، حاکمیت اور محکومی، دونوں اللہ کی طرف سے آزمائش ہیں۔

4- آیات 17:20: چوتھے پیرا گراف میں، ﴿نفوس مجرمہ﴾ کے جرائم بیان کیے گئے کہ وہ انکار آخرت کے سبب، قبیحوں، مسکینوں اور کمزوروں کے حقوق غصب کرنے والا بن جاتا ہے۔ عدل اجتماعی کے تقاضوں کو پورا نہیں کرتا۔

﴿كَلَّا بَلْ لَّا تُكْرَمُونَ النَّعِيمَ﴾ (17) ہرگز نہیں! بلکہ تم یتیم سے عزت کا سلوک نہیں کرتے

﴿وَلَا تَحْضُونَ عَلَىٰ طَعَامِ الْمُسْكِينِ﴾ (18) اور مسکین کو کھانا کھلانے پر ایک دوسرے کو نہیں اکساتے

﴿وَتَاْكُلُونَ الثَّرَاثَ أَكْلًا لَّمًّا﴾ (19) اور میراث کا سارا مال، سمیٹ کر کھا جاتے ہو۔

﴿وَتُحِبُّونَ الْمَالَ حُبًّا جَمًّا﴾ (20) اور مال کی محبت میں، بری طرح گرفتار ہو۔

اس پیرا گراف میں مضمون کا رخ یکا یک بدل جاتا ہے ، اس کی ابتداء ﴿كَلَّا﴾ سے ہوئی ہے۔ اس سے پہلے کا مضمون محذوف ہے۔ (دکھ اور سکھ کے امتحان میں ، ناشکری کا مظاہرہ کرنے والو! تم آخرت پر ایمان نہیں لاتے ، اس لیے تمہارے معاشی اور سماجی رویے سراسر ظلم اور نا انصافی پر مبنی ہیں) یہ سارا پیرا گراف سماجی عدل و انصاف (Socio-Economic Justice) سے متعلق ہے۔

عقیدہ آخرت کو نہ ماننے والے ﴿مُكَافِئِينَ﴾ ، سماجی اور معاشی عدل کی پروا نہیں کرتے۔ قیاموں کی قدر نہیں کرتے ، مسکینوں کی امداد کے کلچر کو فروغ نہیں دیتے۔ زر پرست اور بخیل ہوتے ہیں۔ کمزور طبقات کا استحصال کرتے ہیں۔ میراث کا مال چٹ کر جاتے ہیں۔ مال اور دولت کی بے پناہ محبت میں گرفتار ہوتے ہیں۔ ایسے لوگوں کا ضرور بہ ضرور محاسبہ ہو کر رہے گا۔ جو کمزوروں کے حقوق غصب کرتے ہیں ، انہیں عذاب ضرور ملے گا۔

5- آیات 21 تا 26: پانچویں پیرا گراف میں بتایا گیا کہ روز قیامت ﴿نَفْسٌ مُّجْرِمَةٌ﴾ نادم ہوگا اور اُسے سخت عذاب دیا جائے گا۔

﴿كَلَّا ۚ إِذَا دُخِيتِ الْأَرْضُ دُخِيَكَ﴾ (21)

ہرگز نہیں ! جب زمین پے در پے کوٹ کوٹ کر ، ریگزار بنادی جائے گی۔

﴿وَجَاءَ رَبُّكَ وَالْمَلَكُ صَفًّا صَفًّا﴾ (22)

اور تمہارا رب جلوہ فرما (نمودار) ہوگا ، اس حال میں کہ فرشتے صف در صف کھڑے ہوں گے۔

﴿وَجَاءَ يَوْمَئِذٍ بِجَهَنَّمَ يَوْمَئِذٍ يَتَذَكَّرُ الْإِنْسَانُ وَأَنَّى لَهُ الذِّكْرَى﴾ (23)

اور جہنم اس روز ، سامنے لائی جائے گی ، اس دن انسان کو سمجھ آئے گی (مگر) اس وقت اس کے سمجھنے کا کیا حاصل؟

﴿يَقُولُ يٰلَيْتَنِي كُنْتُ لِسَعْيَاتِي﴾ (24)

وہ کہے گا: کاش میں نے اپنی اس زندگی کے لیے ، کچھ بیشکی سامان کیا ہوتا !

﴿فَيَوْمَئِذٍ لَا يُعَذِّبُ عَذَابَهُ أَحَدٌ﴾ (25) پھر اس دن اللہ جو عذاب دے گا ، ویسا عذاب دینے والا کوئی نہیں۔

﴿وَلَا يُؤْنِقُ وَلَافَهُ أَحَدٌ﴾ (26) اور اللہ ، جیسا باندھے گا ، ویسا باندھنے والا کوئی نہیں۔

یہ پیرا گراف بھی ﴿كَلَّا﴾ سے شروع ہوتا ہے۔ اس سے پہلے کا مضمون بھی محذوف ہے۔ (یعنی یہ تمہاری خام خیالی

ہے کہ آخرت نہیں آئے گی ، اور تمہیں سزا نہیں ملے گی) اس میں یکا یک قیامت کے منظر کی تصویر کشی کی گئی ہے۔ عقیدہ

آخرت کو تسلیم نہ کرنے والے بخیل نفس مجرمہ ﴿نَفْسٌ غَيْرُ مَطْمَئِنَةٍ﴾ کا نقشہ کھینچا گیا ہے۔ روز قیامت اُس کا 'مکالمہ'

معذرت ، نقل کیا گیا ہے۔ اللہ کے عذاب سے خوف کی گئی ہے۔ خالق کا عذاب مخلوق کی طرح نہ ہوگا۔ خالق کی پکڑ

اور گرفت مخلوق کی طرح نہ ہوگی ، بلکہ نہایت شدید تر ہوگی۔

6- آیات 27 تا 30: چھٹے اور آخری پیرا گراف میں ﴿نفس مجرمہ﴾ کے انجام کا موازنہ، ﴿نفس مطمئنہ﴾ کے مختلف آخری انجام سے کیا گیا ہے۔

﴿يَا أَيُّهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ﴾ (27) (دوسری طرف ارشاد ہوگا) اے نفس مطمئن!

﴿وَارْجِعِي إِلَىٰ رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً﴾ (28)

چل اپنے رب کی طرف! اس حال میں کہ تو (اپنے انجام نیک سے) خوش (اور اپنے رب کے نزدیک) پسندیدہ ہے۔ (تو اللہ سے راضی، اللہ تجھ سے راضی)

﴿فَادْخُلِي فِي عِلِّيِّينَ﴾ (29) شامل ہو جا! میرے (نیک) بندوں میں۔

﴿وَادْخُلِي جَنَّتِي﴾ (30) اور داخل ہو جا! میری جنت میں۔

﴿نفس مطمئنہ﴾، اللہ کی مرضی ﴿مَرْضَاتِ اللہ﴾ کے مطابق عمل کر کے جنت کا مستحق ہو جاتا ہے۔

﴿نفس مطمئنہ﴾، عقیدہ توحید و آخرت پر نہ صرف ایمان لاتا ہے، بلکہ معاشرے میں سماجی اور معاشی عدل

(Socio-economic Justice) کے قیام کی کوشش کرتا ہے۔ اسے استحصال سے بچاتا ہے، میراث کی

صحیح تقسیم کو یقینی بناتا ہے۔ دکھ اور سکھ میں صابر و شاکر ہوتا ہے۔ ذی حجب و (عقل مند) ہوتا ہے۔ طاغی اور فسادی نہیں

ہوتا۔ یتیم دوست اور مسکین دوست ہوتا ہے۔ مال کی محبت سے محفوظ ہوتا ہے۔ عذاب آخرت سے ڈرتا ہے۔ اللہ سے

محبت کرتا ہے۔

یہ ﴿رَاضِيَةً﴾ ہوتا ہے، یعنی اللہ کی شریعت اور اللہ کے احکام و اوامر پر پوری طرح مطمئن اور راضی۔ یہ ﴿مَرْضِيَّةً﴾

بھی ہوتا ہے، اس کے اخلاص، حسن عمل اور حسن نیت کا اللہ بھی قدر دان ہوتا ہے۔ ﴿نفس مطمئنہ﴾ کا استقبال کیا

جاتا ہے۔ اُس کی روح، اللہ کے خاص نیک بندوں (انبیاء، صدیقین اور صالحین) کی ارواح کے ساتھ، اللہ کی خاص

جنت میں داخل ہو جاتی ہے۔ یہ تقرب الہی اور ولایت کا مقام ہے۔

تقابلی جائزہ

سورة ﴿الفجر﴾ کے چھ (6) پیرا گرافوں کے تطبیق جلی کو سمجھنے کے لیے ﴿نفس مطمئنہ﴾ اور ﴿نفس غیر

مطمئنہ﴾ کے اوصاف پر مشتمل مندرجہ ذیل تقابلی جدول کا جائزہ لیجئے۔ سورت میں بعض باتیں مذکور ہیں اور

بعض باتیں غیر مذکور یعنی محذوف ہیں۔

پیرا گراف	عنوان	نفس مجرمہ (غیر مطمئنہ) کے اوصاف	نفس مطمئنہ کے اوصاف
1	قیامت کے آفاقی دلائل	﴿ذی جبر﴾ یعنی عقل مند نہیں ہوتے - آفاقی دلائل سے سبق حاصل نہیں کرتے۔ جزا اور سزا اور آخرت کو نہیں مانتے۔	﴿ذی جبر﴾ یعنی عقل مند ہوتے ہیں۔ - آفاقی دلائل سے سبق حاصل کرتے ہیں۔ جزا اور سزا اور آخرت کو مان لیتے ہیں۔
2	قیامت کے تاریخی دلائل	عاد ، ثمود اور فرعون جیسی طاغی اور فسادی طاقتوں کی ہلاکت پر مشتمل تاریخی دلیلوں سے عبرت حاصل نہیں کرتے۔	عاد ، ثمود اور فرعون جیسی طاغی اور فسادی طاقتوں کی ہلاکت پر مشتمل تاریخی دلیلوں سے عبرت حاصل کرتے ہیں۔
3	قیامت کے انفسی دلائل	بے وفا ہوتے ہیں۔ عنایات الہی پر خوش ہوتے ہیں اور آزمائشوں پر اللہ کے خلاف زبان درازی کرتے ہیں۔	ہر حالت میں اللہ کے وقار ہوتے ہیں۔ عنایات الہی پر شکر ادا کرتے ہیں اور آزمائشوں پر صبر کرتے ہیں۔
4	عدل اجتماعی Socio Economic Justice	جزا و سزا یعنی آخرت کی عدالت کے منکر ہوتے ہیں اس لیے یتیموں اور مسکینوں کے حقوق ادا نہیں کرتے۔ میراث کا مال ہڑپ کر جاتے ہیں۔ مال کی شدید محبت میں گرفتار ہوتے ہیں۔	جزا و سزا یعنی آخرت کی عدالت کے قائل ہوتے ہیں اس لیے یتیموں اور مسکینوں کے حقوق ادا کرتے ہیں۔ میراث کا مال ہڑپ نہیں کرتے۔ مال کی محبت میں گرفتار نہیں ہوتے۔
5	منکرین قیامت کا انجام	قیامت کے دن پچھتا ئیں گے۔ سخت عذاب سے دوچار کیے جائیں گے۔	قیامت کے دن رسوائی ، ندامت اور عذاب سے محفوظ رہیں گے۔
6	نفس مطمئنہ کا انجام	اللہ کی مشیت اور شریعت پر راضی نہیں رہتے ۔ نہ ان کا عمل سنت کے مطابق ہوتا ہے اور نہ ان کی نیت صحیح ہوتی ہے۔	اللہ کی شریعت اور مشیت پر راضی رہتے ہیں۔ ان کی نیت اور حسن عمل سے اللہ بھی راضی ہو جاتا ہے۔ اللہ کی خاص جنت میں نیک بندوں کے ساتھ داخل کیے جائیں گے۔

مرکزی مضمون

قرآن کی دعوتِ توحید و آخرت قبول کر کے، ﴿عدل اجتماعی﴾ قائم کرنے والے ﴿نُفُوسِ مُطْمَئِنَّہٗ﴾ ہی اللہ تعالیٰ کا تَقَرُّبُ حاصل کر سکیں گے۔



FLOW CHART

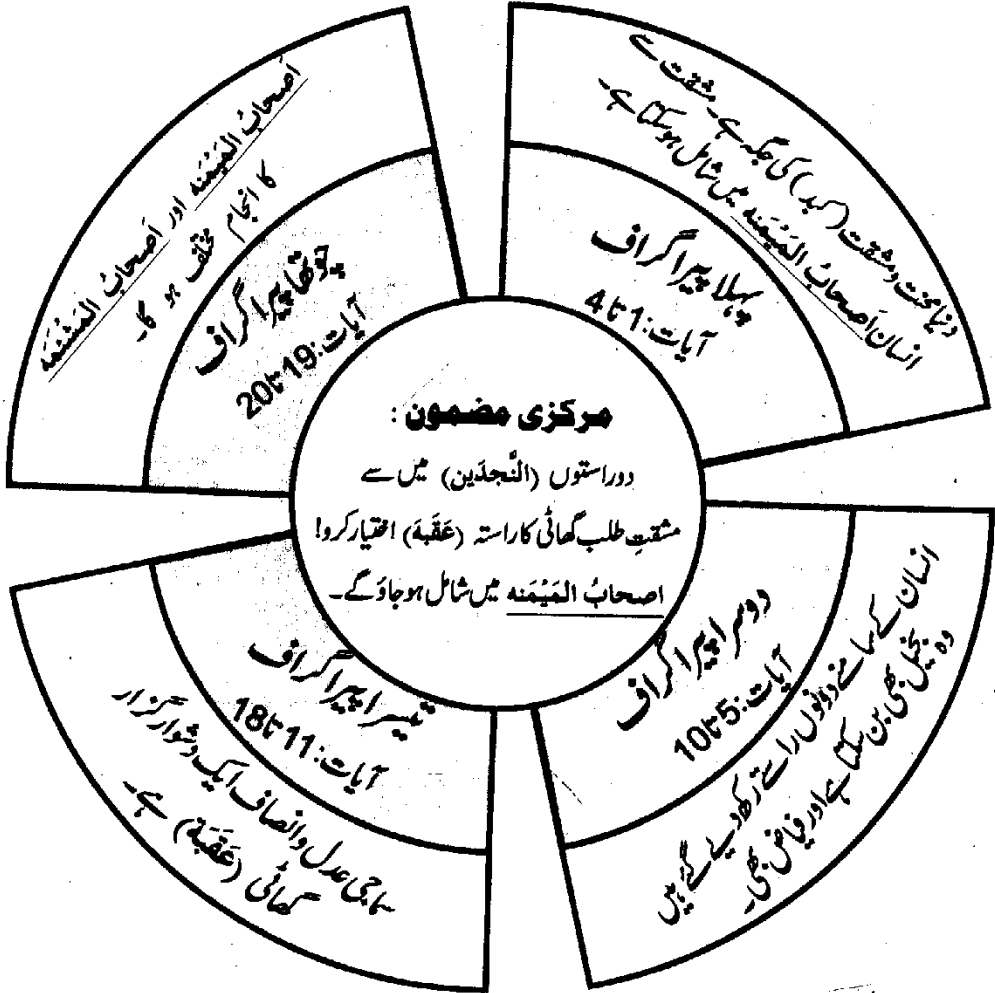
MACRO-STRUCTURE

ترتیبی نقشہ ربط

نظم جلی

90- سُورَةُ الْبَلَدِ

آیات : 20 مَكِّيَّةٌ پیرا گراف : 4



زمانہ نزول

سورت ﴿الْبَلَدِ﴾، رسول ﷺ کے قیام مکہ کے تیسرے دور (6: 10 نبوی) میں نازل ہوئی، جب مکہ جیسے پر امن شہر میں، جسے ﴿الْبَلَدِ الْأَمِينِ﴾ کا نام دیا گیا تھا، رسول اللہ ﷺ پر ہر قسم کا ظلم و ستم حلال کر لیا گیا تھا ﴿وَأَنْتَ حَلِيبُهَا﴾۔

سورة الْبَلَد کا کتابی ربط

- 1- پہلی سورت ﴿الفجر﴾ میں نفوس غیر مطمئنہ کے اوصاف بتائے گئے تھے کہ وہ انکار آخرت کے سبب، عدل اجتماعی کے قائل نہیں ہوتے۔ اسی لیے وہ مال کی محبت میں گرفتار کر تھیں اور مسکینوں کے حقوق کی پرواہ نہیں کرتے اور میراث کا مال کھا جاتے ہیں۔ یہاں سورت ﴿البلد﴾ میں عدل اجتماعی کو ایک دشوار گزار راستہ ﴿الْعَقَبَةُ﴾ کہا گیا ہے۔ آخرت پر پختہ یقین رکھنے والے خوش نصیب اہل جنت ﴿أَصْحَابُ الْمُئِمَّنَةِ﴾ ہی اس گھائی کو پار کر سکتے ہیں۔
- 2- سورت ﴿البلد﴾ اور اگلی سورت ﴿الشمس﴾ دونوں میں انسان کی آزادی اختیار (Freedom of Choice) کا ذکر ہے۔ یہاں ﴿وَهَذَا يَنْبُؤُ النَّجْدَيْنِ﴾ کے الفاظ سے اور وہاں ﴿فَاللَّهُمَّهَا فُجُورَهَا وَتَقْوَاهَا﴾ کے الفاظ سے یہ حقیقت بیان کی گئی ہے کہ انسان میں دونوں قسم کی صلاحیتیں رکھی گئی ہیں۔ انسان اپنی اس آزادی کا صحیح استعمال کر کے جنت کا مستحق بھی ہو سکتا ہے اور غلط استعمال سے دوزخ کا مستحق بھی۔

اہم کلیدی الفاظ اور مضامین

- 1- اس سورت میں ﴿أَصْحَابُ الْمُئِمَّنَةِ﴾ اور ﴿أَصْحَابُ الْمَشْنَمَةِ﴾ کے درمیان موازنہ ہے۔
- 2- سماجی انصاف اور معاشی عدل (Socio - Economic Justice) کو ایک دشوار گزار گھائی ﴿الْعَقَبَةُ﴾ کہا گیا ہے۔ ﴿أَصْحَابُ الْمُئِمَّنَةِ﴾ یعنی خوش نصیب اس گھائی کو پار کر لیتے ہیں اور ﴿تَوَاصَىٰ بِالصَّبْرِ﴾ اور ﴿تَوَاصَىٰ بِالْمَرْحَمَةِ﴾ کی تہذیب کو پروان چڑھاتے ہیں۔
- 3- ﴿أَصْحَابُ الْمَشْنَمَةِ﴾ یعنی بد بخت اور منحوس انسان، ایثار اور قربانی کی اس بلندی ﴿الْعَقَبَةُ﴾ کو سر نہیں کر سکتے۔ وہ نہیں سمجھتے کہ اللہ انہیں دیکھ رہا ہے اور انہیں سزا دے سکتا ہے۔

سورة الْبَلَد کا نظم جلی

سورة الْبَلَد چار (4) پیرا گرافوں پر مشتمل ہے۔

- 1- آیات 1 تا 4: پہلے پیرا گراف میں بتایا گیا کہ دنیا محنت و مشقت کی جگہ ہے ﴿لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ فِي كَبَدٍ﴾ تو حید پر استقامت اور نیک اعمال کی محنت اور مشقت کے ذریعے ہی انسان ﴿أَصْحَابُ الْمُئِمَّنَةِ﴾ خوش نصیبوں کی صف میں شامل ہو سکتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ اور ان پر ایمان لانے والے، مکہ جیسے پراسر شہر ﴿الْبَلَدُ الْأَمِينُ﴾ میں

مصائب و آلام کی چکی میں پس رہے ہیں، لیکن بالآخر یہی کامیاب ہوں گے۔

﴿لَا أَقْسِمُ بِهَذَا الْبَلَدِ﴾ (1) نہیں! میں قسم کھاتا ہوں، اس شہر (سرزمین) کی!

﴿وَأَنْتَ حِلٌّ بِهَذَا الْبَلَدِ﴾ (2) اور حال یہ ہے کہ (اے نبی ﷺ) اس شہر میں آپ کو حلال کر

لیا گیا ہے!

﴿وَوَالِدِ وَ مَا وَلَدَ﴾ (3) اور قسم کھاتا ہوں! باپ کی! اور اس اولاد کی! جو اس سے پیدا ہوئی۔

﴿لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ﴾ (4) درحقیقت! ہم نے انسان کو، مشقت میں پیدا کیا ہے۔

2- آیات 10 تا 5: دوسرے پیرا گراف میں بیان کیا گیا کہ انسان کو دونوں راستے ﴿النَّجْدَيْنِ﴾ دکھا دیے گئے ہیں وہ بخیل بھی بن سکتا ہے اور فیاض بھی۔

﴿أَيَحْسَبُ أَنْ لَنْ يُقْدِرَ عَلَيْهِ أَحَدٌ﴾ (5) کیا اس نے سمجھ رکھا ہے کہ اس پر کوئی قابو نہ پاسکے گا؟

﴿يَقُولُ: أَهْلَكْتُ مَالًا لُبَدًا﴾ (6) کہتا ہے: میں نے ڈھیروں مال اڑا دیا۔

﴿أَيَحْسَبُ أَنْ لَمْ يَرَهُ أَحَدٌ﴾ (7) کیا وہ سمجھتا ہے کہ کسی نے اس کو نہیں دیکھا؟

﴿أَلَمْ نَجْعَلْ لَهُ عَيْنَيْنِ﴾ (8) کیا ہم نے اس کو دو آنکھیں نہیں دیں؟

﴿وَلِسَانًا وَ شَفَتَيْنِ﴾ (9) اور کیا ایک زبان اور دو ہونٹ نہیں دیے؟

﴿وَهَذَيْنِ لِنُحِثْ بِهِمَا﴾ (10) اور کیا دونوں نمایاں راستے اسے (نہیں) دکھا دیے؟

یہ پیرا گراف ایک سوال سے شروع ہوتا ہے۔ اس میں اللہ اور آخرت پر ایمان نہ رکھنے والے انسان کی ذہنیت سامنے رکھ

دی گئی ہے۔ وہ نہ صرف یہ سمجھتا ہے کہ اس کے معاشی رویوں پر، کوئی اسے نہیں پکڑے گا ﴿أَيَحْسَبُ أَنْ لَنْ يُقْدِرَ

عَلَيْهِ أَحَدٌ﴾، کوئی ہستی اس کی بخیلی اور کجی پر گرفت نہیں کرے گی۔ کوئی طاقت اس کی فضول خرچیوں اور عیاشیوں کا

احساب نہیں کرے گی، بلکہ وہ اللہ کو پیتا ﴿بَصِيرٌ﴾ ہی نہیں سمجھتا۔ ﴿أَيَحْسَبُ أَنْ لَمْ يَرَهُ أَحَدٌ﴾ اس کے بر

خلاف ایک بندہ مومن، احساس تقویٰ کے ساتھ رزق حلال کھاتا ہے اور احساس تقویٰ کے تحت، اعتدال کے ساتھ خرچ

کرتا ہے۔ جبکہ ایمان سے عاری شخص، نہ صرف حرام کھاتا ہے، بلکہ بے فائدہ چیزوں پر بے دریغ رقم خرچ کر دیتا ہے۔

﴿يَقُولُ أَهْلَكْتُ مَالًا لُبَدًا﴾

3- آیات 11 تا 18: تیسرے پیرا گراف میں واضح کیا گیا ہے کہ سماجی عدل و انصاف ایک دشوار گزار گھاٹی ﴿الْعَقَبَةِ﴾ ہے

﴿فَلَا اقْتَحَمَ الْعَقَبَةَ﴾ (11) مگر اس نے دشوار گزار گھاٹی سے گزرنے کی ہمت نہ کی۔

﴿وَمَا أَدْرَاكَ مَا الْعَقَبَةُ﴾ (12) اور تم کیا جانو! کہ کیا ہے وہ دشوار گزار گھاٹی؟

﴿فَلَكَ رَكْبَةٌ﴾ (13) کسی گردن کو غلامی سے چھڑانا،

﴿أَوْ اطْعَمْ فِي يَوْمٍ ذِي مَسْغَبَةٍ﴾ (14) یا فاقے (بھوک) کے دن کھانا کھلاتا ،

﴿يَتِيمًا ذَا مَقْرَبَةٍ﴾ (15) کسی قریبی یتیم کو (کھانا کھلاتا) ،

﴿أَوْ مِسْكِينًا ذَا مَتْرَبَةٍ﴾ (16) یا خاک نشین مسکین کو (کھانا کھلاتا) ،

﴿ثُمَّ كَانَ مِنَ الَّذِينَ آمَنُوا﴾ پھر اس کے ساتھ یہ کہ ان لوگوں میں شامل ہو ، جو ایمان لائے

﴿وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ﴾ اور جنہوں نے ایک دوسرے کو صبر کی تلقین کی

﴿وَتَوَاصَوْا بِالْمَرْحَمَةِ﴾ (17) اور ایک دوسرے کو (خلق خدا پر) رحم کرنے کی تلقین کی۔

﴿أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ الْمَيْمَنَةِ﴾ (18) یہ لوگ دائیں بازو والے (خوش بخت) ہیں۔

یہاں ﴿أَصْحَابُ الْمَيْمَنَةِ﴾ سیدھے بازو والے خوش نصیبوں کی صفات بیان کی گئی ہیں۔ ﴿الْعَقَبَةِ﴾ ایک دشوار گزار راستہ ہے۔ فضول خرچ آدمی نے یہ گھائی پار نہیں کی، لیکن ﴿أَصْحَابُ الْمَيْمَنَةِ﴾ اس گھائی کو پار کر لیتے ہیں۔

(1) ﴿أَصْحَابُ الْمَيْمَنَةِ﴾ انسانوں کو غلامی سے آزاد کرتے ہیں ﴿فَلَكَ رَقَبَةٌ﴾

(2) یہ قریبی یتیم رشتے دار کی ضروریات کا خیال رکھتے ہیں ﴿اطْعَمْ﴾ فی یوم ذی مَسْغَبَةٍ یَتِيمًا ذَا مَقْرَبَةٍ ﴿

(3) خاک نشین مسکینوں کے حقوق ادا کرتے ہیں ﴿مِسْكِينًا ذَا مَتْرَبَةٍ﴾

(4) صاحب ایمان ہوتے ہیں ﴿ثُمَّ كَانَ مِنَ الَّذِينَ آمَنُوا﴾

(5) اپنے ہم مسلکوں کو مصیبتوں میں صبر کی باہمی نصیحت کرتے رہتے ہیں ﴿وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ﴾

(6) اپنے ہم جنسوں کو، خلق خدا پر رحم کی باہمی تلقین کرتے رہتے ہیں۔ ﴿وَتَوَاصَوْا بِالْمَرْحَمَةِ﴾

4- آیات 19 تا 20: چوتھے اور آخری پیرا گراف میں، ﴿أَصْحَابُ الْمَيْمَنَةِ﴾ یعنی دائیں ہاتھ والوں

اور ﴿أَصْحَابُ الْمَشْأَمَةِ﴾ یعنی بائیں ہاتھ والوں کا انجام بیان کیا گیا۔

﴿وَالَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِنَا﴾ (19) اور جنہوں نے ہماری آیات کو ماننے سے انکار کیا ،

﴿أَصْحَابُ الْمَشْأَمَةِ﴾ وہ بائیں بازو والے (کم بخت) ہیں۔

﴿عَلَيْهِمْ نَارٌ مُّؤَصَّدَةٌ﴾ (20) (وہ آگ میں موندے ہوئے ہوں گے) ان پر آگ چھائی ہوگی۔

یہاں مختصر آدو آیتوں میں، ﴿أَصْحَابُ الْمَشْأَمَةِ﴾ کا جرم اور ان کی سزا بیان کر دی گئی ہے کہ یہ آیات الہی کا انکار کرنے والے ہیں اور یہ دوزخ میں جائیں گے۔

﴿أَصْحَابُ الْمَشْأَمَةِ﴾ کے اوصاف:

سورت کے آغاز سے اختتام تک، تمام آیات پر غور کیا جائے تو ﴿أَصْحَابُ الْمَشْأَمَةِ﴾ کی مندرجہ ذیل صفات معلوم ہوں گی۔

- (1) یہ آزادی اختیار کا غلط استعمال کرتے ہیں، اپنے رب کی نعمتوں کے ناشکرے ہوتے ہیں۔
- (2) یہ لوگ ﴿النَّجْدَین﴾ یعنی دو راستوں میں سے، غلط راستہ اختیار کر لیتے ہیں۔
- (3) اللہ کے بارے میں بدگمانی رکھتے ہیں کہ وہ انہیں اپنی گرفت میں نہیں لگاؤ ﴿يَحْسَبُ أَنَّ لَّنْ يَّقْدِرَ عَلَیْهِ اَحَدٌ ۙ﴾۔
- (4) فضول خرچیوں اور عیاشیوں میں بے دریغ مال اڑا دیتے ہیں ﴿يَقُولُ اَهْلَكْتُ مَا لَیْبَدًا ۙ﴾۔
- (5) اللہ کے بارے میں یہ بدگمانی بھی رکھتے ہیں کہ وہ انہیں نہیں دیکھ رہا ہے ﴿يَحْسَبُ اَنْ لَّمْ یَرَهُ اَحَدٌ ۙ﴾۔
- (6) سماجی انصاف اور معاشی عدل کی ﴿العَقَبَةِ﴾ یعنی دشوار گزار گھاٹی کو پار کرنے کی، ہمت اور جرأت نہیں رکھتے۔ ﴿فَلَا اَنْتَحِمَ الْعَقَبَةَ﴾
- (7) معاشرے کے مظلوم طبقات کے حقوق کے بارے میں بے حس اور بے پروا ہوتے ہیں۔

مرکزی مضمون

انسان کو دو راستوں ﴿النَّجْدَین﴾ میں سے مشقت طلب گھاٹی ﴿العَقَبَةِ﴾ کا راستہ، یعنی عدل اجتماعی کے راستے کا انتخاب کرنا چاہیے، وہ ﴿اَصْحَابُ الْیَمِینِ﴾ میں شامل ہو سکتا ہے۔



FLOW CHART

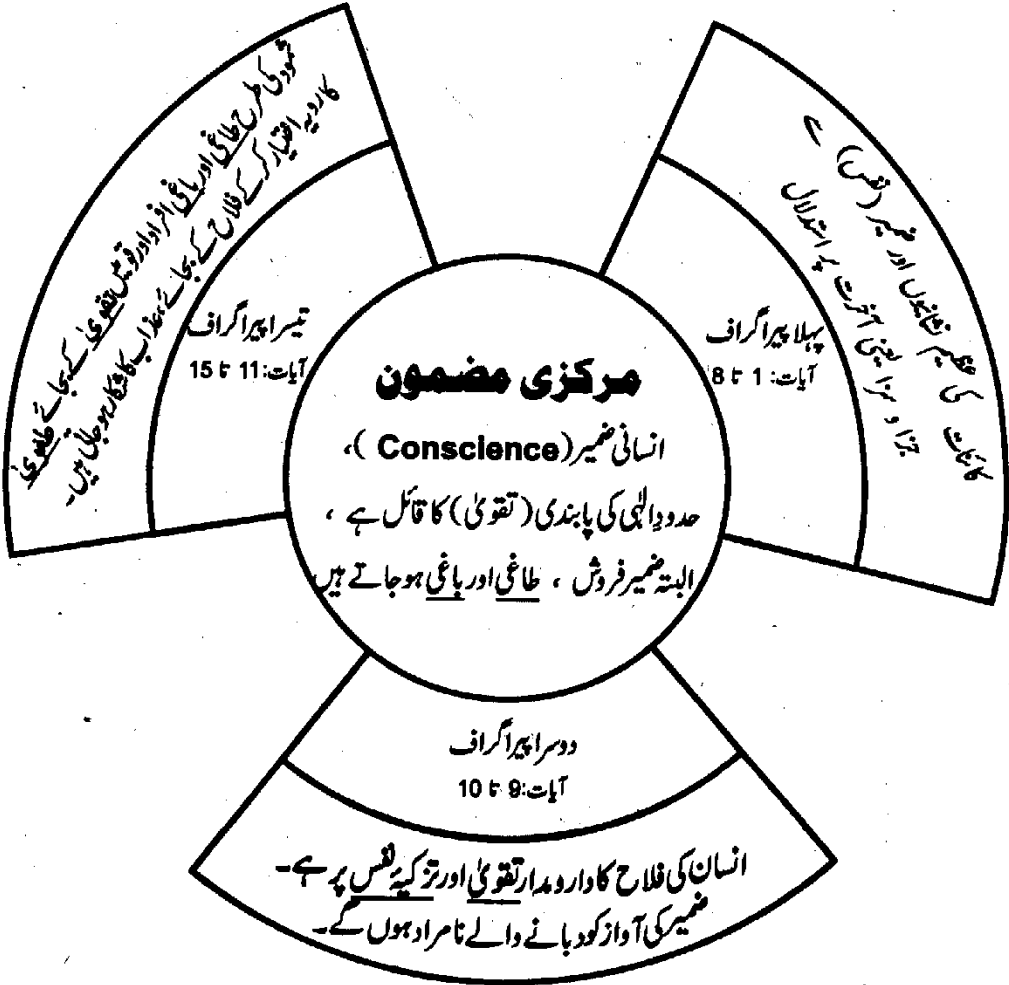
MACRO-STRUCTURE

ترتیبی نقشہ ربط

تفہیم جلی

91- سُورَةُ الشَّمْسِ

آیات: 15 مکیہ ہیرا گراف: 3



زمانہ نزول:

سورت ﴿الشَّمْسِ﴾، اعلانِ عام کے بعد رسول ﷺ کے قیام مکہ کے دوسرے دور (5 تا 4 ہجری) کے آخر میں، پر زور مخالفت کے دور میں نازل ہوئی۔ سردارانِ قریش کے رویے قومِ شہودی طرح سرکش اور جاہلانہ ہو گئے تھے۔ انہیں قومِ شہودی طرح عذاب کی دھمکی دی گئی۔

سورة الشمس کا کتابی ربط

پہلی سورت ﴿الْبَلَد﴾ میں انسان کی آزادی اختیار کو ﴿النَّجْدَيْن﴾ کے لفظ سے واضح کیا گیا تھا۔ یہاں اس سورت ﴿الشمس﴾ میں انہی ﴿فَالْهَمَّهَا فَجُورَهَا وَتَقْوَاهَا﴾ کے الفاظ سے واضح کیا گیا ہے۔ اگلی سورت ﴿اللیل﴾ میں یہی بات ﴿إِنَّ سَعْيَكُمْ لَشَتَّى﴾ کے الفاظ سے ادا کی گئی ہے۔ اس سورت میں ﴿أَشْفَى﴾ کا لفظ قوم ثمود کے ایک طاغی لیڈر کے لیے استعمال ہوا ہے۔

اگلی سورت ﴿اللیل﴾ میں اس بد بخت ﴿أَشْفَى﴾ کے آخری عذاب دوزخ کی وعید ہے۔

اہم کلیدی الفاظ اور مضامین

1- اس سورت میں ﴿تَقْوَى﴾ کا موازنہ ﴿طَغْوَى﴾ سے کیا گیا ہے۔ ﴿فَنُجُور﴾ کا موازنہ ﴿تَزَكِي﴾ سے کیا گیا ہے۔

2- انسانی نفس کے اندر جہاں گناہ کرنے کی صلاحیت رکھی گئی ہے، وہیں گناہوں سے بچنے کی صلاحیت بھی عطا کی گئی ہے۔

سورة الشمس کا نظم جلی

سورة الشمس تین (3) پیرا گرافوں پر مشتمل ہے۔

1- آیات 8 تا 1: پہلے پیرا گراف میں چند چیزوں کی گواہی پیش کی گئی ہے کہ انسانی نفس کو، فطری الہام کے ذریعے خیر و شر کا شعور عطا کر دیا گیا ہے۔ کسی خدا اور کسی مذہب کو نہ ماننے والا شخص بھی، کچھ نہ کچھ اچھے اور بُرے (Good & Evil) کا فطری احساس و ادراک رکھتا ہے۔

﴿وَالشَّمْسُ وَضُحَاهَا﴾ (1) سورج اور اس کی دھوپ کی قسم! (شاید ہے، آفتاب اور اس کا چڑھنا)

﴿وَالْقَمَرُ إِذَا تَلَّهَا﴾ (2) چاند کی قسم! جبکہ وہ اس کے پیچھے آتا ہے

﴿وَالنَّهَارُ إِذَا جَلَّهَا﴾ (3) دن کی قسم! جبکہ وہ (سورج کو) نمایاں کر دیتا ہے (چمکادے)

﴿وَاللَّيْلُ إِذَا يَغْشَاهَا﴾ (4) رات کی قسم! جبکہ وہ (سورج کو) ڈھانک لیتی ہے

﴿وَالسَّمَاءُ وَمَا بَيْنَهَا﴾ (5) اور آسمان کی قسم! اور اس ذات کی قسم، جس نے اسے قائم کیا۔

﴿وَالْأَرْضُ وَمَا طَحَاهَا﴾ (6) اور زمین کی قسم! اور اس ذات کی قسم جس نے اسے بچھایا۔

﴿وَنَفْسٍ وَمَا سَوَّاهَا﴾ (7) اور نفس انسانی کی قسم! اور اس ذات کی قسم! جس نے اسے ہموار کیا۔ (جیسا

کچھ اس کو سنوارا)

﴿فَالْهَمَهَا فُجُورَهَا وَتَقْوَاهَا﴾ (8) پھر اس کی بدی اور اس کی پرہیزگاری اس پر الہام کر دی ان شہادتوں اور گواہیوں کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح ہر صاحب عقل آدمی یہ تسلیم کرتا ہے کہ سورج کی روشنی اور چاند کا تعاقب مختلف نوعیت کا ہوتا ہے اور اس کے اثرات مختلف ہوتے ہیں، دن کی روشنی اور رات کا اندھیرا ایک دوسرے سے مختلف ہوتا ہے۔ آسمان اور اس کی بلندی، زمین اور اس کا پھیلاؤ مختلف ہے، اسی طرح ہر صاحب عقل یہ بات بھی تسلیم کرے گا کہ انسان کے نفس میں، نیکی اور بدی کا شعور بھی موجود ہے۔ اللہ نے اسے ضمیر ﴿النَّفْسُ اللَّوَّامَةُ﴾ عطا کیا ہے، جو برائی اور بدی پر ملامت کرتا ہے۔ یہی وہ ضمیر (Conscience) ہے، جو اچھے کام کر کے خوش بھی ہوتا ہے۔ انسان کو آزادی اختیار (Freedom of Choice) عطا کی گئی ہے۔ انسان کے اندر گناہ کرنے اور گناہوں سے بچنے کی دونوں صلاحیتیں رکھ دی گئی ہیں ﴿فَالْهَمَهَا فُجُورَهَا وَتَقْوَاهَا﴾۔ اس سے خود بخود یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ جزا و سزا ﴿الَّذِينَ﴾ یعنی قیامت واقع ہو کر رہے گی۔

2- آیات 9 تا 10: دوسرے پیرا گراف میں یہ بتایا جا رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جب انسانی نفس کو دونوں رجحانات کا شعور عطا کیا ہے تو جو شخص اپنے نفس کو پاک رکھے گا، وہ کامیاب ہوگا اور جو اس کو بدادے گا، وہ نامراد ہو جائے گا۔

﴿قَدْ أَفْلَحَ مَنْ زَكَّهَا﴾ (9) یقیناً فلاح پا گیا وہ شخص، جس نے نفس کا تزکیہ کیا۔ (پاک کیا)
 ﴿وَلَكَدْ خَابَ مَنْ دَسَّهَا﴾ (10) اور نامراد ہوا وہ شخص، جس نے اسے دبا دیا۔ (آلودہ کیا)
 ”انسان کے مستقبل کا انحصار اس پر ہے کہ اس کے اندر، تمیز، ارادے اور فیصلے کی جو قوتیں اللہ نے رکھ دی ہیں، ان کو استعمال کر کے وہ اپنے نفس کے اچھے اور برے رجحانات میں سے، کس کو ابھارتا اور کس کو دباتا ہے؟“
 اگر وہ اچھے رجحانات کو ابھارے اور برے رجحانات سے اپنے نفس کو پاک کرے تو فلاح پائے گا اور اس کے برعکس اگر وہ نفس کی اچھائی کو دبائے اور برائی کو ابھارے تو نامراد ہوگا۔ آزادی اختیار کا صحیح استعمال فائدہ بخش اور غلط استعمال نقصان دہ ہوگا۔

3- آیات 11 تا 15: تیسرے اور آخری پیرا گراف میں، نفس کو آلودہ کرنے والی ایک سرکش قوم اور ان کے ایک بد بخت ﴿أَشْقَى﴾ انسان کی مثال پیش کی گئی ہے۔

﴿كَذَّبَتْ ثَمُودُ بِطَغْوَاهَا﴾ (11) قوم ثمود نے، اپنی سرکشی (طغویٰ) کی بنا پر جھٹلایا۔
 ﴿إِذِ انْبَعَثَ أَشْقَاهَا﴾ (12) جب اس قوم کا، سب سے بڑا شقی (بد بخت) آدمی، بھر کر اٹھا۔
 ﴿لَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ:﴾ (13) تو اللہ کے رسول (صالحؑ) نے ان لوگوں سے کہا:
 نَاقَةَ اللَّهِ! وَسُقْيَاهَا! (ہاتھ نہ لگاتا) اور خبردار! اس اونٹنی کا پانی پینا!
 (اس میں رکاوٹ نہ بننا)

﴿فَكَذَّبُوهُ فَعَقَرُوهَا ،
لَقَدْ مَدَّمْ عَلَيْهِمْ رَبُّهُمْ بِذُنُوبِهِمْ
فَسَوَّاهَا﴾ (14)

مگر انہوں نے اس کی بات کو جھوٹا قرار دیا اور اونٹنی کو مار ڈالا۔
آخر کار ان کے گناہ کی پاداش میں، ان کے رب نے ان پر ایسی آفت توڑی
کہ ایک ساتھ سب کو پیویدہ خاک کر دیا۔

﴿وَلَا يَخَافُ عُقْبَاهَا﴾ (15)

اور اسے (اپنے اس فعل کے) برے نتیجے کا کوئی خوف نہیں ہے

اللہ کے نبی حضرت صالحؑ نے، قوم ثمود کو تزکیہ نفس کی دعوت دی، لیکن انہوں نے اسے مُسْتَرَد کر دیا۔ اُن کے نفس
نے ﴿طَغَوٰی﴾ یعنی سرکشی اختیار کر کے، بغاوت کا راستہ اختیار کیا۔ یہ اُن کی اپنے ضمیر سے جنگ تھی۔ انہوں نے
اپنے نفس کی آواز کو چل دیا۔ اس کا انجام، ان کی ہلاکت کی صورت میں ظاہر ہوا۔

مرکزی مضمون

انسانی ضمیر (Conscience)، انسانوں کو گناہوں پر ملامت کرتا رہتا ہے۔ انسان کے اندر گناہوں سے
بچنے کی صلاحیت ﴿تَقْوٰی﴾ موجود ہے، البتہ بے لگام ضمیر فروش، قوم ثمود کی طرح اپنے ضمیر کی آواز کو چل کر سرکش
﴿طَغٰی﴾ اور باغی ہو جاتے ہیں۔



FLOW CHART

MACRO-STRUCTURE

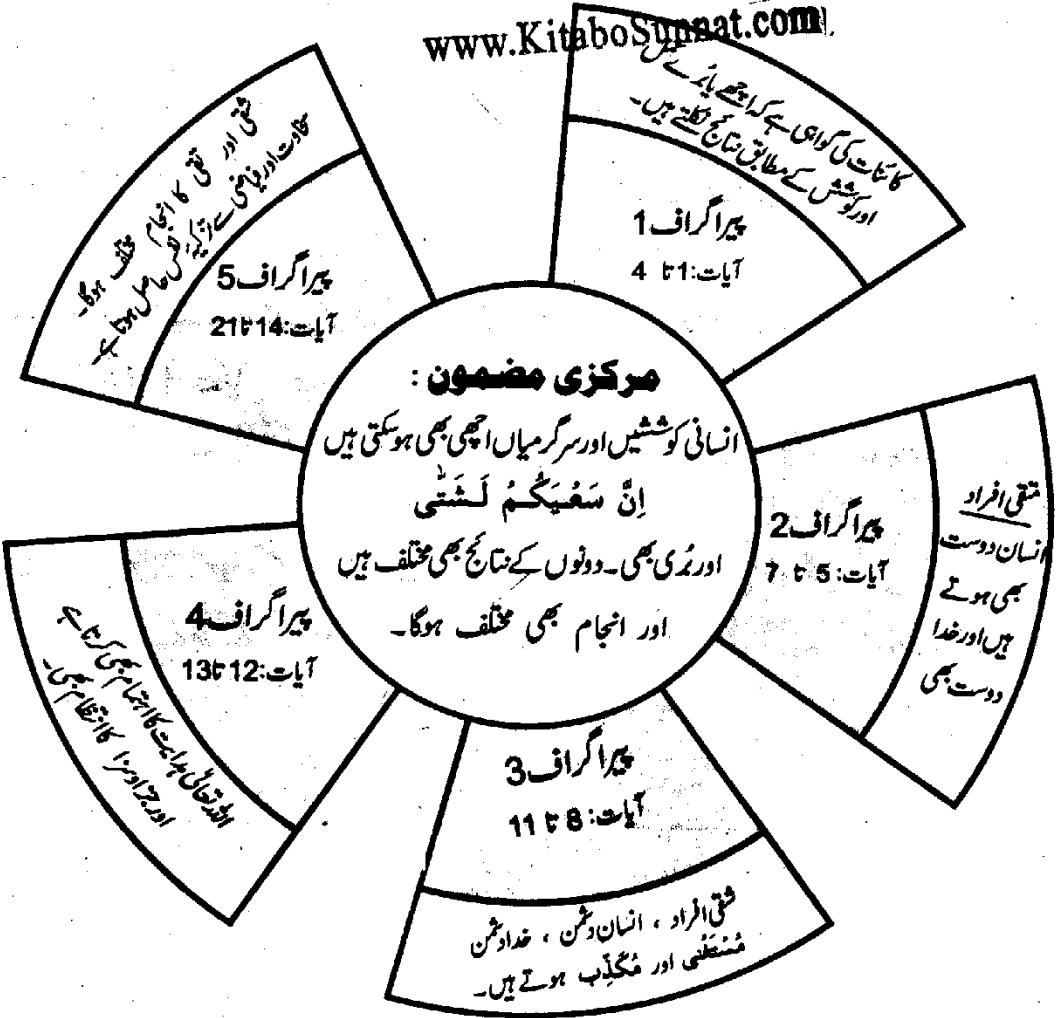
ترتیبی نقشہ ربط

تظم جلی

92- سُورَةُ الْاٰلِ

آیات : 21 مکیہ ہیرا گراف : 5

www.KitaboSunnat.com



زمانہ نزول:

سورۃ ﴿الْاٰلِ﴾، سورۃ ﴿الشَّمْسِ﴾ کے ساتھ اعلان عام کے بعد رسول ﷺ کے قیام مکہ کے دوسرے دور (4 تا 5 نبوی) کے دور مخالفت میں نازل ہوئی، جب مشرکین مکہ کو عذاب کی دھمکی دی گئی۔

سورة اللیل کا کتابی ربط

- 1- سورة ﴿البَلَد﴾ میں انسان کی آزادی اختیار کو ﴿النَّجْدَ هِن﴾ کے لفظ سے واضح کیا گیا تھا۔ پھر سورۃ ﴿الشَّمْس﴾ میں انہیں ﴿لَا إِلَهَ إِلَّا هَا فَجُودَهَا وَتَقْوَاهَا﴾ کے الفاظ سے واضح کیا گیا ہے۔ یہاں سورۃ ﴿اللیل﴾ میں ﴿إِنَّ سَعْيَكُمْ لَشَتَّى﴾ کے الفاظ سے نمایاں کیا گیا ہے۔
- 2- اس سورت کا اختتام ﴿وَلَكَسَوْفَ يَرْضَى﴾ کے الفاظ پر ہوا ہے۔ اگلی سورت ﴿الضحی﴾ میں رسول اللہ ﷺ کو بشارت دی گئی ہے کہ آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ بہت جلد اس قدر دے گا کہ آپ خوش اور راضی ہو جائیں گے ﴿وَلَكَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَى﴾۔

اہم کلیدی الفاظ اور مضامین

- 1- سورة ﴿البَلَد﴾ میں فیاض اور زیادہ پرہیزگار ﴿اتَّقَى﴾ انسان کا موازنہ، بخیل، بے پرواہ، مستغنی اور بد نصیب ﴿أَشَقَى﴾ سے کیا گیا ہے۔
- 2- رسول اللہ ﷺ اور قرآن کی دعوت کی ﴿تَهْدِي﴾ کرنے والے لوگوں اور ﴿يُضِلُّ﴾ بکذیب کرنے والے لوگوں کی صفات مختلف ہوتی ہیں اور ان کا انجام بھی مختلف ہوگا۔
- 3- تزکیہ نفس کے حصول کے لیے ﴿ابْغَاءَ وَجْهِ رَبِّهِ الْأَعْلَى﴾ یعنی محض اللہ کی رضا جوئی اور خوشنودی کے جذبے کے ساتھ انسان کو اپنا مال خرچ کرنا چاہیے ﴿الَّذِي يُؤْتِي مَالَهُ يَتَزَكَّى﴾۔

سورة اللیل کا نظم جلی

سورة اللیل پانچ (5) پیرا گرافوں پر مشتمل ہے۔

1- آیات 4 تا 1: پہلے پیرا گراف میں، تین چیزوں کی گواہی پیش کی گئی ہے، دن کی، رات کی اور نروادہ کی پیدائش و افزائش کی

جس طرح دن سے رات مختلف ہے، نر سے مادہ مختلف ہے، اندھیرے سے روشنی مختلف ہے، بالکل اسی طرح انسانی سعی، انسانی کوششیں اور سرگرمیاں بھی بالکل مختلف ہیں ﴿إِنَّ سَعْيَكُمْ لَشَتَّى﴾۔ انسانوں کی کمائی الگ الگ قسم کی ہے۔ کوئی فیاض اور بخشنے والا ہے۔ کوئی تنجوس کھی چوس ہے۔ کوئی ﴿مُصَدِّق﴾ ہے یعنی تصدیق کرتا ہے۔ کوئی ﴿مُكَذِّب﴾ ہے یعنی جھٹلاتا ہے۔ کوئی نیکیاں کما رہا ہے، کوئی برائیاں سیٹ رہا ہے۔

﴿وَاللَّيْلُ إِذَا يَغْشَى﴾ (1) قسم ہے رات کی! جبکہ وہ چھا جائے! (شاید ہے رات، جب چھا جاتی ہے)

﴿وَالنَّهَارُ إِذَا تَجَلَّى﴾ (2) قسم ہے دن کی! جبکہ وہ روشن ہو، (اور دن، جب چمک اٹھتا ہے)

﴿وَمَا خَلَقَ الذَّكَرَ وَالْأُنثَى﴾ (3) اور اس ذات کی! جس نے نر اور مادہ کو پیدا کیا، (اور شاہد ہے نر و مادہ کی افزائش) ﴿إِنَّ سَعْيَكُمْ لَشَتَّى﴾ (4) درحقیقت! تم لوگوں کی کوششیں مختلف قسم کی ہیں۔

2- آیات 5 تا 7: دوسرے پیرا گراف میں، اچھے لوگوں کی تین (3) صفات بیان کی گئی ہیں۔

﴿لَا مَأْمَنَ مَنْ أَغْطَىٰ وَاتَّقَىٰ﴾ (5) سو جس نے (راہ خدا میں) مال دیا اور (اللہ کی نافرمانی سے) پرہیز کیا۔
 ﴿وَصَدَّقَ بِالْحُسْنَىٰ﴾ (6) اور بھلائی کو سچ مانا۔ (اور اچھے انجام کو مانا)
 ﴿فَسَبِّحْهُ لِلْغُسْرَىٰ﴾ (7) اس کو ہم، آسان راستے کے لیے سہولت دیں گے۔
 اچھے لوگ انسان دوست بھی ہوتے ہیں اور خدا دوست بھی۔ یہ حق کو تسلیم کر لیتے ہیں۔ ایمان لاتے ہیں۔ حق کو جھٹلاتے نہیں، بلکہ اس کی تصدیق کرتے ہیں۔ اللہ کے حقوق کے ساتھ ساتھ انسانوں کے حقوق بھی ادا کرتے ہیں۔ بخیل نہیں ہوتے بلکہ فیاض ہوتے ہیں۔ اتفاق فی سبیل اللہ کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہیں۔ ایسے لوگوں کے لیے اللہ تعالیٰ راستہ ہموار کرتا ہے۔ ﴿فَسَبِّحْهُ لِلْغُسْرَىٰ﴾
 تین اچھی خصوصیات، جو نیکی کی راہ ہموار کرتی ہیں:

(1) اتفاق کرنا یعنی مال دینا (2) خدا ترسی اور پرہیزگاری اختیار کرنا (3) بھلائی کو بھلائی ماننا۔
 جو شخص یا گمروہ، ان خصوصیات کو اختیار کرے گا، اللہ تعالیٰ اس کے لیے زندگی کے صاف اور سیدھے راستے کو آسان کر دے گا، یہاں تک کہ اس کے لیے نیکی پر عمل کرنا آسان ہو جائے گا (اور بدی پر عمل کرنا مشکل ہو جائے گا)۔

3- آیات 8 تا 11: تیسرے پیرا گراف میں، برے لوگوں کی تین (3) صفات بیان کی گئی ہیں۔

﴿وَأَمَّا مَنْ بَخِلَ وَاسْتَغْنَىٰ﴾ (8) اور جس نے بخل کیا اور (اپنے اللہ سے) بے نیازی برتی (بے پروا ہوا)
 ﴿وَكَذَّبَ بِالْحُسْنَىٰ﴾ (9) اور بھلائی کو جھٹلایا۔
 ﴿فَسَبِّحْهُ لِلْغُسْرَىٰ﴾ (10) اس کو ہم سخت راستے کے لیے سہولت دیں گے۔
 ﴿وَمَا يُغْنِي عَنْهُ مَالُهُ إِذَا تَرَدَّىٰ﴾ (11) اور اس کا مال، آخر اس کے کس کام آئے گا، جبکہ وہ ہلاک ہو جائے؟
 برے لوگ انسان دشمن بھی ہوتے ہیں، اور خدا دشمن بھی۔ یہ لوگ بھلائی کو جھٹلاتے ہیں، دنیا پرست ہوتے ہیں۔ بخل کی زندگی بسر کرتے ہیں۔ اپنے خالق رب سے نہ صرف غفلت، بلکہ ﴿مُتْرَفَنَاء﴾ یعنی بے پروائی کا رویہ اختیار کرتے ہیں ایسے لوگوں کو مشکل راستے کی طرف ڈھیل دی جاتی ہے۔ ﴿فَسَبِّحْهُ لِلْغُسْرَىٰ﴾
 آخر میں انسانی ضمیر سے ایک چبھتا سوال کیا گیا۔ انسان کا مال، اس کے کس کام کا؟ جب وہ اُسے دوزخ کے گڑھے میں لے جائے؟ ﴿وَمَا يُغْنِي عَنْهُ مَالُهُ إِذَا تَرَدَّىٰ﴾۔ یہ مال، رحمت نہیں، آفت ہے۔
 تین بری خصوصیات، جو بدی کی راہ ہموار کرتی ہیں:

(1) بخل کرنا (2) اللہ تعالیٰ کی رضا اور ناراضی کی فکر سے بے پروا ہو جانا (3) بھلی بات کو جھٹلادینا۔ جو شخص بھی یہ طرز عمل اختیار کرے گا، اللہ تعالیٰ اس کے کٹھن اور سخت راستے کو سہل کر دے گا، یہاں تک کہ اس کے لیے بدی آسان ہو جائے گی (اور نیکی کے کاموں پر عمل مشکل ہو جائے گا)۔

4- آیات 12 تا 13: چوتھے پیرا گراف میں، چند بنیادی اصولی باتیں بیان کی گئی ہیں۔

﴿إِنَّ عَلَيْنَا لَلْهُدَىٰ﴾ (12) بے شک راستہ بتانا، ہمارے ذمے ہے،

﴿وَإِنَّ لَنَا لَلْآخِرَةَ وَالْأُولَىٰ﴾ (13) اور درحقیقت، آخرت اور دنیا، دونوں کے ہم ہی مالک ہیں۔

(1) اللہ تعالیٰ نے رسول ﷺ اور قرآن کے ذریعے ﴿الْهُدَىٰ﴾ ہدایت کا انتظام کیا ہے۔

(2) دنیا اور آخرت دونوں میں اختیار صرف اللہ کو حاصل ہے۔ وہ ہدایت کو ٹھکانے والوں کو سزا دے گا اور قبول

کرنے والوں کو اجر عظیم۔ ﴿وَإِنَّ لَنَا لَلْآخِرَةَ وَالْأُولَىٰ﴾

انسان اگر دنیا مانگے گا تو وہ بھی اللہ ہی سے ملے گی اور آخرت مانگے گا تو اس کا دینے والا بھی اللہ ہی ہے۔ یہ فیصلہ

کرنا انسان کا اپنا کام ہے کہ وہ اللہ سے کیا مانگتا ہے؟

(3) تیسری اصولی بات یہ بیان کی گئی ہے کہ جو بد بخت اس بھلائی کو جھٹلائے گا، جسے رسول اللہ ﷺ اور کتاب

کے ذریعے سے پیش کیا جا رہا ہے اور اس سے منہ پھیرے گا، اس کے لیے بھڑکتی ہوئی آگ تیار ہے۔

5- آیات 14 تا 21: پانچویں اور آخری پیرا گراف میں، ﴿الْهُدَىٰ﴾ کو قبول کرنے والوں اور مُسْتَرَدِّ کرنے

والوں کی صفات اور ان کا انجام بتایا گیا ہے۔

﴿فَإِنَّكَ رَأَيْتُمْ نَارًا تَلْقَىٰ﴾ (14) پس! میں نے تم کو خبردار کر دیا ہے! بھڑکتی ہوئی آگ سے!

﴿لَا يَصْلَاهَا إِلَّا الْأَشْقَى﴾ (15) اس (آگ) میں نہیں جھلسے گا، مگر وہ انتہائی بد بخت۔ (الْأَشْقَى)

﴿الَّذِي كَذَّبَ وَتَوَلَّى﴾ (16) جس نے جھٹلایا اور منہ پھیرا۔

﴿وَسَبَّحْنَاهَا الْأَمْثَى﴾ (17) اور اس (آگ) سے دور رکھا جائے گا، وہ نہایت پرہیزگار شخص۔

﴿الَّذِي يُوْنِي مَالَهُ يَتَزَكَّى﴾ (18) جو پاکیزہ ہونے کی خاطر، اپنا مال دیتا ہے۔

﴿وَمَا لِأَحَدٍ عِنْدَهُ مِنْ نِعْمَةٍ تُجْزَى﴾ (19) اس پر کسی کا کوئی احسان نہیں، جس کا بدلہ اسے دینا ہو

﴿إِلَّا الْإِنْتَاءَ وَجُو رَّبِّهِ الْأَعْلَى﴾ (20) وہ تو صرف اپنے رب برتر کی رضا جوئی کے لیے، یہ کام کرتا ہے۔

﴿وَلَسَوْفَ يَرْضَى﴾ (21) اور ضرور وہ (اس سے) خوش ہوگا۔

﴿الْهُدَى﴾ کو مسترد کرنے والے بد بخت ﴿الْأَشْقَى﴾ ہوتے ہیں۔ تکذیب کرتے ہیں، منہ موڑتے ہیں،

انہیں دوزخ کی آگ میں جلایا جائے گا۔ اس کے برخلاف فیاض، سخی اور مخلص ﴿اتَّقِی﴾ یعنی زیادہ پرہیزگار شخص کو دوزخ کی آگ سے دور رکھا جائے گا۔

جو خدا ترس آدمی، پوری بے غرضی کے ساتھ، محض اپنے رب کی رضا کی خاطر، اپنا مال راہِ خیر میں صرف کرے گا، اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہوگا اور اسے اتنا کچھ دے گا کہ وہ خوش ہو جائے گا۔

مرکزی مضمون

انسانی کوششیں اور سرگرمیاں اچھی بھی ہو سکتی ہیں اور بُری بھی۔ دونوں قسم کی کادشوں کے نتائج بھی مختلف ہیں اور انجام بھی مختلف ہوگا۔ اتفاق سے تزکیہٴ نفس ہو سکتا ہے۔

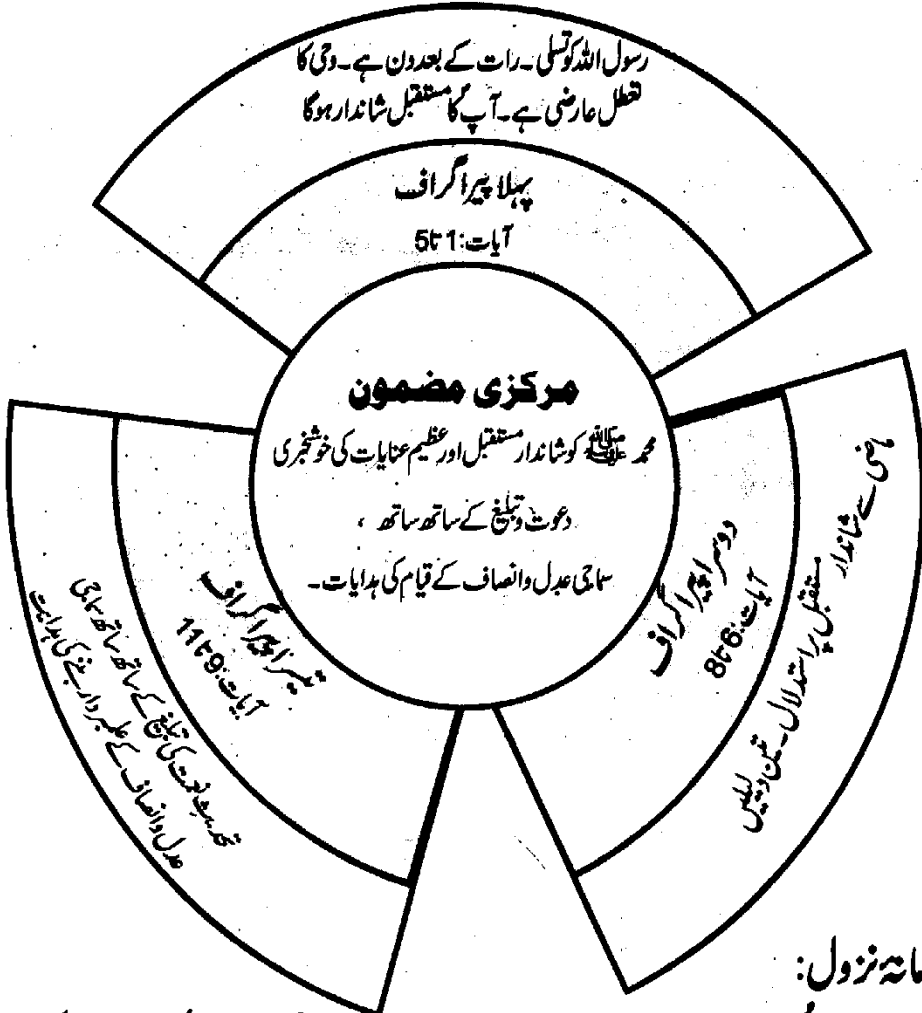


نظم جلی

ترتیبی نقشہ ربط

93- سُورَةُ الضُّحَىٰ

آیات : 11 مَكِّيَّةٌ پیرا گراف : 3



زمانہ نزول:

سورت ﴿الضُّحَى﴾ قیام مکہ کے پہلے دور (3۰-۳۰ نبوی) میں آپ ﷺ پر نازل ہوئی، جب اسلام کی دعوت خفیہ طور پر دی جا رہی تھی، اور جب مختصر وقفے ﴿فَنَسْرَةُ الْوَحَى﴾ کے بعد دوبارہ نزول کا سلسلہ شروع ہو گیا تھا۔ انقطاع وحی اور تعطیل کا یہ دورانیہ 15، 20 دن کا تھا۔ اس اثناء میں آپ ﷺ پریشان ہوتے تو حضرت جبریلؑ آ کر آپ ﷺ کو تسلی دیتے کہ آپ ﷺ رسول برحق ہیں۔

(صحیح بخاری : کتاب التعلیم ، باب 1، حدیث 6,581)

سورة الضحیٰ کی خصوصیت

یہ سورت ہر انسان کو مشکل اور صبر آزمایا حالات میں تسکین دل و جان کا سامان فراہم کرتی ہے۔

سورة الضحیٰ کا کتابی ربط

1- پہلی سورت ﴿اللیل﴾ میں اللہ کی رضا جوئی کے خواہش مند، فیاض اہل ایمان کو رضوان کی بشارت دی گئی تھی اور پہلی سورت کا اختتام ﴿وَلَسَوْفَ يَرْضَى﴾ کے الفاظ پر ہوا تھا۔ اس سورت ﴿الضحیٰ﴾ میں رسول اللہ ﷺ کو بشارت دی گئی ہے کہ آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ اس قدر دے گا کہ آپ خوش اور راضی ہو جائیں گے ﴿وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَى﴾۔

2- اگلی سورت ﴿الانشراح﴾ ، اس سورت سے پوری طرح جڑی ہوئی ہے۔ دونوں کا مرکزی مضمون بھی ایک جیسا ہے۔

سورة الضحیٰ کا نظم جلی

سورة الضحیٰ تین (3) ہیرا گرافوں پر مشتمل ہے۔

1- آیات 5 تا 1: پہلے ہیرا گراف میں، محمد ﷺ کو تسلی دی گئی ہے کہ وحی میں قفل حکمت پر مبنی ہے۔

رات کے بعد دن کا آنا لازمی اور یقینی ہے۔ جس طرح رات انسان کو سکون فراہم کرتی ہے اور دن کی تھکاوٹ دور کر دیتی ہے، اسی طرح وحی کی آمد میں، یہ وقفہ آپ ﷺ کی دل جمعی کے لیے ہے۔ آپ ﷺ کا رب، آپ ﷺ سے ہرگز ناراض نہیں۔ ﴿مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلَى﴾ آپ ﷺ کا مستقبل شاندار ہوگا ﴿وَلَا يَخُورُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْأُولَى﴾۔

﴿وَالضُّحَى﴾ (آیت 1) قسم ہے! روز روشن کی! (شاید ہے وقیع چاشت)

﴿وَاللَّيْلِ إِذَا مَجَى﴾ (2) قسم ہے رات کی! جبکہ وہ سکون کے ساتھ طاری ہو جائے۔

﴿مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلَى﴾ (3) (اے نبی ﷺ) آپ کے رب نے، آپ کو ہرگز نہیں چھوڑا! اور

ندوہ ناراض ہوا!

﴿وَلَا يَخُورُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْأُولَى﴾ (4) یقیناً آپ کے لیے بعد کا دور پہلے دور سے بہتر ہوگا۔

﴿وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَى﴾ (5) اور عنقریب آپ کا رب آپ کو اتنا دے گا کہ آپ خوش ہو جائیں گے

2- آیات 6 تا 8: دوسرے ہیرا گراف میں، محمد ﷺ کے سامنے، خود ان کی زندگی کے ماضی کے واقعات رکھ کر، مستقبل کے لیے تسلی کا سامان فراہم کیا گیا ہے۔

﴿اَلَمْ يَجِدْكَ يَتِيْمًا فَآوَىٰ﴾ (6) کیا اُس نے آپ ﷺ کو یتیم نہیں پایا اور پھر ٹھکانہ فراہم کیا؟
 ﴿وَوَجَدَكَ ضَالًّا فَهَدَىٰ﴾ (7) اور آپ ﷺ کو نادار و گمراہ (جو یائے راہ) پایا اور پھر ہدایت بخشی؟
 ﴿وَوَجَدَكَ عَائِلًا فَأَغْنَىٰ﴾ (8) اور آپ ﷺ کو نادار (محتاج) پایا اور پھر مال دار کر دیا؟
 یہ پیرا گراف ﴿اَلَمْ﴾ کے الفاظ سے شروع ہوتا ہے۔ اگلی سورت بھی ﴿اَلَمْ﴾ کے الفاظ سے شروع ہوتی ہے۔
 اس سے معلوم ہوا کہ اس سورت کی پہلی پانچ آیات دونوں سورتوں کے لیے تمہید کی حیثیت رکھتی ہیں۔
 اس حصے میں ماضی کی تین حقیقتوں سے شاندار مستقبل پر استدلال ہے۔ (1) رسول اللہ ﷺ یتیم تھے۔ کیا اللہ نے آپ ﷺ کو ٹھکانہ فراہم نہیں کیا؟ (2) رسول اللہ ﷺ نادار و گمراہ تھے۔ کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو وحی کی نعمت سے نہیں نوازا؟ (3) رسول اللہ ﷺ غریب اور نادار تھے۔ کیا اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کا نکاح حضرت خدیجہؓ سے کر کے مضاربت پر مبنی تجارت کے ذریعے آپ ﷺ کو امیر اور مالدار نہیں کیا؟ لہذا ماضی کے یہ حالات شہادت دے رہے ہیں کہ مستقبل بھی نہایت شاندار ہوگا۔

3- آیات 11 تا 9: تیسرے پیرا گراف میں، رسول اللہ ﷺ کو تین (3) ہدایات دی گئی ہیں۔

﴿فَإِنَّمَا إِلَهُ الْيَتِيْمِ فَلَا تُفْهَرْ﴾ (9) لہذا! یتیم پر سختی نہ کیجیے! (مت دباؤ!)

﴿وَأَمَّا السَّائِلَ فَلَا تَنْهَرْ﴾ (10) اور سائل کو نہ جھڑکیے!

﴿وَأَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ﴾ (11) اور اپنے رب کی نعمت کا اظہار کیجیے!

(1) یتیم کے ساتھ سختی نہ کی جائے ﴿فَإِنَّمَا إِلَهُ الْيَتِيْمِ فَلَا تُفْهَرْ﴾۔

(2) سائل یعنی مانگنے والے کو جھڑکا نہ جائے ﴿وَأَمَّا السَّائِلَ فَلَا تَنْهَرْ﴾۔

(3) تحدیثِ نعمت کی جائے، یعنی اللہ کی نعمتوں کا مسلسل چرچا کیا جائے ﴿وَأَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ﴾۔

مطالبہ کیا گیا ہے کہ دعوت و تبلیغ ﴿تحدیدت﴾ کا فریضہ انجام دیتے ہوئے، سماجی عدل و انصاف (Social

Justice) کے قیام کے لیے، کمزور طبقات کے ساتھ اعلیٰ اخلاق کا بدستور مظاہرہ کیا جائے۔

مرکزی مضمون

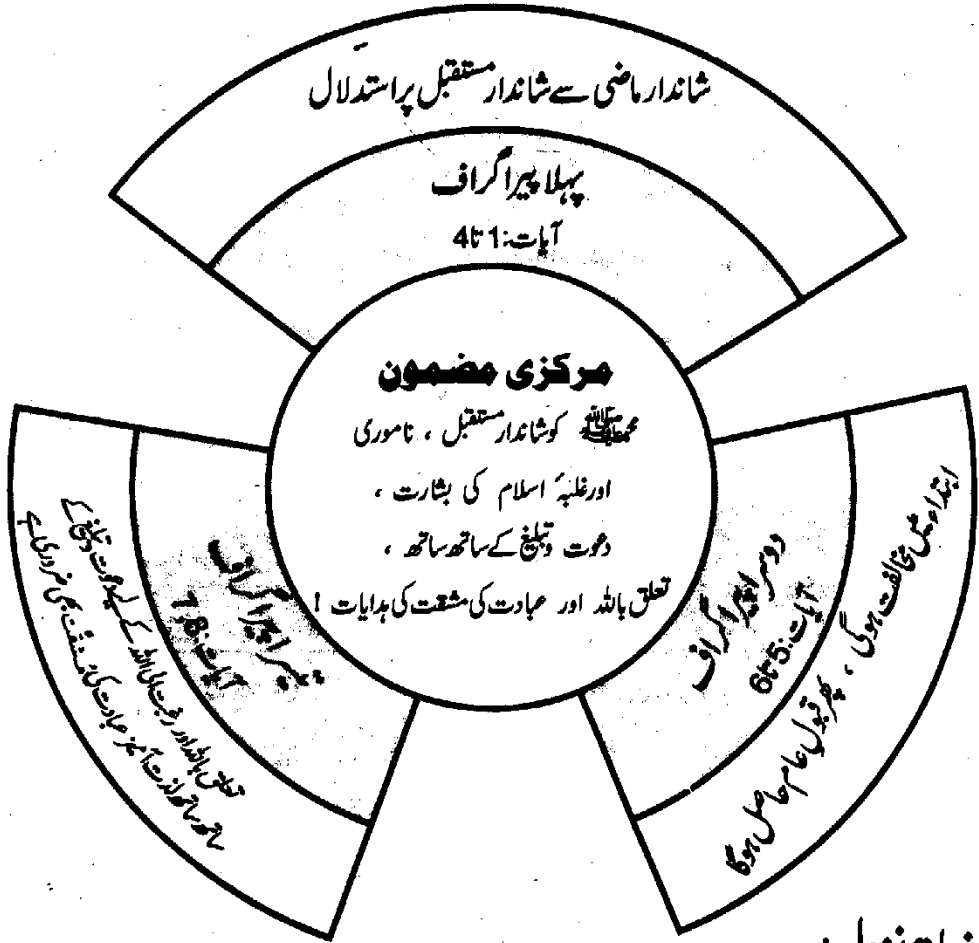
یہ سورت مایوس کن حالات میں تسکین قلب کا سامان ہے۔ انسان کو اپنے ماضی پر غور کر کے، روشن اور تابناک مستقبل کے بارے میں پُر امید رہنا چاہیے اور دعوت و تبلیغ کے ساتھ ساتھ سماجی عدل و انصاف کے قیام کے لیے کوشاں رہنا چاہیے۔

ترتیبی نقشہ ربط

تظم جلی

94- سُورَةُ الْمَنَ شَرَحْ

آیات: 8 مَجِئَةٌ پیراگراف: 3



زمانہ نزول:

سورت ﴿الانشراح﴾، سورت ﴿الضحیٰ﴾ کے بعد قیام مکہ کے پہلے دور (3 تا 0 نبوی) میں آپ ﷺ پر نازل ہوئی، جب اسلام کی دعوت خفیہ طور پر دی جا رہی تھی اور جب مختصر وقت تھل ﴿قِسْرَةُ الْوَحْیِ﴾ کے بعد دوبارہ نزول کا سلسلہ شروع ہو گیا تھا۔ انقطاع وحی کا یہ دورانیہ 15، 20 دن کا تھا۔ اس اثناء میں آپ ﷺ پریشان ہوتے تو حضرت جبریلؑ آ کر آپ ﷺ کو تسلی دیتے کہ آپ ﷺ رسول برحق ہیں۔

(صحیح بخاری: کتاب التعبير، باب 1، 6,581)

خصوصیات

1- سورۃ الانشراح ﴿الضُّحٰی﴾ کی طرح، مایوس کن حالات میں ہمت اور حوصلہ فراہم کرتی ہے۔

سورۃ الانشراح کا کتابی ربط

- 1- پہلی ﴿الضُّحٰی﴾ سورت سے پوری طرح ہم آہنگ ہے۔ الفاظ مختلف ہیں، لیکن مضمون ایک ہی ہے۔ سورت ﴿الضُّحٰی﴾ میں ﴿وَلَا أُخْرَجُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاَوَّلٰی﴾ کے الفاظ سے مشکل اور صبر آزمائیاں حالات میں روشن مستقبل کی بشارت تھی، یہاں اسی مضمون کے لیے ﴿فَإِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا﴾ کے الفاظ استعمال کیے گئے ہیں۔
- 2- سورۃ ﴿الضُّحٰی﴾ کی ابتدائی پانچ (5) آیات، گویا سورت ﴿الانشراح﴾ کے لیے بھی تمہید کی حیثیت رکھتی ہیں۔
- 3- دونوں سورتوں میں ماضی سے استدلال ہے اور روشن و تابناک مستقبل کی نوید ہے۔
- 4- دونوں سورتوں کے آخر میں ہدایات دی گئی ہیں۔

سورۃ الانشراح کا نظم جلی

سورۃ ﴿الانشراح﴾ تین (3) پیرا گرافوں پر مشتمل ہے۔

1- آیات 1 تا 4: پہلے پیرا گراف میں، محمد ﷺ کے ماضی سے استدلال کرتے ہوئے، مشاعرہ مستقبل کی بشارت دی گئی ہے

﴿اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ﴾ (1)	(اے نبی ﷺ) کیا ہم نے آپ کا سینہ آپ کے لیے کھول نہیں دیا؟
﴿وَوَضَعْنَا عَنكَ وِزْرَكَ﴾ (2)	(اور کیا) تم پر سے وہ بھاری بوجھ اتار (نہیں) دیا؟
﴿اَلْدُّيْ اَنْقَضَ ظَهْرَكَ﴾ (3)	جو آپ کی کمر توڑے ڈال رہا تھا۔
﴿وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ﴾ (4)	اور (کیا) تمہاری خاطر تمہارے ذکر کا آواز بلند (نہیں) کر دیا؟
- آپ ﷺ کی دل جمعی کے لیے آپ ﷺ کو سچی ناموری کی بشارت دی گئی۔ جب اللہ تعالیٰ نے ماضی میں آپ ﷺ پر اس قدر عنایات کی ہیں تو آپ ﷺ مستقبل کے بارے میں بھی کامل تسلی رکھیے! مخالفین اور اذیت رسانوں کے بعد، ایک روشن اور درخشاں مستقبل، پوری آب و تاب کے ساتھ آپ کا منتظر ہے۔

2- آیات 5 تا 6: دوسرے پیرا گراف میں، یہ تسلی دی گئی ہے کہ ابتداء میں آپ ﷺ کو دعوتِ توحید کی مخالفت کا سامنا کرنا پڑے گا، لیکن بہت جلد اسے قبولِ عام حاصل ہو جائے گا۔

﴿فَإِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا﴾ (5) پس حقیقت یہ ہے کہ تنگی کے ساتھ فراخی بھی ہے۔

﴿إِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا﴾ (6) بے شک! تنگی کے ساتھ فراخی بھی ہے۔

﴿عُسْر﴾ کے بالکل ساتھ جڑی ہوئی چیز ﴿يُسْر﴾ ہے۔ یہ بات دو (2) بار تکرار اور تاکید کے ساتھ بیان کی گئی ہے۔ ہر طرح کی دل جمعی رکھیے۔ اس مضمون میں غلبہ اسلام کی بشارت بھی پوشیدہ ہے۔

3- آیات 8۵۷: تیسرے اور آخری پیرا گراف میں، یہ بات بتائی گئی ہے کہ دعوت و تبلیغ کے ساتھ ساتھ، تعلق باللہ اور رغبت الی اللہ کے لیے، لذت آمیز عبادات کی مشقت لازمی اور ضروری ہے۔

﴿لَا ذَا فَارَغْتَ فَأَنْصَبْ﴾ (7) لہذا جب تم فارغ ہو تو عبادت کی مشقت میں لگ جاؤ! (کمر بستہ ہو جاؤ!)

﴿وَالِی رَبِّكَ فَارْغَبْ﴾ (8) اور اپنے رب ہی کی طرف راغب رہو۔ (اور اپنے رب سے لولگاؤ!)

رسول اللہ ﷺ کو ہدایت فرمائی گئی کہ عبادت ہی سے ابتدائی دور کی ان غیبتوں کا مقابلہ کرنے کی طاقت پیدا ہوگی۔

جب اپنے مشاغل و دعوت و تبلیغ سے آپ ﷺ فارغ ہوں تو عبادت کی مشقت و ریاضت میں لگ جائیں اور ہر چیز سے بے نیاز ہو کر، صرف اپنے رب سے لولگائیں۔ دوسرے لفظوں میں آپ ﷺ کو بتایا گیا ہے کہ توحید کی دعوت کو عام کرنے کے لیے تعلق باللہ اور رغبت الی اللہ کی لذت آمیز مشقت لازمی اور ضروری ہے۔ پنجوقتہ نماز تو رجب بارہ (12) نبوی میں معراج کے موقع پر فرض ہوئی۔ ابتدائی بارہ (12) سالوں میں تربیت اور تزکیہ نفس کے لیے نماز تہجد کا طویل قیام مشروع تھا۔ صحابہؓ اور رسول اللہ ﷺ طویل ﴿قِسَامُ اللَّیْلِ﴾ کیا کرتے تھے، یہاں تک کہ آپ ﷺ کے پیروں پر درم آجایا کرتا تھا۔

مرکزی مضمون

رسول اللہ ﷺ کو شاندار مستقبل، ناموری اور غلبہ اسلام کی بشارت دی گئی ہے اور دعوت و تبلیغ کے ساتھ ساتھ، تعلق باللہ اور عبادت کی مشقت کی ہدایات دی گئیں۔

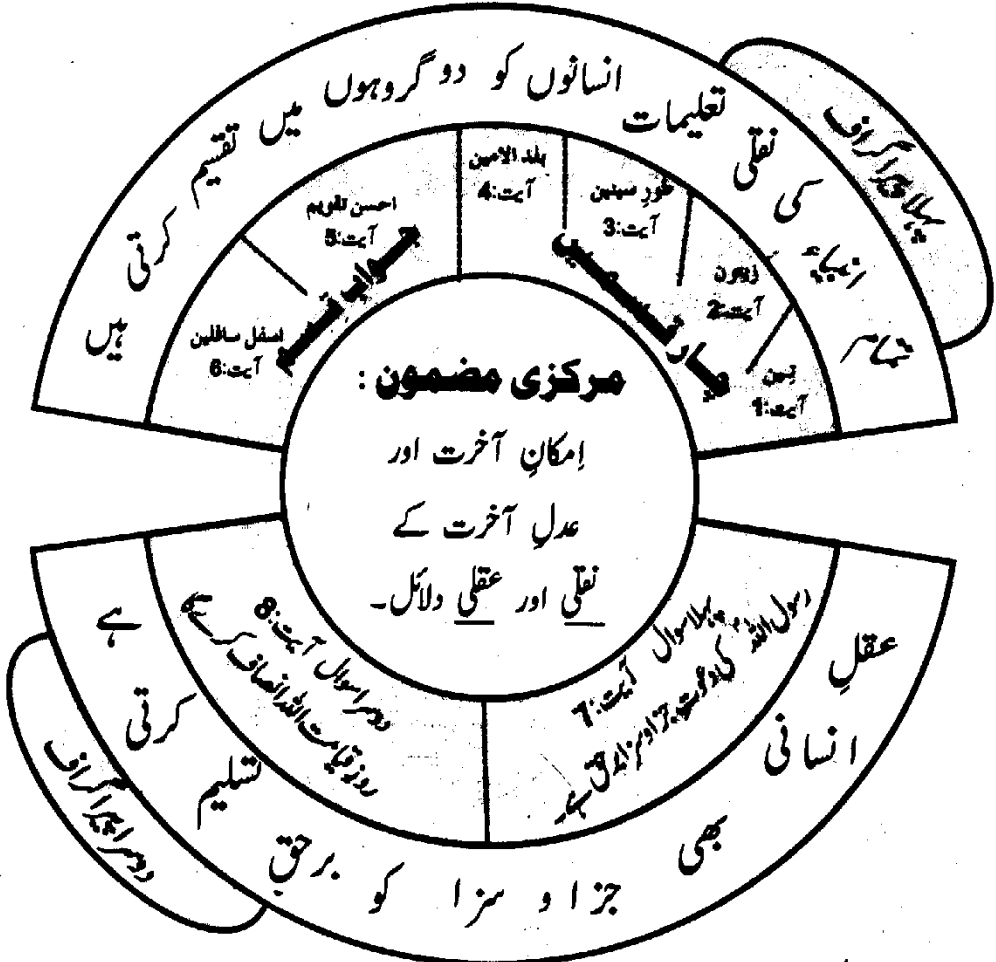


ترتیبی نقشہ ربط

تظم جلی

95- سُورَةُ التِّينِ

آیات : 8 مَکِّيَّةٌ پیرا گراف : 2



زمانہ نزول:

سورۃ ﴿التین﴾، قیام مکہ کے دوسرے دور (4 تا 5 نبوی) میں اعلانِ عام کے بعد دوسرے تکذیب میں نازل ہوئی، جب اسلام کی دعوت کو جھٹلایا جا رہا تھا اور قریش کے دانشور قیامت اور جزا و سزا ﴿التین﴾ کے بارے میں طرح طرح کے شکوک و شبہات عام کر رہے تھے۔

سورة التین کا کتابی ربط

- 1- سورت ﴿التین﴾ میں بھی پچھلی دو سورتوں ﴿الضحی﴾ اور ﴿الانشراح﴾ کی طرح ﴿فَمَا يَكُونُ لَكَ؟﴾ کے الفاظ میں نبی کریم ﷺ کے لیے تسلی کا سامان موجود ہے اور روشن دنیائے ناک مستقبل کی بشارت ہے۔
- 2- اس سورت میں ایمان نہ لانے والے اور عمل صالح نہ کرنے والوں کو ﴿أَسْفَلَ سَافِلِينَ﴾ کہا گیا ہے۔ اگلی سورت ﴿العلق﴾ میں اسلام کے ایک بڑے دشمن کے طاغوتی رویوں سے اس کی وضاحت کی گئی ہے۔

اہم کلیدی الفاظ اور مضامین

- 1- ﴿یٰسین﴾ سے مراد، جہلی تین یا جہلی یودی، جہاں حضرت نوحؑ کی کشتی آ کر رکی تھی، یا وہ پہاڑ ہے جہاں حضرت آدمؑ کی اولاد آباد ہوئی تھی، یا غالباً شام اور فلسطین کا وہ علاقہ ہے، جہاں بکثرت انبیاء مبعوث ہوئے۔
- 2- ﴿زیتون﴾ سے مراد، کوہ زیتون ہے۔ یہ غالباً بیت المقدس کا پہاڑ ہے، جہاں حضرت عیسیٰؑ وعظ کیا کرتے تھے۔
- 3- ﴿طور سینین﴾ سے مراد، وہ پہاڑ ہے، جہاں حضرت موسیٰؑ کو شریعت عطا کی گئی تھی۔
- 4- ﴿البلد الامین﴾ سے مراد، مکہ ہے، جہاں رسول اللہ ﷺ کو قرآن کی وحی عطا کی گئی۔
- 5- تمام انبیاء کو دی جانے والی نظری تعلیمات شہادت دے رہی ہیں کہ انسانوں کی دو قسمیں ہیں۔ پہلی قسم ﴿أَحْسَنُ تَقْوِيمٍ﴾ پر بدستور قائم و دائم رہتی ہے۔ دوسری قسم فطرت کی آواز کو مسترد کر کے ﴿أَسْفَلَ سَافِلِينَ﴾ بن جاتی ہے۔
- 6- انسانوں کی پہلی قسم ﴿خَیْر﴾ کو قبول کر لیتی ہے اور دوسری قسم ﴿شَر﴾ کو ترک کرنا نہیں چاہتی۔ خیر و شر کی یہ جنگ ازل سے جاری و ساری ہے۔
- 7- اہل خیر ایمان لا کر عمل صالح کرتے ہیں۔ ان کے لیے ﴿أَجْرٌ غَیْرُ مَمْنُونٍ﴾ ہوگا۔
- 8- اہل شر نہ ایمان لاتے ہیں اور نہ عمل صالح کرتے ہیں۔ یہ ﴿أَسْفَلَ سَافِلِينَ﴾ بن جاتے ہیں۔ ان کا ٹھکانا جہنم ہے۔
- 9- جب روز ازل سے خیر اور شر کی لڑائی جاری ہے اور تمام انبیاء کی نظری تعلیمات سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے تو اسے محمد ﷺ ﴿الرّسول﴾ یعنی قیامت کی جزا و سزا کی جو دعوت آپ پیش کر رہے ہیں، اسے کون سا معقول آدمی مسترد کر سکتا ہے؟
- 9- عقل بھی ﴿خَیْر﴾ و شر ﴿شَر﴾ کو تسلیم کرتی ہے اور عقل بھی یہی کہتی ہے کہ اہل خیر اور اہل شر کا انجام مختلف ہونا چاہیے۔
- 10- اللہ تعالیٰ نہ صرف حاکم ہے، بلکہ ﴿أَحْکَمُ الْحَاکِمِیْنَ﴾ ہے۔ تو کیا وہ اہل خیر اور اہل شر کے ساتھ ایک جیسا سلوک کرے گا؟ عقل سلیم بھی یہی کہتی ہے کہ ان دونوں قسم کے انسانوں کا انجام بھی مختلف ہونا چاہیے۔
- 11- قرآن مجید کی بعض سورتیں سوال سے شروع ہوتی ہیں اور بعض کا اختتام سوال پر ہوتا ہے۔ سورت ﴿التین﴾

کا اختتام دو (2) سوالات پر ہوا ہے۔ ان دو سوالات کے ذریعے انسانی عقل اور انسانی ضمیر کو بیدار کیا گیا ہے کہ وہ آخرت کی جزا و سزا کو تسلیم کر لے۔

سورة التین کا نظم جلی

سورة ﴿التین﴾ دو (2) پیرا گرافوں پر مشتمل ہے۔ پہلے میں امکانِ آخرت کے نقلی دلائل اور دوسرے میں عقلی دلائل ہیں۔

1- آیات 1 تا 6: پہلے پیرا گراف میں، امکانِ آخرت اور عدلِ آخرت کے نقلی دلائل پیش کیے گئے ہیں۔

﴿وَالْزَّيْتُونِ﴾ (1) قسم ہے انجیر اور زیتون کی۔ (شاہد ہے جبلِ تین اور کوہِ زیتون)
 ﴿وَ طُورِ سِينِينَ﴾ (2) اور طور سینا کی۔ (اور طور سینین)
 ﴿وَهَذَا الْبَلَدِ الْأَمِينِ﴾ (3) اور اس پر امن شہر (مکہ) کی۔
 ﴿لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ﴾ (4) ہم نے انسان کو بہترین ساخت پر پیدا کیا۔
 ﴿ثُمَّ رَدَدْنَاهُ أَسْفَلَ سَافِلِينَ﴾ (5) پھر اسے الٹا پھیر کر، ہم نے سب انہوں سے نیچا کر دیا۔
 ﴿إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ سَوَاءٌ لَّهُمْ لَوْ كُنُوا ذُرًّا تُرْبٍ﴾ (6) کہ ان کے لیے کبھی ختم نہ ہونے والا اجر ہے۔ (دائمی صلہ ہے)
 جبلِ تین، کوہِ زیتون، طور سینا اور بَلَدِ آمین ﴿مَکَّہ﴾ میں، مختلف انبیاء کو دی جانے والی نقلی تعلیمات کی گواہی پیش کی گئی ہے کہ وہ بھی خیر و شر اور ان کی جزا و سزا کی مسلسل تعلیمات دیتی رہی ہیں۔

انسان دو قسم کے ہیں۔ ایک وہ لوگ جو ایمان لانے کے بعد ﴿اعمالِ صالحہ﴾ کے احسن تقویم پر قائم رہتے ہیں۔ بنیادی طور پر انسان احسن تقویم اور فطرتِ سلیمہ پر پیدا کیا گیا ہے۔ یہ لوگ ﴿اجرِ غیرِ معنوں﴾ کے مستحق ہو جاتے ہیں۔ دوسرے وہ لوگ ہیں، جو انبیاء کی دعوت کو ٹھکرا کر ﴿اعمالِ سَیِّئَة﴾ میں بدستور مبتلا رہتے ہیں۔ یہ ﴿أَسْفَلَ سَافِلِينَ﴾ بن جاتے ہیں۔

2- آیات 7 تا 8: دوسرے اور آخری پیرا گراف میں، امکانِ آخرت اور عدلِ آخرت کے عقلی دلائل دو سوالات پر مشتمل ہیں

﴿فَمَا يَكُونُ لَكَ بَعْدَ الْإِنِّ﴾ (7) پس (اے نبی! اس کے بعد کون سزا و جزا کے معاملے میں

آپ کو جھٹلا سکتا ہے؟

﴿الْإِنْسَ اللَّهُ بِأَحْكَمِ الْحُكْمِ﴾ (8) کیا اللہ تعالیٰ سب حاکموں سے بڑا حاکم نہیں ہے؟

دنیا میں نیک لوگوں کو پوری جزا نہیں ملتی اور بُرے لوگوں کو پوری سزا نہیں ملتی۔ مکمل انصاف روزِ قیامت ہی ممکن ہے۔

(1) پہلا سوال یہ رکھا گیا ہے کہ جب تمام انبیاء کی تعلیمات خیر و شر اور ان کی جزا و سزا پر متفق ہیں تو اے محمد ﷺ! آپ ﷺ کی دعوت جزا و سزا یعنی ﴿السَّوَابِ﴾ (Law of Reward & Punishment) کو کون جھٹلا سکتا ہے؟ ﴿فَمَا يَكْفُرُ بِكَ بَعْدُ بِالذِّنِّ﴾؟ آپ ﷺ تو آخری پیغمبر ہیں اور آپ کی تعلیمات، پچھلے انبیاء کی تعلیمات کا تسلسل ہیں۔

(2) دوسرا سوال یہ کیا گیا ہے کہ عقل انسانی بھی یہ تسلیم کرتی ہے کہ اللہ کی مخلوق میں سے بھی بعض حکمران عادل ہوتے ہیں، اللہ تعالیٰ چونکہ خالق ہے، اس لیے اسے تو بدرجہ اولیٰ اور بدرجہ اتم ﴿أَحْكُمُ الْحَاكِمِينَ﴾ ہی ہونا چاہیے۔ عقل بھی یہی کہتی ہے کہ ایک دن ضرور ایسا ہونا چاہیے، جس میں کامل عدل و انصاف ہو۔ دنیا میں کامل عدل و انصاف نہیں ملتا۔ بڑے بڑے مجرم چھوٹ جاتے ہیں۔ بے گناہوں کو سزا ملتی ہے۔ لیکن بعض اوقات، انسان بھی انصاف سے کام لیتا ہے تو پھر اپنے خالق اللہ سے بدگمانی کیوں ہے کہ وہ نا انصافی کرے گا؟ انصاف سے کام نہ لے گا۔ کیا وہ ﴿أَحْكُمُ الْحَاكِمِينَ﴾ نہیں ہے؟ ﴿أَلَيْسَ اللَّهُ بِأَحْكَمُ الْحَاكِمِينَ﴾؟

مرکزی مضمون

تمام انبیاء کی نقلی تعلیمات میں امکانِ آخرت اور عدلِ آخرت کے دلائل موجود ہیں۔ عقل بھی امکانِ آخرت اور عدلِ آخرت کی حقانیت کو تسلیم کرتی ہے۔ لہذا آخرت پر پختہ ایمان اور یقین ضروری ہے، آخرت کے عقیدے کو جھٹلایا نہیں جاسکتا۔



FLOW CHART

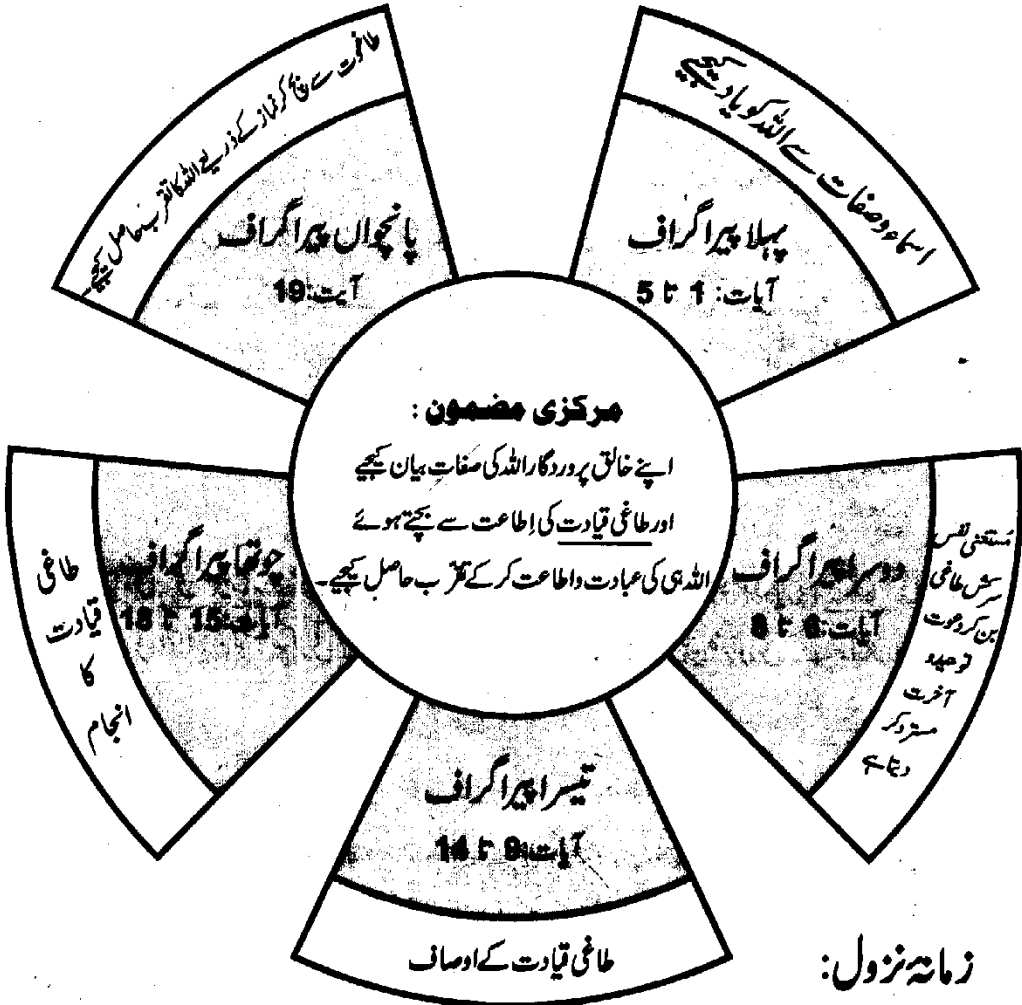
MACRO-STRUCTURE

ترتیبی نقشہ ربط

تظم جلی

96- سُورَةُ الْعَلَقِ

آیات : 19 مَكِّيَّةٌ پیرا گراف : 5



زمانہ نزول:

1- سورَةُ الْعَلَقِ کی ابتدائی پانچ (5) آیات سے رسول اللہ ﷺ پر وحی کا آغاز ہوا۔

(صحیح بخاری: کتاب التفسیر، باب سورة العلق، حدیث 4,670، عن عائشة)

یہ غالباً رمضان مطابق 10 اگست 610ء کا واقعہ ہے۔

2- اس سورت کی آخری چودہ (14) آیات، دوسرے دور میں اعلانِ عام کے بعد غالباً 4 یا 5 نبوی میں ابو جہل کے بارے میں نازل ہوئیں، جب اس نے آپ ﷺ کو حرم میں نماز سے روکا تھا۔

خصوصیات

- 1- سُوْرَةُ ﴿الْعَلَقِ﴾ کی آخری آیت میں ایک سلبی حکم ﴿لَا تُطْعَمُ﴾ ہے اور ایک ایجابی حکم ﴿وَأَسْجُدْ وَاقْتَرِبْ﴾ ہے۔
- 2- یہ اُسی طرح کا اُسلوب ہے جو سورۃ النحل آیت: 36 میں ﴿إِنْ اعْبُدُوا اللَّهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوتَ﴾ کے الفاظ سے استعمال ہوا ہے۔
- 3- اسلامی تحریکوں کے لیے ضروری ہے کہ وہ ﴿طاغوت﴾ کا مقابلہ کرنے کے لیے، احسان پر مبنی عبادت اور طویل سجدوں کے ذریعے اپنے رب اور خالق سے اپنے تعلق کو مضبوط کریں۔

سُوْرَةُ الْعَلَقِ کا کتابی ربط

- 1- کچھلی سورت ﴿الزَّيْنِ﴾ میں جن ﴿أَسْفَلَ سَافِلِينَ﴾ کا ذکر تھا، یہاں سورت ﴿الْعَلَقِ﴾ میں اُس کی ایک مثال قریش کے ایک بڑے دشمن اسلام (ابو جہل) کے طاغوتی رویوں سے پیش کی گئی ہے۔
- 2- سورۃ ﴿الْعَلَقِ﴾ میں نبی کریم ﷺ پر کی جانی والی اولین وحی کا ذکر ہوا ہے۔ اگلی سورت ﴿الْقَلَمِ﴾ میں اُس رات کی اہمیت اُجاگر کی گئی ہے، جس میں قرآن اُتارا گیا ہے۔

اہم کلیدی الفاظ اور مضامین

- 1- سورت ﴿الزَّيْنِ﴾ میں مؤمن قیادت اور طاغوتی قیادت کا فرق بتانے کے بعد، آخری آیت میں طاغوت کی اطاعت سے بچ کر، اللہ کی اطاعت و بندگی کر کے، اُس کا تقرب حاصل کرنے کی ہدایت کی گئی ہے۔
- 2- اس سورت میں مؤمن قیادت کے اوصاف بیان کیے گئے ہیں۔
 - (a) وہ ہدایت پر ہوتی ہے ﴿عَلَى الْهُدَى﴾ (آیت: 11)۔
 - (b) مؤمن قیادت نماز کے ذریعے اپنے رب کے ساتھ ایک مضبوط تعلق قائم کرتی ہے۔ ﴿صَلَّى﴾ (آیت: 10)۔
 - (c) مؤمن قیادت پاکیزگی اور تقویٰ کی دعوت و تبلیغ کا فریضہ انجام دیتی ہے۔ ﴿أَمَرَ بِالْتَّقْوَى﴾ (آیت: 12)۔
- 3- سورۃ ﴿الْعَلَقِ﴾ میں طاغوتی قیادت کے اوصاف بھی بیان کیے گئے ہیں۔
 - (a) طاغوتی قیادت سرکش اور حد سے تجاوز کرنے والی ہوتی ہے ﴿كَیْطَفَى﴾ (آیت: 6)۔
 - (b) طاغوتی قیادت اپنے آپ کو جواب دہی سے بے نیاز سمجھتی ہے ﴿اسْتَغْنَى﴾ (آیت: 7)۔

(c)۔ طاغوتی قیادت اللہ کے نیک بندوں کو نماز جیسی عبادت سے روکتی ہے۔

﴿يَنْهَى عَبْدًا إِذَا صَلَّى﴾ (آیات: 10:9)

سورة العلق کا نظم جلی

سورة العلق پانچ (5) پیرا گرافوں پر مشتمل ہے۔

1- آیات 5 تا 1: پہلا پیرا گراف، قرآن کی پہلی وحی پر مشتمل ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ کا تعارف ہے۔

﴿اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ﴾ (1) پڑھیے! اپنے رب کے نام کے ساتھ، جس نے پیدا کیا۔

﴿خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ﴾ (2) جسے ہوئے خون کے لوتھڑے سے، انسان کی تخلیق کی۔

﴿اقْرَأْ وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ﴾ (3) پڑھیے! آپ کا رب بڑا ہی کریم ہے۔

﴿الَّذِي عَلَّمَ بِالْقَلَمِ﴾ (4) جس نے، قلم کے ذریعے سے علم سکھایا۔

﴿عَلَّمَ الْإِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ﴾ (5) انسان کو وہ علم دیا، جسے وہ نہ جانتا تھا۔

اللہ تعالیٰ ﴿رَبِّ﴾ ہے، اللہ تعالیٰ ﴿خَالِقِ﴾ ہے، اللہ تعالیٰ ﴿اَكْرَمِ﴾ ہے، اللہ تعالیٰ ﴿مُعَلِّمِ﴾ ہے۔

یہاں رسول اللہ ﷺ کو، اُس ﴿رَبِّ﴾ کا نام لے کر قرآن پڑھنے کی ہدایت کی گئی ہے، جس نے ساری کائنات اور

کائنات کی ہر چیز کو ﴿تَخْلِيقِ﴾ کیا ہے۔ کائنات کی عام تخلیق کا ذکر کرنے کے بعد، خاص طور پر انسان کی تخلیق کا

ذکر کیا ﴿خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ﴾۔ حقیر ترین حالت سے، انسان کو پیدا کر کے صاحبِ علم بنایا، جو مخلوقات کی

بلند ترین مفت ہے۔ صرف صاحبِ علم ہی نہیں بنایا، بلکہ اس کو ﴿قَلَمِ﴾ کے استعمال سے لکھنے کا فن بھی سکھایا۔ اللہ تعالیٰ

﴿مُعَلِّمِ﴾ ہے۔ انسان کو وہ علم دیا، جسے وہ جانتا نہیں تھا ﴿عَلَّمَ الْإِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ﴾۔

2- آیات 6 تا 8: دوسرے پیرا گراف میں سرکش اور بے نیاز طاغوتی صفات رکھنے والے انسان کے انکارِ آخرت کا بیان ہے

﴿كَلَّا إِنَّ الْإِنْسَانَ لِكَفْلٍ﴾ (6) ہرگز نہیں! (یقیناً) انسان سرکشی کرتا ہے۔ (طاغیٰ بنتا ہے)

﴿أَنْ رَّاهُ اسْتَفْهِىَ﴾ (7) اس بنا پر کہ وہ اپنے آپ کو بے نیاز دیکھتا ہے۔ (اپنے تئیں بے نیاز سمجھ کر)

﴿وَإِنَّ إِلَىٰ رَبِّكَ الرُّجْعَىٰ﴾ (8) (حالانکہ) پلٹنا یقیناً تیرے رب ہی کی طرف ہے۔

اس پیرا گراف کی ابتداء ﴿كَلَّا﴾ سے ہوئی ہے۔ یہاں کچھ محذوف ہے۔ یعنی اللہ نے انسان کو نہ صرف پیدا کیا

، بلکہ اُس نے انسان کی ہدایت کے لیے، قرآن کی تعلیم کا بھی اہتمام کیا، اس کو وہ تمام باتیں بتائیں، جو وہ نہیں جانتا

تھا، لیکن انسان ﴿طغویٰ﴾ یعنی سرکشی اختیار کرتا ہے، ﴿طاغیٰ﴾ بنتا ہے ﴿إِنَّ الْإِنْسَانَ لِكَفْلٍ﴾، اپنے

آپ و جواب دہی سے بے نیاز اور ﴿مُسْتَفْهِیَ﴾ سمجھتا ہے، آخرت اور جزا و سزا کا انکار کرتا ہے اور سمجھتا ہے کہ

اسے مرنے کے بعد، اللہ کے حضور پلٹنا نہیں ہے۔

3- آیات 14 تا 9: تیسرے پیرا گراف میں، اُسی طاعی، ﴿مُسْتَعْنٰی﴾ اور منکر آخرت طاعی قیادت کے اوصاف بیان کیے گئے ہیں۔

﴿اَرَاَيْتَ الَّذِیْ یَنْهٰی﴾ (9) کیا تم نے دیکھا اس شخص کو، جو منع کرتا ہے؟

﴿عَبْدًا اِذَا صَلَّی﴾ (10) ایک بندے کو، جبکہ وہ نماز پڑھتا ہو؟

﴿اَرَاَيْتَ اِنْ كَانَ عَلٰی الْهُدٰی﴾ (11) تمہارا کیا خیال ہے، اگر وہ (بندہ) راہ راست پر ہو؟

﴿اَوْ اَمَرَ بِالتَّقْوٰی﴾ (12) یا وہ پرہیزگاری کی تلقین کرتا ہو؟ (یا نیکی کی تلقین کرنے والا ہو؟)

﴿اَرَاَيْتَ اِنْ كَذَّبَ وَتَوَلّٰی﴾ (13) تمہارا کیا خیال ہے اگر (یہ منع کرنے والا شخص حق کو) جھٹلاتا اور

منہ موڑتا ہو؟ (بھلا دیکھو تو! اگر اس نے جھٹلایا اور منہ موڑا)

﴿اَلَمْ یَعْلَمْ بَاَنَّ اللّٰهَ یَرٰی﴾ (14) کیا وہ نہیں جانتا کہ اللہ دیکھ رہا ہے؟

(1)۔ یہ طاعی شخص رسول اللہ ﷺ کو نماز سے روکتا ہے ﴿یَنْهٰی عَبْدًا اِذَا صَلَّی﴾۔

(2)۔ یہ طاعی شخص تجزیاتی ذہن (Analytical mind) نہیں رکھتا، نماز پڑھنے والی ہستی ﷺ کے

بارے میں سنجیدگی اور اخلاص سے غور کرنے کی بھی کوشش نہیں کرتا کہ یہ ہستی ہدایت پر بھی ہو سکتی ہے۔

﴿اَرَاَيْتَ اِنْ كَانَ عَلٰی الْهُدٰی﴾۔ یہ ہستی لوگوں کو نیکی اور پرہیزگاری کی دعوت دینے والی شخصیت بھی

ہو سکتی ہے ﴿اَوْ اَمَرَ بِالتَّقْوٰی﴾۔

(3)۔ یہ طاعی شخص حق کو جھٹلاتا ہے ﴿اَرَاَيْتَ اِنْ كَذَّبَ وَتَوَلّٰی﴾۔

(4)۔ یہ طاعی شخص حق سے منہ موڑتا ہے ﴿وَتَوَلّٰی﴾۔

(5)۔ یہ طاعی شخص اللہ کو ناظر و بعیر نہیں سمجھتا کہ وہ ایک دن سزا دے سکتا ہے ﴿اَلَمْ یَعْلَمْ بَاَنَّ اللّٰهَ یَرٰی﴾۔

4- آیات 15 تا 18: چوتھے پیرا گراف میں، مندرجہ بالا صفات رکھنے والی طاعی قیادت کا انجام بتایا گیا ہے۔

﴿کَلَّا لَیْسَ لَمْ یَنْتَهِ﴾ ہرگز نہیں! اگر وہ باز نہ آیا تو

﴿لَنْسُقًا بِالنَّاصِیَةِ﴾ (15) ہم اس کی پیشانی کے بال (چوٹی) پکڑ کر کھینچیں گے۔

﴿نَاصِیَةٍ کَاذِبَةٍ خَاطِئَةٍ﴾ (16) اس پیشانی کو، جو جھوٹی اور سخت خطا کار ہے۔

﴿فَلْیَذُغْ نَادِیَةً﴾ (17) وہ بلا لے اپنے حامیوں کی ٹولی کو۔ (اپنی پارٹی کو)

﴿سَنَدُغُ الزَّکٰرِیْنَ﴾ (18) ہم بھی عذاب کے فرشتوں کو بلا لیں گے۔

یہ ہیرا گراف بھی ﴿کَلَّا﴾ سے شروع ہوتا ہے۔ یہاں بھی کچھ محذوف ہے۔ مطلب ہے، یہ طاغی اور مستغنی شخص اس غلط فہمی میں نہ رہے کہ وہ یوں ہی اپنی باغی سرگرمیاں جاری رکھ سکے گا۔ ہرگز نہیں! بلکہ اگر وہ اپنی اصلاح نہ کرے تو اللہ کی گرفت سے بچ نہیں سکے گا۔ نہایت ذلت سے اُسے داخل جہنم کر دیا جائے گا۔ اللہ کی قوت کے سامنے اُس کی جمعیت اُس کی پارٹی اور اُس کی جتھ بندی بے بس ہوگی۔

5- آیت 19: پانچواں اور آخری ہیرا گراف آخری آیت پر مشتمل ہے۔ اس میں ایک ایجابی اور ایک سلبی حکم ہے۔ یہ بھی ﴿کَلَّا﴾ سے شروع ہوتا ہے۔

ہرگز نہیں! اس کی بات نہ مانے

﴿كَلَّا لَا تُطَعُّهُ

اور سجدہ کیجیے اور (اپنے رب کا) قرب حاصل کیجیے!

وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ﴾ (19)

مطلب ہے، آپ ﷺ کو ایسے طاغی سے خوف زدہ ہونے کی ضرورت نہیں، وہ آپ ﷺ پر ہرگز غالب نہیں ہو سکے گا۔ آپ ﷺ کو اس سے دبنے اور ڈرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ اس کی بات ماننے اور اس کی اطاعت کی کوئی حاجت نہیں۔ آپ ﷺ کو دلجمعی سے اپنی نماز جاری رکھنا چاہیے۔ سکون اور وقار سے سجدوں کو طوالت دیجیے۔ سجدوں کی یہ طوالت، قربت الہی کی ضامن ہے۔ حالت سجدہ میں اللہ تعالیٰ بندے سے بہت قریب ہوتا ہے۔ اس آخری آیت میں بیک وقت دو باتوں کا حکم ہے۔ ایک ایجابی حکم ہے اور دوسرا سلبی حکم۔

(1) طاغی قیادت (Tyrant Leadership) کی اطاعت سے اجتناب لازمی اور ضروری ہے۔

(2) تعلق باللہ کے حصول میں، نماز کا کردار نہایت اہم ہے۔ نماز میں اعتدال، سکون اور طمانیت، قرب الہی کے حصول کا ذریعہ ہے۔ سجدوں میں تقرب کی یہ حالت اپنی بلندی پر ہوتی ہے۔

مرکزی مضمون

اپنے ﴿رب﴾ اور ﴿خالق﴾ اللہ کی صفات کا اظہار کرنا چاہیے۔ طاغی قیادت کی اطاعت سے بچتے ہوئے، اللہ تعالیٰ کی عبادت و اطاعت کر کے اللہ کا تقرب حاصل کرنا چاہیے۔



FLOW CHART

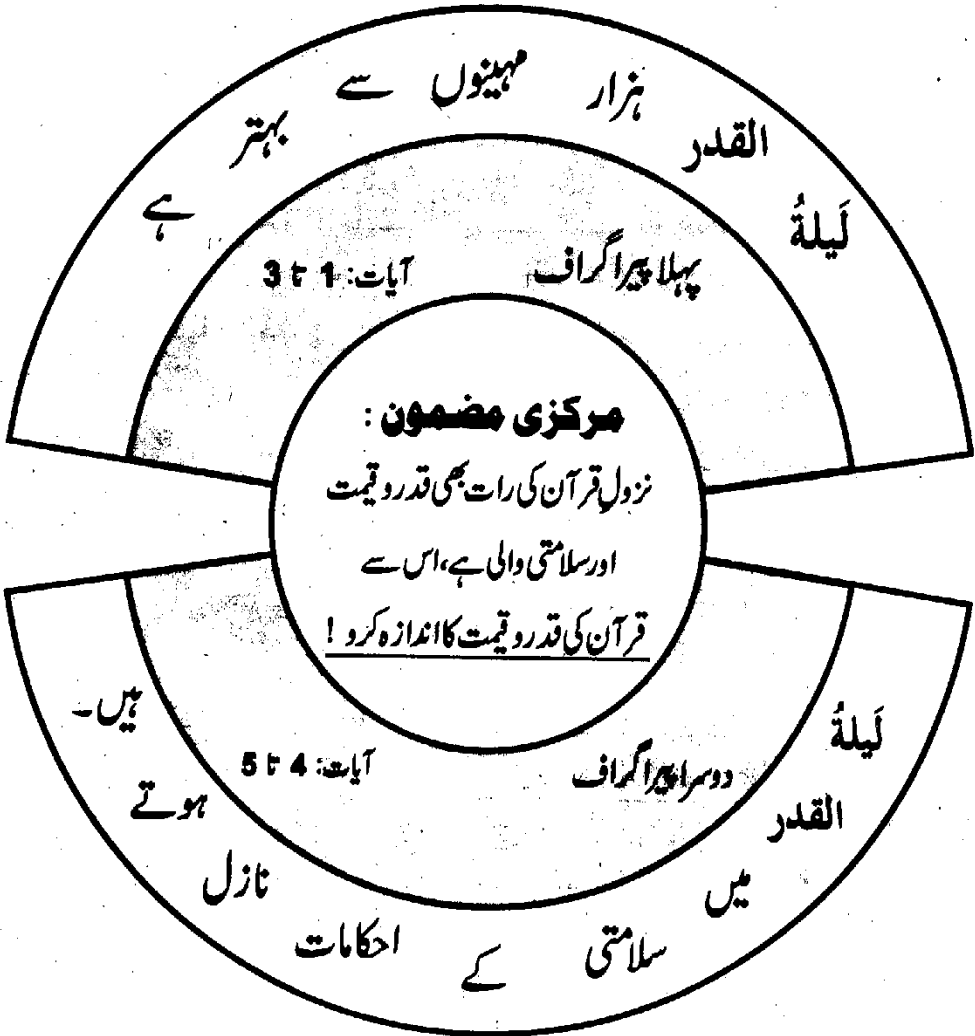
MACRO-STRUCTURE

ترتیبی نقشہ ربط

تظم جلی

97- سُورَةُ الْقَدْرِ

آیات : 5 مَكِّيَّةٌ ہیرا گراف : 2



زمانہ نزول:

سورة القدر، غالباً قیام مکہ کے پہلے دور (3 تا 0 نبوی) میں نازل ہوئی ہوگی، جب اسلام کی دعوت خفیہ طور پر دی جا رہی تھی اور جب آپ ﷺ پر اعلیٰ ادبی اسلوب میں مختصر، محکم اور جامع سورتیں نازل کی جا رہی تھیں۔

سورة القدر کا کتابی ربط

- 1- پچھلی سورۃ ﴿الْعَلَقُ﴾ میں پہلی وحی کا ذکر تھا، اس سورۃ ﴿القدر﴾ میں وحی کے نزول کی رات کا ذکر ہے۔
- 2- اگلی سورۃ ﴿البقرة﴾ میں قرآن کے نزول کا مقصد بیان کیا گیا ہے کہ قرآن کے نزول کے بعد حضرت ابراہیمؑ کے خاندان کی دونوں شاخوں ﴿بنی اسرائیل﴾ یعنی اہل کتاب اور ﴿بنی اسماعیل﴾ یعنی مشرکین مکہ پر اتمام حجت ہو گئی ہے۔ اب وہ اسلام قبول کر کے ﴿غیر البریۃ﴾ میں شامل ہو سکتے ہیں، یا اسلام کو مسترد کر کے ﴿شر البریۃ﴾ میں۔

اہم کلیدی الفاظ اور مضامین

- 1- رسول اللہ ﷺ نے اس بابرکت رات کو رمضان کے آخری عشرے کی طاق راتوں میں تلاش کرنے کی ہدایت کی ہے۔ ﴿تَحَرُّوْا لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِي الْوَيْتْرِ مِنَ الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ مِنْ رَّمَضَانَ﴾ (صحیح بخاری 1,913، عن عائشہ)
- 2- قرآن کا نزول، وہ عظیم الشان آسمانی فیصلہ ہے، جو قوموں کی تقدیر کو بدلنے والا اور انسانیت کی کاپی لٹ دینے والا ہے۔
- 3- قیامت تک ہر انسان کی نجات کا دار و مدار، اسی آخری کتاب ﴿قرآن﴾ پر موقوف ہے۔

سورة القدر کا نظم جلی

سورة القدر دو (2) پیرا گرافوں پر مشتمل ہے۔

1- آیات 3 تا 1: پہلے پیرا گراف میں، بتایا گیا کہ ﴿لَيْلَةُ الْقَدْرِ﴾ ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔

﴿اِنَّا اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ﴾ (1) (یقیناً) ہم نے اس (قرآن) کو، شب قدر میں نازل کیا۔

﴿وَمَا اَدْرَاكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ﴾ (2) اور تم کیا جانو کہ شب قدر کیا ہے؟

﴿لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ﴾ (3) شب قدر، ہزار مہینوں سے زیادہ بہتر ہے۔

جس طرح یوم آزادی سے بڑی چیز خود آزادی ہوتی ہے، اسی طرح نزول قرآن کی رات سے زیادہ بڑی چیز خود قرآن ہے۔ ﴿لَيْلَةُ الْقَدْرِ﴾ کو بھی قرآن مجید کی وجہ سے ہی چار چاند لگے ہیں اور یہ رات اسی وجہ سے ہزار مہینوں سے افضل ٹھہرائی گئی ہے۔ اب قیامت تک تمام انسانیت کی فلاح کا دار و مدار اسی کتاب پر موقوف ہے۔

2- آیات 4 تا 5: دوسرے اور آخری پیرا گراف میں ﴿لَيْلَةُ الْقَدْرِ﴾ کے فضائل ہیں۔

﴿لَيْلَةُ الْقَدْرِ﴾ میں فرشتوں اور ان کے سردار حضرت جبریلؑ کا نزول ہوتا ہے اور طلوع فجر تک اللہ کی طرف سے سلامتی کے احکامات نازل ہوتے رہتے ہیں۔

فرشتے اور روح (جبریل) اس میں اترتے ہیں

﴿تَنَزَّلُ الْمَلَائِكَةُ وَالرُّوحُ فِيهَا﴾

اپنے رب کے اذن سے، ہر حکم لے کر

يَاذُنُ رَبِّهِمْ مِنْ كُلِّ أَمْرٍ ﴿4﴾

وہ رات، سراسر سلامتی ہے، طلوع فجر تک۔

﴿سَلَامٌ هِيَ حَتَّىٰ مَطْلَعِ الْفَجْرِ﴾ ﴿5﴾

(وہ یکسر امان ہے، یہ صبح کے نمودار ہونے تک ہے)

مرکزی مضمون

نزول قرآن کی رات جب اس درجہ قدر و قیمت اور سلامتی والی ہے تو انسانوں کو اس سے قرآن کی قدر و قیمت

کا اندازہ کرنا چاہیے۔

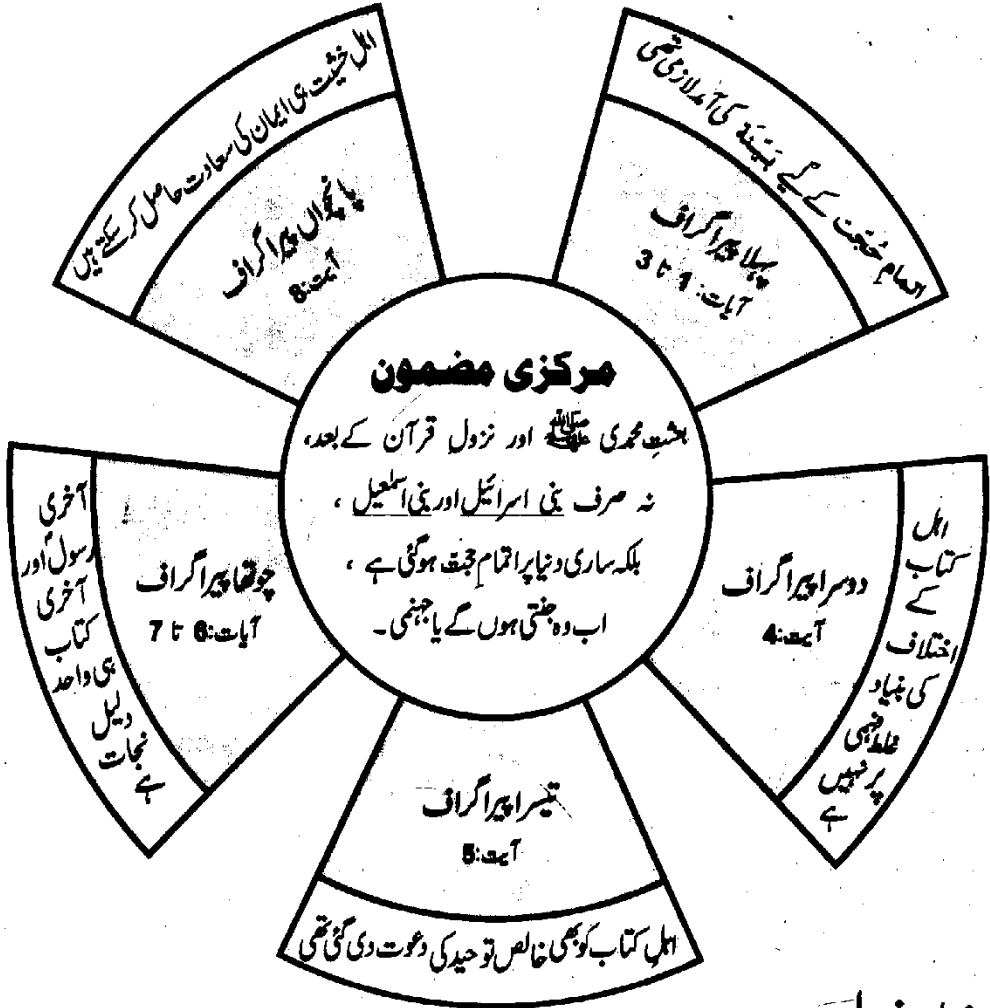


ترتیبی نقشہ ربط

تظم جلی

98- سُورَةُ الْبَيِّنَةِ

آیات : 8..... مَدَنِيَّةٌ پیراگراف : 5



زمانہ نزول:

سورت ﴿البَّيِّنَةِ﴾، اُن آخری دو (2) سورتوں میں سے ایک ہے، جو مدینہ منورہ میں وفات سے پہلے رسول اللہ ﷺ پر نازل کی گئیں۔ اس سورت کے بعد غالباً صرف سورت ﴿النَّصْرِ﴾ اور چند متفرق آیات نازل ہوئیں۔ قیاس کیا جاسکتا ہے کہ یہ دس (10) ہجری کے آخر میں نازل ہوئی ہوگی۔

سورة البینۃ کا کتابی ربط

- 1- پہلی سورت ﴿الْقَدَر﴾ میں وحی کے نزول کی رات کا ذکر تھا، اس سورت ﴿البینۃ﴾ میں آخری رسول محمد ﷺ پر آخری کتاب قرآن کے نزول کا مقصد بیان کیا گیا ہے کہ قرآن کے نزول کے بعد حضرت ابراہیمؑ کے خاندان کی دونوں شاخوں ﴿بنی اسرائیل﴾ یعنی اہل کتاب اور ﴿بنی اسماعیل﴾ یعنی مشرکین مکہ پر دنیا میں اتمامِ حجت ہو گئی ہے۔ اب وہ اسلام قبول کر کے ﴿غیر البریۃ﴾ اور جنتی بن سکتے ہیں، یا اسلام کو مسترد کر کے ﴿شُر البریۃ﴾ اور جہنمی بن سکتے ہیں۔
- 2- اگلی سورت ﴿الزَّلْزَال﴾ میں بتایا گیا ہے کہ روز قیامت انسان کو اُس کے اچھے اور برے اعمال دکھا کر اتمامِ حجت کر دی جائے گی۔

اہم کلیدی الفاظ اور مضامین

- 1- ﴿البینۃ﴾ سے مراد، رسول اللہ ﷺ ہیں، جو قرآنی دعوت پیش کر رہے ہیں۔
- 2- ﴿صُفُّ مُطَهَّرَةٍ﴾ سے مراد قرآن مجید ہے۔
- 3- آخری رسول محمد ﷺ اور آخری کتاب قرآن پر ایمان لا کر عملِ صالح کرنے والے، بہترین خلائق ﴿غیر البریۃ﴾ ہیں۔
- 4- آخری رسول محمد ﷺ اور آخری کتاب قرآن کو ٹھکرانے والے، بدترین خلائق ﴿شُر البریۃ﴾ ہیں۔
- 5- مشرکین (بنی اسماعیل) اور اہل کتاب (بنی اسرائیل) دونوں ابراہیمی شاخوں کی نجات (Salvation) کا انحصار، صرف آخری کتاب قرآن اور آخری رسول محمد ﷺ پر ایمان اور اعمالِ صالحہ پر ہے۔
- 6- ﴿ذٰلِكَ لِمَنْ عَهِسَ رَبُّهُ﴾ کے الفاظ کے ذریعے، یہ بات واضح کی گئی ہے کہ بنی اسماعیل (مشرکین) ہوں یا بنی اسرائیل (اہل کتاب) دونوں کے اندر موجود صرف اہلِ حُشیت ہی، آخری کتاب اور آخری رسول ﷺ پر ایمان لا کر، جنت کی سعادت حاصل کر سکتے ہیں۔

سورة البینۃ کا نظم جلی

سورة البینۃ پانچ (5) پیرا گرافوں پر مشتمل ہے۔

- 1- آیات 3۵:1 پہلے پیرا گراف میں، ﴿البینۃ﴾ یعنی رسول اللہ ﷺ اور قرآن کی ضرورت پر روشنی ڈالی گئی ہے ﴿لَمْ يَكُنِ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ﴾ اہل کتاب اور مشرکین میں سے جو لوگ کافر تھے،

وَالْمُشْرِكِينَ مُنْفَرَكِينَ

حَتَّى تَأْتِيَهُمُ الْبَيِّنَةُ ﴿(1)﴾

﴿رَسُولٌ مِّنَ اللَّهِ يَتْلُو صُحُفًا مُّطَهَّرَةً﴾ ﴿(2)﴾

﴿فِيهَا كُتِبَ قَبِيْمَةٌ﴾ ﴿(3)﴾

(اپنے کفر سے) باز آنے والے نہ تھے ،
جب تک کہ ان کے پاس دلیل روشن، کھلی نشانی نہ آجائے۔
(یعنی) اللہ کی طرف سے ایک رسول (محمد ﷺ) ،
جو پاک صحیفے پڑھ کر سنائے۔ (پاکیزہ اوراق پڑھتا ہوا)
جن میں بالکل راست اور درست تحریریں لکھی ہوئی ہیں۔

آل ابراہیم کی دونوں شاخوں میں پھیلے ہوئے کفر کے اسناد کے لیے، اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہدایات کے آخری
انتظام کی حکمت بیان کی گئی ہے۔ آل ابراہیم کی پہلی شاخ کے بیشتر افراد، گمراہ ہو کر یہودی اور عیسائی بن گئے، جبکہ
دوسری شاخ کے بیشتر افراد نے، أصنام پرستی کے شرک میں مبتلا ہو کر، خانہ کعبہ جیسی جگہ کو 360 بتوں سے آلودہ کر
دیا۔ یہ مشرکین مکہ تھے۔ بنی اسرائیل اور بنی اسلعل پر مشتمل، ان دونوں شاخوں کی رشد و ہدایت کے لیے آخری
حُجّت، آخری دلیل اور کھلی نشانی ﴿الْبَيِّنَةُ﴾ کا آنا ضروری تھا۔ اللہ تعالیٰ ہر گز ہرگز ظالم نہیں۔ وہ اپنے بندوں کو اتمام
حُجّت کے بغیر، دوزخ میں نہیں ڈالتا۔ چنانچہ ﴿الْبَيِّنَةُ﴾، شریعت و حکمت پر مشتمل قرآن کے پاکیزہ صحیفوں کے احکام
سناتے ہوئے، آخری رسول محمد ﷺ کی صورت میں بھیجی گئی۔ چونکہ پچھلی کتابوں کی تعلیمات میں تحریف کر دی گئی
تھی، انہیں آلودہ کر دیا گیا تھا، اس لیے ایک ایسی کتاب کی ضرورت تھی، جو ﴿قَبِيْمَةٌ﴾ یعنی سیدھی سیدھی صاف
بھی ہو، اور ﴿مُطَهَّرٌ﴾ یعنی آلودگی اور آمیزش سے پاک بھی ہو۔ اس لیے آخری رسول محمد ﷺ پر، آخری کتاب
قرآن نازل کی گئی۔

2- آیت 4: دوسرے حیرانگراں میں، اہل کتاب کی تحریف کی داستان رقم کر دی گئی ہے۔

﴿وَمَا تَفَرَّقَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ

إِلَّا مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَتْهُمْ الْبَيِّنَةُ﴾ ﴿(4)﴾ مگر اس کے بعد کہ ان کے پاس (راہِ راست کا) بیان واضح آچکا تھا۔
اہل کتاب، یہودی اور عیسائی بن گئے، اپنے مذہب ﴿الاسلام﴾ اور اپنی اساس توحید کو فراموش کر کے
اپنے انبیاء کے بارے میں غلو کا ارتکاب کرتے ہوئے، انہیں (یعنی حضرت عزیزؑ اور حضرت عیسیٰؑ) کو اللہ کا بیٹا بنا لیا
حالانکہ ان کے پاس بھی ﴿الْبَيِّنَةُ﴾ یعنی واضح تعلیمات اور کھلی نشانیاں آچکی تھیں۔
یہاں ایک اہم بات یہ بتائی گئی ہے کہ اہل کتاب کا یہ اختلاف و افتراق غلط فہمی کی بنیاد پر ہرگز نہیں تھا بلکہ ﴿بَيِّنَات﴾
کے آنے کے بعد رونما ہوا۔ تورات، انجیل اور زبور کی تعلیمات بھی بہت ہی واضح اور غیر مبہم تھیں، ان میں غلط فہمی کی کوئی
گنجائش ہی نہیں تھی۔ دراصل اہل کتاب کا یہ اختلاف ﴿حَسَد﴾ کی بنیاد پر تھا (البقرة: 109) اور اہل کتاب کا یہ
اختلاف ﴿بَغْيًا بَيْنَهُمْ﴾ باہمی ظلم و زیادتی اور استحصال (Exploitation) کی بنیاد پر تھا۔ (البقرة: 213)

3- آیت 5: تیسرے پیرا گراف میں یہ بتایا گیا ہے کہ اہل کتاب کو بھی مخلص توحید اور نماز و زکوٰۃ کا حکم دیا گیا تھا۔

﴿وَمَا أُمِرُوا إِلَّا لِيَعْبُدُوا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ، حُنَفَاءَ وَيُقِيمُوا الصَّلَاةَ وَيُؤْتُوا الزَّكَاةَ وَذَلِكَ دِينُ الْقِيَمَةِ﴾ (5)

اور ان کو اس کے سوا کوئی حکم نہیں دیا گیا تھا کہ اللہ کی بندگی کریں ،
اپنے دین کو اس کے لیے خالص کر کے بالکل یکسو ہو کر ،
نماز قائم کریں اور زکوٰۃ دیں
یہی نہایت صحیح اور درست دین ہے۔

پچھلے رسولوں اور پچھلی کتابوں کی دعوت کا خلاصہ حسب ذیل تھا۔

(1) اللہ ہی کی خالص عبادت ، اطاعت اور بندگی کی جائے۔ ﴿وَمَا أُمِرُوا إِلَّا لِيَعْبُدُوا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ﴾

(2) یہ عبادت ﴿الدِّينَ﴾ یعنی اطاعت اور بندگی کو اللہ ہی کے لیے خالص کرتے ہوئے کی جائے۔

﴿السَّيِّئِينَ﴾ کا مطلب ، اللہ کی حاکمیت ، بندوں کی محکومیت ، اور اللہ کی شریعت و قانون کے علاوہ جزا و سزا کا عقیدہ ہے۔

﴿خَالِصَ﴾ کا مطلب ، ملاوٹ اور آمیزش سے پاک عبادت و اطاعت ہے۔ یعنی اللہ کی ذات ، صفات اور حاکمیت میں کسی کو شریک نہ کیا جائے۔ اپنی عبادت اور محکومیت میں بھی کسی کو شریک نہ کیا جائے۔ اللہ کے قانون کے علاوہ ، کسی اور کی شریعت پر عمل نہ کیا جائے اور یہ سارے کام ، عقیدہ آخرت اور عقیدہ جزا و سزا کے ماتحت کیے جائیں۔

(3) یہ بندگی ، ﴿حَنِيفَ﴾ (یکسو Upright) بن کر کی جائے۔ اللہ اور اس کے احکام کے علاوہ کسی اور پر توجہ نہ ہو۔

(4) اہل کتاب کو بھی ، نماز اور زکوٰۃ کا حکم دیا گیا تھا ، نماز انہوں ضائع کر دی ﴿أَصَاعُوا الصَّلَاةَ﴾ (مریم 59) اور زکوٰۃ کو اپنے نکل اور دنیا پرستی کی وجہ سے مٹا دیا۔

(5) آخر میں بتایا گیا کہ توحید ، اخلاص (Purity) ، دین کے جامع تصور ، ﴿حَنِيفِيَّتَ﴾ (Uprightness) نماز اور زکوٰۃ پر مبنی راستہ ہی سیدھا راستہ ہے۔ اہل کتاب کے بگاڑ کو اب درست کر دیا گیا ہے ، اب انہیں بھی اسی سیدھے راستے پر چلنا چاہیے۔ اسلام قبول کر لینا چاہیے۔ یہی سچا اور سیدھا دین ہے۔

4- آیات 7: 6: چوتھے پیرا گراف میں ، صاف صاف بتا دیا گیا کہ آخری رسول محمد ﷺ اور آخری کتاب قرآن کا انکار کرنے والا ، چاہے وہ بنی اسرائیل کے اہل کتاب میں سے ہو ، یا بنی اسماعیل کا مشرک ہو (یاد دینا کہ کوئی اور مشرک ہو) ہمیشہ کے لیے دوزخ میں جائے گا۔

﴿إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ وَالْمُشْرِكِينَ فِي نَارِ جَهَنَّمَ خَالِدِينَ فِيهَا ، أُولَٰئِكَ هُمْ شَرُّ الْبَرِيَّةِ﴾ (6)

اہل کتاب اور مشرکین میں سے جن لوگوں نے کفر کیا ہے، وہ یقیناً جہنم کی آگ میں جائیں گے اور ہمیشہ اس میں رہیں گے یہ لوگ بدترین خلائق ہیں۔

﴿إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ
أُولَٰئِكَ هُمْ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ﴾ (7)

وہ یقیناً بہترین خلائق ہیں۔

یہاں دوسری اہم بات یہ معلوم ہوئی کہ آخری ہدایت سے محرومی، انسان کو ﴿خَسِرَ الْبَرِيَّةِ﴾ یعنی بدترین خلائق بنادیتی ہے، پھر وہ آسمانی وحی کی نعمت سے استفادہ کرنے کا کوئی اور موقع نہ پائے گا۔ نَجِیۃً وہ نہ صرف اعتقاد اعتبار بلکہ معاش و اقتصاد میں بھی ٹھوکرین کھاتا رہے گا۔ اس کے برخلاف، آخری رسول ﷺ اور آخری کتاب پر ایمان لانے والا ہر شخص، آسمانی وحی کے سائے میں زندگی بسر کرے، ﴿خَيْرُ الْبَرِيَّةِ﴾ یعنی بہترین خلائق میں شامل ہو سکتا ہے، چاہے وہ نسلی اعتبار سے یہودی ہو، عیسائی ہو، مجوسی ہو، برہمن ہو، شورو ہو۔ بس دو (2) ہی شرطیں ہیں ایمان لائے اور پھر اس کے مطابق نیک اعمال پر مشتمل زندگی گزارے۔

5- آیت 8: پانچویں اور آخری پیرا گراف میں، اہل کتاب اور مشرکین دونوں کی نجات کی کلید ﴿خَشِیت﴾ بیان کی گئی ہے

﴿جَزَاؤُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنَّتُ عَذْنُ تَجَرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خُلِدِينَ فِيهَا أَبَدًا، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ فَلَكُمْ لِمَنْ خَشِیَ رَبَّهُ﴾ (8)

ان کی جزا، ان کے رب کے ہاں دائمی قیام کی جنتیں (پیشگی کے باغ ہیں) جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہوں گی وہ ان میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی ہوئے۔ یہ کچھ ہے اس شخص کے لیے جس نے اپنے رب کا خوف کیا ہو۔ (یہ صلہ اس کے لیے ہے جو اپنے رب سے ڈرا)

ان سے پوچھا گیا: تمہارے دلوں میں خشیت موجود بھی ہے کہ نہیں ہے؟ کیونکہ آخری رسول اور آخری کتاب پر ایمان لانے کی سعادت، صرف اہل خشیت ہی حاصل کر سکتے ہیں۔ ﴿فَلَكُمْ لِمَنْ خَشِیَ رَبَّهُ﴾

ایمان اور اعمال صالحہ کا انعام، جنت کی صورت میں ملے گا، لیکن یہ اسی صورت میں ہوگا، جب بندے اللہ سے راضی ہو جائیں گے اور اللہ ان کی نیتوں اور ان کی بدعت سے پاک عبادت سے راضی ہو جائے گا۔ شریعت اسلامی پر پوری طرح یکسو ہو کر، اللہ کی کامل رضا حاصل کرنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی، صرف اسی صورت میں حاصل ہو سکتی ہے، جب اللہ کا بندہ، اللہ کی وحی، اللہ کے رسول ﷺ، اللہ کی کتاب اور اللہ کی شریعت سے راضی ہو جائے۔ یہ یک طرفہ استحقاق نہیں ہے، بلکہ ایک دوطرفہ معاملہ ہے، دوطرفہ رضا مندی مطلوب ہے۔ ﴿رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ﴾۔

مرکزی مضمون

بشیر محمدی ﷺ اور نزول قرآن کے بعد، نہ صرف بنی اسرائیل (اہل کتاب) اور بنی اسمعیل (مشرکین مکہ) بلکہ ساری دنیا پر اتمام حجت ہو گئی ہے۔ اب وہ جنتی ہوں گے یا جہنمی۔



FLOW CHART

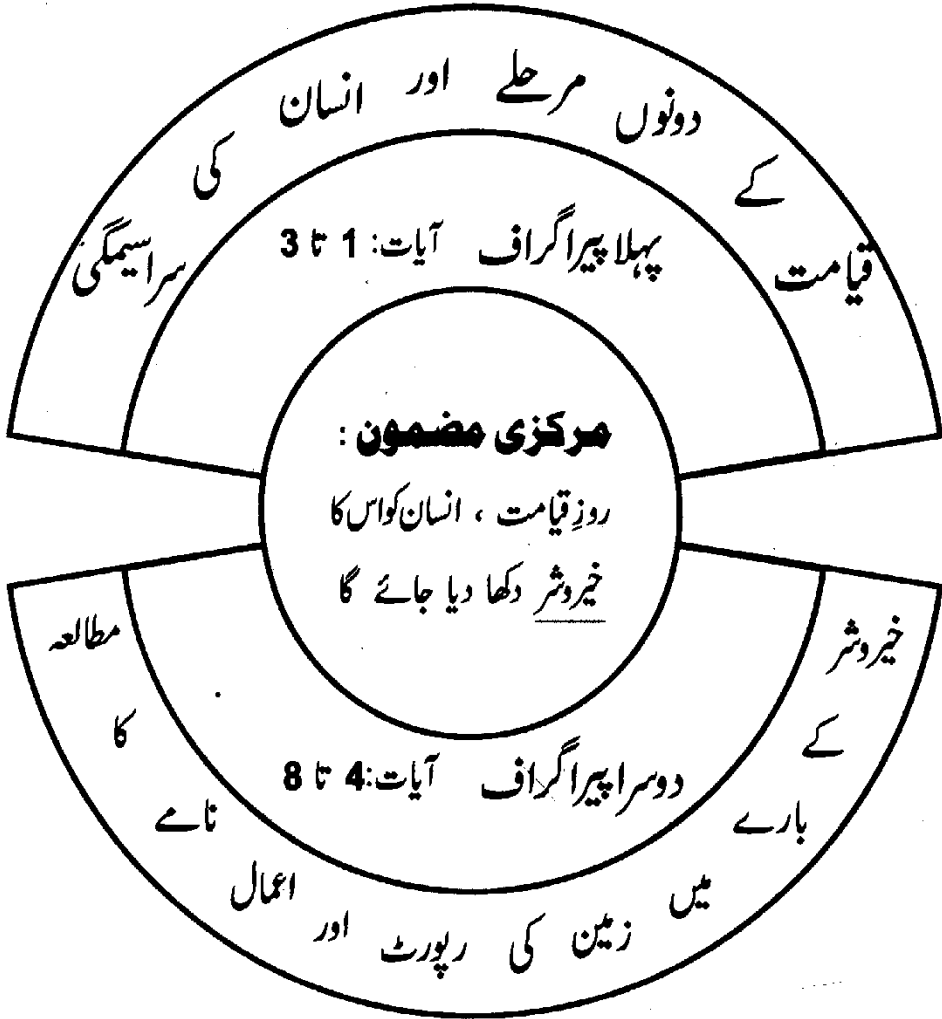
MACRO-STRUCTURE

ترتیبی نقشہ رابط

تظم جلی

99- سُورَةُ الزَّلْزَالِ

آیات : 8 مَكِّيَّةٌ پہلا گراف : 2



زمانہ نزول:

سورت ﴿الزَّلْزَالِ﴾ ، غالباً قیام مکہ کے پہلے دور (3 تا 0 نبوی) میں نازل ہوئی، جب اسلام کی دعوت خفیہ طور پر دی جا رہی تھی، اور جب آپ ﷺ پر اعلیٰ ادبی اسلوب میں مختصر، محکم اور جامع سورتیں نازل کی جا رہی تھیں۔

سورةُ الزَّلْزَالِ کا کتابی ربط

- 1- کچھلی سورۃ ﴿البینۃ﴾ میں آخری رسول محمد ﷺ کا اقرار اور انکار کرنے والوں کو ﴿خَبِرُ الْبَرِیَّةِ﴾ اور ﴿شَرُّ الْبَرِیَّةِ﴾ کہا گیا تھا اور انہیں دوزخ کے عذاب کی وعید سنائی گئی تھی۔ یہاں سورۃ ﴿الزلزال﴾ میں دوزخ کے عذاب سے پہلے کے مرحلہ حساب و کتاب کا ذکر ہے، جب اقرار اور انکار کرنے والے سب انسان اپنی ہر نیکی اور ہر برائی کو اپنے نامہ اعمال میں دیکھ لیں گے۔
- 2- کچھلی سورت ﴿البینۃ﴾ میں اہل کتاب اور مشرکین پر دنیا کے اندر اتمام حجت، کردی گئی تھی۔ یہاں سورۃ ﴿الزلزال﴾ میں بتایا گیا ہے کہ جزا و سزا سے پہلے انسانوں کو ان کے اعمال نامے دکھا کر روز قیامت بھی اتمام حجت، کردی جائے گی۔

www.KitaboSunnat.com

اہم کلیدی الفاظ اور مضامین:

- 1- ﴿أَشْنَأْنَا﴾: اشتات کے لفظ سے یہ حقیقت واضح کی گئی ہے کہ انسان روز قیامت خیر و شر پر مبنی مختلف اور متفرق عقیدے اور اعمال کے ساتھ اللہ کے حضور پیش کیے جائیں گے۔ (آیت: 6)
- 2- اس سورت میں قیامت کے مناظر کی تصویر کشی کر کے بتایا گیا ہے کہ اُس دن اعمال ناموں میں انسانوں کو اُن کے اچھے اور برے اعمال دکھائے جائیں گے۔ چنانچہ ﴿لِیُرَوُاْ أَعْمَالَهُمْ﴾ (آیت: 6) اور ﴿یَسِرَ﴾ (آیات: 7، 8) کے الفاظ استعمال کیے گئے ہیں۔

سورةُ الزَّلْزَالِ کا نظم جلی

سورةُ الزَّلْزَالِ دو (2) پیرا گرافوں پر مشتمل ہے۔

1- آیات 1 تا 3: پہلے پیرا گراف میں، روز قیامت کے دونوں مرحلوں کی تصویر کشی ہے۔

- ﴿إِذَا زُلْزِلَتِ الْأَرْضُ زِلْزَالَهَا﴾ (1) جب زمین، اپنی پوری شدت کے ساتھ، ہلا ڈالی جائے گی۔
- ﴿وَأَخْرَجَتِ الْأَرْضُ أَثْقَالَهَا﴾ (2) اور زمین اپنے اندر کے سارے بوجھ، نکال کر باہر ڈال دے گی۔
- ﴿وَكَالَ الْإِنْسَانُ مَا لَهَا﴾ (3) اور انسان کہے گا (پکاراٹھے گا) کہ یہ اس کو کیا ہو رہا ہے؟

پہلے مرحلے میں زلزلہ پورے کرۂ ارض کو اپنی گرفت میں لے لے گا اور دوسرے مرحلے میں زمین پھٹ جائے گی اور اس میں سے تمام مرے ہوئے لوگ برآمد کیے جائیں گے۔ زمین گزرے ہوئے حالات سنائے گی۔ اس موقع پر انسان کی حیرت، تعجب، خوف اور سراپیسگی کی تصویر کشی کی گئی ہے۔

2- آیات 4 تا 8: دوسرے پیرا گراف میں، حساب کتاب سے پہلے انسانوں کو اپنے اپنے اعمال ناموں کے دکھائے جانے کا تذکرہ ہے۔

﴿يَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ أَخْبَارَهَا﴾ (4) اُس روز، وہ اپنے (اور پر گزرے ہوئے) حالات بیان کرے گی۔

﴿بِأَنَّ رَبَّكَ أَوْحَىٰ لَهَا﴾ (5) کیونکہ تیرے رب نے اسے (ایسا کرنے کا) حکم دیا ہوگا۔

﴿يَوْمَئِذٍ يَصُدُّرُ النَّاسُ أَشْتَاتًا،﴾ اُس روز لوگ متفرق حالت میں پلٹیں گے

﴿لِيُرَوْا أَعْمَالَهُمْ﴾ (6) تاکہ ان کے اعمال ان کو دکھائے جائیں۔

﴿فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ﴾ (7) پھر جس نے ذرہ برابر نیکی کی ہوگی، وہ اس کو دیکھ لے گا۔

﴿وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ﴾ (8) اور جس نے ذرہ برابر برائی کی ہوگی، وہ اس کو دیکھ لے گا۔

اللہ کی طرف سے زمین کو زبان عطا کی جائے گی اور وہ گزرے ہوئے سچے واقعات بیان کرے گی۔

لوگ متفرق حالات میں اپنے اپنے اچھے اور برے اعمال کے ساتھ حاضر ہوں گے اور اپنے اپنے نامہ اعمال میں اپنی نیکیاں اور برائیاں خود اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں گے، تاکہ اتمام حجت ہو جائے۔

مرکزی مضمون

روز قیامت، (جنت اور دوزخ کے فیصلے سے پہلے) اتمام حجت کے لیے، انسان کو اس کی تمام نیکیاں اور برائیاں دکھائی جائیں گی۔



FLOW CHART

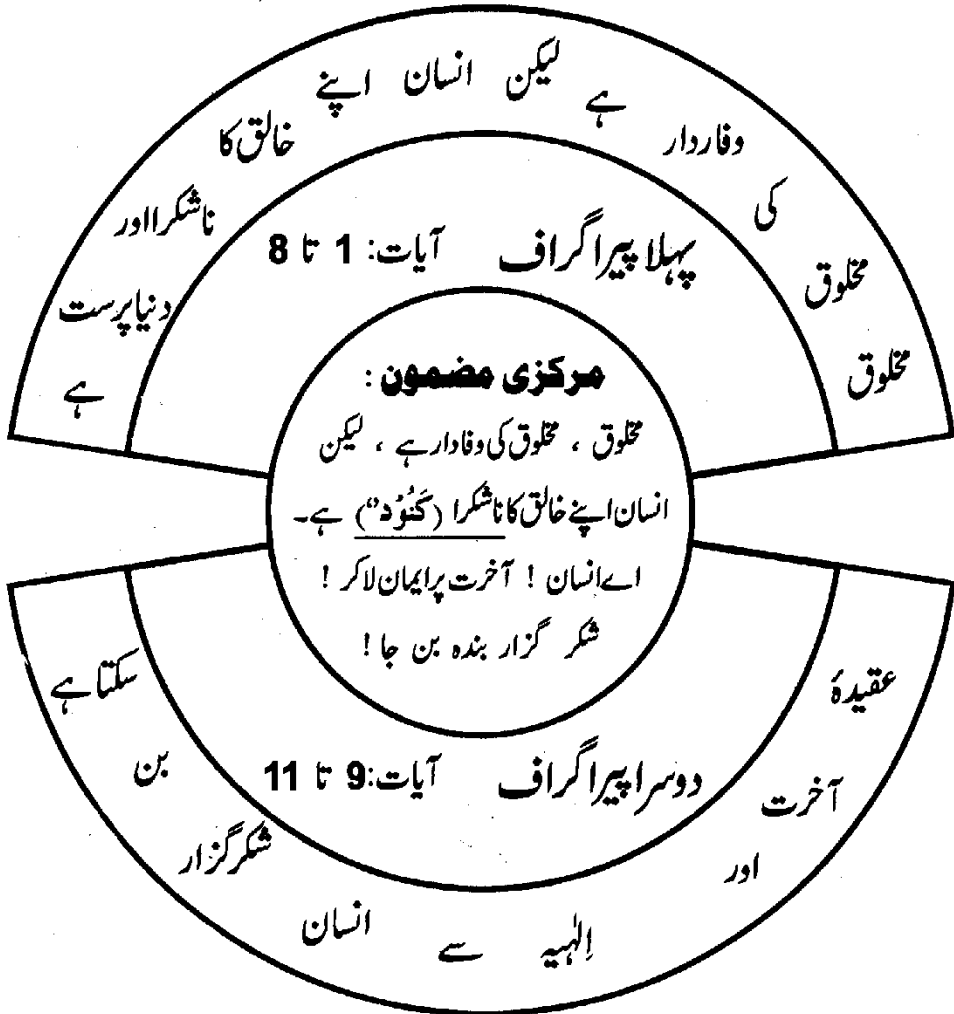
MACRO-STRUCTURE

ترتیبی نقشہ ربط

نظم جلی

100- سُورَةُ الْعَدِیْتِ

آیات : 11 مکیہ پیرا گراف : 2



زمانہ نزول

سورت ﴿العادیات﴾، قیام مکہ کے پہلے دور (3 تا 0 نبوی) میں نازل ہوئی، جب اسلام کی دعوت خفیہ طور پر دی جا رہی تھی، اور جب آپ ﷺ پر اعلیٰ ادبی اسلوب میں مختصر، محکم اور جامع سورتیں نازل کی جا رہی تھیں۔

سورة العَادِيَات کا کتابی ربط

- 1- پہلی سورت ﴿الزَّلْزَال﴾ میں روز قیامت اچھے اور بُرے اعمال کے دکھائے جانے کا تذکرہ تھا۔ یہاں اس سورت ﴿العَادِيَات﴾ میں بتایا گیا ہے کہ انسان ﴿كَنُود﴾ یعنی ناشکرا نہ ہو تو اُس سے اچھے اعمال کا صدور بھی ممکن ہے اور بخل، مال کی حرص اور دنیا پرستی سے اجتناب بھی ممکن ہے۔
- 2- اگلی سورت ﴿الْقَارِعَة﴾ میں اچھے اعمال کی کثرت کی ترغیب دی گئی ہے، تاکہ ترازو میں برائیوں کے مقابلے میں نیکیاں زیادہ سے زیادہ پائی جائیں۔

اہم کلیدی الفاظ اور مضامین

- 1- ﴿عَادِيَات﴾: تیز دوڑنے والیاں
- 2- ﴿صَبْعٌ﴾: سانس کی آواز۔
- 3- ﴿مُورِيَات﴾: آگ نکالنے والیاں۔ چنگاریاں اڑانے والیاں
- 4- ﴿قَدْحَةٌ﴾: چقماق سے آگ نکالنا۔
- 5- ﴿مُغِيرَات﴾: حملہ کرنے والیاں
- 6- ﴿نَفْعٌ﴾: چمکتا ہوا غبار ﴿فَأَثَرُنْ بِهْ نَفْعًا﴾ یہاں ﴿بِهْ﴾ سے مراد ﴿بَعْدُو﴾ ہے۔ یعنی تیز رفتاری کی وجہ سے گرد و غبار اڑاتی ہیں۔
- 7- ﴿كَنُودٌ﴾: ناشکرا۔ 8- ﴿خَيْرٌ﴾: نال و دولت

سورة العَادِيَات کا نظم جلی

سورة العَادِيَات دو (2) پیرا گرافوں پر مشتمل ہے۔

﴿وَالْعَدِيَّتْ صَبْعًا﴾ (1)	قسم ہے! ان (گھوڑوں) کی، جو پھنکارے مارتے ہیں۔
﴿فَالْمُورِيَّتْ قَدْحًا﴾ (2)	پھر (اپنی ٹاپوں سے) چنگاریاں جھاڑتے ہیں۔
﴿فَالْمُغِيرَاتِ صُبْحًا﴾ (3)	پھر صبح سویرے چھاپہ مارتے ہیں۔
﴿فَأَثَرُنْ بِهْ نَفْعًا﴾ (4)	پھر اس موقع پر، گرد و غبار اڑاتے ہیں۔
﴿فَوَسْطُنْ بِهْ جَمْعًا﴾ (5)	پھر اسی حالت میں، کسی مجمع کے اندر جا گھستے ہیں۔

- ﴿إِنَّ الْإِنْسَانَ لِرَبِّهِ لَكَنُودٌ﴾ (6) حقیقت یہ ہے کہ انسان اپنے رب کا بڑا ناشکرا (کَنُود) ہے۔
 ﴿وَإِنَّهُ عَلَىٰ ذَٰلِكَ لَشَهِيدٌ﴾ (7) اور یقیناً وہ خود اس پر گواہ ہے۔
 ﴿وَإِنَّهُ لِحُبِّ الْخَيْرِ لَشَدِيدٌ﴾ (8) وہ مال و دولت کی محبت میں بری طرح مبتلا ہے۔

1- آیات 8 تا 11: پہلے پیرا گراف میں تیز رفتار گھوڑوں کی شہادت پیش کی گئی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے انسان کے ناشکرے پن پر گواہ ہیں۔

کیونکہ انسان مال کی شدید محبت میں مبتلا ہے ﴿وَإِنَّهُ لِحُبِّ الْخَيْرِ لَشَدِيدٌ﴾۔ گھوڑا بھی اللہ کی ایک مخلوق ہے اور انسان بھی ایک مخلوق۔ گھوڑا انسان کا شکر گزار اور وفادار ہوتا ہے۔ اپنے مالک کی مرضی اور خوشنودی کے حصول کے لیے چنگاریاں جھاڑتے ہوئے، جان کی بازی لگا کر دشمن کی صف میں گھس جاتا ہے، دوسری طرف انسان مال کی شدید محبت کی وجہ سے، اپنے مالک حقیقی اور خالق رب کا ناشکرا بن جاتا ہے ﴿إِنَّ الْإِنْسَانَ لِرَبِّهِ لَكَنُودٌ﴾۔

2- آیات 9 تا 11: دوسرے پیرا گراف میں، قیامت کے دن کا نقشہ کھینچ کر مردہ انسانی ضمیر کی بیداری کا سامان فراہم کیا گیا ہے۔

﴿أَفَلَا يَعْلَمُ إِذَا بُعْثِرَ مَا فِي الْقُبُورِ﴾ (9) تو کیا وہ اس وقت کو نہیں جانتا؟ جب قبروں میں جو کچھ (مدفون) ہے، اسے نکال لیا جائے گا۔

﴿وَحُصِّلَ مَا فِي الصُّدُورِ﴾ (10) اور سینوں میں جو کچھ (مخفی) ہے، اسے برآمد کر کے اس کی جانچ پڑتال کی جائے گی؟

﴿إِنَّ رَبَّهُمْ بِهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّخَبِيرٌ﴾ (11) یقیناً ان کا رب، اُس روز ان سے خوب باخبر ہوگا۔

بتایا گیا ہے کہ اگر انسان عقیدہ آخرت پر پختہ یقین رکھے اور مرنے کے بعد قبروں سے دوبارہ اٹھائے جانے پر ایمان رکھے، اللہ کی صفات پر ایمان لے آئے کہ وہ علیم و خبیر ہستی ہے ﴿إِنَّ رَبَّهُمْ بِهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّخَبِيرٌ﴾، جو نہ صرف انسان کے تمام افعال و اعمال کا علم رکھتی ہے، بلکہ انسان کے ارادوں اور اس کی نیتوں سے بھی پوری طرح واقف ہے۔ علاوہ ازیں یہ عقیدہ بھی رکھے کہ اللہ تعالیٰ علم کے ساتھ، قدرت بھی رکھتا ہے کہ سینوں کے اندر چھپے رازوں اور بھیدوں کو نکال باہر کر کے اس کا حساب لے گا ﴿وَحُصِّلَ مَا فِي الصُّدُورِ﴾، تبھی یہ عین ممکن ہے کہ وہ اس دنیا کے اندر، ایک شکر گزار بندے کی حیثیت سے زندگی گزارے۔

مرکزی مضمون

مخلوق، مخلوق کی وفادار ہے، لیکن انسان اپنے خالق کا ناشکرا ﴿کَنُود﴾ ہے۔ انسانوں کو مال کی محبت ﴿حُبُّ

الْغَيْرِ﴾ سے بچتے ہوئے آخرت پر ایمان لا کر، شکر گزار بندہ بن جانا چاہیے۔ عقیدہ توحید کہ اللہ تعالیٰ ﴿غَبِیْر﴾

ہے اور نیتوں کو بھی جان لیتا ہے اور عقیدہ آخرت کہ مرنے کے بعد قبروں سے اُٹھایا جائے گا، ان دونوں چیزوں پر

کامل ایمان اور ایقان کے نتیجے ہی میں انسان ناشکری سے بچ کر شاکرانہ زندگی گزار سکتا ہے۔



FLOW CHART

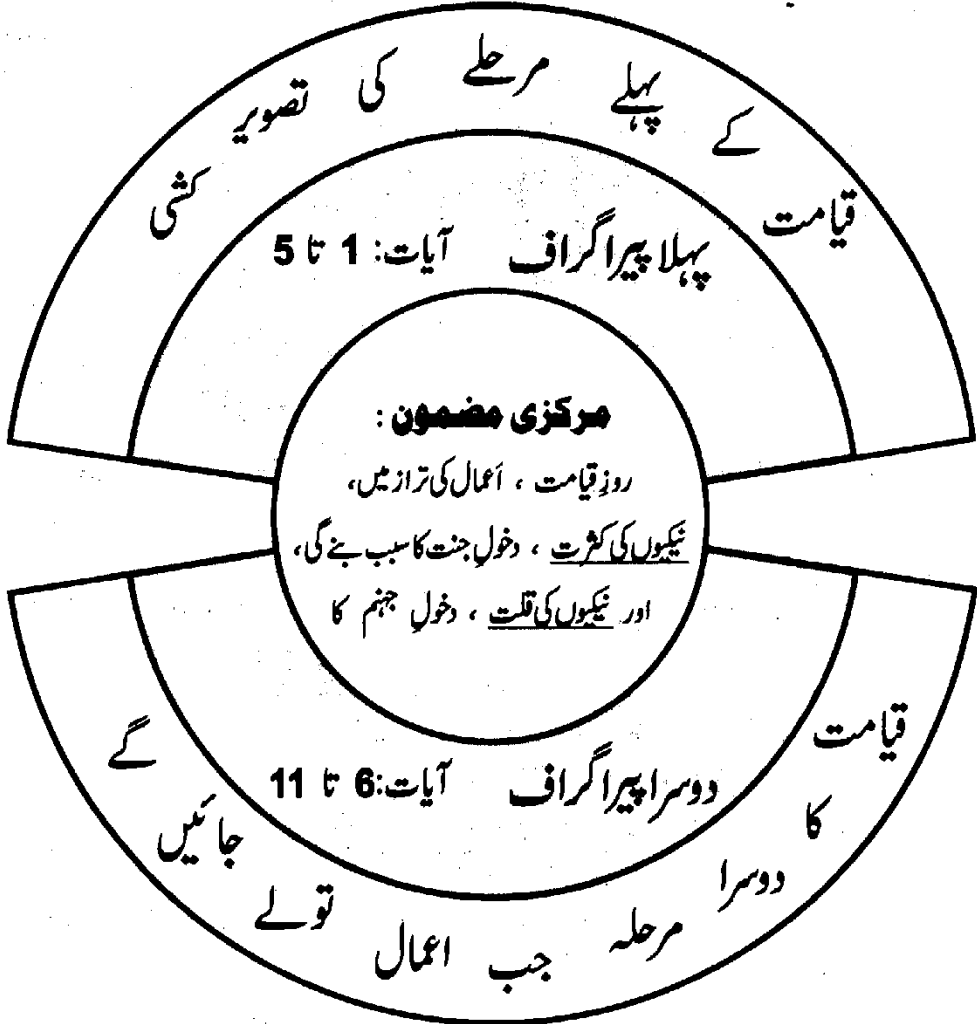
MACRO-STRUCTURE

تظم جلی

ترتیبی نقشہ رابط

101- سُورَةُ الْقَارِعَةِ

آیات: 11..... مکیہ..... پیراگراف: 2



زمانہ نزول:

سورت ﴿الْقَارِعَةِ﴾، قیام مکہ کے پہلے دور (3 تا 0 نبوی) میں نازل ہوئی، جب اسلام کی دعوت خفیہ طور پر دی جا رہی تھی، اور جب آپ ﷺ پر اعلیٰ ادبی اسلوب میں مختصر، محکم اور جامع سورتیں نازل کی جا رہی تھیں۔

﴿سورة القارعة﴾ کا کتابی ربط

1- سورت ﴿الزلزال﴾ میں اعمال کے دکھائے جانے کا ذکر تھا۔ پچھلی سورۃ ﴿العادیات﴾ میں ناشکری ﴿گنود﴾ سے بچنے کی ہدایت تھی، کیونکہ شکر سے اچھے اعمال کا صدور اور بخل اور دنیا پرستی سے بُرے اعمال کا صدور ہوتا ہے، یہاں سورۃ ﴿القارعة﴾ میں اچھے اعمال کی کثرت کی ترغیب ہے، تاکہ ترازو میں یہ بُرے اعمال کے مقابلے میں وزنی ہوں۔

2- اگلی سورت ﴿التکائر﴾ میں مادہ پرستی کی دوڑ سے الگ تھلک رہ کر آخرت کی تیاری کا حکم دیا گیا ہے۔
3- سورت ﴿العادیات﴾ میں انسان کی مادہ پرستی کا نقشہ ﴿وَإِنَّهُ لِحُبِّ الْخَيْرِ لَشَدِيدٌ﴾ کے الفاظ سے کھینچا گیا تھا، اگلی سورت ﴿التکائر﴾ میں اسے ﴿أَلْهَكُمُ التَّكَاوُرُ﴾ کے الفاظ سے بیان کیا گیا ہے۔

اہم کلیدی الفاظ اور مضامین

1- روز قیامت انسان پر وانوں کی طرح اور پہاڑ دھکی ہوئی روئی کی طرح ہوں گے۔
﴿يَوْمَ يَكُونُ النَّاسُ كَالْفَرَاشِ الْمَبْثُوثِ ۝ وَتَكُونُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ الْمَنْفُوشِ﴾
یہ قیامت کا پہلا مرحلہ ہے، جب ہر چیز تباہ و برباد کر دی جائے گی۔

2- ﴿هَآوِيَةً﴾: گہری کھائی۔

3- ﴿مَآوِيَةً﴾: دراصل ﴿مَآوِي﴾ ہے۔

﴿سورة القارعة﴾ کا نظم جلی

سورۃ القارعة دو (2) پیرا گرافوں پر مشتمل ہے۔

1- آیات 5 تا 1: پہلے پیرا گراف میں، قیامت کے پہلے مرحلے کی تصویر کشی ہے، جب دنیا تباہ و برباد کر دی جائے گی۔

﴿القَارِعَةُ﴾ (1) عظیم حادثہ! (کھٹکھٹانے والی)

﴿مَا الْقَارِعَةُ﴾ (2) کیا ہے وہ عظیم حادثہ؟ (کیا ہے کھٹکھٹانے والی؟)

﴿وَمَا أَدْرَاكَ مَا الْقَارِعَةُ﴾ (3) تم کیا جانو کہ وہ عظیم حادثہ کیا ہے؟

﴿يَوْمَ يَكُونُ النَّاسُ كَالْفَرَاشِ الْمَبْثُوثِ﴾ (4) وہ دن، جب لوگ بکھرے ہوئے پروانوں کی طرح ہوں گے

﴿وَتَكُونُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ الْمَنْفُوشِ﴾ (5) اور پہاڑ، رنگ برنگ کے دھکے ہوئے اون کی طرح ہوں گے۔

ثابت اور محکم پہاڑ، دھکے ہوئے اون کی طرح ہلکے اور خفیف ہو کر رواں دواں ہوں گے۔ انسان پر وانوں کی

طرح منتشر ہوں گے۔

2- آیات 6 تا 11: دوسرے پیرا گراف میں، قیامت کے دوسرے مرحلے کی تصویر کشی ہے، جب اعمال تو لے جائیں گے۔

﴿فَأَمَّا مَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِينُهُ﴾ (6) پھر جس کے پلڑے ، بھاری ہوں گے

﴿فَهُوَ فِي عِيشَةٍ رَاضِيَةٍ﴾ (7) وہ دل پسند عیش میں ہوگا۔“

﴿وَأَمَّا مَنْ خَفَّتْ مَوَازِينُهُ﴾ (8) اور جس کے پلڑے ہلکے ہوں گے۔

﴿فَأُمُّهُ هَاوِيَةٌ﴾ (9) اس کی جائے قرار ، گہری کھائی ہوگی۔

﴿وَمَا أَذْرَكَ مَا هِيَ﴾ (10) اور تمہیں کیا خبر کہ وہ کیا چیز ہے؟

﴿نَارٌ حَامِيَةٌ﴾ (11) بھڑکتی ہوئی آگ۔ (دہکتی ہوئی آگ)

اعمال کی ترازو میں، (برائیوں کے مقابلے میں) جن لوگوں کی نیکیاں زیادہ ہوں گی، وہ دل پسند عیش میں ہوں گے ﴿فَهُوَ فِي عِيشَةٍ رَاضِيَةٍ﴾ اور جن لوگوں کی نیکیاں کم ہوں گی (اور گناہ زیادہ ہوں گے) وہ دوزخ کے گڑھے میں گر جائیں گے، جس میں بھڑکتی ہوئی آگ ہوگی ﴿فَأُمُّهُ هَاوِيَةٌ﴾۔

ان آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر گناہ پر سزا نہیں دی جائے گی، بلکہ بحیثیت مجموعی یہ دیکھا جائے گا کہ اعمال نامے میں نیکیاں زیادہ ہیں، یا برائیاں۔ جنت میں داخلے اور دوزخ کی آگ سے نجات (Salvation) کے لیے شرک سے پاک عقیدہ توحید اور نیک اعمال کی کثرت دو (2) بنیادی شرائط ہیں۔ اس کے بعد اللہ کی رحمت ہے، جس کے بغیر نجات کا تصور محال ہے۔

مرکزی مضمون

روز قیامت، اعمال کی ترازو میں نیکیوں کی کثرت، دخول جنت کا سبب بنے گی اور نیکیوں کی قلت، دخول جہنم کا سبب۔ لہذا زیادہ سے زیادہ نیکیاں کر کے اپنی ترازو کو وزنی کر لینا چاہیے۔



FLOW CHART

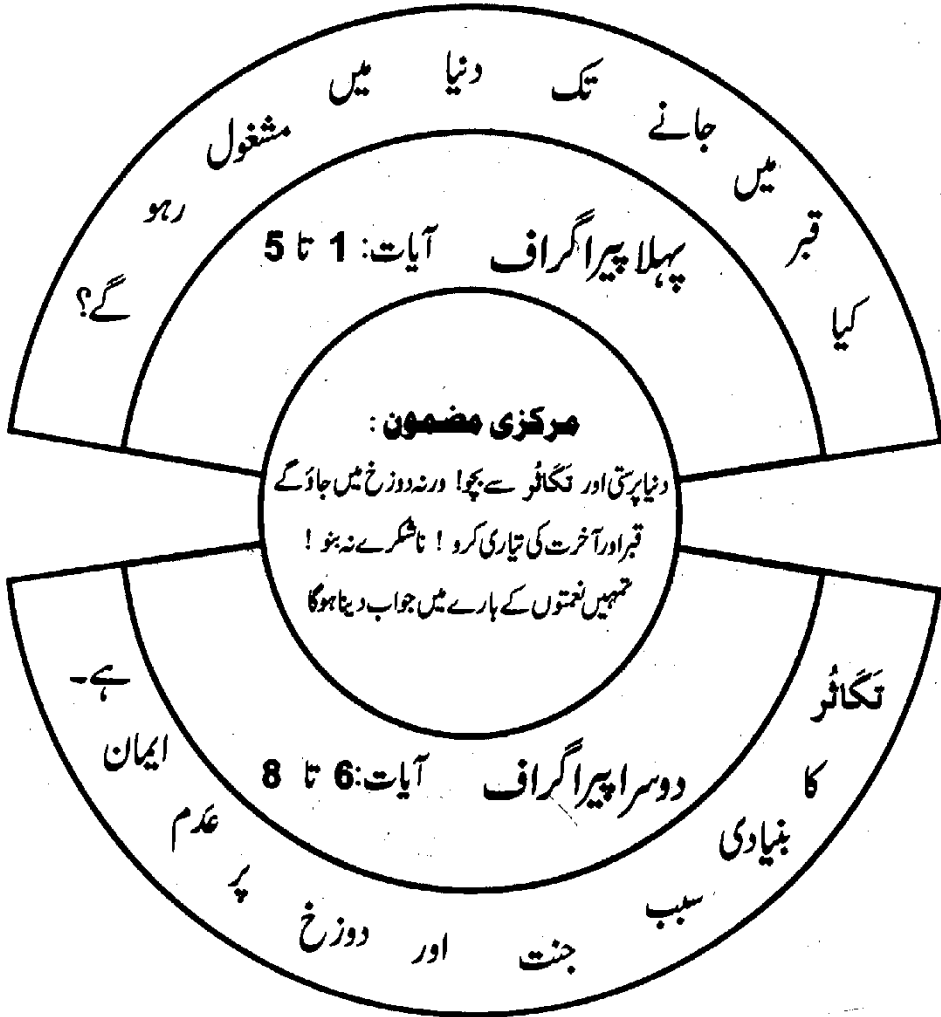
MACRO-STRUCTURE

ترتیبی نقشہ رابط

نظم جلی

102- سُورَةُ التَّكْوِيْنِ

آیات : 8 مکیہ پہرا گراف : 2



زمانہ نزول:

سورت ﴿التَّكْوِيْنِ﴾، غالباً قیام مکہ کے دوسرے دور (4 تا 5 نبوی) میں اعلان عام کے بعد نازل ہوئی، جب قریش کی مادہ پرست قیادت کی دنیا داری پر سخت گرفت کی گئی۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

- یہاں تک کہ (اسی فکر میں) تم لپ گور تک پہنچ جاتے ہو۔ ﴿حَتَّىٰ زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ﴾ (2)
 ہرگز نہیں! عنقریب تم کو معلوم ہو جائے گا۔ ﴿كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُونَ﴾ (3)
 پھر (سن لو کہ) ہرگز نہیں! عنقریب تم کو معلوم ہو جائے گا۔ ﴿نُمَّ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُونَ﴾ (4)
 ہرگز نہیں! اگر تم یقینی علم کی حیثیت سے (اس روش کے انجام کو) ﴿كَلَّا لَوْ تَعْلَمُونَ عِلْمَ الْيَوْمِیْنَ﴾ (5)
 جانتے ہوتے (تو تمہارا یہ طرز عمل نہ ہوتا)۔

تیسری آیت بھی کلاماً (ہرگز نہیں) سے شروع ہوتی ہے۔ رب سے غفلت اور دنیا پرستی کی وجہ صرف یہ ہے کہ انسان آخرت کا پختہ عقیدہ نہیں رکھتا۔ جزا و سزا اور جنت و دوزخ پر محکم ایمان نہیں رکھتا۔ انسان کی غلط فہمی ہے کہ اس طرز عمل پر اُسے دوزخ کا عذاب نہیں دیا جائے گا، لیکن کچھ مدت بعد ﴿سَوْفَ﴾ یہ جان لے گا۔

2- آیات 8 تا 6: دوسرے پیرا گراف میں، غفلت کے اسباب پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

- ﴿لَتَرَوُنَّ الْجَحِیْمَ﴾ (6) تم دوزخ دیکھ کر رہو گے۔ (کہ دوزخ سے ضرور دوچار ہو گے)
 ﴿نُمَّ لَتَرَوُنَّهَا عَيْنَ الْبَیْقِیْنِ﴾ (7) پھر (سن لو کہ) تم بالکل یقین کے ساتھ اسے دیکھ لو گے۔
 ﴿نُمَّ لَتَسْفِلَنَّ یَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِیْمِ﴾ (8) پھر ضرور اس روز، تم سے ان نعمتوں کے بارے میں جواب طلبی کی جائے گی۔

اگر انسان پختہ یقین کے ساتھ جانتا ہوتا کہ وہ دوزخ کو دیکھے گا اور اسے دوزخ سے دوچار ہونا ہے تو وہ موت اور قبر کے مراحل سے غافل نہ ہوتا۔ اس طرح غفلت ﴿الہاء﴾ کی زندگی نہ گذارتا۔ اُسے معلوم ہونا چاہیے کہ روز قیامت اُس سے نعمتوں کے بارے میں باز پرس ہوگی ﴿لَتَسْفِلَنَّ یَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِیْمِ﴾۔

مرکزی مضمون

انسان کو دنیا پرستی اور ﴿تَکَاثُرُ﴾ کی دوڑ سے بچنا چاہیے، ورنہ وہ دوزخ میں جاسکتا ہے۔ اُسے قبر کی تیاری کرنی چاہیے اور ناشکری سے بچنا چاہیے۔ روز قیامت اُسے اپنے رب کی تمام نعمتوں کے بارے میں حساب دینا ہوگا۔



FLOW CHART

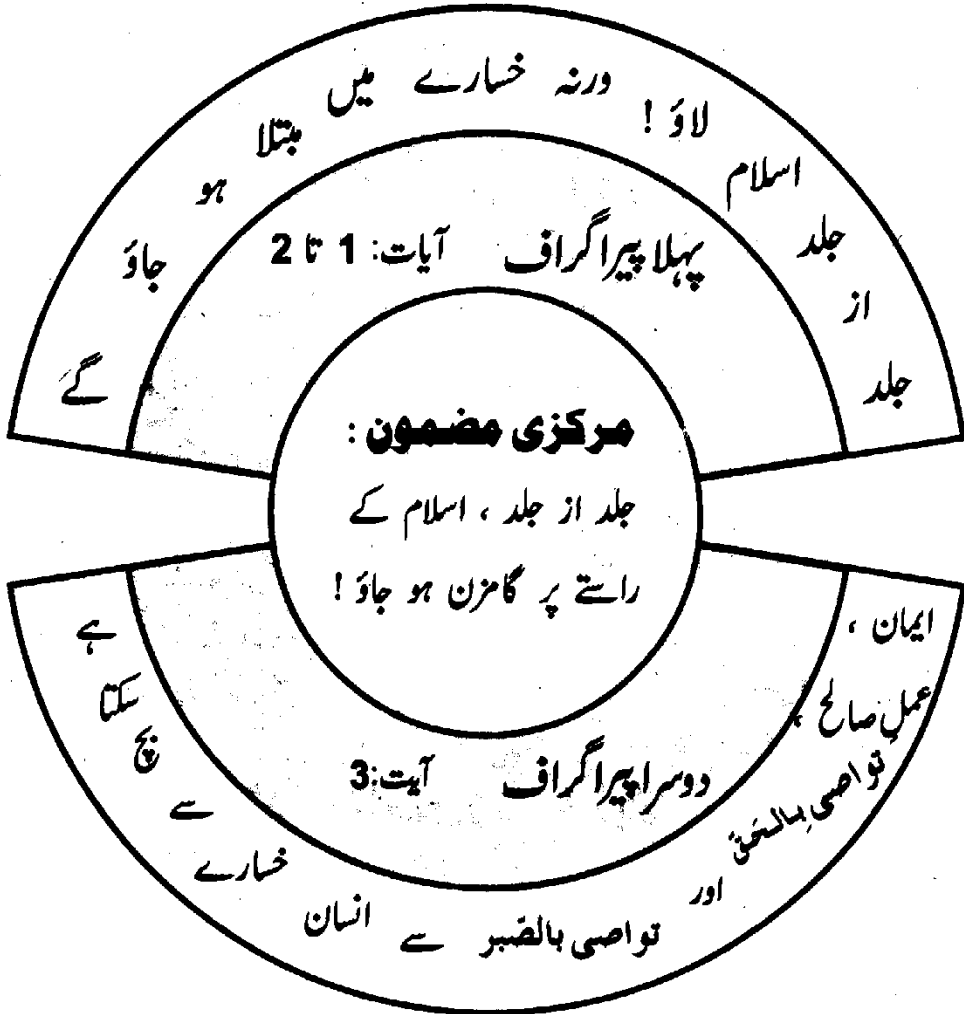
MACRO-STRUCTURE

ترتیبی نقشہ ربط

نظم جلی

103- سُورَةُ الْعَصْرِ

آیات : 3 مَكِّيَّةٌ پہلا گراف : 2



زمانہ نزول:

سورت ۱۰۳ العصر، قیام مکہ کے پہلے دور (3۰ تا ۳۱ نبوی) میں نازل ہوئی، جب اسلام کی دعوت خفیہ طور پر دی جا رہی تھی اور جب آپ ﷺ پر اعلیٰ ادبی اسلوب میں مختصر، محکم اور جامع سورتیں نازل کی جا رہی تھیں۔

سورة العصر کے فضائل

امام شافعیؒ نے اس سورت کی جامعیت کے بارے میں فرمایا: ﴿لَوْ لَمْ يُنْزَلْ غَيْرَ هَذِهِ السُّورَةِ لَكَفَّتِ النَّاسُ﴾۔ (تفسیر روح المعانی: ج 30، ص 227)
 ”اگر اللہ تعالیٰ اس سورت کے علاوہ کچھ نازل نہ کرتا، تب بھی لوگوں کی ہدایت کے لیے یہی سورت کافی تھی۔“

سورة العصر کا کتابی ربط

پچھلی سورت ﴿التَّكْوِيْنُ﴾ میں اچھے اعمال (نعمتوں پر شکر، آخرت پر پختہ یقین، قناعت اور احساسِ جوابدہی) اور بُرے اعمال (نکاح، غفلت، شک اور جواب دہی کے عدم احساس) کی وضاحت تھی۔
 یہاں سورت ﴿العصر﴾ میں یہ بتایا جا رہا ہے کہ اچھے اعمال سے پہلے ایمان لانا ضروری ہے اور ایمان لانے میں دیر نہیں لگانی چاہیے، کیونکہ وقت بڑی تیزی کے ساتھ ہاتھ سے نکلا جا رہا ہے۔

اہم کلیدی الفاظ اور مضامین

- 1- ﴿عصر﴾: زمانہ۔ گزرتا ہوا زمانہ۔
- 2- قسم اور جواب قسم: ﴿عصر﴾ قسم یہ ہے اور ﴿إِنَّ الْإِنْسَانَ لَفِي خُسْرٍ﴾ قسم علیہ ہے۔ مُقْسَمٌ بِہِ اور مُقْسَمٌ عَلَيْهِ میں گہرا ربط اور تعلق ہوتا ہے۔ قسم کا مطلب شہادت اور گواہی ہے۔ قسم کا مقصد دلیل فراہم کرنا ہوتا ہے۔ گزرتے ہوئے وقت کا ہر لمحہ یہ گواہی اور شہادت دے رہا ہے کہ اگر انسان ایمان اور عملِ صالح کے بغیر مر جائے تو خسارے اور نقصان میں رہے گا۔ انسان یہ نہیں جانتا کہ اس کی موت کب آئے گی۔ لہذا اسے ہر لمحہ کی قدر کرتے ہوئے اپنے خالق اور اپنے رب کی بندگی کے راستے پر جلد از جلد گامزن ہو جانا چاہیے۔
- 3- ﴿تَوَاصَوْا﴾: باب ﴿تفاعل﴾ سے فعل ماضی جمع ہے۔ ﴿تَوَاصَوْا بِتَوَاصِيٍّ، مُتَوَاصٍ، تَوَاصٍ، تَوَاصٍ﴾ یعنی جن لوگوں نے ایک دوسرے کو نصیحت کی۔
- 4- ﴿الْحَقُّ﴾: حقیقت، اللہ کا نام، باطل کی ضد، سچی بات، توحید، استحقاق
- 5- ﴿صَبِرٌ﴾: پختہ عزم و ارادہ، استقامت، ثابت قدمی، مداومت، استمرار، اپنے آپ کو تھامنا، عجلت پسندی سے بچنا، مناسب وقت کا انتظار کرنا، جزع فزع اور ماتم نہ کرنا، بے چین اور بے قرار نہ ہونا، ڈٹ جانا، جہاد کرنا وغیرہ

سورة العصر کا نظم جلی

سورة العصر دو (2) پیرا گرافوں پر مشتمل ہے۔

1- آیات 2 تا 1: پہلے پیرا گراف میں بتایا گیا ہے کہ وقت گریزاں اور عمر گریزاں پر غور کر کے انسان کو جلد از جلد اسلام قبول کر لینا چاہیے، ورنہ وہ آخرت کے خسارے سے دوچار ہو سکتا ہے۔

﴿وَالْعَصْرِ﴾ (1) ”زمانے کی قسم!“ (زمانہ شاہد ہے)

﴿إِنَّ الْإِنْسَانَ لِفِي خُسْرٍ﴾ (2) انسان درحقیقت خسارے میں ہے۔

2- آیت 3: دوسرے پیرا گراف میں بتایا گیا کہ چار (4) چیزیں انسان کو خسارے سے بچا سکتی ہیں۔

﴿إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ﴾ سوائے ان لوگوں کے، جو ایمان لائے اور نیک اعمال کرتے رہے

﴿وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ﴾ اور ایک دوسرے کو حق کی نصیحت کرتے رہے

﴿وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ﴾ (3) اور (ایک دوسرے کو) صبر کی تلقین کرتے رہے۔

(1) ایمان، (2) عمل صالح، (3) ﴿تَوَاصَوْا بِالْحَقِّ﴾ اور (4) ﴿تَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ﴾۔

صرف ﴿ایمان﴾ انسان کی نجات کی کلید نہیں ہے۔ ایمان لانے کے بعد ﴿اعمال صالحہ﴾ لازمی اور ضروری ہیں۔

اسلام کے نزدیک انسان کا خود ﴿حق﴾ پر ہونا، ﴿صالح﴾ یعنی نیک ہونا کفایت نہیں کرتا، بلکہ اسے دوسروں

کو بھی ﴿حق﴾ کی نصیحت کرتے رہنا چاہیے۔

﴿تَوَاصَوْا بِالْحَقِّ﴾ میں توحید اور اسلام کی دعوت و تبلیغ، تذکیر، وعظ و نصیحت، ﴿أَمْرٌ بِالْمَعْرُوفِ﴾ یعنی

نیکیوں کا حکم دینا، ﴿نَهْيٌ عَنِ الْمُنْكَرِ﴾ یعنی برائیوں سے روکنا وغیرہ جیسے تمام اعمال شامل ہیں۔

﴿تَوَاصَوْا بِالْحَقِّ﴾ کے نتیجے میں مخالفین کی طرف سے ایک صاحب ایمان شخص کو مصیبتوں اور آزمائشوں میں مبتلا ہونا

پڑتا ہے۔ توحید کی دعوت پر انبیاء، صدیقین اور صالحین کو پھولوں کے ہار نہیں پہنائے جاتے، بلکہ انہیں اذیتوں سے

دوچار کیا جاتا رہا۔ یہی تاریخ کا دائمی سبق ہے۔

مخالفوں کے اس ماحول میں نیک آدمی جھک سکتا ہے، دب سکتا ہے، یا پھر خاموشی اختیار کر سکتا ہے۔ ایسے ماحول میں

اسے ﴿تَوَاصَوْا بِالْحَقِّ﴾ کا حکم دیا گیا۔ تمام نیک لوگوں کو چاہیے کہ ان مشکل حالات میں ایک دوسرے کی ہمت

بندھائیں۔ ایک دوسرے کو ڈٹے رہنے کی تلقین کرتے رہیں۔ یہی فلاح کا راستہ ہے، جو خسارے سے بچا سکتا ہے۔

مرکزی مضمون

آخرت کے خسارے سے بچنے کے لیے انسان کو جلد از جلد اسلام کے راستے پر گامزن ہو جانا چاہیے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے دیے گئے چار نکاتی فارمولے پر عمل درآمد کرنا چاہیے۔ ایمان، عمل صالح، ﴿تَوَاصَىٰ بِالْحَقِّ﴾ اور ﴿تَوَاصَىٰ بِالصَّبْرِ﴾۔

FLOW CHART

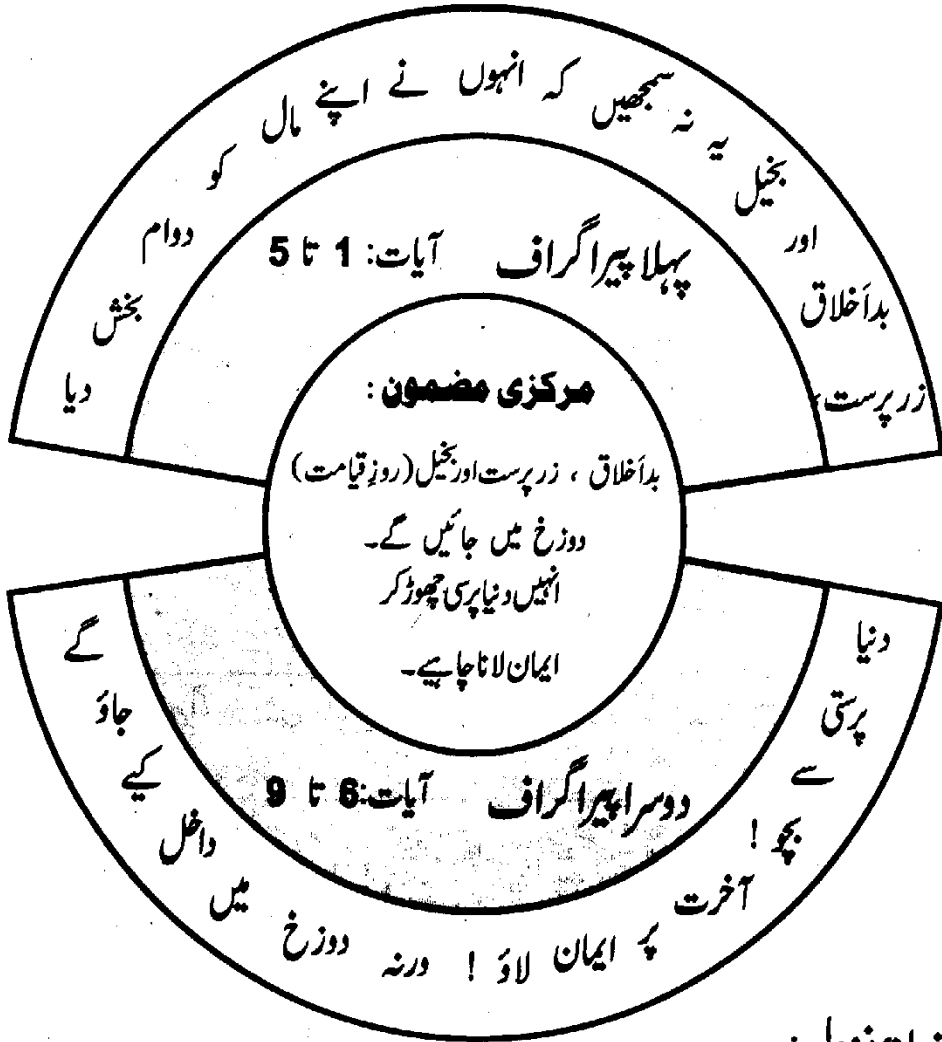
MACRO-STRUCTURE

ترتیبی نقشہ ربط

نظم جلی

104- سُورَةُ الْهُمَزَةِ

آیات : 9 مِجْنَةُ پہرا گراف : 2



زمانہ نزول:

سورت ﴿الْهُمَزَةُ﴾، اعلان عام کے بعد قیام مکہ کے دوسرے دور (4 تا 5 نبوی) کے آغاز میں نازل ہوئی، جب اُمیہ بن خلف جیسی قریشی قیادت کے اخلاقی اور معاشی رویے زیر بحث تھے، جن کا بنیادی سبب آخرت فراموشی تھا۔

سورة الہُمَزَة کا کتابی ربط

پچھلی سورت ﴿العصر﴾ میں ایمان لا کر عمل صالح نہ کرنے والے کافروں کو نقصان اور خسارے کی وعید سنائی گئی تھی۔ یہاں سورت ﴿الہُمَزَة﴾ میں خسارہ اٹھانے والوں میں سے ، ایک بد اخلاق اور بخیل لیڈر کے انجام کا ذکر کیا گیا ہے۔

اہم کلیدی الفاظ اور مضامین

- 1- ﴿ہَایِز﴾ : عیب گر ، نکتہ چیں ، عیب چیں۔
- 2- ﴿ہُمَزَة﴾ : اسمِ مبالغہ ہے۔ بڑا عیب گر، بڑا عیب چیں ، زیادہ غیبت کرنے والا ، بڑا چغل خور حرکات و سکنات سے لوگوں کا مذاق اڑانے والا۔
- 3- ﴿لُمَزَة﴾ : یہ بھی اسمِ مبالغہ ہے۔ (زبان سے) لوگوں کے منہ پران کی برائی کرنے والا ، عیب ، ہجو اور مذمت کرنے والا۔
- 4- ﴿عَمَدٌ﴾ : عَمُود کی جمع۔ ستون، کھمبے۔

سورة الہُمَزَة کا نظم جلی

سورة الہُمَزَة دو (2) پیرا گرافوں پر مشتمل ہے۔

1- آیات 5 تا 1: پہلے پیرا گراف میں، بتایا گیا کہ زر پرست، بد اخلاق اور بخیل لیڈر اس خوش فہمی میں نہ رہیں کہ ان کے مال نے انہیں دوام بخش دیا ہے۔

- ﴿وَلَّیْ لِّکُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةٌ﴾ (1) ”جی ہاں ہے ، ہر اس شخص کے لیے ، جو (منہ در منہ) لوگوں پر طعن اور (پیٹھ پیچھے) برائیاں کرنے کا خوگر ہے۔ (ہلاکت ہوا ہر اشارہ باز ، عیب جو کے لیے)
- جس نے مال جمع کیا اور اسے گن گن کر رکھا۔ ﴿الَّذِی جَمَعَ مَالًا وَعَدَّدَهُ﴾ (2)
- وہ سمجھتا ہے کہ اس کا مال ، ہمیشہ اس کے پاس رہے گا۔ ﴿يَحْسَبُ أَنَّ مَالَهُ أَخْلَدَهُ﴾ (3)
- ہرگز نہیں! وہ شخص تو چکنا چور کر دینے والی جگہ میں، پھینک دیا جائے گا“ ﴿كَأَلَّا لَيُنْبَذَنَّ فِي الْحُطَمَةِ﴾ (4)
- اور تم کیا جانو کہ کیا ہے، وہ چکنا چور کر دینے والی جگہ؟ ﴿وَمَا أَدْرَاكَ مَا الْحُطَمَةُ﴾ (5)

آخرت فراموشی کے سبب انسان کے اندر دو (2) قسم کے اخلاقی عیب پیدا ہو جاتے ہیں۔

(1) وہ اپنے آپ کو بڑی چیز سمجھنے لگتا ہے اور دوسروں کو حقیر گردانتا ہے۔ چنانچہ نہ صرف زبان سے، بلکہ اپنی حرکات و

سکناات سے عیب چھین بن کر لعن طعن کرنے لگتا ہے ﴿وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةٍ﴾۔

(2) مال کی شدید محبت میں گرفتار ہو جاتا ہے۔ بخیل بن کر مال کو گن گن کر اور سینت سینت کر جمع کرتا ہے ﴿أَلَمْ يَكُنْ

جَمَعَ مَالًا وَعَدَّدَهُ﴾ اور اس خوش فہمی میں مبتلا ہو جاتا ہے کہ اُس کے مال نے اُس کو دوام بخش دیا ہے۔

﴿يَحْسَبُ أَنَّ مَالَهُ أَخْلَدَهُ﴾۔

2- آیات 6 تا 9: دوسرے پیرا گراف میں، بد اخلاق، عیب چھین، بخیل زر پرست لیڈر کے انجام سے ڈرایا گیا ہے۔

﴿نَارُ اللَّهِ الْمُوقَدَةُ﴾ (6) اللہ کی آگ، خوب بھڑکائی ہوئی۔

﴿الَّتِي تَطْلُعُ عَلَى الْأُفُقِ﴾ (7) جودلوں تک پہنچے گی۔ (جودل تک جا چڑھے گی)

﴿إِنَّهَا عَلَيْهِمْ مُّوَصَّاةٌ﴾ (8) وہ ان پر ڈھا تک کر، بند کر دی جائے گی۔

﴿فِي عَمَدٍ مُمَدَّدَةٍ﴾ (9) (اس حالت میں کہ وہ) اونچے اونچے ستونوں میں گھرے ہوئے

ہوں گے۔ (لے ستونوں میں جکڑے ہوئے ہوں گے)

وہ ﴿الْخُطْمَةِ﴾ میں جھونک دیا جائے گا۔ دوزخ کی آگ میں جلے گا۔ دوزخ ایک ایسی جگہ ہے، جہاں سے

کوئی باہر نہیں نکل سکے گا۔ اس کے ستون بہت ہی بلند ہیں۔ دنیا کی جیلوں کے برعکس، وہاں کوئی شخص دوزخ سے فرار

نہیں ہو سکتا اس پر سخت گیر فرشتے مقرر ہیں۔ دوزخ کی چھت کو مکمل طور پر سیل کر دیا جائے گا۔

مرکزی مضمون

دوزخ کی آگ سے بچنے کے لیے انسان کو عکبر اور عیب چینی جیسی بُری اخلاقی صفات سے اور دنیا پرستی اور ماڈھ

پرستی سے بچنا چاہیے، یہ چیزیں اُسے بخیل بنا دیتی ہیں۔



FLOW CHART

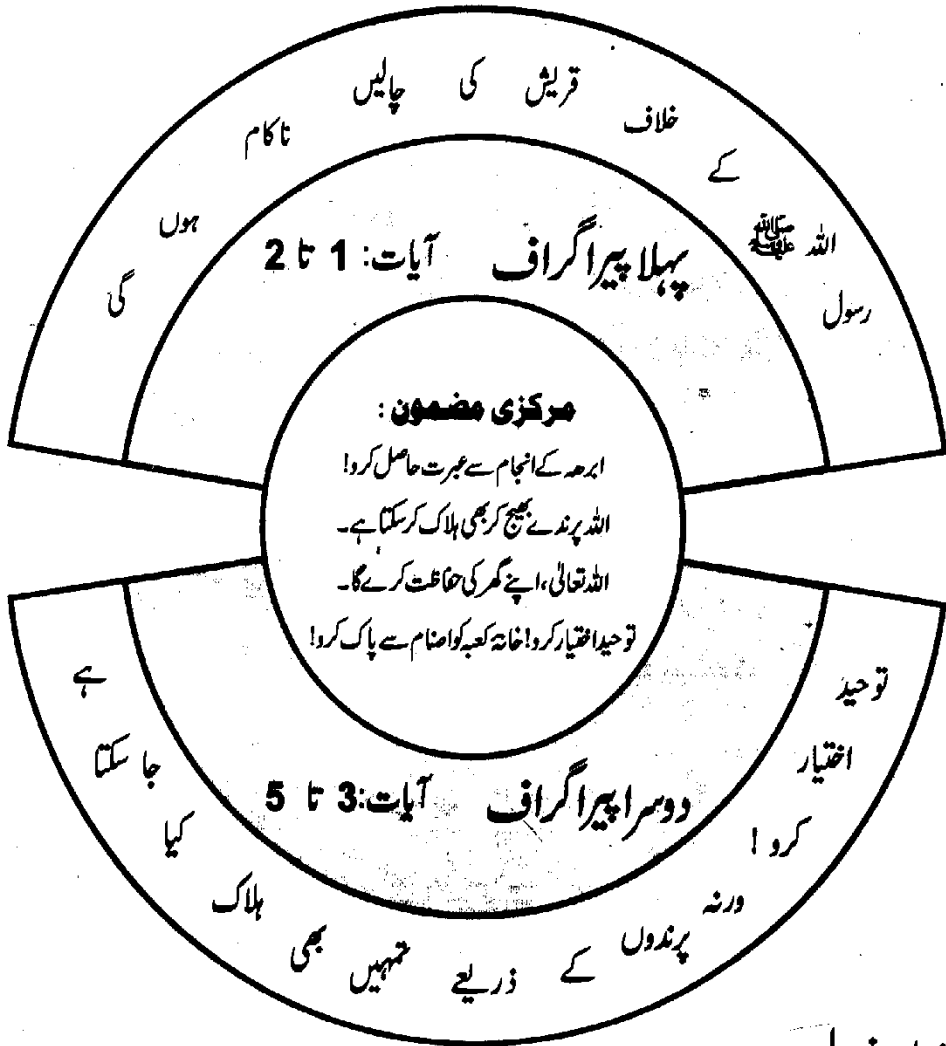
MACRO-STRUCTURE

ترتیبی نقشہ ربط

نظم جلی

105- سُورَةُ الْفِيلِ

آیات: 5 مکیہ پہرا گراف: 2



زمانہ نزول:

سورت ﴿الفیل﴾ غالباً آپ ﷺ کے قیام مکہ کے دوسرے دور میں اعلان عام کے بعد 4 ہجری میں نازل ہوئی ہوگی۔ ﴿اَلَمْ تَرَ﴾ کے سوالیہ اسلوب سے معلوم ہوتا ہے کہ اس میں قریش کے لیے تنبیہ بھی ہے اور دعوت غور و فکر بھی۔

سورة الفیل کا کتابی ربط

- 1- پچھلی سورت ﴿الْهُمَزَةُ﴾ میں قریش کی بد اخلاق اور زر پرست بخیل قیادت کا ذکر تھا، یہاں سورت ﴿الفیل﴾ میں خانہ کعبہ کے متولی (Custodians) سردارانِ مکہ پر یہ واضح کیا گیا ہے کہ قریش نے تعمیر کعبہ کے مقاصد کو فراموش کر کے اُسے بتوں سے آلودہ کر دیا ہے۔ اس گھر کی حفاظت اور اس کی تعمیر کے مقاصد کی حفاظت اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے۔
- 2- اگلی سورت ﴿قُریش﴾ میں انہیں ہدایت کی گئی ہے کہ انہیں صرف اس گھر کے ﴿ذَب﴾ ہی کی عبادت کرنی چاہیے ﴿فَلْيَعْبُدُوا رَبَّ هَذَا الْبَيْتِ﴾۔

اہم کلیدی الفاظ اور مضامین

- 1- ﴿أَبَابِل﴾: غول کے غول، جھنڈ کے جھنڈ (اسم جمع ہے، جس کا واحد نہیں)۔
- 2- ﴿عَصْف﴾: کھیتی کے پتے۔ مویشیوں کا بھوسا، کھائے ہوئے پھل کا چھلکا۔
- 3- رسول اللہ ﷺ کی ولادت سے صرف 50 یا 55 دن پہلے یمن کے عیسائی حکمران ﴿أبرہہ﴾ نے فردری 571ء میں 60 ہزار فوج اور کئی ہاتھیوں سے مکہ پر حملہ کیا۔ مزدلفہ اور منی کے درمیان، وادی مُحَصَّب کے قریب مُحَسَّر میں، ﴿أبرہہ﴾ اور اُس کے لشکر پر اللہ کا عذاب نازل ہوا۔ انہیں پرندوں کے ذریعے ہلاک کیا گیا۔

سورة الفیل کا نظم جلی

سورة الفیل دو (2) پیرا گرافوں پر مشتمل ہے۔

- 1- آیات 2 تا 1: پہلے پیرا گراف میں، سردارانِ مکہ کو بتایا گیا کہ رسول اللہ ﷺ کے خلاف قریش کی چالیں ناکام ہوں گی ﴿أَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِأَصْحَابِ الْفِيلِ﴾ (1) ”کیا تم نے دیکھا نہیں کہ تمہارے سب نے ہاتھی والوں کے ساتھ کیا کیا؟“
- ”کیا اُس نے ان کی چالوں کو ناکام نہیں کیا؟“
- ﴿أَلَمْ يَجْعَلْ كَيْدَهُمْ فِي تَضْلِيلٍ﴾ (2)

2- آیات 3 تا 5: دوسرے پیرا گراف میں قریش کو ، خانہ کعبہ کے دشمنوں کے انجام سے خبردار کیا گیا۔

﴿وَأَرْسَلَ عَلَيْهِمْ طَيْرًا أَبَابِيلَ﴾ (3) ”اور (کیا نہیں) ان پر پرندوں (چڑیوں) کے جھنڈ کے جھنڈ بھیج دیے۔

﴿تَرْمِيهِمْ بِحِجَارَةٍ مِّن سِجِّيلٍ﴾ (4) ”جو ان پر پکی ہوئی مٹی کے پتھر پھینک رہے تھے۔“

﴿فَجَعَلَهُمْ كَعَصْفٍ مَّأْكُولٍ﴾ (5) ”پھر ان کا یہ حال کر دیا (جیسے جانوروں کا) کھایا ہوا بھوسا۔“

اللہ تعالیٰ نے ان پر پرندوں کے جھنڈ بھیجے ، جو ان پر مٹی کی کنکریاں پھینک رہے تھے ، جس کے نتیجے میں
﴿آبرہہ﴾ کا لشکر جانوروں کے کھائے ہوئے بھوسے کی طرح پامال کر دیا گیا۔

قریش مکہ کو بت پرستی چھوڑ کر رسول کریم ﷺ کی دعوت توحید کو قبول کرنے ، خانہ کعبہ کو اَضام سے پاک کرنے
اور آبرہہ کے انجام سے عبرت حاصل کرنے کا مشورہ دیا گیا ، ورنہ قریش کی شامت بھی آسکتی ہے۔

مرکزی مضمون

خانہ کعبہ کے متولیوں کو خانہ کعبہ کی تعمیر کے مقاصد کو پیش نظر رکھنا چاہیے۔ یہ عمارت توحید کی علامت ہے۔
اسے بتوں سے پاک ہونا چاہیے ، ورنہ اللہ تعالیٰ خود بھی اپنے گھر کی حفاظت کر سکتا ہے۔



FLOW CHART

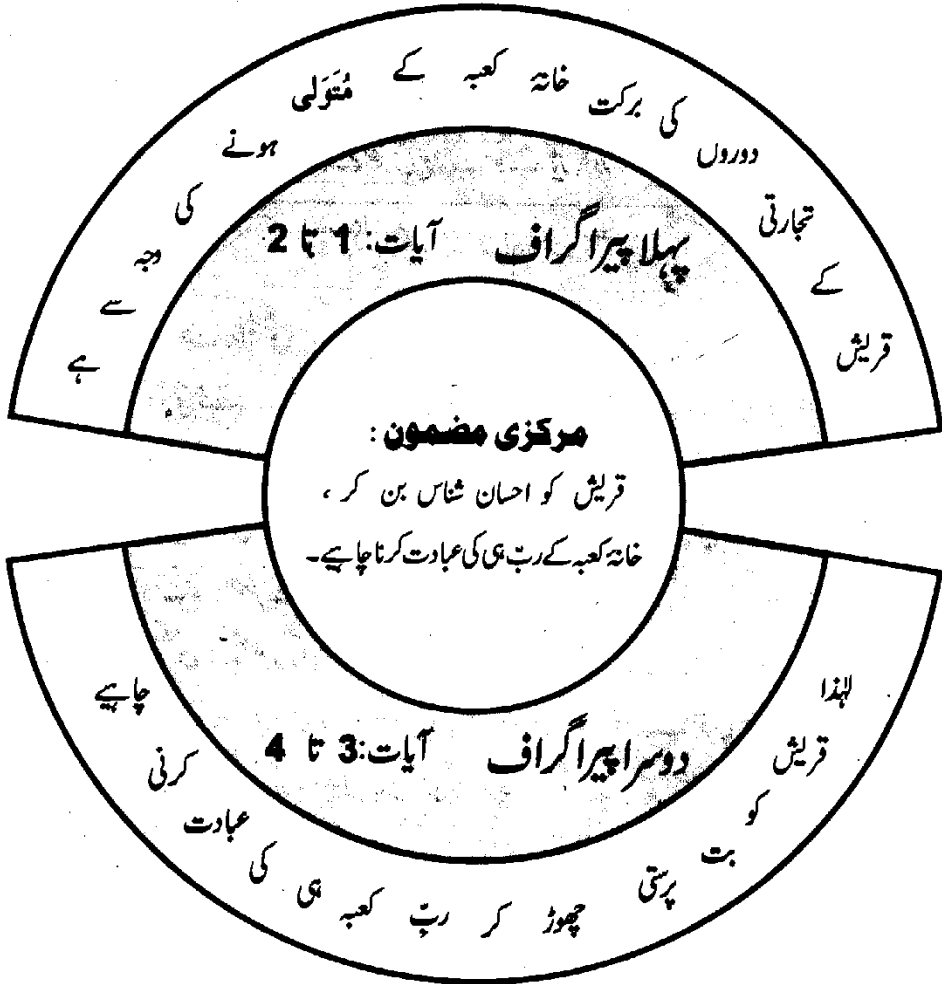
MACRO-STRUCTURE

ترتیبی نقشہ ربط

تظم جلی

106- سُورَةُ قُرَيْشٍ

آیات: 4 مَکِّيَّةٌ پہرا گراف: 2



زمانہ نزول:

سورت ﴿قُرَیْشٍ﴾، غالباً مسودَةُ الْفِيلِ کے بعد آپ ﷺ کے قیام مکہ کے دوسرے دور میں نازل ہوئی ہوگی، جب علانیہ دعوت کے ابتدائی مرحلے میں، قریش کو نمک حرامی چھوڑ کر احسان شناسی کا سبق سکھایا جا رہا تھا۔

سورة قُرَيْش کا کتابی ربط

- 1- پچھلی سورت ﴿الفیل﴾ میں خانہ کعبہ اور مقاصد تعمیر کعبہ کی حفاظت کا ذکر تھا۔ یہاں اس سورت ﴿قُرَیْش﴾ میں قریش کے سردارانِ مکہ کی احسان فراموشی کا ذکر ہے کہ یہ خانہ کعبہ کے متولی ہونے، حضرت ابراہیمؑ و حضرت اسماعیلؑ کی اولاد ہونے کے باوجود، ﴿ہلبہ امین﴾ کی وجہ سے قائم ہونے والے امن و امان سے فیض یاب ہوتے ہوئے، تمام معاشی اور تجارتی فوائد سے لطف اندوز ہونے کے باوجود، توحید سے انحراف کر کے شرک میں مبتلا ہیں۔
- 2- اگلی سورت ﴿الماعون﴾ میں قریش کے خلاف مزید فرد جرم ہے۔ خانہ کعبہ کے ان نام نہاد متولیان (Custodians) سے نہ تو اللہ کے حقوق پورے ہوتے ہیں اور نہ بندوں کے حقوق۔

اہم کلیدی الفاظ اور مضامین

- 1- ﴿ایلاف﴾: مانوسیت، وابستگی
- 2- ﴿رحلۃ الشتاء والصیف﴾: سردیوں اور گرمیوں کا تجارتی سفر۔ سردیوں میں یمن کی جانب جنوبی سفر اور گرمیوں میں شام کی طرف شمالی سفر۔
- 3- مکہ ایک بے آب و گیاہ وادی تھی۔ نہ یہاں زراعت ہوتی تھی اور نہ کوئی صنعت تھی۔ اہل مکہ کی معیشت کا سارا دار و مدار تجارت پر موقوف تھا۔ حضرت ابراہیمؑ نے ان کے رزق کے لیے دعا کی تھی۔ اسی گھر کی بدولت اللہ تعالیٰ نے انہیں بھوک اور فاقہ کشی سے محفوظ رکھا اور صحرائے عرب کے غیر محفوظ ماحول میں امن و امان عطا کیا۔
- 4- قریش مکہ کی ساری فضیلت، تجارتی ساکھ اور دنیاوی خوش حالی خانہ کعبہ کے متولی ہونے کی وجہ سے تھی۔ اللہ کا قریش پر یہ احسان تھا کہ اُس نے سردیوں میں یمن کی طرف اور گرمیوں میں شام کے تجارتی سفر سے انہیں مانوس کر دیا۔ لوگ اسی فضیلت کی وجہ سے ان سے لین دین کیا کرتے تھے۔ خانہ کعبہ ہی کی وجہ سے قریش بھوک اور قحط سے محفوظ تھے، ان کے تجارتی راستے محفوظ تھے۔ قریش کو احسان فراموشی اور بت پرستی چھوڑ کر، خانہ کعبہ کے رب واحد ہی کی بندگی اور اطاعت کرنا چاہیے۔

سورة قُرَيْش کا نظم جلی

سورة قُرَیْش دو (2) پیرا گرافوں پر مشتمل ہے۔

1- آیات 2 تا 1: پہلے پیرا گراف میں بتایا گیا کہ قریش کے تجارتی دوروں کی برکت، خانہ کعبہ کے متولی ہونے کی وجہ سے ہے

﴿لَا يَلْفُ قُرَيْشٌ﴾ (1) چونکہ قریش مانوس ہو گئے۔

﴿الْفِهِمُ رِحْلَةُ الْشِّتَاءِ وَالصَّيْفِ﴾ (2) (یعنی) جائزے اور گرمی کے سفروں سے مانوس۔

اللہ تعالیٰ نے قریش کو خانہ کعبہ کا متولی بنا کر، مکے کی وادی غیر زری زرع کو نہ صرف ایک پُر امن مقام، بلکہ ایک اہم تجارتی مرکز بنا دیا۔ اب وہ موسم گرما میں شمال کے سرد علاقے شام اور سردیوں میں جنوب کے گرم علاقے یمن کے تجارتی سفر سہولت کر لیتے ہیں۔ قریش کے معاشی استحکام کا انحصار، صرف اور صرف خانہ کعبہ کی وجہ سے تھا، یمن اور شام کے لوگ انہیں متولی کعبہ سمجھ کر ہی احترام کے ساتھ کاروبار کیا کرتے تھے، لیکن یہ احسان فراموش اللہ کی بندگی چھوڑ کر بتوں کی پرستش کرنے لگے۔

2- آیات 3 تا 4: دوسرے پیرا گراف میں بتایا گیا کہ قریش کو بت پرستی چھوڑ کر رب کعبہ ہی کی عبادت کرنی چاہیے۔

﴿فَلْيَعْبُدُوا رَبَّ هَذَا الْبَيْتِ﴾ (3) لہذا انہیں چاہیے کہ اس گھر کے رب کی عبادت کریں۔

﴿الَّذِي أَطْعَمَهُمْ مِنْ جُوعٍ﴾ جس نے انہیں بھوک (قحط) سے بچا کر کھانے کو دیا

﴿وَأَمَّنَهُمْ مِنْ خَوْفٍ﴾ (4) اور خوف سے بچا کر امن عطا کیا۔

احسان شناسی کا تقاضا یہی ہے کہ قریش شرک کو چھوڑ کر، توحید اختیار کریں اور اس گھر کے رب (اللہ) ہی کی خالص بندگی کریں، جس نے انہیں رزق فراہم کیا اور امن و امان کی دولت عطا کی۔

مرکزی مضمون

قریش کو اللہ تعالیٰ کا احسان شناس بن کر، شرک سے بچتے ہوئے صرف خانہ کعبہ کے رب ہی کی عبادت کرنا چاہیے، جس نے ان کے تجارتی دوروں کے ذریعے انہیں رزق فراہم کیا اور امن و امان کی زندگی نصیب کی۔

FLOW CHART

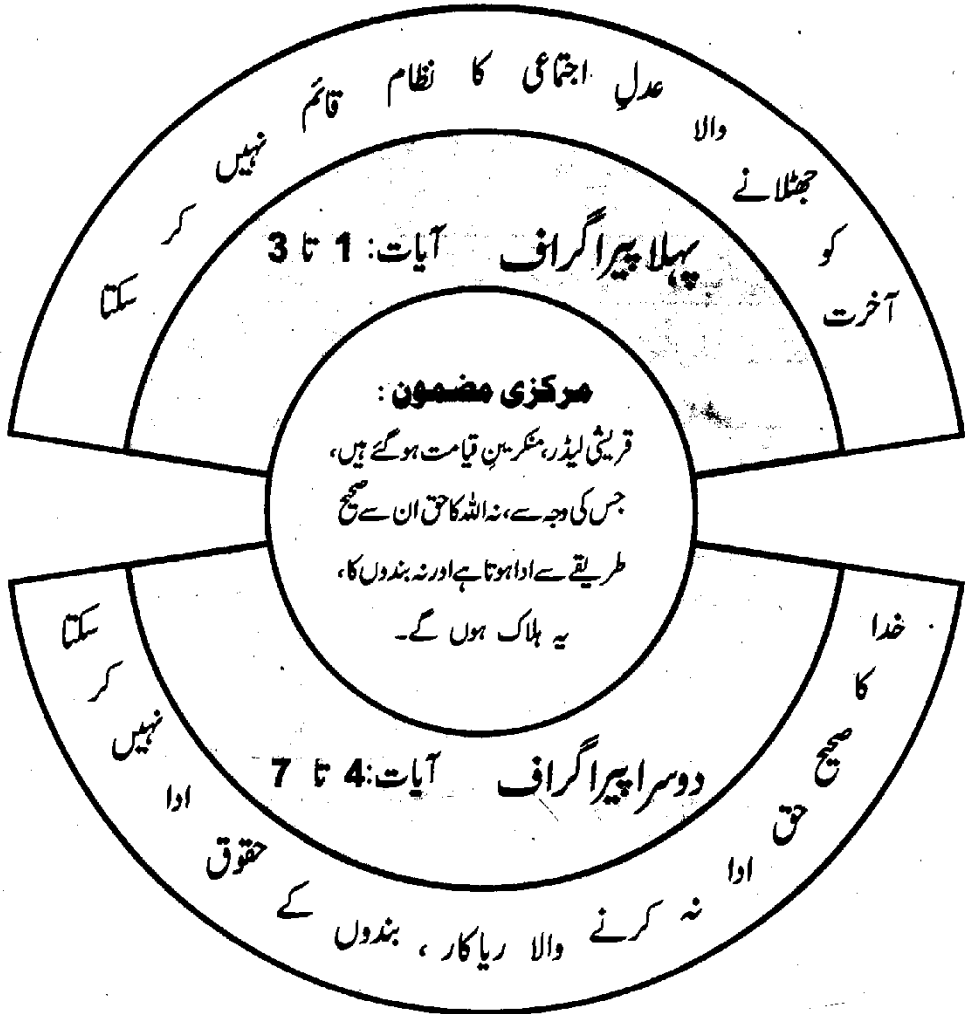
MACRO-STRUCTURE

ترتیبی نقطہ ربط

تظم جلی

107- سُورَةُ الْمَاعُونِ

آیات: 7 مَكِّيَّةٌ پیرا گراف: 2



زمانہ نزول:

سورت ﴿الْمَاعُونِ﴾، اعلان عام کے بعد غالباً 4 نبوی میں نازل ہوئی۔ اس سورت میں سردارانِ مکہ کے خلاف فرد جرم ہے۔

سورة المَاعُون کا کتابی ربط

- 1- مہجلی سورت ﴿قریش﴾ میں قریش کی احسان فراموشی کا ذکر تھا۔ یہاں سورت ﴿المَاعُون﴾ میں اُن کی مذہبی منافقت کا تذکرہ ہے کہ وہ خانہ کعبہ کے برہن اور متولی ہوتے ہوئے، آخرت فراموشی کے نتیجے میں، نہ صحیح طور پر انسانوں کے حقوق ادا کر رہے ہیں اور نہ اللہ کے حقوق۔ قریش دکھاوے اور ریاہ کاری کے لیے نماز پڑھا کرتے تھے۔ سورۃ الانفال کی آیت: 35 میں ان کی نمازوں کا پل کھولا گیا ہے ﴿وَمَا كَانَ صَلَاتُهُمْ عِنْدَ الْبَيْتِ إِلَّا مُكَاءً وَتَصَدُّبَةً﴾ یہ نماز میں سیٹیاں بجاتے تھے اور تالی پیٹتے تھے۔
- 2- اگلی سورت ﴿الگوثر﴾ میں نبی کریم ﷺ کو خالص اللہ ہی کے لیے نماز پڑھنے اور اللہ ہی کے لیے قربانی کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

اہم کلیدی الفاظ اور مضامین

- 1- ﴿يَدْعُ دَعًا، يَدْعُ﴾۔ دھکے دیتا ہے۔
- 2- ﴿لَا يَحْضُ: حَضٌّ، يَحْضُ﴾۔ ابھارتا نہیں ہے، اُکساتا نہیں ہے۔
- 3- ﴿سَاهُون﴾: غفلت برتنے والے، بے پروا، بے خبر۔
- 4- ﴿المَاعُون﴾: گمریلو استعال کے برتن، ضرورت کی چھوٹی چیزیں۔

سورة المَاعُون کا نظم جلی

سورة المَاعُون دو (2) پیرا گرافوں پر مشتمل ہے۔

1- آیات 1 تا 3: پہلے پیرا گراف میں، بتایا گیا ہے کہ آخرت کو جھٹلانے والا شخص، عدل اجتماعی پر مشتمل نظام قائم نہیں کر سکتا

- ﴿أَرَأَيْتَ الَّذِي يُكَلِّبُ بِالذِّنِّ﴾ (1) ”تم نے دیکھا اس شخص کو، جو آخرت کی جزا و سزا کو جھٹلاتا ہے؟“
 ﴿كَذَلِكَ الَّذِي يَدْعُ الْيُحِيْمَ﴾ (2) ”وہی تو ہے، جو یتیم کو دھکے دیتا ہے۔“
 ﴿وَلَا يَحْضُ عَلَى طَعَامِ الْمُسْكِيْنِ﴾ (3) ”اور مسکین کو کھانا دینے پر نہیں اُکساتا۔“

مگر آخرت نہ تو یتیم کو احترام کی نگاہ سے دیکھ سکتا ہے اور نہ مسکینوں کے حقوق کے لیے کوئی کوشش کر سکتا ہے۔ ایسا شخص غریب پروری کے کلچر کو فروغ نہیں دے سکتا۔ انکار آخرت کے سبب انسان اخلاقی طور پر اس قدر ذلیل اور پست ہو جاتا ہے کہ وہ یتیم کو دھکے دے کر دھتکارتا ہے ﴿كَذَلِكَ الَّذِي يَدْعُ الْيُحِيْمَ﴾۔ یہ قریش کی مگر آخرت قیادت کی اخلاقی حالت تھی۔

2- آیات 4 تا 7: دوسرے پیرا گراف میں، یہ حقیقت بیان کی گئی ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کے حقوقِ اخلاص کے ساتھ ادا نہیں کرتا، وہ بندوں کے حقوق بھی ادا نہیں کر سکتا۔

- ﴿قَوْلٌ لِّلْمَصَلِّينَ﴾ (4) ”پھر بتایا ہے، ان نماز پڑھنے والوں کے لیے،
 ﴿الَّذِينَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ﴾ (5) جو اپنی نماز سے غفلت برتتے ہیں (بے خبر ہیں)
 ﴿الَّذِينَ هُمْ يَرُءُونَ﴾ (6) جو ریاکاری کرتے ہیں،
 ﴿وَيَمْنَعُونَ الْمَاعُونَ﴾ (7) اور معمولی ضرورت کی چیزیں دینے سے گریز کرتے ہیں۔

ریا کار نمازیوں کی تباہی اور بربادی کی وعید سنائی گئی، جو دکھاوے کی نماز پڑھتے ہیں ﴿الَّذِينَ هُمْ يَرُءُونَ﴾، جو اپنی نمازوں سے غفلت برتتے ہیں، جو ضرورت کی چھوٹی موٹی چیزیں لوگوں کو دینے سے گریز کیا کرتے ہیں ﴿وَيَمْنَعُونَ الْمَاعُونَ﴾۔ آخرت کی زندگی پر یقین کامل، انسان کو اللہ تعالیٰ کی خالص پاک، بے ریا عبادت کی طرف مائل کرتا ہے۔ ایسی نماز اور عبادت جو ذکر سے معمور ہو، خشوع و خضوع پر مشتمل ہو اور جو اللہ سے راز و نیاز اور گفتگو کی آئینہ دار ہو۔ آخرت کی زندگی پر یقین کامل، انسان کو مظلوم اور پس ماندہ طبقات کے حقوق ادا کرنے کی طرف رغبت دلاتا ہے۔ آخرت پر ایمان محکم سے ہی غریب پروری اور مسکین دوستی کے کلچر کو فروغ دیا جاسکتا ہے۔

مرکزی مضمون

قریشی لیڈر، مکرمین قیامت ہو گئے ہیں، جس کی وجہ سے، نہ اللہ کا حق ان سے صحیح طریقے سے ادا ہوتا ہے اور نہ بندوں کا حق۔ ان کی تباہی اور بربادی یقینی ہے۔
 آخرت پر پختہ ایمان رکھنے والا شخص ہی اللہ کے حقوق بھی ادا کر سکتا ہے اور بندوں کے حقوق بھی۔



FLOW CHART

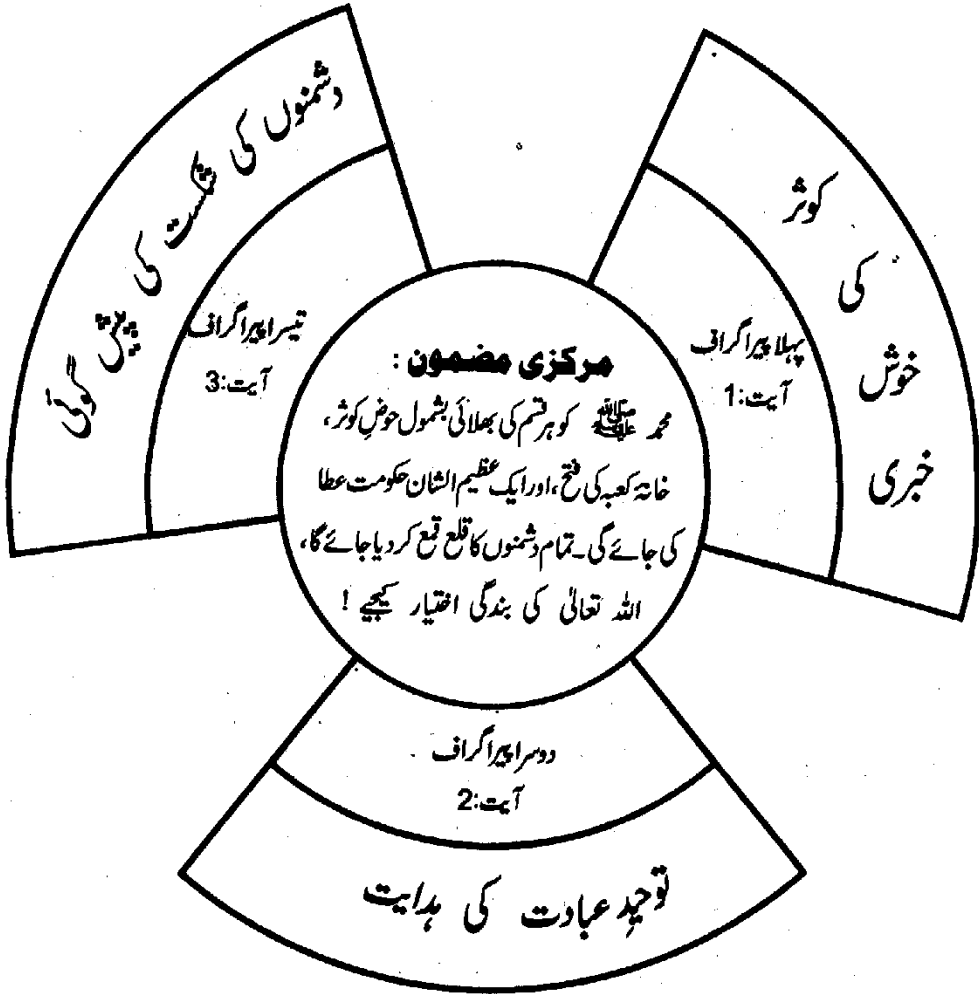
ترتیبی نقشہ ربط

MACRO-STRUCTURE

تظم جلی

108- سُورَةُ الْكَوْثَرِ

آیات : 3 مَكِّيَّة



زمانہ نزول:

سورۃ ﴿الکوثر﴾، قیام مکہ کے دوسرے دور (4 تا 5 نبوی) میں اعلان عام کے بعد نازل ہوئی۔ یہ سورت انتہائی دل چسپ حالات میں نازل ہوئی، جب آپ ﷺ کے معجزادے حضرت قاسمؓ کے انتقال پر قریش کے سردار عاص بن وائل سہمی نے ﴿اَبَسَ﴾ کہا تھا۔

سورةُ الْگوثر کا کتابی ربط

- 1- پچھلی سورة ﴿الماعون﴾ میں قریش کے لیڈروں کے خلاف فرد جرم تھا کہ وہ آخرت کے انکار کے سبب اللہ اور بندوں کے حقوق ادا نہیں کر رہے ہیں، یہاں سورت ﴿الگوثر﴾ میں یہ پیش گوئی کی گئی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے یہ تمام دشمن ہلاک ہو جائیں گے اور آپ ﷺ کے ذریعے انسانیت اللہ کے حقوق اور بندوں کے حقوق ادا کرنے کے لائق ہو جائے گی۔
- 2- پچھلی سورة ﴿الماعون﴾ میں قریش کے لیڈروں کے خلاف فرد جرم تھا کہ وہ اللہ کے لیے نماز نہیں پڑھتے، بلکہ لوگوں کو دکھانے کے لیے نماز پڑھتے ہیں اور نماز سے غفلت برتتے ہیں۔ یہاں سورت ﴿الگوثر﴾ میں رسول اللہ ﷺ کی قیادت کو نمونہ اور مثال بنادیا گیا کہ وہ محض اللہ کی خوشنودی کے لیے نماز ادا کریں اور اسی کی رضا کے لیے قربانی دیں۔
- 3- اگلی سورت ﴿الکافرون﴾ میں رسول اللہ ﷺ کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ قریش کے ان ریاکار اور مشرک لیڈروں سے مکمل طور پر عملی قطع تعلق کر لیں۔ عقیدہ توحید کے معاملے میں کسی سیاسی لین دین کی ہرگز کوئی گنجائش نہیں ہے۔

اہم کلیدی الفاظ اور مضامین

- 1- ﴿الگوثر﴾: کثیر سے اسم مبالغہ ہے: یہ ایک جامع لفظ ہے، جس میں ہر قسم کی نعمتیں اور خیر کثیر شامل ہے۔ کوثر جنت کی ایک نہر کا بھی نام ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ سے پوچھا: ﴿أَتَسْأَلُونَ مَا الْگوثرُ؟﴾ کیا تم جانتے ہو ﴿الگوثر﴾ کیا ہے؟
قُلْنَا: اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ اَعْلَمُ، انہوں نے جواب دیا: اللہ اور اُس کے رسول زیادہ جانتے ہیں۔
قَالَ: فَاِنَّ نَهْرًا وَعَلَيْهِ رَبِّيْ عَزَّ وَجَلَّ فَبِهِ خَيْرٌ كَثِيْرٌ۔
فرمایا: یہ ایک نہر ہے اور میرے رب عَزَّ وَجَلَّ نے مجھے یہ نہر عطا کرنے کا وعدہ کیا ہے۔ اس میں خیر کثیر ہے۔
(صحیح مسلم: کتاب الصلوٰۃ، حدیث 921، عن انسؓ)
- 2- ﴿شَانِيءٌ﴾ ﴿شَنَا، يَشْنَأُ﴾ (ف) سے اسم فاعل ہے۔ بدخواہ اور کینہ پروردن
- 3- ﴿اَبْتَرُ﴾۔ ذم کٹا۔ مقطوع۔ لا ولد

سورةُ الْگوثر کا نظم جلی

سورةُ الْگوثر تین (3) آیات پر مشتمل ہے۔

1- آیت 1: پہلی آیت میں، رسول اللہ ﷺ کو ﴿الکوتر﴾ کی خوش خبری سنائی گئی۔

﴿إِنَّا آعْطَيْنَاكَ الْكُوفِرَ﴾ (1) ”(اے نبی ﷺ!) یقیناً ہم نے آپ کو کوفّر عطا کر دیا۔“
 مکی دور کے آغاز ہی میں یہ بشارت دی گئی کہ ﴿غیر گنہگار﴾ یعنی دنیا اور آخرت کی تمام نعمتیں آپ ﷺ کو عطا کی جائیں گی۔ آپ ﷺ کے ذکر کو بلند کیا جائے گا۔ آپ ﷺ کے اہل بیت صالحین میں سے ہوں گے۔ جنت میں نہر کوثر عطا کی جائے گی۔ آپ ﷺ کی امت آخری امت ہونے کے باوجود تعداد میں تمام امتوں سے فائق ہو گی۔ مکے کی مظلومانہ زندگی کے بعد مدینہ منورہ میں قوت اور اقتدار سونپا جائے گا۔ فتوحات کا آغاز ہوگا اور ہجرت کے بعد مکے کی زمین میں، جو آپ ﷺ کے لیے تنگ کر دی گئی ہے، آپ ﷺ دوبارہ فاتحانہ داخل ہوں گے۔ دنیا کے ہر براعظم میں آپ ﷺ پر درود و سلام بھیجا جائے گا۔

2- آیت 2: دوسری آیت میں، رسول اللہ ﷺ کو حکم دیا گیا کہ نعمت کوثر پر اللہ کا شکر ادا کریں۔

﴿فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ﴾ (2) ”پس آپ اپنے رب ہی کے لیے، نماز پڑھئے اور قربانی کیجیے!“
 اُسی کی رضا جوئی کے لیے نماز پڑھیں۔ اپنے پالنے والے رب کی خاطر ہی قربانی کریں۔ مکی زندگی ہی میں یہ پیشگوئی کر دی گئی کہ نماز اور قربانی کا مرکز و محور اور مسلمانوں کا قبلہ خانہ کعبہ ہی ہوگا۔ اسی خانہ کعبہ کے پاس محض اللہ کی خاطر قربانی ادا کی جائے گی۔

3- آیت 3: تیسری آیت میں پیش گوئی کی گئی کہ آپ ﷺ کے تمام دشمنوں کا قلع قمع کر دیا جائے گا۔

﴿إِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْأَبْتَرُ﴾ (3) یقیناً آپ ﷺ کا دشمن ہی جڑ کٹا ہے۔“
 رمضان دو (2) ہجری میں یہ پیشگوئی میدان بدر میں قریش کے بڑے بڑے سرداروں کی ہلاکت کی صورت میں پوری ہوئی اور غزوہ بدر کے چھ (6) سال بعد، رمضان 8 ہجری میں فتح مکہ کی صورت میں ظاہر ہوئی۔

مرکزی مضمون

رسول اللہ ﷺ کو نہ صرف جنت کی نہر ﴿الکوتر﴾، بلکہ خانہ کعبہ کی فتح ایک عظیم الشان حکومت اور دین اور دنیا کی تمام نعمتیں عطا کی جائیں گی۔ آپ ﷺ کے تمام دشمنوں کا قلع قمع کر دیا جائے گا۔ لہذا تمام مالی اور بدنی عبادتیں صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے حصول کے لیے کی جانی چاہئیں۔



FLOW CHART

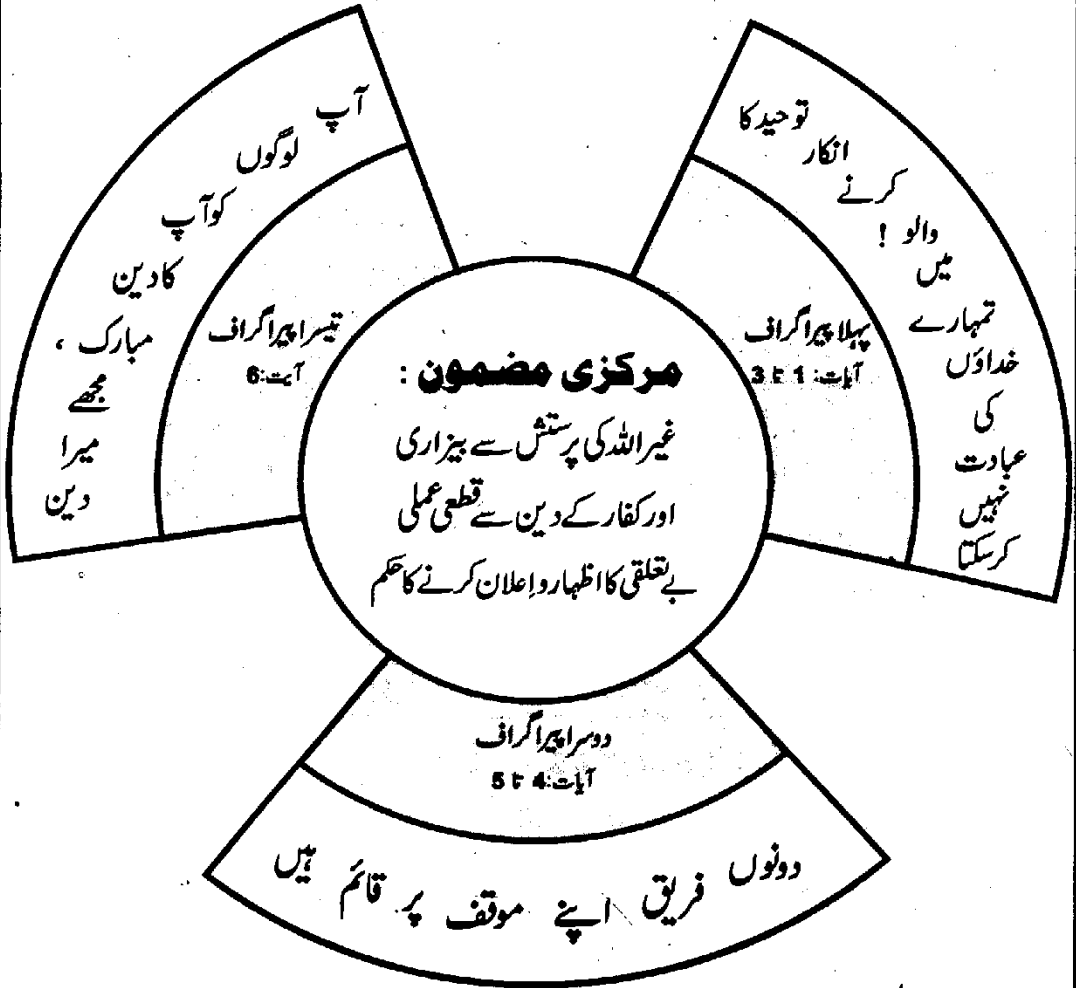
MACRO-STRUCTURE

نظم جلی

ترتیبی نقشہ ربط

109- سُورَةُ الْكَافِرُونَ

آیات : 6 مکیہ پہرا گراف : 3



زمانہ نزول:

سورة ﴿الْكَافِرُونَ﴾، اعلان عام کے بعد، قیام مکہ کے دوسرے دور (4 تا 5 ہجری) میں نازل ہوئی، جب قریش کے سرداروں نے رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک وفد کی صورت میں آکر مصالحت پیش کش کی کہ ایک سال بتوں کی پوجا کی جائے اور ایک سال اللہ کی۔ انہیں صاف صاف کہہ دیا گیا ﴿لَكُمْ دِينُكُمْ وَلِيَ دِينِ﴾ ”تم لوگوں کے لیے تمہارا دین ہے اور میرے لیے میرا دین“۔ اس طرح واضح طور پر کفر سے عملی بے تعلقی کا اعلان کر دیا گیا۔

سورة الكافرون کے فضائل

- 1- آپ ﷺ نے طواف کے بعد کی سنتوں میں اور فجر کی سنتوں میں سورة ﴿الکافرون﴾ اور سورة الاخلاص پڑھی ہے۔ (صحیح مسلم: 726)
- 2- تین رکعات والی وتر میں آپ ﷺ نے سورة الفاتحہ کے بعد پہلی رکعت میں سورة الاعلیٰ، دوسری رکعت میں سورة ﴿الکافرون﴾ اور تیسری رکعت میں سورة الاخلاص پڑھی۔

(ابن ماجہ: 1,171، نسائی: کتاب قیام اللیل، حدیث 1,684)

سورة الكافرون کا کتابی ربط

- 1- پچھلی سورت ﴿الکوثر﴾ میں رسول اللہ ﷺ کے دشمنوں کی ہلاکت کی پیش گوئی تھی۔ یہاں سورة ﴿الکافرون﴾ میں رسول اللہ ﷺ کو اُن کافر دشمنوں کی سیاسی مصالحہ پیشکش کو مسترد کر دینے اور اُن سے قطع تعلق کا حکم دیا گیا ہے کہ عقیدہ توحید کے معاملے میں کسی قسم کی سودے بازی اور سیاسی لین دین نہیں ہو سکتا۔
- 2- اگلی سورت ﴿النصر﴾ میں اس پیش گوئی کی تصدیق ہے، جو سورت ﴿الکوثر﴾ میں کی گئی تھی۔ دشمن ہاتھ ہو گئے۔ اللہ کی مدد آگئی اور مسلمان فتح سے ہمسکار ہو گئے۔

اہم کلیدی الفاظ اور مضامین

- 1- اس سورت میں مشرکانہ دین سے، عملی بیزاری اور بے تعلقی کا اعلان اور مطالبہ ہے۔
- اس سورت سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ عقیدے اور عبادات میں مصالحت (Compromise) نہیں ہو سکتی (اجتہاد بھی نہیں ہو سکتا)۔ اور توحید کے معاملے میں، کسی قسم کی مداخلت اختیار نہیں کی جاسکتی۔
- اس سورت میں خوش خبری کا مفہوم بھی پوشیدہ ہے، توحید پر سختی سے کاربند ہونے کے نتیجے ہی میں مسلمانوں کو فتح حاصل ہو سکتی ہے۔

سورة الكافرون کا نظم جلی

سورة الكافرون تین (3) پیرا گرافوں پر مشتمل ہے۔

1- آیات 3 تا 1: پہلے پیرا گراف میں، رسول اللہ ﷺ کو حکم دیا گیا کہ وہ مشرکین مکہ کی پیشکش کو مسترد کر دیں۔

﴿قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ﴾ (1) کیسے کہ اے کافرو!

﴿لَا أَعْبُدُ مَا تَعْبُدُونَ﴾ (2) ”میں ان کی عبادت نہیں کرتا، جن کی عبادت تم کرتے ہو۔“

﴿وَلَا أَنْتُمْ عَابِدُونَ مَا أَعْبُدُ﴾ (3) ”تم اس کی عبادت کرنے والے ہو، جس کی عبادت میں کرتا ہوں۔“
 نہ تو رسول اللہ ﷺ غیر خالص عبادت کر رہے ہیں اور نہ مشرکین مکہ اللہ کی خالص عبادت کے لیے تیار ہیں۔

2- آیات 4 تا 5: دوسرے پیرا گراف میں، بتایا گیا کہ دونوں فریق اپنے اپنے موقف پر مستقبل میں بھی سختی سے قائم رہیں گے۔

﴿وَلَا آتَا عَابِدٌ مَا عَبَدْتُمْ﴾ (4) اور نہ میں ان کی عبادت کرنے والا ہوں، جن کی عبادت تم نے کی ہے

﴿وَلَا أَنْتُمْ عَابِدُونَ مَا أَعْبُدُ﴾ (5) اور نہ تم اس کی عبادت کرنے والے ہو جس کی عبادت میں کروں گا۔

3- آیت 6: تیسرے پیرا گراف میں، صاف کہہ دیا گیا کہ آپ لوگوں کو آپ کا دین مبارک ہو، اور مجھے میرا دین۔

﴿لَكُمْ دِينُكُمْ وَلِيَ دِينِ﴾ (6) تمہارے لیے تمہارا دین ہے اور میرے لیے میرا دین۔

توحید کا معاملہ ایک بنیادی مسئلہ ہے۔ اس میں کسی قسم کی سودے بازی کی گنجائش نہیں۔

عواقب اور نتائج سے بے نیاز ہو کر ہم اللہ کی خالص اور آمیزش سے پاک اطاعت و عبادت جاری رکھیں گے۔

مرکزی مضمون

ہر مسلمان کو توحید کے معاملے میں کامل یکسوئی کے ساتھ، ﴿غیر اللہ﴾ کی پرستش سے بیزاری کا اقرار اور اعلان کر دینا چاہیے اور کفار کے دین سے قطعی عملی بے تعلقی کا اظہار و اعلان بھی۔

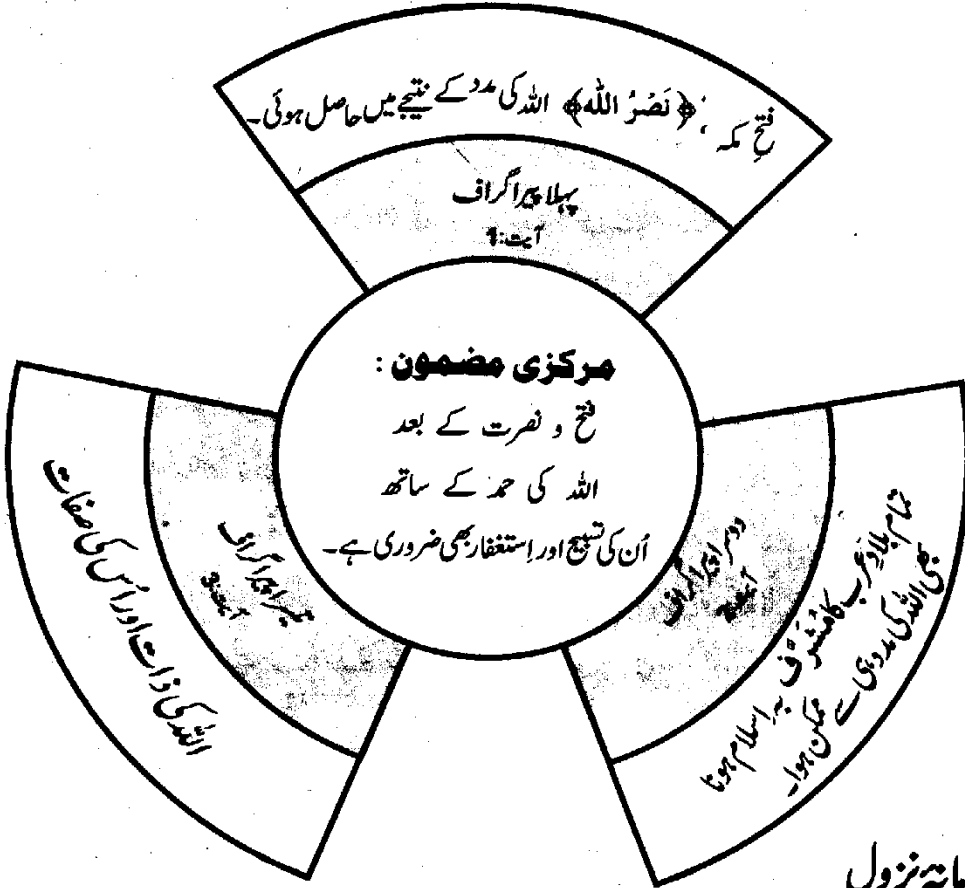


تظم جلی

110- سُورَةُ النَّصْرِ

آیات : 3 مَدِیْنَةُ

ترتیبی نقشہ ربط



زمانہ نزول

یہ سورت چونکہ ہجرت کے بعد نازل ہوئی ہے اس لیے مدنی سمجھی جاتی ہے، حالانکہ یہ حجتہ الوداع کے موقع پر منیٰ میں نازل ہوئی۔

سورة ﴿النَّصْرِ﴾، آخری مکمل سورت ہے، جو رسول اللہ ﷺ پر وفات سے پہلے 10 ہجری میں مدینہ منورہ میں نازل کی گئی (صحیح مسلم: کتاب التفسیر، حدیث 7,731)۔ غالباً اس کے بعد بعض چند متفرق آیات ہی نازل ہوئیں۔ اس سورت میں آپ ﷺ کو بتادیا گیا کہ آپ ﷺ کا مشن مکمل ہو گیا ہے اور بہت جلد آپ ﷺ کو رخصت سفر باندھنا ہے۔

سورة النصر کا کتابی ربط

- 1- سورة ﴿الکوثر﴾ میں رسول اللہ ﷺ کے دشمنوں کی ہلاکت کی پیش گوئی تھی اور سورة ﴿الکافرون﴾ میں اُن سے ترک تعلق کا حکم تھا۔ یہاں سورة ﴿النصر﴾ میں اُس پیش گوئی کی تصدیق ہے، جو فتح کی صورت میں ترک تعلق کے نتیجے میں ظاہر ہوئی۔ کافروں سے ترک تعلق کا یہ حکم فتح کے لیے وسیلے کی حیثیت رکھتا ہے۔
- 2- اگلی سورت ﴿اللہب﴾ میں ایک بڑے دشمن کا نام لے کر اس کی اور اُس کی بیوی کی ہلاکت کی پیش گوئی ہے۔

اہم کلیدی الفاظ اور مضامین

- 1- ﴿نَصْرُ اللّٰهِ﴾: فتح یعنی کامیابی، اللہ کی نصرت (مدد) ہی سے نصیب ہوتی ہے، انسان کو بے جا غرور میں مبتلا نہیں ہونا چاہیے۔
- 2- فتح مکہ (رمضان 8ھ) میں ہوئی۔ اگلے سال 9 ہجری میں لوگ جو ق درجہ اسلام میں داخل ہوتے گئے۔ 9 ہجری کو ﴿عَامُ الْوُفُودِ﴾ (Year of Delegations) کہا جاتا ہے، اس سال مختلف قبائل کے وفود، مدینہ آ کر رسول ﷺ سے بیعت کرتے رہے۔ اس طرح (20) بیس سال پہلے، مکہ المکرمہ میں کی گئی پیش گوئی، المدینۃ المنورہ میں پوری ہوئی۔ ﴿کوثر﴾ عطا ہوا۔ تمام دشمنوں کا قلع قمع ہو گیا۔
- 3- اس سورت میں نبی اکرم ﷺ کو خبر دی گئی ہے کہ ان کا مشن پایہ تکمیل کو پہنچ چکا ہے۔ بہت جلد انہیں اس دنیا سے سفر کرنا ہوگا۔ اسی لیے اس سورت کو سورة ﴿التَّوْدِيعِ﴾ یعنی وداعی سورت بھی کہا جاتا ہے۔

سورة النصر کا نظم جلی

سورة ﴿النصر﴾ تین (3) آیات پر مشتمل ہے۔ پہلی آیت میں اللہ کے احسان کا ذکر ہے۔ دوسری آیت میں احسان کی وضاحت ہے۔ تیسری آیت میں احسان شناسی کا مطالبہ ہے، جو حمد، شیع اور استغفار پر مشتمل ہے۔

1- آیت 1: پہلی آیت میں اللہ تعالیٰ کے احسان کا تذکرہ ہے۔ ﴿إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ﴾

﴿إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ﴾ (1) ”جب اللہ کی مدد آجائے اور فتح نصیب ہو جائے۔“

اللہ کی مدد کے نتیجے ہی میں مسلمانوں کو فتح نصیب ہوئی اور ہوگی۔

2- آیت 2: دوسری آیت میں اس احسان کی وضاحت ہے۔

﴿وَرَأَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُونَ فِي دِينِ اللّٰهِ أَفْوَاجًا﴾ (2)

”اور (اے نبی ﷺ) آپ دیکھ لیں کہ لوگ فوج در فوج اللہ کے دین میں داخل ہو رہے ہیں۔“

تمام بلاد عرب کا مشرف بہ اسلام ہونا بھی اللہ تعالیٰ کی مدد ہی سے ممکن ہوا۔

نو (9) اجری میں جسے ﴿عَامُ الْوُفُودِ﴾ کہتے ہیں، لوگ جوق در جوق اسلام میں داخل ہونے لگے۔

3- آیت 3: تیسری آیت میں، احسان شناسی کا مطالبہ ہے۔

﴿كَسْبَحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ
وَاسْتَغْفِرْهُ،
إِنَّهُ كَانَ تَوَّابًا﴾ (3)

”لہذا اپنے رب کی حمد کے ساتھ، اس کی تسبیح بھی کیجیے
اور اسی سے مغفرت طلب کیجیے،
بلاشبہ وہ بڑا ہی معاف فرمانے والا ہے۔“

چنانچہ رب کی ﴿حمد﴾ کے ساتھ ﴿تسبیح﴾ بیان کرنے اور اُس سے ﴿مغفرت﴾ طلب کرنے کا حکم دیا گیا۔
فتح و نصرت کے بعد انسان کو پھولنا نہیں چاہیے، بلکہ عاجزی اور انکسار اختیار کرنا چاہیے، اللہ کا مزید شکر ادا کرنا
چاہیے۔ یہاں تین (3) باتوں کا حکم دیا گیا ہے۔ (1) تسبیح (2) حمد اور (3) استغفار

(1) ﴿حمد﴾: حمد اللہ کی ذات سے، مثبت صفات کو منسوب کرنے کا نام ہے۔ جیسے: السَّمِيعُ، البَصِيرُ،
العَلِيمُ وغیرہ

(2) ﴿تسبیح﴾: اللہ کی ذات سے منسوب کردہ، غلط اور منفی صفات سے براءت کا اظہار ہے۔ جیسے: ﴿لَمْ يَلِدْ

وَلَمْ يُولَدْ، وَلَمْ يَكُنْ لَكَ كُفُوءًا آخِذٌ﴾، ﴿لَا تَأْخُذُهُ سِنَةٌ وَلَا نَوْمٌ﴾، ﴿وَلَا يَأْخُذُهُ﴾،

﴿وَمَا مَسَّنَا مِنْ لُغُوبٍ﴾، ﴿وَمَا اللَّهُ بِغَافِلٍ﴾، ﴿لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ﴾،

﴿وَمَا كَانَ رَبُّكَ نَسِيًّا﴾، ﴿وَمَا رَبُّكَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيدِ﴾ وغیرہ

(3) ﴿استغفار﴾: مغفرت کی درخواست ہے۔ گزارشِ غلو و درگزر، درخواستِ عدم محاسبہ و پردہ پوشی ہے۔

مرکزی مضمون

فتح و نصرت کے بعد، انسان کو اللہ کی زیادہ سے زیادہ حمد کے ساتھ تسبیح اور استغفار بھی کرنا چاہیے۔



FLOW CHART

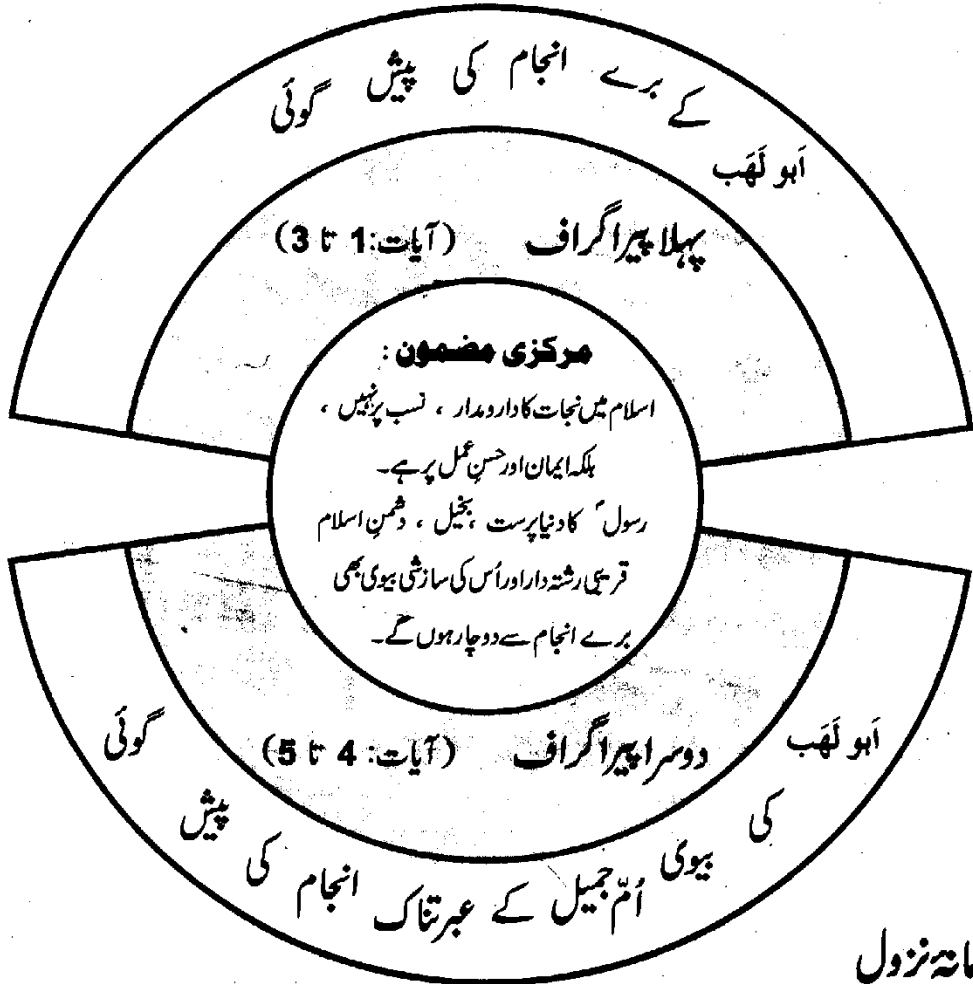
MACRO-STRUCTURE

ترتیبی نقشہ ربط

تظم جلی

111- سُورَةُ اللَّهَبِ

آیات : 5 مَكِّيَّةٌ پہرا گراف : 2



زمانہ نزول

سورۃ ﴿ابھی لہب﴾ غالباً رسول ﷺ کے قیام مکہ کے دوسرے دور میں اعلانیہ تبلیغ کے بعد 4 ہجری میں نازل ہوئی، جب آپ نے کوہ صفا پر چڑھ کر اعلانیہ تبلیغ کی، جس پر ابولہب نے آپ کے لیے ﴿تَبَّالْک﴾ کے الفاظ استعمال کیے۔ (صحیح بخاری: 4,687)

یا پھر ہو سکتا ہے، یہ سورت اس وقت نازل ہوئی، جب آپ ﷺ کو شعب ابی طالب میں تین (3) سال کے لئے (10؃7 نبوی) نظر بند کر دیا گیا تھا اور جب ابولہب نے خود اپنے خاندان بنی ہاشم کو چھوڑ کر کافروں کا ساتھ دیا تھا۔

سورة اَبی لَہب کا کتابی ربط

سورت ﴿الگوثر﴾ میں دشمن کی ابتری کی پیش گوئی تھی۔ اور سورت ﴿النصر﴾ میں فتح و نصرت کا مژدہ سنایا گیا۔

یہاں سورت ﴿ابی لہب﴾ میں اللہ اور رسول اللہ ﷺ، توحید اور اسلام کے ایک بڑے دشمن کا نام لے کر اُس کی اور اُس کی بیوی کی ہلاکت کی پیش گوئی کی گئی۔ اگلی سورت ﴿الاخلاص﴾ میں خالص توحید ذات کے عقیدے ہی کی وضاحت ہے، جس پر ابو لہب بیخ پا ہوا تھا۔

اہم کلیدی الفاظ اور مضامین

- 1- ﴿ابو لہب﴾ دشمن اسلام اور دشمن نبی، رسول ﷺ کا چچا، عبد العزیٰ بن عبد المطلب (کنیت ابو لہب) اور اس کی بیوی اُردویٰ بنتِ حُرب (اُخت ابی سفیان، کنیت اُم جمیل) کے برے انجام کے بارے میں پیش گوئی کی گئی ہے۔
- 2- ابو لہب وہ واحد دشمن ہے، جس کا نام لے کر قرآن میں مذمت کی گئی ہے، حالانکہ وہ رسول ﷺ کا چچا تھا اور نبی ہاشم سے تھا۔
- 3- اسلام میں نسب اور خاندان کے بجائے، ایمان اور عمل صالح کو اہمیت حاصل ہے۔

سورة اَبی لَہب کا نظم جلی

سورة اَبی لَہب دو (2) پیرا گرافوں پر مشتمل ہے۔

1- آیات 1 تا 3: پہلے پیرا گراف میں، ابو لہب کے بُرے انجام کی پیش گوئی کی گئی۔

ابو لہب کا مال اور اس کی کمائی اس کے کسی کام نہ آئی۔ وہ دوزخ کی آگ میں جلے گا۔
 ﴿تَبَّتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ وَتَبَّ ۝
 مَا أَغْنَىٰ عَنْهُ مَالُهُ وَمَا كَسَبَ ۝
 سَيَصْلَىٰ نَارًا ذَاتَ لَهَبٍ﴾
 ابو لہب کے دونوں ہاتھ ٹوٹ گئے اور وہ برباد ہو گیا۔
 نہ اُس کا مال اُس کے کام آیا اور نہ اُس کی کمائی۔
 وہ بھڑکتی ہوئی آگ میں داخل ہوگا۔

2- آیات 4 تا 5: دوسرے پیرا گراف میں، ابو لہب کی بیوی اُم جمیل کے عبرت ناک انجام کی پیش گوئی کی گئی۔

ابو لہب کی بیوی بھی بُرے انجام سے دوچار ہوگی، جو رسول کریم ﷺ کے لیے کانٹے چننا کرتی تھی۔
 ﴿وَأَمْرَأَتُهُ حَمَّالَةَ الْحَطَبِ ۝
 أَسْ كِي بِيوِي بِي، اِيندھن اُٹھاتے ہوئے

لِیْ جَبَدَہَا حَبْلٌ مِّنْ مَّسَدٍ ﴿۱﴾ اُس کی گردن میں بٹی ہوئی رسی ہوگی۔

مرکزی مضمون

اسلام میں نجات کا دار و مدار نسب اور خاندان پر نہیں ہے، بلکہ ایمان اور حسن عمل پر ہے۔ رسول کریم ﷺ کا سگا چچا اور اس کی بیوی تک، اپنے کفر اور اپنی بد اعمالیوں کے سبب دوزخ میں جائیں گے۔



FLOW CHART

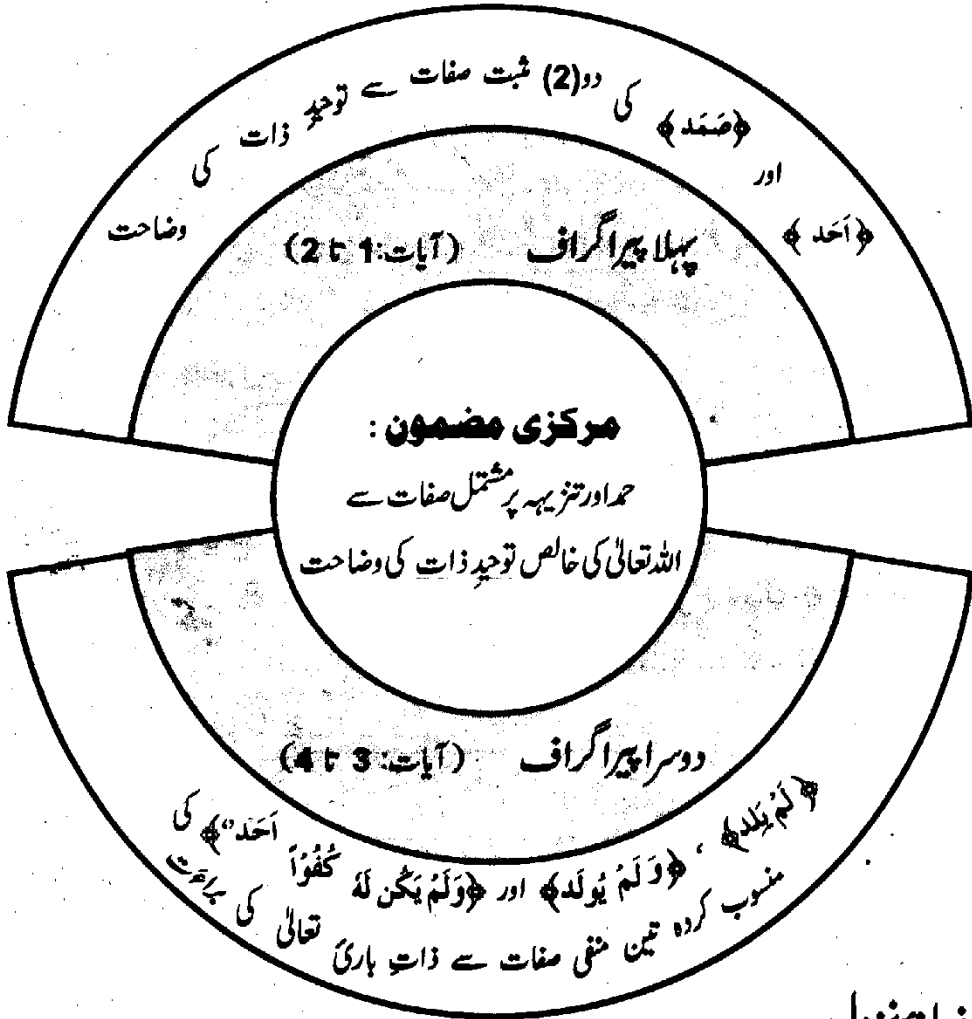
MACRO-STRUCTURE

ترتیبی نقشہ ربط

نظم جلی

112- سُورَةُ الْاِخْلَاصِ

آیات: 4 مَكِّيَّةٌ پیرا گراف: 2



زمانہ نزول

- 1- اعلانِ عام کے فوراً بعد، غالباً 4 نبوی میں نازل ہوئی، جب نو مسلم صحابہؓ کے لئے مخالفین کے شر کا آغاز ہو چکا تھا۔ اسی سورت کے ایک لفظ ﴿أَحَدٌ﴾ کی بازگشت، دورِ ستم کے آغاز کے بعد، حضرت بلالؓ کے ہونٹوں پر رہتی تھی جب قریش کا سردار امیہ بن خلف انہیں تھپی دھوپ پر لٹا کر سینے پر پتھر رکھ دیتا تھا۔
- 2- ﴿قُلْ﴾ کے ابتدائی لفظ سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ سورت غالباً اعلانِ عام کے بعد نازل ہوئی ہوگی۔

سورت کے فضائل

- 1- یہ سورت ایک تہائی قرآن کے برابر ہے۔ (صحیح بخاری: 4,726)
- 2- سورت ﴿الاخلاص﴾ ایک تہائی قرآن کے برابر ہے، رات میں سونے سے پہلے پڑھنا چاہیے۔ (صحیح مسلم: 1,922)
- 3- رسول اللہ ﷺ سیدِ فخر کی دوسری رکعت میں سورۃ الاخلاص پڑھا کرتے تھے۔ (صحیح مسلم: 1,723)
- 4- سورت الاخلاص کی محبت، انسان کو جنت میں لے جاتی ہے۔ (سنن ترمذی: 2,901، حسن صحیح)
- 5- وتر کی آخری رکعت میں بھی یہ سورت پڑھنا مسنون ہے۔ (سنن ابی داؤد: 1,426، صحیح)
- 6- طواف کے بعد پڑھی جانے والی سنتوں کی دوسری رکعت میں بھی یہ سورت پڑھنا مسنون ہے۔ (سنن ترمذی: 869، صحیح)
- 7- دس (10) مرتبہ سورۃ الاخلاص پڑھنے والے کے لیے جنت میں گھر تعمیر کیا جاتا ہے۔ (مسند احمد: 15,648، ضعیف)

سورۃ الاخلاص کا کتابی ربط

- 1- پچھلی سورتوں میں مشرکین مکہ اور قریشی قیادت کے کافرانہ اور مشرکانہ رویوں کا ذکر تھا، جو آپ ﷺ کی دعوتِ توحید کے نتیجے میں ظاہر ہو رہے تھے، یہاں سورت ﴿الاخلاص﴾ میں خالص ﴿توحید ذات﴾ بیان کی گئی ہے۔
- 2- اگلی دو سورتوں میں ﴿توحید ربوبیت﴾ کا ذکر ہے اور ہر قسم کے شر سے بچنے کے لیے، اسی بزرگ و برتر ہستی کی پناہ حاصل کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

اہم کلیدی الفاظ اور مضامین

- 1- اس سورت سے توحید ذات کے بارے میں مندرجہ ذیل باتیں معلوم ہوتی ہیں۔
اللہ تعالیٰ ﴿اَحَدٌ﴾ ہے۔ یعنی وہ نہ والا ہے، یکتا (Unique) ہے، یگانہ ہے، اُس جیسی کوئی ہستی نہیں ہے۔ وہ ایسا خالق (Creator) ہے، جس کی نظیر اور مثال، اُس کی کسی مخلوق (Creation) میں نہیں ہو سکتی۔
- 2- اللہ تعالیٰ ﴿الصَّمَدُ﴾ ہے۔ نہ اُس کے اندر سے کوئی چیز نکلی ہے اور نہ اُس کے اندر کوئی چیز داخل ہوئی ہے۔ وہ ایسا سردار اور ایسی بلند ہستی ہے، جس کے آگے ساری مخلوق محتاج ہے۔ وہ خود کسی کا محتاج نہیں۔
- 3- اللہ تعالیٰ ﴿لَمْ يَلِدْ﴾ ہے، اُس نے کسی کو نہیں جنا۔ یعنی وہ کسی کا باپ نہیں ہے، اُس کے اندر سے کوئی چیز برآمد نہیں ہوئی۔ اُس کا کوئی بیٹا یا بیٹی نہیں ہے۔ اولاد ماں باپ کا حصہ ہوتی ہے۔ اللہ کا کوئی جزو یا حصہ نہیں ہے۔ (Part)

4- اللہ تعالیٰ ﴿وَلَمْ يُولَدْ﴾ ہے۔ وہ خود کسی کے اندر سے برآمد نہیں ہوا۔ اُس کا کوئی باپ نہیں ہے۔ اُس کی کوئی ماں نہیں ہے۔ اُس نے کوئی چیز میراث میں نہیں پائی۔

یعنی اُس کے نسب کا سلسلہ ، نہ تو نیچے ہے اور نہ اوپر۔ یعنی نہ تو اللہ تعالیٰ میں کوئی چیز داخل ہوتی ہے اور نہ اللہ کے اندر سے کوئی چیز خارج ہوتی ہے۔ نہ وہ کھاتا ہے اور نہ پیتا ہے۔ پھر بتایا گیا ہے کہ

5- اُس کا کوئی ﴿كُفُو﴾ بھی نہیں ہے ، یعنی اُس جیسا کوئی نہیں۔ اُس کا نظیر کوئی نہیں۔ اُس کا ہمسرا اور اُس کے برابر بھی کوئی نہیں۔ اُس کے ہم پلہ اور ہم رتبہ کوئی نہیں۔ پہلے بتایا گیا تھا کہ اُس کا نسب اوپر کی طرف بھی کوئی نہیں اور اُس کا نسب نیچے کی طرف بھی کوئی نہیں ہے۔ اب بتایا جا رہا ہے کہ اُس کا نسب اُس کے متوازی بھی کوئی نہیں ہے۔ یعنی اُس کا کوئی بھائی بھی نہیں ہے اور کوئی بیوی بھی نہیں ہے۔

سورة الاخلاص کا نظم جلی

سورة الاخلاص دو (2) ہیرا گرافوں پر مشتمل ہے۔

1- آیات 2 تا 1: پہلے ہیرا گراف میں، ﴿اَحَدٌ﴾ اور ﴿الصَّمَدُ﴾ کی دو (2) مثبت صفات سے ﴿توحید ذات﴾ کی وضاحت کی گئی ہے۔

﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ﴾ (1) ”کہیے ! وہ اللہ ہے ، یکتا۔

﴿اللَّهُ الصَّمَدُ﴾ (2) اللہ سب سے بے نیاز اور سب اس کے محتاج ہیں۔“

2- آیات 3 تا 4: دوسرے ہیرا گراف میں، ﴿توحید تنزیہ﴾ کا مضمون ہے۔

﴿لَمْ يَلِدْ﴾، ﴿وَلَمْ يُولَدْ﴾ اور ﴿وَلَمْ يَكُنْ لَهٗ كُفُوًا أَحَدٌ﴾ کی تین (3) منفی صفات سے براءت کا اظہار کیا گیا ہے، جو اللہ تعالیٰ کی بے عیب ہستی کے ساتھ منسوب کی جاتی ہیں۔

﴿لَمْ يَلِدْ﴾ ، ﴿وَلَمْ يُولَدْ﴾ (3) نہ اس کی کوئی اولاد ہے، اور نہ وہ کسی کی اولاد۔

﴿وَلَمْ يَكُنْ لَهٗ كُفُوًا أَحَدٌ﴾ (4) اور کوئی اس کا ہمسرا نہیں ہے۔“

مرکزی مضمون

انسان کو ﴿حَمْد﴾ اور ﴿تَنْزِيہ﴾ کی صفات پر مشتمل، اللہ تعالیٰ کی خالص توحید ذات کا صحیح عقیدہ

اختیار کرنا چاہیے۔



FLOW CHART

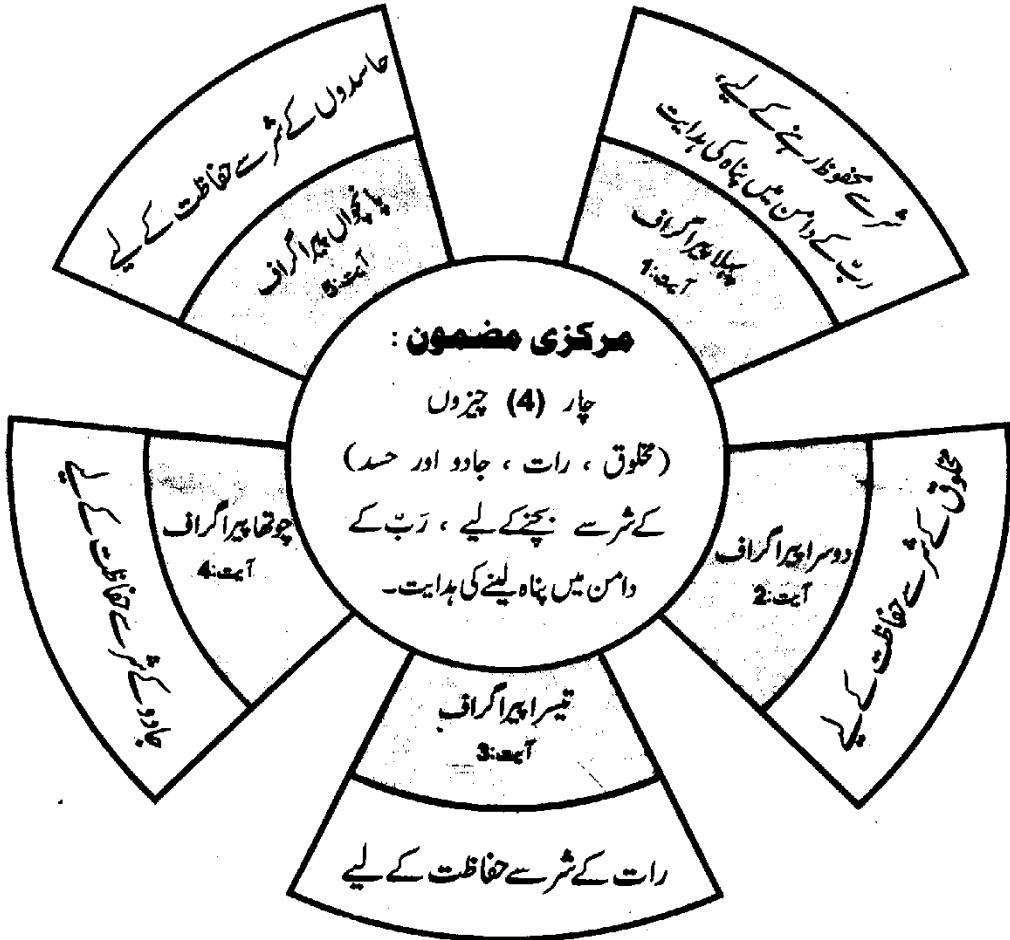
MACRO-STRUCTURE

ترتیبی نقشہ ربط

نظم جلی

113- سُورَةُ الْفَلَق

آیات: 5 مِکِّيَّةٌ پیرا گراف: 5



زمانہ نزول

سورت ﴿الْفَلَق﴾ اعلان عام کے بعد آپ ﷺ کے قیام مکہ کے دوسرے دور (4 تا 5 نبوی) میں نازل ہوئی، جب رسول اللہ ﷺ اور نو مسلم صحابہ کے لئے مخالفین کے شر کا آغاز ہو چکا تھا۔

﴿آخری تین سورتوں اور مُعوذّ تین کے فضائل﴾

- 1- رسول اللہ ﷺ نے مرض موت میں ان دونوں سورتوں ﴿مُعَوِذُ تین﴾ کو پڑھ کر اپنے آپ پر دم کیا تھا۔
(صحیح بخاری: 4,175)
- 2- رسول اللہ ﷺ سونے سے پہلے ﴿سورۃ الاخلاص، سورۃ الفلق، اور سورۃ الناس﴾ پڑھ کر پھونکتے اور اپنے چہرے اور جسم پر ہاتھ بھیر لیتے۔
(صحیح بخاری: 5,960)
- 3- آفاتِ ساوی میں سورت ﴿الفلق﴾ اور سورت ﴿الناس﴾ اپنے پڑھنے والے کو پناہ فراہم کرتی ہیں۔
(ابوداؤد: 1,465، صحیح)
- 4- آپ ﷺ نے ہر (فرض) نماز کے بعد ان دو سورتوں کو پڑھنے کا حکم دیا ہے۔ (سنن نسائی: 1,259، صحیح)

﴿سورۃ الفلق کا کتابی ربط﴾

- 1- پہلی سورت ﴿الاخلاص﴾ میں خالص ﴿توحید ذات﴾ کا ذکر تھا، یہاں سورۃ ﴿الفلق﴾ میں ﴿توحید ربوبیت﴾ کے ساتھ چار (4) قسم کے شر سے بچنے کی ہدایت کی گئی ہے۔
- 2- اگلی سورت ﴿الناس﴾ میں تین (3) چیزوں کے شر سے پناہ مانگنے کا حکم دیا گیا ہے۔

﴿اہم کلیدی الفاظ﴾

- 1- ﴿عَاذُ﴾، ﴿بِعُوذُ﴾، عُدّ: کسی آفت سے بچنے کے لیے، کسی دوسری بڑی اور طاقتور ہستی کی پناہ حاصل کرنا۔
- 2- ﴿عَاسِقُ﴾: رات، جب وہ شفق کی سرخی کو مٹا کر اپنی تاریکی کو مزید گہرا کر دے۔
- 3- ﴿وَلَبَّ﴾، ﴿وَلَقُوبُ﴾: غروب ہونا، چھپ جانا۔
- 4- ﴿نَفَاثُ﴾: اسمِ مبالغہ، پھونکنے والا، جادوگر۔ ﴿نَفَاثُ﴾: مَوْنُٹ پھونکنے والیاں
- 5- ﴿عُقْدَةُ﴾: ﴿عُقْدَةُ﴾ کی جمع، گرہیں، گتھیاں۔
- 6- ﴿رَبُّ﴾: ﴿رَبُّ﴾ کا لفظ پانچ (5) مفہوموں پر مشتمل ہے۔ اس سورت اور اگلی سورت میں ربوبیت کا حوالہ ہے اور ﴿رَبُّ﴾ کے دامن میں پناہ لینے کی ہدایت ہے، اس لیے ضروری ہے کہ ﴿رَبُّ﴾ کے تمام مفہیم پیش نظر ہوں۔

(1) پروردگار، نشوونما دینے والا، بڑھوتری کرنے والا، (Sustainer) (2) خبرگیری، دیکھ بھال اور اصلاح کرنے والا۔ (Maintainer) (3) بالادستی اور فوقیت رکھنے والا، سردار، حکم چلانے والا، تصرف

کرنے والا، جو پناہ دے سکے۔ (4) سمیٹنے والا، جمع کرنے والا، فراہم کرنے والا

(Provider)۔ (5) مالک (Owner)، آقا (Lord)

اہم مضامین

- 1- قرآن کی ان آخری دوسورتوں میں، چند منفی قوتوں سے بچاؤ اور حفاظت کا حکم دیا گیا ہے۔
- 2- جب کوئی مسلمان قرآن مجید کے احکام پر عمل کرنے کی کوشش کرتا ہے تو بہت ساری منفی قوتیں اس کے حوصلے کو پست کرتی ہیں، اسے پریشان کرتی ہیں اور اس کی راہ میں رکاوٹ بن جاتی ہیں، اس لیے قرآن کے آخر میں حفاظت کا نسخہ تجویز کیا گیا ہے۔

سورة الفلق کا نظم جلی

سورة ﴿الفلق﴾، ایک استعاذہ ہے اور پانچ (5) آیات پر مشتمل ہے۔

1- آیت 1: پہلی آیت میں، شر سے محفوظ رہنے کے لیے اپنے ﴿رب﴾ کے دامن میں پناہ کی ہدایت کی گئی۔

﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾ (1) ”کہیے: میں پناہ مانگتا ہوں، صبح کے رب کی۔“ (نمودار کرنے والے کی) ﴿رَبِّ الْفَلَقِ﴾ وہ ہستی ہے، جو صبح کو نمودار کر کے انسان کو خوف سے نجات دلاتی ہے۔

2- آیت 2: دوسری آیت میں، ہر قسم کی مخلوق ﴿مَا خَلَقَ﴾ کے شر سے حفاظت کے لیے خالق ﴿رب﴾ کے دامن میں پناہ کا حکم دیا گیا ہے۔

﴿مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ﴾ (2) ہر مخلوق کے ہر فتنے اور شر سے (ہر اس چیز کے شر سے، جو اس نے پیدا کی ہے) مخلوق کے شر میں، تمام مخلوقات کا شر شامل ہے۔ جیسے انسان، ہٹات، موذی جانور (شیر، چیتا، سانپ، بچھو)،

کیڑے مکوڑے (Insects) جراثیم، بیکٹیریا (Bacteria)، فنگس (Fungus)، وائرس (Virus) زہریلے مادے، بخارات (Gases) اور بے شمار وہ چیزیں جنہیں ہم جانتے ہیں اور جنہیں ہم نہیں جانتے وغیرہ وغیرہ۔

3- آیت 3: تیسری آیت میں، رات کی گہری تاریکی کے شر سے حفاظت کے لیے خالق کے دامن میں پناہ کا حکم دیا گیا ہے۔

﴿وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ إِذَا وَقَبَ﴾ (3) ”اور رات کی تاریکی کے شر سے (جب وہ چھا جائے)۔“

تمام چوراچکے، شیاطین جن دانس اور موذی کیڑے مکوڑے رات کی تاریکی ہی میں انسان کے لیے شر کا سبب بنتے ہیں۔ ان میں بعض مخلوقات (Nocturnal) ایسی ہیں، جو صرف رات کو دیکھ سکتی ہیں۔

4- آیت 4: چوتھی آیت میں جادو کے شر سے حفاظت کے لیے خالق ﴿رب﴾ کے دامن میں پناہ کا حکم دیا گیا ہے۔

﴿وَمِن شَرِّ النَّفَّاثَاتِ فِي الْعُقَدِ﴾ (4) اور گرہوں میں پھونکنے والوں (یا دالیوں) کے شر سے (جادو کے شر سے)

شریر جنات اور شریر انسانوں کی ایک مذموم کارستانی ہے، جس سے انسانوں پر برے اثرات مرتب ہوتے ہیں، ایسا جادو، جو گرہوں پر پھونک کر کیا جاتا ہے۔

5- آیت 5: پانچویں اور آخری آیت میں، حاسدوں کے شر سے حفاظت کے لیے خالق ﴿رب﴾ کے دامن میں پناہ کا حکم دیا گیا ہے۔

﴿وَمِن شَرِّ حَاسِدٍ إِذَا حَسَدَ﴾ (5) اور حاسد کے شر سے، جب کہ وہ حسد کرے۔“
حاسد کا شر بھی، بدخواہی کے جذبے ہی سے پیدا ہوتا ہے۔

مرکزی مضمون

انسان کو چار (4) چیزوں (یعنی مخلوقات، رات، جادو اور حاسد) کے شر سے بچنے کے لیے، اپنے ﴿رب﴾ اللہ کے دامن میں پناہ لیتے ہوئے، توحید ربوبیت اختیار کرنا چاہیے۔
﴿خالق﴾ ہی وہ عظیم اور برتر ہستی ہے، جو ﴿مخلوقات﴾ کے شر سے حفاظت عطا کر سکتی ہے۔



FLOW CHART

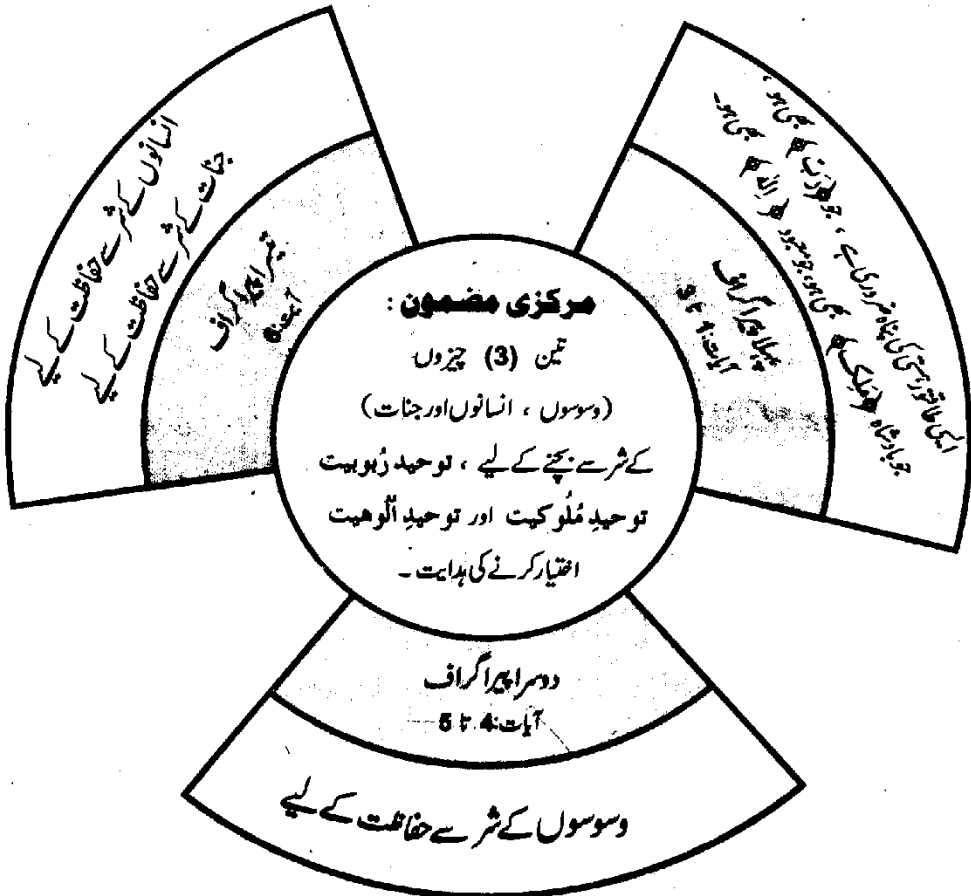
MACRO-STRUCTURE

ترتیبی نقشہ ربط

نظم جلی

114- سُورَةُ النَّاسِ

آیات: 6 مِکِّيَّةٌ پیرا گراف: 3



زمانہ نزول

سورت ﴿النَّاسِ﴾ بھی، اعلانِ عام کے بعد آپ ﷺ کے قیام مکہ کے دوسرے دور (5۶4 ہجری) میں نازل ہوئی، جب رسول اللہ ﷺ اور نو مسلم صحابہؓ کے لئے مخالفین کے شر کا آغاز ہو چکا تھا۔

سورة النَّاسِ کا کتابی ربط

- 1۔ پہلی سورت ﴿الْفَلَق﴾ میں ﴿توحید ربوبیت﴾ کا ذکر تھا۔ یہاں قرآن کی اس آخری سورت ﴿الناس﴾ میں، ﴿توحید ربوبیت﴾ کے ساتھ ﴿توحید الوہیت﴾ کا اور ﴿توحید ملوکیت﴾ یعنی توحید حاکمیت کا ذکر بھی ہے، جس کے ذریعے سے انسانوں اور جنات کے شر پر قابو پایا جاسکتا ہے۔
- 2۔ قرآن کی پہلی سورت ﴿الفاتحہ﴾ کا آغاز بھی ﴿توحید ربوبیت﴾ سے ہوا ہے۔ اللہ کی مکمل معرفت کے زینے کی پہلی سیڑھی احساس ربوبیت ہے۔

اہم کلیدی الفاظ اور مضامین

- 1۔ ﴿رَبِّ﴾: پروردگار، نشوونما دینے والا، خبر گیری، دیکھ بھال اور اصلاح کرنے والا، بالادستی اور فوقیت رکھنے والا، سردار، حکم چلانے والا، تصرف کرنے والا، جو پناہ دے سکے آقا۔
- 2۔ ﴿مَلِكٍ﴾: بادشاہ، با اختیار حاکم، صاحب اقتدار، سب سے بڑی قوت، جو پناہ دے سکے۔
- 3۔ ﴿إِلَهِ﴾: الہ کا مطلب سات (7) مفاہیم پر مشتمل ہے۔ (1) پناہ دینے والا (2) سکون بخشنے والا (3) حاجت روائی کرنے والا (4) پُر اسرار (5) جس کو جاننے کے لیے لوگ متلاشی اور مشتاق ہوں، (6) بالاتر اور بالادست قوت، جو پناہ دے سکے (7) معبود، جس کی اطاعت و عبادت کی جائے۔
- 4۔ ﴿وَمُبَوَّسَةٍ﴾: پوشیدہ آواز، محسوس نہ ہونے والی حرکت۔
- 5۔ ﴿خَنَاسٍ﴾: چھپ چھپ کر، دُک کر بار بار حملہ کرنے والا۔

سورة النَّاسِ کا نظم جلی

سورة النَّاسِ بھی واسِعْعَادَہ ہے اور سورة النَّاسِ تین (3) پیرا گرافوں پر مشتمل ہے۔

1- آیات 3:1 پہلے پیرا گراف میں، بتایا گیا کہ ایسی طاقتور ہستی کی پناہ ضروری ہے، جو لوگوں کا ﴿رَبِّ﴾ بھی ہو، جو بادشاہ ﴿مَلِكٍ﴾ بھی ہو اور جو معبود ﴿إِلَهِ﴾ بھی ہو۔ اللہ کی ہستی، ایسی ہی غیر معمولی اور عظیم الشان طاقت رکھنے والی ہستی ہے

﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾ (آیت: 1) کہیے: میں پناہ مانگتا ہوں! انسانوں کے رب کی

انسانوں کے بادشاہ کی!

انسانوں کے حقیقی معبود کی!

یہ سورت ﴿توحید ربوبیت﴾، ﴿توحید ملوکیت﴾ اور ﴿توحید الوہیت﴾ کی جامع ہے۔ یہاں انسانوں

سے مطالبہ کیا گیا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کو انسانوں کا رب، انسانوں کا ﴿مَلِک﴾ یعنی بادشاہ اور انسانوں کا ﴿إِلَہ﴾ تسلیم کرتے ہوئے، اس کی بڑائی، بزرگی اور طاقت پر ایمان لا کر، پریشانیوں، مصیبتوں اور تکلیفوں میں اس کا دامن پکڑیں۔ اُسی کے حفظ و امان میں آئیں۔ انسانوں اور جنات کے شر سے بچنے کے لیے، اللہ ہی سے مدد طلب کریں۔

2- آیات 4 تا 5: دوسرے پیرا گراف میں، ﴿مَنْ شَرَّ الْمُؤْمِنِ الْخَنَّاسِ﴾ دوسو سے پیدا کرنے والے کے شر سے حفاظت کے لیے اللہ کی پناہ حاصل کرنے کا حکم ہے۔

﴿مَنْ شَرَّ الْمُؤْمِنِ الْخَنَّاسِ﴾ (آیت: 4) ”اُس دوسوے ڈالنے والے کے شر سے، جو بار بار پلٹ کر آتا ہے۔“ (دبک جانے والے کی آفت سے)

﴿الَّذِي يُؤْمِسُ فِي صُدُورِ النَّاسِ﴾ (5) ”جو لوگوں کے دلوں میں، دوسوے ڈالتا ہے۔“
دوسووں کی جگہ انسان کا سینہ اور اس کا دل ہے۔ ﴿دوسوے﴾ دراصل ابلیس کا طریقہ واردات ہے، جس سے اس نے حضرت آدمؑ اور حضرت حواؑ کو گمراہ کر کے ممنوعہ درخت کا پھل کھانے پر اکسایا، انہیں بے لباس کیا۔ ابلیس ہی فحاشی اور عریانی کا موجد ہے۔

3- آیت 6: تیسرے اور آخری پیرا گراف میں، جو آخری آیت پر مشتمل ہے، انسانوں اور جنات کے شر سے حفاظت کے لیے اللہ کے دامن میں پناہ لینے کی ہدایت کی گئی ہے۔ ﴿مِنْ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ﴾

﴿مِنْ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ﴾ (آیت: 6) ”خواہ وہ جنوں میں سے ہو، یا انسانوں میں سے۔“

مرکزی مضمون

دوسووں کے علاوہ انسانوں اور جنات کے شر سے بچنے کے لیے، اللہ کے دامن میں پناہ لینا چاہیے، جو انسانوں کا ﴿رب﴾ بھی ہے، بادشاہ بھی ہے اور ﴿إِلَہ﴾ بھی ہے۔



خلیل الرحمن چشتی صاحب کی کتابوں کا مختصر تعارف

1- قواعد زبان قرآن (حصہ اول):

خلیل الرحمن چشتی صاحب کی قواعد زبان قرآن (اول و دوم) کو بڑی مقبولیت حاصل ہوئی، نہایت ہی کم وقت میں اس کے کئی ایڈیشن شائع ہوئے، جبکہ کتاب دو ضخیم جلدوں پر یعنی ہر جلد تقریباً آٹھ سو (800) صفحات پر مشتمل ہے۔ اس کتاب میں عربی کے قواعد بیان کرنے کے بعد، کثرت سے قرآنی مثالیں پیش کی گئی ہیں۔

یہ اللہ کے کلام کی برکت ہے اور اللہ کے کلام کو سمجھنے کے لیے تعلیم یافتہ افراد میں پایا جانے والا شوق بے پایاں ہے۔ نئی زبان کو سیکھنا آسان کام نہیں ہے۔ گرامر یعنی قواعد ایک خشک موضوع ہے۔ اس کتاب کی ترتیب میں مرتب نے قواعد کی تمام پرانی کتابوں کو پیش نظر رکھا ہے اور ان سب سے استفادہ کیا ہے۔ مولانا امین احسن اصلاحیؒ کے شاگرد مولانا خالد مسعودؒ نے اس کتاب پر تبصرہ کرتے ہوئے اس کی یہ خصوصیت بتائی ہے کہ مرتب نے طالب علم کی توجہ صرف اسی نکتے پر مرکوز رکھی ہے، جو وہ اسے پڑھانا چاہتا ہے۔ مرتب کی خواہش یہ ہوتی ہے کہ وہ نکتہ، وہ قاعدہ اور وہ کلیہ پوری طرح گرفت میں آجائے۔ مثالوں کی کثرت سے اس میں بڑی مدد ملتی ہے۔ حافظ قرآن کے لیے تو یہ کتاب اکسیر ہے۔ تھوڑی سی محنت کر لے تو وہ تمام قواعد پر دسترس حاصل کر سکتا ہے۔ مرتب کے پیش نظر جدید تعلیم یافتہ افراد اور بالغ مبتدی ہیں۔ یہ کتاب بنیادی طور پر انہی کے لیے مفید ہے، لیکن دینی مدارس کے طلبہ بھی اس سے بھرپور استفادہ کر سکتے ہیں۔

2- قواعد زبان قرآن (حصہ دوم)

قواعد زبان قرآن حصہ دوم میں، ثلاثی مزید کے بارہ (12) ابواب میں ہر باب کی سات سات قسمیں، کئی کئی قرآنی مثالوں کے ساتھ کھول دی گئی ہیں اور حروف پر بحث کی گئی ہے۔ اردو زبان میں ہماری معلومات کی حد تک یہ پہلی مفصل کوشش ہے۔

3- قرآنی سورتوں کا نظم جلی:

اس کتاب میں قرآن کی تمام ایک سو چودہ (114) سورتوں کا نظم جلی (Macro-Structure) بیان کیا گیا ہے۔ ہر سورۃ کے مضامین کو مختلف پیرا گرافوں میں تقسیم کر کے مرکزی مضمون کی وضاحت کی گئی ہے۔ سب سے پہلے سورت کے زمانہ نزول کا تعین صحیح احادیث اور خود قرآن کی داخلی شہادتوں کی روشنی میں کیا گیا ہے۔ صحیح احادیث کی روشنی میں بعض

سورتوں کے فضائل بیان کیے گئے ہیں۔ پچھلی سورت اور اگلی سورت سے کتابی ربط کی وضاحت کی گئی ہے۔ ہر سورت کے اہم اور کلیدی الفاظ اور مضامین کو کھولا گیا ہے۔ ہر پیرا گراف کا مختصر خلاصہ پیش کر کے آخر میں سورت کے مرکزی مضمون پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

4۔ آسان اصول تفسیر:

قرآن فہمی کے سلسلے میں بعض اساتذہ شیخ الاسلام امام ابن تیمیہؒ کا مقدمہ پڑھاتے ہیں، دوسری طرف ﴿الفوز الکبیر﴾ میں بیان کردہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلویؒ کے اصول کا خلاصہ پیش کرتے ہیں، تیسری طرف بعض اساتذہ عظیم قرآن کے حوالے سے مولانا حمید الدین فراہیؒ کے اسلوب کو پیش نظر رکھتے ہیں اور چوتھے مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ نے چار بنیادی اصطلاحوں اور تفہیم القرآن میں تفسیر کا جو نیا منہج اختیار کیا ہے، وہ بھی پیش نظر رکھتے ہیں، جس سے صحیح عقیدے اور اتباع سنت رسول اللہ ﷺ کے علاوہ، قرآن کا سماجی، سیاسی اور معاشی شعور بھی حاصل ہوتا ہے۔

مندرجہ بالا چار بزرگوں کے اصولوں کو جمع کر کے یہ رسالہ ﴿آسان اصول تفسیر﴾ مرتب کیا گیا ہے اور مثالیں دی گئی ہیں تاکہ قرآن کا طالب علم بڑی بڑی غلطیوں سے بچ سکے۔

5۔ درس قرآن کی تیاری کیسے؟

قرآن فہمی کے حوالے سے، ﴿قواعد زبان قرآن﴾ کے علاوہ، خلیل الرحمن چشتی صاحب کی دوسری اہم کتاب ﴿درس قرآن کی تیاری کیسے؟﴾ ہے۔ الحمد للہ اس کتاب کو بھی عوامی مقبولیت حاصل ہوئی اور اس کے کئی ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔ کسی مخصوص سورت کا درس دینا ہو، یا کسی موضوع پر قرآنی درس دینا ہو، دونوں سورتوں میں مدرس قرآن کے لیے یہ کتاب مفید ہے۔ چند مشہور اردو تفاسیر کا تعارف کرایا گیا ہے اور مدرس کے لیے معاون کتابوں کی رہنمائی بھی کی گئی ہے۔

6۔ سورۃ لیس:

قرآنی سورتوں کے نظم جلی (Macro-Structure) اور نظم خفیف (Micro-Structure) کے تعارف کے لیے بطور مثال ﴿سورۃ لیس﴾ کی تفسیر شائع کی گئی ہے، جو کورسز کے دوران میں پڑھائی جاتی ہے۔ چونٹھ (64) صفحات پر مشتمل یہ کتابچہ، سورت کے مرکزی مضمون، سورت کی صوتیات، سورت کی جلالی فضا، سورت کے مضامین اور سورت کی بلاغت پر بحث کرتا ہے۔ عربی متن کے ساتھ ترجمہ بین السطور ہے، درمیان میں عنوانات دے دیے گئے ہیں، تاکہ طالب علم مضامین کو بھی ساتھ ساتھ ذہن نشین کرتا جائے۔

7- قیادت اور ہلاکتِ اقوام:

فہم قرآن کے حوالے سے خلیل الرحمن چشتی صاحب کی ایک اور اہم کتاب ﴿قیادت اور ہلاکتِ اقوام﴾ ہے۔ جو لوگ توجہ سے اس کتاب کو پڑھیں گے، وہ قرآن مجید سے جدید دور کے مسائل کے سلسلے میں رہنمائی حاصل کرنے کے فن سے ان شاء اللہ آشنا ہو جائیں گے۔

دوسرے (200) صفحات پر مشتمل یہ کتاب سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کی صفاتِ عدل پر روشنی ڈالتی ہے، پھر مختلف قوموں کی ہلاکت کی تاریخ بیان کرتی ہے، پھر ہلاکت کے بیس (20) سے زیادہ اسباب پر روشنی ڈالتی ہے۔ ہلاکت کے اصول، ہلاکت کے مقاصد اور ہلاکت کا طریقہ کار بیان کرنے کے بعد مسلم قیادت کو غور و فکر کی دعوت دیتی ہے کہ قرآن مجید کی تعلیمات کی روشنی میں قیادت کا لائحہ عمل کیا ہونا چاہیے۔

8- حدیث کی اہمیت اور ضرورت:

اصول حدیث اور اصطلاحات حدیث بھی ایک اذق مضمون ہے۔ صحیح حدیث کی تعریف کیا ہے؟ حسن کسے کہتے ہیں؟ ضعیف کی کتنی قسمیں ہیں۔ موضوع (Fabricated) احادیث کیا ہوتی ہے؟ یہ کتاب ان سب کی وضاحت کرتی ہے۔ روایتِ احادیث کے سلاسل کو سمجھنا بھی ایک مبتدی کے لیے دشوار مرحلہ ہوتا ہے۔ اس فن کو بھی آسان کرنے کے لیے یہ کتاب ﴿حدیث کی اہمیت اور ضرورت﴾ مرتب کی گئی ہے۔

الحمد للہ اس کتاب کے بھی کئی ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں اور کئی مدارس کے نصاب میں بھی یہ کتاب شامل کر لی گئی ہے۔ انگریزی اور سندھی میں اس کا ترجمہ ہو چکا ہے۔ سلاسلِ احادیث کو سمجھنے کے لیے آسان چارٹ بنادیے گئے ہیں، تاکہ کتب مشہورہ کے راویوں سے لے کر رسول اللہ ﷺ تک سند کے اتصال کو واضح کیا جائے۔ صحابہؓ تابعینؓ، تبع تابعینؓ اور تبع تبع تابعینؓ اور دیگر مشہور محدثین کا اختصار سے تذکرہ کیا گیا ہے۔ مگر مبن حدیث کے چند مشہور اور بنیادی اعتراضات کا جواب دیا گیا ہے۔ تین سو چوراسی (384) صفحات پر مشتمل دسواں ایڈیشن جدید اضافوں سے مزین ہے۔ مہران اکیڈمی شکار پور، سندھ نے اس کتاب کا سندھی ترجمہ بھی شائع کر دیا ہے۔ انگریزی ترجمہ امریکہ اور کینیڈا میں مقبول ہے۔

9- معارفِ نبوی ﷺ:

حفظ کے مقصد کے تحت پانچ سو (500) سے زائد مختصر احادیث کا مجموعہ ﴿معارفِ نبوی ﷺ﴾ کے نام سے شائع کیا گیا ہے۔ کوشش کی گئی ہے کہ احادیث مختصر ہوں اور متنوع ہوں، تاکہ دین کا مجموعی نظام سامنے آجائے۔ اسلام، ایمان،

وحی، علم، دعوت و تبلیغ، ارکان اسلام، احسان، اذکار و اوراد، معاشرت، اخلاقیات، معاملات، اجتماعیت، سمع و طاعت، امیر اور مأمور کے فرائض، شوریائیت اور جہاد کے موضوعات پر مبنی یہ کتاب تقریباً چار سو (400) صفحات پر مشتمل ہے۔ عربی متن کی کتابت کرائی گئی ہے۔ اردو کے علاوہ انگریزی ترجمہ بھی کتاب کی زینت ہے۔ عام مسلمانوں کے علاوہ اردو میڈیم اور انگریزی میڈیم کے طلباء و دلوں اس سے استفادہ کر سکتے ہیں۔ احادیث کی تخریج کر کے مکمل حوالے دیے گئے ہیں۔

نوجوانوں کے لیے یہ کتاب نہایت مفید ہے، وہ ان چھوٹی چھوٹی حدیثوں کو زبانی یاد کر کے رسول ﷺ اور آپ کی سنتوں سے محبت قائم کر سکتے ہیں۔

10۔ توحید اور شرک کی مختلف قسمیں:

عقیدہ توحید پر بے شمار کتابیں لکھی گئیں ہیں اور لکھی جاتی رہیں گی۔ اسلام کے نزدیک یہ وہ بنیادی عقیدہ ہے، جس کے بغیر کوئی انسان جنت میں داخل ہی نہیں ہو سکتا ہے۔ اس موضوع پر حضرت شاہ اسماعیل شہیدؒ اور شیخ محمد بن عبد الوہابؒ کی کتابیں دنیا میں بہت مشہور ہوئیں۔ دوسو (200) صفحات پر مشتمل یہ کتاب توحید اور شرک کی مختلف قسمیں کے اس لحاظ سے بہت ہی منفرد ہے کہ اس میں بنیادی طور پر قرآن مجید کی محکم آیات کی روشنی میں، توحید ذات، توحید اسماء و صفات، توحید تنزیہ، توحید صفتِ علم، توحید صفتِ اختیار، توحید الوہیت، توحید ربوبیت، توحید دعاء، توحید استغفار اور توحید تشریع یعنی توحید حاکمیت پر مفصل بحث کر کے اس کے مقابل شرک کی مختلف قسموں کی وضاحت کی گئی ہے۔ جدید ایڈیشن میں مزید اضافے کیے گئے ہیں۔

11۔ رسالت اور منصب رسالت:

دین اسلام کو سمجھنے کے لیے عقیدہ توحید، عقیدہ رسالت اور عقیدہ آخرت کو سمجھنا نہایت ضروری ہے۔ یہ مختصر رسالہ، سب سے پہلے یہ بتاتا ہے کہ شاعر، عابد، جوگی، فلسفی اور نبی و رسول میں بنیادی فرق کیا ہوتا ہے۔ پھر رسولوں کے بارے میں قرآنی آیات کی روشنی میں وضاحت کرتا ہے کہ یہ کون ہوتے ہیں؟ یہ دنیا میں کس لیے آتے ہیں؟ رسولوں کی ذمہ داریاں کیا ہوتی ہیں؟ آخر میں نبی اکرامؐ کی ذمہ داریوں اور ان کی رسالت کی خصوصیات پر بحث کی گئی ہے۔

12۔ آخرت اور فکر آخرت:

اس رسالے کے اب تک کئی ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔ یہ رسالہ دنیا اور آخرت کی حقیقت بیان کرنے کے

بعد آخرت کے مختلف مراحل سے بحث کرتا ہے۔ قبر کی زندگی، روز قیامت کی عدالت، جنت کی مادی اور روحانی نعمتیں، دوزخ کی مادی اور روحانی سزائیں اس کتاب کے اہم ترین موضوعات ہیں۔ قرآن مجید کی محکم آیات کی روشنی میں، اُن بڑے بڑے گناہوں کی وضاحت کی گئی ہے جو دوزخ کے عذاب کا سبب بن سکتے ہیں۔

13۔ اسلام میں نجات کا تصور اور عقیدہ شفاعت:

اسلام میں نجات (Salvation) کی تین (3) بنیادیں ہیں۔ اولاً ایمان اور صحیح عقیدہ توحید، ثانیاً آخری رسول حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی سنت کے مطابق اعمال، جنہیں قرآن مجید اور اہل الصالحات کہتا ہے اور ثالثاً اللہ تعالیٰ کی رحمت۔ یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ پھر رسول اللہ ﷺ کی شفاعتِ عظمیٰ اور علماء، شہداء، صالحین وغیرہ کی شفاعت کیا مرتبہ اور مقام رکھتی ہے؟ یہ کتاب اس طرح کے سوالوں کا جواب دیتی ہے۔ قرآن مجید اور صحیح اور مستند احادیث کی روشنی میں شفاعت کی مختلف نوعیتوں کی وضاحت کی گئی ہے اور اُن اعمال پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے، جو قیامت کے دن ایک مسلمان کی سفارش اور شفاعت کریں گے۔

14۔ تزکیہ نفس:

اصلاحِ ذات، فردغِ ذات اور تحسینِ ذات کے حوالے سے چشتی صاحب کی اہم ترین کتاب ﴿تزکیہ نفس﴾ ہے یہ کتاب تین مباحث پر مبنی ہے۔

(1) تزکیہ نفس کا مفہوم اور ماہیت۔ (2) تزکیہ کے اصول و قواعد

(3) تزکیہ نفس کے بارہ (12) عملی تدبیریں

تصوف اور تزکیہ نفس کے سلسلے میں افراط و تفریط عام ہے۔ دوسو تیس (230) صفحات پر مشتمل اس کتاب میں، قرآن مجید کے محکم دلائل اور مستند اور صحیح احادیث کی روشنی میں فردغِ ذات اور تحسینِ ذات کے خالص مسنون طریقوں کو اجاگر کیا گیا ہے۔

15۔ نماز کی ظاہری ہیئت اور معنویت:

نماز کے موضوع پر دنیا میں کئی ہزار کتابیں لکھی گئیں ہیں اور قیامت تک لکھی جاتی رہیں گی، لیکن ایک سواٹھارہ (118) صفحات پر مشتمل یہ کتاب، ایک منفرد چیز ہے۔ نہایت اختصار کے ساتھ نماز کے تمام ارکان کی ظاہری ہیئت کو صحیح اور مستند احادیث کی روشنی میں واضح کیا گیا ہے۔ ہر رکن کی معنویت کو اجاگر کیا گیا ہے۔ اس کتاب کی تصنیف کا بنیادی مقصد

یہ ہے کہ اس کتاب کو پڑھنے والا اپنی نماز کے معیار (Quality) کو بہتر بنا سکے۔ جو شخص اس کتاب کی ساری مسنون دعاؤں کو یاد کر لے گا، ان کا ترجمہ ذہن نشین کر لے گا اور پھر خشوع اور خضوع کے ساتھ اپنی نماز کو ادا کرنے کی کوشش کرے گا، وہ یقیناً دن بہ دن اپنی نماز کو بہتر بناتا جائے گا۔

16۔ اتفاق فی سبیل اللہ:

توحید اور نماز کے بعد، انسان سے خالق کائنات کا تیسرا مطالبہ ﴿اتفاق﴾ کا ہے۔ زکوٰۃ اسلام کا تیسرا رکن ہے۔ ایک سو پچاس (142) صفحات پر مشتمل یہ کتاب اسماک، بجل، شح نفس وغیرہ کی تعریف کر کے عام اتفاق اور اتفاق فی سبیل اللہ کے فرق کو نمایاں کرتی ہے۔ اتفاق کے بنیادی اصول بیان کرنے کے بعد، فضائل اتفاق، فلسفہ اتفاق، آداب اتفاق، ترتیب اتفاق، مقاصد اتفاق، اوقات اتفاق اور مقدار اتفاق جیسے موضوعات پر تفصیلی بحث کے بعد عدم اتفاق کے عواقب و نتائج پر روشنی ڈالتی ہے۔

www.KitaboSunnat.com

17۔ نماز تہجد:

ساتھ (60) صفحات پر مشتمل یہ مختصر رسالہ، نماز تہجد کی اہمیت، فضیلت اور احکام و مسائل پر مشتمل ہے۔ نماز تہجد ایک مسنون عبادت ہے، ایک وسیلہ تقرب ہے۔ یہ سامان فروغ ذات اور ذریعہ تحسین ذات ہے۔ ایک اعلیٰ جذبہ تشکر اور احساس عبودیت ہے۔ اپنی بے بضاعتی پر ایک احساسِ عداامت ہے۔ اللہ کی بے عیبی کا اظہار و اعتراف ہے۔ ایک وظیفہ خواص و صالحین ہے۔ ایک نصاب قیادت ہے۔ ایک مجلس تعلقہ ہے۔ ایک محفل تدبیر ہے۔ ایک علمی نشست ہے۔ ایک روحانی تربیت گاہ ہے۔

اسلامی قیادت کے لیے ضروری ہے کہ وہ تزکیہ نفس اور فہم قرآن میں اضافہ کے لیے اس اہم ترین نفل، لیکن ضروری عبادت کی اہمیت کو سمجھ کر اس پر عمل پیرا ہونے کی بھرپور کوشش کرے۔

18۔ اعتکاف:

اعتکاف ایک ایسی عبادت ہے، جس کے بے شمار فوائد ہیں۔ آخری عشرے کے اعتکاف کا کم سے کم فائدہ یہ ہے کہ لیلۃ القدر مل جاتی ہے۔ چھتیس (36) صفحات پر مشتمل یہ مختصر رسالہ اعتکاف کی اہمیت اور اس کے فضائل و احکام پر بحث کرتا ہے۔ اس کے فوائد کی ررنی میں اس اہم ترین نفل عبادت کی ترغیب دیتا ہے۔

خلیل الرحمن چشتی

کی مرتب کردہ تمام کتابیں

تحریک محنت پاکستان کے مندرجہ ذیل مکتبات سے حاصل کی جاسکتی ہیں۔

051-453-5334	مرکزی مکتبہ تحریک محنت بالمقابل نیوٹی، جی ٹی روڈ، واہ کینٹ	واہ کینٹ
0321-492-0998	5 عمر ٹاور، فرسٹ فلور، 31 حق اسٹریٹ، اردو بازار، لاہور	لاہور
0321-295-3721	کمرہ نمبر 1، دوسری منزل، آمنہ پلازہ، ایم اے جناح روڈ، کراچی	کراچی
0301-981-5104	معرفت مکتبہ جماعت اسلامی، شتر آباد چوک، محلہ اسلام آباد، پشاور	پشاور
061-458-6245	اندرون پرانی بکر منڈی، حضوری باغ روڈ، ملتان	ملتان
0333-576-1766	الاکرام بلڈنگ، مرید حسن چوک، راولپنڈی	راولپنڈی
0333-655-7598	کمرہ نمبر 23، تیسری منزل، جاوید سنٹر، کچہری بازار، فیصل آباد	فیصل آباد
051-227-3300	مکان نمبر 1، گلی نمبر 38، سیکٹر 2/G-6 اسلام آباد	اسلام آباد
0300-574-6539	کمرہ نمبر 12، خان مارکیٹ، گلشن چوک، سوات	سوات

﴿ہماری آرزو﴾

قرآن و سنت کی خالص، ٹھوس، مستند اور اساسی تعلیمات کو جدید طریقہ ہائے تدریس کے ذریعے، تعلیم یافتہ افراد تک پہنچانا ہماری آرزو ہے۔

قرآن فہمی اور حدیث فہمی کے لیے ایسی آسان اور عام فہم کتابیں مرتب کرنا ہمارا ہدف ہے، جن سے جدید تعلیم یافتہ ذہین افراد کم عرصے میں دین اسلام کو اس کے اصلی مصادر اور ماخذ تک رسائی کے ذریعے سمجھ سکیں اور دنیا کو سمجھ سکیں۔

ہمارا مقصد عربی کی ایسی استطاعت پیدا کرنا ہے کہ انسان قرآن و سنت کو اس کی اپنی اصلی زبان میں راست سمجھنے اور مختلف تفاسیر سے استفادہ کرنے کے قابل ہو جائے اور اصول تفسیر، اصول حدیث اور اصول فقہ کا فہم حاصل کر کے فطیوں سے محفوظ رہ سکے۔

امید کی جاسکتی ہے کہ جدید تعلیم یافتہ طبقہ مختلف کورسز کے ذریعے اپنی فکری اور عملی تربیت کر کے دعوت دین کو اپنی زندگی کا نصب العین بنائے گا اور اسلامی تعلیمات اخوت سے لسانی، نسل، صوبائی اور دیگر گروہی تعصبات کا خاتمہ کر کے، باہمی اسلامی رواداری اور یکجہتی کی فضا قائم کرنے کی کوشش کرے گا۔

www.KitaboSunnat.com

MACRO STRUCTURE OF QURANIC CHAPTERS

ورہ قرآن میں مفید و معاون

چشتی صاحب کا اسلوب جدید ہے، مگر اس کی حدود قرآن و سنت کے بحرِ ذخار سے باہر جاتی کہیں بھی نظر نہیں آتیں۔

(حافظ محمد ادریس مدظلہ العالی)

قرآنی سورتوں کے مفاہیم کو ذہن نشین کرانے کا یہ ایک نیا تجربہ ہے یہ کتاب اساتذہ اور تلامذہ کے لیے تدریس قرآن کا زریعہ بن سکتی ہے۔

(ڈاکٹر کبیر حسین مدظلہ العالی)

ہر سورت کے مضامین کو چارٹ کی شکل میں پیش کرنے کی غالباً یہ پہلی کاوش ہے ایک تصویر ہزار تفسیری الفاظ پر بھاری ہوتی ہے۔ یہ امیج ایک دیر پا نقش ہے۔

(ڈاکٹر توصیف الرحمن)

- ◆ Period of Revelation
- ◆ Chapter Linkage & Connexion
- ◆ key Words and Key Subjects
- ◆ Macro Structure
- ◆ Chapter Summary & Synopsis
- ◆ Chapter Theme

KHALEEL-UR-RAHMAN
CHISHTI

